شریف التواریخ

جلد اوّل

سیّد شریف احمد شرافتؔ نوشاہی

ادارہ معارفِ نوشاہیہ

تذکرہ مشائخِ قادریہ نوشاہیہ

شریف التواریخ

جلد اوّل موسوم بہ

تاریخ الاقطاب

از حضور پر نور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تا حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز (م ۱۰۶۴ھ)

تالیف

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

ادارہ معارفِ نوشاہیہ

ساہن پال شریف
گجرات۔ پاکستان

۱۳۹۹ھ ——— ۱۹۷۹ء

نام کتاب : ———— شریف التواریخ۔ جلد اول۔ موسوم بہ تاریخ الاقطاب

مصنّف : ——— سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ سجادہ نشین دربار نوشاہی۔ ساہنپال شریف

سال تصنیف : ———— ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء

ناشر : ——— ادارۂ معارف نوشاہیہ۔ ساہن پال شریف (ضلع گجرات)

مطبع : ———— بختیار پرنٹرز۔ دربار مارکیٹ۔ لاہور

تعداد : ———— ۱۱۰۰ بار اول

تقطیع : ———— ۱۸ × ۲۲

خطاط : ———— بخامۂ مصنّف (عکس)

تاریخ طبع ونشر : ———— ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

قیمت : -/۷۵ روپے ۱۰۰ ایک ہزار

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ معارف نوشاہیہ۔ ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات

۲۔ ادارہ معارف نوشاہیہ۔ مکان ۵۵ مری سٹریٹ ۲ شالامار ٹاؤن لاہور

۳۔ ادارہ معارف نوشاہیہ۔ نوشاہی منزل محمدی پارک، راج گڑھ لاہور

۴۔ المکتاب۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

۵۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور

۶۔ رضا پبلیکیشنز مین بازار داتا صاحب لاہور

۷۔ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور

۸۔ محمد اسلم سلیم نوشاہی، نوشاہی منزل نوشہ بابا روڈ پیراں والا شیخوپورہ

روضۂ اقدس حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ ساہن پال شریف

پیش کردہ: حکیم قدرت اللہ اقبال، نوشاہی یونانی فارمیسی ۸۹ بی غلام محمد آباد فیصل آباد

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو امام و مقتدائے سلسلۂ نوشاہیہ
شیخ الاِسلام حضرت سیّد حافِظ حاجی محمّد نوشہ
گنج بخش مجدّدِ اکبر قدس سرِّہ العزیز کے اسمِ گرامی سے معنون
کرتا ہوں۔ میری یہ کوشِش آپ ہی کے رُوحانی تصرّفات
کا نتیجہ ہے۔

سیّد شرافت نوشاہی

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی سجّادہ نشین درگاہ حضرت نوشہ گنج بخش ساہن پال شریف

پیش کردہ:- حکیم قدرت اللہ اقبال، نوشاہی یونانی فارمیسی، ۸۹ ب غلام محمد آباد۔ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارش احوال

(از مولانا محمد لطیف زار نوشاہی ۔ بی اے)

یہ ایک حقیقت واقع ہے کہ خداوند متعال جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کام کے ہونے کا حکم دیتا ہے اور وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں اس کام کے مشکل، محال یا بعید از فہم ہونے کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ یہ مفروضات صرف انسانی قوت و قدرت کے ساتھ متعلق ہیں۔ رب کریم کے لیے ہر مشکل و محال کام آسان محض ہوتا ہے ہاں البتہ بعض مواقع پر وہ کچھ علل و اسباب پیدا فرما دیتا ہے اور اس طرح انسانی عقول کو تشکک و شبہات میں بھٹکنے سے محفوظ فرما لیتا ہے۔ ایسا ہی صداقت کا ایک اظہار مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۸ء (۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ) بروز جمعرات محترم المقام مکرمی حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری صدر مجلس رضا لاہور کے مطب میں نماز عصر سے قبل ظہور پذیر ہوا۔ میں حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری ثم لاہوری کے دربارِ دُربار کی آستان بوسی کے بعد حضرت حکیم صاحب قبلہ کے سلام کو حاضر ہوا تو وہاں پر شیخِ طریقت، تیرِ برجِ حقیقت، سجادہ نشین درگاہِ نوشاہِ عالیجاہ حضرت سید ابوالظفر شریف احمد شرافت نوشاہی صاحب مدظلہ العالی کو تشریف فرما پایا۔ اُن سے ملاقات پر معلوم ہوا کہ وہ اپنی نادر تحقیقی تالیفات کا ذخیرہ دار الاولیا ساہن پال شریف سے شالامار ٹاؤن لاہور میں اپنے فرزند ارجمند صاحبزادہ سید سعید الظفر نوشاہی طول عمرہٗ کے گھر منتقل فرما چکے

ہیں۔ اس پر میری خواہش اور حکیم صاحب کی تائید کے ساتھ حضرت پیرِ طریقت نے مجھے مورخہ ۲ر دسمبر ۱۹۷۸ء (۲۴ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ) بروز پیر اپنی لاہور والی قیام گاہ پر حاضری کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ صاحبزادہ قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی بھی اس وقت حکیم صاحب کے ہاں موجود تھے۔ انھوں نے مجھے پیروار کو حضرت کے آستانہ تک پہنچانے کی ہامی بھر لی۔ وقت مقررہ پر نمازِ عصر سے کچھ دیر پہلے میں قاری صاحب طولعمرہٗ کی معیت میں تقبیل عتبہ عالیہ سے سرفراز ہوا۔

حضرت کے محیر العقول مسوّدات ومبیضات اور مطبوعات کو دیکھ کر ناطقہ گنگ اور حواس گم سُم ہو کر رہ گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری عمر اکہتر سال شمسی سے متجاوز ہو چکی ہے اور میں دو سَو سے زائد علمی و ادبی ضخیم کتب کو مرتب ومدوّن کر چکا ہُوں۔ انھیں سے ایک کتاب " شریف التواریخ " حجازی سائز کی تین جلدوں پر اس طرح مشتمل ہے کہ پہلی جلد تیرہ سو صفحات کو محیط ہے۔ اور دوسری جلد سولہ سو صفحات کی ہے تیسری جلد بارہ حصوں میں منقسم ہے۔ سب حصوں کے صفحات پانچ ہزار سے زائد ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ کے دوران حضرت نے فرمایا کہ "صرف ایک شریف التواریخ میری زندگی کے بیش قیمت تریپن سال کی کاوش کا نتیجہ ہے۔" انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ "میں لکھنے پڑھنے نہ اکتایا کرتا تھا، نہ تھکا کرتا تھا، اب بڑھاپے میں تھک جاتا ہُوں لیکن اکتاتا بالکل نہیں۔"

حُسنِ اتفاق سے اس دوران ادارۂ الکتاب لاہور کے مالک جناب سلیم اسمٰعیل چشتی اور تکیہ سردار شاہ نوشاہی بیرون بھاٹی گیٹ لاہور سے متعلق صاحبزادہ افتخار علی شاہ نوشاہی تشریف لے آئے۔ اور کتاب شریف التواریخ کی جلدوں اور حصوں کی ضخامت کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ اور حضرت صاحب کی محنت و کاوش کی بے حد تحسین کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ "میری محنت اور مشقت تو اسی کتاب کے طبع ہو جانے کی صورت میں بارآور ثابت ہو سکتی ہے۔" میں نے اس وقت الکتاب والوں کو ترغیب دی لیکن انھوں نے بتایا کہ اس کام کے لیے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کی ضرورت ہے اور ان کا

ادارہ موجودہ حالات میں اتنے خرچہ کی سکت نہیں رکھتا۔

میں نے اس موقع پر یہ تجویز پیش کی کہ ایک ادارہ بنام "ادارہ معارف نوشاہیہ" قائم کیا جائے اور اس میں ہر ممبر سے مبلغ ایک ہزار روپے بطور عطیہ حاصل کیے جائیں۔ اس طرح ایک سو ممبروں سے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو سکتا ہے اور یہ کارِ خیر خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ میں نے اپنے حلقہ احباب جن کا تعلق قبلہ باباجی مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی میروال شریف کے آستانہ عالیہ سے ہے، کی طرف سے مبلغ دس ہزار روپے کا بفضلِ ایزدی وعدہ کیا اور حضرت صاحب قبلہ نے بھی اپنے متوسلین کی طرف سے دس ہزار روپے کا وعدہ فرمایا۔ نیکہ سردار شاہ والے سید افتخار علی شاہ صاحب نے بھی اپنے متعلقین سے کافی رقم حاصل کر کے پیش کرنے کی یقین دہانی کرائی اور اس خوش آیند ابتدا پر حضرت صاحب نے حسن انجام کے لیے دُعا فرمائی۔ صاحبزادہ سید سعید الظفر نوشاہی اور قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی نے مہمانداری کا اہتمام قابلِ تعریف طور پر انجام دیا۔ مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۷۹ء (۳ر صفر ۱۳۹۹ھ) کو مزید غور و فکر کرنے کے لیے حکیم محمد موسیٰ صاحب کے مطب پر جمع ہونے کے فیصلہ کے ساتھ مجلس برخاست ہوئی۔

مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۷۹ء (۳ر صفر ۱۳۹۹ھ) بروز بدھ حکیم صاحب کے مطب پر ۳ بجے بعد دوپہر اجتماعِ احباب ہوا۔ حکیم صاحب نے جونہی میری تجویز کو سُنا بہت پسند فرمایا اور فرطِ انبساط سے پیشگوئی فرمائی کہ اب کتاب بفضل اللہ تعالیٰ چھپ گئی۔ اس وقت یہ فیصلہ ہوا کہ کتاب کی جلد اول موسوم بہ "تاریخ الاقطاب" کا مسودہ جو کہ حضرت مولف نے بہترین اور دیدہ زیب خطِ نستعلیق میں تحریر کیا ہوا ہے دوبارہ کتابت کے چکر میں نہ ڈالا جائے بلکہ اس کے "پازیٹو" بنوا کر طباعت کرالی جائے۔ اس طرح کتاب کتابت کی غلطیوں سے بھی محفوظ رہے گی اور حضرت صاحب قبلہ کے فنِ خطاطی کا نمونہ بھی قائم رہے گا، نیز خرچہ بھی کتابت سے مقابلۃً کم آئے گا۔ غرض اس وقت حکیم صاحب کے ایک دوست مولوی محمد انور صاحب مالک پرنٹ پر وسس کو جو "پازیٹو" بنانے کا کام کرتے ہیں بلا کر

گیارہ پیسے فی مربع انچ اجرت کے حساب سے فیصلہ کر لیا گیا۔ اور ۱۸ر جنوری ۱۹۷۹ء
(۱۸ صفر ۱۳۹۹ھ) بروز جمعرات کتاب کا مسودہ ان کے حوالے کر کے مورخہ ۲۲ر جنوری
۱۹۷۹ء (۲۲ر صفر ۱۳۹۹ھ) پیروار کے متبرک دن سے کام شروع کرنے کی تاکید کر دی
اور مبلغ اڑھائی ہزار روپے ۲۵۰۰ انھیں پیشگی دے دیئے۔

رقم کی فراہمی کے متعلق رب کریم نے اپنے خزانۂ غیب سے ایسے اسباب پیدا فرمائے
جو میری توقعات سے کہیں زیادہ تھے۔ میرے حلقۂ احباب نے میری تجویز و تحریک پر بڑی
کشادہ دلی سے لبیک کہی۔ دسمبر ۱۹۷۸ء (محرم ۱۳۹۹ھ) کے بعد میں اپنے گاؤں بھیار نو
ضلع شیخوپورہ گیا تو سب سے پہلے حاجی میاں فقیر محمد نوشاہی سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ
ہمارے گاؤں میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور قاری محمد اسلم سلیم کے برادر بزرگ
ہیں۔ جب میں نے انھیں بتایا کہ شریف التواریخ کی طباعت کے لیے میں نے اپنے متعلقین
سے حضرت قبلہ باباجی میروال شریف کے نام پر مبلغ دس ہزار روپے کی پیش کش کر دی ہے
تو وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ کونسی مشکل بات ہے ایک ہزار روپے میں
دے دوں گا اور باقی جس دوست کو تم نے جتنا کہا کوئی انکار نہیں کرے گا۔ چنانچہ بالکل
یونہی ہوا۔ میں نے لاہور آکر اپنے خواص عقیدت مندوں سے رابطہ قائم کیا۔ حکیم قدرت اللہ
اقبال، نوشاہی یونانی فارمیسی فیصل آباد والے جو میرے قبلہ والد محترم حاجی حسین بخش رحمۃ اللہ
علیہ کے ارادت مند ہیں اور میرے ساتھ بھی محبت و عقیدت رکھتے ہیں کو بلا کر مبلغ دو ہزار
کے لیے کہا جو انھوں نے خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اس سے بھی زیادہ تعاون کا وعدہ کیا
چند دن بعد انھوں نے فیصل آباد سے مبلغ دو ہزار روپے نقد بھیج دیئے۔ بشیر جنرل سٹور
نارنگ منڈی والے محمد بشیر نوشاہی ولد حاجی فضل کریم نوشاہی مرید کے منڈی والے۔ چودھری
فضل الٰہی ولد چودھری برکت علی اور قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی سب حضرات نے ایک ایک
ہزار روپے ۱۰۰۰ کا عطیہ دیا۔ اسی طرح چودھری خوشی محمد میونسپل انجینیر بلدیہ گوجرانوالہ اور چودھری
محمد صدیق اوورسیئر ڈسٹرکٹ کونسل لاہور نے بھی ایک ایک ہزار روپے ۱۰۰۰ پیش کیے۔ خود میرے

برادر بزرگ حاجی محمد شریف سجادہ نشین دربار عالی دارالبرکات حسینیہ بریار شریف نے بھی ایک ہزار روپے عنایت فرمائے۔ اسی طرح مسجد غوثیہ چوک راجگڑھ لاہور جہاں راقم بطور خطیب فرائض سرانجام دیتا ہے کے صدر خواجہ رؤف زکریا کچلو جو انجمن اسلامیہ امرتسر کے چیئرمین اور آنریری سیکرٹری فنانس ہیں اور حاجی محمد شریف جو اس مسجد کے نائب صدر اور راج گڑھ کی ایک مقتدر ہستی ہیں۔ ان ہر دو اصحاب نے مبلغ ایک ایک ہزار روپے عطا فرمائے۔ کچلو صاحب نے علمی و ادبی حلقوں میں کتاب کو متعارف کرانے کا وعدہ بھی فرمایا۔ ان کے علاوہ میں نے اپنے نور چشم عزیز القدر مولوی نور محمد ایم اے سلمہ الرحمٰن جو امریکہ کے مرکزی شہر نیویارک کے ایک ہسپتال میں شمسی توانائی کے ذریعہ ادویات سے علاج کے انچارج ہیں کو تحریر کیا، جس پر انہوں نے مبلغ دو ہزار روپے، ایک ہزار اپنی طرف سے اور ایک ہزار اس بندۂ ضعیف راقم الحروف کی طرف سے دینے کے لیے بھیج دیئے۔

میرے کچھ متوسلین نے چھوٹی چھوٹی رقوم بھی بطور عقیدت پیش کیں۔ مثلاً چودھری محمد حسین ولد چودھری فتح دین نے بھی مبلغ تین سو بیس روپے دیئے۔ چودھری محمد شریف ولد چودھری محمد حسین گلی والا بریار نے مبلغ دو سو روپے، چودھری محمد اکرم ولد چودھری بہاول دین گلی والا نے مبلغ پچاس روپے اور میاں خوشی محمد ولد میاں فیروز دین کفشدوز موضع بریار نے مبلغ پچاس روپے دیئے ہیں۔ ان کے حسنِ عقیدت کا ذکر بھی ضروری تھا۔ ان کے علاوہ محترم المقام بابو فیض رسول صاحب نشارہ خدمت سابق ڈائریکٹر شپنگ کارپوریشن کراچی جو قبلہ باباجی مولانا محمد اعظم میروالی کی نگاہِ فیض کے طفیل آسمانِ شہرت تک پہنچے ہیں نے بھی مبلغ دو سو روپے کی رقم ارزانی فرمائی اور جناب محمد حنیف بٹ نوشاہی شفیق وسن پورہ لاہور نے مبلغ یک صد روپے عنایت فرمائے۔

حضرت صاحب قبلہ مولف کتاب ہذا نے اپنے موعودہ مبلغ دس ہزار روپے اپنے متوسلین سے بطریق ذیل جمع کرکے عطا فرما دیئے ہیں:

حاجی راجہ نصراللہ خان	ڈھوک شہانی	۲۰۰۰

چوہدری محمد لطیف سندھو	موکھل سندھواں	۱۰۰۰
مرزا غلام نبی سکندر	نوشہ انڈسٹری گوجرانوالہ	۱۰۰۰
چوہدری ذوالفقار علی چٹھہ	کراچی	۱۰۰۰
سید غلام حسنین	کوٹلی تارڑاں	۵۰۰
ڈاکٹر محمد اسلم	شیخوپورہ	۵۰۰
مرزا محمد اسمٰعیل آہن فروش	مریدکے	۵۰۰
مہر محمد عاشق ارائیں	لیّہ	۴۰۰
میاں محمد عباس اختر	سیالکوٹ	۳۰۰
چوہدری محمد شریف چیمہ	ابدال	۳۰۰
مرزا محمد نذیر اختر	چک مانو	۲۰۰
ابوالبرق صوفی بشیر احمد	بھکھی	۲۰۰
چوہدری محمد صفدر تارڑ	گوجرانوالہ	۲۰۰
سید علی احمد کاظمی	بدوملی	۲۰۰
برکت علی جنگڑ	بگی والہ	۲۰۰
مستری محمد اکرم	ڈھب چیمہ	۲۰۰
چوہدری محمد نواز چیمہ پٹواری	ابدال	۱۰۰
صوفی محمد امین	لاہور	۱۰۰
مستری محمد یوسف	گوجرانوالہ	۱۰۰
سائیں امام دین فقیر	کوٹ وارث	۱۰۰
ڈاکٹر بشیر محمد سجاد	تکی	۱۰۰
چوہدری مشتاق احمد تارڑ	پیرکوٹ	۱۰۰
عمر حیات سیال	چک جانو	۱۰۰

چودھری اللہ لوک رہاڑ	کوٹ رہاڑ	۱۰۰
اہلیہ بی بی زوجہ اسمٰعیل	مریدکے	۱۰۰
محمد اکرام نسیم	مریدکے	۱۰۰
چودھری محمد شہباز چیمہ	ابدال	۱۰۰
چودھری خورشید احمد پٹواری	شیر گڑھ	۱۰۰
خلیفہ کرم دین	جھنڈیوالی	۱۰۰

کل میزان ۱۰۰۰۰

امداد غیبی کا اندازہ یوں ہوسکتا ہے کہ مورخہ ۳ رجنوری ۱۹۷۹ء (۳ رصفر ۱۳۹۹ھ) کو حکیم محمد موسیٰ صاحب کے مطب میں احباب جمع تھے۔ حضرت صاحب بھی تشریف فرما تھے کتاب کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب وہاں تشریف لائے جو بہت معزز آدمی تھے انھوں نے کہا "میرا نام غلام حسین ہے، میں چودھری گڈز ٹرانسپورٹ کا مالک ہوں۔ قادری نوشاہی سلسلہ میں ارادت رکھتا ہوں مجھے کتاب "مواعظ نوشہ پیر" کی ضرورت ہے جو مجھے مل نہیں رہی"۔ میں نے کہا یہ کتاب آپ کو اسی جگہ سے مل جائے گی۔ یہ کتاب مرتبہ سید شرافت نوشاہی صاحب احقر نے چھپوائی تھی اور اس میں حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ٹھیٹھ پنجابی مواعظ ہیں۔ میرے پاس اس کی وافر کاپیاں موجود ہیں، ساتھ ہی میں نے اس روز کے اجتماع کا مقصد بتایا۔ انہوں نے بغیر کسی تفصیلات میں جانے کے فوراً وعدہ کیا کہ وہ ۱۰ رجنوری ۱۹۷۹ء (۱۰ رصفر ۱۳۹۹ھ) کو مبلغ ایک ہزار روپیہ حکیم صاحب کو پہنچا دیں گے اور اس تاریخ کو کتاب "مواعظ نوشہ پیر" بھی لے لیں گے۔ چنانچہ انھوں نے وعدہ پورا کیا اور آئندہ بھی ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

واقعات بالا، احباب اور عقیدت مند حضرات کے تعاون کو منظر عام پر لانے کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن کتاب "شریف التواریخ" کی طباعت اور اشاعت کے ضمن

میں چند حقائق ایسے بھی ہیں جن کے پیش کرنے سے تصویر کے صحیح رُخ کی عکاسی ہو جائے گی

(۱) شریف التواریخ خطی، جلد دوم، طبقہ اول ص ۲۱۱ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ سید غلام مصطفےٰ المتخلص بہ نوشاہی کو جو واجب الاحترام مولف کے والد بزرگوار تھے مشاہدہ میں حضرت سرورِ کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب "شریف التواریخ" کو دیکھ کر فرمایا:

"ایہہ کتاب وڈھیا لکھی گئی اے۔"

(۲) شریف التواریخ خطی، جلد دوم، حصہ دہم کے صفحہ ۲۵۲ پر حضرت سید غلام مصطفےٰ نوشاہی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی بحوالہ کتاب کنز المعرفت خطی۔ ملفوظات حضرت موصوف، جلد چہارم، باب سوم، ص ۲۷۵، ۳۰، ۱۳ھ میں شریف التواریخ کے بارے میں نقل فرمایا ہے کہ:

"کتاب کے چھپنے کے غیبی آثار پیدا ہو جائیں گے اور کتاب چھپ جائیگی۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

(۳) کنز المعرفت خطی کے ص ۴۴۴ میں یہ بھی تحریر ہے کہ "ہمیں کتاب کے چھپ جانے کے متعلق القا ہوا ہے۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

(۴) پھر اسی کتاب کے باب ۱۱، ص ۳۴۷ پر درج ہے کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نوشہ گنج بخش کے روضۂ اطہر سے ایک بزرگ باہر تشریف لاتے ہیں اور درگاہِ عالیہ کی کھوہی (چاہ) کے پاس کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کتاب "شریف التواریخ" کو ہم نے خود چھپوانا ہے کسی کو چھپوانے نہیں دینا۔"

(۵) نیز اعلیٰ حضرت سید غلام مصطفےٰ صاحب کی کتاب "فیض محمد شاہی" خطی کی جلد ہفتم، صفحہ ۱۰، اپر درج ہے کہ پیر وار ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ/۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء بوقت ۲ بجہ

سمٹ ۲ بخانہ رحمت کمہار ساکن گا جر گولہ ہم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے دربار سے ایک آدمی نکلا ہے جس کا نام اسلام ہے وہ کہتا ہے کہ "شریف التواریخ" کو میں خود چھپواؤں گا بالکل کوئی اور نہ چھپوائے۔"

اس مقام پر حضرت مولف قبلہ جو بحر العلوم بھی ہیں اور استادِ فن بھی، مرشد کامل بھی ہیں اور شیخِ زمن بھی، نے ایک نادر تشبیہ پیدا کی ہے۔ فرماتے ہیں کتاب کی طباعت کی خدمت پر بظاہر چونکہ راقم آثم بندہ گنہگار محمد لطیف زار کو مامور کیا گیا ہے "اسلام" اور "لطیف" کے اعداد میں بحسابِ علم ابجد صرف تین کا فرق ہے۔ چونکہ کتاب باہتمام محمد لطیف چھپ رہی ہے اس لیے " بالطیف" اور " اسلام" کے اعداد برابر ہیں۔ لہٰذا یہ پیشگوئی اپنے منصۂ شہود پر پہنچ چکی ہے۔

حضرت صاحب کا ارشاد سر آنکھوں پر، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جب مجھ جیسے ضعیف الیقین کو اس خدمت کا موقع عطا کیا گیا ہے تو میں بھی نوشاہِ عالی جاہ سے فیض یاب ہوں اور مجھ پر جو کرم ربِ قدیر اور لطفِ رسول بے مثیل و بے نظیر ہے وہ سب انہیں خاصانِ بارگاہ کی عنایات کا صدقہ ہے اور یہ جو پیشگوئی میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کام ہم نے خود ہی کرنا ہے تو میں بھی انہیں کا ہوں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے تمام نوشہ نیک نام کی بندہ پروری کے طفیل ہے اور اب یہ کام بفضل حق تعالیٰ شروع ہو چکا ہے اور نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ یہ تھی ابتدا اس کام کی جسے ہم اپنے قیاس کے مطابق بہت مشکل سمجھتے تھے اور جس کے لیے قادرِ مطلق نے بہترین اسباب مہیا فرما دیے ہیں اور یہ محض ہماری کوتاہ نظری تھی ورنہ فاعل حقیقی تو وہ خود ہی ہے اور یہ اس کا کرم خاص ہے کہ یہ ضخیم تاریخ حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر پیشِ قارئین ہے۔

نفس مضمون کے لحاظ سے تاریخ کو ایک خشک مضمون خیال کیا جاتا ہے اور عام علمی قاری اس سے چنداں لطف حاصل نہیں کرتا۔ بالخصوص جہاں تاریخ کے ساتھ سیرت نگاری کو جزوِ مضمون بنایا گیا ہو اور تحریر کو رطب و یابس سے پاک رکھا گیا ہو تو

معاملہ کچھ عجیب صورت اختیار کر جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس کتاب زیر نظر میں مضامین کو اس رنگ میں مربوط کیا گیا ہے اور ترتیب و تدوین میں وہ کاوش کی گئی ہے کہ کتاب کو شروع کر دینے کے بعد گوناگوں نیرنگیاں ذوقِ سلیم کو تسکین بخشتی ہیں۔ نئے نئے مطالب سامنے آتے ہیں اور نادر تحقیق مضامین اور متنوع اسالیب بیان جلوہ نما ہوتے ہیں۔ کتنے حالات اور حکایات جو صحت طلب تھے یا مشکوک سمجھے جاتے تھے مکمل حوالجات کے ساتھ ان پر سیر حاصل تبصرہ کر کے ان کی صحیح صورت کو پیش کر دیا گیا ہے۔

مثلاً حضور غوث الثقلین سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرشد حضرت ابو سعید مبارک کو مخزومی پڑھا اور سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن حضرت مولف زاد برکاتہ نے نہایت وقیع حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مخزومی نہیں بلکہ مخرمی تھے۔ اور مخزومی غلط طور پر مشہور ہو گیا ہے۔ "تاریخ جلیلہ" کے مصنف نے بھی بلا زحمت تحقیق انھیں مخزومی ہی لکھ دیا۔ اسی طرح عام کتب "تاریخ" کی بے اعتنائی کی تقلید میں مورخین نے حضرت ابو سعید مبارک مخرمی کے مرشد حضرت ابوالحسن کو ہنکاری لکھ دیا ہے۔ مولف کتاب ہذا نے اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر ۶۳۱ اور ۶۳۲ پر قاضی ابن خلکان کی کتاب "وفیات الاعیان" جلد اول کے صفحہ ۳۴۹، اور امام ابن الاثیر جزری کی کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب و اختصار انساب السمعانی قلمی، ورق ۹۴ ب کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوالحسن ہکاری تھے اور ہنکاری محض غلط ہے۔ غرضیکہ صاحبِ تاریخ نے جہاں ایک مورخ کے فرائض کو بطریق احسن سرانجام دیا ہے وہاں تصاویر کے صحیح رخ کو پیش کرنے کے لیے بے حساب کتب کی ورق گردانی کی ہے اور گوہر مقصود کے حصول کے لیے متاعِ حیات کو بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کیا اور اپنی بے پایاں کاوش اور محنت پر حق تصنیف تک کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہماری دعا ہے کہ رب ذوالجود والاکرام حضرت مصنف کی عمر اور ہمت میں برکت عطا فرمائے اور ادارہ معارف نوشاہیہ کو توفیق بخشے کہ کتاب شریف التواریخ کے باقی حصوں کو بھی منظرِ عام پر لا سکے۔ اس حصہ کتاب کے لیے بندہ

ناچیز نے مادہ تاریخ پر بھی فکر کیا ہے جس میں حضرت مصنف کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

قطعہ

ایں ہدیۂ خلوص جنابِ شرافت است
واللہ از عنایت ہر خاص و عام بہ
از سالِ طبع بے دل زار ایں چنیں بخواں
فیض کرام نوشہ گردوں مقام بہ
۹ ۷ ۹ ۱ ۶

وہ کام جسے ہم اپنی کم مائگی کے پیشِ نظر مشکل اور محال خیال کرتے تھے رب کریم نے اپنے خاصانِ بارگاہ کے طفیل اسے آسان بنا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

؎

مشکل نظر جو آ رہی تھی سہل ہو گئی
یک زار کرم نوشہ گردوں مدار ہے
۹ ۹ ۳ ۱ ھ

○

گدائے کوئے نوشاہِ عالیجاہ
محمد لطیف زار قادری نوشاہی

نوشاہی منزل
محمدی پارک۔ راج گڑھ لاہور
۹ رمئی ۱۹۷۹ء
۱۱ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

تقریب

از محمد اقبال مجددی

عالم اسلام میں صوفیہ کے جو تذکرے تصنیف ہوئے ان میں سے ابتدائی تذکروں کی حیثیت صوفیہ کے مناقب، ان کی تعلیمات اکابر کی نصیحت آموز حکایات کے مجموعوں کی سی ہے، چنانچہ اگر ہم ان ابتدائی تذکروں کا ایک سرسری جائزہ لیں تو صوفیہ کے تذکروں کی ترتیب میں بہت نمایاں فرق نظر آئے گا۔ ابتدائی تذکرے یہ ہیں:

۱۔ "تاریخ مشایخ" از محمد بن علی حکیم ترمذی (ف ۲۵۵ھ)

۲۔ کتاب طبقات النساک از ابوسعید احمد بن محمد عزی ابن الاعرابی (ف ۳۴۱ھ)

۳۔ کتاب اخبار الصوفیہ والزہاد از ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان (ف ۳۴۲ھ)

۴۔ اللمع از محمد بن احمد بن ابراہیم مشہور بہ بوبکر مفید جرجرائی (ف ۳۶۴ھ)

۵۔ کتاب اسامے مشایخ فارس از ابوعبداللہ محمد بن خفیف (ف ۳۷۱ھ)

۶۔ معجم الشیوخ از ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن داؤد مستملی بلخی (ف ۳۷۶ھ)

۷۔ طبقات الصوفیہ از ابوالعباس احمد بن محمد بن زکریا زاہد نسوی خراسانی (ف ۳۹۶ھ)

۸۔ تاریخ بوبکر محمد بن عبداللہ رازی (استادِ سُلمی)، (ف حدود ۴۰۰ھ)

۹۔ حلیۃ الاولیاء از ابونعیم (ف ۴۳۰ھ)

۱۰۔ طبقات الصوفیہ از عبداللہ انصاری ہروی (ف ۴۸۱ھ)

۱۱۔ کشف المحجوب از علی بن عثمان ہجویری ملقب بہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری (ف حدود ۵۰۰ھ)

۱۲۔ التصفیہ فی احوال المتصوفہ از قطب الدین ابومظفر منصور بن اردشیر العبادی (ولادت ۴۹۱ھ)

مسلمانوں کے فنون میں ایک اہم فن تذکرہ نویسی ہے۔ ہمارے نزدیک اسے تاریخ کی ایک شاخ قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی تدوین و تالیف کا آغاز پہلی صدی ہجری میں ہی ہو گیا تھا اور اسلامی تاریخ نویسی کا آغاز تیسری صدی ہجری میں ہوا۔ گویا تذکرہ نویسی یا سوانح نگاری کو تاریخ نویسی پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن تاریخ نویسی کے فن اور مورخین کو بہت جلد اہلِ ثروت کا سہارا مل گیا اور اس نے اتنی ترقی کی کہ عہد حاضر کے مورخین نے تذکرہ نویسی کو علم تاریخ کی ایک شاخ ہی قرار دے دیا۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعد سوانح نگاری حدیث کے راویوں کے حالات جاننے کا ذریعہ بنی رہی۔ اس طرح علم اسماء الرجال کے فن کی مستقل طور پر بنیاد رکھ دی گئی۔ پھر صحابہ کرام، تابعین، حفاظ اور صالحین کے حالات پر مستقل کتابیں لکھی جانے لگیں۔ اس طرح سوانح نگاری کا فن بتدریج لیکن سبک رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بعد صوفیہ کی عملی زندگی عوام کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہو سکتی تھی اس لیے اب سوانح نگاری کا مدار یہی شخصیات بننے لگیں۔

صوفیہ کے سوانح نگاری کا آغاز ہماری دانست کے مطابق اس طرح ہوا کہ ابتدا میں ان کی تعلیمات و اقوال کو عام کرنے کے لیے انھیں یکجا کیا جانے لگا۔ پھر ان اقوال کی تشریح و توضیح کے لیے رسائل مرتب ہونا شروع ہوئے۔ پھر صاحب اقوال کے حالات و کمالات اور نام و نسب کے بارے میں بھی ان پر اضافے ہونے لگے۔ اس طرح صوفیہ کے تذکرے وجود میں آئے۔ ابتدا میں یہ تذکرے نہایت سادہ نوعیت کے تھے اور ان کا مقصد وحید ان کی تعلیمات کو اُجاگر کرنا ہوتا تھا۔

پھر علاقائی تقاضوں اور وہاں کے باشندوں کے مزاج کے مطابق ان تذکروں میں ابواب و فصول کا اضافہ ہوتا رہا۔ ہم اس وقت صرف پاکستان و ہند میں تصنیف ہونے والے صوفیہ کے تذکروں پر بحث کریں گے۔

پاک و ہند میں وجود آنے والے ابتدائی تذکرے بڑی حد تک ان تذکروں کا پرتو ہیں جن

کی فہرست ہم نے شروع میں دی ہے یعنی عرب وعجم خصوصاً ماوراء النہر میں جو تذکرے لکھے گئے پاکستان وہند کی تذکرہ نویسی پر اس کے گہرے اثرات ہیں۔ یہاں تصنیف ہونے والے صوفیہ کے تذکروں میں حسب ذیل خصائص پائے جاتے ہیں :

۱۔ حالاتِ زندگی سے زیادہ ان کے مناقب احاطۂ تحریر میں لائے گئے۔

۲۔ ابتدا میں جو صوفیہ یہاں آتے ان کا مقصدِ ہجرت محض تبلیغِ دین تھا۔ ان کے راستے میں رکاوٹ بننے والے یہاں کے غیر مسلم مذہبی رہنما شعبدہ باز، جادوگر اور کاہن تھے جو اپنے کرتبوں سے یہاں کے سادہ لوح عوام کو اپنے جال میں پھنساتے تھے، ان کے مقابلہ میں صوفیہ کرام توکل و رضا کے پیکر تھے۔ جب یہ لوگ ان کے آڑے آئے تو ان مسلمان صوفیہ کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کرامت کے اظہار کی اجازت مرحمت فرمائی یعنی انھیں اظہارِ کرامت کے وصف سے نوازا اور بہت سے عوام صوفیہ کرام کی محض کرامات سے متاثر ہو کر ہی راہِ راست پر آگئے۔

۳۔ پھر یہ کرامات صوفیہ کے تذکروں میں تحریر کی جانے لگیں اور آہستہ آہستہ صوفیہ کے تذکرے محض کرامات کا مجموعہ ہی بن کر رہ گئے۔ بعض تذکرے تو اوّل سے آخر تک صوفیہ کی کرامات سے مملو ہیں۔

۴۔ اس طرح تذکروں کا مقصدِ تصنیف بڑی حد تک مجروح ہوا۔ یہاں تک کہ ایک ایسا دور آیا کہ صوفیہ کے ذاتی حالات اور تعلیمات بالکل پس منظر میں چلی گئیں اور ان کی خرقِ عادات کے قصے مزے لے لے کر بیان کیے جانے لگے۔

۵۔ بہت سے غیر محتاط، کم علم اور عقیدت کیش مریدین نے اپنے مشایخ کے اس قسم کے تذکرے مرتب کیے اور ان میں غیر ثقہ و غیر مصدقہ باتیں شامل کر دیں اور صاحبِ سوانح کی طرف غیر ثقہ باتوں کو منسوب کر دیا کہ اگر انھیں واقعی صاحبِ سوانح سے کوئی نسبت دی جائے تو ان کا اسلام مشکوک ہو جاتا ہے۔

۶۔ ایک اور اہم نکتہ یہاں کی تذکرہ نویسی کے بارے میں یہ ہے کہ یہاں "تذکرہ نویسی کا فن

باقاعدہ عرب محدثین و ماہرین رجال حدیث کے ذریعہ متعارف نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ عربی تذکروں میں جس احتیاط، جرح و تعدیل اور اسناد و اصل کا خیال رکھا گیا ہے وہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سوا کسی ہندی تذکرہ نویس کے ہاں نہیں ملتے۔ اس کے برعکس جن ہندوستانی مسلمانوں کے تذکرے خود ہندوستانی مصنفین نے عرب میں عرصہ تک رہ کر لکھے ہیں ان میں احتیاط کی تمام مذکورہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً نتائج الحرمین۔ [درحالات حضرت شیخ آدم بنوڑی رح (ف ۱۰۵۳ھ)]

۷۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) چونکہ خود محدث اور نہایت محتاط مصنف تھے اس لیے انھوں نے صوفیہ کا تذکرہ اخبار الاخیار لکھ کر پاکستان و ہند کے تذکرہ نویسوں کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔ گویا یہاں کے صوفیہ کی تذکرہ نویسی میں ایک نئے یعنی انتقادِ روایات کا رواج پڑ گیا۔ گو اس کی پیروی بہت کم مصنفین نے کی تاہم اس باب میں جدید سائنٹیفک تحقیقات کی خشتِ اوّل حضرت شیخ محدث نے ہی رکھی۔

۸۔ حضرت شیخ محدث نے اخبار الاخیار (۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء) لکھ کر تذکرہ نویسی کے فن میں جس انقلاب، تبدل، تجدد اور تحقیق کی طرح ڈالی تھی اس کی پیروی کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

۹۔ رہیں سیاسی کتب تاریخ، تو وہ سماجی زندگی کے آثار اور علماء و صوفیہ کے حالات سے (بجز چند) خالی ہیں۔ دراصل تذکرہ نویسوں نے تذکرہ نویسی کے فن کو بلاوجہ نہیں اپنا لیا اور یہ خیال بھی خام خام ہے کہ صوفیہ نے اپنی مدح سرائی کے لیے اپنے حالات پر تذکرے لکھوائے۔ بلکہ تذکرہ نویس شعوری طور پر سیاسی کتب تاریخ کی اس ناانصافی کو محسوس کر چکے تھے، کئی تذکرہ نگاروں نے واضح الفاظ میں اس کی شکایت بھی کی ہے۔ مثلاً " محمد غوثی شطاری نے گلزار ابرار (۱۰۲۲ھ) میں قاضی منہاج سراج کی طبقات ناصری میں اس وقت کے علمی اور مذہبی حالات سے کلیتہً اجتناب کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے"[1]

[1] نظامی، خلیق احمد، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔ دہلی ۱۹۵۸ء، ص ۱۰۲

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی سے پہلے عموماً ایسے تذکرے وجود میں آئے جن میں ہر قسم کی روایات کو محفوظ کرنے کے خیال سے جمع کر دیا گیا۔ حضرت شیخ محدّث کی اخبار الاخیار کے بعد تذکرہ نویسوں میں روایت کو پرکھنے کا قدرے شعور ہوا، دریافت شدہ تذکروں میں یہ شعور خاصی سُست رفتاری کے ساتھ ارتقاء کی منازل طے کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ محدّث کے بعد صوفیہ کے جو عمومی تذکرے لکھے گئے ہیں یعنی گلزار ابرار، کلمات الصادقین، ثمرات القدس، مجمع الاولیاء، سفینۃ الاولیاء، معارج الولایت، ریاض الاولیاء، مآثر الکرام اور خزینۃ الاصفیاء۔

ان تذکروں کی انفرادی خوبیوں سے قطع نظر ان میں صحتِ روایت، اصول درایت، اور شیخ محدّث کے طریقۂ کار کی نہ تو تقلید ہی ملتی ہے اور نہ ہی ان کی فکر کو آگے بڑھانے کی سعی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۱۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ) نے رسالہ "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" لکھ کر پاکستان و ہند کی تذکرہ نویسی میں مزید احتیاط، غور و فکر اور صحتِ روایت کی مثال قائم کی [18] جس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مکتبِ فکر کو عملی صورت میں استعمال کیا گیا۔

۱۲۔ آزاد بلگرامی کی مآثر الکرام میں بھی تنقیدِ روایت، صحتِ اندراج اور اسناد کا اہتمام کیا گیا ہے اسی طرح مفتی غلام سرور لاہوری (ف ۱۳۰۷ھ) نے روایت کی صحت، کئی متضاد روایات نقل کرنے کے بعد ان میں سے مرجح روایت کی صحت کے بارے میں دلائل دینے کا اہتمام کیا ہے۔ پھر خصوصیت سے صوفیہ کے سنین ولادت و وفات کی دریافت نے بعد کے تذکرہ نویسوں کو نئی نئی راہیں نکالنے کے لیے دعوتِ فکر دی۔

صُوفیہ کے جدید تذکرے

جدید تذکروں سے مراد صوفیہ کے وُہ تذکرے ہیں جنھیں اسلامی اصول رجال، روایتؒ ودرایت کے ساتھ ساتھ جدید سائنٹفک اصولوں کے مطابق تصنیف کیا گیا ہو۔ ہماری تحقیق کے مطابق پاکستان وہند میں جدید تذکرہ نگاری کا آغاز اس وقت ہُوا جب مستشرقین یورپ نے صوفیہ کی تصانیف کے متون ایڈٹ کر کے ان پر تنقیدی حواشی ومقدمات کے اضافے کیے جب یہ ایڈیشن یہاں پہنچے تو یہاں کے مصنفین کو روایتی تذکرہ نویسی کی روش سے ہٹ کر جدید طرز اپنانے کا خیال ہوا۔

مولانا شبلی وحالی کے سوانحی ادب نے مزید غور وفکر کی دعوت دی بار دوسرے مشہور رسالہ معارف دارالمصنفین اعظم گڈھ (اجرا ۱۹۱۶ء) میں صوفیہ کرام پر تحقیقی مقالات نے اس کام کو زیادہ تقویت دے کر تصنیف وتالیف کے لیے میدان ہموار کیا۔

سید مقبول احمد صمدنی کی حیات جلیل (مطبوعہ ۱۹۲۹ء) حکیم سید شمس اللہ قادری کے صوفیہ پر مقالات اور رسالہ اسلامک کلچر حیدر آباد دکن میں پاکستان وہند کے صوفیہ پر مختلف اہل قلم کے گراں بہا تحقیقی مقالات نے ایک ایسی فضا پیدا کر دی جس نے صوفیہ کی تصانیف کی نہ صرف اہمیت واضح کر دی بلکہ ان پر تحقیقی کام کے لیے بھی اہلِ علم کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

ان حالات میں جن مصنفین نے اس میدان میں نمایاں کام کیا ان میں جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحبِ تاریخ مشائخ چشت، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ فرید الدین گنج شکر (سوانح بزبان انگریزی) اور ترتیب وتحقیق خیرالمجالس وغیرہ نے اپنے کام کا مدار صوفیہ کرام کے احوال وآثار کی دریافت اور جدید طریق کار کے مطابق ان کی ترتیب وتہذیب کی۔ ان کے بعد ہمارے ملک کے نامور محقق جناب پروفیسر محمد ایوب قادری نے تذکرہ علماء ہند کا جدید ترجمہ، تعلیقات اور مقدمات کے ساتھ اس کی اشاعت کی جس سے متاثر ہو کر اہلِ علم حضرات نے اپنے کام کے دھارے اس طرف موڑ لیے۔

تذکروں کی اقسام

صوفیہ کرام کے تذکرے کئی قسم کے ہیں ان میں عمومی تذکرے وُہ ہیں جو سارے عالمِ اسلام کے صوفیہ کے احوال ومقامات کے بارے میں لکھے گئے ہیں پھر ان کی بھی کئی اقسام ہوگئیں یعنی ایک ملک کے تمام سلاسل کے صوفیہ کے حالات پر عمومی تذکرے وجود میں آنے لگے۔

تذکروں کی دوسری قسم خصوصی تذکرے ہیں۔ یعنی صرف ایک سلسلۂ سلوک کے مشایخ ان میں بھی سلاسل کی شاخوں کے مطابق الگ الگ تذکرے مرتب ہوئے ہیں۔ مثلاً چشتی سلسلہ میں شاخ فریدیہ، نظامیہ اور صابریہ وغیرہ۔

بعد کو تذکرہ نویسوں نے صرف اپنے سلسلۂ سلوک کے مشایخ کے حالات تحریر کرنے پر اکتفا کی۔

تذکرہ کی تیسری قسم مفرد تذکرے ہیں ان میں ایسے تذکرے شامل ہیں جو فردِ واحد کے احوال و آثار و افکار و مناقب پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یعنی اگر کسی سلسلۂ سلوک کا راہنما ایسی جاذب جاذبِ شخصیت کا مالک ہے تو اس کے لیے مفرد تذکرہ تحریر کیا گیا۔ اس کا اطلاق غالباً ہر سلسلہ پر ہوسکتا ہے۔

تذکرہ نگاری کے قواعد وضوابط

تذکرہ نگاری کے اصول وضوابط پر اب تک کوئی مستقل کتاب وجود میں نہیں آئی اور نہ تذکرہ نویسوں نے اپنے تذکروں میں اس موضوع پر بحث کی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ اس فکر سے بے بہرہ تھا، چند محدثین تذکرہ نگاروں کو چھوڑ کر جنہوں نے علم الرجال میں جرح و تعدیل سے استفادہ کیا ہے باقی تمام تذکرہ نویس تنقیدِ روایات اور سند و اصل کے اصول کو فراموش کرکے تذکرے مرتب کرتے رہے۔ اس لیے ان کے ہاں اس فن کے قواعد وضوابط کی تلاش بے سُود ہوگی۔

البتہ تذکرہ نگاروں کے احوال و آثار پر چند کتابیں ضرور لکھی گئی ہیں[1] جن میں اس فن کے اصول و ضوابط پر توجہ نہیں دی گئی۔ پہلی کوشش میں جو کچھ ان تذکرہ نویسوں کے ذہن میں آیا انھوں نے اسے تنقیدی افکار کے بغیر ہی صفحۂ قرطاس پر نقش کر دیا۔ صوفیہ کے تذکرے ایک دوسرے کی بے ہنگم تقلید کے باعث شدید تنقیدات کی زد میں آ گئے۔

پنجاب میں تذکرہ نویسی

چونکہ کتاب حاضر کا تعلق خطۂ پنجاب سے ہے۔ اس لیے ہمیں اس مقدمہ میں صرف پنجاب کے صوفیہ کے تذکروں کے بارے میں چند نکات پیش کرنا ہیں:

"تذکرہ نگاری کے اعتبار سے پنجاب نہایت ہی محروم القسمت خطہ ہے، یہاں کا علمی سرمایہ حملہ آوروں اور مسلم دشمن حکومتوں کے ہاتھوں تباہ ہو چکا ہے۔ جو بچ رہا تھا خود مسلمانوں کی بے حسی کی وجہ سے دیمک کی نذر ہو کر تاریک کنوؤں اور دریا کی موجوں میں سمو چکا ہے۔ باقی مآخذ اس قدر کم تعداد میں ہیں کہ اگر سنینِ تصنیف کے اعتبار سے ان کی فہرست مرتب کی جائے تو ایسے خلا نظر آتے ہیں جنہیں پُر کرنا ناممکن ہے۔

پنجاب کی ابھی تک کوئی باقاعدہ اور تحقیقی تاریخ نہیں لکھی گئی۔ اس موضوع پر کام کرنے والوں نے فقط رسمی ابواب کے تحت چند باتیں بنا کر ٹال دیا ہے، اس سلسلہ میں صوفیہ کے تذکروں کو اہمیت دینا یا انھیں مآخذ کی حیثیت سے استعمال کرنا تو درکنار انھیں چھو کر بھی نہیں دیکھا گیا۔

---

[1] بزرگ تہرانی: مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال۔ ایران ۱۹۵۹ء

علی رضا نقوی: تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان۔ تہران

احمد گلچیں معانی: تاریخ تذکرہ ہای فارسی۔ تہران

فرمان فتح پوری: اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری۔ لاہور ۱۹۷۲ء

ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کی سیاسی، ثقافتی اور روحانی تاریخ میں جو خلا پائے جاتے ہیں انھیں پُر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔

ذیل میں ہم پنجاب کے صوفیہ کے چند بنیادی تذکروں کی فہرست دے رہے ہیں جن کی بنیاد پر مذکورہ کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

شریف التواریخ

قادریہ سلسلۂ طریقت کی ایک مشہور شاخ ہے سلسلہ نوشاہیہ، جس کے بانی حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری (ف ۱۰۶۴ھ/ ۱۶۵۴ء) تھے۔ یہ سلسلہ زیادہ تر پنجاب میں مروج ہوا۔ پیش نظر کتاب اسی طریقۂ تصوف کی ایک تاریخ ہے۔

ضخیم و حجیم شریف التواریخ جس کی تین جلدیں اور آٹھ ہزار سے زائد صفحات ہیں، پنجاب کی تاریخِ تصوف کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یقیناً سلاسلِ تصوف میں سے کسی سلسلہ کا اتنا بڑا اور جامع "تذکرہ" آج تک مرتب نہیں ہوا جتنا شریف التواریخ ہے مجھے شریف التواریخ کو ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء سے اب تک کئی مرتبہ دیکھنے، اس کے مختلف حصص پڑھنے اور مطلوبہ مواد کی نقل و اقتباس کا موقع ملا ہے۔ نیز اس کتاب کی تیسری جلد (۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء تا ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) راقم کی موجودگی میں تالیف کے مراحل طے کرتی رہی ہے۔ مجھے مؤلف کو اس کے لیے مواد جمع کرتے اور مسودۂ مبیضہ کی صورت دیتے ہوئے متعدد بار مشاہدے کا موقع ملا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کے عمل کے عینی شاہد کی حیثیت سے مجھے چند اہم نکات پیش کرنا ہیں:

۱۔ جب ہم اس کتاب کا بلحاظ ترتیب (   ) مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ جلد اول دوسری دونوں جلدوں سے طریقۂ تحقیق و تصنیف، استدلال، استخراجِ نتائج، وقائع کے تقابل اور اصولِ نقد و نظر کے اعتبار سے مختلف ہے۔

اس کی جلد اول بالکل متقدمین کے طریقۂ تصنیف کے مطابق ہے۔ پہلی جلد کی تکمیل (۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کے بعد ہوئی جب کہ مولف کی عمر کل ۲۹ سال تھی۔ لیکن اس کے بعد انھیں بہت کچھ مطالعہ کا موقع ملا، تجربہ، بے پناہ صلاحیتوں اور اپنی خداداد ذہانت سے انھوں نے بہت جلد مغربی طریقۂ تصنیف و تالیف کے پیروکار مصنفین کی صحبت سے اثرات قبول کر لیے، اور دوسری و تیسری جلدوں میں اس نئے رنگ کی آمیزش نے قدیم وجدید کے درمیان ایک نہایت حسین امتزاج پیدا کر دیا ہے۔ ہم نے اس درمیانی منزل کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ مغرب کے مقلد مصنفین نے مغرب کا محض طریقۂ تصنیف اپنایا ہے، تصنیف و تالیف کیلیے جس ابتدائی اور محکم علم کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہونے کے سبب متعینہ راہوں سے بھٹک جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تو وہ مغرب کو متاثر کر سکتے ہیں اور نہ مشرق کو کچھ دینے کے قابل رہتے ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ پیشِ نظر کتاب کے مولف اسی درمیانی کڑی کے ستون ہیں۔

۲۔ معاشرے کے افراد کے مختلف طبقات میں سے طبقۂ صوفیہ پر تحقیق کرنا خاصا دشوار کام ہے کیونکہ یہ گروہ اخفائے حال کو ترجیح دیتا ہے، ان کے احوال تحریر کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں دوسرے اس طبقہ کے افکار کی شرح و تقریب کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے عصرِ حاضر کے اس موضوع پر کام کرنے والے مصنفین بے بہرہ ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی کتابیں صوفیہ کے حالات کی کھتونی تو بن جاتے ہیں لیکن ان کی صحیح تعلیمات و افکار کی فہم و تفہیم کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔

پیشِ نظر کتاب کے مولف مروجہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ تصوف کے علوم سے بھی بخوبی واقف ہیں اس لیے ان کی تحریر میں وہ جامعیت پائی جاتی ہے جس کا ایسی کتابوں میں ہونا لازم ہے۔

۳۔ روایاتِ تصوف پر تنقید ایک عرصہ تک گستاخی تصور ہوتی رہی، لیکن شیخ محدث کی اخبار الاخیار کے منظرِ عام پر آنے کے بعد اس تصور میں خاصی تبدیلی واقع ہوئی۔ شریف التواریخ میں روایات کی پرکھ، متضاد بیانات پر سیر حاصل بحث کے بعد حتمی نتائج کا استخراج نہایت احسن طریقے پر کیا گیا ہے۔

۴۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں شامل رجال کے تراجم کو اگر طبقات کے اعتبار سے مرتب کیا جائے تو معاشرہ کی طبقاتی تقسیم یعنی علماء و صوفیہ، شعراء و حکماء اور امراء وغیرہ کی ایک جھلک ہمارے سامنے آجائے گی۔ مثلاً اگر کسی کو پنجاب کے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی شعراء کا تذکرہ مرتب کرنا ہو تو بلا مبالغہ اس کتاب میں ہزاروں صفحات کا مرتب شکل میں مواد مل سکتا ہے۔

۵۔ یک نظری ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب صرف سلسلہ نوشاہیہ کے افراد کے حالات پر ہوگی لیکن جب آپ اسے بالاستیعاب پڑھیں تو اس میں سے ان گنت ایسے حضرات کے حالات، علمی کارناموں اور ان کی معاشرتی سرگرمیوں کی تفصیلات ملیں گی جو اس سلسلہ سے منسلک نہیں تھے کیونکہ اس کتاب میں ان کا ذکر ضمناً آیا تھا۔ مولف نے ان کے حالات بھی حواشی اور متن میں ہر جگہ بڑھائے ہیں۔

۶۔ اس کتاب میں شامل زیادہ تر ایسے افراد کے حالات ہیں جن کا تعلق پنجاب سے تھا۔ لیکن ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ کے افراد دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے ہیں ان کے حالات کو نہایت جستجو کے بعد یکجا کر دیا گیا ہے۔

۷۔ گویا اگر کسی کو "سہم پنجاب در انتقالِ افکار و مردم درجہان" کے موضوع پر کام کرنا ہو تو اس کے لیے یہ کتاب ایک ناگزیر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

۸۔ اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ متن میں وارد ہونے والی شخصیات کے حالات حواشی میں اس خوبی سے اضافہ کیے گئے ہیں کہ متن پڑھتے وقت کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آتی، ان میں اکثر حواشی کا تعلق غیر معروف شخصیتوں کے تراجم سے ہے۔

۹۔ صوفیہ کے تذکروں میں ایک خامی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ سنین (ولادت، وفات، اہم حوادث) سے خالی ہوتے ہیں۔ لیکن اس شریف التواریخ کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ مولف کو تذکروں کے اس خلاء کا خاصا احساس ہے انہوں نے نہ صرف پرانے اور غیر متحقق سنین کی تصحیح اور حک و اصلاح کی کوشش کی ہے بلکہ قدیم مصنفین کو اندراجِ سنین میں جن وجوہ کی بنا پر اشتباہات پیدا ہوئے ان کی بھی نشان دہی کی ہے نیز مولف نے متقدمین کے جو سنین خود متعین کیے ہیں ان کے لیے محکم دلائل بھی پیش کیے ہیں۔

گویا صحتِ سنین کے لیے اس کتاب کا تذکروں میں منفرد مقام ہے۔

۱۰۔ صوفیہ کے بعض تذکرے اس لیے اہم ہیں کہ ان میں صوفیہ کے احوال و آثار محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کئی صوفیہ کے رسائل آج ہم تک صرف اس لیے پہنچے ہیں کہ ان کے کسی نہ کسی تذکرہ نگار نے انھیں بعینہٖ اپنے تذکرے کا جزو بنا لیا ہے یا ان کے بعض کلمات ان کی تصانیف سے نقل کر دیے ہیں، جن کی وجہ سے ان کے افکار سے ہم آگاہ ہوئے۔ ان میں معارج الولایت (۱۰۹۶ھ) کا نام سرِ فہرست ہے جو اپنے اندر صوفیہ کے رسائل کے متون سمیٹے ہوئے ہے، یہی حال پیشِ نظر کتاب شریف التواریخ کا ہے۔ اگر صاحبِ ترجمہ کا ایک مکتوب ہی ملا ہے تو وہ بھی نقل کر کے اس کتاب میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اگر ایسے آثار کی فہرست مرتب کی جائے جو محض شریف التواریخ کی بدولت ہم تک پہنچے ہیں یا آج تک محفوظ ہیں تو یہ خاصا طویل کام ہو جائے گا۔

۱۱۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب کے مولف خود خطاط ہیں اور انھوں نے اپنی اس تالیف کی جس حسن و خوبی کے ساتھ کتابت کی ہے، اس دور میں اس کی مثال ملنا دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے کاتبوں کے حوالے کرنے کی بجائے اسی خود نوشت نسخۂ مولف کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔

۱۲۔ شاید قارئین کو اس کتاب کی زبان پر اعتراض ہو کہ ادبی ولسانی اعتبار سے اس میں نقائص پائے جاتے ہیں لیکن ہم اس باب میں صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مولف نے اس کتاب میں زیادہ توجہ واقعات وسنین کی صحت پر دی ہے۔ اسے آب حیات یا شعرالعجم کی طرح خواہ مخواہ دلچسپ بنانے کے شوق میں لسانی قلابازیاں اور خیالی گھوڑے نہیں دوڑائے بلکہ نہایت سہل انداز بیان میں حقایق نویسی کو پُرلطف بنادیا ہے دور آخر کے تذکرہ ہائے صوفیہ میں خزینۃ الاصفیاء کو جو مقبولیت حاصل ہے اس کی ایک وجہ اس کی نہایت آسان، سادہ اور عام فہم زبان بھی ہے۔ نیز ہم پاکستانیوں کے لیے یہ سرمایۂ افتخار ہے کہ ہمارے ملک کی قومی زبان میں ایک بیش بہا کتاب کا اضافہ ہو رہا ہے یقیناً دنیا کے کسی ادب میں اس موضوع پر ایسی اور اتنی بڑی کتاب تالیف نہیں ہوئی ہوگی۔

۱۳۔ شریف التواریخ کی ضخامت دیکھ کر اس کے فرد واحد کی تالیف باور کرتے ہوئے اہل علم کو متردد پایا گیا ہے۔ لیکن اس کی ضخامت سے زیادہ جب ہم اس کے مذکورہ محاسن سے آگاہ ہو جائیں تو شاید بعض حضرات کا وہ تردد یقین میں بدلتے ہوئے دیر نہ لگے بے شک وشبہ کتاب حاضر کے مولف نے تنہا نہایت دلجمعی کے ساتھ ایسا کام انجام دیا ہے جو اس قلیل عرصہ (تریپن ۵۳ سال) میں مولفین کا ایک بورڈ بھی اس طریقہ پر نہیں کر سکتا تھا جس طرح حضرت مولف نے مستقل مزاجی سے کیا ہے۔
شریف التواریخ تین ضخیم جلدوں اور آٹھ ہزار سے زاید صفحات پر مشتمل ہے جن کے نام بھی الگ الگ ہیں:

- پہلی جلد موسوم بہ تاریخ الاقطاب (تاریخی نام) ۱۲۵۵ھ سطور فی صفحہ ۲۰
اس جلد کے مآخذ پانچ سو سے زاید کتابوں میں، ۵ مخطوطات ہیں۔ اس میں چار فہرستیں اور طویل اشاریہ ان کے علاوہ ہے۔

اس جلد کے مقدمہ میں مدارجِ ولایت، اقسامِ اولیاء اللہ، قطب، غوث وغیرہ، حالت ہائے اولیآ اللہ، قلندر، سالک، مجذوب وغیرہ، اثباتِ کراماتِ اولیا، قرآن، حدیث اور حکمت وغیرہ سے دلائل ومسائل بیعت، خلافت وارشاد، ایک سو چوالیس (۱۴۴) سلاسل اولیاء کا تذکرہ مع شجرات طریقت بیان کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ کے بعد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے لے کر حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری تک ان کے شجرۂ طریقت کے مطابق مشایخ کے حالات لکھے گئے ہیں۔ اس جلد کی تکمیل ۱۳۵۵ھ پر ان اکابر نے تقریظات وقطعاتِ تاریخ لکھے ہیں:

مولانا سید غلام مصطفٰے نوشاہی، پیر غلام دستگیر نامی اور مولانا قاضی سلام اللہ شائق ساکن چک عمر ضلع گجرات۔

- جلد دوم۔ اس کی جلد دوم کا نام طبقاتِ نوشاہیہ ہے۔ تاریخ تکمیل ۱۰ر جمادی الاخری ۱۳۸۱ھ۔ صفحات ۹۶۶ ا بسطور فی صفحہ ۲۲

اس جلد کو مزید سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

- طبقۂ اول۔ نوشاہیہ آبائیہ۔ اس میں مولف نے اپنے مورثِ اعلیٰ اور امام سلسلۂ نوشاہیہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اپنے آبآ واجداد کے حالات اپنے تک لکھے ہیں۔ اس طبقہ میں گیارہ حضرات کے حالات ہیں۔
- طبقۂ دوم نوشاہیہ برخورداریہ۔ اس میں حضرت نوشہ کے فرزند اکبر سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق کی اولاد کے حالات گیارہ ابواب میں سلسلۂ نسب کے مطابق لکھے ہیں جن کی تعداد ۲۵۵ ہے۔
- طبقہ سوم نوشاہیہ ہاشمیہ۔ اس میں حضرت نوشہ کے چھوٹے صاحبزادے سید محمد ہاشم دریادل کی اولاد کے حالات نو ابواب میں پشت وار لکھے ہیں ان کی تعداد ۹۷ ہے۔

- طبقہ چہارم نوشاہیہ سلیمانیہ۔ اس میں حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی کی اولاد کے حالات دس ابواب میں تحریر کیے ہیں جن کی تعداد ۹۰ ہے۔
- طبقہ پنجم نوشاہیہ رحمانیہ۔ اس میں حضرت نوشہ کے خلیفہ شیخ عبدالرحمٰن معروف بہ پاک رحمٰن نوشاہی بھڑی والہ اور ان کے متولیوں کے حالات زمانۂ حاضرہ تک درج کیے ہیں جن کی تعداد ۲۴ ہے۔
- طبقہ ششم نوشاہیہ سچیاریہ۔ اس میں حضرت نوشہ کے خلیفہ شیخ پیر محمد سچیار نوشہرویؒ اور ان کی اولاد کے حالات نو ابواب میں لکھے ہیں جن کی تعداد ۳۶ ہے۔
- طبقہ ہفتم نوشاہیہ صالحیہ۔ اس میں حضرت نوشہ کے خلیفہ سید صالح محمد چک سادہ ضلع گجرات اور ان کی اولاد کے حالات نو ابواب میں یہ تعداد ۲۲ تحریر کیے ہیں۔

گویا اس جلد میں پانچ سو سے زاید رجال کے حالات لکھے گئے ہیں، اس کے ماٰخذ کی تعداد ۲۷۵ ہے جن میں ۶۲ مخطوطات بھی شامل ہیں۔

- جلد سوم۔ اس کی جلد سوم کا نام تذکرۃ النوشاہیہ ہے۔ آغاز ۲۰ رجب ۱۳۸۹ھ۔ تکمیل ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ اس کی ضخامت چونکہ پہلی دونوں جلدوں سے زیادہ ہے اس لیے مولف نے اسے بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے جس کے کل صفحات ۵۱۷۰ ہیں۔ ہر حصہ کو الگ الگ نام سے موسوم کیا ہے۔ یعنی:
  - اوّل۔ تحائف الاطہار۔ ذکر بلاواسطہ مریدین حضرت نوشہؒ۔
  - دوم۔ لطائف الاخیار۔ اس میں صرف ایک واسطہ سے حضرت نوشہ کے حلقۂ مریدین میں شامل حضرات کا تذکرہ ہے۔
  - سوم۔ معارف الابرار۔ تیسری پشت کے اکابر کا تذکرہ۔
  - چہارم۔ مآثر الاخیار۔ چوتھی پشت کے بزرگوں کا تذکرہ۔

- پنجم ۔ عوارف الانوار ۔ پانچویں پشت کے افراد کا تذکرہ ۔
- ششم ۔ صحائف الاسرار ۔ چھٹی پشت کے حضرات کا تذکرہ ۔
- ہفتم ۔ مناہج الاسرار ۔ ساتویں پشت کے صاحبان کا تذکرہ ۔
- ہشتم ۔ شواہد الاذکار ۔ آٹھویں پشت کے درویشوں کا تذکرہ ۔
- نہم ۔ فوائد الاذکار ۔ نویں پشت کے اہل اللہ کا تذکرہ ۔
- دہم ۔ عمائد الادوار ۔ دسویں پشت کے صوفیوں کا تذکرہ ۔
- یازدہم ۔ روائح الازہار ۔ گیارھویں پشت کے فقراء کا تذکرہ ۔
- دوازدہم ۔ طوالع الاظفار ۔ اس کی ابتدا میں ان نوشاہی بزرگوں کا تذکرہ ہے جن کا شجرۂ طریقت مولف کو دستیاب نہیں ہو سکا ۔ اس کے بعد اس میں مولف نے ایسے معاصرین کے حالات لکھے ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے کسی نوع کے تاثرات وافکار قبول کیے ۔ ان میں سے اکثر ایسے معاصرین کے حالات شامل ہیں جنھوں نے مولف کی فرمائش پر اپنے خود نوشت حالات مولف کو فراہم کیے ۔ گویا اس حصہ کا تعلق مولف کے حالاتِ زندگی سے زیادہ ہے ۔ اس کی اہمیت معاصر دستاویز کے علاوہ یہ بھی ہے کہ مولف کے افکار و نظریات کے نشیب و فراز میں جن افراد کا دخل رہا ہے ان کا ذکر اسی آخری حصہ میں مل سکتا ہے ۔

اَولیاتِ شریف التواریخ

اس گرانبہا کتاب کے مندرجات کا بغور تقابلی مطالعہ کیا جائے تو اس کا بہت سا مواد بالکل منفرد نظر آتا ہے ۔ مثلاً اس کی فہرستِ ماخذ میں مخطوطات کا شمار ۱۰۵۶ ہے جن میں سے بعض کے نام اس کی تین جلدوں اور تیسری جلد کے بارہ حصوں کی فہارس ماخذ میں مکرر بھی آئے ہیں ، لیکن ان میں محولہ نوّے مخطوطات ایسے ہیں جنہیں پہلی مرتبہ صرف اسی مصنف

نے استعمال کر کے اہلِ علم سے متعارف کروایا ہے اور بجا طور پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کے ماخذ و مخطوطات میں ان نوّے خطی ماخذوں کی دریافت کا سہرا اسی فاضل مصنف کے سر ہے۔

ذیل میں اسی قسم کے ماخذ کی مجمل فہرست دی جا رہی ہے تاکہ محققین بآسانی ان کا جائزہ لے سکیں۔ ان میں ناموں سے پہلے لکھے ہوئے نمبر اس کی مختلف جلدوں کی فہارس ماخذ کے شمار کے مطابق ہیں:

جلد اوّل

۲۵۔ اسرار قادر۔ مولوی محمد جان قادری بٹالوی

۳۴۔ انوار الصالحین۔ پیر معصوم شاہ نوشاہی

۳۶۔ انوار القادریہ۔ حکیم غلام قادر شاہ اثر جالندھری

۴۰۔ اوراد القادریہ۔ مخدوم سیّد عبدالقادر اوچی

۴۶۔ بحر الاسرار۔ سیّد سعد اللہ موسوی قادری

۸۲۔ تحائف قدسیہ۔ پیر کمال نوشاہی لاہوری

۱۰۰۔ ترجیحات قادری۔ مخدوم سیّد محمد غوث گیلانی اوچی

۱۰۱۔ ترویح القلوب۔ سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی

۱۲۶۔ تکملہ مفتاح الفتوح۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

۱۴۴۔ ثواقب المناقب۔ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی

۱۵۰۔ چار بہار (ملفوظات نوشہ صاحب) از شیخ محمد ہاشم تھرپالوی

۲۰۰۔ ذکر الائمہ۔ سید جلال الدین حسین جعفری شیرازی

۲۰۸۔ الاعجاز (رسالہ احمد بیگ) مرزا احمد بیگ لاہوری

۲۳۲۔ سرّ مکنون۔ میاں فقیہ اللہ برقندازی۔ مکیریانی

۲۴۴۔ کتاب الفوائد۔ سید حافظ محمد شاہ نوشاہی

۲۵۴۔ کلید گنج الاسرار۔ خلیفہ محمد ابراہیم برقندازی۔ جالندھری

۲۶۳۔ گلزار فقرا۔ حکیم کرم الٰہی فاروقی بیگووالی

۲۶۵۔ گلشن گلزار۔ سید حسن علی شاہ سوکی

۲۷۲۔ لطائف گل شاہی۔ سید گل محمد نوشاہی

۴۰۳۔ مراۃ الغفوریہ۔ میاں امام بخش نوشاہی لاہوری

۴۲۴۔ مصطلحات طالب حق۔ خواجہ عزالدین گڑہ شنکری

۴۶۲۔ مناقبات نوشاہیہ۔ سید عمر بخش نوشاہی رسولنگری

۴۸۱۔ نتائج الاخبار۔ خلیفہ محمد ادریس اوچی

۴۸۸۔ نسب نامہ سادات۔ پیرکوٹ سدھانہ۔ جھنگ

جلد دوم

۱۔ آب حیاتی۔ سید عمر بخش نوشاہی رسول نگری

۱۴۔ انشائے نور اللہ۔ سید حافظ نور اللہ نوشاہی فرشتہ صفات

۲۳۔ بنجیرہ۔ شیخ بہلول جالندھری

۲۵۔ تشریف الفقرا۔ فقیر سید غلام محی الدین نوشاہی لاہوری

۵۴۔ ثمرات الافکار۔ سید حافظ گل احمد نوشاہ ثانی

۵۸۔ جوامع الاسرار۔ سید حافظ برخوردار بحر العشق نوشاہی

۶۸۔ حقایق الآثار۔ سید حافظ جلال اللہ فقیہ اعظم نوشاہی

۶۹۔ حقایق نوریہ۔ سید حافظ نور اللہ نوشاہی فرشتہ صفات

۷۰۔ خزینۃ الفقرا۔ حافظ نور الدین نوشاہی گنجوی

۹۲۔ روضۃ الزکیہ۔ سید حافظ الٰہی بخش مظہر حق نوشاہی

۱۳۱۔ فتاویٰ نوشاہیہ۔ سید حافظ نور اللہ نوشاہی فرشتہ صفات

۱۳۹۔ قصائد۔ حکیم جے سنگھ گوجرانوالیہ

۱۷۰۔ مجمع اللطائف۔ سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی

۲۰۲۔ مصطلحات الصوفیہ۔ سید حافظ نور اللہ نوشاہی فرشتہ صفات

۲۰۸۔ مقامات قطبیہ۔ میاں محمد شیر قریشی

۲۴۶۔ مکتوبات نور اللہ۔ سید حافظ نور اللہ نوشاہی فرشتہ صفات

حاشیہ۔ تلقین نوشاہی۔ سید عمر بخش نوشاہی رسول نگری

جلد سوم۔ حصہ ۱

۶۔ اسرار الصدق۔ قاضی فضل حق صدیقی

۵۶۔ تذکرہ صدیقیاں۔ شیخ نادر حسین صدیقی

۶۲۔ تفنگ عشق مثنوی۔ مولوی عبد الحق چشتی

۹۱۔ خطوط و مراسلات۔ فقیر عزیز الدین بخاری۔ (ذخیرہ شیرانی)

۱۰۹۔ ذخیرہ معلومات۔ شیخ نادر حسین صدیقی

۱۴۳۔ شجرہ انساب (ذخیرہ شیرانی)

۱۶۷۔ کرامات حضرات مجددیہ۔ مولوی کلیم اللہ مچھیانوی

۱۷۰۔ کشکول نوشاہی۔ فقیر غلام محی الدین لاہوری

جلد سوم۔ حصہ ۲

۴۷/۲۔ رقعات غنیمت۔ شیخ محمد اکرم غنیمت کنجاہی

۵۴۔ شرح نیرنگ عشق۔ مولوی دوست محمد

۵۶۔ طب فرقانی۔ حافظ حبیب اللہ الیاسی

۷۶۔ کلیاتِ اشرف۔ مولوی محمد اشرف نوشاہی منچری (فارسی اردو پنجابی)
۸۰۔ مثنوی ارژنگ عشق۔ شیخ عطا محمد زیرک
۸۱۔ مثنوی دستور ہمت ۔ میر محمد مراد لائق
۹۲۔ مثنوی شمع محافل۔ میر محمد عطا حسین خان تحسین

جلد سوم۔ حصہ ۳

۱۹۔ تذکرۃ المشایخ ۔ مولوی پیر میر احمد نوشاہی جھنگی والہ
۶۵۔ رسالۂ تصوف۔ میاں غلام مرتضیٰ نوشاہی نظام آبادی
۶۸۔ وحدت نامہ۔ فقیر غلام محی الدین نوشاہی لاہوری
۶۹۔ زاد المسافرین۔ خواجہ غلام محمد نوشاہی

جلد سوم۔ حصہ ۴

۸۰۔ رسالہ وراثت ۔ مولوی محمد اشرف نوشاہی منچری
۸۲۔ رقعات نور اللہ۔ سید حافظ نور اللہ فرشتہ صفات نوشاہی
۸۳۔ رموز عشق۔ سخی امام شاہ نوشاہی وزیر آبادی
۱۰۹۔ کلیاتِ تُل احمد۔ مولوی تل احمد فاروقی نوشاہی
۱۲۵۔ گیان پرکاش۔ شیخ ہاشم شاہ نوشاہی تھرپالوی
۰۰۔ گیان مالا۔ شیخ ہاشم شاہ نوشاہی تھرپالوی
۰۰۔ مصباح الطلب۔ مولوی محمد اشرف نوشاہی منچری

جلد سوم ۔ حصہ ۵

۳۹۔ سیرۃ الاولیاء ۔ مولوی غلام حسن نوشاہی راجپوری
۶۱ ۔ مجمل تاریخ خاندان ۔ فقیر صاحبان ۔ لاہور

جلد سوم ۔ حصہ ۶

۸۔ انوار العاشقین ۔ سید وارث علی شاہ بھاکری نوشاہی
۱۰۳۔ گلزار معانی ۔ خلیفہ محمد ابراہیم برقندازی جالندھری
۱۰۸۔ مجموعۂ خطوط بنام فقیر عزیز الدین رضا لاہوری
۱۱۳ ۔ مراسلات و روزنامچہ فقیر عزیز الدین رضا لاہوری
۱۴۰۔ نیاز نامہ اہل بیت از فقیر نور الدین منور لاہوری

جلد سوم ۔ حصہ ۷

۱۔ احوال زمانہ ۔ میاں محمد بخش نوشاہی رسولپوری
۱۰۸۔ شمس القصص ۔ میاں صالح محمد نوشاہی ۔ کوٹ جے سنگھ والہ
۱۰۹۔ طبِ احمدیار ۔ مولوی احمدیار نوشاہی مرالوی
۱۱۱۔ عجیب منظر (مثنوی) مولوی شہباز خاں طلی نوشاہی
۱۲۴۔ قصہ چہار درویش ۔ حاجی پیر بخش نوشاہی
۱۲۶۔ قصہ حاجی یار محمد قادری ۔ قاضی نبی بخش ساڈو گورھایہ
۱۴۰۔ گلزار آدم ۔ حکیم کرم الٰہی فاروقی نوشاہی بیگووالیہ
۱۴۸۔ لوامع الاعلام لسواطع الالہام ۔ مولانا محمد اعظم نوشاہی میرووالی
۱۵۲۔ مراۃ القوانین ۔ منشی گنیش داس بڈہرہ گجراتی

جلد سوم ۔ حصہ ۸

۱۴ ۔ آئینۂ عرفان ۔ حکیم غلام قادر شاہ اثر نوشاہی جالندھری

۳۷ ۔ مثنوی چناں چنیں ۔ حکیم غلام قادر اثر

جلد سوم ۔ حصہ ۹

۱ ۔ دیوان الفائز عربی ۔ مولانا نجم الدین فائز نوشاہی شادیوالی

۲ ۔ مجموع الخطب عربی ۔ مولانا نجم الدین فائز

۳۱ ۔ فضائل و مناقب اہل بیت ۔ مولانا نجم الدین فائز

۴۹ ۔ مکتوبات محمد شاہی ۔ سید حافظ محمد شاہ نوشاہی

جلد سوم ۔ حصہ ۱۲

۱۴ ۔ تاریخ سادات ۔ سید مراد علی شاہ بخاری گنجیانوالہ

جالب توجہ مآخذ کے علاوہ اس کی مختلف جلدوں میں ان گنت ایسے رجال کے حالات محفوظ ہو گئے ہیں جن سے اس فن کی اکثر مطبوعہ و متعارف کتابیں یکسر خالی ہیں۔ جیسا کہ کتاب کے مندرجات سے ظاہر ہے ۔ سلسلہ نوشاہیہ کے صوفیہ کے حالات کے لیے یہ کتاب مخصوص ہے تاہم اس میں اس سلسلہ سے غیر متعلق افراد کے حالات بھی آ گئے ہیں ۔ پنجاب کے مشایخ کے حالات کے علاوہ اس کتاب میں اس خطّہ کے بہت سے شعرا کے حالات شامل کیے ہیں کہ اگر انھیں اس کتاب میں سے الگ کر لیا جائے تو شعرائے ۔ ۔ ب کا ایک ضخیم تذکرہ بن سکتا ہے۔

تاہم ذیل میں ایسے شعراء کی فہرست دی جا رہی ہے جن کے احوال و آثار کی نشاندہی پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعہ ہوئی ہے۔

اس کتاب کی جلد اوّل متقدمین صوفیہ کے حالات پر مشتمل ہے جن کے حالات متعارف کتب و تذکروں میں مل جاتے ہیں۔

شعرائے جلد دوم

حافظ برخوردار بحر العشق نوشاہی، حافظ محمد حیات نوشاہی، حافظ قل احمد نوشاہی، حافظ محمد شاہ محمد، پیر مکھن شاہ نوشاہی لاہوری، سید عبد الہادی نوشاہی ہادی۔

شعرائے جلد سوم

قاضی نوشی محمد کنجاہی، قاضی رضی الدین کنجاہی، خواجہ فضیل وحی کابلی، حافظ قائم الدین برقنداز، شاہ مراد شرقپوری، شیخ محمد فتوحی جہلی، میاں نوشیر سندھی، عبد الرحیم سدا کنبوہ، شاہ نظام، علیم اللہ کیلیا نوالہ، میاں غلام مرتضیٰ نظام آبادی، بابا امام شاہ سید پوری، ہدایت اللہ مفتون، حکیم قل احمد فاروقی، محمد حسین حسین، امام شاہ وزیر آبادی، مرزا شاہ امانت برقندازی، حکیم پیر بخش فاروقی، سید محکم الدین، میاں محمد جان فاروقی، میاں مراد، پیر کمال لاہوری، فقیر غلام محی الدین لاہوری، میاں پیر بخش، شاہ فقیر اللہ کریانی، حافظ فیض بخش، خلیفہ محمد ابراہیم جالندھری (استادِ گرامی) میاں کرم بخش لاہوری، محمد امین نوشاہی، میاں محمد بخش رسول پوری، مولوی نور الدین فاروقی اور مولوی عبد الرشید عادل گڑھی۔

کتابِ حاضر کے مولف جناب سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ دو سو سے زائد کتب و رسائل کے مولف، گنج شریف کے مرتب، سلسلہ نوشاہیہ کے اشہر ترین فرد اور اپنے سلسلہ کے دائرۃ المعارف کی حیثیت سے علمی حلقوں میں اب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔

ہمارے ادارہ دار المورخین کو اس نابغۂ روزگار شخصیت کو اہلِ علم سے متعارف کروانے میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ ہمارا کتابچہ "احوال و آثار سید شرافت نوشاہی" (۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) اور پھر دار المورخین کی ایک اور قابلِ فخر پیش کش گنج شریف اور اس پر ہمارے مفصل

مقدمے کے ذریعہ اہلِ علم اس نادرالوجود شخصیت کے علمی کمالات سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔ لیکن موصوف کا اصل کارنامہ شریف التواریخ جیسے بیش بہا تذکرہ کی تالیف ہے، جس کی اس وقت پہلی جلد شائع کی جا رہی ہے۔ اور جو مشارالیہ کی ناقابلِ فراموش علمی خدمت ہے اور جو چھپنے سے پہلے ہی اپنی ضخامت اور مذکورہ خوبیوں کی وجہ سے خاصی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اور اہلِ علم کو ایک عرصہ سے اس کتاب کی طلب تھی جسے بحمد اللہ اب عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔

محمد اقبال مجددی

جون ۱۹۷۹ء

دار المورخین

گیلانی سٹریٹ منور عزیز پارک

نیو وسن پورہ۔ لاہور

مؤلف

از - سید عارف نوشاہی،

حضرت علامہ سید شریف احمد صاحب شرافت نوشاہی مدظلہ العالی اِس

عہد کے وہ کثیر التصانیف مصنف ہیں جنھوں نے علمی مرکز لاہور سے دُور رہنے اور (اسی وجہ سے)

کم شہرت رکھنے کے باوجود ایسی تحقیقی اور علمی خدمات سرانجام دی ہیں جو موجودہ دَور کے دُوسرے

مصنفین و محققین کے حصے میں کم آئی ہیں اور علمی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

انہوں نے اپنی ستاون سالہ تصنیفی زندگی میں دو سو بارہ[1] کتب تصنیف و تالیف

مرتب و ترجمہ کی ہیں جو اگر تمام کی تمام زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائیں تو برصغیر پاکستان و ہند

کی اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ و ادب کے بہت سے نئے گوشے روشنی میں

آجائیں۔ جب چار سال پہلے ان کی تحقیق و تلاش سے حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمہ اللہ

تعالیٰ (۹۵۹ھ۔ ۱۰۶۴ھ/۱۵۵۲ء۔ ۱۶۵۴ء) کا اردو منظوم کلام "گنج شریف"

منظرِ عام پر آیا تو برصغیر میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص اردو شاعری کی ابتدا کے بارے

میں سابقہ نظریہ بدلنا پڑا اور اس طرح حضرت نوشہ گنج بخش کو پنجاب میں اُردو کا صاحب دیوان

شاعر ہونے کا تقدم حاصل ہو گیا۔

"گنج شریف" کے بعد اب حضرت شرافت نوشاہی مدظلہ کی تصنیف "شریف التواریخ"

شائع ہو رہی ہے جو پاکستان اور اس کے قریبی علاقوں میں سلسلۂ نوشاہیہ کی وساطت سے

اسلام اور سلسلۂ قادریہ کی ترویج و توسیع اور منتسبین و متوسلین خاندان نوشاہیہ کی علمی خدمات

[1] بلحاظ مجلدات ان کتب کی تعداد دو سو بہتر (۲۷۲) ہے۔

کا مبسوط تذکرہ ہے۔ سلسلۂ نوشاہیہ کی ساڑھے چار سو سالہ روحانی و علمی تاریخ کی تدوین بصورت "شریف التواریخ" حضرت شرافت صاحب کا ایسا کارنامہ ہے جس کی نظیر ہمیں خاندان نوشاہی کی تاریخ میں ملتی ہے نہ موجودہ صدی میں دُوسرے معاصر سلاسلِ تصوف پر اس جامعیت سے کام ہوا ہے۔

مصنف ممدوح بروز ہفتہ ۱۹ شعبان ۱۳۲۵ھ/۲۸ستمبر ۱۹۰۷ء کو بمقام ساہنپال شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات (پاکستان) پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا اسمِ گرامی اعلحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی ہے۔ مصنف مدظلہ کا شجرۂ نسب درمیانی نو واسطوں سے امامِ سلسلۂ نوشاہیہ حضرت نوشہ گنج بخش" سے جاملتا ہے۔

آپ نے اس وقت کی متداولہ کتب عربی و فارسی و اردو میں سے چند ایک اپنے جدِ بزرگوار حافظ محمد شاہ نوشاہی اور والد ماجد سے پڑھیں۔ ۴۲-۱۳۴۱ھ/۲۴-۱۹۲۲ء میں آپ نے موضع عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں مولوی محمد حسین مبارک رقم (م ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء) سے فنِ خوشنویسی سیکھا۔ اس کے علاوہ آپ نے کسی مکتب یا درسگاہ سے ظاہری علوم و فنون کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی۔ چنانچہ اس پس منظر میں آپ کا موجودہ وقیع علمی کام اور بھی حیرت انگیز ہوجاتا ہے۔

۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء میں آپ کا نکاح مسنونہ ہُوا۔ دُو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہُوئیں اور موجود ہیں۔

آپ کی زندگی دُو اہم پہلوؤں پر محیط ہے۔ ایک روحانی اور دُوسرا علمی پہلو۔ جنھیں ہم تقریباً متوازی ہی دیکھتا ہوں۔ روحانی پہلو کے ضمن میں ہم یہ کہیں گے کہ آپ نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں اپنے والد محترم کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں بیعت طریقت کی اور اُن سے خلافت پائی۔ اور اس وقت دربار نوشاہی ساہن پال شریف کے سجادۂ رشد و ہدایت پر آپ ہی متمکن ہیں۔ تاہم اپنے علمی و تحقیقی کارناموں کے باعث پنجاب کے سجادہ نشینان

میں آپ کا مقام بالکل منفرد و ممتاز ہے۔

یہاں آپ کی تصانیف و مرتبات کی بلحاظ موضوع ایک نہایت ہی مجمل و مختصر فہرست پیشِ خدمت ہے جس سے آپ کے علمی تبحر اور تنوع کا اندازہ ہو سکے گا۔ (غیر اردو کتابوں کے آگے زبان کی تصریح کر دی گئی ہے)

تصنیفات

تفسیر: ۱۔ در الیتیم فی فضائل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی)

۲۔ علوم القرآن

حدیث: ۳۔ الروض الجنان فی احادیث سید الانس والجان

فقہ: ۴۔ انوار السیادت فی آثار السعادت۔ ۵۔ تحفۃ المحبین فی جواز سماع العاشقین۔

۶۔ سیادت العلویہ۔ ۷۔ صحیفۂ مسائل۔ ۸۔ نقشبندیوں میں سجدۂ تعظیم۔

۹۔ وعظ نوشاہی۔

مناظرہ: ۱۰۔ سجادہ نشین۔ ۱۱۔ ظفر حنفیہ بر فرقۂ احمدیہ۔ ۱۲۔ فیصلہ حقہ۔ ۱۳۔ مراۃ الحق۔

۱۴۔ مناظرہ شیعہ و سُنی

تصوف: ۱۵۔ اثبات صحبۃ الحسن مع الامام ابی الحسن۔ ۱۶۔ ارشادات سلیمانیہ۔

۱۷۔ الاسرار و المعارف (مطبوعہ)۔ ۱۸۔ برکات المحبوب فی زیارۃ السالک والمجذوب۔ ۱۹۔ جواہرات۔ ۲۰۔ جواہر مکنون۔ ۲۱۔ خزائن الاسرار۔

۲۲۔ ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر۔ ۲۳۔ ضیاء العارفین۔ ۲۴۔ فیض چشتیہ (فارسی) ۲۵۔ کلمات طیبات (فارسی)۔ ۲۶۔ کلمات قدسیہ (مطبوعہ)

۲۷۔ کنز المعرفت۔ ۲۸۔ گوہر آبدار۔ ۲۹۔ لطائف الاشارات (مطبوعہ)۔

۳۰۔ ہدایۃ السالکین۔

تاریخ : ۳۱۔ اعجاز التواریخ (فارسی مطبوعہ) ۔ ۳۲۔ اعداد التاریخ ۔ ۳۳۔ تاریخ ساہنپال
۳۴۔ تاریخ سلاطین ۔ ۳۵۔ تاریخ عباسی ۔ ۳۶۔ شریف التواریخ ۔ ۳۷۔ واقعات
جنگ ۱۹۶۵ء پاک و ہند ۔

تذکرہ : ۳۸۔ آثار محمد شاہی ۔ ۳۹۔ اذکار نوشاہیہ (مطبوعہ) ۔ ۴۰۔ ارشاد الاخیار ۔
۴۱۔ اعلیٰحضرت نوشاہی معاصرین کی نظر میں ۔ ۴۲۔ انوار نوشاہیہ (مطبوعہ)
۴۳۔ تحفۂ نوشاہی ۔ ۴۴۔ تذکرۃ المخدرات ۔ ۴۵۔ تذکرہ شعرائے نوشاہیہ۔
۴۶۔ تذکرہ محمد شاہی ۔ ۴۷۔ تذکرہ مصنفین نوشاہیہ ۔ ۴۸۔ تذکرہ میر نواب ۔
۴۹۔ تذکرہ نوشاہِ عالیجاہ ۔ ۵۰۔ تذکرہ نوشہ گنج بخش (مطبوعہ) ۔ ۵۱۔ تذکرہ
نوشاہی کا اردو ترجمہ ۔ ۵۲۔ جواہر نوشاہیہ ۔ ۵۳۔ حیات ربانی ۔ ۵۴۔ خلیفہ اعظم ۔
۵۵۔ ذکر نوشاہی (مطبوعہ) ۔ ۵۶۔ شاہ عبدالرحمٰن پاک (مطبوعہ) ۔ ۵۷۔ صحیفہ نور
۵۸۔ طراز الاولیا (عربی) ۔ ۵۹۔ عروۃ الوثقیٰ فی آثار المصطفیٰ ۔ ۶۰۔ عواقب
المعاقب تعلیق ثواقب المناقب (فارسی) ۔ ۶۱۔ القول المعظم فی مناقب
الامام الاعظم (مطبوعہ) ۔ ۶۲۔ کلید بخشش ۔ ۶۳۔ مآثر الجمال ۔ ۶۴۔ مراۃ الامین ۔
۶۵۔ نوشاہ زمان ۔

فضائل و مناقب : ۶۶۔ الاستنباہ فی انقاب النوشاہ (فارسی) ۶۷۔ اقوال
اکابر مشایخ و مورخین در حق نوشاہ عالیجاہ ۔ ۶۸۔ خزینۃ الکمالات ۔ ۶۹۔ خصائص
القادریہ فی فضائل النوشاہیہ ۔ ۷۰۔ زبدۃ الکرامات ۔ ۷۱۔ عمدۃ المقامات ۔
۷۲۔ قسطاس القادریہ بموازنۂ قرطاس النقشبندیہ (فارسی) ۷۳۔ نظائر
والاشباہ فی مناقب اولاد النوشاہ (فارسی) ۔ ۷۴۔ الیواقیت و المرجان
فی مناقب الشیخ عبدالرحمٰن (فارسی)

نسب نامے : ۷۵۔ جمہرۃ النسب کا اردو ترجمہ ۔ ۷۶۔ حدیقۃ الانساب ۔

شجرے: ۷۷۔ زبدۃ السلاسل۔ ۷۸۔ سلاسل اولیاء اللہ۔

مراجع (کتابیات): ۷۹۔ تبرکات اوچ متبرکۂ گیلانی (بصورت مقالہ مطبوعہ)۔
۸۰۔ حیات نوشہ گنج بخش کے آخذ (بصورت مقالہ مطبوعہ)۔ ۸۱۔ دریائے لطافت در فہرست تالیفات شرافت۔ ۸۲۔ ریاض العلوم (فہرست تصانیف و مرتبات و کتب مکتوبہ بخامہ سید شرافت نوشاہی)۔ ۸۳۔ فہرست تصانیف شرافت سنین وار۔ ۸۴۔ فہرست مضامین تذکرۃ النوشاہیہ جلد سوم از شریف التواریخ۔ ۸۵۔ فہرست مضامین گنجینۂ سروری۔ ۸۶۔ مآخذ احوال مشایخ نوشاہیہ۔

مکاتیب: ۸۷۔ کتاب المسطور بین الشرافۃ والطور۔ ۸۸۔ مراسلۃ العظیم بین الشرافۃ والسلیم۔ ۸۹۔ مقالات النورانی بین الشرافۃ والسرور الکیانی۔ ۹۰۔ مکاتبۃ اللطیف بین الامین والشریف۔ ۹۱۔ مکاتیب الاطہر بین الشرافۃ والاختر۔ ۹۲۔ مکتوبات شرافت (جذبات محبت)۔ ۹۳۔ مکتوبات شرافت (یادگار محبت)

روزنامچے: ۹۴۔ روزنامچۂ شرافت (مختلف سنین)

سفرنامے: ۹۵۔ بیان الاسفار۔ ۹۶۔ ثبات الایقان فی سفر الملتان۔ ۹۷۔ حدائق الانوار فی زیارۃ السادۃ الابرار (سفرنامۂ اوچ)۔ ۹۸۔ سفرنامۂ حج۔ ۹۹۔ ہدیۃ الاحباب سفرنامۂ خوشاب۔

اوراد: ۱۰۰۔ شجرۂ قادریہ نوشاہیہ صلواتیہ۔ ۱۰۱۔ شجرۂ قادریہ نوشاہیہ صلواتیہ بصورت دیگر۔ ۱۰۲۔ شجرہ شریف نوشاہیہ منظوم لامیہ۔ ۱۰۳۔ شجرہ شریف نوشاہیہ منظوم نونیہ۔ ۱۰۴۔ شریف الصلوات علی سید الکائنات (عربی۔ مطبوعہ)۔ ۱۰۵۔ شمس الانوار ترجمۂ گنج الاسرار (فارسی مطبوعہ) ۱۰۶۔ صلوٰۃ الحسنیٰ (عربی) ۱۰۷۔ ظہور الانوار فی زیارت النبی المختار۔ ۱۰۸۔ فیض القادریہ فی سلسلۃ

النوشاہیہ (مطبوعہ) - ۱۰۹- قادریہ دعائیں -

عملیات : ۱۱۰- افضل الاعمال - ۱۱۱- تحفۂ محبوب - ۱۱۲- ذخیرۂ عملیات - ۱۱۳- عملیات شرافت (مطبوعہ)

ادب : ۱۱۴- ارمغان امینیہ (مطبوعہ) - ۱۱۵- شاہ نامہ (فارسی) - ۱۱۶- ضرب الامثال (پنجابی) - ۱۱۷- لطائف علیہ (مطبوعہ)

تحقیق و تنقید : ۱۱۸- "آثار شرافت کا تجزیہ" مولفہ برق پر ایک نظر - ۱۱۹- "اصلاح شجرۂ شریعت نوشاہی" تالیف برق (مطبوعہ) - ۱۲۰- البرق علی البرق - ۱۲۱- برق کی کتاب "گلدستۂ نوشاہی" کا محاکمہ - ۱۲۲- برق کی کتاب "نوشہ پیر" کا تجزیہ - ۱۲۳- برق کی کتاب "نوشہ گنج بخش" کا محاسبہ - ۱۲۴ تحقیق الاخبار - ۱۲۵- تعیین الحدود دجواب حقیقت وحدت الوجود - ۱۲۶- تنقیدات بر شخصیات - ۱۲۷- "تنقید سدید بر ضرب شدید" مولفہ برق - ۱۲۸- کشف الحقایق (مطبوعہ) - ۱۲۹- ضرب النعلین - ۱۳۰- معارف بجواب "تعارف سلسلہ نوشاہیہ" مولفہ برق -

طب : ۱۳۱- رموز الطب -

خواب نامے : ۱۳۲- بشارات متعلقہ بشارت - ۱۳۳- خواب ہائے شرافت - ۱۳۴- رؤیائے صالحہ - ۱۳۵- مبشرات شرافت -

بیاضیں : ۱۳۶- افکار شرافت - ۱۳۷- تحریر شرافت - ۱۳۸- تفریح المورخین - ۱۳۹- توضیح العلوم - ۱۴۰- خزینۃ العلوم - ۱۴۱- خزینہ شرافت - ۱۴۲- درۃ البیضا - ۱۴۳- دستور شرافت - ۱۴۴- سفینۂ شرافت - ۱۴۵- فوائد شرافت - ۱۴۶- فوائد متفرقہ - ۱۴۷- گنجینۂ شرافت - ۱۴۸- مخزن نوشاہی - ۱۴۹- یادگار شرافت -

متفرقات : ۱۵۰- دستور الاخوان - ۱۵۱- فروغ انجمن - ۱۵۲- یاران شرافت -

مرتبات

علومِ قرآنی: ۱۔ تبیان القرآن از حضرت سید حافظ گل احمد نوشاہی (فارسی) ۲۔ تفسیر نوشاہی از اعلیٰحضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔ ۳۔ ختمات القرآن از حضرت سید بشارت نوشاہی۔ ۴۔ صد ختم کلام اللہ از حضرت سید بشارت نوشاہی۔ ۵۔ فائدہ قرآنی (فارسی) از حضرت سید حافظ نور اللہ نوشاہی۔

فقہ: ۶۔ مواعظ نوشہ پیر (پنجابی۔ مطبوعہ)

تاریخ: ۷۔ تاریخ نامہ قلعہ رہتاس (فارسی۔ مطبوعہ)۔ ۸۔ عیون التواریخ از اعلیٰحضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔

تذکرہ: ۹۔ اذکار الابرار از پیر نواب علی نوشہروی۔ ۱۰۔ اذکار الصالحین از میاں محمد حیات شرقپوری۔ ۱۱۔ انوار الصالحین از پیر معصوم شاہ۔ ۱۲۔ تذکرہ سید بشارت نوشاہی از گوہر نوشاہی۔ ۱۳۔ تشریف الفقراء (فارسی) از فقیر غلام محی الدین لاہوری۔ ۱۴۔ روزنامچہ محمد شاہی از حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی۔ ۱۵۔ کتاب المناقب (فارسی) از اعلیٰحضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔ ۱۶۔ کشکول نوشاہی (فارسی) از فقیر غلام محی الدین لاہوری۔

تصوف: ۱۷۔ رمزِ عشق (پنجابی) از سخی امام شاہ وزیر آبادی۔ ۱۸۔ زاد التقویٰ از اعلیٰحضرت سید غلام مصطفیٰ نوشاہی۔ ۱۹۔ گنج شریف (اردو و پنجابی) از حضرت نوشہ گنج بخش" (اردو حصہ مطبوعہ)۔ ۲۰۔ معارف تصوف از حضرت نوشہ گنج بخش (فارسی۔ مطبوعہ)

مکاتیب: ۲۱۔ انشائے نور اللہ از حضرت سید حافظ نور اللہ نوشاہی (فارسی) ۲۲۔ رقعات غنیمت کنجاہی (فارسی۔ مطبوعہ)۔ ۲۳۔ رقعات نور اللہ (فارسی)

از یمان - ۲۴ - رقعات نوشاہی از اعلیٰحضرت سیّد غلام مصطفےٰ نوشاہی
۲۵ - مکتوبات اعظمیہ از مولانا محمد اعظم میرووالی - ۲۶ - مکتوبات تعزیت فبشارت
۲۷ - مکتوبات نور اللہ از سیّد حافظ نور اللہ نوشاہی (فارسی) - ۲۸ - مکتوبات
نوشاہی از اعلیٰحضرت سیّد غلام مصطفےٰ نوشاہی - ۲۹ - مکتوبات یوسفیہ از
محمد یوسف مردانوی -

سفر نامے : ۳۰ - زینۃ الاوراق سفر نامۂ عراق از پیر نواب علی نوشہروی

نسب نامے : ۳۱ - تخلیص جہتوالنسب (عربی)

شجرے : ۳۲ - گلزار آدم - ۳۳ - گلزار فقرا - ہر دو از مولوی حکیم کرم الٰہی فاروقی -

اوراد و عملیات : ۳۴ - بستان الاوراد از حضرت سیّد حافظ قل احمد نوشاہی -
۳۵ - جامع الاسرار از حضرت سیّد حافظ محمد برخوردار نوشاہی - ۳۶ - گنج الاسرار
از حضرت نوشہ گنج بخش (مطبوعہ) - ۳۷ - مخزن الاعمال از حضرت سیّد
حافظ قل احمد نوشاہی - ۳۸ - مخزن القادریہ از محمد حیات شرقپوری -
۳۹ - وظیفۂ امینیہ از حضرت سیّد محمد امین نوشاہی -

ادب : ۴۰ - بہارِ عشق از سائیں خدا بخش - ۴۱ - جذباتِ عشق از شعرائے نوشاہیہ -
۴۲ - رشحاتِ امین از محمد امین نوشہروی - ۴۳ - سی حرفی ہائے نوشاہی
از اعلیٰحضرت سیّد غلام مصطفےٰ نوشاہی - ۴۴ - سیلاب عشق از شاہد رضا -
۴۵ - شاہنامۂ نوشاہی از اعلیٰحضرت سیّد غلام مصطفےٰ نوشاہی - ۴۶ - کلیات اشرف
از مولوی محمد اشرف فاروقی منچری -

لغات : ۴۷ - لغات نوشاہی از سیّد حافظ قل احمد نوشاہی

طب : ۴۹ - مجربات محمد شاہی از حضرت سیّد حافظ محمد شاہ نوشاہی - ۵۰ - مصباح
العلاج از سیّد حافظ قل احمد نوشاہی - ۵۱ - مفتاح العلاج از حضرت سیّد

حافظ الٰہی بخش نوشاہی۔

تصانیف: ۵۲۔ ترویح القلوب از حضرت سید حافظ محمد حیات نوشاہی ۵۳۔ ثمرات الافکار از حضرت سید حافظ قل احمد نوشاہی ۵۴۔ حقائق الآثار از حضرت سید حافظ جمال اللہ نوشاہی۔ ۵۵۔ حقایق نوریہ از حضرت سید حافظ نور اللہ نوشاہی۔ ۵۶۔ روضۃ الزکیہ فی حقایق العلیہ از سید حافظ الٰہی بخش نوشاہی۔ ۵۷۔ مجاب الفوائد از حضرت سید حافظ محمد شاہ نوشاہی۔ ۵۸۔ لطائف گل شاہی از سید گل محمد نوشاہی۔ ۵۹۔ وسائط العلوم از حضرت سید حافظ قل احمد نوشاہی۔

مراجع (کتابیات): ۶۰۔ فہرست کتب خانہ اعظمیہ از مولانا محمد اعظم میر دوالی۔

شریف التواریخ اور اس کے مصنف محترم کے بارے میں دانشوروں کی آرا

۱۔ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی فاضل جامعہ عباسیہ بہاولپور۔ منشی فاضل ایم۔ اے۔ لاہور

"شرافت صاحب) سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔ شمس الفقرا کا خطاب پایا . . . . بڑے محنتی، خلیق اور متقی انسان ہیں۔ وہ بحر العلوم والفنون ہیں۔" (تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور۔ حاشیہ ص ۴۰۲)

"سید شرافت نوشاہی نے صوفیا و مشایخ کی روحانی تاریخ میں زبردست تحقیقی کام کیا۔ خصوصیت سے انھوں نے اپنے خاندان نوشاہی کے عالی قدر بزرگان دین کے سوانح و حالات لکھ کر علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ وہ فن تاریخ گوئی، تذکرہ نویسی، تاریخی حقایق کی جستجو میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ انہوں نے شریف التواریخ لکھ کر علمی دنیا میں ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔" (ایضاً، ص ۴۰۳)

۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری۔گورنمنٹ اردو کالج۔کراچی

"فاضل مولف مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی حضرت نوشہ گنج بخش کی اولاد امجاد میں ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ وہ ایک معروف شیخ طریقت، عالم، فاضل، مصنف اور مورخ ہیں۔ اُن کی عمر تبلیغ و تذکیر اور تصنیف و تالیف میں گزری ہے۔ ان کی تصنیفات کی تعداد کم و بیش دو سو ہے۔ ان کا اہم تاریخی شاہکار "شریف التواریخ" ہے۔ جو تقریباً آٹھ ہزار صفحات پر محیط ہے۔ یہ مشاہیر پنجاب (سلسلہ نوشاہی) کا دائرۃ المعارف ہے۔" (تذکرہ نوشہ گنج بخش مولفہ حضرت سید شرافت نوشاہی۔ دیباچہ از پروفیسر محمد ایوب قادری۔ص ۱۴۔۱۵)

۳۔ آقائے محمد حسین تسبیحی۔سابق کتابدار کتاب خانہ گنج بخش۔مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔اسلام آباد

"یکے از تالیفات او (حضرت شرافت نوشاہی) "شریف التواریخ" نام دارد کہ دائرۃ المعارف علوم اسلامی بہ زبان اردو است۔" (مقالہ بعنوان "گنجینۂ نوشاہی" از آقائے تسبیحی۔مطبوعہ روزنامہ "پارس" شیراز۔شمارہ ۷۹۵۰۔مورخہ ۸ دیماہ ۱۳۵۴ھ شمسی)

"بہترین مورخ ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی و ابو الفضل و فیضی صاحب آئین اکبری و اکبر نامہ در زبان فارسی در پاکستان بودہ اند در قدیم، و سید شریف احمد شرافت نوشاہی مولف "شریف التواریخ" بزبان اُردو در سہ جلد در ہشت ہزار صفحہ در عصر حاضر۔" (کتاب خانہ ہائے پاکستان" تالیف آقائے تسبیحی۔جلد اول مقدمۂ مولف ص ۱۵ و متن ص ۸۰) فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی جلد دوم، ص ۳۰۲۔

۴۔ ڈاکٹر رچرڈ۔ ایم۔ ایٹن۔ اسسٹنٹ پروفیسر اورنٹیل سٹڈیز یونیورسٹی آف اریزونا۔
ٹکسن اریزونا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ۔

Saiyid Sharif Ahmad Sharafat Naushahi has therefore inherited a rich tradition of Punjabi history and Islamic mysticism. Moreover, unlike many *sajjada-nishins* of the subcontinent who have become rich landowners and have consequently neglected the mystical or intellectual aspects of the tradition, Saiyid Sharafat has assiduously cultivated this tradition. He has mastered Persian and Arabic in addition to his native Punjabi and Urdu. He has collected and preserved in his private library the essays, biographies, histories and discourses of previous members of the Naushahia *silsila*. Indeed, his Persian manuscript collection is one of the richest of its kind in the Punjab. He has not only collected such works, but he has made his own permanent contribution to Naushahia literature. I refer to his impressive tone, the *Sharif al-Tawarikh*, an exhaustive compilation of the history and literature of the Naushahia *silsila*, written in manuscript in his own hand and consisting of three volumes in fourteen sections, totalling 8,000 pages. In this work Saiyid Sharafat Naushahi has drawn on the entire body of manuscript and published literature concerning his own family, and it will remain the most definitive work on the subject.

(" اعجاز التواریخ " مصنفہ حضرت شرافت نوشاہی۔ تعارف مصنف از ڈاکٹر رچرڈ)
مولانا محمد شمس الدین۔ تاجر کتب نادرہ۔ لاہور

" یہ (حضرت شرافت نوشاہی) پنجاب کے زبردست عالم، محقق اور مصنف بزرگ ہیں۔ اُن کا اوڑھنا بچھونا، اٹھنا، چلنا پھرنا صرف اور صرف علم ہے۔ علم کی طلب ان کے رگ و پے میں سرایت کرگئی ہے۔" ("احوال و آثار سید شرافت نوشاہی" مولفہ

محمد اقبال مجددی۔ ماخوذ از مقدمۂ مؤلف ص ۸)

۶۔ سید غلام رسول برق نوشاہی ہاشمی۔ ڈوگہ۔ ضلع گجرات

"شریف التواریخ مصنفہ مجسم شرافت سید شریف احمد صاحب شرافت دام فیوضہم سلسلہ (نوشاہیہ) کے حالات اور حضور (نوشہ گنج بخش) کی سوانح حیات کا بیش بہا اور نایاب ذخیرہ ہے۔" (کتاب "شجرہ شریف نوشاہی" مصنفہ برق نوشاہی۔ طبع اول، ص ۹)

جناب برق نے اپنی دوسری کتاب "لوامع البرکات فی تحقیق السادات" ص ۱، اور ۴۸ پر "شریف التواریخ" کے حوالے سے حضرت شرافت نوشاہی کو "رئیس المحققین" "زین المجتہدین" "شمس المورخین" "امیر الشعراء" اور "قدوۃ الفقہا" لکھا ہے۔

۷۔ اعلیٰحضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ نوشاہی۔ والد بزرگوار مصنف "شریف التواریخ"

"ہمارا لڑکا اس وقت خاندان نوشاہی کا مجدد ہے۔ مجدد کا ترجمہ ہے "پرانی بات کو نیا کرنے والا" اُس نے نوشاہی خاندان بلکہ تصوّف کو از سرِ نو تازہ کیا ہے۔ یہی کام مجددوں کا ہے۔" (کنز المعرفت (ملفوظات اعلیٰحضرت نوشاہی) جلد دوم، باب اوّل، ص ۱۹)

"فرمایا شریف احمد تم نے کتاب "شریف التواریخ" کی تصنیف میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسی محنت کی ہے اور خداوند تعالیٰ نے خود ہی اس کی تالیف میں مدد کی ہے۔" (ایضاً، ص ۱۲۶)

۸۔ صاحبزادہ مولانا نور محمد نصرت نوشاہی۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ مراد۔ شرقپور شریف۔ ضلع شیخوپورہ۔

مولانا شرافت ایک کہنہ مشق شاعر، ایک پختہ ادیب، ایک زبردست مقرر، ایک عظیم ترین مفکر اور ایک جید عالم ہیں۔ ان کی حساس طبیعت نے خاندان کی

جو جو خدمات انجام دی ہیں وہ آنے والی نسلوں کے لیے باعثِ فخر و ناز ہیں۔ آپ کی خاندانی تواریخ و سیر کی حقائق نگاری، عام معلومات کی ذخیرہ اندوزی، کتبِ قدیمہ و جدیدہ کے مطالعہ سے اور مسائل خفیہ و جلیہ کی مطابقت میں موجودہ روش کے ساتھ ساتھ مقالہ نویسی آج کے ادبی فضا میں امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ حال و مستقبل کی فضاؤں میں خوشگواری پیدا کرنے کے لیے آپ نے جو اسلامی مقالات، اسلامی موضوعات اور اسلامی اسباق پیش کیے ہیں۔ وہ تنوع و فصول کے آئینہ میں گراں بہا جواہر دھرے معلوم ہوتے ہیں۔

میں شرافت صاحب کو اپنے بچپن ہی سے جانتا ہوں۔ میرا اور ان کا گہرا واسطہ ہے ان کے ظاہری و باطنی کیفیات کا جو میں نے مشاہدہ کیا ہے وہ لوحِ قرطاس پر رقم نہیں ہو سکتا۔ مولانا موصوف بچپن سے لے کر آج تک خاندانی ارتقاء کے لیے تالیف و تصنیف کے مشغلہ میں پورے انہماک سے کام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ نوشاہیت کے دائرۂ عمل کو وسیع تر کرنے کے لیے آپ کا وجودِ مسعود نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ ان کے خیالات میں فلسفیاتی اور ہر قسم کے معلوماتی و جذباتی سمندر موجزن ہیں اور فکرِ رسا انھیں اسلامی ثقافت کو درخشاں کرنے کے لیے آمادہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز و شب وہ یک توجہی کے ساتھ محنت کیے جا رہے ہیں۔ ان کی ذات کا قریب سے مطالعہ کرنے والا انسان ان کی دن رات کی ان تھک محنت دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ آپ جب خطاب کرتے ہیں تو لطائف و حقائق، معارف و ظرائف اور علمی و ادبی بارش کا نزول ہوتا ہے۔ ہر سامع ان کے پھولوں کی دائمی نکہت سے فرحت حاصل کرتا ہے۔ ان کا بولنا، بولنا نہیں بلکہ آتش نوائی ہے جو لادینی اور ملحدانہ سامراج پر ایٹمی توانائی کی قوت رکھتی ہے۔

آپ اس وقت پیدا ہوئے جب خاندان نوشاہیہ میں علمی اعتبار سے

انحطاط ہوتا جا رہا تھا۔ اُس وقت میدانِ علم میں اُترے جب ہزاروں نفوس کی تمنائیں بکثرت ان کا ساتھ دے رہی تھیں اور اس وقت خدمات کے لیے میدانِ اجتہاد میں آئے جب برطانیہ نے ہر خاندان کا شیرازہ بکھیر کر اس کی قوتِ ایمان کو غارت کر لیا تھا۔

آپ خوشنویس بھی ہیں۔ خطِ نستعلیق، خطِ شمسی، خطِ نسخ اور عصری خط کے ماہرین اساتذہ میں سے ہیں۔ آج کی تحریر میں خاندان نوشاہی کے ہر منسلک فرد کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ شرافت کے روشن آفتاب کی جگمگاتی کرنوں کو اپنے دل میں سمو لے اور اس کی روشنی کو لے کر آج کے ہر تاریک گوشہ کو منور کر دے۔

۵

پر شد ز فضل ایزدی دامان آرزو
صد شکر حق کہ نعمتے یک عام یافتیم

از نور محمد نصرت

(ارمغان امینیہ۔ مقدمہ ص ۳، ۴، ۲۴ جنوری ۱۹۷۹ء)

۹۔ ڈاکٹر وحید قریشی۔ اورنٹیل کالج۔ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

"شریف التواریخ ایک مفصل دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے کسی قدر اختصار سے شائع ہو سکے تو تصوف کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے" (تاثرات ڈاکٹر وحید قریشی مکتوبہ در روزنامچہ سید عارف نوشاہی مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۷۵ء در لاہور)

عصری تقاضا یہ ہے کہ حضرت شرافت نوشاہی مدظلہ کے سوانح اور علمی کارناموں پر ناقدانہ نقطۂ نظر سے ایک مستقل اور مفصل کتاب لکھی جائے۔ تاہم ان کے حالات و تصانیف پر ہمارے زیرِ نظر مقالہ سے بیشتر معلومات درج ذیل کتب سے مل سکتی ہیں:

۱۔ محمد اقبال مجددی ۱۔ "احوال و آثار سید شرافت نوشاہی" مطبوعہ دار المؤرخین

لاہور - ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

۲- سید شریف احمد شرافت نوشاہی	۱- دریائے لطافت در فہرست تالیفات شرافت - خطی
	۲- ریاض العلوم - خطی
	۳- شریف التواریخ - جلد دوم موسوم بہ "طبقات النوشاہیہ" صفحہ ۲۴۶ - ۲۸۱ خطی (خود نوشت حالات)
	شریف التواریخ جلد سوم موسوم بہ "تذکرۃ النوشاہیہ" حصہ دہم ملقب بہ "عمائد الادوار" خطی - صفحہ ۲۱۹ - ۲۵۷ (مصنف مدظلہ نے اپنے یہ حالات اپنے والد بزرگوار کی تصانیف و ملفوظات سے ماخوذ کیے ہیں)
	۴- فہرست تصانیف شرافت سنین وار - خطی

(مذکورہ بالا چاروں کتابیں مصنف ممدوح کے ذاتی کتب خانہ واقع ساہن پال شریف - ضلع گجرات میں موجود ہیں)

۳- سید شفیق الرحمٰن نوشاہی	۱- معارف شرافت - خطی مملوکہ مصنف - ساہن پال شریف
۴- مولانا محمود احمد قادری کانپوری	تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۲۱
۵- مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہوری	تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۶۰
۶- میاں محمد دین کلیم قادری	تذکرہ مشایخ قادریہ ص ۲۷۷
۷- سرہنگ خواجہ عبدالرشید کراچوی	تذکرہ شعرائے پنجاب فارسی ص ۲۰۵

فہرس الفہرست

شریف التواریخ جلد اول موسوم بنام تاریخ الاقطاب۔

تصنیف

سید شرافت نوشاہی

اشاریہ

کتاب ختم ہو جانے کے بعد مفصل اشاریہ لکھا گیا ہے، جس کے عنوانات یہ ہیں:

اوّل

فہرستِ مضامین

کتاب شریف التواریخ جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب مولفہ خادم اہل اللہ
فقیر ابوالریاض شریف احمد شرافت علوی عباسی قادری نوشاہی ساہنپالی

فہرستِ مجمل

تمام شد

دوم
مفصل فہرست

۹ رجال ہیبت

۵۵

فصل دوم ۲۸۴

علاج

کشفِ قلوب

عملیات

معارفِ توحید

واقعۂ بیعت

خاندانی حالات

۳

فہرستِ سوم

یہ اُن بزرگوں کے حالات کی فہرست ہے جن کے احوال مشائخ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کی اولاد ہونے اور خلفا ہونے کی حیثیت سے اس کتاب میں اپنے اپنے علیحدہ عنوانات سے درج ہوئے ہیں

شیخ قاسم

شیخ ابو القاسم عمر و البزاز رح — ۶۳۶
شیخ محمود نعال رح — ″
شیخ علی بن ادریس یعقوبی رح — ۶۳۵
شیخ یونس بن یوسف شیبانی رح — ۶۳۸
شیخ ابو محمد عبد اللہ مقدسی رح — ″
شیخ صدر الدین قونیوی رح — ″
شیخ شہاب الدین سہروردی رح — ″
شیخ سُوید سنجاری رح — ۶۳۹
علامہ ابو بکر عبد اللہ تمیمی رح — ۶۴۰
امام ابو البقا عبد اللہ عکبری رح — ″
شیخ ابو محمد عبد اللہ اسدی رح — ″
شیخ علی بن وہب ازجی رح — ۶۴۱
شیخ یونس قصار ہاشمی رح — ″
شیخ ابو عبد اللہ بطایحی رح — ″

اولاد سید عبد الوہاب گیلانی رح

سید صفی الدین رح — ۶۶۳
سید سلیمان رح — ″

خلفائے سید عبد الوہاب گیلانی رح

سید عبد الصمد رح — ۶۶۸
سید ابو نصر صالح بن عبد الرزاق رح — ″
سید فضل اللہ بن عبد الرزاق رح — ۶۷۰

سید محمد بن عبد العزیز رح — ۷۵۰
سید داؤد بن سلیمان رح — ″
شیخ عنایت اللہ قادری رح — ″
شیخ عبد الرحیم قادری رح — ۷۵۱
شیخ ابو الفرح قادری رح — ″۰
سید محمد باصفا — ″

اولاد سید صفی الدین گیلانی

سید ابو المسعود علم الدین احمد رح — ۷۶۹
سید ابو الجبار بدر الدین حسن رح — ″

خلفائے سید صفی الدین گیلانی رح

سید ابو سلیمان احمد رح — ۷۸۲
سید عبد الوہاب رح — ″
سید علی قادری رح — ″

خلفائے سید احمد گیلانی رح

شیخ نور محمد قادری رح — ۷۹۱

خلفائے سید علی گیلانی رح

شیخ محمود بودلہ رح — ۸۰۵
شیخ عبد القادر قادری رح — ″

اولاد شاہ سید میر گیلانی رح

سید عبد اللہ

تمام شد

فہرست جبنیدہ

۴

فہرست چہارم

یہ اُن مستوراتِ عالیات و عارفاتِ کاملات کے حالات کی فہرست ہے جن کے احوال مشائخ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کی ازواج ہونے یا اولاد ہونے یا خلفا ہونے کی حیثیت سے اس کتاب میں علیحدہ عنوانات سے درج ہوئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد ونعت

اَللّٰهُ محمدؐ ہے ہر حامد ومحمودؑ کا ، اور احد احمدؐ ہے ہر ساجد ومسجود کا۔ صفتِ احدیت میں یگانہ ہے ، وجود وموجود سب اسی کا افسانہ ہے ، اس کی توحید کا راز فوق الادراک ہے ، کیونکہ وہ عددیؑ یگانگت سے بھی پاک ہے ، ذاتِ بیچون کی یکتائی ذرہ ذرہ سے درخشاں ہے ، کثرت کا چرچا وحدت کا نشان ہے۔

ص

ففی کل شئ لہٗ شاھدٌ　　یدل علیٰ انّہٗ واحدٌ

جمالِ حقیقی حقایقِ موجودات سے نمایاں ہے ، موحدِ عالی مقام کو ہر فرد میں مقامِ فردیت عیاں ہے ، کلّ الکل کی وحدت جامع الصفات ہے ، شانِ واحدیت یہی ہے کہ باشکالِ مختلفہ موجود وہی ذات ہے ، وحدہٗ لاشریک لہٗ۔

ص

وھو الحامد ھو المحمود　　لیس فی الدّار غیرہٗ موجود

وفی انفسکم شاہد ہے ، کہ فی الحقیقت موجود ذاتِ واحد ہے ، غیریت کے تثنیہ کو اس میں کچھ گنجایش نہیں ، عینیت کا مسئلہ محتاجِ فہمایش نہیں ، جس کے کان میں نحن اقرب کی آواز آئی ، اس نے موجودِ مطلق کو ثابت کر کے

لہ ستودہ شدہ ، یہ ترجمہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا ، کیونکہ تمام حامد کا محمود و محمد صرف ذاتِ کریم اَللّٰهُ ہے ۱۲ لہ ستودہ ۱۲ لہ ستودہ تر ۱۲ لہ عددی یگانگت سے وہ ایک مراد ہے جس کی تعریف یہ ہے الواحد نصف الاثنین ، اللہ تعالیٰ گنتی کی یگانگت سے بھی مبرا ہے جیسا کہ مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول مکتوب ہفتادم میں ہے۔ "غرض جب تک ان سب کی گرفتاری سے آزاد ہو کر ایک خدا کے ساتھ جو ایک ہونے سے بھی منزہ و پاک ہے گرفتار و مقید نہ ہو جائیں تب تک خرابی ہی خرابی اور وبال ہی وبال ہے" ۱۲ شرافت۔

وحدت الوجود کی بولی سنائی۔ رُباعی

عین بت و عیاں بہر و مہ ہمہ اوست ۔۔۔ در دیر بدل بجاں بکعبہ ہمہ اوست
لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔۔۔ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

حمد کی حد اتنی بعید ہے کہ اُس کی حد تبانا عقل کی حد سے باہر ہے، بلندیٔ تحمید

ع وحدہ الحمد لا یعلم سوائہ

سے ظاہر ہے، جو کوئی اُس کی توصیف کا شناسا ہوا، مجبوراً قائل لا احصی ثناء ہوا۔

رُباعی

سمجھیں اُسے کیا وہ ہے لقا سے بھی ورا ۔۔۔ ہُوَ جلوہ نما ہے اِس ادا سے بھی ورا
جو وہم میں دید میں گماں میں آوے ۔۔۔ وہ اِس سے ورا ہے بل ورا سے بھی ورا

انسان مراۃ الرحمان کو چاہیئے کہ اُس کی عظمت و جلال کے آگے معترف بعجز و قصور ہو کر اُسی کا فرمودہ ترانہ حمد ثنا دے کہ یہی کافی ہے، الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدًا ولم یکن لہ شریك فی الملك ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرًا (بنی اسرائیل ع ۱۲) اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ عزّ شانہ وجل برھانہ۔

حضرت اَحْمَدْ، اَحَد ہیں درجاتِ حقی و خلقی میں، اور یکتا ہیں مراتبِ بشری و ملکی میں، آپ کی ذوالوجہین حقیقت اُدھر شایل بہ احدیت ہے، اور اِدھر نغمہ سرائے واحدیت، اُس طرف ترانہ سنج اَنَا عَرَبٌ ہو کر وارثِ مقامِ ربوبیت ہے، اور اِس جگہ اَنَا بَشَرٌ کہہ کر نقدحالِ بشریت، اِس بات کی شاہد لی مع اللہ کی شان ہے جس سے ظاہر ہے کہ اِس میں کوئی خاص راز نہاں ہے۔

ع در لباسِ احمدی نورِ احد ۔۔۔ واسطہ شد خلق را بہر رشد

وَاللّٰہُ ، محمدؐ ھوالاوّل والاخر والظاھر والباطن کے اسماء سے معروف ہیں ، صفاتِ حقّانی سے متصف ذاتِ رحیم ورؤف ہیں ، آپ کا نورِ وجود منشاء عالم وآدم ہے ، مبدأ عقلِ کُل ومصدر اسمِ اعظم ہے ، کنزالکنوز اور کنز الصفات حقیقتِ احمدیہ ہے ، برزخِ کبریٰ اور ام الکتاب اسمِ محمدیہ ہے ، آپ تعینِ ثانی میں ظہور پذیر ہو کر مظہر صفاتِ الٰہیہ وجوبیہ ذاتیہ جلالیہ وجمالیہ ہیں ، اور تجلی ثانی میں شہود ہو کر مظہر اسماء وصفات کیانیہ حدوثیہ منفعلہ ہیں ، جس نے من رانی فقد رای الحق کو جانا اس نے حقیقتِ محمدیہ کو پہچانا ۔

سه

جمالِ خدا اگر نہیں تم نے دیکھا　　محمدؐ کو دیکھو وہی ہو بہو ہے

ذاتِ سراجاً منیراً کی ثنا وتعریف میں قرآن کریم بحرِ مواج رواں ہے ، اِنَّ اللّٰہ وملٰئکتہٗ یصلون علی النبی سے شانِ محبوبی عیاں ہے ، آپ کا جمالِ نبوت ورسالت رحمۃ للعٰلمین ہے ، اسی لئے توصنفِ انبیاء میں آپ کا نام سیّد المرسلین ہے ۔ سه

نورِ اوّل نمونہ حضرتِ جود　　سرِ دفتر کائنات فہرستِ وجود

درود ہزارہ کے گلہائے نامعدود آپ کی مرقدِ ملائک مسجود پر نثار ہوں ، اور سلام و تحیات کے تحائف قائلِ اتقکم مثلی کی ذات پر بیشمار ہوں ، آپ کی محمدتیں پائے فکر لنگ وزبانِ نطق گنگ کا مصداق ہو کر آخر اسی پر کفایت کرنی پڑتی ہے مَا کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (الاحزاب- ع ۵) صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً دائماً ابداً ۔

جماعتِ اسلامیہ سے بعد الانبیاء ، کمالاتِ نبوت کے حقیقی ورثاء ، چاروں حضرات

حضرات راشدین خلفا، صاحبِ صدق و شہادت و عدل و حیا، ابوبکر صدیق
اصدق الصدقا، عمر فاروق اعدل العدلا، عثمان ذوالنورین عمدۃ الحفاظ والقرا
خصوصاً معدن جود و سخا، محبوبِ حضرتِ کبریا، مظہر علی الاعلے، جنابِ علی المرتضے،
اور جوانانِ جنت کے رؤسا، امام الائمہ حسن مجتبےٰ، و حسین سید الشہدا،
اور جمیع ائمۃ الہدےٰ تھے جنہوں نے خدماتِ دینی کی بجاآوری کے صلہ میں
تمغہ بشارت ابدی حاصل کیا، کُلًّا وعد اللہ الحسنےٰ، (النسا ع ۱۳) رضی اللہ
عنہم و رضوا عنہ (البینہ)

آل مجموعۂ کمال سے قطب الافخم، غوث المعظم، کاشف الاسرار والحِکَم،
قائلِ اسمی کاسم الاعظم، سید الساداتِ عالم، مخدوم سلطان شیخ
محی الدین عبدالقادر فخر اولادِ آدم، اور اُن کے روحانی جانشین متصف بہمہ
صفاتِ قادری، مشرف بولایت کبرائے مادری، مظہر اسماؑ و صفات جلالی و
جمالی، مشعرِ شیون و اعتباراتِ کمالی، خازنِ خزائنِ متعالی، مجددِ اکبر وارث
الانبیا غالب الاولیا شاہِ نوشہ گنج بخش کائنات کے والی، اور اُن کے
مسند آرا، قائم مقامِ اولیا، صدر نشینِ اوجِ بقا، حضرت شاہ غلام مصطفےٰ
بیکسوں کے قبلہ و قبلہ نما، سزاوار مدح و ستائش ہیں جن کے وجودِ مسعود سے
ملتِ اسلامیہ نے جام محبت نوش کیا، اور جن کے نور ولایت سے کمالاتِ نبوت
نے جوش دیا، گم گشتگانِ بادیہ ضلالت نے ایسے ہی اولیا اللہ کے وسیلہ جمیلہ
سے بحکم کل شیئ یرجع الیٰ اصلہٖ ذاتِ احدیت کی طرف وصول کی راہ پائی
اور مغلوبانِ عشق حقیقی کو جمالِ واحدیت کی جھلک ماظہرت فی شیئ
کظہوری فی الانسان کے طور پر انہیں مقربین بارگاہ کی وساطت سے نظر آئی۔

اور ثنا اللہ برضا تھم ورحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔

سببِ تالیف

خادم الاصفیا خاکپائے اولیا فقیر ابوالریاض امین الدین شریف احمد المخاطب بہ فقیر سائیں، المتخلص بہ شرافت، حفظہ اللہ عن کل شرّ و آفۃ ابنِ جامع الکمالات، مخزن الحسنات، زبدۃ المشائخ والعلما، قدوۃ الافاضل والعرفا، حضرت شاہ غلام مصطفٰے ادام اللہ برکاتہٗ وظلالہٗ علیٰ رؤس الاولاد و الخلفا۔ العلوی العباسی نسبًا والسنی الحنفی مذھبًا والقادری النوشاھی مشربًا والتاھنیالی الگجراتی وطنًا، اربابِ دانش و بینش کی خدمتِ عالی میں عرض پرداز ہے کہ خلقتِ انسان کی علتِ غائی عبادتِ خداوندی و معرفتِ الٰہی ہے قال اللہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات ع ۳) ای لیعرفون۔ پس منجملہ طاعات و عبادات کے مقربینِ درگاہِ ذوالجلال کی مجالست و مصاحبت سب سے افضل ترین و موثر ترین عبادت ہے کیونکہ ان کی استقامت احوال کے مشاہدہ سے سالک کو ہمت پڑتی ہے کہ عمدہ عمدہ ریاضات و عبادات اختیار کرے جو کہ طریقہ سلوک کے لوازم سے ہیں، بلکہ اہل اللہ کے جمالِ باکمال سے زائر کے دل میں ایک نور داخل ہوتا ہے، جس سے شک و شبہ کی تاریکیاں جو بُعد و حجاب کا باعث ہیں زائل ہو جاتی ہیں، اور وصول الی اللہ کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور اگرچہ مصاحب استفاضۂ انوار کی قابلیت اور استفادۂ اسرار کی استعداد نہ رکھتا ہو، تاہم اربابِ احوال کی صحبت میں وجود لذت و شوق اور کمالاتِ ولایت کے حقائق سے ہرگز محروم نہیں رہ سکتا۔

ع یک زمانہ

یک زمانہ صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
گر تو سنگِ خارہ و مرمر بوی	چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

اور اگر دولتِ مجالست اور سعادتِ صحبت میسر نہ ہو سکے تو ذکر اذکار و اتباع آثار بزرگاں بھی ایک طرح کی صحبت ہے۔ اور ہمت افزائی و ظلمت زدائی میں اس کی وہی تاثیر ہے جو مصاحبت کی۔ اسی لئے قرناً بعد قرنٍ اسلاف کے اخلاق و حالات مجالس وعظ میں بیان ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور بڑے بڑے ضخیم جلدوں اور صحائف میں ان کو محفوظ رکھتے آئے ہیں۔ تاکہ ہر زمانہ میں اُن کے انوارِ باطن شاملِ حال قارئین و مستفیدین رہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ذکرِ محبوبانِ اٰلہ و محبانِ درگاہ میں بیشمار فوائد و منافع ہیں۔ از انجملہ

۱ ــ وجودِ اولیائے کرام و صلحائے عُظام ایک نعمتِ عظمٰے و عطیۂ کبرٰے ہے۔ اور حسب الارشاد خداوندی عز اسمہٗ واما بنعمۃ ربّک فحدّث (الضحٰی) اس نعمتِ کبرٰے کی شکر گذاری لازم ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان کی محبت میں رہے اور ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتا رہے۔ جس نے اس نعمتِ بے بہا کا شکر ادا نہ کیا۔ اُس نے فی الحقیقت خدا کو نہ پہچانا۔

رُباعی

ہر کس کہ کمالِ اولیا را نشناخت	ایں نعمتِ خاص بے بہا را نشناخت
پس شکر نگفت و حُبِ ایشاں نگزید	میداں بیقیں کہ او خدا را نشناخت

۲ ــ سیدالطائفہ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ مرید کو بزرگوں کی حکایتوں اور روایتوں سے کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

فرمایا، کہ یہ خدا تعالےٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مرید کو مدد پہنچتی ہے، اور اگر اُس کا دل شکستہ یا ضعیف ہو تو بھی قوی ہو جاتا ہے، ارشادِ آلٰہی ہے وکلاً نقص علیك من انباء الرّسل مانثبت بہٖ فؤادك (ہود، ع ۱۰)
یعنی اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، "ہم اگلے پیغمبروں کے قصّے آپ کے سامنے اِس واسطے بیان کرتے ہیں کہ آپ کا دل اس سے آرام حاصل کرے، اور قوی تر ہو جائے۔

۳ ۔ اولیاء اللہ کا ذکر کرنا بقول نبوی م من احبّ شیئاً اکثر ذکرہٗ محبتِ قلبی کی پختہ دلیل ہے، اور یہ اصول ہے کہ محبّت محب کو اپنے محبوب تک پہنچا دیتی ہے، المرء مع من احبّ۔

۴ ۔ محبوبانِ بارگاہِ آلٰہی کا ذکر کرنا باعثِ وصولِ قربتِ درگاہِ ربّ العزت ہے کیونکہ بحکم ذکر الحبیب حبیب ہر محبوب کو ذکر اپنے محبّ کا مرغوب اور ہر محبّ کو یاد اپنے محبوب کی محبوب ہوتی ہے۔

۵ ۔ بزرگوں کا ذکر کرنا حسب الارشاد نبیؐ عند ذکر الصالحین ینزل الرّحمۃ موجبِ نزولِ رحمتِ آلٰہی ہے۔

۶ ۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو بغیر کسی رنج اور محنت کے ہر شخص حاصل کر سکتا ہے، اور بارایں ہمہ خدائے ذوالجلال کے وصول کا اقرب راستہ ہے۔

۷ ۔ چونکہ ہر شخص کی طبیعت میں داخل ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے حکایات و اخبار میں تضیع اوقات کیا کرتا ہے، اس سے بہتر ہے کہ بجائے اُن کے بزرگوں کے حالات و مناقب کا ذکر کرے جو طاعت و عبادت پر متضمن ہیں۔

۸ ۔ یہ قاعدہ ہے کہ ذاکر و مذکور کے درمیان ہمیشہ مناسبت اور محبّت ہوا کرتی ہے

کرتی ہے ۔ تو اذکارِ صالحین کے بیان کرنے میں ذاکر کی نسبتِ باطنی اُن کے
ساتھ مستحکم ہوتی ہے ۔ اور علاوہ باطن کے ظاہر بھی صلاح و تقوٰے سے
آراستہ ہو جاتا ہے ۔

۹ ۔ اسلاف کے فضائل اور مناقب سننے سے یہ تصوّر پیدا ہوتا ہے کہ
باوجود اتنے بعید زمانے اور کئی صدیاں گذر جانے کے اب تک اُن کے
کارنامے زندہ موجود ہیں ۔ اِس کا سبب سوائے حسنِ عمل اور نیک کاموں
کے کوئی نہیں ، پس یہ خیال انسان کو نیکی کرنے کی طرف راغب کرتا ہے ۔

۱۰ ۔ مقبولانِ باریتعالیٰ کا ذکر کرنا اُن کی خوشنودیٔ ارواح کا باعث
ہے ۔ اور چونکہ وہ متخلق باخلاقِ ربّانی ہوتے ہیں ممکن ہے کہ بحکمِ فاذکرونی
اذکرکم (البقرۃ ۔ ع ۱۸) ذاکر کو عالمِ آخرت میں نیکی سے یاد کریں ، اور اُس
کی شفاعت کا موجب ہوں ۔ اور دنیا میں اعانت و امداد اُس کے حق
میں مرعی رکھیں ۔

۱۱ ۔ ذاکر جب بزرگانِ دین کے محامد و فضائل دنیا میں منتشر اور زبانزد
دیکھتا ہے تو اُس کو امید ہوتی ہے کہ اگر وہ بھی ایسے اعمالِ صالحہ کرے گا
تو اُس کے بعد اس کے ساتھ بھی یہی حسن معاملہ کیا جاوے گا ۔ اس لئے وہ
راہِ حق پر چلنے کی کوشش کرتا ہے ۔

پس راقم الحروف کاتب السطور عصمہ اللہ اوقاتہٗ عن التفرقۃ والفتور
نے اذکارِ اولیاء اللہ کے فوائد پر نظر رکھ کر مناسب سمجھا کہ بزرگانِ پاکباز کی
ارواحِ مقدسہ کو خوش کر کے فیوض ظاہری و باطنی حاصل کرے ۔ اگرچہ
مؤلفِ خطا کار کی ہیچمدانی مانع و مزاحم تھی کہ پاک لوگوں کے اسمائے

گرامی زبان پر لائے جاویں۔ رُباعی

ہیہات من از کجا وُ ایں کار کجا درخورد من ضعیف ایں بار کجا

اوصافِ بزرگاں زشمار افزون رت درطاقتِ تحریرِ من زار کجا

لیکن بباعث کمال شوق بحکم هم الذین لا یشقی جلیسهم اپنی شقاوت کو سعادت سے تبدیل کرنے کے واسطے اور اپنا وسیلہ نجات اخروی بنانے کے واسطے فاولئك یبدل الله سیئاتهم حسنات (الفرقان ع ٦) کی شاہی سند ہاتھ میں لے کر اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک پر بھروسہ کرکے اس کارِ نیک کے واسطے کمرہمت چست باندھی السعی منی والاتمام من اللہ۔

سہ

ابتدا کردمش بنام دلیر ختم اللہ لی بما هو خیر

اور بزرگانِ سلسلۂ عالیہ قادریہ نوشاہیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تاریخی اور صوفیانہ واقعات اور خوارق وکرامات و ملفوظات کو کتبِ متقدمین سے اقتباس کرکے لکھنا شروع کیا، اور تمدنی واخلاقی حالات میں زیادہ کوشش کی کہ اس سے بڑھ کر اخلاق وعادات کی درستی کا کوئی آلہ نہیں اور سالک کو اسی کی تبعیت وپیروی کی زیادہ ضرورت ہے، اور اس کتاب کا نام اپنے نام پر **شریف التواریخ** تجویز کیا، اور اس کو تین جلدوں پر منقسم کیا۔

جلد اوّل موسوم بہ تاریخی ہجری نام تاریخ الاقطاب۔ ١٣٥٥ھ

اس میں تفصیل ذیل دو باب ہیں۔

بابِ اوّل۔ یہ بطور مقدمہ وتمہید کے لکھا گیا ہے، اس میں آٹھ فصل ہیں۔

(١) پہلی فصل

۱ - پہلی فصل میں ان کتابوں کی فہرست ہے جن سے تاریخ الاقطاب کے مضامین اخذ کئے گئے ہیں، ہر ایک کتاب کے مؤلف کا نام و سالِ وفات بھی حتی الوسع ساتھ لکھدیا ہے۔

۲ - دوسری فصل میں ولایت کی حقیقت پر بحث کی گئی ہے، اور اس کے درجات و مراتب کا انکشاف کیا گیا ہے۔

۳ - تیسری فصل میں اولیاء اللہ کے اقسام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۴ - چوتھی فصل میں اولیاء اللہ کی حالتوں کا بیان کیا گیا ہے۔

۵ - پانچویں فصل میں اولیاء اللہ کی کرامات و خوارق کا امکان و اثبات نقلی و عقلی دلائل سے کیا گیا ہے۔

۶ - چھٹی فصل میں بیعت طریقت کے دلائل و اقسام و مسائل کا بیان کیا گیا ہے۔

۷ - ساتویں فصل میں خرقہ خلافت و ارشاد کے اقسام و مسائل کا بیان کیا گیا ہے۔

۸ - آٹھویں فصل میں چار پیر، چودہ خاندان، اور تمام سلاسل فقرا کا جو آج تک روئے زمین پر جاری و مفیض و مشہور ہیں ذکر کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی بانیانِ سلاسل کے اسمائے گرامی بھی درج کردئے ہیں۔

باب دوم - اس میں خاندانِ ذیشان نبوی مرتضوی قادری کے مشائخ کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور اس میں چھبیس فصل ہیں، ہر ایک فصل میں علیحدہ بزرگ کے حالات درج کئے ہیں، مثلاً فصل اول میں سرورِ کائنات مفخرِ موجودات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات،

اور اسی طرح ہر فصل میں موافق طریقہ بیعت قادریہ کے یکے بعد دیگرے ہر ایک بزرگ داخل سلسلہ ہذا کے حالات درج کیے ہیں تا آنکہ چھبیسویں فصل میں سیدالعارفین امام الموحدین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رح کے حالات لکھے ہیں۔

اس کے بعد ختم شریف نوشاہی اور خاتمہ کتاب اور مناجاتِ نثر اور شجرہ شریف اُردو پر اس کو ختم کیا ہے۔

جلد دوم ۔ موسوم بہ طبقات النّوشاهیّه ۔

اس میں سات طبقے ہیں ۔

۱ ۔ طبقه نوشاهیه ابائیه۔ اس میں حضرت نوشہ گنج بخش رح سے لیکر مؤلف تک اپنے تمام آبا و اجداد کے حالات سلسلہ وار بالترتیب مذکور ہیں۔

۲ ۔ طبقه نوشاهیه برخورداریه۔ اس میں حضرت نوشہ گنج بخش رح کے فرزند اکبر حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق رح کے اور ان کی تمام اولاد کے حالات ہیں۔

۳ ۔ طبقه نوشاهیه هاشمیه۔ اس میں حضرت نوشہ گنج بخش رح کے فرزند اصغر حضرت سید محمد ہاشم دریادل رح کے اور ان کی اولاد کے حالات ہیں۔

۴ ۔ طبقه سلیمانیه۔ اس میں حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری رح کی اولاد امجاد کے حالات ہیں۔

۵ ۔ طبقه رحمانیه۔ اس میں حضرت نوشاہِ عالیجاہ رح کے خلیفہ کامل حضرت شاہ عبدالرحمٰن پاک صاحب بھڑوی رح کے، اور ان کی دختری اولاد کے حالات ہیں۔

۶ ۔ طبقہ یحیائیہ

۶ - طبقہ بیچیاریہ - اس میں حضرت نوشہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ صادق حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ کے، اور ان کی اولاد کے حالات ہیں۔

۷ - طبقہ سادات گیلانیہ صالحیہ - اس میں حضرت نوشہ پیر عالیجناب کے خلیفہ بزرگ حضرت سید صالح محمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ساکن چک سادہ متصل گجرات کے، اور ان کی اولاد کے حالات درج کئے ہیں۔

ہر ایک طبقہ میں چند ایک ابواب بھی ہیں جن کی تفصیل موقعہ پر آئے گی۔

جلد سوم موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ۔

اس میں قطب الاولیا حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ خلفا اور بالواسطہ مریدوں کے حالات درج کئے ہیں، سلسلہ نوشاہیہ کے مشہور مشائخ کا مفصل تذکرہ کیا ہے، بلکہ زمانہ حاضرہ کے سجادہ نشینوں تک اس میں مذکور ہوئے ہیں اس جلد میں بارہ حصے ہیں جن کی تفصیل اپنی جگہ پر آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

التزامات - جلد ہذا موسوم بہ تاریخ الاقطاب کے لکھنے میں مندرجہ ذیل التزامات پر عمل کیا گیا ہے۔

۱ - ہر ایک بزرگ کے ذکر میں خاص طور پر مندرجہ ذیل عنوانات کو نصب العین رکھا ہے، اور جو کچھ ان کے ماتحت مل سکا ہے درج کر دیا ہے۔

اوصاف جمیلہ، نام و کنیت و لقب و نسب، ولادت و تربیت، تعلیم ظاہری و باطنی، واقعہ توبہ، بیعت و خلافت، ریاضت و مجاہدہ، اخلاق و عادات، مواعظ حسنہ، حلیہ و لباس، فضائل و خصائص، مقامات فقر، کرامات، عملیات، تصنیفات، مکتوبات، کلمات طیبات، معرفین کمال، ازواج و اولاد، تلامذہ و خلفا، تبرکات، واقعہ و تاریخ وفات۔

ہر ایک ذکر میں کسی واقعات اِن عنوانات سے زیادہ اور کسی کم بھی تحریر ہوئے ہیں۔

۲ - تاریخ ہائے ولادت و وفاتِ مشایخ کی حتی الوسع نہایت تحقیق کی گئی ہے۔ جس تاریخ پر چند کتابوں کا اتفاق نظر آیا ہے اُس کو درج کر دیا ہے، اور تاریخوں کے اختلاف کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ بعض اشخاص اپنی کم علمی کی وجہ سے اختلاف پڑھ کر مذبذب ہو جاتے ہیں، اس واسطے جو تاریخ میرے نزدیک صحیح ثابت ہوئی ہے وہی درج کی ہے، ہاں بعض مواقعہ پر کسی خاص وجہ کے باعث اختلاف کا ذکر کر دیا ہے مگر بہت کم۔

۳ - اگر کسی بزرگ کی اولاد زمانہ حال تک باقی ہے یا کچھ عرصہ تک باقی رہی ہے تو جہاں تک معلوم ہو سکا ہے وہاں تک اُس کا تذکرہ کر دیا ہے، جیسا کہ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد القرشی الہکاری رح یا حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی اوچی رح وغیرہ کے حالات میں۔

۴ - ہر ایک بزرگ کے ذکر میں اُس کے خلفا کے مختصر حالات درج کر دئے ہیں، اگر کسی خلیفہ سے آگے بھی سلسلہ چلا ہے تو ضمناً اُس کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

رُباعی

چو من بخیر کنم یاد رفتگان دارم | امید آنکہ مرا ہم بخیر یاد کنند
چو شاد میکنم ارواح دیگراں شاید | کساں شدو مرا نیز روح شاد کنند

التماس ضروری۔ اب ناظرین والا تمکین کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر تحریر ہٰذا آپ کو پسند آوے، اور اس سے کچھ محظوظ ہوں تو اس کو تصرف بزرگاں سمجھیں اور عاصی پُر معاصی کی محنت شاقہ پر لحاظ فرما کر دعائے مغفرت و حسن خاتمت سے محروم نہ فرماویں، اور چونکہ یہ عاجز سراپا تقصیر شرافت فقرا اہل زبان نہیں ہے،

لہٰذا اگر اِس تحریر میں کسی قسم کی غلطی اور سہو و نسیان پاویں تو براہِ کرم میری بے مائگی علم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مجھے نشانہ ملامت نہ بناویں بلکہ اگر ممکن ہو تو اسکی مناسب و جائز طور پر اصلاح فرماویں۔ یا بصورتِ دیگر پردہ پوشی کر کے مجھ پر احسان فرماویں ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (التوبہ ع ۱۵) رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (الشعراء ع ۵)

باب اوّل

مقدمہ و تمہید کتاب میں۔ اِس میں آٹھ فصل ہیں۔

فصل اوّل

اِس فصل میں اُن کتابوں کی فہرست ہے جن سے کتاب ہذا یعنی تاریخ الاقطاب کے لیے مضامین ماخذ کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی اُن کے مصنفین کے نام و تواریخ وفات بھی حتی الوسع لکھدی ہیں اور کتابوں کے اسماء کو ترتیب حروف تہجی لکھا ہے۔ وھوھذا۔

الف

۱ آئینہ تصوف۔ شاہ محمد حسن چشتی صابری قدوسی رام پوری (متوفی ۲۵ شعبان ۱۳۱۲ھ)

۲ ابو بکر شبلی۔ مولوی محمد عبد الحلیم شرر بن حکیم تفضل حسین لکھنوی ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ

۳ اتحاف الاحبہ ببیان حدیث المحبہ۔ شیخ ابو المجد و المفاخر عبد الحق محدث بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری (متوفی ۱۰۵۲ھ)

۴ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ۔ حافظ جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن کمال الدین ابو بکر سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ)

۵ اچھا عقیدہ ترجمہ حسن العقیدہ ۔ شاہ ولی اللہ محدث بن شاہ عبدالرحیم بن شاہ وجیہ الدین عمری دہلوی رح (متوفی ۱۱۷۶ھ)

۶ احیاء العلوم ۔ حجۃ الاسلام زین الدین امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی طوسی شافعی رح (متوفی دوشنبہ ۱۴ جمادی الآخرہ ۵۰۵ھ)

۷ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ۔ شیخ عبدالحق حقی محدث دہلوی رح

۸ ادبی لغات اردو ۔

۹ اذکار ابرار ۔ مولانا شیخ محمد غوثی بن شیخ حسن بن شیخ موسیٰ شطاری مانڈوی رح

۱۰ اذکار قلندری ۔ پیر رحم بخش فرحت سہروردی رح (متوفی ۱۲۵۶ھ)

۱۱ اربعین ۔ حافظ ابی بکر محمد بن ابو نصر رح

۱۲ اربعین ۔ علامہ حافظ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ محدث شیرازی رح

۱۳ اربعین فی اصول الدین ۔ امام فخر الدین محمد رازی بن ضیاء الدین عمر و بن حسین بن حسن بن علی بکری تیمی رح (متوفی یکم شوال ۶۰۲ھ)

۱۴ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب ۔ مولوی محمد عبید اللہ بسمل بن مظہر جمال امرتسری رحیم کرم کتبخانہ رام پور

۱۵ ارشاد الطالبین ۔ شاہ محمد رضا بن شیخ فاضل قادری رح

۱۶ ارشاد الطالبین ۔ اخون درویزہ ننگنہاری رح

۱۷ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

۱۸ اسباب النزول القرآن ۔ امام ابو الحسن علی بن احمد واحدی رح (متوفی ۴۶۸ھ)

۱۹ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۔ حافظ ابو عمر و یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر بن عاصم نمری قرطبی مالکی رح (متوفی ربیع الآخر ۴۶۳ھ)

۲۰ اسرار الاولیاء

۲۰ اسرار الاولیاء قلمی نسخہ ملفوظات خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر چشتیؒ (متوفی ۵ محرم ۶۶۴ھ)
مرتبہ شیخ بدر الدین اسحاق بن علی دہلویؒ (متوفی ۶۹۰ھ)

۲۱ اسرار الطریقت (رسالہ غوثیہ) سید محمد غوث بن سید حسن بادشاہ گیلانی قادریؒ
لاہوری (متوفی ۱۱۵۲ھ)

۲۲ اسرار المعانی قلمی۔ شیخ حسین بن محمدؒ

۲۳ اسرار المعرفت۔ سید قطب شاہ بخاری قادریؒ متوطن بیر محل۔ ضلع ملتان

۲۴ اسرار تصوف (ماہنامہ)۔ جولائی ۱۹۲۵ء

۲۵ اسرار قادر قلمی مولوی محمد جان بن عبد الغفور بن قاضی محمد اسلم قادری فاضلی بٹالویؒ

۲۶ اسنی المفاخر۔ امام عفیف الدین ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی
بن سلیمان بن فلاح یافعی یمنی نزیل الحرمین (متوفی ۷۶۸ھ)

۲۷ اصطلاحات۔ شیخ عبد الرزاق کاشیؒ

۲۸ اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابہ ورواۃ الآثار۔
امام ابو محمد عبد اللہ بن علی لخمی رشاطی اندلسیؒ
(متوفی ۵۴۲ھ)

۲۹ اقرب الموارد فی فصیح العربیۃ والشوارد۔ علامہ الشرتونیؒ

۳۰ الہامات غوثیہ۔ امام العصر، غوث الاعظم سید شیخ عبد القادر جیلانیؒ
(متوفی ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ)

۳۱ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

۳۲ انتخاب صحاح ستہ۔ مولوی نیاز علی پسروریؒ

۳۳ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون۔ حافظ نور الدین علی بن ابراہیم بن علی حلبیؒ

۳۴ انوار الصالحین قلمی سید معصوم شاہ بن سید فضل شاہ نوشاہی رحمہ ساکن چک سادہ گجرات

۳۵ انوار العارفین۔ حافظ محمد حسین چشتی صابری قدوسی مرادآبادی رحمہ

۳۶ انوار القادریہ الملقب بہ ریاض النوشاہیہ۔ مولوی حکیم پیر غلام قادر شاہ اثر بن محمدی شاہ انصاری نوشاہی برقنداری جالندھری قلمی

۳۷ انوار قادریہ۔ سید سردار شاہ گیلانی پروفیسر پنجاب وٹرنری کالج لاہور

۳۸ انیس الارواح۔ نسخہ ملفوظات خواجہ ابو النور عثمان ہارونی چشتی (متوفی ۶۱۷ھ) مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ

۳۹ انیس القادریہ۔ شیخ بہاء الحق بن شاہ رحمت اللہ کرمانی رحمہ

۴۰ اوراد القادریہ قلمی مخدوم سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث گیلانی اوچی رحمہ (متوفی دوشنبہ ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ)

۴۱ ایراد العبارات لبیان اہل الاشارات۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ

ب

۴۲ باغ سادات قلمی۔

۴۳ باغ سادات المعروف بہ تحفہ ظہور ایمان۔ حکیم سید تجمل حسین نقوی بخاری اوچی رحمہ

۴۴ بحر الجنان فی مناقب و حالات آل سید الانس والجان۔ سید محبوب شاہ صادق گیلانی رئیس اعظم داتہ ضلع ہزارہ۔
یہ کتاب تذکرۃ السادات بتاریخ آل سرور کائنات کا اُردو ترجمہ ہے

۴۵ بحر الحقیقت المعروف بہ گلزار ابراہیم۔ مولوی حسن رحمہ

۴۶ بحر السرائر قلمی سید سعد اللہ قادری بن سید صفی الدین عبد الرحمٰن حسینی موسوی رضوی رحمہ

۱۴۴ بحر العلوم

۴۷ بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم - ملا عبد العلی بحر العلوم بن مولانا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ)

۴۸ بحر المعانی قلمی سید محمد بن امیر نصیر الدین جعفر مکی حسینی چشتی نظامی (متوفی ۸۹۱ھ)

۴۹ بستان العارفین - امام حافظ ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن اشرف بن حسن حزامی نووی شافعی رحمہ اللہ (متوفی شب چہار شنبہ ۲۴ رجب ۶۷۶ھ)

۵۰ بستان المحدثین - مولانا شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ)

۵۱ بشری اللبیب - امام ابو الفتح محمد بن محمد المعروف بہ ابن سید الناس محدث اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۴ھ)

۵۲ بعض الامثال - مجموعہ کلمات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مرتبہ شیخ ابو الفضل احمد بن محمد میدانی

۵۳ بہجۃ الاسرار - علامہ شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی (متوفی ۷۱۳ھ)

۵۴ بیاض قادری قلمی سید غلام قادر بن سید عبد اللہ نوشاہی برخورداری (متوفی ۱۳۰۶ھ)

۵۵ بیت المعرفت -

۵۶ بے مثل بشر - مولانا محمد اعظم بن محمد یار نوشاہی برقنداز ی بیرووالی

ت

۵۷ تاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول - نواب سید صدیق حسن خاں محدث بخاری بھوپالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ)

۵۸ تاریخ ابن رافع - حافظ محمد بن رافع رحمہ اللہ

۵۹ تاریخ اسلام - حافظ عبد الرحمن شوق امرتسری بن حافظ عمر الدین ہوشیارپوری

۶۰ تاریخ اعثم - خواجہ احمد بن اعثم کوفی رحمہ اللہ

۶۱ تاریخ الاسلام - حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رح (متوفی ۷۴۸ھ)

۶۲ تاریخ الاولیا - سید امام الدین احمد بن مفتی سید عبدالفتاح اشرف علی حسینی قادری گلشن آبادی رح

۶۳ تاریخ الخلفا - حافظ امام سیوطی رح

۶۴ تاریخ المعتبر فی انباء من غبر - قاضی القضاۃ مجیر الدین عبدالرحمن علیمی عمیری مقدسی حنبلی رح

۶۵ تاریخ اوچ قلمی مولوی غلام احمد اختر اوچی مؤلف سررشتہ تالیفات ریاست بہاولپور

۶۶ تاریخ اوچ - مولوی محمد حفیظ الرحمن حفیظ بہاولپوری

۶۷ تاریخ اولیائے گجرات - مولوی سید ابوظفر ندوی دسنوی بہاری سابق پروفیسر مہاودیالے (کالج) احمد آباد گجرات

یہ کتاب مرآۃ احمدی مصنفہ خان بہادر علی محمد خاں بہادر کا اردو ترجمہ ہے

۶۸ تاریخ بغداد - حافظ محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود بن حسن المعروف بابن النجار (متوفی ۶۴۳ھ)

۶۹ تاریخ بغداد - حافظ ابوبکر احمد خطیب بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی رح (متوفی ۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ)

۷۰ تاریخ پنجاب - مولوی غلام محی الدین المعروف بوٹے شاہ رح

۷۱ تاریخ جلیلہ - مولوی پیر غلام دستگیر نامی بن پیر حامد شاہ قریشی ہکاری لاہوری

۷۲ تاریخ دمشق - امام ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر رح (متوفی ۵۷۱ھ)

۷۳ تاریخ سادات خوارزمیہ قلمی سید لکھن شاہ بن سید عالم شاہ بن سید محمود شاہ خوارزمی مگھووالی

۷۴ تاریخ سندھ - مرزا قلیچ بیگ رح

۷۵ تاریخ سندھ - امین الملک میر سید معصوم شاہ نامی متعہد از نہاوری بن سید صفائی ترمذی قندھاری بھکری رح (متوفی ۱۰۱۴ھ)

۷۶ تاریخ عباسی قلمی مؤلف کتاب ہذا فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی قادری نوشاہی ساجن والی

۷۷ تاریخ فرشتہ

۷۷ تاریخ فرشتہ ۔ مولانا محمد قاسم فرشتہ رح

۷۸ تاریخ کبیر (تاریخ الامم والملوک) ۔ امام شیخ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رح (متوفی شنبہ ۲۶ رشوال ۳۱۰ھ)

۷۹ تاریخ کبیر ۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رح

۸۰ تاریخ لاہور ۔ سید عبد اللطیف لاہوری

۸۱ تاریخ مکہ ۔ امام ابو الولید محمد بن عبد الکریم ارزقی رح (متوفی ۲۲۳ھ)

۸۲ تحائف قدسیہ قلمی ۔ مولوی پیر کمال قادری نوشاہی لاہوری رح

۸۳ تحفۃ الابرار ۔ (کلیات جدولیہ) مرزا آفتاب بیگ عرف نواب بیگ چشتی نظامی رح

۸۴ تحفۃ الاخیار ۔ شیخ احمد بن محمد بن مویہ رح

۸۵ تحفۃ الحسینی ۔ شیخ محمد اشرف حسینی لاہوری رح

۸۶ تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین ۔ قاضی ابو علی محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی صنعانی (متوفی ۲۶ رجمادی الآخر ۱۲۵۵ھ)

۸۷ تحفۃ القادریہ ۔ سید خیر الدین ابو المعالی کرمانی قادری لاہوری رح (متوفی ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ)

۸۸ تحفۃ الکرام ۔ سید علی شیر قانع ٹھٹوی رح

۸۹ تحفہ اثنا عشریہ ۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح

۹۰ تحفہ مرسلیہ ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ صدیقی چشتی برہانپوری رح (متوفی رمضان ۱۰۲۹ھ)

۹۱ تحقیقات چشتی ۔ مولوی نور احمد چشتی بن احمد بخش بکیل بن غلام حسین بن ابراہیم بن ضیاء الحق بن عنایت اللہ بن قاضی محمد عاقل لاہوری رح (متوفی ۱۲۸۴ھ)

۹۲ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ۔ حافظ سیوطی رح

۹۳ تذکرۃ الاولیاء ۔ شیخ فرید الدین محمد بن ابراہیم عطار نیشاپوری رح (متوفی ۱۰ رجمادی الآخر ۶۲۹ھ)

۹۴ تذکرۃ الشیخ ۔ سائیں محمد فتح علی خاں عرف فتح خاں قلندر نوشاہی ۔ راولپنڈی

۹۵ تذکرہ اولیائے ہند۔ مرزا احمد اختر بن محمد دارا بخت میران شاہ بن سلطان ابوظفر سراج محمد بہادر شاہ ظفر

۹۶ تذکرہ خواص الامۃ فی احوال الائمۃ۔ حافظ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزاغلی بن عبد اللہ بغدادی المعروف بہ سبط ابن الجوزی رح (متوفی ۶۵۴ھ)

۹۷ تذکرہ سیفیہ۔ چوہدری مولا بخش سیفی

۹۸ تذکرہ غوثیہ۔ نسخہ مجموعہ ارشادات سید غوث علی شاہ قلندر گیلانی قادری پانی پتی رح (متوفی دوشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ) مرتبہ سید گل حسن قلندر رح

۹۹ تذکرہ نوشاہی قلمی مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی بن سید حافظ جمال اللہ فقیر اعظم قادری نوشاہی برخورداری ساہنپالی رح (متوفی ۱۱۶۳ھ)

۱۰۰ ترجیعات قادری قلمی مخدوم سید محمد غوث گیلانی قادری اوچی رح (متوفی ۲۰ رجب ۹۲۳ھ)

۱۰۱ ترویح القلوب بیاض مولانا سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی رح (قلمی)

۱۰۲ تشریح الاولیا۔

۱۰۳ تشریف الشرفا۔

۱۰۴ تصحیح المسائل رد مائۃ مسائل۔

۱۰۵ تصویر کربلا۔ سید آل احمد

۱۰۶ تعقبات سیوطی علی الموضوعات ابن الجوزی۔ حافظ سیوطی رح

۱۰۷ تعلیم غوثیہ المعروف بہ مرآۃ الوحدت۔ سید شاہ گل حسن قلندر قادری پانی پتی رح

۱۰۸ تفریح الاذکیا۔ شیخ ابو المحسن حسین بخش رح

۱۰۹ تفسیر آدمی۔ شیخ ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء آدمی بغدادی (متوفی ۳۰۹ھ)

۱۱۰ تفسیر ابن المنذر۔ امام ابو بکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری رح (متوفی ۳۱۸ھ)

۱۱۱ تفسیر ابن مردویہ۔ طراز المحدثین امام ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی رح (متوفی ۴۱۰ھ)

۱۱۲ تفسیر احمدی

۱۱۲ تفسیر احمدی - شیخ احمد صدیقی الملقب بہ ملا جیون حنفی بن ملا ابو سعید المیٹھوی (متوفی ۱۱۳۰ھ)

۱۱۳ تفسیر تستری - شیخ ابو محمد سہل بن عبد اللہ تستری رح (متوفی ۱۲ محرم ۲۸۳ھ)

۱۱۴ تفسیر ثعلبی - شیخ احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی رح (متوفی ۴۲۷ھ)

۱۱۵ تفسیر حسینی الملقب بہ مواہب العلیہ - ملا کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی ہروی المعروف بہ مولے الصفی رح (متوفی ۳۰ ذی الحجہ ۹۱۰ھ)

۱۱۶ تفسیر حقانی الملقب بہ فتح منان - مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی رح (۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ)

۱۱۷ تفسیر دُرِّ منثور - حافظ سیوطی رح

۱۱۸ تفسیر رحمانی الملقب بہ تبصیر الرحمٰن - شیخ علی بن احمد مہائمی گجراتی رح (متوفی ۸۳۵ھ)

۱۱۹ تفسیر روح البیان - علامہ شیخ اسمٰعیل حقی آفندی رح (متوفی ۱۱۳۷ھ)

۱۲۰ تفسیر عزیزی الملقب بہ فتح العزیز - شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح

۱۲۱ تفسیر کبیر - امام فخر الدین رازی رح

۱۲۲ تفسیر کرخی - شیخ ابو المحفوظ اسد الدین معروف بن فیروز کرخی رح (جمعہ ۱۲ محرم ۲۰۰ھ)

۱۲۳ تفسیر مجاہد - امام ابو الحجاج مجاہد بن جُبیر مکی رح (متوفی ۱۰۴ھ)

۱۲۴ تفسیر مدارک التنزیل - امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رح (متوفی ۷۱۰ھ)

۱۲۵ تفہیمات - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

۱۲۶ تکملہ مفتاح الفتوح قلمی - شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح

۱۲۷ تلبیس ابلیس - امام حافظ ابی الفرج شمس الدین عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزی صدیقی حنبلی بغدادی رح (متوفی ۱۲ رمضان ۵۹۷ھ)

۱۲۸ تلخیص القلائد -

۱۲۹ تنبیہ اہل الفکر برعایۃ آداب الذکر - شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح

۱۳۰ تزک جہانگیری۔ سلطان ابوالمظفر نورالدین محمد سلیم جہانگیر بادشاہ غازی (متوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۶ھ)

۱۳۱ تہذیب التہذیب۔ حافظ ابن حجر مکی رح

۱۳۲ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔ حافظ جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن زکی مزی شافعی (متوفی ۷۴۲ھ)

۱۳۳ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین۔ سید مظفر حسن مدرس اول علوم شرقی ضلع سکول جگادھری

ث

۱۳۴ ثواقب المناقب ملی علامہ شیخ محمود ماہ صدا ثقت نو شاہی کنجاہی رح (متوفی ۱۰۴۹ھ)

ج

۱۳۵ جامع الاصول۔ امام ابوالسعادات مبارک بن ابی الکرم محمد المعروف بابن الاثیر جزری (متوفی ۶۰۶ھ)

۱۳۶ جامع الاقوال قلمی مخدوم سید ابوالحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانی اوچی ملتانی (متوفی ۱۰۱۰ھ)

۱۳۷ جامع الدُّرر شرح حصن حصین۔

۱۳۸ جامع الصحیح (بخاری)۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَردِزبہ بخاری رح (متوفی شب شنبہ یکم شوال ۲۵۶ھ)

۱۳۹ جامع الصحیح (مسلم)۔ امام ابوالحسین عساکرالدین مسلم بن حجاج بن مسلم بن درد بن کوشاد قشیری نیشاپوری رح (متوفی دوشنبہ ۲۵ رجب ۲۶۱ھ)

۱۴۰ جامع الکبیر (ترمذی)۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی رح (متوفی شب دوشنبہ ۱۳ رجب ۲۷۹ھ)

۱۴۱ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

۱۴۲ جغرافیہ ہند قدیم۔ کننگھم صاحب

۱۴۳ جنات الخلود۔ مولانا محمد رضا بن محمد مومن امامی مدرس رح

۱۴۴ جنید بغدادی۔ مولوی محمد عبدالحلیم شرر لکھنوی رح (متوفی ۱۳۴۵ھ)

۱۴۵ جواہر الاولیا

۱۴۵ جواہر الاولیا قلمی سید باقر بن سید عثمان بخاری اوچی رح

۱۴۶ جواہر خمسہ۔ شیخ محمد غوث گوالیاری رح (متوفی ۱۵ رمضان ۹۷۰ھ)

۱۴۷ جواہر فریدی۔ شیخ علی اصغر بن شیخ مودود چشتی فریدی رح

۱۴۸ جواہر مجددیہ۔ خواجہ احمد حسین خاں بن خواجہ حافظ محمد عباس علی خاں نقشبندی امروہی

چ

۱۴۹ چار باب۔ شاہ اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رح (متوفی ۱۱۸۶ھ)

۱۵۰ چہار بہار قلمی نسخہ ملفوظات شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخش رح (متوفی ۱۰۶۴ھ)
مرتبہ شیخ محمد ہاشم بن حاجی محمد شریف بھرپالوی رح

۱۵۱ چہل حدیث۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

ح

۱۵۲ حاشیہ ایضاح المناسک۔ حافظ ابن حجر رح

۱۵۳ حاشیہ تحفۃ الابرار۔ مرزا آفتاب بیگ عرف نواب بیگ چشتی نظامی رح

۱۵۴ حجج الکرامہ فی آثار القیامہ۔ امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خاں محدث بھوپالی بن
سید اولاد حسن بخاری قنوجی رح (متوفی ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۰۷ھ)

۱۵۵ حدیث الموالاۃ۔ حافظ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن
زیاد بن عبداللہ بن عجلان عقدی کوفی المعروف با بن عقدہ (متوفی ۳۳۲ھ)

۱۵۶ حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار۔ مولوی امام بخش چشتی جام پوری رح

۱۵۷ حدیقۃ الاولیا۔ مفتی غلام سرور بن مفتی غلام محمد قریشی لاہوری رح (متوفی ۱۳۰۷ھ)

۱۵۸ حرز یمانی (حزب السیفی قلمی) حضرت امام ابو الحسن علی المرتضیٰ رض (متوفی شب یکشنبہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ)

۱۵۹ حصن حصین۔ امام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری شافعی رح (متوفی ۸۳۳ھ)

۱۶۰ حقائق الدقائق۔ شرح المقامات غوثیہ۔ قلمی

۱۶۱ حقیقۃ الحقائق قلمی۔ شیخ عبدالکریم جیلی رح

۱۶۲ حقیقت گلزار صابری۔ شاہ محمد حسن چشتی صابری رامپوری رح

۱۶۳ حلیۃ الابرار۔ سید علی تمیم بن سلیمان کنکاتی رح

۱۶۴ حلیۃ الاولیاء۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن
مہران اصبہانی صوفی رح (متوفی سنہ ۴۳۰ھ)

۱۶۵ حوض الحیات۔ یہ کتاب امبرت کنڈ مصنفہ گورو گورکھ ناتھ جوگی کا فارسی ترجمہ ہے۔

۱۶۶ حیات جاودانی۔ یہ کتاب قلائد الجواہر کا اردو ترجمہ ہے۔

۱۶۷ حیات بجیار۔ مفتی عبدالغنی راحت پھلواری

۱۶۸ حیوٰۃ الحیوان۔ علامہ دمیری شافعی رح

خ

۱۶۹ الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال۔ حافظ سیوطی رح

۱۷۰ خزینۃ الاصفیا۔ مفتی غلام سرور لاہوری رح

۱۷۱ الخصائص (طبرانی)۔ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی (متوفی ۸ ذیقعد سنہ ۳۶۰ھ)

۱۷۲ الخصائص (نسائی)۔ امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی رح (متوفی دوشنبہ ۱۳ صفر سنہ ۳۰۳ھ)

۱۷۳ خصائص الکبریٰ۔ حافظ سیوطی رح

۱۷۴ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر۔ علامہ محمد بن فضل اللہ رح

۱۷۵ خلاصۃ السلاسل۔ سید امام الدین احمد گلشن آبادی رح

۱۷۶ خلاصۃ العارفین قلمی بلملفوظات شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رح (متوفی ۷ صفر سنہ ۶۶۱ھ)

۱۷۷ خلاصۃ الفوائد

۱۸۷ خلاصۃ القادریہ۔

۱۸۸ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام۔ مولانا سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹ خلاصۃ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰ خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ۔ علامہ سید نورالدین علی بن سید شریف عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی پنجشنبہ یکم ذیقعدہ ۹۱۱ھ)

۱۹۱ خیالی ادر علی مذہب۔ ڈاکٹر وجرڈ

د

۱۹۲ الداء والدواء۔ نواب سید محمد صدیق حسن خاں محدث بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳ دلبستان مذاہب۔ شیخ محسن فانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵ الدر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶ الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم۔ شاہ علی انور بن شاہ علی اکبر بن شاہ حیدر علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۳۲۴ھ

۱۹۷ درایہ فی حدیث الولایہ۔ علامہ ابوسعید مسعود بن ناصر سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۷ھ)

۱۹۸ درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی۔ مولوی محمد حیدر اللہ خاں درانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۹ درج الدرر۔ مولانا سید اصیل الدین واعظ محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۰ دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ۔ شیخ ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ حسکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۰ھ)

۲۰۱ دلائل الخیرات الملقب بہ شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار۔ قلمی شیخ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ)

۲۰۲ دلائل النبوۃ۔ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۳ دلائل النبوۃ۔ امام ابوالعباس جعفر بن محمد المعروف مستغفری نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ)

۱۹۴ دلائل النبوۃ ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ)

۱۹۵ دلیل العارفین ۔ نسخہ ملفوظات خواجہ معین الدین حسن اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی دوشنبہ ۶ رجب ۶۳۲ھ) مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶ دیوان بدیع ۔ حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مرتبہ شیخ قطب الدین راوندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷ دیوان حافظ ۔ لسان الغیب خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۹۲ھ)

۱۹۸ دیوان قادری قلمی مخدوم سید محمد غوث گیلانی قادری اوچی رحمۃ اللہ علیہ

ذ

۱۹۹ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ ۔ شیخ الحرمین حافظ ابوالعباس محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابوبکر مکی طبری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۴ھ)

۲۰۰ ذکر الائمہ قلمی سید جلال الدین حسین جعفری شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۱ ذکر حبیب ۔ ملک محمد الدین اعوان چشتی نظامی ایڈیٹر ماہنامہ صوفی پنڈی بہاؤالدین گجرات

ر

۲۰۲ راحت القلوب ۔ نسخہ ملفوظات خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۳ رحمۃ للعالمین ۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری مجسٹریٹ درجہ اول ریاست پٹیالہ

۲۰۴ ردّ مرزا قادیانی قلمی مولوی محمد ابراہیم نقشبندی مجددی بیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۵ رسالۃ الاولیا ۔ شیخ ہاشم علوی بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵ رشوال ۱۱۶۰ھ)

۲۰۶ رسالہ ۔ قاضی ابوالقاسم علی بن محسن بن علی تنوخی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۷ رسالہ ۔ شیخ محمود بن احمد کنتوری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۸ رسالۃ الاعجاز قلمی الملقب بہ رسالہ احمد بیگ و مقامات حاجی بادشاہ و بابلہ لا بواب تحفۂ اثنا عشریہ مرزا احمد بیگ

مرزا احمد بیگ قافشال قادری نوشاہی سیالکوٹی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱...ھ)

۲۰۹ رسالہ قشیریہ فی علم التصوف۔ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک بن طلحہ بن محمد قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶ ربیع الآخر ۴۶۵ھ)

۲۱۰ رسالہ مغربیہ۔ شیخ احمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۱۱ روز روشن۔ مولوی مظفر حسین صبا بن ابو المحامد محمد یوسف علی بن محمد یعقوب علی بن حاجی محمد فضل علی خاں عثمانی گوپاموی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۲ روض الانف۔ امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد سہیلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۱ھ)

۲۱۳ روض الریاحین فی حکایات الصالحین۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۴ الروض الزاہر۔ علامہ ابراہیم دمیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۵ روضۃ الشہداء۔ ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۶ روضۃ الصفا۔ علامہ خاوند شاہ محمود بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۷ روضۃ القیومیہ۔ خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۸ ریاض الشہادت۔

۲۱۹ ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ۔ حافظ محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۰ ریحان القلوب فی التوصل الی المحبوب۔ شیخ جلال الدین ابو المحاسن یوسف بن عبد اللہ بن عمر عجمی کورانی رحمۃ اللہ علیہ

ز

۲۲۱ زاد الاخوان۔ مولوی نور الدین بن نور محمد بن علی محمد بن صدیق محمد بن الیاس سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۲ زبدۃ الآثار۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۳ زبدۃ الابرار۔

۲۲۴ زبدۃ الاعمال۔ شیخ سعد الدین محمد بن عمر بن علی اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۵ زواجر فی قبول الکبائر۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن بدر الدین محمد بن علی بن حجر ہیتمی مکی رح (متوفی ۹۷۴ھ)

۲۲۶ الزہر الباسم۔ حافظ علاء الدین مغلطائی رح

۲۲۷ زیارت ناحیہ۔

س

۲۲۸ سبیل سلسبیل۔ مولوی مقبول محمد قادری نوشاہی جلالوی

۲۲۹ سراج الفقرا۔ سید امام الدین احمد گلشن آبادی رح

۲۳۰ سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین۔ خان بہادر سید اولاد حیدر فوق بلگرامی ثم کوٹھہ شاہ آبادی

۲۳۱ سر مکتوم (ملفوظات محمد نوشاہی ہے) نسخہ ملفوظات سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد ابن نوشاہی برخورداری ساہنپالی رح (متوفی شب شنبہ ۲۲ محرم ۱۳۱۰ھ) مرتبہ اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ادام اللہ برکاتہ

۲۳۲ سر مکنون۔ قلمی میاں فقیر اللہ نوشاہی برقندازی رح حکیریاں۔ ہوشیارپور

۲۳۳ سفرنامہ ابن بطوطہ الموسوم بہ تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار۔ شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم لواتی طنجی المعروف بہ ابن بطوطہ تنجری سیاح رح

۲۳۴ سفرنامہ چارلس۔ چارلس میسن یورپین سیاح رح

۲۳۵ سفینۃ الاولیا قلمی شہزادہ محمد داراشکوہ گورگانی حنفی قادری رح (متوفی جمعہ یکم محرم ۱۰۶۹ھ)

۲۳۶ سکینۃ الاولیا۔ شہزادہ محمد داراشکوہ قادری رح

۲۳۷ سلاسل الانوار۔

۲۳۸ سنن (ابن ماجہ) امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ قزوینی ربعی رح (متوفی دوشنبہ ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ)

۲۳۹ سنن (ابی داؤد)

۲۲۹ سُنن (ابی داؤد) - امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی رح (متوفی ۱۶ شوال ۲۷۵ھ)

۲۴۰ سُنن (دارقطنی) - امام علی بن عمر دارقطنی رح (متوفی پنجشنبہ ۸ ذیقعدہ ۳۸۵ھ)

۲۴۱ سُنن (سعید بن منصور) - امام ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ مروزی خراسانی (متوفی رمضان ۲۲۷ھ)

۲۴۲ سُنن (نسائی) - امام نسائی رح

۲۴۳ سیر الاقطاب - شیخ الہدیہ چشتی بن شیخ عبدالرحیم بن حکیم شیخ بینا عثمانی رح

۲۴۴ سیر الاولیاء - سید محمد بن سید مبارک بن سید محمد کرمانی چشتی رح (متوفی ۷۷۰ھ)

۲۴۵ سیر الائمہ -

۲۴۶ سیر المتاخرین - شاہ غلام حسین طبا طبائی رح

۲۴۷ سیر المدار المعروف بہ ظہیر الابرار - حکیم شاہ ظہیر احمد ظہیری سہسوانی رح

۲۴۸ سیر المعانی تملی سید محمد بن جعفر مکی رح

۲۴۹ سیرۃ الرسول - امام عبدالملک ابن ہشام حمیری (متوفی ۲۱۸ھ)

۲۵۰ سیرۃ العلی - مولوی محمد بشیر

۲۵۱ سیرۃ النبلاء - حافظ ذہبی رح

۲۵۲ سیرۃ النبی - شمس العلماء علامہ محمد شبلی بن شیخ حبیب اللہ نعمانی اعظم گڑھی ناظم ندوۃ العلماء، پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ و فیلو یونیورسٹی الٰہ آباد (متوفی ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ)

۲۵۳ سیرۃ النعمان - علامہ شبلی نعمانی رح

۲۵۴ سیرۃ غوث اعظم - مولوی ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی امرتسری

۲۵۵ سیف چشتیائی للوہوم مباصواح الفصیح لاعجاز المسیح - پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی

۲۵۶ سیف مسلول - بیہقی وقت علم الہدیٰ قاضی ثناء اللہ محدث مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ)

ش

۲۵۷ شاہجہاں نامہ - شیخ محمد صالح کنبو

۲۵۸ شجرۃ الانوار قلمی - سید علی اصغر بن شاہ گدا گیلانی رح

۲۵۹ شرح السنۃ - امام ابو محمد حسین بن مسعود المشہور بہ ابن الفرا بغوی رح (متوفی ۵۱۶ھ)

۲۶۰ شرح ترمذی - حافظ الاسلام ابو الفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین عراقی رح (متوفی ۸۰۶ھ)

۲۶۱ شرح تعرف - شیخ ابو ابراہیم اسمٰعیل بن محمد بن عبداللہ مستملی بخاری رح

۲۶۲ شرح شفا - ملا نور الدین علی القاری بن سلطان محمد ہروی رح (متوفی ۱۰۱۴ھ)

۲۶۳ شرح عقائد جلالی -

۲۶۴ شرح فصوص الحکم - علامہ شیخ داؤد قیصری رح (متوفی ۷۳۰ھ)

۲۶۵ شرح قصیدہ فارضیہ - علامہ قیصری رح

۲۶۶ شرح مقدمۃ الوصول - شیخ ابراہیم مواہبی رح

۲۶۷ شرح مواقف -

۲۶۸ شرف الانساب -

۲۶۹ شرف المصطفیٰ - حافظ ابو سعید عبدالملک نیشاپوری رح

۲۷۰ شرف النبوۃ - علامہ ابو سعد عبدالملک بن ابی عثمان محمد بن ابراہیم واعظ خرگوشی رح (متوفی ۴۰۶ھ)

۲۷۱ شعب الایمان - امام بیہقی رح

۲۷۲ شفاء العلیل - یہ کتاب قول الجمیل کا اردو ترجمہ ہے۔

۲۷۳ شمس المعارف الکبریٰ - شیخ ابو العباس احمد بن علی بونی رح (متوفی ۶۲۲ھ)

۲۷۴ شواہد النبوۃ - مولانا نور الدین عبدالرحمٰن بن نظام الدین احمد بن محمد جامی رح (متوفی جمعہ ۱۸ محرم ۸۹۸ھ)

ص ۱۰

ص

۲۷۵ صفوۃ الصفوۃ۔ امام ابن الجوزی رح

۲۷۶ صواعق محرقہ۔ امام ابن حجر مکی رح

۲۷۷ صوفی (ماہنامہ) پنڈی بہاؤالدین۔ گجرات فروری ۱۹۲۸ء

ض

۲۷۸ ضیاء العارفین الملقب بہ مجالس نوشاہی۔ قلمی
نسخہ مجموعہ مجالس اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ الملقب بہ
نوشاہی ساہنپالی ادام اللہ برکاتہ (والدِ مولف)
مرتبہ فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی مولف کتاب ہذا

ط

۲۷۹ طب النبوی۔ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی رح (متوفی ۳۶۴ھ)

۲۸۰ طبقات (ابن رجب) حافظ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد ابن رجب حنبلی رح (متوفی ۷۹۵ھ)

۲۸۱ طبقات الحفاظ۔ حافظ ذہبی رح

۲۸۲ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ امام تاج الدین ابی نصر عبدالوہاب بن تقی الدین سبکی رح (متوفی ۷۷۱ھ)

۲۸۳ طبقات الصحابہ [illegible] ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری بصری رح (متوفی ۲۳۰ھ)

۲۸۴ طبقات الکبریٰ الموسوم بہ کواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیہ۔
امام عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین
مناوی رح (متوفی پنجشنبہ ۲۳ [illegible] ھ)

۲۸۵ طبقات الکبریٰ الموسوم بہ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار۔
امام شیخ عبدالوہاب بن احمد بن نور الدین ابن شہاب علوی شعرانی

۲۸۶ طبقات حسامیہ۔

ظ

۲۸۷ ظہیر المطلوب۔ شاہ ظہیر احمد ظہیری سہسوانی رح یہ کتاب کشف المحجوب کا اردو ترجمہ ہے۔

ع

۲۸۸ عروۃ الوثقیٰ۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی رح

۲۸۹ العصیدۃ الیوسفیہ لقاریٔ القصیدۃ الغوثیہ۔ مولانا محمد اعظم نوشاہی میروالی۔

۲۹۰ العقد الفرید فی سلاسل اہل التوحید۔ شیخ صفی الدین احمد بن محمد بن یونس عبد النبی بن احمد دجانی قشاشی مدنی رح (متوفی ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۷۱ھ)

۲۹۱ علوم القرآن۔ مولوی سید محمد حمدون صدر الافاضل بن سید عبد الحسن زنگی پوری رح

۲۹۲ عمدۃ السلوک قلمی سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی رح (متوفی ۲۷ رجب ۲۹۷ھ)

۲۹۳ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ قاضی القضاۃ شیخ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد حنفی عینی رح (متوفی ۸۵۵ھ)

۲۹۴ عمدۃ المطالب فی انساب آل ابی طالب۔ علامہ جمال الدین احمد المعروف بہ ابن عقبہ رح (متوفی ۸۲۸ھ)

۲۹۵ عوارف المعارف۔ شیخ الشیوخ شیخ ابو حفص شہاب الدین عمر بن محمد بکری سہروردی رح (متوفی ۶۳۲ھ)

غ

۲۹۶ غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبد القادر۔ امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی رح (متوفی ۸۵۲ھ)

۲۹۷ غنیۃ الطالبین۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رح

۲۹۸ غوث اعظم۔ قاضی برخوردار ملتانی رح

۲۹۹ غیاث اللغات۔ مولانا محمد غیاث الدین بن جلال الدین بن شرف الدین رام پوری رح (متوفی ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ)

ف

٣٠٠ الفاروق۔ علامہ شبلی نعمانی ؒ

٣٠١ فتاوٰے برہنہ قلمی شیخ نصیر الدین میستانی ؒ

٣٠٢ فتاوٰے حدیثیہ۔ امام ابن حجر مکی ؒ

٣٠٣ فتاوٰے عزیزیہ۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ

٣٠٤ فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ حافظ ابی الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی ؒ (متوفی ٨٥٢ھ)

٣٠٥ فتح الربانی والفیض الرحمانی نسخہ مواعظ غوث اعظم جیلانی ؒ مرتبہ شیخ عفیف الدین ابن المبارک ؒ

٣٠٦ فتح المبین۔ سید ظہیر الدین ؒ

٣٠٧ فتوحات مکیہ۔ شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی بن محمد عربی ؒ (متوفی شب جمعہ ٢٢ ربیع الآخر ٦٣٨ھ)

٣٠٨ فتوح الغیب۔ نسخہ مقالات غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی ؒ مرتبہ شیخ ابو عبد الرحمٰن شرف الدین عیسٰے ؒ (متوفی ١٢ رمضان ٥٧٣ھ)

٣٠٩ فردوس الاخبار۔ شیخ حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ ہمدانی ؒ (متوفی ٩ رجب ٥٠٩ھ)

٣١٠ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان۔ امام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی حنبلی ؒ (متوفی ٧٢٧ھ)

٣١١ فصل الخطاب۔ خواجہ محمد پارسا ابن محمد بن محمود حافظ بخاری ؒ (متوفی چہار شنبہ ٢٢ ذی الحجہ ٨٢٢ھ)

٣١٢ فصوص الحکم۔ شیخ محی الدین عربی ؒ

٣١٣ فصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ۔ حافظ نور الدین علی بن محمد المعروف بہ ابن الصباغ مالکی مکی ؒ (متوفی ٨٥٥ھ)

٣١٤ فوائح۔ علامہ حسین بن معین الدین میبذی ؒ

٣١٥ فوائد السالکین۔ نسخہ ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی چشتی دہلوی ؒ (متوفی ١٤ ربیع الاول ٦٣٤ھ) مرتبہ خواجہ فرید الدین گنجشکر ؒ

٣١٦ فوائد الفواد۔ نسخہ ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی ؒ (متوفی چہار شنبہ ١٨ ربیع الآخر ٧٢٥ھ) مرتبہ امیر حسن بن علاء سنجری ؒ (متوفی ٧٣٦ھ)

٣١٧ فیوض الحرمین - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

ق

٣١٨ قاموس اللغات - علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد شیرازی فیروزآبادی (متوفی ۲۰ شوال ٨١٧ھ)

٣١٩ قاموس المشاہیر - مولانا نظامی بدایونی رح

٣٢٠ قرآن مجید - کلام قدیم حضرت باریتعالیٰ عزاسمہ

٣٢١ قرۃ العیون - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

٣٢٢ قصیدہ مجادی الاطعان فی تفضیل علی علی عثمان - امام عبداللہ یافعی رح

٣٢٣ قطعات الجواہر - مولوی ابو المحمود محمد حامد علی مرحوم رحیم بن شاہ محمد محدث لکھنوی رح

٣٢٤ قطعات العربیہ - مولوی محمد عبیداللہ بن حاجی فضل الٰہی حنفی خوشنویس دار شکوئی رح

٣٢٥ قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر - قاضی شیخ محمد بن قاضی نظام الدین ابو المکارم یحیی بن قاضی جمال الدین یوسف تاذفی حنبلی رح (متوفی ٩٦٣ھ)

٣٢٦ قمقام زخار - فرہاد میرزا ابن عباس میرزا ابن فتح علی شاہ قاجار رح

٣٢٧ قوت القلوب - شیخ ابو طالب محمد بن علی بن عطیہ حارثی مکی رح (متوفی ٣٨٦ھ)

٣٢٨ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح

٣٢٩ القول المستحسن فی فخر الحسن - مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی دہلوی (متوفی جمادی الآخرہ ١١٩٩ھ)

ک

٣٣٠ کامل التواریخ - امام ابو الحسن عزالدین علی بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر جزری رح (متوفی ٦٣٠ھ)

٣٣١ الکامل فی الجرح والتعدیل - امام ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانی رح (متوفی ٣٦٥ھ)

٣٣٢ کتاب الاسلام - سید نذیر الحق گیلانی قادری رح

٣٣٣ کتاب الاشراف - علامہ شمس الدین ذکی حلبی رح

۴۳۴ کتاب الاعلام - شیخ علاء الدین قونیوی رح

۴۳۵ کتاب الانساب - حافظ ابوسعید عبدالکریم بن محمد بن ابوسعد منصور مروزی سمعانی رح (متوفی ۵۶۲ھ)

۴۳۶ کتاب الاولیاء - امام ابن ابی الدنیا رح

۴۳۷ کتاب البرزخ - مولانا نور بخش نوری توکلی ایم اے

۴۳۸ کتاب البرزخ - حافظ سیوطی رح

۴۳۹ کتاب الحجۃ - امام اصفہانی رح

۴۴۰ کتاب الزہد - امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بغدادی رح (متوفی جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ)

۴۴۱ کتاب السخا - امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان قرشی المعروف ابن ابی الدنیا م (۲۸۲ھ)

۴۴۲ کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ - قاضی حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض یحصبی سبتی رح (متوفی ۵۴۴ھ)

۴۴۳ کتاب العبر - شیخ ابراہیم کفعمی رح

۴۴۴ کتاب الفوائد قلمی - مولانا سید حافظ محمد شاہ بن سید محمد امین نوشاہی برخورداری سابنیالی رح

۴۴۵ کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب - امام عزالدین علی المعروف ابن الاثیر جزری رح

یہ کتاب الانساب سمعانی رح کا اختصار ہے۔

۴۴۶ کتاب المواعظ - علامہ عسکری رح

۴۴۷ کتاب النجوم - سید محمد مجتبیٰ پونیوانسر اعلیٰ سرکار خود مختار ریاست بندیلکھنڈ اُرچھا

۴۴۸ کتاب الولایۃ - امام ابن جریر طبری رح

۴۴۹ کرامات الاولیاء - شیخ ابومحمد حسن بن محمد بن حسن بن علی خلال بغدادی رح (متوفی جمادی الاولیٰ ۴۳۹ھ)

۴۵۰ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون - ملا مصطفیٰ کاتب بن عبداللہ چلپی رح (متوفی ۱۰۶۷ھ)

۴۵۱ کشف المحجوب - مخدوم شیخ علی بن عثمان جلابی ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری (متوفی ۴۶۵ھ)

۴۵۲ کفایۃ الطالب فی مناقب امام علی ابن ابی طالب - حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی رح (متوفی ۶۵۸ھ)

۲۵۳ الکلام المبین فی آیت رحمۃ للعالمین۔ مولانا محمد عنایت احمد بن محمد بخش کاکوروی

۲۵۴ کلید گنج الاسرار قلمی مولانا خلیفہ محمد ابراہیم بن خانجہان بن قطب الدین انصاری نوشاہی برقندازی جالندھری (متوفی شب دوشنبہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۹۸ھ)

۲۵۵ کمالات قادریہ عرف مقامات متعالیہ۔ سید طالب محی الدین المعروف بہ مہتاب شاہ کرمانی قادری لاہوری

۲۵۶ کنز الانساب۔ حاجی سید عطا حسین المشتہر بہ عبدالرزاق

۲۵۷ کنز الابابر فی شرح حروف الملک الظاہر۔

۲۵۸ کنز الرحمت۔ مولوی حکیم محمد اشرف بن عز الدین بن محمد معصوم فاروقی نوشاہی منچری (متوفی ۱۳۲۵ھ)

۲۵۹ کنز العمال۔ شیخ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان متقی قادری شاذلی جونپوری (متوفی ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ)

۲۶۰ کوثر النبی۔ مولوی حافظ عبدالعزیز پرھیاروی

۲۶۱ کیمیائے سعادت۔ امام محمد غزالی

گ

۲۶۲ گلدستہ کرامات۔ مفتی غلام سرور لاہوری

۲۶۳ گلزار فقرا قلمی مولوی کرم الٰہی حکیم بن مولوی غلام نبی فاروقی نوشاہی بگویوالی (متوفی یکشنبہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ)

۲۶۴ گلزار معرفت۔ شیخ رکن الدین شاہ قریشی ہاشمی غوث پوری (متوفی ۱۳۱۴ھ)

۲۶۵ گلشن گلزار فی نسب آل اطہار قلمی سید حسن علی شاہ بن بقا علی شاہ گیلانی شوکی

۲۶۶ گنج الاسرار المعروف رمز العباد۔ شیخ الاسلام سید حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش محمد اکبر قادری قدس سرہ (متوفی ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ)

۲۶۷ گنجینہ سروری

۳۶۷ گنجینۂ سروری (گنج تاریخ) - مفتی غلام سرور لاہوری رح

۳۶۸ گنجینۂ عرفان المعروف خلاصۂ تاریخ راپڑی فی حالات اولیائے کرام چشتی۔ مولوی وصال محمد خان بن عبدالرحمٰن خان ساکن راپڑی ضلع مین پوری

ل

۳۶۹ لٹریری ہسٹری آف پرشیا - ایڈورڈ براؤن

۳۷۰ لطائف اشرفی - ملفوظات سید اشرف جہانگیر سمنانی رح جمع کردہ نظام غریب یمنی رح

۳۷۱ لطائف النوائب - میر سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف حسینی چشتی رح (متوفی ۸۲۵ھ)

۳۷۲ لطائف گلشاہی (بیاض قلمی) - سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ نوشاہی برخوردار ساہنپال رح (متوفی ۱۳۰۰ھ)

۳۷۳ لطائف لطیفہ - خواجہ کمال الدین بن خواجہ عبداللطیف بغدادی رح

۳۷۴ لغات فیروزی مولوی فیروز الدین مدرس اول سیالکوٹ

۳۷۵ لغات کشوری سید تصدق حسین رضوی

م

۳۷۶ ما ثبت من السنۃ فی ایام السنۃ - شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

۳۷۷ مدایح الاعلام فی مناہج الاقلام قلمی سید عبدالرحمٰن بن محمد بن علی بن احمد حنفی بسطامی رح

۳۷۸ مبسوط - امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رح (متوفی ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۸۹ھ)

۳۷۹ مثنوی رباعیہ قلمی حضرت نوشہ گنج بخش رح

۳۸۰ مثنوی شاہ مجا۔ شاہ مجا قلندر لاہوری رح (متوفی ۱۵ ربیع الآخر ۱۰۸۴ھ)

۳۸۱ مثنوی معنوی - مولانا جلال الدین محمد بن بہاء الدین رومی رح (متوفی ۵ جمادی الآخرہ ۶۷۲ھ)

۳۸۲ مثنوی مے رنگ ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۳ھ)

۳۸۳ مجالس الابرار ۔ شیخ احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۴ مجالس الحسنہ ۔ نسخہ ملفوظات شیخ ابو صالح حسن محمد چشتی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سہ شنبہ ۲۸ ذیقعد ۹۸۲ھ)

مرتبہ شیخ محمد چشتی المعروف ابو الحسن شمس الدین محمد اعظم چشتی احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی یکشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۴۰ھ)

۳۸۵ مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب ۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن عبد اللہ بن محمد حسینی شافعی صوفی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۶ مجمع الاسرار قلمی میر احمد شاہ بھکری رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۷ مجمع البحار ۔ شیخ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۸۶ھ)

۳۸۸ مجمع الزوائد ۔ حافظ ابو الحسن ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۹ مجموعۃ الفتاویٰ ۔ مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی بن عبد الحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی دوشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ)

۳۹۰ مجموعہ وظائف قادری نوشاہی ۔ سید محمد صالح شاہ رضوی نوشاہی کوٹ رحموپوریاں

۳۹۱ محبوب المعانی ۔

۳۹۲ مختارۃ ۔ حافظ ضیاء الدین محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ)

۳۹۳ مختارۃ ۔ علامہ شیخ عبد الواحد بن عبد الاحد آمدی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۴ مخزن الاسرار الالٰہیہ شرح قصیدۃ الغوثیہ ۔ مولانا عبد المجید موصلی

۳۹۵ مخزن القادریہ ۔

۳۹۶ مخزن پنجاب ۔ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۷ سراج القوۃ

۳۹۷ مدارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ - شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

۳۹۸ مدخل - امام بیہقی رح

۳۹۹ مذاق العارفین - مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی رح (متوفی ۱۳۱۲ھ) یہ احیاء العلوم کا اردو ترجمہ ہے۔

۴۰۰ مرآۃ الجنان - امام یافعی رح

۴۰۱ مرآۃ السالکین فی حالات الکاملین - مولوی حاجی امام الدین چشتی نظامی لکھنوالی رح

۴۰۲ مرآۃ العاشقین - نسخہ ملفوظات خواجہ شمس الدین چشتی نظامی سیالوی رح

(متوفی جمعہ ۲۴ر صفر ۱۳۰۰ھ)

مرتبہ سید محمد سعید زنجانی جعفر تقوی رح

۴۰۳ مرآۃ الغفوریہ ملی میاں امام بخش بن خواجہ نور اللہ نوشاہی برقنداز لاہوری رح

۴۰۴ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ - شیخ الاسلام شیخ بدرالدین ابدال رح

۴۰۵ مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد - حافظ سیوطی رح

۴۰۶ مرقع کلیمی - خواجہ کلیم اللہ چشتی نظامی جہان آبادی رح (متوفی ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ)

۴۰۷ مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس - حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی رح

۴۰۸ مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین - مرزا محمد عبدالستار بیگ بن مرزا دلدار بیگ قادری

مجددی سہسرامی رح

۴۰۹ مستدرک الصحیح - امام ابو عبداللہ محمد المعروف بہ حاکم بن عبداللہ بن محمد بن

حمدویہ بن نعیم ضبی طہمانی رح (متوفی صفر ۴۰۵ھ)

۴۱۰ مستطرف من کل فن مستظرف - امام محمد بن احمد خطیب الشیبی رح

۴۱۱ مسند ابو یعلیٰ قاضی حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ

بن ہلال تمیمی موصلی رح (متوفی ۳۰۷ھ)

۲۱۲ مسند احمد - امام احمد حنبل رح

۲۱۳ مسند ابن ابی حاتم - امام حافظ عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس بن المنذر بن داؤد بن مہران ابو محمد ابن ابی حاتم التیمی الحنظلی رح

(متوفی ۳۲۷ھ)

۲۱۴ مسند حاکم - امام حاکم محدث رح

۲۱۵ مسند حسن - امام حسن بن سفیان نسوی رح (متوفی ۳۰۳ھ)

۲۱۶ مسند ربیعہ - امام ربیعہ بن حارث محدث رح

۲۱۷ مسند طیالسی - امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی رح (متوفی ۲۰۴ھ)

۲۱۸ مسند عبد بن حُمَید - امام ابو محمد عبد الحمید بن حُمَید بن نصر الکشی رح (متوفی ۲۴۹ھ)

۲۱۹ مسند کبیر بزار - امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار رح (متوفی ۲۹۲ھ)

۲۲۰ مشکلات العلوم -

۲۲۱ مشکل الآثار - امام حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک ازدی حجری مصری طحاوی رح (متوفی غرہ ذیقعدہ ۳۲۱ھ)

۲۲۲ مشکوٰۃ المصابیح - امام ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ عمری خطیب تبریزی رح

۲۲۳ المشیخۃ البغدادیہ - حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد برزالی اشبیلی رح

۲۲۴ مصطلحات طالب حق تلمیذ مولانا خواجہ محمد عمر الدین طالب چشتی نظامی گڑھ شنکری رح

۲۲۵ مصنف (ابن ابی شیبہ) - امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی رح (متوفی محرم ۲۳۵ھ)

۲۲۶ مصنف (عبد الرزاق) - امام ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع حمیری رح

(متوفی ۱۵ شوال ۲۱۱ھ)

۲۲۷ المصنوع رح

۴۲۷ المصنوع فی الاحادیث الموضوع - ملا علی قاری رح

۴۲۸ مطالب السئول - شیخ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ قرشی شافعی رح

۴۲۹ مطالب رشیدی - شاہ تراب علی قلندر کاکوروی رح (متوفی ۱۲۷۵ھ)

۴۳۰ مطلع العلوم و مجمع الفنون - مولوی حکیم واجد علی خاں دہلوی رح

۴۳۱ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ - ملا معین الدین واعظ کاشفی ہروی فراہی المعروف بہ ملا مسکین رح (متوفی ۹۰۸ھ)

۴۳۲ معارف العوارف - علامہ سید عبدالحی الحسنی لکھنوی رح (متوفی ۱۳۴۱ھ)

۴۳۳ معجم الاوسط - امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر لخمی طبرانی رح (متوفی ۸ ذیقعدہ ۳۶۰ھ)

۴۳۴ معجم الکبیر - امام طبرانی رح

۴۳۵ معجم (ابن القانع) - امام ابو الحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزوق واثق اموی رح (متوفی شوال ۳۵۱ھ)

۴۳۶ مغنی اللبیب - علامہ جمال الدین ہشام انصاری رح

۴۳۷ مفتاح العارفین قلمی - عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی رح

۴۳۸ مفتاح العاشقین - نسخہ ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رح (متوفی ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ) مرتبہ خواجہ محب اللہ رح

۴۳۹ مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب - شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

۴۴۰ مفید المفتی - مولانا شیخ عبدالاول محمد بن مولانا کرامت علی بن شیخ امام بخش بن شیخ جار اللہ بن گل محمد بن دائم صدیقی حنفی جونپوری رح (م ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ)

۴۴۱ مقامات دستگیری - مولانا عبدالرحیم ضیاء

۴۴۲ مقامات عالیہ۔ مخدوم گنج بخش رح

۴۴۳ مکاتیب شریفیہ۔ شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رح (متوفی ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ) مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی رح (متوفی ذیقعد ۱۲۵۳ھ)

۴۴۴ مکاشفات اولیاء۔ شیخ موسیٰ سہروردی رح

۴۴۵ مکاشفہ جنیدیہ۔

۴۴۶ مکتوبات۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی رح (متوفی ۲۸ محرم ۸۰۸ھ)

۴۴۷ مکتوبات امام ربانی۔ خواجہ ابوالبرکات بدرالدین شیخ احمد بن مخدوم عبدالاحد فاروقی نقشبندی سرہندی رح (متوفی سہ شنبہ سلخ صفر ۱۰۳۴ھ)

۴۴۸ مکتوبات شاہ فقیر اللہ۔ حاجی شاہ فقیر اللہ بن عبدالرحمن علوی حنفی رتاسی جلال آبادی شکارپوری رح مرتبہ مولوی محمد فاضل بن پیر محمد بن ملا الیاس انصاری رح

۴۴۹ مکتوبات طیبات المعروف مہر چشتیہ۔ خواجہ پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی گولڑوی

۴۵۰ مکتوبات غوثیہ۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح

۴۵۱ مکتوبات نبوی۔ مرتبہ مولوی محمد عبیداللہ خاں پروفیسر عربی اورینٹل مہندر کالج پٹیالہ

۴۵۲ مکتوبات نوشہ قلمی شیخ الاسلام حضرت نوشہ گنج بخش قادری رح

۴۵۳ مکتوب الارشاد قلمی میر سید فتح اللہ حسینی رضوی بخاری رح

۴۵۴ ملفوظات۔ مولوی غلام نبی بن قاضی حسن الدین نقشبندی مجددی للٰہی رح (متوفی یکشنبہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ) مرتبہ مولوی محمد حسن ساکن کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور

۴۵۵ ملفوظات۔ شاہ ابوالتراب بدیع الدین قطب المدار مکن پوری رح (متوفی سہ شنبہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۳۲ھ) مرتبہ قاضی شہاب الدین جونپوری رح

۴۵۶ ملمعات۔ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی خطیب چشتی رح (متوفی ۶۵۹ھ)

۴۵۷ المناقب

۴۵۷ المناقب ۔ حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن طیب جلابی المعروف بہ فقیہ ابن المغازلی شافعی رح (متوفی ۴۸۳ھ)

۴۵۸ المناقب ۔ علامہ ابن شہر آشوب رح

۴۵۹ المناقب ۔ امام ابن مردویہ رح

۴۶۰ المناقب ۔ امام احمد حنبل رح

۴۶۱ المناقب ۔ ملاذ المحدثین حافظ ابوالمؤید الموفق بن احمد بن محمد مکی المعروف بہ اخطب خوارزم رح (متوفی ۵۶۸ھ)

۴۶۲ مناقبات نوشاہیہ قلمی سید عمر بخش بن سید محمد بخش نوشاہی برخورداری رسول نگری رح (متوفی ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ)

۴۶۳ مناقب الاصحاب ۔ فخر الاسلام نجم الدین ابوبکر بن محمد بن حسین سبقلانی مرندی رح

۴۶۴ مناقب الاصفیا ۔ شیخ عبداللہ ذوحسلم ماروارڈی اوچی رح

۴۶۵ مناقب غوثیہ قلمی شیخ محمد صادق قادری شہابی سعیدی رح

۴۶۶ مناقب نوشاہی ۔ مولوی محمد اشرف فاروقی نوشاہی منچری رح

۴۶۷ منبئہ عمن یبعثہ اللہ علیٰ راس المائۃ ۔ حافظ سیوطی رح

۴۶۸ منتخب الامثال ۔ مجموعہ کلمات حضرت علی مرتضیٰ رض مرتبہ شیخ فضل بن مسلم الفی رح

۴۶۹ منتخب اللغات شاہجہانی قلمی ۔ ملا عبدالرشید حسینی ٹھٹھوی رح

۴۷۰ المنقذ من الضلال المفصح عن الاحوال ۔ امام محمد غزالی رح

۴۷۱ منہاج السنۃ ۔ امام ابن تیمیہ رح

۴۷۲ مواقع النجوم ۔ ضیاء الدین محمد حسن شہرستانی رح

۴۷۳ موالید اہل البیت ۔ علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن احمد المعروف بہ ابن الخشاب بغدادی رح (متوفی ۳ رمضان ۵۶۷ھ)

۴۷۴ مواہب اللدنیہ - شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی بکر محمد بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن حسین قسطلانی مصری شافعی رح (متوفی جمعہ - محرم ۹۲۳ھ)

۴۷۵ موضوعات الکبریٰ - امام حافظ ابن الجوزی رح

۴۷۶ مونس الارواح - شہزادی جہاں آرا بیگم رح

۴۷۷ میزان قطبی - مولانا قطب شاہ علوی رح

۴۷۸ میزان ہاشمی - مولانا ہاشم شاہ علوی رح

ن

۴۷۹ ناسخ التواریخ - مرزا محمد تقی سپہر کاشانی رح

۴۸۰ نافع الطالبین الموسوم بہ فوائد عارفیہ - پیر محمد عارف بن شیخ کبیر قریشی ہاشمی قادر دیوی رح

۴۸۱ نتائج الاخیار قلمی مولوی محمد ادریس اوچی رح

۴۸۲ نجم الثاقب فی اشرف المناقب - امام بدرالدین حسن بن عمر حلبی شافعی رح (متوفی ۷۷۹ھ)

۴۸۳ نوائے غیب الموسوم بہ مقالات الاحسان فی مقامات العرفان - ترجمہ فتوح الغیب نواب سید محمد صدیق حسن خاں بھوپالی رح

۴۸۴ نذر موئے الموسوم بہ تحفۃ الفقرا - مولانا محمد اعظم نوشاہی چیرو والی رح

۴۸۵ نزل الابرار - علامہ مرزا محمد معتمد خاں بدخشانی رح

۴۸۶ نزہۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر - علامہ سید عبدالحی حسنی لکھنوی رح

۴۸۷ نسب نامہ رسول مقبول - پیر غلام دستگیر نامی لاہوری

۴۸۸ نسب نامہ سادات قلمی بیرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ

۴۸۹ نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض - امام شہاب الدین احمد خفاجی رح (متوفی ۱۰۶۹ھ)

۴۹۰ نسیم یمن در حالات اویس قرن - سید محمد اشفاق حسین شاہ قادری رزاقی چشتی جھنجانوی رح ترجمہ لطائف

۴۹۱ نشر المحاسن الملقب بہ کفایۃ المعتقد۔ امام یافعی رح

۴۹۲ النظائر والاشباہ فی مناقب اولاد النوشاہ تعلمی فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی

۴۹۳ نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال۔ امام سخاوی رح

۴۹۴ نفحات الانس من حضرات القدس قلمی مولانا جامی رح

۴۹۵ نگارنامہ کا حاشیہ قلمی منشی لعل چند ملتانی

۴۹۶ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار۔ سید محمد مومن بن حسن شبلنجی شافعی رح

۴۹۷ نور ربانی در مدح محبوب سبحانی۔ مولوی غلام قادر بھیروی لاہوری رح (متوفی ۱۳۲۶ھ)

۴۹۸ نور نہال قادری۔ مولوی محمد ابراہیم خاں قادری نوشاہی رح

و

۴۹۹ وفاء الوفاء۔ سید نور الدین سمہودی رح

۵۰۰ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان۔ علامہ شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر ابراہیم بن خلکان اربلی برمکی شافعی الملقب بہ قاضی ابن خلکان رح (متوفی پنجشنبہ ۱۱ ربیع الآخر ۶۸۱ھ)

ھ

۵۰۱ ہدایۃ الغبی الی اسلام آباء النبی۔ مولانا سید عبد الغفار شاہ قادری بنگلوری رح

۵۰۲ ہدیہ مجددیہ۔ مولانا دکیل احمد سکندر پوری رح

۵۰۳ ہفتاد اولیا۔ مولانا شاہ شریف احمد مراد سہروردی دہلوی رح

ی

۵۰۴ یواقیت والجواہر۔ امام عبد الوہاب شعرانی رح

۲

فصل دوم

اس فصل میں ولی کی تحقیق و تعریف و ولایت کے اقسام و انواع و درجات و مراتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

لفظ ولی کی تحقیق حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ ولی کی دو حیثیتیں ہیں۔

اول۔ یہ کہ ولی بروزن فعیل ہے اور مبالغہ فاعل کے لئے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ علیم و قدیر کہ ان کے معانی "بہت جاننے والا" اور "بڑی قدرت والا" ہیں اس اعتبار سے ولی کے معنی ہوئے "بہت قربت حاصل کرنے والا" یا "بہت ہی نزدیک رہنے والا" جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس کی طاعت و عبادت میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ کی وجہ سے خلل واقع نہیں ہوتا۔ وہ لگاتار طاعات و عبادات میں مصروف اور پیہم تقرب حاصل کرنے میں مشغول رہتا ہے۔ اس کا کوئی فعل عبادت و طاعت سے خالی نہیں ہوتا۔

دوم یہ کہ ولی بروزن فعیل ہے جو بمعنی مفعول ہو، جیسے قتیل یعنی مقتول اور جریح بمعنی مجروح۔ اس اعتبار سے ولی کے معنے یہ ہوئے "قریب کیا گیا" یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت و نگہبانی کا ذمہ لے لیا ہے کہ اس سے کسی قسم کی معصیت و نافرمانی سرزد نہیں ہونے پاتی اور ہر دم و ہر لحظہ توفیق الٰہی اس کے شامل حال رہتی ہے۔

بہرحال معنی اول کے لحاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بندہ اللہ سبحانہ کا تقرب ڈھونڈتا رہتا ہے اور معنی دوم اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ بندے کو اپنے قرب میں رکھتا ہے اور اس سے ایسے ہی افعال صادر کراتا ہے کہ جس سے تقرب بڑھتا رہے۔ دونوں صورتوں اور ہر دو معانی کے لحاظ

معانی کے لحاظ سے آیۂ کریمہ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون (یونس ع ۷) کا مطلب صاف ہے کہ جو بندہ ہر دم طاعت الٰہی میں رہے ، یا جس بندے کو ہر دم اللہ تعالٰے اپنی یاد میں رکھے ، اُس کو نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوگا ، اور جب بندے نے اللہ عزاسمہٗ کا تقرب حاصل کیا اور اللہ تعالٰی نے اُسے اپنے قُرب میں جگہ دی تو اس کو مرتبہ ولایت حاصل ہوگیا ، اور جب مرتبہ ولایت حاصل ہوا تو بحکم اذا ثبت الشیٔ ثبت بلوازمہٖ اس کے لئے اُس کے لوازمات بھی حاصل ہوں گے مثلاً کرامات ، مدارج ظاہری و باطنی ، نعیم دنیا و آخرت ، بشارتِ دارین ، فوزِ عظیم وغیرہ

ولی کی تعریف اللہ تعالٰے ولی کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون (یونس ع ۷) یعنی اولیاء اللہ پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقوٰی اختیار کیا۔

ولی کے متعلق مشائخ کبار رہ نے بہت کچھ کلام فرمایا ہے ، یہاں چند اقوال درج کئے جاتے ہیں ۔

۱ حضرت شیخ ابو علی جرجانی رہ فرماتے ہیں " ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور مشاہدہ حق میں باقی ہو اور اُس کو اپنے وجود کی خبر نہ ہو ، اور نہ غیر اللہ کے ساتھ اُسے قرار ہو "

۲ حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رہ فرماتے ہیں " ولی وہ ہے جس کو خوف نہیں ہوتا ، کیونکہ خوف اُس چیز سے ہوتا ہے جس کا آنا مکروہ ہو یا اس سے ڈرتا ہو یا آیندہ اس بلا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو یا محبوب جو اس وقت موجود ہے وہ آیندہ چلا جائیگا بلکہ ولی صاحب وقت ہوتا ہے ، اور اُس کو آیندہ کوئی ایسا وقت نہیں ہے جس سے وہ ڈرے اور جیسا کہ اُسے خوف نہیں ایسا ہی اُسے کچھ امید بھی نہیں کیونکہ امید محبوب کی انتظار ہے کہ وہ حاصل ہو یا امید کسی تکلیف کے رفع ہونے کی ہے اور یہ اُس کے نقد وقت میں ، اور

ایسا ہی اُسے وقت کا کوئی خوف نہیں، اور اس کو خوف کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون۔

۳ حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ولی خلقت میں مشہور ہوتا ہے لیکن اس میں مبتلا نہیں ہوتا۔"

۴ حضرت شیخ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا "تو ولی ہونا چاہتا ہے" اُس نے کہا "ہاں" فرمایا "دنیا اور عقبیٰ کے ساتھ رغبت مت کر، اور اپنا نفس اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ کر، اور اپنا رُخ اُسی کی طرف کرے۔"

۵ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ولی وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے امر و نہی پر صبر کرتے۔"

۶ ولی کی شرطوں سے ہے کہ وہ گناہ سے محفوظ ہو جیسا کہ نبی کے شرایط سے ہے کہ وہ معصوم ہو۔ فکل من کان للشرع علیہ اعتراض فھو مغرور مخادع یعنی جس پر شریعت کا اعتراض ہو وہ مغرور اور فریب کار ہے۔"

ولایت کے اقسام | ولایت کی دو قسمیں ہیں۔

اول ولایتِ عامہ۔ جو تمام مومنین میں مشترک ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور (البقرۃ۔ ع ۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا دوست ہے اُن کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔

دوم ولایتِ خاصہ۔ جو واصلین سالکین یعنی اربابِ سلوک سے مختص ہے۔ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاؤہٗ الا المتقون (الانفال ع ۴) یعنی اُس کے دوست اہلِ تقوےٰ ہیں۔

اس ولایت کی تعریف صوفیہ کرام رحمہم اللہ اپنی اصطلاح میں اس طرح کرتے ہیں کہ ھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہٖ فالولی ھو الفانی فیہ والباقی بہٖ، اور فنا عبارت ہے نہایت سیر الی اللہ سے اور بقا مراد ہے بدایت سیر فی اللہ سے۔ اور سیر الی اللہ اس وقت پورا ہوتا ہے کہ میدانِ وجود کو صدق سے۔"

کو صدق کے قدموں سے طے کیا جائے ۔ اور سیر فی اللہ اُس وقت متحقق ہوتا ہے کہ بندہ کو فنائے مطلق کے بعد وجودِ بقا عطا ہو ، جو حوادث سے پاک و مطہر ہو تا کہ اس وجودِ باقی سے اتصفوا با وصاف اللہ و تخلقوا باخلاق اللہ کے عالم میں ترقی کرے ۔

ولایت کے انواع

ولایتِ خاصہ کے چار نوع ہیں۔

۱ ولایتِ محمدی ، اِس کو ولایتِ احمدی بھی کہتے ہیں ، یہ کسب سے حاصل ہوتی ہے ۔ یعنی سالک اتباعِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہایت کوشش کرے ، ہر ایک کام میں خواہ دینی ہو یا دنیوی متابعتِ سنّت کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ، غرضکہ اُس کی تمام صفات چلنا ، پھرنا ، اُٹھنا بیٹھنا ، سونا ، جاگنا ، کھانا ، پینا ، بولنا ، چُپ رہنا ، عین مطابقِ شریعت ہوں ، ان اوصاف کے متصف کو ولایتِ محمدی عطا ہوتی ہے ۔

یہ ولایت آیاتِ کریمہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران ع ۴) اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب ع ۳) سے ثابت ہوتی ہے ۔

۲ ولایتِ عشقی ، یہ ولایت اُس شخص کو ملتی ہے جو عشقِ حقیقی میں مست و مجنون ہو ، دنیا و اہلِ دنیا سے نفور ، کھانے ، پینے ، مرنے ، جینے کی کچھ خبر نہ ہو ، نہ کسی سے نفرت ہو نہ کسی سے الفت ، نہ ہی راہِ ارشاد ، نہ طریقِ تعلیم ، غرضکہ الصوفی لامذھب لہٗ کے مطابق ہو ، ہر جگہ نورِ حقیقی کا مشاہدہ کرے ، اِس ولایت کے ولی سے فائدہ بالکل کم ہوتا ہے ۔

یہ ولایت آیاتِ کریمہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہٗ ما علیک من حسابھم من شیءٍ وما من حسابک علیھم من شیءٍ (الانعام ع ۶) اور واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہٗ ولا تعد عیناک عنھم (الکہف ع ۴) سے ثابت ہوتی ہے ۔

۳ ولایتِ روحی ، یہ ولایت وہ ہے جو بعض ارواحِ مقبول کو روزِ ازل میں عطا ہوئی ،

اس میں کسب کو کوئی دخل نہیں ۔ اس ولایت کا صاحب والدہ کے شکم سے ہی ولی پیدا ہوتا ہے بچپن سے ہی خرق عادات اُس سے ظاہر ہوتے ہیں ، اور طفولیت میں ہی اُس پر اسرارِ حقانی منکشف ہوتے ہیں ، اُس کی طبیعت بُرے کاموں سے فطرۃً نفور اور نیک کاموں کی طرف راغب ہوتی ہے ، یہ ولی سنتِ نبوی کا کامل پیرو ہوتا ہے ۔

یہ ولایت آیاتِ کریمہ وآتینٰہ الحکم صبیًّا (مریم ۔ ع ۱) اور سلم علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیًّا (مریم ۔ ع ۱) اور والسلام علیّ یوم ولدتُّ ویوم اموتُ ویوم ابعث حیًّا (مریم ۔ ع ۲) سے ثابت ہوتی ہے ۔

۴ ولایتِ وہبی ۔ یہ ولایت وہ ہے جو ایک ولی کامل اپنے تصرف اور زورِ باطن سے کسی شخص کو اپنی طرف جذب کرے ، اور اپنی ایک ہی نظرِ کیمیا اثر سے بغیر کسی ریاضت و مجاہدہ کے اُس کے اوصاف ذمیمہ کو مٹا کر اُس کا قلب آئینہ کی طرح مصفا کر دے ۔ اور اپنی ولایت سے اُس کو سرفراز فرما دے ، یہ ولی دنیا و مافیہا سے مستغنی ہو جاتا ہے ، اور ولی کامل کی ایک ہی توجہ سے اُس کا دل مصدرِ انوارِ غیب ہو جاتا ہے ۔

یہ ولایت آیاتِ کریمہ ھو الذی بعث فی الاُمّیّٖن رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ (الجمعہ ۔ ع ۱) اور ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم (البقرۃ ۔ ع ۱۵) سے ثابت ہوتی ہے ۔

ولایت کے درجات | ولایت کے دو درجے ہیں ، ولایتِ صغرےٰ اور ولایتِ کبرےٰ ۔ ولایتِ صغرےٰ تو عوام صالحین پر شامل ہے ، اور ولایتِ کبرےٰ کے چار درجے ہیں ۔

۱ خُلّت ۔ یہ مقام ابراہیم ہے واتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلًا (النساء ۔ ع ۱۸) جو شخص اس مقام پر فائز ہو وہ ہر طرح سے مامون ہوتا ہے ومن دخلہٗ کان اٰمنًا (آل عمران ۔ ع ۱۰)

۲ حُبّ ۔ یہ مقام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوا ، اور اللہ تعالیٰ نے

اللہ تعالیٰ نے اُن کو حبیب لقب دیا، بلکہ اُن کی تبعیت میں اُن کے غلاموں کو بھی یہ درجہ عطا ہوا، ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران، ع ۴)

۳ ختام۔ یہ مقام بالخصوص محمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب ع ۵) اس مقام میں لوار الحمد قایم ہوا ہے۔

۴ عبودیت۔ اس مقام میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ (بنی اسرائیل ع ۱) اسی درجہ میں نبی ورسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تاکہ جہان کیواسطے رحمت ہوں، اور باقی عارفین آپ کے خلفا ہیں۔

ولایت کے مراتب | ولایت کے دو مرتبہ ہیں۔

اوّل ولایت مرتبہ ربوبیت سے مراد ہے کما قال اللہ تعالیٰ ھنالک الولایۃ للہ الحق۔ (الکہف، ع ۵) اور یہ مرتبہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

دوم ولایت مرتبہ محبت سے مراد ہے کما قال اللہ تعالیٰ وھو یتولی الصّٰلحین (الاعراف ع ۲۴) یعنی وہ نیک لوگوں سے محبت رکھتا ہے، نیز ارشاد فرمایا نحن اولیٰؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ (حٰم السجدہ، ع ۴)

فصل سوم

اس فصل میں اولیاء اللہ کے اقسام ومقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اولیاء اللہ | جب سے سلسلۂ نبوت دنیا میں ختم ہوچکا ہے، تب سے اس کی تبعیت میں تبلیغ ظاہری وباطنی کے لئے سلسلۂ ولایت جاری رہا ہے، کوئی زمانہ ارباب ولایت سے خالی نہیں

ہوا، اور یہ سلسلہ وراثتِ نبوی، میں قیامت تک چلا جائے گا، دنیا کا تمام انتظام اولیاء اللہ کے سپرد کیا گیا ہے، اور ان کی بہت قسمیں ہیں، ہر ایک کو کوئی منصب دیا گیا ہے، اور وہ اپنے عُہدہ پر متمکن ہو کر اپنے فرائض کو انجام دیتا ہے، کتب صوفیائے کرام رح میں مناصب و مقاماتِ اولیاء اللہ کی تشریح مفصل مذکور ہے۔ مختصراً یہاں کچھ درج کیا جاتا ہے۔

فرد الافراد صاحب سیر المدار نے لکھا ہے کہ "وہ ایک ولی ہے جو حامل تمام ولایت محمدی کا ہوتا ہے، کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع تنزیہ و تشبیہ ہیں، اور اس کے اوپر کوئی مرتبہ ولایت کا نہیں، اور مبدأ تعین فرد الافراد کا اسم اَللّٰہ ہے"۔

صاحب مصطلحاتِ طالب حق نے لکھا ہے کہ "فرد افضل الآدمیین ہے، اور وہ تمام عالم میں ایک ہوتا ہے، وہ مراتب و منازل میں سب اولیاء اللہ سے بلند تر ہوتا ہے، تمام اولیاء کو فیض قطب کے قلب سے ملتا ہے، لیکن فرد کو قطب کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ بلا واسطہ قطب کے فیض حاصل کرتا ہے، اور فردِ اعلےٰ ذات پاک محمدی ہے صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح لکھتے ہیں کہ "فرد کے خواص سے ہے کہ جب وہ اس جہان سے انتقال کرکے عالم برزخ میں جاتا ہے تو نفس ناطقہ کی طرح ہر کسی کی ہمت کے مطابق اُس کے وجود میں سرایت کرتا ہے، اور اجزائے عالم اپنی استعداد کے موافق اُس کو قبول کرتے ہیں، پس وہ پتھر میں بحیثیت پتھر کے ہے، اور درختوں میں درخت اور آسمان میں آسمان اور فرشتوں میں فرشتہ، اور فرد سے آثار عجیبہ و احکام غریبہ ظاہر ہوتے ہیں، اور کئی جگہوں میں وہ بروز کرتا ہے، اور افاضۂ برکات کا سبب ہوتا ہے"۔ مع

نیز جناب غوثیہ رح کے متعلق شاہ صاحب دہلوی رح نے لکھا ہے کہ "جب حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رح نے وفات پائی تو ملاءِ اعلےٰ میں اُن کو ایسا وجود عطا کیا گیا جو تمام میں سرایت کر سکے، اسی وجہ سے اُن کی رُوح پُرفتوح طریقہ قادریہ میں سریان رکھتی ہے"۔

افراد | یہ فرد کی جمع ہے، فرد وہ ولی ہے کہ بیواسطہ قطب الاقطاب جناب الٰہی سے فیض لیتا ہے، اور یہ تین کس ہوتے ہیں کہ دل ان کا مثل دل فرشتہ خاص حضرت میکائیل علیہ السلام کے بنایا گیا ہے، یہ بڑی خوشی وانبساط وشفقت کے ساتھ رہتے ہیں، ان کے علوم بقدر قوت حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہوتے ہیں، اور بسبب افراد کے نسبتیں قائم ہیں۔

مطالب رشیدی میں ہے کہ افراد تین آدمی ہیں جو مظہر تجلّٰے فردیت مخصوصۂ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں، اور وہ دائرہ قطب سے خارج ہیں۔

حضرت شیخ اکبرؒ کے کلام میں ہے کہ بعضے افراد ایسے ہیں جو دائرۂ قطب سے باہر ہیں، اور وہ کامل ہیں مثل قطب کے، بلکہ افراد سے بعضے علم میں بھی قطب سے زائد ہیں۔

مفردون | یہ وہ لوگ ہیں جو قطب کی نظر سے خارج ہیں، کذا فی اصطلاحات الکاشی و متممات جامع الاصول، اور خارج ہونے سے مراد یہ نہیں کہ غوث یا قطب کو ان کے حال کا ادراک یا اطلاع نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابدال واوتاد واخیار وغیرہ کہ جو سرہنگان درگاہ ربانی وحاجبین بارگاہ سبحانی ہیں وہ جس طرح امورِ عالم میں غوث وغیرہ کے مشورہ کے محتاج ہیں ویسے یہ نہیں، بلکہ یہ ان احکام سے خارج ہیں، اور دائرہ ہدایت میں داخل ہیں۔

صاحب فتوحاتِ مکیہ لکھتے ہیں کہ مفردون وہ جماعت ہے جو دائرۂ قطب سے خارج ہیں، اور حضرت خضر علیہ السلام بھی انہیں میں ہیں، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قبل از بعثت نبوت انہیں میں سے تھے۔

صاحب سیر المدار نے لکھا ہے کہ یہ لوگ زمانہ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی موجود تھے، بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت سے پہلے جماعت مفردوں کے سردار تھے، پھر جب آپ کو جناب باری عزاسمہٗ سے نبوت ملی تو آپ پیغمبر ہو گئے، اور وہی جماعت مفردوں کی نقیب نسبت نبوت مقرر کی گئی، اس سبب سے حضرت خضر علیہ السلام وحضرت الیاس

علیہ السلام اب نقیب نسبتِ نبوت ہیں، یہ جماعت مفردوں سے ہیں کہ طالب الی اللہ سالک حقیقت کو ہر امر سے آگاہ کرتے ہیں۔

فردِ محبوب | یہ وہ ولی ہے جس کو فردیت کے بعد محبوبیت حاصل ہو؂۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ "محبوبیت وہ ہے کہ جمال آلہی کے تجلّے نے اُس کو اپنے انوار کا آشیانہ بنایا ہے۔ اسی لئے ہزاروں عاشق دیوانہ وار فیض وہدایت کی توقع سے دور و دراز کے سفر طے کر کے اُس کے آستانہ پر سربسجود ہوتے ہیں، اور یہ مرتبہ اُن مراتب میں سے ہے جو کسی بشر کو نہیں دیئے گئے، مگر بطفیل حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اولیاء اللہ کو محبوبیت کا ثمرہ عطا کیا گیا، اور وہ مسجودِ خلایق ہوئے مثل حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح وخواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رح کے عہ"۔

صاحب بحرالمعانی لکھتے ہیں کہ افراد کی کوئی تعداد نہیں، جب ایک ان میں سے سلوک میں ترقی کرتا ہے، اور قلب نبوی م کو پہنچ کر قطبیتِ حقیقی کو جو مقامِ معشوقی ہے پہنچتا ہے تو قطبِ وحدت ہو جاتا ہے، اور اِس مقام میں انتہا تک کل اولیاء سے دو شخص پہنچے ہیں ایک حضرت غوث الاعظم رح دوسرے حضرت سلطان المشائخ رح کہ ان کی عمر نے اِس سلوک میں وفا کی، اور جلد جلد ترقی کر کے مقامِ محبوبی پر پہنچے، یعنی ان دونو حضرات کے مشارب رُوحِ احمدی تھے سہ۔

قطب الاقطاب | قطب اس کو کہتے ہیں جو عالم میں منظورِ نظرِ حق تعالیٰ ہو ہر زمانہ میں، اور وہ بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے، اور قطبیت کبرے قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے کہ جو مرتبہ باطن نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، اور یہ مرتبہ مخصوص ورثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اِس واسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب نبوت عامہ و رسالت شاملہ تھے سارے عالم کے لئے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص تھے۔

؂ سیر الاولیاء ۱۲ عہ کنوز عربی ۱۲ سہ الدر المنظم جلد اول صـ۵ مرآت

مخصوص تھے تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت پر ہو،
اسی طرح حضرت شیخ اکبر رحمہ نے فصل اکتیسویں باب ایک سو اٹھانوے فتوحات میں لکھا ہے،
اور دیگر کتب معتبرہ تصوّف میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور قطب الاقطاب وہ ہے جس کے
مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوّتِ عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو، اسی وجہ سے قطب الاقطاب
صدیقوں کا سردار ہوتا ہے[44]

لطایف اشرفی میں ہے کہ قطب اور قطب الاقطاب میں فرق یہ ہے کہ قطب کہتے ہیں چند
ذاتوں کو جو متفرق آبادیوں میں رہتے ہوں۔ کیونکہ ہر ولایت میں اگر قطب نہ ہو تو آثار
برکات اور ظہورِ حسنات اور قیامِ دنیاوی ممکن نہ ہو۔ اگرچہ حقیقتاً تفویضِ امارت اور اصلاح
عمارت ہفت اقلیم کی اوروں کو بھی ہے، اور قطب الاقطاب تمام عالم میں ایک ہی ہوتا ہے[45]

اقتباس الانوار میں ہے کہ قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ اور موجوداتِ علوی وسفلی
کا وجود اس کے وجود سے قایم ہوتا ہے، اور بوجہ اس کے قطب عالم ہونے کے سب چیزیں
قایم ہوتی ہیں، اور بارہ اقطاب سوائے اس کے اور ہوتے ہیں، اور قطب عالم کو حق تعالیٰ
سے بے واسطہ فیض پہنچتا ہے۔ اور اسی کو قطب اکبر اور قطب الارشاد اور قطب الاقطاب اور
قطب المدار بھی کہتے ہیں، اور علامت قطب الارشاد کی یہ ہے کہ اُس میں نور تمکین نظر آئے
جو سبز رنگ کا ہوتا ہے، اور کبھی کبھی سرخ رنگ کا، اور وہ بے جہت تمام اطراف کو آنکھ
کھولے خواہ بند کئے یکساں دیکھتا ہو، اور اُس نور کی حقیقت جاننا یہ خاصہ حضرت مصطفوی
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے کیونکہ آپ ہی پر اُس کا پَرتو پڑا ہے[46]

جامع الاصول میں جہاں اقسام اولیا اور متصرفین کے لکھے ہیں وہاں یہ لکھا ہے کہ قطب الاقطاب
اور قطب الارشاد اور قطب ابدال اور قطب المتصرفین یہ کلماتِ جامعہ الٰہیہ ہیں، اور ان کی
قدرت قدرتِ ذاتیہ ہے والسّابقون السّابقون اولٰئك المقرّبون (الواقعہ ، ع ۱)

[44] الدر المنظم جلد اول ص ۵۸ [45] ایضاً ص ۵۸ [46] ایضاً ص ۵۹ بحوالہ جامع الاصول ص ۱۳۸ شرافت۔

سیر المدار میں ہے کہ عوام قطب جو واصل بخدا ہیں وہ قطب الاقطاب کے نائب ہوتے ہیں، وہ اگر چاہے تو ان کی قطبیت سلب کر سکتا ہے، کیونکہ وہ بالاصالت کلید عرفان ہے، اس کے چار نام ہوتے ہیں، قطب الاقطاب، قطب الارشاد، قطب العالم، قطب المدار۔

قطب الاقطاب کی جماعت اوتاد و بدلاء و نجباء و نقباء ہوتے ہیں، جن کے ساتھ وہ نماز پڑھتا ہے، یہ مقام بالخصوص حضرت غوث الاعظم رح کی روح مبارک کے متعلق ہے، جو ذاتِ الٰہی کی مظہر اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر ہے اور اسمائے حسنے کے ساتھ نام رکھی گئی ہے۔[عہ]

قطب لغت میں قطب چکی کی میخ (کیلی) کو کہتے ہیں جس پر تمام چکی کا مدار ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو چکی نہیں چل سکتی، ایسا ہی اگر قطب جہان میں نہ ہو تو انتظامِ عالم تباہ و برباد ہو جائے، قطب کے سبب سے ہی دائرۂ وجودِ عالم قائم و محفوظ ہے۔

حضرت شیخ اکبر رح لکھتے ہیں کہ قطب کے سبب سے اللہ محفوظ رکھتا ہے کل دائرۂ وجود کو عالم کون و فساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب اور شہادت کو اور اوتاد کی وجہ سے جنوب و شمال اور مشرق و مغرب کو اور ابدال کی وجہ سے ساتوں ولایتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب سے ان سب کو کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جس پر سارے عالم کا امر دائر ہے تو جو اس امر کو جانتا ہے وہ ضرور اس کو بھی جان جائے گا کہ اللہ تعالےٰ کیسے محفوظ رکھتا ہے وجود کو عالم دنیا پر اور اس کی مثال علم طب سے علم تقویم الصحت موجود ہے۔[عہ]

شیخ عبدالوہاب شعرانی رح الیواقیت والجواہر کے پینتالیسویں باب میں لکھتے ہیں کہ شیخ اکبر رح فتوحات کے باب دو سو پچپن میں لکھتے ہیں کہ قطب اپنی قطبیت میں قائم نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ اس کو ان حروف مقطعہ کے جو اوائل سُور قرآنی میں ہیں معانی معلوم نہ ہوں، اور جب اللہ تعالیٰ اس کو ان کے حقائق اور معانی پر واقف کر دیتا ہے تب اس کو یہ خلافت ملتی ہے اور وہ

اس کا اہل

عہ سیر المدار ۱۲ عہ الدر المنظم جلد اول ص ۱۵ بحوالہ فتوحات مکیہ باب ۲۵۳ ۔ ۱۲ شرافت

اس کا اہل ہوتا ہے۔ئه

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قطب کی پندرہ علامتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ مدد دے عصمت اور رحمت اور خلافت اور نیابت میں، اور حامل عرش ہو، اور حقیقتِ ذات جانتا ہو اور احاطہ صفات اس کو حاصل ہو، اور مکرم ہو بکرامتِ حلم یعنی حلیم ہو، اور فضیلت دے دو موجودوں میں، اور جدا کرے اول کو دوسرے سے، اور اس چیز کو جو اس سے منفصل ہوئی ہے منتہا تک، اور جو اس میں ثابت ہو، اور حکم ماقبل و مابعد اور اس چیز کو کہ جس کے نہ کوئی چیز قبل ہے نہ بعد جانتا ہو، اور احاطہ رکھتا ہو ہر علم اور معلوم پر جو ظاہر ہوا ہو ابتدا سے انتہا تک، اور اُس کی طرف رجوع کرنے کو۔ئه

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قطب کا نام ہر زمانہ میں عبداللہ اور عبدالجامع ہے، اور اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ موصوف ہو باوصافِ الٰہی اس طرح پر کہ اس میں تمام معانی اسمارِ الٰہیہ کے پائے جاتے ہوں یعنی وہ آئینہ حق اور مجلئے صفاتِ مقدسہ اور محل مظاہرِ الٰہیہ اور صاحب وقت اور عین زمان اور عالم سرِّ قدر اور تردہرالدہور کا ہو، اور اس کی شان یہ ہو کہ اُس پر مرتبہ خفار غالب ہو بوجہ اُس کے محفوظ ہونے کے خزانہ ہائے عزت میں، اور پیٹے ہونے کے چادر حفظ الٰہی میں، نہ اُس کو اپنے دین میں کوئی شبہ عارض ہوتا ہو، اور نہ ایسا کوئی خطرہ آتا ہو جو اُس کے مرتبہ و مقام کے خلاف ہو، اور کثیر النکاح ہو اور اُس کا راغب، اور عورتوں کو دوست رکھتا ہو، اور اپنی طبیعت کے حق کو حد شرعی کے موافق پورا کرتا ہو، اور روحانیت کے حق کو بھی موافق حد الٰہی کے پورا کرتا ہو، اور نہ تجاوز کرتا ہو اُس مقدار معین سے جو اُس کے لئے مقرر کی گئی ہو، اور اس پر حاکم وقت نہ ہو بوجہ اس کے صرف اللہ ہی کیلئے ہونے کے، اور اس کا حال دوام عبودیت اور افتقار ہو، اور بُرے کو بُرا جانتا ہو، اور اچھے کو اچھا مانتا ہو، اور جمال صوریہ مقیدہ کو دوست رکھتا ہو، چاہے وہ کسی چیز میں ہو یا

کسی شخص میں، اور روحیں اس کے پاس عمدہ صورتوں میں آتی ہوں، اور وہ عشق سے پگھلتا ہو اور
غصہ اور غیرت اُس کا سبب للہ ہو، اور اُس کو مظاہر میں اطلاق بلا تقیید کے حاصل ہو، اور اس کی
روحانیت نہ ظاہر ہوتی ہو مگر شہادت اور غیب کے پردے میں، اور جن چیزوں کو دیکھتا ہو ان کو
بوجہ محل نظر حق ہونے کے دیکھتا ہو، اور اسباب کو بھی اُن میں قایم کرتا اور سمجھتا ہو، اور نباتا ہو،
اور ان کے حکم کے موافق کاربند ہوتا ہو، اور اپنے کو کسی طرح خلق پر رئیس یا فایق نہ جانتا ہو،
اور ہمیشہ اُسی حال پر رہتا ہو، اور اگر وہ مالدار ہو یعنی روپیہ اور اشرفی رکھتا ہو تو اس میں بھی
ویسا ہی تصرف کرتا ہو جیسا کہ ایک بندہ اپنے مالک کے مال میں تصرف کرتا ہے، اور اگر مالدار نہ ہو
محض فتوحات پر اُس کی گذر بسر ہو تو اس کے ملنے کا انتظار نہ کرتا ہو، اور وقت ضرورت کے کسی دوست
کے گھر پر جا کر اپنی حاجت بیان کر کے ضرورت کی چیز لے آتا ہو، اور ان چیزوں سے سوائے بقدر
ضرورت کے زیادہ دل بستگی نہ رکھتا ہو، اور اگر وہ ضرورت وہاں سے رفع نہ ہو تو اللہ کی جناب
میں اس ضرورت میں رجوع کرتا ہو، کیونکہ اللہ ہی متولی ہے، اور اُسی سے یہ سب امور طلب کئے
جاتے ہیں، اور اس دعا کی اجابت کا بھی انتظار کرتا ہو، پھر اللہ کو اختیار ہے چاہے فی الفور وہ چیز
دے دے یا دیر میں دے، پس قطب کا کام دعا میں الحاح کرنے کا ہے، اور حق طبیعت کیلئے
سفارش کرنے کا بخلاف اصحاب احوال کے کہ اُن کی ہمتوں سے چیزیں موجود ہو جاتی ہیں، اور اللہ
ان کو جلد ان کے حصے متعلق حالات جنت کے دے دیتا ہے، اور وہ لوگ ربانی ہیں، اور قطب حال
سے منزہ اور علم میں ثابت ہوتا ہے، اگر اللہ اُس کو خبردار کر دیتا ہے کسی ہونے والی چیز پر تو وہ
اُس کو جان لیتا ہے بطور افتقار الی اللہ کے نہ بطور افتخار کے۔ اور قطب نہ طئے ارض کرتا ہے نہ
ہوا پر اڑتا اور نہ پانی پر چلتا اور نہ بہت کھاتا ہے، اور نہ اس سے بہت کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں
مگر یونہی کچھ تھوڑی سی، اور وہ بھی خدا کے حکم سے نہ اس کی خواہش اور فرمایش سے کہ اس کو انکی
کچھ پروا نہیں ہوتی، اور اسی طرح قطب کی شان یہ ہے کہ وہ اضطرار سے بھوکا ہو نہ اختیار سے
اور نکاح سے

اور نکاح سے بھی رُک جاتا ہے بسبب مقدور نہ ہونے کے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نکاح میں کون چیز اس کو برانگیختہ کرسکتی ہے اس طلب پر، اور اُس سے تعشق بغیر عبودیت میں بخوبی قائم ہوئے نہیں متحقق ہوتا، اور اُس کو نکاح کی رغبت اولاد کی غرض سے نہیں ہوتی بلکہ شہوت اور فی نفسہٖ تناسل قائم رکھنے کی غرض سے بذریعہ امر مشروع کے، تو نکاح اُس کا صرف لذت کے لئے ہوتا ہے مثل جنتیوں کے، اور اس سِر کے حقیقت کے ادراک سے اکثر عارفین محروم رہے، اور وہ یہ سمجھے کہ قطب ضعیف الارادہ ہوتا ہے، اور اس لذت سے مغلوب ہو جاتا ہے جو اس میں مخفی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ قہر یعنی غلبہ بھی لذیذ اور خصائصِ انبیا علیہم السلام سے ہے، اور بوجہ اُس مقام کے عالی مرتبہ ہونے کے اکثر اولیاءاللہ اس مقام سے ناواقف رہے، اور نکاح کو محض شہوتِ حیوانیہ سمجھ کر اپنے نفوس کو کثرت سے نکاح کرنے سے بچاتے رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عرادکلام اولیائہٖ[عہ]

اور قطب کے مقامات سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی سانسوں کو اُن کے باہر نکلنے اور اندر جانے کے وقت دیکھتا رہے کہ ان کی آمد و رفت اچھے طریقے سے ہے یا نہیں، کیونکہ انفاس خدا کی بھیجی ہوئی چیزیں قطب کی طرف ہیں، تو جب وہ حق کی طرف واپس ہوتے ہیں تو اُس کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور یہ حفاظت قطب کسی تکلیف سے نہیں کرتا بلکہ اُس کی شان ہی یہی ہے اور اس بیان میں شیخ اکبرؒ نے بہت طویل کلام لکھ کر اس کے بعد لکھا ہے کہ قطب وہ مرد کامل ہوتا ہے جس نے وہ چار دینار حاصل کئے ہوں جس کا ہر دینار پچیس قیراط کا ہو، اور ان سے مردانِ خدا کی کیفیت معلوم کی جاتی ہو، اور چار دینار سے مراد رسل اور انبیا و اولیا و مومنین ہیں، اور ان سب کا وارث قطب ہوتا ہے[عہ]

حضرت شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں کہ قطب کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اُس حجاب میں رہتا ہے جو اُس کے اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے، اور حجاب مرتے وقت تک نہیں اٹھتا جب قطب مرتا ہے،

تو اللہ سے جا ملتا ہے ۔ اور قطب کی مثال بمنزلہ دربان کے ہے جو بادشاہی احکام نافذ
کرتا ہے ، اور اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے ۔ اور اس کو شہود کی صفت حاصل نہیں ہوتی ۵
حضرت شیخ اکبر رح لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب متولی کرتا ہے کسی بندہ کو مرتبہ قطبیت میں تو
اُس کے لئے ایک تخت عالم مثال میں بچھا کر اُس پر اُس کو بٹھاتا ہے ۔ اور اُس مکان کی صورت
بہ حیثیت اُس کے مرتبہ کے بتاتا ہے مثلاً اُس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بتاتا
ہے بذریعہ اپنے ہر چیز کے ساتھ احاطہ علمی کے ۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلیٰ مثال دے سکتا
ہے ۔ تو جب وہ تخت بچھا لیا جاتا ہے اُس کے بعد اس کو اُن تمام اسمار کا خلعت دیا جاتا
ہے جن کا طالب تمام عالم ہے ۔ اور اسما اُس عالم کے طالب ہوتے ہیں ، پھر اُس سے خلعے
ظاہر ہوتے ہیں ، وہ سب قطب کو پہنا کر اور تاجِ کرامت دے کر اُس تخت پر بٹھاتے ہیں ؛
اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے ، پھر اللہ حکم دیتا ہے تمام عالم کو اُس سے بیعت
کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں ہر حال یعنی سختی اور راحت میں ، اور
سارا عالم ادنےٰ اور اعلےٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہوتا ہے سوائے عالُون کے ،
اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں ۔ اور وہ لوگ بالذات
حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے ۔ اور قوم ملاء اعلےٰ بھی قطب کے
پاس سب سے پہلے آتے ہیں موافق اپنے مراتب کے ، یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے ، اور وہ سب
اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں طاعت و عبادتِ حق پر بلاقید کسی سختی اور راحت کے ، اور
وہ لوگ ان دو صفتوں کو اپنے میں جانتے ہی نہیں ، اس واسطے کہ کسی شئے کی شناخت
بغیر اُس کی ضد کے نہیں ہوتی ، اور ملاء اعلےٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ
کی گنجائش ہی نہیں ہوتی ، تو جو روحیں قطب کے پاس بیعت کے لئے آتی ہیں وہ اُس سے
علمِ الٰہی کے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں ، اور وہ جواب میں کہتا ہے کہ اے شخص کیا تو

قائل فلاں ؟

۵ ازالۃ الخفا جلد اول صـ ۲۵ بحوالہ فتوحات مکیہ باب ۱۶۰ ص ۲۲ فتوحات

قائل فلاں فلاں امر کا ہے۔ جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اُس سے کہتا ہے کہ اس مسئلہ میں دو جہتیں ہیں اور وہ دونو متعلق ہیں علم آلٰہی سے کہ جن میں ایک اعلےٰ ہے اُس دوسرے سے جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے تو ہر بیعت کرنے والا قطب سے مستفید ہوتا ہے، اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اُس کو معلوم نہیں ہوتا، حضرت شیخ رح فرماتے ہیں کہ میں نے کُل سوالات قطبیت ایک علٰحدہ رسالہ میں لکھے ہیں، اور مجھ سے پہلے ان کو کسی نے نہیں لکھا ہے، اور وہ مسائل معین نہیں ہوتے ہیں کہ بار بار ہر قطب سے وہی پوچھے جائیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے یعنی پہلے سے وہ سوال اُس کے ذہن میں نہیں ہوتا بلکہ پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے، اور حضرت شیخ رح فرماتے ہیں کہ پہلے قطب سے عقل اوّل بیعت کرتی ہے پھر نفس، پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں اُن ملائکہ سے جو آسمان و زمین کے بنانے والے ہیں یا ان پر موکل ہیں، پھر وہ روحیں جو مدبرہ ان ہیاکل کی ہیں، جنہوں نے مرکر اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے، پھر جن، پھر مولدات، پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، سوائے ملائکہ عالین کے، یا ان افراد بشر کے جو قطب کے دائرہ میں نہیں داخل ہوتے ہیں، اور قطب کو ان پر تصرف نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ بشر اگرچہ مثل اس کے کاملین ہیں اور اس امر کے لائق جو قطب نے اپنی قطبیت سے پایا، لیکن چونکہ امر مقتضی اس کو ہے کہ زمانہ میں ایسا ایک ہی شخص ہو جو اس امر کے لئے مخصوص کیا جائے لہذا ایک شخص معین ہو لیا، اور یہ کچھ اولیت کی وجہ سے نہیں بلکہ علم آلٰہی پہلے سے اُس کے متعلق ہو جاتا ہے کہ یہ شخص والی ہوگا۔

حضرت شیخ اکبر رح لکھتے ہیں کہ خصائص قطب سے یہ بھی ہے کہ اس کو خلوت رہتی ہے اللہ کے ساتھ، اور یہ مرتبہ اُس کے سوا کسی اور ولی کو نہیں ہوتا، پھر جب قطب وقت مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس خلوت کو کسی دوسرے قطب کے واسطے خاص کر دیتا ہے، اور یہ خلوت ایک زمانہ میں دو قطبوں کے واسطے نہیں ہوتی، اور یہ خلوت علوم اسرار کے متعلق ہوتی ہے،

اور قطب کے واسطے کوئی حد معین نہیں، کبھی وہ قطبیت میں سال بھر رہتا ہے، اور کبھی اس سے زیادہ اور کبھی کم گھڑیوں اور دنوں تک، اور یہ مقام بہت ذمہ داری کا ہے، اس کا حامل کل ممالک ارضیہ کی سختیاں اٹھاتا ہے، اور وہ سب اس کے مملوک اور رعایا ہوتے ہیں۔[۵۵]

حضرت شیخ اکبر رحمہ لکھتے ہیں کہ ہر قطب عالم میں اتنا ہی ٹھہرتا ہے جتنا اللہ کو منظور ہوتا ہے پھر اس کی دعوت منسوخ ہو کر دوسرے کو ملتی ہے، اور اس کی کیفیت بعینہ شریعتوں کی سی ہے اور دعوت سے میری غرض قطب کے احکام اور ان احکام کا عالم میں موثر ہونا ہے، اور بعضے اقطاب اس مرتبہ میں تینتیس برس چار مہینہ رہے ہیں، اور بعضے اس سے کم اور بعضے اور بھی کم، چنانچہ مویداس کی حضرات خلفائے اربعہ کی خلافت ہے جو یقینی اقطاب تھے۔

حضرت شیخ اکبر رحمہ لکھتے ہیں کہ یہ امر بھی جان لینے کے قابل ہے کہ چونکہ امام کا مقرر کرنا بوجہ قیام دین کے واجب ہے، اور امام بھی ایک ہی ہونا چاہیئے تاکہ جھگڑے اور فساد نہ پڑیں، تو ایسے امام کا حکم بھی بمنزلہ قطب کے حکم کے ہوگا، اور کبھی امام ظاہری بھی قطب وقت ہوتا ہے جیسے شیخین رض اپنے وقت میں تھے، اور کبھی نہیں ہوتا تو خلافت اسی قطب کو ہوتی ہے جو بصفت عدل متصف ہوتا ہے، اور یہ خلیفہ ظاہر میں بمنزلہ نائب قطب باطنی کے ہوتا ہے مگر اس کو اپنا ہونا خود نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ ظلم اور عدل تو ظاہری اماموں سے بھی واقع ہوتے ہیں، اور قطب وقت کا عادل ہونا ضروری ہے، اور جس طرح قطبیت والیان امور کو ہوتی ہے اسی طرح سے ان چاروں ائمہ مجتہدین کو بھی ہوئی ہے اور ان کے سوا اوروں کو بھی، ان مجتہدوں کے مشاغل علمیہ اگرچہ باعث حجاب ہو سکتے تھے لیکن وہ حجاب ہی ان کے لئے مفید تھے کیونکہ قطب کی شان مخفی رہنا ہے۔

اب اگر کوئی پوچھے کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص قطب ہے تو اس کا کیا مطلب ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا مطلب قطب سے ان کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو جامع ہو حالات

ومقامات کا

۵۵ شرح فصوص جلد اول ص۵۵ بحوالہ فتوحات مکیہ باب ۱۵۵ ... ایضاً بحوالہ فتوحات باب ... ایضاً بحوالہ فتوحات باب ... شرح فصوص

ومقامات کا، اور اس اطلاق میں انہوں نے وسعت بھی دے دی ہے یعنی یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے زمانہ میں اپنے ابنائے جنس میں یکتا ہو، اور مقامات میں سے کسی مقام کا حال اس پر وارد ہوا ہو تو اُس کو بھی قطب کہیں گے تو کسی شہر کا کوئی مرد سردار اُس شہر کا قطب کہا جا سکتا ہے، ایسے ہی کسی جماعت کا کوئی سردار اُس جماعت کا قطب کہا جا سکتا ہے، یہ تو عام اصطلاح ہے، اور اصطلاح قوم میں قطب وہ شخص ہے جو اپنے وقت میں ایک ہو، اور وہی غوث ہوتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح فرماتے ہیں کہ اقطاب کیلئے سولہ عالم ہیں، اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے جو اس عالم کے دنیا و آخرت دونو کو محیط ہے، مگر اس امر کو سوا قطب کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

شیخ ابوطالب مکی رح قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ قطب زمان ہر وقت میں قیامت تک مرتبہ و مقام میں قائم مقام امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رض کا ہوتا ہے، اور تین اوتاد سے کہ جو قطب سے کم ہیں وہ ہر زمانہ میں قائم مقام باقی تینوں خلفا یعنی حضرت عمر و عثمان و علی رض کے ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالرؤف مناوی کہتے ہیں کہ میں نے شرح مقدمۃ الوصول مصنفہ شیخ ابراہیم سواہبی رح میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ حضرت ابی المواہب تونسی رح سے نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اولاً مرتبہ قطبیت کی تولیہ حضرت فاطمۃ الزہرا رض منجانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مدت حیات بھر رہیں، پھر اُن کے بعد حضرات خلفائے اربعہ کی طرف یہ نعمت منتقل ہوئی، اُن کے بعد حضرت امام حسن رض ہوئے لیکن حافظ [illegible]سی رح کا قول ہے کہ سب سے پہلے قطب حضرت امام حسن رض تھے، کذا فی نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح لکھتے ہیں کہ قطب الارشاد جامع کمالات فردیہ کا ہوتا ہے اور وہ بہت عزیز الوجود ہے، اور بہت قرنوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے، اور عالم ظلمانی اُس کے نور ظہور سے نورانی ہو جاتا ہے، اور نور ارشاد اس کا سارے عالم کو شامل ہوتا ہے عرش سے فرش تک جسی کو رشد ایمان اور معرفت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے تو اُسی کے واسطہ سے ہوتی ہے۔

الدر المنظم جلد اول صفحہ ۵۹ [illegible] ایضاً صفحہ ۵۹ [illegible]

اور بغیر اس کے توسط کے کوئی شخص اِس دولت کو نہیں پہنچتا ۔ اُس کا نورِ ہدایت مثل دریا کے تمام
عالم کو محیط ہے ۔ اور وہ بمنزلہ دریائے ساکن کے ہے کہ متحرک نہیں ۔ اور جو کوئی اُس بزرگ کی طرف
متوجہ ہوتا ہے ۔ اور اُس سے خلوص رکھتا ہے یا وہ بزرگ اُس کے حال پر متوجہ ہوتا ہے تو وقت
توجہ کے ایک روزن اُس دریا سے یعنی اُس بزرگ کے قلب سے کھل کر بقدر توجہ اور اخلاص طالب کے
اُس کو اس دریا سے سیراب کرتا ہے ۔ اور جو کوئی خدا کی یاد میں مشغول اور اُس عزیز کی طرف متوجہ نہو
کسی انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ جانتا ہی نہ ہو تو اُس کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن پہلی صورت
میں زائد ہوتا ہے ۔ اور اگر کوئی شخص اُس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اُس سے خفا ہے تو وہ
چاہے کیسا ہی ذکر الٰہی میں مشغول ہو مگر ہدایت سے محروم رہے گا ۔ اور اس کی انکار سد راہ ہوگی
بغیر اس کے کہ وہ بزرگ متوجہ اس کے عدم افادہ پر ہو ۔ اور اُس کے ضرر کا ارادہ کرے ۔ اور جو لوگ
کہ اُس بزرگ سے اخلاص و محبت رکھتے ہیں وہ اگرچہ توجہ اور ذکر الٰہی سے غافل ہوں مگر نور رشد و ہدایت
ان کو ضرور نصیب ہوگا ۔ اور قطب ابدال بقائے وجودِ عالم کا واسطہ ہوتا ہے ۔ اور تخلیق اور ترزیق
اور دفع بلیات و امراض اور عافیت کا حاصل ہونا یہ اُس کا فیض ہے ۔ اور ہدایت و ارشاد اور
ایمان اور توفیق امورِ خیر یہ سب قطب الارشاد کا فیض ہے ۔ اور قطب ابدال ہر وقت کام میں رہتا
ہے ۔ اگر ایک جاتا ہے تو دوسرا اُس کا قائم مقام ہو جاتا ہے ۔ اور قطب الارشاد کے لئے لازمی نہیں
کہ وہ سب وقت ہو کیونکہ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ عالم ایمان و ہدایت سے بالکل خالی ہوتا
ہے ۔ اور فرد اکمل اقطاب ارشاد سے خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر ہوتا ہے اور
اُس کا کمال بھی مطابق کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا ہے ۔ اور فرق دونو کا یوں
میں سوا اصالت اور تبعیت کے اور کچھ نہیں ہوتا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت میں
قطب الارشاد تھے اور حضرت اویس قرنی رضہ قطب الابدال ۔ انتہی

حضرت شیخ اکبر رہ فتوحات کے چودہویں باب میں لکھتے ہیں کہ اقطاب سے زمانہ خالی نہیں رہتا اور
تمام اقطاب

تمام اقطابِ کاملین اُمم گذشتہ یعنی عہد حضرت آدم علیہ السلام سے عہدِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پچیس ہوئے ہیں، اللہ تعالےٰ نے مجھ سے اور اُن سے مشہدِ قدس میں کہ جو مشاہدہ برزخیہ تھا ملاقات کرائی، اور میں اُس وقت شہر قرطبہ میں تھا، اور وہ فرق اور مداوی الکلوم اور بکار اور مرتفع اور شفاء الماضی اور ماحق اور عاقب اور منحور اور سجر الماء اور عنصر الحیات اور شرید اور صائغ اور راجع اور طیار اور سالم اور خلیفہ اور مقسوم اور حی اور راقی اور واسع اور بحر اور منصف اور ہادی اور اصلح اور باقی تھے، اور یہ سب قطبوں کے نام تھے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جو مجھے بتائے گئے، اور وہ قطب جو تمام انبیاء و رسل و اقطاب کو مدد دیتا ہے وقت نشار انسانی سے قیامت تک وہ روح محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔[1]

فتوحات باب چار سو باسٹھ[462] میں ہے کہ ہر شہر اور گاؤں اور ولایت کے لئے علاوہ غوث کے ایک قطب ہوتا ہے اُسی کی برکت سے اللہ اُس سمت کو محفوظ رکھتا ہے چاہے وہاں والے مسلمان ہوں یا کافر، اِسی طرح زہاد اور عباد اور متوکلین وغیرہ ہیں، اُن میں بھی ہر قسم کے واسطے ایک قطب ضرور ہوتا ہے جس پر ان کا دار و مدار ہوتا ہے۔[2]

حضرت سید محمد بن جعفر مکی رہ کتاب بحر المعانی چودہویں مکتوب میں لکھتے ہیں کہ بارہ قطب بعضے انبیا کے قلب پر ہیں، جن میں پہلا قطب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ یٰسین ہے، اور دوسرا قطب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ اخلاص ہے، تیسرا قطب حضرت موسےٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ اذا جاء ہے، چوتھا قطب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ فتح ہے، پانچواں قطب حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ اذا زلزلت ہے، چھٹا قطب حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورۂ واقعہ ہے، ساتواں قطب حضرت ایوب علیہ السلام کے

قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ بقرہ ہے ، آٹھواں قطب حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ کہف ہے ، نواں قطب حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ نمل ہے ، دسواں قطب حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ انعام ہے ، گیارہواں قطب حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ طٰہٰ ہے ، بارہواں قطب حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہے اُس کا ورد سورہ مُلک ہے یہ سب بارہ ہوئے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام اِن سے خارج ہیں کیونکہ وہ مکتوم ہیں مفردون کی قسم سے جیسا کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ علماء سے مراد اولیاء ربانی ہیں ، اور قطب مدار اکیلا ہوتا ہے ، اس کا نام عبداللہ ہے ، وہ بڑے شہر میں رہتا ہے ، اور اس کا فیض عالم سفلی و علوی میں برابر ہوتا ہے ، اور یہ بارہ قطب قطب مدار یعنی قطب عالم کے محکوم ہوتے ہیں ، اور ان بارہ قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں ، یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب ، اور پانچ قطب یمن کی ولایت میں رہتے ہیں اُن کو قطب ولایت کہتے ہیں ، اور ان قطبوں سے ہر قطب کو قطب اقلیم کہتے ہیں ، اور قطب عالم کا فیض اقطاب اقلیم پر وارد ہوتا ہے ، اور قطب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر آتا ہے ، اور اقطاب ولایت کا فیض تمام اولیا پر جاتا ہے ، اور یہی طریقہ قیامت تک رہے گا ، اور جو ولی ترقی کرتا ہے وہ قطب ولایت ہو جاتا ہے ، اور قطب ولایت ترقی کرکے قطب اقلیم ، اور قطب اقلیم ترقی کرکے عبدالرب کے مرتبہ پر جو وزیر چپ قطب مدار کا ہے ہو جاتا ہے ، اور یہ قطب اقلیم ابدال میں سے ہوتا ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ، پھر تیسری مرتبہ میں قطب مدار ہو جاتا ہے ، تو قطب مدار کی جب زندگی بہت ہوتی ہے اور وہ سلوک میں ہوتا ہے اُس وقت ترقی کرکے مقام فردانیت میں پہنچتا ہے ، اور مفردون میں سے وہ لوگ ہیں جو قلب حضرت علی المرتضیٰ رض اور قلب محمدیؐ پر ہوں ، غرض اقطاب کو یہ اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو ولی کو ولایت

سے معزول

سے معزول کر دیں، اور دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دیں، اور قطبِ مدار کو یہ اختیار ہے
کہ اگر چاہے تو اقطاب کو قطبیت سے معزول کر دے، اور فرشتوں کو بھی ان کے کاموں سے
معزول کر دے، اور حضرت حق سبحانہٗ احکامِ لوحِ محفوظ کو بھی قطب مدار کے کہنے سے مٹا
دیتا ہے، مُردوں کا زندہ کرنا، اور انتقالاتِ عرش و کرسی یہ سب قطب مدار کے تصرفات
میں ہیں، اور جو قطب مدار ترقی کر کے مقامِ فردانیت پر پہنچے تو اس کے تصرفات محو ہو جاتے
ہیں، کیونکہ یہ مقام انبساط اور اُنس کا ہے، اُس کی کوئی مراد نہیں رہتی، اُس کی مراد
مرادِ حق تعالیٰ ہے، اور قطب الاقطاب اور غوث کی دعا سے دوسرا شخص بھی مرتبہ قطبیت پر
پہنچتا ہے عہ۔

شیخ علاء الدولہ سمنانی رح لکھتے ہیں کہ قطب الارشاد کو ولایت شمسی ہوتی ہے کہ مثل آفتاب
کے تمام عالم پر چمکتا ہے۔ اور قطب ابدال کو ولایت قمری کہ ہفت اقلیم پر تصرف کرتا ہے اور
قطب ابدال کل ابدالوں کا رئیس ہوتا ہے، اسی وجہ سے سب کہیں اُس کا تصرف ہوتا ہے عہ۔
فصل الخطاب میں ہے کہ بقول صاحب فتوحاتِ مکیہ قطبوں کی انتہا نہیں، ہر ہر سمت میں ایک
قطب ہوتا ہے جیسے قطبِ عباد۔ قطبِ زہاد۔ قطبِ عرفا۔ قطبِ متوکلان عہ۔
تمام ربع مسکون میں ایک آدمی ہوتا ہے جس کو قطبِ ولایت کہتے ہیں، اور قطبِ جہان
اور جہانگیر عالم بھی کہتے ہیں، کیونکہ کل اقسام ولایت کا قیام اُسی کی وجہ سے ہوتا ہے
علیٰ ہذا ہر ہر مقام پر اُس مقام کی حفاظت کے واسطے وہ گاؤں ہو یا قصبہ ایک ولی اللہ
ہوتا ہے جو اُس گاؤں کا قطب کہا جاتا ہے، خواہ اس گاؤں میں مسلمان رہتے ہوں
یا کافر، اگر مسلمان موجود ہیں تو ان کی پرورش زیرِ تجلّیٔ اسم ہادی ہوگی، اور اگر کافر
ہیں تو ان کی پرورش زیرِ تجلّیٔ اسم مضل ہوگی، اور یہ دو نوں صفتیں ایک ہی ذات
کی ہیں فَهِمَ مَنْ فَهِمَ عہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ مقالہ رابعہ فتوح الغیب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ابدال کو ضروری ہے کہ وہ قطب کے پاس جائیں ، اور اس کی خدمت میں رہیں ، اور اس کے کہنے پر چلیں ، اور اس کے اوامر اور احکام خلق میں جاری کریں ، اسی سبب سے اُن کو قطب ابدال کہتے ہیں ، اور قطب ارشاد دوسرا ہے جس کا کام تعلیم علم الٰہی اور اس کی راہ بتانا ہے ، اور کبھی ایک ہی شخص قطب ابدال اور قطب ارشاد دونو ہوتا ہے[۵۶]

علامہ حسین بن معین الدین میبذی رحمہ فواتح میں لکھتے ہیں کہ قطب ابدال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں عصام قرنی ، حضرت اویس قرنی رحمہ کے چچا تھے ، جب انہوں نے وفات پائی تو ابن عطا احمد رحمہ ہوئے ، اور قطب ارشاد بر قلب محمدی ہوتا ہے اور وہ مثل جدی کے ہے جس طرح کہ قطب ابدال مثل سہیل کے ہوتا ہے[۵۷]

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ زمانہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے وقت تک انیس[۱۹] قطب ہوئے ہیں[۵۸]

غوث | فریاد رس کو کہتے ہیں جو بندوں کے معاملات میں ظاہراً و باطناً عدل و انصاف فرماتا ہے ، اس کی شناخت یہ ہے کہ جب چاہے اپنے اعضا کو جدا کرلے ۔

غوث کہتے ہیں قطب عظیم اور مرد عزیز اور سردار کریم کو جس کی طرف لوگ اپنے اضطرار کے وقت محتاج ہوں اور اپنے امور مشکلہ اس سے بیان کرکے دعا کے طالب ہوں اور وہ مستجاب الدعوات بھی ہو یعنی اگر کسی بات میں قسم کھالے تو اللہ اس کو اس قسم میں سچا کرے ، اور قطب جب ہی قطب ہوتا ہے کہ جب اس میں کل اولیا کی صفتیں مجتمع ہوتی ہیں ۔

شیخ عبدالرزاق کاشی رحمہ اپنے اصطلاحات میں لکھتے ہیں کہ غوث وہی قطب ہے جب اس کی طرف التجا کی جائے ، اور بغیر اس وقت کے اس کو غوث نہ کہیں گے ۔

جامع الاصول میں ہے کہ قطب کا نام غوث بھی رکھا جا سکتا ہے اس وجہ سے کہ وہ عاجز اور غمگین کی ۔

۵۶ ۵۷ الدر المنظم جلد اول ۔ ۵۸ ایضاً ۔

غمگین کی التجا پر متوجہ ہوتا ہے۔ اور غوث کہتے ہیں اُس ایک شخص جامع کو جو ہر زمانہ میں حق تعالےٰ کا منظورِ نظر ہو، اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو طلسمِ اعظم عنایت کیا ہو، اور اس کا سریان موجودات اور اعیانِ باطنہ وظاہرہ میں ایسا ہو جس طرح کہ روح کا بدن میں، اور اس کے اختیار میں فیضانِ عام ہو جس کا اندازہ اس کے علم کے تابع ہو، اور اُس کا علم علمِ حق کا تابع ہو، اور وہ روحِ حیات کو موجوداتِ علوی وسفلی میں افاضہ کرتا ہو، اور بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہو اس حیثیت سے کہ اُس میں وہ حصہ ملکیہ ہو جو حامل ہو مادۂ حیات واحساس کا نہ بحیثیت اُس کے انسانیت کے، اور حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اُس کے نشأۃ انسانی میں مثل نفسِ ناطقہ کے ہو، اور حکم حضرت میکائیل علیہ السلام کا اُس کے نشأۃ انسانی میں مثل حکم قوتِ جاذبہ کے ہو، اور حکم حضرت عزرائیل علیہ السلام کا اُس میں مثل قوت دافعہ کے ہو تو قطبیت کبرٰے وہی مرتبہ قطب الاقطاب کا ہے جو باطن نبوت محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو قطبیت سوائے ورثہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو نہ ہوگی، کیونکہ قطبیت عبارت ہے اکملیت سے اور خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی شخص ہوگا جو باطن خاتم نبوت پر ہو، اور یہی کلام حضرت شیخ اکبر رح کا ہے جس کو صاحب فواتح نے نقل کیا ہے، اور قیصری کے بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک شخص ہے جس کو غوث اور قطب دونو کہتے ہیں، اور نفحات میں بھی ہے کہ ایک ہی شخص کو غوث اور قطب دونو کہتے ہیں۔

سیر المدار میں ہے کہ قوم کی اصطلاح میں قطب وہی ایک شخص ہے جس کو غوث بھی کہتے ہیں، اور حضرت غوث الاعظم رح بحکم آلہی بالاصالت فریادرس ہیں، اور تمام غوث اور قطب آپکے خلیفہ ہیں کہ ان کی تبعیت وخلافت سے فریادرسی کرتے ہیں، یہ مرتبہ کسی کو بجز نیابت نسبتِ نبوت کے حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ تمام انبیاء واولیاء نائب نبوی ہیں۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ غوث کا جسم ہر چیز سے زائد لطیف ہوتا ہے، اور اُسی کتاب میں یہ بھی ہے

ہے ہدیہ زادِ لطف ملا ازالہ [illegible]

کہ مجاورت کعبہ شریفہ کی غوث کے واسطے لازمی نہیں، اور اولیائے کاملین کو خدا نے ایسی قوت دی ہے کہ وہ چند مختلف جگہوں میں ایک وقت میں ظہور کرتے ہیں، اور پلک مارنے میں اپنے آپ کو چند جگہ دکھلاتے ہیں، اور غوث لوگوں کی نظر میں کبھی ظاہر اور کبھی چھپا رہتا ہے، اور جائز ہے کہ غوث کی دعا سے دوسرے کو منصب غوثیت مل جائے ؎

اقتباس الانوار میں ہے کہ غوث ایک ہی ہوتا ہے اس کا نام عبداللہ ہے، جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو ایک شخص عمدا میں سے اس کی جگہ پر مقرر ہوتا ہے، اور جب کوئی عمدا میں سے فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ پر اخیار میں سے کوئی قائم ہوتا ہے، اور اخیار میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو نجبا میں سے اس کی جگہ پر ہوتا ہے، اور جب نجبا میں سے کوئی مرتا ہے تو نقبا میں سے کوئی اس کی جگہ پر ہوتا ہے، اور جب نقبا میں سے کوئی مرتا ہے تو خلق سے کوئی اس کی جگہ پر کیا جاتا ہے، اور غوث ترقی کرکے فرد، اور فرد ترقی کرکے قطب وحدت ہو جاتا ہے ؎

اَمَامَین اس سے مراد وہ دو شخص ہیں جو قطب کے ساتھ بجائے وزیر کے ہوتے ہیں، قیصری رح کا قول ہے کہ ان کو امامین کہتے ہیں،

حضرت شیخ اکبر رح فتوحات میں لکھتے ہیں کہ ایک قطب کے داہنے جانب ہوتا ہے، اور وہ بحکم قطب عالم ملکوت وغیب میں متصرف ہوتا ہے، اور اس کا نام عبدالملک ہے، وہ قطب کی روح سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم علوی پر افاضہ کرتا ہے، اور دوسرا قطب کے بائیں جانب ہے وہ متصرف ہوتا ہے عالم ملک وشہادت میں اس کا نام عبدالرب ہے، وہ قطب کے قلب سے فیض لیتا ہے اور اہل عالم سفلی پر افاضہ کرتا ہے، اور جب قطب انتقال کرتا ہے تو اس کا وزیر یمین قائم مقام ہوتا ہے، اور وزیر یسار کہ جس کا نام عبدالرب ہے بجائے عبدالملک کے قائم ہوتا ہے اور جو بدل کہ گروہ ابدال سے بر قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اس کو عبدالرب کا قائم مقام کرتے ہیں تو عبدالملک قطب مدار ہو جاتا ہے، اور عبدالرب عبدالملک، اور بدل بجائے عبدالرب کے

اسی طرح یہ

[illegible]

اسی طرح یہ انتظام قیامت تک چلا جائے گا ، کذا فی اقتباس الانوار۔

صاحبِ فتوحات اور قیصری رہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر یسار قائم مقام ہوتا ہے کیونکہ وہ سیر میں صاحب یمین سے کامل تر ہوتا ہے ، اس وجہ سے کہ صاحب یمین کو اس وقت تک عالمِ ملکوت کی سیر سے عالمِ ملک کی طرف اُترنے کی نوبت نہیں آئی ہوتی ، اور صاحبِ یسار کو آچکی ہوتی ہے ، اور اُس کا دائرہ سیر وجود میں پورا ہو چکتا ہے۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ امامین دو شخص ہیں ایک عبد الرب اور اس کی مسندِ وزارت غوث کے داہنے جانب ہوتی ہے اور وہ عالمِ ملکوت کا ناظر ہے ، دوسرا عبد الملک کہ جس کی مسندِ وزارت غوث کے بائیں جانب ہوتی ہے وہ عالمِ ملک کا ناظر ہے ، اور وزیر یسار اعلےٰ ہے یمین سے اور ان سے کبھی عالم خالی نہیں ہوتا۔

چو برا ورنگ باشد بادشاہے | ضرورش بے وزیراں نیست جاہے

اور بعضے اکابر نے اسامی اور مراتب میں بھی فرق کیا ہے جیسا کہ اور مقامات میں بھی ہے۔

جامع الاصول میں ہے کہ امامین بمنزلہ وزیر کے ہیں ، اور وزارت وراثت انبیاء علیہم السلام کی ہے حق تعالیٰ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرماتا ہے واجعل لی وزیرًا من اھلی ھارون اخی (طٰہٰ ع ۲) اور حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرماتا ہے ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین (الانفال ع ۸)

فتوحات مکیہ میں ہے کہ عبد الرب کو امام اقصےٰ بھی کہتے ہیں ، اُس کو شیاطین نہیں دیکھ سکتے ، اور اگر اُس کی نگاہ اُن پر پڑ جائے تو وہ قلعی کی طرح پگھل جاتے ہیں ، چونکہ وہ بندوں کے اعمال قبیحہ کی بری سزائیں دیکھ کر روتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے بہشت کو اُس کے سامنے کر دیا ہے تاکہ اہلِ جنت کے مکانات ونعمات دیکھنے سے اُس کو راحت حاصل ہو ، اور عبد الملک کو امام ادنےٰ اور امام اقرب بھی کہتے ہیں ، شدائد و مصائب میں اُس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ، اور خدا تعالیٰ

اُس کے ہاتھ سے آسان کر دیتا ہے ، اُس کی حالت کرم کی ہے ۔ خلقت پر خفیہ احسان کرتا ہے
اِس طرح کہ لوگوں کو اس کے کرم کی کچھ بھی خبر نہیں ہوتی ۔ حکام اور والیانِ ملک کا عزل و نصب
اُس کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اور شیاطین ناریہ پر اس کا بڑا تسلط ہوتا ہے ۔

اوتاد جمع ہے وتد کی ، اس کے معنے میخ کے ہیں ۔ یہ لوگ میخ آہن کی طرح اپنے اپنے مقام
پر جمے رہتے ہیں ۔

اصطلاحات کاشی میں ہے کہ اوتاد وہ چار شخص ہیں جن کے منازل عالم کی چار سمتیں ہیں ۔
یعنی شرق اور غرب اور جنوب اور شمال ۔ اور ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ ان جہتوں کو محفوظ
رکھتا ہے ، اور وہی جہتیں محل نظرِ حق تعالیٰ ہوتی ہیں ، اور ایسا ہی لطائف اشرفی میں بھی ہے
اور وہ ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں نہ بڑھتے ہیں نہ گھٹتے ہیں ، شرق والے کا نام عبدالحی ہے ،
اور غرب والے کا نام عبدالعلیم ، جنوب والے کا نام عبدالقادر ، شمال والے کا نام عبدالمرید ۔

سه چو غوث این خیمه را بر کار کرده ... طناب چار ش اندر چار کرده

جس طرح پہاڑ سببِ سکونِ زمین ہیں اسی طرح اوتاد سببِ قیامِ تمام عالم اور ربع مسکون کے
ہیں ۔ اسی وجہ سے جبل سے تعبیر کیے گئے کہ الم نجعل الارض مهادًا والجبال اوتادًا (النبأ)

جامع الاصول میں ہے کہ چار اوتاد کی اصل حضرت ادریس و حضرت الیاس و حضرت خضر و حضرت
عیسیٰ علیہم السلام سے ہے وہ حضرات عالم کے قطب ہیں ، اور یہ اوتاد ان کے نائب ہیں نہ ان
کو موت ہے نہ عارضہ نہ بیہوشی نہ تغیر ۔ اور ان کے آٹھ عمل ہیں چار ظاہری اور چار باطنی ۔
اعمالِ ظاہری کثرتِ صیام اور قیامِ لیل اور کثرتِ امتثال اور استغفار بالاسحار ۔ اور اعمال باطنی
توکل اور تفویض اور ثقہ اور تسلیم ۔ اور ان چاروں میں سے ایک ان کا قطب ہوتا ہے ۔

سیر المدار میں ہے کہ یہ چاروں اوتاد بر قلب حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں ۔ ان کے
علوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پروں کی تعداد کے مطابق سات سو یا سات ہزار ہوتے ہیں ،

اور حضرت

اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ممد و معاون رہتے ہیں، اور قیامت کے روز بھی یہ انہیں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

صاحب سیر المعانی نے لکھا ہے کہ اوتاد چار ہیں اور چاروں اطرافِ عالم میں ساکن ہیں، ان کو چار رکن عالم بھی کہا جاتا ہے، مغربی اوتاد کا نام عبدالودود، اور مشرقی کا نام عبدالرحمٰن اور جنوبی کا نام عبدالرحیم، اور شمالی کا نام عبدالقدوس ہے۔

نقباء | یہ نقیب کی جمع ہے، یہ بارہ شخص ہوتے ہیں جو آسمان کے بارہ برجوں کی تعداد پر مقرر ہیں، یہ ہر ایک برج کی خاصیت جدا جدا جانتے ہیں، اور عالم لشرائع منزلہ ہوتے ہیں، اور اسرارِ نفوس ان کو معلوم ہوتے ہیں، حتیٰ کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا، اور ان کو ایسا علم ہے کہ اگر کسی آدمی کے نشانِ قدم کو دیکھیں تو اسی نشان سے اُس کی سعادت یا شقاوت کا حال معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیافہ شناس لوگ قیافہ سے آدمی کا طبعی حال معلوم کر لیتے ہیں، حضرت شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں کہ دیارِ مصریہ میں ایسے ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ پتھروں میں نشان قدم شخص کا معلوم کر کے اُس کا پتہ دیتے ہیں۔

جامع الاصول میں ہے کہ نقبا بارہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید قصہ بنی اسرائیل میں آیا ہے وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا (المائدہ، ع ۳) اور وہ بھی عارف ہوتے ہیں، اور خلق کے حالات اور لشکروں کے چال کی تفتیش کرتے رہتے ہیں، اور ان کے بارہ ہونے کا سر وہی ہے جو برجوں کے بارہ ہونے کا ہے، اور یہ بارہ نقیب ان ستاروں کی تاثیرات پر جو برجوں میں آتے ہیں مطلع ہوتے رہتے ہیں، اور فواتح میں ہے کہ وہ بارہ شخص ہیں جو اسرارِ نفوس پر مطلع ہیں۔

جامع الاصول میں ہے کہ نقبا کا مرتبہ نجبا کے فوق ہے کیونکہ وہ احوالِ نجبا و اسرارِ نجوم اور عرش و کرسی پر مطلع ہوتے ہیں۔

اصطلاحات کاشی میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو متحقق ہیں باسم باطن اور لوگوں کے باطنی

ے مطالب رشیدی ے فتوحات مکیہ ے الدر المنظم ے ایضاً ے نزہت

حالات پر مطلع ہو کر ان کے امورِ قلبیہ پر جو مخفی ہیں واقف ہوتے ہیں، اور ان کے ملئے مخفی باتوں سے پردہ اٹھا دیئے گئے ہیں وہ تعداد میں تین سو ہیں، اور خطیب وابن عساکر بھی ان کی تعداد تین سو کہتے ہیں، اور ایسا ہی لطائف اشرفی میں ہے، اور یہ قول صاحب فصوص اور ان کے تابعین کا ہے۔

صاحب بحر المعانی نے لکھا ہے کہ سب نقبا کے نام علی ہوتے ہیں، اور وہ زمین مغرب میں سکونت رکھتے ہیں یعنی زمین سویدہ میں جہاں دن کی مقدار صبح سے چاشت تک ہوتی ہے باقی ہر وقت رات رہتی ہے۔ وہ پانچوں نماز کے وقت بطریق طیران اُس زمین میں جا کر نماز ادا کرتے ہیں جہاں نماز کے اوقات متعین ہیں۔

نجباء | یہ نجیب کی جمع ہے، بقول حضرت شیخ اکبر، یہ آٹھ شخص ہوتے ہیں جن کو صفاتِ ثمانیہ اور سماواتِ ثمانیہ کا علم دیا جاتا ہے، جامع الاصول میں لکھا ہے کہ نجبا بعدد افلاک اور کرسی کے آٹھ ہیں، اور وہ ستاروں کے حالات پر واقف ہوتے ہیں، اور ان کی سیر آٹھوں آسمانوں پر بالکشف ہوتی ہے نہ بعلم نجوم۔ اور فواتح میں ہے کہ نجبا آٹھ ہیں جو مخلوقات کے بوجھ اٹھانے میں مشغول ہیں۔

اصطلاحاتِ کاشی وتتماتِ جامع الاصول میں ہے کہ وہ چالیس ہیں، ان کا قیام دنیا میں مخلوقات کے امور کی اصلاح اور ان کے بوجھ اٹھانے کے واسطے ہے، اور ان کا تصرف صرف خلق کے حقوق میں ہوتا ہے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ وہ ستر ہیں، اور اقتباس الانوار میں بھی ہے کہ وہ ستر ہیں، اور ان کے نام حسن ہیں، اور بعضے کہتے ہیں کہ نجبا چالیس آدمی ہیں مردانِ غیب سے جو بر و بحر کی اصلاح کے واسطے قائم ہیں۔

صاحب بحر المعانی نے لکھا ہے کہ ان کی سکونت زمینِ مصر میں ہوتی ہے، شیخ کمال الدین عبد الرزاق چالیس کہتے ہیں اور نقبا کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ تین سو ہیں۔

عہ الدر المنظم جلد اول ص۳۲ سہ بحر المعانی مکتوب۵۱ ۔ سہ الدر المنظم جلد اول ص۳۲ سہ سہ سہ سہ ایضاً ص۳۲ شرافت۔

عُمدا۔ وہ چار

عُمَداء | وہ چار ہیں بر قول ابن عساکر و خطیب ، اقتباس الانوار اور بحر المعانی میں ہے کہ عمداء کے نام محمد ہوتے ہیں ، اور وہ زمین کے گوشوں میں سکونت رکھتے ہیں۔

زبدۃ الاعمال میں ہے کہ سراج الحرم شیخ ابو بکر کتانی رح فرماتے تھے کہ نقباء تین سو ہیں ، اور نجباء ستر ، اور ابدال چالیس ، اور اخیار سات ، اور عمداء چار ، اور غوث ایک ، مسکن نقباء کا مغرب ہے ، اور نجباء کا مصر ، اور ابدال کا شام ، اور اخیار پھرا کرتے ہیں ، اور عمداء زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں ، جب لوگوں کی کوئی حاجت ہوتی ہے تو پہلے نقباء دعا کرتے ہیں پھر نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمداء اگر وہ دعا قبول ہوگئی تو خیر ورنہ غوث دعا کرتا ہے اور اس کی دعا رد نہیں ہوتی ہے

مکتومان | یہ چار ہزار ہوتے ہیں ، امور صالح میں سعی بلیغ کرتے ہیں ، اور خلقت سے پوشیدہ رہتے ہیں ، ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے ، اور اپنے حال کی خوبی کو نہیں جانتے ہے

لطائف اشرفی میں ہے کہ وہ چار ہزار آدمی ہیں جو قباب عزت اور نقاب عفت میں چھپے ہوئے ہیں ، وہ ہمیشہ عالم میں رہتے ہیں مگر ایکدوسرے کو نہیں پہچانتے ، اور نہ اپنے حال کو جانتے ہیں اور کل حال میں اپنے آپ سے اور خلق سے مستور رہتے ہیں ، اور غیر جنس لوگوں کے لباس میں اکثر ظاہر ہوتے ہیں ، اور سوائے موحد اہل باطن کے ان کو کوئی نہیں پہچانتا۔

؎ مردمے باید کہ باشد شہ شناس ، تا شناسد شاہ را در ہر لباس

بعض مشائخ کا قول ہے کہ مصداق کلام قدسی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری کے یہی ہیں ۔

اخیار | وہ بر قول ابن عساکر و خطیب سات ہیں ، بحر المعانی میں ہے کہ اخیار سات ہیں اور سب کے نام حسین ہوتے ہیں ، وہ علی الدوام سیاحت میں رہتے ہیں ، کہیں ان کی سکونت و قرار نہیں ۔

کشف المحجوب میں ہے کہ اخیار تین سو ہیں ، صاحب حل و عقد ہیں ، ان کو سرہنگان حق بھی کہا

۱ لطائف اشرفی جلد اول صفحہ [illegible] ۲ کشف المحجوب ۳ لطائف اشرفی جلد اول صفحہ [illegible]

جاتا ہے۔

شدہ آں بادشاہِ غوث را یار سپاہ و جاہ و دانہ سہ صد اخیار

اور بعض مشائخ اخیار بھی کہتے ہیں، یہ سب نائبین درگاہِ حق تعالیٰ و حاجبین بارگاہ ہیں ہمیشہ سیاحت میں رہتے ہیں، اور کسی جگہ توقف نہیں کرتے "

ابرار | بقول صاحب کشف المحجوب وہ سات آدمی ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ چھ ہیں۔

ابدال | حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ خصائص امت محمدی سے ہے کہ اس میں اقطاب و اوتاد و نجبا و ابدال موجود ہیں، حدیث مرفوع میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابدال چالیس مرد اور عورتیں ہیں جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو خداوند تعالیٰ کسی مرد یا عورت کو اس کے بدل میں پیدا کرتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رح کا ایک رسالہ خاص اس بیان میں ہے جس کا نام الخبر الدال علیٰ وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال ہے اس میں انہوں نے مختلف طریقوں پر احادیث و آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہے چنانچہ اس میں لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں، جب کوئی مرتا ہے تو مرد کی جگہ پر مرد اور عورت کی جگہ پر عورت قائم مقام کی جاتی ہے، ایسا ہی حضرت انس سے بھی مروی ہے۔

اور طبرانی معجم اوسط میں ابن نعلے سے روایت کرتے ہیں کہ زمین چالیس مردوں سے خالی نہیں رہتی اور وہ نسل خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے ہیں، ان کے سبب سے زمین قایم ہے، اور ان کی برکت سے پانی برستا ہے، جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر دوسرا شخص کر دیتا ہے، اسی وجہ سے ان کو ابدال کہتے ہیں۔

اور بعض مشائخ نے وجہ تسمیہ ابدال کی یہ لکھی ہے کہ انہوں نے اپنی صفات ذمیمہ کو صفات حمیدہ سے تبدیل کر دیا ہے، اور صفات بشریت سے منقطع ہو گئے ہیں۔

علامہ سیوطی رح

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ابدال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب وہ دوسرے مقام کو جاتے ہیں تو اپنی جگہ پر اپنی صورت روحانیہ کو چھوڑ جاتے ہیں، اور اس سے تعدد شخص واحد کا مکان مختلف میں اگرچہ ایک ہی وقت میں ہونا لازم آتا ہے مگر شخص واحد باعتبار جسمانیت اور روحانیت کے مختلف ہے، اور روح کا بھی یہی حال ہے، اور میں نے موت کے بعد روح کے تعدد صور کی نظیر باب مقر الارواح کتاب البرزخ میں بیان کی ہے۔

علامہ شیخ علاؤالدین قونیوی رحمۃ اللہ علیہ بھی کتاب الاعلام میں لکھتے ہیں کہ ان کو ابدال اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ جب کسی دوسرے مقام پر جاتے ہیں تو پہلے مقام پر ایک صورت مشابہ ان کی اصلی صورت کے، اس کے بدل میں باقی رہتی ہے، اور جب جنوں کا متشکل ہونا مختلف صورتوں میں جائز ہے تو انبیا اور ملائکہ کا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ اور حضرات صوفیہ کے نزدیک ایک عالم عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان بھی ہے جس کا نام عالم مثال ہے اور وہ لطیف ہے عالم اجساد سے اور کثیف ہے عالم ارواح سے، اور اسی بنا پر تجسد اور ظہور روحوں کا مختلف صورتوں میں عالم مثال سے ہے، اور یہ مستفاد ہے قول حق تعالیٰ سے فتمثل لھا بشرا سویا (مریم، ع ۲)

حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فتوحات کے باب تہتر میں لکھتے ہیں کہ ابدال کو ابدال اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی اپنی جگہ سے ہٹتا ہے تو دوسرا شخص اس کی جگہ پر اسی صورت کا قائم ہو جاتا ہے ایسا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جو گیا ہوا کہا جاتا ہے حالانکہ وہ گیا ہی نہیں۔

قیصری مقدمہ شرح فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ جو چیز عالم حسی میں موجود ہے وہ عالم مثال میں بھی ہے بغیر عکس کے یعنی یہ ضروری نہیں کہ جس چیز کا وجود عالم مثال میں ہو اس کا وجود عالم حسی میں بھی ہو، اسی واسطے اہل شہود کہتے ہیں کہ عالم حسی بہ نسبت عالم مثال کے مثل

اس علاقے کے ہے جو کسی لق و دق جنگل میں پڑا ہو، لیکن جب حق تعالیٰ اس چیز کے ظہور کا جس کی نوعی صورت اس عالم میں نہیں بصورت حسیہ ارادہ کرتا ہے جیسے عقول مجردہ وغیرہ تو اُن کو متشکل فرماتا ہے باشکال محسوسات مع اُن مناسبتوں کے جو اُن دونوں میں ہوتی ہیں بمقدار استعداد اس چیز کے تشکل کے جیسے ظہور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا دحیہ کلبی رضی کی صورت پر، اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر رضی سے حدیث سوال ایمان و اسلام و احسان میں، اور یوں ہی باقی ملائکہ سماویہ اور عنصریہ اور جن بھی ہیں، اگرچہ اُن کے اجسام ناریہ ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخلق الجان من مارج من نار (الرحمن ع ۱) اور نفوس کا ملہ انسانیہ بھی متشکل ہوتے ہیں غیر محسوسہ شکلوں میں جبکہ وہ یہیں دنیا میں ہوتے ہیں، اس سبب سے کہ ان کو اپنے جسموں سے قوت انقطاع حاصل ہوتی ہے، اور اس عالم سے انتقال کے بعد بھی اُن کا یہی حال ہوتا ہے کیونکہ وہ قوت ان کی بڑھی ہوئی ہوتی ہے بسبب موانع بدنی کے اُٹھ جانے کے، اور وہ سب عالم ملکوت میں مثل ملائکہ کے داخل ہوتے ہیں، اور اس عالم والوں کی شکلوں میں بھی متشکل ہوتے ہیں اور اُن کاملوں کو یہ بھی قدرت ہے کہ وہ مکاشفین کے خیالوں پر ظاہر ہوں جس طرح یہ ملائکہ اور جن ظاہر ہوتے ہیں، اور انہیں کا نام ابدال ہے اور اصحاب ذوق ابدال اور ملائکہ میں بعضے مراتب میں اپنے خاص اصول سے فرق کرتے ہیں، اور جب ابدال غیر مکاشفین یعنی صالحین اور عابدین پر ظاہر ہوتے ہیں تو وہ ان میں بغیر قرینہ کے فرق نہیں کر سکتے، جیسے امور غیبیہ کی خبر دینا یا قلوب کے بھید بتانا یا خطرات پر مطلع ہونا قبل ان کے قلب میں واقع ہونے کے۔

حضرت غوث الاعظم رضی کتاب فتوح الغیب مقالہ سادسہ میں فرماتے ہیں کہ ابدال کو ابدال اس واسطے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ارادہ کو حق کے ارادہ سے بدل دیا ہے، اور ان کی یہی حالت مرتے دم تک رہتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس وجہ سے بھی انہیں ابدال کہتے ہیں کہ ان سے دنیا خالی نہیں رہتی، اگر ایک جاتا ہے تو

دوسرا اس کے

دوسرا اس کے بدلے میں آجاتا ہے۔

اور بعض عارفین کا قول ہے کہ ابدال اس واسطے ابدال کہلاتے ہیں کہ وہ اپنا جسم مکتسب حالت بدلیت میں اپنی جگہ چھوڑ کر خود دوسری جگہ چلے جاتے ہیں یا برعکس۔

اور ابونعیم حلیۃ الاولیا میں حضرت ابن عمر رض سے مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت کے نیک لوگ ہر قرن میں پانچسو ہوں گے، اور ابدال چالیس ان میں کمی نہیں ہوتی، اور جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو دوسرا اس کے بدل میں آجاتا ہے، اور یہ تمام روئے زمین پر رہتے ہیں۔

اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے بندہ خلق میں تین سو آدمی ہیں جن کے قلوب حضرت آدم ع کے قلب پر ہوتے ہیں، اور چالیس ہیں جن کے قلوب حضرت موسےٰ ع کے قلب پر ہوتے ہیں۔ اور سات ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم ع کے قلب پر، اور پانچ ہیں جن کے قلوب حضرت جبریل ع کے قلب پر، اور تین ہیں جن کے قلوب حضرت میکائیل ع کے قلب پر ہوتے ہیں۔ اور ایک ہے جس کا قلب حضرت اسرافیل ع کے قلب پر ہوتا ہے۔ جب ان میں سے ایک مرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ پر اُن تین میں سے ایک کو کردیتا ہے، اور جب اُن تین میں سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ پر اُن پانچ میں سے ایک کو کردیتا ہے، اور جب پانچ میں سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ پر ان سات میں سے ایک کو کردیتا ہے، اور جب سات میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی جگہ پر ان چالیس میں سے ایک کو کردیتا ہے، اور جب چالیس میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی جگہ پر تین سو میں سے ایک کو کردیتا ہے، اور جب تین سو میں سے کوئی مرتا ہے تو عوام میں سے کسی کو اس کی جگہ پر کردیتا ہے، انہیں لوگوں کی برکت سے زندگی اور موت ہے اور پانی برستا ہے۔ اور سبزہ اُگتا ہے، اور بلا دفع ہوتی ہے۔

امام عبدالرزاق رض اپنے مصنف میں اور امام ابن المنذر اپنی تفسیر میں بسند صحیح برشرط شیخین حضرت علی رض سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ہمیشہ روئے زمین پر وہ مسلمان کامل رہیں گے جن کے قلب حضرت ابراہیم ع کے قلب پر ہوں گے، اور حضرت ابراہیم ع قائل تھے انا اول المسلمین (الانعام) ع ۲۰ کے، اور اس سے زائد بھی ہوں گے، اور اگر یہ نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس پر ہے وہ سب ہلاک ہو جائے۔

ابن عساکر رح قتادہ رض سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے ہرگز خالی نہیں ہوتی زمین چالیس لوگوں سے جن سے لوگ استغاثہ کرتے ہیں، اور ان سے مدد چاہتے ہیں، اور ان کی برکت سے پانی برستا ہے، اور روزی ملتی ہے، اور جب ان میں سے ایک مرتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو کر دیتا ہے، اور واللہ میں امید کرتا ہوں کہ حسن (بصری) ان میں سے ہوں گے۔

طبرانی رح نے اوسط میں اس سند سے جس کو ہیثمی رح نے حسن کہا ہے سعید سے روایت کی ہے کہ قتادہ رح کہتے تھے اور ایک روایت میں انس رض سے مرفوعاً کہ وہ کہتے تھے کہ ہم کو اس بات کا شک ہی نہ تھا کہ حسن (بصری) ان میں سے نہیں ہیں۔

سیوطی رح نے در منثور میں تحت تفسیر آیہ کریمہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض (بقرہ ع ۳۳) کے لکھی ہیں، اور ان کی کتابوں میں بھی روایتیں اس بارہ میں موجود ہیں، اور اسی طرح سخاوی رح نے بھی اس کے متعلق اپنے ایک رسالہ میں جس کا نام نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال ہے لکھا ہے، اور ان سب میں رد جید ہے ابن تیمیہ رح پر جنہوں نے ابدال کے وجود سے انکار کیا ہے۔

حلیہ میں حضرت ابن مسعود رض سے مرفوعاً آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں چالیس آدمی ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم ع کے دل پر ہیں، ان کی برکت سے اللہ بلا دفع کرتا ہے اور ان کو ابدال کہتے ہیں، اور انہوں نے اس رتبہ کو نماز اور روزہ اور صدقہ کے ادا کرنے

کے ... کرنے سے نہیں پایا، حضرت ابن مسعود رضہ نے عرض کیا کہ پھر کس بات سے؟ فرمایا کہ سخاوت اور مسلمانوں کی خیرخواہی سے اگرچہ نماز و روزہ میں وہ مسلمانوں کے شریک ہیں لیکن خاص صفت جن سے ان کو یہ رتبہ ملا وہی دو ہیں۔

اور علامات ابدال سے یہ بھی ہے کہ ان کے اولاد نہیں ہوتی، اور نہ وہ کسی چیز پر لعنت کرتے ہیں، اور یزید بن ہارون رضہ سے نقل ہے کہ ابدال اہل علم ہوتے ہیں۔

ابن عدی رح کامل میں لکھتے ہیں کہ ابدال چالیس ہیں بائیس ان میں سے شام میں رہتے ہیں اور اٹھارہ عراق میں، جب خدا کا حکم ہوگا کہ سب مقبوض ہوں تب قیامت قائم ہوگی۔ یہی روایت سیوطی رح نے بھی اپنے رسالہ میں انس بن مالک رضہ سے نقل کی ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض خدا کے بندے ایسے ہیں کہ جن کی بدولت اللہ زمین کو بلا سے محفوظ رکھتا ہے اور جب ان میں کوئی مرتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آدمی قایم کیا جاتا ہے، اور وہ لوگ تمام روئے زمین پر ہیں، اور اسی طرح امام احمدؒ سے بھی ان کی مسند میں مروی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ میں حضرت ام سلمہ رضہ سے مروی ہے کہ جب لوگ علامات قیامت سے یہ حال دیکھیں گے تو ابدال شام اور ایک گروہ اہل عراق کا امام مہدی عہ کی خدمت میں آئیں گے، اور وہ سب حضرت امام مہدی عہ سے بیعت کریں گے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ابدال وہ لوگ ہیں جن کی برکت سے خداوند تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے، اور وہ ستر آدمی ہیں چالیس شام میں اور تیس اس کے سوا اور جگہوں میں، ان میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کی جگہ پر دوسرا شخص مخلوقات سے قائم کر دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث حضرت علی رضہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ابدال نے اس مرتبہ کو نماز و روزہ و صدقہ کی بدولت نہیں پایا بلکہ بوجہ سخاوت اور سلامت قلب اور خیرخواہی مسلمانوں کی

ان کو یہ درجہ ملا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ لے علی میری امت میں لوگوں کا بصفت ابدال ہونا سرخ گندھک سے کمتر نہیں اور دوسری حدیث میں معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جس شخص میں تین صفتیں ہوں وہ ابدال سے ہے ایک رضا بقضا دوسرے باز رہنا نافرمانیوں سے، تیسرے غصہ کا اظہار محض امور دین کے لئے۔

امام غزالی رح احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ تو اس کو بھی ابدال کا درجہ ملے گا بالجملہ جو شخص بری عادتوں کو بدل کر خلق اللہ کا خیر خواہ ہو وہ جماعت ابدال سے ہوگا۔ اور عصائب اہل عراق سے مراد ایک جماعت مردان خدا کی ہے جن کا نام عصائب ہے، وہ بھی مثل ابدال کے ہیں، اور حضرت علی رض فرماتے تھے کہ ابدال شام میں رہتے ہیں اور نجبا مصر اور عصائب عراق میں، اور بعض کہتے ہیں کہ عصائب سے مراد بزرگ اور زاہد اور عابد لوگ ہیں۔

حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ ابدال چالیس مرد ہیں جب کوئی ان میں سے مرتا ہے تو اللہ اس کے بدلہ میں اور شخص کو مقرر کردیتا ہے انہیں کی برکت سے پانی برستا ہے، انہیں کی مدد سے دشمنوں پر غلبہ ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے شام والے عذاب سے محفوظ رہیں گے، اہل شام کی تخصیص بسبب قرب وجوار اور ان کے مزید ارتباط کے ہے ورنہ ابدال کی برکت اور تصرف تو تمام عالم کو شامل ہے خصوصاً اس شخص کو جو ان سے مدد اور اعانت چاہے تو ابدال کا وجود عالم میں اس حدیث سے اور اور حدیثوں سے بھی حضرت علی رض سے ثابت ہے اور شیخ ابن حجر رح نے بعد ذکر ان حدیثوں کے ایک اور حدیث حضرت ابن عمر رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اخیار میری امت کے پانچسو مرد ہیں اور ابدال چالیس، پس نہ اخیار پانچسو سے کم ہوتے ہیں اور نہ ابدال چالیس سے اور

جب ابدال

جب ابدال میں سے کوئی مرتا ہے تو حق تعالیٰ ان پانچسو میں سے ایک کو اُس کی جگہ پر کر دیتا ہے،
صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں کے متعلق بتائیے کہ وہ کون ہیں، اور ان کے
اعمال کیا ہیں جن کی وجہ سے اُنہوں نے اس رتبہ کو پایا، آپ نے فرمایا کہ جو اُن پر ظلم کرتا ہے
اُس کو معاف کر دیتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ بُرائی کرتا ہے وہ اس سے نیکی کرتے ہیں،
اور جو کچھ خدا نے ان کو دیا ہے اس سے وہ فقرا کی مواسات کرتے ہیں چنانچہ تصدیق اس کی
قرآن مجید میں موجود ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین
(آل عمران ع ۱۴)

اور بعض روایتوں میں ابدال کا سات ہونا بھی آیا ہے جیسا کہ خلال رہ نے کرامات الاولیا
میں حضرت امیر رضہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ ان سات مسلمانوں کی برکت سے
جو اس میں رہتے ہیں گاؤں سے بلا کو دفع کرتا ہے، اور یہ اپنی رائے سے نہیں کہا جاتا
بلکہ بالاتفاق اس کو مرفوع کا حکم ہے۔

اور اسی طرح امام احمد رہ نے کتاب الزہد میں اور خلال رہ نے کرامات الاولیا میں بسند صحیح برشرط
شیخین حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ زمین حضرت نوح علیہ السلام کے
زمانہ سے سات شخصوں سے خالی نہیں ہوتی، اور اللہ ان کی وجہ سے بلا کو زمین والوں سے
دفع کرتا ہے یہی روایت کو علامہ سیوطی رہ نے بھی اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے، اور امام مستغفری
نے دلائل النبوۃ میں بخاری کی جہت سے۔

ابو زنجندی رہ باب فضائل مکہ میں مجاہد رہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ ہمیشہ زمین پر
سات مسلمان رہیں گے اور اس سے زائد اور اگر یہ نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب
ہلاک ہو جائے۔

ازرقی رہ تاریخ مکہ میں زہیر بن محمد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ ہمیشہ روئے زمین پر

سات مسلمان اور زائد رہیں گے ، اگر وہ نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ہلاک ہو جائے ۔

تہذیب التہذیب میں ہے کہ ہمام رہ قتادہ رہ سے روایت کرکے کہتے ہیں کہ زمین کبھی سات شخصوں سے خالی نہیں ہوتی ، انہیں کی برکت سے سیرابی ہوتی ہے اور بلا دفع ہوتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ حسن (بصری) انہیں میں سے ہیں ۔

اور بعض روایتوں میں ابدال کا ستر ہونا بھی آیا ہے چنانچہ علامہ سیوطی رہ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں ہے کہ ابدال ستر ہیں ، ساٹھ شام میں اور دس تمام روئے زمین میں ، اور یہ روایت حضرت ابن مسعود رضہ سے مروی ہے ۔

اور بعض روایتوں میں ہے کہ نقبا تین سو اور نجبا ستر اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور اوتاد چار اور غوث ایک ہے ۔ ان کی بزرگی کی تعریف کیا کی جائے تیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق پر ہوں گے جیسا کہ عبادہ بن صامت رضہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے انہیں سے زمین قائم ہے ، اور انہیں کے ذریعہ سے پانی برستا ہے ، اور انہیں سے مدد چاہی جاتی ہے ۔ اور عبادہ بن صامت رضہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں تین آدمی ہیں کہ جن کی وجہ سے زمین قائم ہے اور انہیں کے ذریعہ سے پانی برستا ہے اور لوگوں کو مدد ملتی ہے ، پھر عبادہ رضہ کہتے ہیں کہ میں امید کرتا ہوں کہ حسن (بصری) انہیں میں سے ہیں ۔ اور ایک اور حدیث ہے جو دونو حدیثوں کے مضمون کی جامع ہے ابی ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ زمین تیس مردوں سے خالی نہیں رہتی جو مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں ان سے فریاد رسی کی جاتی ہے ، اور ان کے سبب سے رزق پہنچتا ہے اور ان کے ذریعہ سے پانی برستا ہے ۔ یہ بہت بڑی فضیلت ابدال کی ہے اور انبیاء علیہم السلام اوتاد تھے

اوتاد تھے۔ جب سلسلہ نبوت ختم اور منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے ان کے قائم مقام بنائے، اور انہیں کو ابدال کہتے ہیں، اور ان کو یہ رتبہ روزہ و نماز و تسبیح کی بدولت نہیں ملا بلکہ حسن خلق صدق ورع اور حسن نیت اور سلامتی قلب اور تمام مسلمانوں کی خیر طلبی کی وجہ سے ملا، اس حدیث کے راوی ابن ابی الدرداء ہیں۔

شیخ جلال الدین سیوطی رح تعقبات علی الموضوعات ابن الجوزی میں لکھتے ہیں کہ ابدال کی حدیث صحیح ہے چاہے اس کو متواتر کہیں چاہے صحیح، اور اس بحث میں میں نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں تمام احادیث جو اس باب میں وارد ہیں لکھ دی ہیں، خلاصہ یہ کہ حدیث مرویہ ابن عمرؓ کو ابن عساکر رح نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے، اور حدیث مرویہ حضرت علی رض کو امام احمدؒ اور طبرانی رح اور حاکم وغیرہم نے دس طریقوں سے زائد طور پر روایت کیا ہے جس میں بعض بر شرط صحیح ہیں اور بعض بر شرط غیر صحیح، اور حدیث مرویہ حضرت انسؓ چھ طریقوں سے روایت ہوئی ایک یہ طریقہ جو معجم اوسط طبرانی میں ہے اور جس کی تحسین ہیثمی رح نے مجمع الزوائد میں کی، اور حدیث مرویہ عبادہ بن صامت رض کو امام احمد رح نے بسند صحیح روایت کیا، اور حدیث مرویہ حضرت ابن عباس رض کو امام احمد رح نے کتاب الزہد میں بسند صحیح روایت کیا۔ اور حدیث مرویہ حضرت ابن عمر رض کے تین طریقہ ہیں ایک طریقہ معجم کبیر طبرانی میں، اور دوسرا کرامات الاولیاء خلال میں، اور تیسرا حلیۃ الاولیاء ابی نعیمؒ میں مذکور ہے۔ اور حدیث مرویہ حضرت ابن مسعود رض کے دو طریقہ ہیں ایک طریقہ معجم کبیر میں اور دوسرا حلیہ میں، اور حدیث مرویہ عوف بن مالک کو طبرانی نے بسند حسن روایت کیا، اور حدیث مرویہ معاذ بن جبل رض کو دیلمیؒ نے روایت کیا، اور حدیث مرویہ حضرت ابی سعید خدری رض کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا، اور حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث کی روایت کا ایک اور طریقہ بھی ہے سوا اس کے جو ابن الجوزی رح نے لکھا ہے وہ وہ ہے جس کو خلال رح نے کرامات الاولیاء میں روایت کیا، اور

روایت مرویہ حضرت ام سلمہ رض کو امام احمد رح اور ابو داؤد رح نے اپنی سنن میں، اور حاکم و بیہقی وغیرہ
نے روایت کیا، اور مرسل حسن رح کو ابن ابی الدنیا نے کتاب السخا میں اور بیہقی نے شعب الایمان
میں روایت کیا، اور مرسل عطار کو ابو داؤد نے اور مرسل بکر بن جبیش کو ابن ابی الدنیا نے
کتاب الاولیا میں، اور مرسل شہر بن حوشب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور آثار حسن بصری رح
اور قتادہ اور خالد بن معدان اور ابی الزاہریہ اور ابن شوذب اور عطار وغیرہ تابعین اور تبع
تابعین کے وہ یقیناً بہت ہیں، اور سب ضرور حد تواتر معنوی کو پہنچے ہیں، ایسا کہ ان سے
ابدال کا ہونا ضروری وقطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔

یزید بن ہارون رح کہتے تھے کہ ابدال سے مراد وہ اہل علم ہیں جو جامع علوم ظاہر و باطن ہوں
حضرت امام احمد رح فرمایا کرتے تھے کہ ابدال اگر اہل حدیث ہی نہ ہوں گے تو کون ہوگا اور مطلب
ان کا اہل حدیث سے ایسے ہی حضرات تھے جو جامع علوم ظاہر اور باطن تھے، اور محیط تھے احکام
اور معارف اور مکامن کے جیسے امام شافعی اور امام مالک رح اور امام ابی حنیفہ رح اور امام احمد
وغیرہ اور یہی لوگ بہترین ابدال و نجبا و اوتاد تھے۔

بحر المعانی میں ہے کہ شاہدان حضرت لایزال کو جو چشم خلایق سے پوشیدہ ہیں سوائے اہل حال
اور اولیائے کاملین کے کوئی دوسرا نہیں جانتا اور نہ دیکھتا ہے، ان گروہ سے سات آدمی
ہیں اور وہ سات ابدال سات ولایتوں میں رہتے ہیں یعنی ہر ہر بدل ایک ایک اقلیم میں رہتا
ہے۔ اور ان کا وظیفہ مدد معنوی ہے خلائق کی جب وہ عاجز ہوں اور جب کسی قوم میں کوئی
درویش کامل حال ہوتا ہے تو اس کی جہت سے وہ اس قوم عاجز کی فریاد رسی کرتے ہیں، اور
جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو کوئی صوفی اس کا قائم مقام ہوجاتا ہے، اور جو نام اس
صوفی کا ہوتا ہے وہی اس کے قائم مقام کا ہوجاتا ہے، اور وہ سات ابدال سات نبیوں
کے مشربوں پر ہوتے ہیں ایک ان میں سے اقلیم اول میں حضرت ابراہیم ع کے قلب پر ہوتا ہے۔

اس کا نام

اس کا نام عبد الحی ہے ، اور دوسرا دوسرے اقلیم میں حضرت موسےٰ ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد العلیم ہے ، اور تیسرا تیسرے اقلیم میں حضرت ہارون ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد المرید ہے ، اور چوتھا چوتھے اقلیم میں حضرت ادریس ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد القادر ہے ، اور پانچواں پانچویں اقلیم میں حضرت یوسف ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد القاہر ہے ، اور چھٹا چھٹی اقلیم میں حضرت عیسےٰ ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد السمیع ہے اور ساتواں ساتویں اقلیم میں حضرت آدم ؑ کے قلب پر ہوتا ہے اس کا نام عبد البصیر ہے ، اور یہ ساتویں ابدال حضرت خضر ؑ ہیں ، اور ان ابدال میں ہر شخص عارفِ لطائف و معارفِ الٰہیہ و اسرار کو اکبِ سبعہ ہوتا ہے ، اور ان سات میں سے دو یعنی عبد القادر و عبد القاہر خاص کر قہر کے نازل کرنے کے لئے ہوتے ہیں ، یعنی جس ولائت اور قوم پر قہر نازل ہوتا ہے تو انہیں کے ذریعہ سے ہوتا ہے ۔

امام یافعی رہ کہتے ہیں کہ یہ جو بعض ابدال کے بارہ میں لکھا ہے کہ فلاں فلاں نبی کے قلب پر ہے یا فلاں ملائکہ کے دہاں یہ نہیں لکھا کہ فلاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمِ خلق و امر میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے اعز و اشرف و الطف کوئی قلب بنایا ہی نہیں ، پس ملائکہ اور انبیا اور اولیا کے قلوب کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسی ہے جیسے تمام ستاروں کی نسبت آفتاب کی طرف ۔

جامع الاصول میں ہے کہ سات ابدال ساتوں ولائتوں میں بر قدم حضرت ابراہیم و موسےٰ و ہارون وادریس و یوسف و عیسےٰ و آدم علیہم السلام ہوتے ہیں ان میں چار کے نام چار اوتادوں کے ہوتے ہیں اور تین کے نام عبد السمیع و عبد البصیر و عبد الشکور ہوتے ہیں ۔

حضرت شیخ اکبر رہ فتوحات کے پندرھویں باب میں لکھتے ہیں کہ ہر بدل کو سات ابدال سے یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ اُن انبیاء ؑ کی روحانیت سے مدد لے جو آسمانوں پر ہیں چنانچہ اس کو

س نبی کی روحانیت سے مدد ملتی ہے ، اور اسی طرح ہفتہ کے ہر دن کو بھی امداد ہر روز خاص ان ابدال سے ملتی ہے ۔

فتوحات کے باب ایک سو اٹھانوے میں ہے کہ روحانیت ہر اقلیم مرتبط ہے اس آسمان سے جو اس کے مشاکل ہے تو اقلیم اول مرتبط ہے ساتویں آسمان سے ، توضیح اس کی یوں جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی جس پر ہم ہیں سات اقلیمیں بنائی ہیں اور اپنے مومن بندوں میں سے سات آدمیوں کو چھانٹ کر ان کا نام ابدال رکھا ، اور ہر بدل کے واسطے ایک اقلیم مقرر کر دی اور اس اقلیم کو اس کی وجہ سے محفوظ کر دیا تو اقلیم اول کی طرف آسمان ہفتم سے امر الٰہی نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارۂ زحل کی روحانیت ناظر ہوتی ہے ، اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت ابراہیم ؑ کے قلب پر ہے ، اور دوسری اقلیم کی طرف امر نازل ہوتا ہے چھٹے آسمان سے اور اس کی طرف ستارۂ مشتری کی روحانیت ناظر ہوتی ہے ، اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت موسیٰ کے قلب پر ہے ، اور تیسری اقلیم کی طرف پانچویں آسمان سے امر نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارہ مریخ کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ بر قلب حضرت ہارون ؑ ہے اور وہ بتائید محمدی ؐ زندہ ہے ، اور چوتھی اقلیم کی طرف چوتھے آسمان سے امر نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارہ اعظم یعنی شمس کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت ادریس ؑ کے قلب پر ہے اور یہی وہ قطب ہے جس کو اب تک موت نہیں آئی اور جو اقطاب دنیا میں ہیں وہ اس کے نائب ہیں ۔ اور پانچویں اقلیم کی طرف تیسرے آسمان سے امر نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارہ زہرہ کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت یوسف ؑ کے قلب پر ہے ۔ اور چھٹی اقلیم کی طرف دوسرے آسمان سے امر نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارہ عطارد کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت عیسیٰ ؑ و حضرت یحییٰ ؑ کے قلب پر ہے ، اور ساتویں اقلیم کی طرف

پہلے آسمان

پہلے آسمان دنیا سے امر نازل ہوتا ہے اور اس کی طرف ستارہ قمر کی روحانیت ناظر ہوتی ہے اور جو بدل اس کا محافظ ہے وہ حضرت آدم ؑ کے قلب پر ہے۔

حضرت شیخ اکبر رح فرماتے ہیں کہ میں ان ساتوں ابدال سے مکہ معظمہ میں حطیم حنابلہ کی پشت پر ملا تو میں نے دیکھا کہ وہ رکوع میں تھے میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے مجھے، میں ان سے باتیں کرنے لگا واقعی ان سے بڑھ کر میں نے اللہ کی یاد میں شاغل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ان کا سا کسی کو پایا سوا سقیط الرفرف بن ساقط العرش کے قونیہ میں کہ جو فارس کے رہنے والے تھے۔ اور حضرت شیخ رح نے اولیاء اصحاب دوائر کے حال میں بہت کچھ فتوحات کے تہترویں باب میں لکھا ہے کذا فی الیواقیت والجواھر۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رح عروہ میں لکھتے ہیں کہ ابدال نہ طی زمین کرتے ہیں نہ پانی پر چلتے ہیں بلکہ لوگوں سے مخفی رہتے ہیں اور ان مقامات میں جمع ہوتے ہیں کہ جو تنگ ہوتے ہیں اور اہل ظاہر وہاں موجود نہیں ہوتے اور نہ ان کا جسم اعتبار سے مس ہوتا ہے نہ سایہ نظر آتا ہے اور بآواز بلند قرآن اور اشعار پڑھتے ہیں اور وجد اور رقص کرتے ہیں، مگر کوئی شخص آواز ان کی نہیں سنتا اور ان کو قدرت ہوتی ہے کہ خسیس کو نفیس بنا دیں، اور محتاجوں پر ایثار کرتے ہیں۔ اور بلاد ربع مسکون میں آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اور ہر سال میں دو بار جمع ہوتے ہیں ایک عرفہ کے دن عرفات میں، اور دوسرے رجب کے مہینہ میں جس جگہ پر جمع ہونے کا حکم ہو چنانچہ حضرت بلال رض بھی زمانہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بدلا ربعہ میں تھے۔ اور اہل ظاہر میں سوا ایک شخص کے کوئی شخص ان کو نہیں پہچانتا۔ اور جب وہ مرجاتا ہے تو کسی دوسرے شخص کو اپنا مصاحب کر لیتے ہیں، اور زمان برکت نشان نبوی میں ابدال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان حذیفہ

بن الیمان رض واسطہ تھے ، وہ سلام ان لوگوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پہنچاتے تھے ، اور وہ لوگ حذیفہ بن الیمان رض کے ہاں جمع ہوا کرتے تھے ، اور علم کتاب وسنت ان سے اخذ کرتے تھے ، اور ان کی اقتداءیں نماز پڑھتے تھے ، اور حذیفہ کے سوا ان کو کوئی نہیں دیکھتا تھا ، اور ابدال مامور ہوتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی کی اطاعت پر۔

قیصری رح مقصد ثانی مقدمہ شرح قصیدہ فارضیہ میں لکھتے ہیں کہ اماموں کے بعد مرتبہ ساتوں ابدال کا ہے جو محافظ ساتوں اقلیموں کے ہوتے ہیں ، اور ان میں سے ہر ایک خاص قطب اپنی اپنی اقلیم کا ہوتا ہے ، اس کے بعد دس اولیاء اللہ ہیں جن کے مراتب مثل عشرہ مبشرہ کے ہیں ، پھر بارہ ہیں جو حاکم ہیں بارہ برجوں اور ان کے متعلقات اور ان لوازم پر جو ان کو حوادث کونیہ سے لاحق ہوتے ہیں ، پھر بیس ہیں اور چالیس اور ننانوے جو مظاہر اسماء حسنیٰ ہیں ، تین سو ساٹھ تک وہ عالم میں قائم ہوتے ہیں بطور ابدال کے اور ہر زمانہ میں ان کے عدد اتنے ہی رہتے ہیں نہ بڑھتے ہیں نہ گھٹتے ، اور اتنے ہی رہیں گے قیامت تک اور ان کے علاوہ جتنے اولیاء ہیں وہ موافق ظہور اور خفاء تجلی آلہی کے بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں ، ان کے بعد مرتبہ زہاد اور عباد اور صلحا کا ہے مومنین کاملین سے جو قیامت تک رہیں گے اور یہ سب لوگ قطب کے حکم میں داخل ہیں ، اور افراد ان کاملین کے حکم میں داخل ہیں جن کا مرتبہ قطب کے برابر ہے سوا خلافت کے کہ اس میں صرف وہ اس حکم سے خارج ہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ سے وہ خود معانی اور اسرار الٰہیہ اخذ کرتے ہیں بخلاف اُن لوگوں کے کہ جو حکم قطب میں داخل ہیں وہ البتہ کسی چیز کو سوا قطب کے اور کسی سے نہیں لیتے۔

شرح تعرف میں ہے کہ کسی وقت میں یہ امت چار سو مرد ابدال سے خالی نہیں رہتی ہے اور ان چار سو میں سے چالیس اوتاد اور چالیس میں سے چار نقبا اور ان چار میں سے ایک قطب ہے کافروں کی سلامتی مومنوں کی برکت سے ہے اور عام مومنوں کی سلامتی

ابدال کی

ابدال کی برکت سے اور ابدال کی سلامتی اوتاد کی برکت سے اور اوتاد کی سلامتی نقباء کی
کی برکت سے اور نقباء کی سلامتی قطب کی برکت سے ۔ اور جب قطبؒ عالم سے گذر جاتا ہے
تو نقباء میں سے ایک قائم مقام کر دیا جاتا ہے ، اور جب نقباء سے کوئی مرتا ہے تو اوتاد میں
سے ، اور جب کوئی اوتاد سے مرتا ہے تو ابدال میں سے ، اور جب ابدال سے کوئی مرتا ہے
تو عام نیک بندوں مسلمانوں میں سے کوئی ایک اس کی جگہ پر ہوجاتا ہے ۔
بعض مشائخ کہتے ہیں کہ مردانِ غیب تین سو چھپن آدمی ہیں جو ہمیشہ عالم میں رہتے ہیں ، اور جب
ان میں سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور ان میں سے کمی نہیں ہوتی ۔
اور ان کے چھ طبقہ ہیں ، پہلا طبقہ تین سو آدمیوں کا ہے ان کو اولیا اور مردانِ غیب کہتے
ہیں ، دوسرا طبقہ چالیس آدمیوں کا ہے جن کو ابدال کہتے ہیں ، تیسرا طبقہ سات آدمیوں کا ہے
جن کو اوتاد کہتے ہیں ، چوتھا طبقہ پانچ آدمیوں کا ہے جن کو اخیار کہتے ہیں ، پانچواں طبقہ
تین آدمیوں کا ہے جن کو نقبا کہتے ہیں ، چھٹا طبقہ ایک شخص کا ہے جس کو غوث و قطب کہتے
ہیں ، جس کی برکت سے عالم برقرار ہے جب وہ اس جہان سے گذر جاتا ہے تو دوسرا اس کی
جگہ پر قائم کیا جاتا ہے ، اور مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کا حجاب نہیں ۔ اگر وہ مغرب
میں ہوتا ہے تو مشرق والوں کو دیکھتا ہے اور اسی طرح بالعکس ، اور ان لوگوں کو اور
لوگ نہیں جانتے اور یہ اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں کہ ان کو کوئی پہچانتا ہی نہیں یعنی پارسائی
و زہد و شیخی وغیرہ کچھ ظاہر نہیں کرتے بلکہ عوام میں ملے رہتے ہیں مگر دل ان کا خواص کا سا
ہوتا ہے اور اپنی فضیلت بھی دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے ۔
شیخ محمود بن احمد حسینی کنتوری نیشاپوری رحمہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ عالم برگزیدہ اولیاء اللہ
سے خالی نہیں رہتا اور برگزیدگان حق ہمیشہ عالم میں رہتے ہیں ان کے سات طبقہ ہوتے
ہیں چار سو تیس کی تعداد میں ، پہلا طبقہ تین سو آدمیوں کا ہے جو بر قلب حضرت آدم و حضرت

نوح ؑ ہیں ان کو رقبا کہتے ہیں، دوسرا طبقہ ستر آدمیوں کا ہے وہ بر قلب حضرت ابراہیم ؑ
و حضرت یعقوب ؑ ہیں ان کو نجبا کہتے ہیں، تیسرا طبقہ چالیس آدمیوں کا ہے وہ بر قلب
حضرت داؤد ؑ و حضرت سلیمان ؑ ہیں ان کو ابدال کہتے ہیں، چوتھا طبقہ بارہ آدمیوں کا
ہے وہ بر قلب حضرت موسےٰ ؑ و حضرت عیسےٰ ؑ ہیں ان کو نقبا کہتے ہیں، پانچواں طبقہ
سات آدمیوں کا ہے وہ بر قلب حضرت جبریل ؑ ہیں ان کو اوتاد کہتے ہیں، چھٹا طبقہ دو
آدمیوں کا ہے وہ بر قلب حضرت میکائیل ؑ ہیں ان کو قطب کہتے ہیں۔ ساتواں طبقہ ایک آدمی
کا ہے وہ بر قلب حضرت اسرافیل ؑ ہے اس کو غوث کہتے ہیں ایک قطب اس کے داہنے جانب
ہوتا ہے اور ایک بائیں جانب، اور جب غوث مر جاتا ہے تو ان دو قطبوں سے ایک اُس
کی جگہ پر کر دیا جاتا ہے۔ اور سات میں سے ایک اس قطب کی جگہ پر جاتا ہے، اور بارہ میں سے
ایک سات کی جگہ پر، اور چالیس میں سے ایک بارہ کی جگہ پر، اور ستر میں سے ایک چالیس کی
جگہ پر، اور تین سو میں سے ایک ستر کی جگہ پر، اور اہل دنیا میں سے ایک تین سو کی جگہ پر جاتا ہے
اسی طرح قیامت تک یہ حساب رہے گا اور یہ سات طبقہ اہل حل وعقد اور مدبر اور متصرف
مملکت خدا کے حکم سے ہیں باقی اولیا صاحب ولایت ان کے علاوہ ہیں ان میں بعض ایسے
ہوتے ہیں جن کی ولایت خلق پر ظاہر ہوتی ہے اور وہ خود بھی اس کو جانتے ہیں اور بعض
ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ولایت پر خود مطلع ہوتے ہیں مگر خلق ان کو نہیں جانتی، اور
بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خلق ان کی ولایت پر مطلع ہوتی ہے مگر وہ خود نہیں مطلع ہوتے،
اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہ خلق ان کی ولایت کو جانتی ہے اور نہ وہ خود ان کی شان
میں ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری۔ اور ان کی شناخت بغیر چاشنی عشق
و محبت کے ممکن نہیں پس مرشد کامل مکمل ہر زمانہ بلکہ ہر ولایت میں موجود ہے۔

ف لطائف اشرفی میں ہے کہ توجہ کرنا ابدال کی طرف طائفہ صوفیہ کے نزدیک اہم مہمات

سے ہے:

سے ہے۔ جیسا کہ فتوحات میں ہے کہ طائفہ علیہ صوفیہ منازل ابدال کی طرف توجہ لازمی جانتے ہیں، اور ہر نیت میں ان کو شفیع کرتے ہیں، اور جب کوئی ان کو اپنی کسی حاجت میں وسیلہ بناتا ہے یا کام میں ان سے استمداد کرتا ہے تو وہ مہم اس کی روا ہو جاتی ہے، اور اسی کی تائید میں امام شمس الدین جزری رہ نے حصن حصین میں لکھا ہے وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یعنی جب مدد چاہتا ہو تو کہے لے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اس حدیث کی نسبت صاحب جامع الدرر شارح حصن حصین نے لکھا ہے کہ بعض علماء ثقات کا قول ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، اور بزار نے بھی اپنے مسند میں حضرت ابن عباس رض سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے، اور حافظ ابوالحسن ہیثمی رہ نے مجمع الزوائد میں اس کو ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، امام نووی رہ اور حافظ سیوطی رہ اور حافظ جزری رہ اور ملا علی قاری رہ نے اس کو قابل احتجاج تسلیم کیا ہے۔ علامہ ابن حجر حاشیہ ایضاح المناسک میں لکھتے ہیں کہ یہ مجرب ہے یعنی اللہ کے بندے مدد کرتے ہیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی رہ تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین میں حدیث اذا انفلتت دابۃ احدکم فلیناد یا عباد اللہ احبسوا کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو جس طرح مصنف نے لکھا ہے اسی طرح بزار نے بھی، اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کسی کا جانور کسی جنگل میں کھو جائے تو اس کو پکار کر کہنا چاہئے کہ لے اللہ کے بندو اس کو روکو کیونکہ اللہ کے بعض ایسے بندے ہیں جو عالم کو گھیرے ہوئے ہیں تو امید ہے کہ وہ اس جانور کو روک دیں، اور اس حدیث کو ابن ابی یعلےٰ اور طبرانی نے بھی ابن السنی کی حدیث سے روایت کیا ہے، اور مولانا سید احمد بن زینی دحلان نے کتاب خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام میں لکھا ہے کہ فقہا نے آداب سفر میں لکھا ہے کہ مسافر کا جب چارپایہ کہیں کھو جائے اور وہاں اس کا کوئی معین و مددگار نہ ہو تو وہ کہے

اے اللہ کے بندو اسے روکو۔ اور جب کوئی چیز کھو جائے اور اس کے ملنے میں مدد چاہے تو یوں کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو یا فریاد کو پہنچو کیونکہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت مولانا روم رح مثنوی میں فرماتے ہیں۔ ؎

شیر مرداند در عالم مدد	آں زماں کا فغانِ مظلوماں رسد
بانگِ مظلوماں ز ہر جا بشنوند	آں طرف چوں رحمتِ حق میدوند
آں ستونہائے خللہائے جہاں	آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
محض مہر و داوری و رحمت اند	ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند ؎

صاحب جامع الاصول و فتوحات مکیہ و فصل الخطاب نے اولیا متصرفین کی اور بھی قسمیں لکھی ہیں جن کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

رجالِ حواریون یہ وہ لوگ ہیں جو تردد و تلوّن سے بالکل پاک و صاف ہوتے ہیں، اور منکرین اور مضلین کے لئے خدا کی طرف سے بمنزلہ حجتوں اور تلواروں کے ہوتے ہیں، اس امت کے حواری حضرت زُبیر رض تھے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ زُبیر میرے چچا کے بیٹے اور حواری ہیں، اور ہر زمانہ میں جو مشرب حضرت زُبیر پر ہوگا وہ حواری ہوگا۔ اور قول معتمد یہ ہے کہ انصار اور خلفاء اربعہ اور عثمان بن مظعون رض اور حمزہ رض اور جعفر حوارتین سے تھے کیونکہ یہ سب جامع تھے دونو خصلتوں شجاعت و برہان کے۔

رجالِ تحت اسفل ان میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور ان پر ہر دم فیض ربانی اور نفس رحمانی عالم اعلےٰ سے فائض ہوتا ہے اور عالم اعلےٰ سے مراد عرش اور کرسی اور لوح و قلم اور سماوات ہیں۔

رجالِ بدلاء

رجالِ بُدلا | یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ یہ بدلا، وہی ابدال مذکورہ سابقہ ہیں بلکہ یہ ان کے علاوہ ہیں۔

رجالِ مُحَدَّثین | حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم سے پہلے امتوں میں محدثین تھے پس اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب رضہ ہیں۔

یہ حدیث ترمذی میں حضرت صدیقہ رضہ سے مروی ہے ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، سفیان بن عیینہ رح سے ان کے بعض اصحاب نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ محدثون کے معنی مفہمون ہیں، اور قاموس میں ہے کہ محدث کے معنی معظم اور سچے کے ہیں، اور مجمع البحار میں ہے کہ محدث وہ ہے جس کے دل میں کوئی چیز القا کی جائے اور وہ اس کی خبر دے بطور حدث و فراست کے، اور القا کو اللہ جس کے ساتھ چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ محدثون وہ لوگ ہیں جو جس امر کو سوچتے ہیں وہ ٹھیک ہوتا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ ملائکہ ان سے باتیں کرتے ہیں، اور بخاری رح کہتے ہیں کہ ان کی زبانوں سے سچ بات نکلتی ہے اور وہ جھوٹ بولتے ہی نہیں۔

محدثین کی دو قسمیں ہیں اوّل وہ لوگ جن سے پشت حجاب سے کلام کیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے پشت شجرہ سے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وماکان لبشران یکلمہ اللہ الّا وحیًا او من وراءِ حجاب او یرسل رسولًا (الشوریٰ ع ۵)

دوسرے وہ لوگ جو حدیث تعلیم کرتے ہیں، اور ملائکہ بعض کے قلوب میں اور بعض کے کان میں اس کو بیان کر دیتے ہیں اسی وجہ سے جب ان کی زبان پر کوئی بات آتی ہے تو وہ صادق ہوتی ہے، اور وہ لوگ غیر منحصر ہیں۔

رجالِ افراد | یہ بھی غیر منحصر ہیں، ان کو کشف خاص ہوتا ہے اور علوم غریبہ الٰہیہ معلوم ہوتے ہیں، اور وہ تعرف نہیں کرتے صرف فنا کو کافی سمجھتے ہیں، اور قبل سیکھنے احکام

سمائیہ کے ان کے متعلق بیان کرتے ہیں ، اور اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں ، اور اپنا کمال کبھی ظاہر نہیں کرتے ، ان کو معراج روحانی ہوتی ہے بلکہ ہر خواب ان کا معراج ہے ، اور وہ قدم بقدم حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہیں ، علاوہ اُن کے اگر کوئی ائمہ سے ہوتے ہیں تو وہ قدم بقدم قلب کے ہوتے ہیں ، اور اگر اوتاد سے ہوتے ہیں تو وہ ان سے کم اور اگر ابدال ہوتے ہیں تو وہ ان سے کم ابی طرح آخر تک ۔

رِجَالُ الماء وہ بہت ہیں ان کا کام اللہ کی عبادت کرنا ہے پانی میں یعنی نہروں اور کنوؤں اور دریاؤں میں اور بسبب غلبہ روحانیت کے ان کی سانسیں پانی میں رُکتی نہیں اور وہ سالم رہتے ہیں ثقل اور کدورات اور سطوت اور قہر و بلا سے ۔

رِجَالُ آدمی المشرب وہ تین سو مرد ہیں بر قلب و مشرب حضرت آدم ؑ ہیں اور اُن کا عمل بھی آپ کا سا ہے اور آپ والی ہی دعا کرتے ہیں ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین (الاعراف ع ۲) اور ان کے تین سو ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم ؑ جامع فردانیت الٰہیہ اولیٰ تھے جو مراد ہے ذات اور صفات و افعال سے ، اور فردانیت ثانیہ سے مراد جسم اور رُوح ہے اور حقیقت باعتبار ظاہریت اور مظہریت کے موافق اسماء حسنے کے ہے جو تین سو ہیں تو ان کے ذُرِّیّتہ بھی اتنے ہی ہوں گے ۔

رِجَالُ نوحی المشرب وہ چالیس مرد ہیں جو بر قلب حضرت نوح ؑ ہیں ، اور ان کے علم و مشرب پر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں سے چالیس شخص ہیں بر قلب حضرت نوح ؑ جن پر جلال غالب ہے جیسا کہ حضرت نوح ؑ کے حال میں ہے کہ انہوں نے فرمایا رب لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا (نوح ع ۲)

رجال خیبون

رجالِ رجبیون وہ ہر زمانہ میں چالیس آدمی ہوتے ہیں نہ اس سے گھٹتے ہیں نہ بڑھتے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو قائم رہتے ہیں اللہ عزوجل کی عظمت میں وہی حامل قولِ ثقیل ہوتے ہیں جو ارشادِ جناب باری سے معلوم ہوتا ہے کہ انّا سنلقی علیك قولاً ثقیلاً (المزمل-ع ۱) اور ان کو رجبیون اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس مقام کا حال ان کو رجب ہی میں ہوتا ہے پہلی تاریخ سے آخر مہینہ تک پھر وہ حال ان سے جاتا رہتا ہے اور رجب آئندہ تک نہیں آتا، اور کمتر اولیا ان کو پہچانتے ہیں، اور وہ لوگ متفرق جگہوں میں رہتے ہیں اور باہم ایکدوسرے کو پہچانتے ہیں، ان میں سے کچھ تو یمن میں رہتے ہیں اور کچھ شام میں اور کچھ دیارِ بکر میں، بعض ان میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر تمام سال ایک حالت جو ان کو ماہِ رجب میں عارض ہوتی ہے باقی رہتی ہے، اور بعضوں کو بالکل نہیں رہتی، اور وہ لوگ رجب میں پہلی تاریخ تو ایسا حال اپنے میں پاتے ہیں کہ گویا ان پر آسمان گر پڑا، اور اس سے ایسی حالت ہوتی ہے کہ بالکل جنبش ہی نہیں کر سکتے اور بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں، مگر یہ کیفیت پہلے روز ہوتی ہے پھر دوسرے دن سے تھوڑے تھوڑے ہلکے ہونا شروع ہوتے ہیں، یوں ہی تیسرے دن اور چوتھے دن، اور ان کو مکشوفات اور تجلیات ہوتے ہیں اور غیبی چیزوں پر اطلاع بھی، اور انہیں میں سے ایک شخص ہمیشہ چت لیٹا تسبیح کرتا رہتا ہے، اور دو یا تین دن کے بعد بولتا ہے اور مہینہ بھر اس کا یہی حال رہتا ہے جہاں رجب گذرا اور شعبان آیا تو وہ فی الفور اٹھ بیٹھتا ہے گویا قید سے چھوٹ جاتا ہے، اور اگر وہ شخص پیشہ ور یا تاجر ہوتا ہے تو اسی کام میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کا سارا حال سلب ہو جاتا ہے اور جس شخص میں اللہ چاہتا ہے کہ حال باقی رہے تھوڑا تھوڑا حال باقی رہنے دیتا ہے۔ غرضکہ یہ حال عجیب و غریب ہے اس کا سبب معلوم نہیں کہ کیوں

ایسا ہوتا ہے۔

رِجَالُ الفتح | یہ چوبیس اولیاء ہیں، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اولیاء کے قلوب پر اسرار و معارف واضح کئے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک ایک ساعت کیلئے معین ہے، اُس امر کے ادراک کے لئے جو اللہ نے واضح کیا ہے۔

رِجَالُ قائم بحقوق اللہ | یہ اٹھارہ اولیاء ہیں جو قائم بحقوق اللہ اور آمر بامر اللہ اور مامور من عند اللہ ان کا کام ہے حکم کرنا ان باتوں کا جو اللہ ارادہ فرماتا ہے، اور ان سے کرامتیں اور خوارق عادات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

رجال الحنان | یہ پندرہ اولیاء ہیں جن کا نام رجال الحنان والعطف الالٰہی ہے جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کے حق میں وارد ہوا ہے وحنانًا من لدنا (مریم ع ۱) ان کو عام خلائق پر بہت شفقت ہوتی ہے مومن ہوں یا کافر، اور ان کی شان یہ ہے کہ جو ان سے اعراض کرتا ہے اُس کی طرف یہ متوجہ ہوتے ہیں۔

رِجَالُ الغیب | یہ دس اولیاء ہیں ان میں عاجزی بہت ہے اور آواز کی پستی ہے، ان پر ہمیشہ تجلّیٔ رحمانی رہتی ہے اور ان کا مشرب یہ آیت ہے وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا همسًا (طٰہٰ ع ۶) وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هونًا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلٰمًا (الفرقان ع)

رِجَالُ تحکیم وزوائد | یہ دس اولیاء ہیں، ان کا کام دعا کرنا ہے بہ امید وبسط اور یہ نہایت خاشع اور متواضع ہوتے ہیں، اور ان کی خاص شان ایمان بالغیب ہوتی ہے۔

رِجَالِ قوۃ المتین | یہ آٹھ اولیاء ہیں، ان میں قوت اور قہر کا غلبہ ہے ان کا مشرب اشداء علی الکفار (الفتح ع ۴) ہے، انہیں کی شان میں یہ وارد ہے لایخافون لومة لائم (المائدہ ع ۸)

رجالِ معارج

رجال معارج العلےٰ | یہ سات اولیاء ہیں، یہ ہر ساعت اور ہر نفس معراج میں ہیں ان کو علم خاص حاصل ہوتا ہے، یہ لوگ علاوہ ابدال اور رجبیتین کے ہیں۔

رجال ایام ہفتہ | ان سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا، اور وہ سات روز ہیں معہ جمعہ کے دن کے کہ اُس دن اللہ تعالیٰ نے نشأۃ انسانیہ یعنی حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا جو عالم کی علتِ غایئہ تھے، اسی واسطے یوم جمعہ افضل ایام ہے، اور یہ سب دن گویا بجائے سات صفات کے ہیں یکشنبہ موجود ہے سمع سے، اور دوشنبہ حیات سے، اور سہ شنبہ بصر سے، اور چہارشنبہ ارادہ سے، اور پنجشنبہ قدرت سے، اور جمعہ علم سے، اور شنبہ کلام سے تو گویا ہر ایک اپنے ظاہر کی مظہریت کو پا گیا۔

رجال ابراہیمی المشرب | یہ سات اولیاء ہیں علاوہ ابدال کے، یہ حضرت ابراہیم ؑ کے قلب اور مشرب وعلم پر ہیں ان کی دعا یہ ہے ربِ ھب لی حکمًا والحقنی بالصّٰلحین (الشعراء ع ۵) ان کا مقام کمال تمکین واطمینان ہے جنت روحانیہ میں، اور انہیں کے حق میں وارد ہوا ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍّ (الاعراف ع ۵)

رجال اشتیاق | یہ پانچ اولیاء ہیں حالتِ شہود واشتیاق میں رہتے ہیں، اور اشتیاق ان کو حالتِ اضطراب میں رکھتا ہے، اور ان کے جگر میں حرقت پیدا کرتا ہے، اور اشتیاق زیادہ ہے شوق سے اسی واسطے یہ سلوک طریق ہیں ان کو رجال الصلوٰۃ بھی کہتے ہیں اسوجہ سے کہ ان میں ہر ایک مخصوص ایک نماز کے ساتھ نماز پنجگانہ سے ہوتا ہے اور اُن کے ساتھ ان کا تعلق اسی طرح ہے جیسے باقی اولیاء اللہ کا اخلاق اور حقایق کے ساتھ ہے۔

رجال مفیض العلوم | یہ پانچ اولیاء ہیں جو حضرت جبریل ؑ کے قلب پر ہیں، اور یہ بمنزلہ بادشاہوں کے ہیں ان کا کام فیوض اور علوم کا قلوب میں پہنچانا ہے بقدر قوت حضرت جبریل ؑ کے۔

رجالِ رفق ولینت | یہ پانچ اولیاء ہیں ان کا کام لوگوں پر رفق اور نرمی کرنا ہے
یہ مضمون فبما رحمۃٍ من اللہ لنت لھم (آل عمران ع ۱۷)

رجالِ ہیبت وجلال | یہ چار اولیاء ہیں ان کا کام چاروں اوتادوں کو مدد دینا ہے
ان کے اجسام روحانی ہوتے ہیں اور قلب سماوی، اور یہ آسمانوں میں مشہور ہوتے ہیں اور
زمین میں مجہول، ان کا علم غیر متناہی ہے۔

رجالِ ختم الاولیا | یہ تین شخص ہیں اول حضرت عیسےٰ ؑ جن پر خلافت عامہ اور ولایت شاملہ
حضرت آدم ؑ کے وقت سے لیکر آخر زمانہ تک ختم ہوئی اور ان کے دو حشر ہوں گے ایک
انبیا علیہم السلام کے ساتھ دوسرا امتِ محمدیہ کے ساتھ، دوسرے حضرت امام محمد مہدی ؑ کہ
جن پر خاص ولایتِ محمدیہ ختم ہوئی، تیسرے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رح جن پر
ولایتِ مخصوصہ ختم ہوئی۔

فقیر شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اس کتاب میں مجمل اور مختصر ہے اس کی تفصیل
شروحِ فصوص الحکم اور دیگر کتب میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔

رجالِ امداد و رحمت | یہ تین اولیاء ہیں ان کو اصحاب رحمت وامداد ومقامات واستمداد بھی
کہتے ہیں، ان پر روحانیت زیادہ غالب ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ ہر صورت میں متمثل
ہو جاتے ہیں۔

رجالِ الٰہیون | یہ تین اولیاء ہیں ان کو رحمانیون بھی کہتے ہیں، یہ نزول حوادث اور
وحی کے وقت میوہ دار درختوں اور حجر بلیغ پر بیٹھ کر وحی کو سنتے ہیں اور اس کا مقصود
سمجھتے ہیں، یہ لوگ بر مشرب صفوان ہیں۔

رجالِ تبسم وشفقت | یہ تین اولیاء ہیں حضرت میکائیل ؑ کے قلب پر، اور ان کے علوم بعد د
حضرت میکائیل ؑ کی قوتوں کے ہیں اور ان پر صفاتِ فاضلہ و تبسم اور لینت اور فرط شفقت

کل آدمیوں

کُل آدمیوں پر غالب ہے۔

رجال الغنی | یہ دو ولی ہیں ان کی وجہ سے اللہ غنا کو محفوظ رکھتا ہے تو جو اس عالم میں غنی ہوتا ہے اُس کی غنا انہیں کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور ان کی غنا کا بل ہے، اور ابتدا و انتہا ان کی ایک ہے، ان میں سے پہلا شخص اپنے کو اللہ کی طرف مضاف سمجھتا ہے یعنی منسوب سمجھتا ہے وہ اکمل ہے اور مدد پہنچاتا ہے اور بڑھاتا ہے ملاء اعلیٰ کو اور دوسرا شخص اپنے کو اپنے نفس کی طرف مضاف سمجھتا ہے وہ ادنیٰ ہے وہ عالم ملک کو مدد دیتا ہے، اور وہ دونو مستفیض ہیں روح علوی سے اور ان کی غنا اللہ کی غنا ہوتی ہے۔

رجل الاستطاعۃ | یہ ایک ولی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی قدرت ہر چیز پر دی ہے، یہ بہت ذکی اور شجاع اور کبیر الدعوٰے بہ حق ہے اور نفس سے گویا تعلق ہی نہیں رکھتا، اسی وجہ سے بڑا حاکم عادل ہوتا ہے اور صاحب کرامات بھی اور اس مقام پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رہتے۔

رجل جامع قبض و بسط | یہ ایک ولی ہے حضرت اسرافیل ؑ کے قلب پر جس کا علم بھی مثل علم حضرت اسرافیل ؑ کے ہے اور اسی مشرب پر حضرت بایزید بسطامی رہتے، اور ان اولیاء کی بزرگی بترتیب انبیاء اولی العزم کے ہے۔

رجل مشابہ مسیح | یہ ایک ولی ہے جو حضرت عیسےٰ ؑ سے مشابہ ہے دو جنسوں یعنی رُوح و بشر سے پیدا ہوتا ہے جس طرح کہ بلقیس پیدا ہوئی تھیں جن و انس سے اور اس کی بشریت کے متعلق کلام ہے کیونکہ وہ مرکب ہے دو مختلف جنسوں سے اور اسی کے سبب سے اللہ برزخ کو محفوظ رکھتا ہے۔

رجل متصل عالم | یہ ایک ولی ہے جس کو اتصال معنوی ہے کُل عالم سے اور وہ اس کیواسطے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور یہ مرتبہ کچھ خاص مرد کے لئے ہی نہیں بلکہ عورت کے لئے بھی ہے یہ شخص ایسا غریب ہوتا ہے کہ کوئی اس کے حال پر واقف نہیں ہوتا اور ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ قطب ہے مظہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فطوبیٰ للغرباء۔

رجل عظیم الحال یہ ایک ولی ہے جس کو مرتبہ کی حیثیت سے سقیط الرفرف ابن ساقط العرش کہتے ہیں، یہ بہت بڑا بزرگ عظیم الحال شخص ہے جب کسی کی طرف دیکھتا ہے یا کوئی اس کی طرف تو وہ متاثر ہو جاتا ہے، اور اُس کا حال بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ حیوان کی طرف دیکھتا ہے تو وہ بول اٹھتا ہے، اور یہ شخص بہت باحیا اور منکسر ہوتا ہے اور اس کو معارف الٰہیہ میں خاص دخل ہوتا ہے اور زبان بھی بہت فصیح۔

رجل خائف یہ ایک ولی ہے جس کے قلب میں کوئی فتور نہیں ہوتا، اور ہر گھڑی اس کو نیا علم حاصل ہوتا ہے، اور یہ دو جگہوں میں بلا فرق ظاہر ہوتا ہے، اور اس سے زیادہ معرفت میں کوئی بزرگ نہیں ہوتا، اور اس کا وجود اللہ کے خوف سے متزلزل ہوتا ہے ۔٭

ف یہ جو عبارات مذکورہ میں آیا ہے کہ فلاں ولی بر قلب فلاں نبی یا بر قدم فلاں نبی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو علوم ان انبیاء کے قلب پر وارد ہوتے تھے اور وہ معارف الٰہیہ میں متقلب ہوتے تھے، وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں۔

فصل چہارم

اس فصل میں اولیاء اللہ رہ کی حالتوں کا بیان کیا گیا ہے۔

مرید مرید وہ ہے جو پیر کی جناب میں ارادت رکھتا ہو اور عبادات و مجاہدات سے پیر کو خوش کرنے کی کوشش کرے، اور اپنا وقت پیر کی رضا میں صرف کرے۔ مرید دو طرح کے ہیں مرید رسمی و مرید حقیقی۔ مرید رسمی وہ ہے کہ پیر اُسے یہ تلقین کرے کہ نادیدنی کو نہ دیکھے اور ناشنیدنی کو نہ سنے، مرید حقیقی وہ ہے کہ پیر اس کو سفر و حضر میں اپنے ہمراہ رکھے، اور وہ تین غسلوں سے مغسول ہو، اول غسل شریعت کہ پانی سے اپنا بدن صاف رکھے، دوم غسل طریقت کہ تجرد اختیار کرے، سوم غسل حقیقت کہ باطنی توبہ ۔

٭ یہ تمام رجال اولیاء اللہ کی اقسام کا تذکرہ کتاب الدر المنظم جلد اول صفحہ ۹۵ تا صفحہ ۱۰۱ سے نقل کیا گیا ہے۔ مترجم

کہ باطنی توبہ اختیار کرے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ جو کچھ پیر فرما وے فوراً اُس پر یقین کرے۔ اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لاوے۔ کیونکہ پیر مرید کیلئے بمنزلہ مشاطہ ہے جو کچھ وہ کہتا ہے مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔

مرید صادق وہ ہے جسکو دنیا میں سوائے شیخ کے کوئی چیز محبوب نہ ہو۔ اور پیر کا حکم بسر وچشم بجا لائے۔ اور ہر وقت پیر کو اپنے احوال کا ناظر سمجھے۔ جو کچھ اسکے دل میں نیک یا بد خیالات گذریں اُن کا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ تاکہ پیر اُسکی تربیت کر سکے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر بھی خیال پیر کے برخلاف ہو تو وہ مرید صادق نہیں کہلا سکتا۔

مُراد | مراد وہ ہے جسکی رضا کا شیخ متلاشی ہو۔ اس کی ہر لغزش سے بلا مواخذہ اُسے مطلع کرے۔ اور اُس کی تھوڑی سی عبادت کو زیادہ سمجھ کر قبول کرے۔ مطلب یہ کہ مرید محب ہے اور مراد محبوب۔ مرید طالب ہے اور مراد مطلوب۔

پیر | حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہے جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اُس کے آئینہ باطن کو صاف دیکھ سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اُس میں ہے تو پھر وہ پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

کامِل | اصطلاحِ صوفیہ میں کامِل اُسکو کہتے ہیں جو خود تو صاحب کمال ہو مگر کسی کو باطنی فائدہ نہ پہنچا سکے۔

اکمل | وہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضان باطنی وہدایتِ ظاہری سے اوروں کو بھی فایدہ پہنچاوے۔ یہ کامِل سے بدرجہا بہتر و بزرگ ہوتا ہے۔

مکمل | وہ ہے جو مشیتِ ایزدی اور تقدیرِ الٰہی کے موافق اور لوگوں کو بھی کامل بناوے اور جو کرامات و مکاشفات اپنی ذات میں رکھتا ہو مرید کو بھی عطا فرماوے۔ ایسا شخص کامل و اکمل سے مکرم و معظم ہوتا ہے۔ (قادری)

قلندر | یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور خدا تعالےٰ کے ناموں سے ایک نام ہے۔ قلندر وہ ہے کہ تجرید و تفرید میں یکتا اور بے پرواہو۔ اور تمام عالم کا حال اس کے آئینہ ہو۔ اور جو وصف عارفوں میں ہونا چاہیئے اس میں مثیل ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی جیسے حضرت شیخ شرف الدین ابو علی قلندر پانی پتی قدس سرہ تھے۔ (ارمغان)

صاحبِ آئینہ تصوّف نے لکھا ہے کہ قلندر دو قسم ہوتے ہیں۔

۱۔ قلندر رہبری۔ یہ آبادی میں رہتا ہے اور لوگوں کے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے۔

۲۔ قلندر قہری۔ یہ جنگل میں رہتا ہے اس کو کھانے پینے کی احتیاج کم ہوتی ہے لوگ اس کو مست کہتے ہیں۔ شطحیات بولتا ہے۔

صاحبِ انوار العارفین نے لکھا ہے کہ یہ جو بعض قلندروں سے من حیث الظاھر ترکِ فرائض و تورع میں آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو مرتبہ روحی عطا فرمایا ہوتا ہے۔ اور اُن کو تجسّدِ ارواح کی قوّت عطا ہوتی ہے کہ وہ ایک وقت میں کئی جگہ پر ظہور فرما سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک جگہ پر وہ عوام کے روبرو ترکِ فرائض کر رہے ہوں۔ اور دوسری جگہ پر اُسی وقت فرائض بجا لا رہے ہوں۔

خضرِ وقت | وہ ہے کہ اُس پر حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح علمِ لدنی منکشف ہو اور اسرارِ الٰہی سے واقف ہو۔ اور جس پر ایک نظر ڈالے اُس کو کامل کر دے مگر ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی قدس سرہ تھے۔

صوفی ابوالوقت | وہ ہے کہ ظاہر و باطن کی صفائی رکھتا ہو اور وقت کا پابند نہ ہو۔ یعنی حالت پر قادر ہو جب چاہے طاری کر لے اور جب چاہے دور کر دے۔ اور ہوش میں آجائے۔ یہ صوفی ابن الوقت سے بدرجہا اعلےٰ ہوتا ہے۔ یہ درجہ حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ کو حاصل تھا۔ (ارمغان)

صوفی ابن الوقت | وہ ہے کہ جس کا ظاہر و باطن صاف ہو اور وقت کا پابند ہو۔ جب کوئی حال باریتعالیٰ کی طرف سے اُس پر وارد ہو تو مدہوش و بیخبر ہو جائے۔ جیسے کسی کو لرزہ اور بخار چڑھتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر اُس کو دور نہیں کر سکتا۔

مجذوب | مجاذیب کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

۱ مجذوبِ ازلی۔ اِس کو مجذوبِ وہبی بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ہے کہ روزِ میثاق الست بربکم (الاعراف ع ۲۲) کی صدا سنکر اور بلیٰ کہکر حضرت ربّ العزت کے مشاہدۂ جمالِ لایزال سے مست ہوگیا۔ اور تمام شہواتِ دُنیوی و لذاتِ اُخروی کو دل سے دور کر دیا۔ جب عالمِ ارواح سے عالمِ اجساد میں آیا تو اُسی طور پر بیخبر رہا۔ نیز عالمِ برزخ میں بھی مست الست جائے گا۔

۵

چہ پنداری کہ حیرت از دلِ عاشق رود ہرگز   چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

مگر یہ مجذوب مقامات و منازلِ سیر و سلوک سے ناواقف ہوتا ہے۔ ہاں جسقدر روزِ اوّل سے اُس کو معلوم ہوگیا اُسی منزل پر مستقر رہا۔ اور اکثر مجذوبوں کو مکاشفۂ کونی ہوتا ہے نہ مکاشفۂ ذاتی۔

۲ مجذوبِ کسبی۔ اِس کو مجذوبِ بے اختیاری بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ہے کہ عالمِ اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا۔ اور مدت تک سمجھ بوجھ میں رہا۔ مگر اتفاقاً کسی

کامل کا مرید ہوا اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق تعلیم و تلقین فرمائی۔ مگر جب سلطان الاذکار کی نوبت پہنچی اور ہر جانب سے غلبہ انوار ہوا تو بے اختیار ہو کر ہوش و خرد کے جامہ سے باہر نکل آیا۔ اگر سلطان الاذکار کا متحمل ہوتا تو سالکوں میں سے ہوتا۔ (ارمغان)

لہ مخزن الاسرار الالٰہیہ میں لکھا ہے کہ ایک طائفہ اولیاء اللہ کا مجاذیب اور قلندر ہیں جو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُن کے حواس ظاہری اور ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک پیالہ جس میں سُرخ رنگ کا شربت خوشبوناک اور لذیذ ہو پلایا جاتا ہے۔ اور محض نور کیطرف متوجہ کئے جاتے ہیں۔

سالک | راہ چلنے والے کو کہتے ہیں۔ اور سلوک یہ ہے کہ جو کچھ مقسوم میں ہے بزرگوں کی تعلیم و تلقین سے آہستہ آہستہ حاصل ہوتا جاتا ہے۔ اور جیسے راہبر چلتا چلتا منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے ایسے ہی سالک اپنے راہبر کی ہدایت پر تمام منازل سلوک طے کر کے واصل مقصود ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو یکایک مل جانا تقدیری امر ہے اور سلوک کے خلاف ہے۔ (ارمغان)

صاحب مخزن الاسرار الالٰہیہ نے لکھا ہے کہ جسوقت عارف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضور ہوتا ہے اگر مجذوب بنانا ہو تو سرخ رنگ کا پیالہ۔ اور اگر سالک بنانا ہو تو سفید رنگ کا شربت پلاتے ہیں۔ کسی کو ایک پیالہ کسی کو زیادہ حسب ظرف برداشت عطا ہوتے ہیں۔

فصل پنجم

اس فصل میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے خوارق و کرامات کا امکان و اثبات نقلی و عقلی دلائل سے

وعقلی دلایل سے کیا گیا ہے۔

کرامت | کرامت کا لغوی معنے بزرگی ہے۔ اصطلاح صوفیہ رحمہم اللہ میں خرقِ عادت کام کو جو کسی بزرگ یا ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہو کرامت کہتے ہیں۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ امراء وسلاطین کے مقربین کو وہ کچھ اقتدارات حاصل رہتے ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتے۔ اُن کے معلومات کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اُن کو بادشاہوں کے پاس کی وہ چیزیں معلوم رہتی ہیں جن سے دوسرے لوگ بیخبر ہوتے ہیں۔ اگر اولیاء کا تقرّب خدا تعالیٰ کے ساتھ اسیطرح سمجھ لیا جائے تو اُن کے مافوق العادت کرامات وتصرّفات اور اُن کے علوم ومعارف کا انکشاف ہوسکتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے جب اپنے کسی بندے کو وہ خصوصیت عنائت فرمائی جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ اور اُس کو اپنے اسرار پر مطلع کیا۔ اور حجابِ بُعد اُٹھا دیا اور بساطِ قُرب پر بٹھلایا تو اُس کو خوارق عادات مشرّف فرما دینا کوئی امر بعید نہیں۔

غذائے رُوح | نیز یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ افعال کا صدور روح کی وجہ سے ہوتا ہے۔ محض بدن سے جس میں روح نہو کوئی فعل صادر نہیں ہوسکتا۔ اور خداوند تعالےٰ کی معرفت کو روح کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ روح کو بدن کے ساتھ۔ یعنی روح کی قوّت اور اسکی زندگی وقیام، معرفتِ آلہی کی بدولت ہے۔ جس کو معرفتِ آلہی حاصل نہیں اللہ تعالےٰ نے اُس کو اصحابِ قبور کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے ابیت عند ربّی ھو یطعمنی ویسقینی۔ یعنی میں اپنے پروردگار کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضور علیہ السلام کو جو معرفت حاصل تھی۔ وہ خود روح کی غذا اور اُس کی تقویت کا باعث ہوتی تھی۔ اسی لئے آپ فرماتے تھے ایکم مثلی، یعنی مجھ میں جو طاقت ہے وہ تم میں سے کس کو حاصل ہے؟

قوتِ قلب | جس شخص کا علم زیادہ ہوتا ہے اُس کے قلب میں قوت زیادہ اور ضعف کم پایا جاتا ہے۔ یعنی قوتِ قلب بقدرِ علم ہوتی ہے۔ پھر جس کو مغیبات اور اسرارِ الٰہی کا علم ہو اُس کے قوتِ قلب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے؟ حضرت شاہِ ولایت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ نے خیبر کے دروازہ کو اُکھیڑا اور اس کو سپر بنا کر تمام دن جہاد میں مصروف رہے تھے۔ اس فوق العادت کرامت کی نسبت آپ خود فرماتے تھے۔ واللہِ ما قلعتُ بابَ خیبرَ بقوۃٍ جسدانیۃٍ ولکن بقوۃٍ ربانیۃٍ۔ یعنی خدا کی قسم میں نے خیبر کے دروازہ کو قوتِ جسمانی سے نہیں اُکھیڑا بلکہ قوتِ ربانی کے ذریعہ اُکھیڑا ہے۔

ثمراتِ قربِ نوافل | اسی طرح جس شخص کی عبادات اور پابندیٔ طاعات اس درجہ ہو کہ اُس کی نظر عالمِ اجساد سے منقطع ہو جائے اور اُس کی آنکھیں عالمِ کبریائی کے انوار سے منور ہوں تو اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے، مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احببتہٗ فاذا احببتہٗ فکنتُ سمعہ الذی یسمع بہٖ وبصرہ الذی یبصر بہٖ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا (بخاری بروایت ابی ہریرہ) یعنی جو میرا بندہ میرے ساتھ بذریعہ نوافل قربت حاصل کرتا ہے وہ کچھ ضائع نہیں کرتا بلکہ یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں اور اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جنسے وہ پکڑتا ہے

وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

جب جلالِ الٰہی کا نور اُس کے کان بن جائے تو لابدی بات ہے کہ وہ ستر وجہر سب کو سُنے گا۔ اور وہی نور جب اُس کی آنکھ ہو جائے تو نزدیک و دور سب کچھ دیکھے گا۔

اور جب وہ نور ہاتھ بن جاوے تو وہ ایسے ایسے کام کرے گا جن پر دوسرے لوگ قادر نہ ہو سکیں۔ اور جب وہ نور پاؤں بن جائے تو پانی پر چلنا یا مسافتِ بعیدہ کو تھوڑی مدت میں طے کرنا آسان ہو جائے گا۔ بس یہی کرامت ہے۔

کرامت کا ثبوت قرآن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں چند واقعات ایسے بیان فرمائے ہیں جن سے کراماتِ اولیاء کا قوی ثبوت ملتا ہے۔

۱ آیت شریف۔ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقًا (آل عمران ع ۴) یعنی جس وقت حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس کھانے کی چیزیں دیکھتے۔

مفسرین نے لکھا ہے کان یری عندھا فاکھۃ الصیف فی الشتاء وفاکھۃ الشتاء فی الصیف یعنی گرمیوں کے میوے سردیوں میں اور سردیوں کے میوے گرمیوں میں اُن کے پاس دیکھتے۔ تو بے موسم میووں کا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس آنا کرامت ظاہر ہے۔

۲ آیت شریف۔ وھزی الیک بجذع النخلۃ تسٰقط علیک رطبًا جنیًا (مریم ع ۲) یعنی اے مریم (رضی اللہ عنہا) کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا۔ وہ تجھ پر تازہ کھجوریں ڈالے گا۔

پس ایک خشک تنے کا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے سرسبز ہو جانا اور تازہ کھجوریں دینا کرامت باہر ہے۔

۳ اصحابِ کہف کا مدت دراز تک سوجانا۔ اور انقلابِ زمانہ سے اُن کے وجودوں میں کچھ تغیر نہ ہونا۔ اور اُن کا کروٹیں بدلنا۔ اور کتے کا اُن سے کلام کرنا ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسطٌ ذراعیہ بالوصید (الکہف ع ۲)

یہ سب امور خرقِ عادت ہیں۔ اور چونکہ اصحابِ کہف نبی نہیں تھے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ یہ کرامت ہے۔

۴ حضرت سلیمان علیہ السلام کو شہرِ سبا سے جب تختِ بلقیس منگوانے کی ضرورت پیش آئی تو حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو اُس کا تخت اُس کے آنے سے پہلے لا حاضر کرے؟ تو ایک عفریت (جن) نے کہا کہ میں آپ کے جگہ سے اٹھنے سے پہلے لاسکتا ہوں۔ اُسی وقت ایک ولی اللہ جس کا نام بقولِ مفسرین آصف بن برخیا تھا بول اُٹھے کہ انا اٰتیک بہٖ قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل ع ۳) یعنی میں آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے لاسکتا ہوں۔ چنانچہ وہیں حاضر کر دکھایا۔

پس حضرت آصف کا بڑے تخت کو اٹھا لانا اور مسافتِ بعیدہ کو طرفۃ العین میں طے کرنا بہت بڑی کرامت ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا حضرت آصف کے دعویٰ پر متغیر و متعجب نہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی اولیاء رحمہم اللہ کی کرامات کا یقین تھا۔ نیز اُن سے امداد لینے کو بھی جائز سمجھتے تھے۔

کرامت کا ثبوت حدیث سے | احادیث کثیرہ سے کرامات کا ثبوت ملتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف ربع چہارم میں باب المعجزات کے بعد باب الکرامات موجود ہے جس میں کراماتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تذکرہ ہے۔ اُن میں سے صرف ایک حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے۔

۱۔ حدیث شریف

۱ حدیث شریف - عن انس بن مالکؓ ان اسید بن حضیر وعباد بن بشیر

تحدثا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حاجۃ لھما حتی ذھب من اللیل

ساعۃ فی لیلۃ شدیدۃ الظلمۃ ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ینقلبان وبید کل واحد منھما عصیۃ فاضاءت عصا

احدھما لھما حتی مشیا فی ضوئھا حتی اذا افترقت بھما الطریق اضاءت

للاخر عصاہ فمشی کل واحد منھما فی ضوء عصاہ حتی بلغ اھلہ (بخاری)

یعنی ایک رات اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما کسی حاجت کیلئے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رات کا بہت حصہ گذر جانے تک گفتگو کرتے رہے۔ پھر اجازت لیکر گھروں کو روانہ ہوئے۔ سخت اندھیرا تھا۔ دونو کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی۔ پس ایک کی لاٹھی مشعل کیطرح روشن ہوگئی اور وہ دونو اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب اُن کے راستے جدا ہوئے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور وہ دونو حضرات اسی اُجالے سے اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔

پس لاٹھیوں کا روشن ہوجانا ہر دو اصحاب کی اظہر من الشمس کرامت ہے۔

ایسا ہی۔

۲ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں طعام کا سہ چند بڑھ جانا۔ (صحیحین)

۳ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطبہ جمعہ میں ساریہ امیر لشکر کو آواز دینا۔ اور اُن کا سننا اور دشمن پر فتح پانا۔ (دلایل النبوۃ بیہقی)

۴ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ مولےٰ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارض روم میں شیر سے ملاقی ہونا اور شیر کا اُن کو لشکر میں پہنچا دینا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنۃ وغیرہ)

۵ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ شاہِ حبش کی قبر پر نور کا ظاہر ہونا۔ (سنن ابی داؤد)

٦ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بد دعا سے اروٰے بنت اُوس کا جھوٹ کی پاداش میں اندھا ہو جانا اور گڑھے میں گر کر مرنا۔ (صحیحین)

٧ حضرت خُبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکّہ کے ہاں قید ہونا اور اُن کو غیب سے بے موسم انگوروں کا مِلنا۔ (الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان۔ للشیخ ابن تیمیہ حرانی)

٨ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ پر فرشتوں کا سلام کرنا۔ (الفرقان)

٩ حضرت عامر بن فہیرہ شہید رضی اللہ عنہ کی نعش کا لوگوں کے روبرو آسمان پر اٹھایا جانا۔ (الفرقان)

١٠ حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا کفار کی التماس پر زہر پی جانا اور سلامت رہنا۔ (الفرقان)

١١ حضرت علاء الحضرمی رضی اللہ عنہ عامل بحرین بعہدِ نبویؐ کا بمعہ لشکر دریا پر سے گذر جانا اور گھوڑوں کے سموں کا پانی سے تر نہ ہونا۔ (الفرقان)

١٢ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو اسود عنسی مدعی نبوت کذاب کا آگ میں ڈالنا۔ اور آگ کا اُن پر سرد ہو جانا۔ (الفرقان)

یہ سب کچھ از قبیل کرامات ہے۔ اسی طرح کتبِ احادیث و آثار و تاریخ میں صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم کے خوارق و کرامات کے مفصل تذکرے ہیں۔

کرامت کا ثبوت تصوف سے | اہلِ تصوف کے نزدیک سالک جب مقاماتِ سلوک طے کرتا ہے اور مجاہدات و ریاضات سے اپنے نفسانی اوصاف کو دُور کرتا ہے تو اُس کو اسماء و صفاتِ الٰہیہ کے حقایق کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔ اور تجلیاتِ انوارِ ذات اُس کے قلب پر متجلی ہوتے ہیں اُس وقت اُس کو مراتبِ

قرب ملیّنہ

قرب میں عروج و نزول ہوتا رہتا ہے۔

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔"جب عارف نزول کر کے عالم اسباب میں اُتر آتا ہے تو اشیاء کے وجود کو اسباب سے وابستہ معلوم کرتا ہے۔ اور مسبب الاسباب کے فعل کو اسباب کے پردے کے پیچھے دیکھتا ہے۔ اور جب عروج کر کے عالم اسباب سے اوپر جاتا ہے تو اسکی نظر صرف مسبب الاسباب کے فعل پر ہوتی ہے اور مسبب الاسباب کے فعل پر نظر ہونے کے باعث تمام اسباب اُس کی نظر سے مرتفع ہو جاتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ اُس کے ظنّ کے موافق علیحدہ علیحدہ معاملہ کرتا ہے۔ اسباب کو دیکھنے والے کا کام اسباب پر ڈال دیتا ہے۔ اور وہ جو اسباب کو نہیں دیکھتا اُس کا کام اسباب کے وسیلہ کے بغیر مہیا کر دیتا ہے۔ حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی اس کی مؤید ہے۔" (مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل مکتوب دو صد و شانزدہم ۲۱۶)

پس جب عارف کا عروج عالم اسباب سے بلند واقع ہو تو خرق عادت کا ظاہر ہونا کوئی مشکل نہیں۔

کرامت کا ثبوت حکمت سے | قوانین حکمت میں بتلایا گیا ہے کہ جوہر روح جنس اجسام سے نہیں۔ اجسام پر تفرق و اتصال کون و فساد طاری ہوتے ہیں۔ ارواح پر یہ تغیرات واقع نہیں ہوتے۔ بلکہ ارواح جواہر ملائکہ اور سکان عالم سماوی کی جنس سے تسلیم کئے گئے ہیں۔ مگر فرق اتنا ہے کہ ارواح کا تعلق اس جسم عنصری کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی ساری کوشش جسم کی تدبیر اور اس کی اصلاح و بہبودی میں صرف ہوتی ہے اور روح کا تعلق جس درجہ جسد کے ساتھ ہوگا اُس کا استغراق جسد اور اس کی تدابیر میں بڑھتا جائے گا۔ اور

اس کا لابدی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے وطنِ اصلی اور جوہرِ ذاتی کو بھول جائے گا۔
اور اس میں ضعف بڑھے گا۔ لیکن جو مقدس ہستیاں کہ رات دن خداوند تعالےٰ
کی معرفت اور اس کا تقرب و معیت حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ اور جسم عنصری
کی پرداخت وغیرہ ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اور ان کی اصلی قوت
برقرار رہتی ہے۔ اور انوارِ عالمِ قدس ان پر فائز ہوتے رہتے ہیں۔ ان انوار اور
ما فوق العادت قوت کی بنا پر ان سے جو خوارق عادات صادر ہوں اسی کو کرامت
کہتے ہیں۔

مراتبِ ارواح فرشتوں کے مراتبِ قوت وغیرہ کے لحاظ سے ارواح کے
بھی اقسام ہیں۔ کوئی روح قوی ہے کوئی ضعیف۔ کوئی نورانی ہے کوئی مکدر۔
ارواح کا ایسا اختلاف روحِ انسانی میں ہی منحصر نہیں بلکہ ارواح فلکی اور
ملکی میں بھی ایسا ہی اختلاف واقع ہے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام
کے بارہ میں فرمایا ہے انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش
مکین مطاع ثم امین۔ (تکویر) یعنی یقیناً یہ قرآن ایک مکرم قاصد کی زبانی
بھیجا گیا ہے جو قوت والا، اور صاحبِ عرش کے پاس رہنے والا، مطاع، اور
امانتدار ہے۔ یہ اوصاف ایک جلیل القدر فرشتہ کی شان میں تھے۔ بعض دوسرے
ملائکہ علیہم السلام کی نسبت وارد ہے۔ وکم من ملك فی السمٰوٰت لا تغنی
شفاعتهم شيئاً (النجم ع ۲) یعنی آسمانوں میں کئی فرشتے ایسے بھی ہیں کہ ان
کی سفارش سے کسی قسم کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان دونو آیاتِ بینات کو غور
سے پڑھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان فرشتوں میں جن کا ذکر
دوسری آیت میں آیا ہے کتنا فرق ہے۔ بزرگی، قوت، قرب، سیادت، امانت
کیسے اوصاف

کیسے اوصافِ جلیلہ ہیں جو دوسرے فرشتوں میں اس درجہ کے نہیں۔

اسی طرح ارواحِ انسانی کا حال ہے۔ جب کسی شخص کی روح ابتدائے آفرینش سے ہی قوی ہونے کے باوجود ریاضت، عبادت، تقویٰ، طہارت کی جانب مائل ہو تو عالمِ کون و فساد کا غبار اُس کے چہرے پر کب باقی رہ سکتا ہے؟ اور ایسے انسانِ کامل و مکمل کے ذریعہ خوارقِ عادات کا ظہور کیا مشکل ہے؟

کرامت کا ثبوت سائنس سے | زمانہ موجودہ میں علمِ سائنس روز افزوں ترقی پر ہے۔ جن واقعات کو پُرانا فلسفہ ناممکن قرار دیتا تھا۔ وہ آج تازہ ترین ترقیاتِ سائنس کی رُو سے ممکنات معلوم ہونے لگ گئے ہیں۔ کرامات کے خلاف ہمیشہ یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اسباب اور اُن کے اثرات قانون کے خلاف ہیں۔ لیکن زمانۂ حال کے مشہور و معروف سائنسدان ڈاکٹر رچرڈ نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب موسوم بہ خیالی اور عملی مذہب کی چار جلدوں میں اس بات پر بحث کی ہے کہ سائنس آگے سے زیادہ اس امر کو محسوس کر رہا ہے کہ کئی ایک اسباب ایسے ہیں جنکی علتیں معلوم نہیں ہوئی ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ کرامات نامعلوم اسباب کا منطقی نتیجہ ہوں۔ اور بہت سے دور بین اشخاص نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ ہر ایک چیز کرامت ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی نسبت بھی قطعی رائے نہیں لگائی جا سکتی کہ یہ ضرور بالضرور فلاں اثر کا نتیجہ ہے۔ اور فلاسفر ہوم نے بہت مدت ہوئی یہ حقیقت منکشف کی تھی کہ کوئی سبب کسی اثر کی تشریح نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ جو چیزیں ایکدوسرے کے بعد ظہور میں آئیں اُن کے لئے یہ ضرور ہو کہ اُن کا آپس میں علت و معلول کا ہی تعلق ہو۔ انسانی نکتہ نظر سے یہ بات بالکل ایک کرامت ہے۔ اور انسان حقیقتِ اشیاء کو اسی حالت میں سمجھ سکتا ہے

کہ وہ ہمیشہ ایک حالت میں رہیں۔ اور ان میں کسی اعتبار سے بھی کوئی تبدیلی نمودار نہ ہو۔ ورنہ ساری کائنات ہی کرامت ہے۔ کیونکہ اس امر کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ سرے سے کائنات کا سلسلہ ہی کیوں قائم ہے؟ دنیا کس طرح نیست سے ہست ہوگئی۔ یہ نہایت ہی حیرت انگیز کرامت ہے۔ آج سائنس اس بات کو ٹھکرا رہا ہے کہ اس کائنات کے پیچھے کوئی ایسا چشمہ یا ذخیرہ ضرور موجود ہے جس میں سے اسے ہر دم نیا سامان وصول ہو رہا ہے۔ ہم جن اشیاء کو کرامت سمجھتے ہیں وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اُن قوانین کا نتیجہ ہیں جو ہمیں معلوم نہیں ہیں۔

جناب میر ولی اللہ صاحب ایبٹ آبادی نے ایک نظم بعنوان معجزہ اس موضوع پر بہت اچھی لکھی ہے۔ وہو ہذا۔

نظم

زسحر فلسفہ منکر زمعجزہ باشی — وگرنہ جانِ تو خود از قبیلِ معجزہ است

یکے بچشمِ خرد بیں کہ گرم و سردِ جہاں — بہار و فصلِ خزاں بر سبیلِ معجزہ است

نظامِ شمس و قمر اختلافِ لیل و نہار — بہر چہ دیدہ کشائی دلیلِ معجزہ است

کسے بحالِ دلِ خویش ننگرد زیں رہ — بہر کجا نگری قال و قیلِ معجزہ است

بشق سحر نظر داری و نمے بینی — کہ بحر قطرۂ از سلسبیلِ معجزہ است

ترا خلاف بمعراج انبیاست چرا — بداں کہ ایں ہمہ قدر قلیلِ معجزہ است

بمعجزاتِ پیمبر ہمیکنی بازی
چرا بمعجزۂ عقلِ خویش سے نازی

فصل ششم

اس فصل میں بیعتِ طریقت کے دلائل و اقسام و مسائل کا بیان کیا گیا ہے۔

بیعت کا ترجمہ

بیعت کا ترجمہ | بیعت کا معنے لغت میں معاہدہ اور معاقدہ ہے۔ متکلمین کی اصطلاح میں خلافت کا عہد کرنا مراد ہے۔ یعنی جو بیعت صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے کی تھی۔ اور وہ بیعت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی خلافت کے بارہ میں ہوئی تھی۔ اُس سے یہ مقصود تھا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے یہ عہد کیا کہ ہم لوگ خلافت کے احکام کو جاری کریں گے۔ اور یہ بیعت آیت شریف لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (الفتح - ع ۳) سے ثابت ہے۔

صوفیہ رحمہم اللہ کی اصطلاح میں بیعت اس کو کہتے ہیں کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرے۔ اور یہ انعقاد مرشد کے واسطہ سے مرشد کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس یکے بعد دیگرے یہ انعقاد حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ اور بواسطہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اس بیعت کا انعقاد حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ اور یہ بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔ (فتاوٰے عزیزیہ جلد اوّل)

بیعت کے اقسام | حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ کتاب قول الجمیل میں لکھتے ہیں کہ بیعت پانچ قسم ہے اوّل بیعت خلافت۔ دوم بیعتِ اسلام۔ سوم بیعت تمسک بحبل التقوٰے۔ چہارم بیعتِ ہجرت۔ پنجم بیعت توثق فی الجہاد۔

اِن میں سے بیعت تقوٰے کو صوفیائے کرام رحمہم اللہ نے اپنے لئے شعار بنایا اور اس طریقہ مسنونہ کو عام رواج دیا۔ اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔

۱ بیعتِ توبہ - یعنی گناہوں سے توبہ کرنی۔ یہ بیعت عام ہے ہر مسلمان کیواسطے یعنی جس سے چاہے بیعت کرے اور جو چاہے بیعت لیوے۔

۲ بیعتِ تبرک۔ یعنی برکت حاصل کرنے کے ارادہ سے صالحین کے سلسلہ میں داخل

ہونا۔ یہ بمنزلہ سلسلہ اسنادِ حدیث ہے کہ اس میں برکت ہے۔ یہ بھی عام ہے۔

۳ بیعت تحکیم۔ اس کو بیعت تاکد عزیمت بھی کہتے ہیں۔ یعنی ظاہر و باطن سے اوامرِ الٰہی پر کاربند رہنے اور منہیات سے بچنے کا عزم مصمم کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کی تعلیق کا پختہ ارادہ کرنا۔ اور اپنے شیخ کو اپنے اوپر حاکم کرنا کہ وہ جس طرح چاہے تعلیمِ طریقت و تہذیب اخلاق میں محنت کروائے۔ یہی قسم اصل تصوف ہے۔ اور اربابِ ارادت کے واسطے خاص ہے۔

بیعت کے دلائل قرآن سے اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ قرآن مجید میں بیعت کا اور صحبتِ صالحین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ازانجملہ چند دلائل یہ ہیں۔

۱ آیت شریف۔ انّ الّذین یبایعونك انّما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانّما ینکث علٰی نفسہ ومن اوفٰی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا (الفتح ع ۱) یعنی بیشک وہ لوگ جنہوں نے (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھ سے بیعت کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی ہے۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جس نے بیعت کر کے توڑ دی پس اُس نے اپنی جان کو توڑ دیا اور جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا جو خدا تعالےٰ سے کر لیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے بہت بڑا اجر دے گا۔

۲ آیت شریف۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم (الفتح ع ۳) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں پر راضی ہوگیا جب وہ (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) درخت کے نیچے بیٹھ کر تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ اور اُس نے اُن کی دلی عقیدت کو جان لیا اور اُن پر تسکین و اطمینان نازل فرمایا۔

۳ آیت شریف

۳ آیت شریف۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ ع ۶) یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو اور اُس کے رستہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یہاں وسیلہ سے مُراد حسب تصریح شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہ ذاتِ مرشد ہے۔ اور جو لوگ وسیلہ سے قرآن پاک یا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مراد لیتے ہیں۔ اُن کے جواب میں حضرت شاہ صاحب موصوف قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو خطاب کرکے وسیلہ کی تلاش کا حکم فرمایا ہے اور جب تک کوئی شخص قرآن مجید یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ پس وسیلہ وہ ہے جو ان سے علاوہ ہو۔ اور وہ ذاتِ مرشد ہے۔

تفسیر روح البیان میں مذکور ہے واعلم ان الاٰیۃ الکریمۃ صرحت بالامر بابتغاء الوسیلۃ ولابد منھا البتۃ فان الوصول الی اللہ تعالیٰ لایحصل الا بالوسیلۃ وھی علماء الحقیقۃ ومشایخ الطریقۃ (قال الحافظ)

قطع این مرحلہ بے ہمرہی خضر مکن ظلمات ست بترس از خطرِ گمراھی

والعمل بالنفس یزید فی وجودھا واما العمل وفق اشارۃ المرشد ودلالۃ الانبیاء والاولیاء فیخلصھا من الوجود ویرفع الحجاب ویوصل الطالب الی رب الارباب قال الشیخ ابوالحسن الشاذلی کنت انا وصاحب لی قد اوینا الی مغارۃ لطلب الدخول الی اللہ واقمنا فیھا ونقول یفتح لنا غدًا او بعد غدٍ فدخل علینا یومًا رجلٌ ذو ھیبۃ وعلمنا انہ من اولیاء اللہ فقلنا لہ

کیف حالك فقال کیف یکون حال من یقول یفتح لنا غداً او بعد غدٍ یانفس لم لا تعبدین اللہ لِلّٰہ فتیقظنا وتبنا الی اللہ تعالیٰ وبعد ذٰلك فتح علینا فلا بدّ من قطع التعلق من کلّ وجہٍ لینکشف حقیقۃ الحال۔ انتھٰی۔ یعنی

واضح رہے کہ اس آیہ کریمہ نے وسیلہ کے طلب کرنے کی صاف طور سے تصریح کی ہے۔ جس سے ہرگز چارہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وصول الی اللہ بغیر وسیلہ کے ممکن نہیں۔ اور وسیلہ سے مراد علمائے حقیقت اور مشائخ طریقت ہیں۔ جیسا کہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ "اس سفر کو حضرت خضر علیہ السلام کی ہمراہی کے بغیر نہ قطع کر کیونکہ یہاں اندھیرا ہے راہ بھول جانے کا خوف کر" اور نفس کی رائے پر عمل کرنا اس کے وجود کو زیادہ کرتا ہے۔ لیکن مرشد کے حکم اور انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی دلالت پر عمل کرنے سے نفس اپنے اخلاق ذمیمہ سے خلاصی حاصل کر لیتا ہے اور حجاب دور ہو جاتے ہیں۔ اور طالب رب الارباب کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ میں ایک رفیق کیساتھ ایک غار میں طلب خدا کیواسطے گیا۔ اور ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ ہمارا کام کل یا پرسوں تک ہو جائے گا۔ ایک دن ایک بارعب آدمی ہمارے پاس آیا اور اس کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ولی کامل ہے۔ ہم نے اس کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اُس شخص کے حال کا کیا پوچھنا جو کہے کہ میرا کام کل یا پرسوں تک ہو جائے گا۔ اے نفس تو اللہ کی بندگی اللہ ہی کے واسطے کیوں نہیں کرتا۔ اس سے ہم ہوشیار ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ اس کے بعد ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ بیشک جو شخص ہر ایک وجہ سے قطع تعلق کرے تو اس پر حقیقت حال منکشف ہو جاتی ہے۔

۴۔ آیت شریف

۴ آیت شریف ۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصّٰدقین۔ (التوبہ ع ۱۵) یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔ صادقین سے مراد صوفیائے کرام رحمہم اللہ ہیں جن کی معیّت و صحبت میں مومنوں کو رہنے کا حکم ہے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیہ کریمہ کے ضمن میں مرقوم ہے۔ الصّادقون ھم المرشدون الی طریق الوصول فاذا کان السّالک فی جملۃ احبابھم ومن زمرۃ الخدّام فی عتبۃ بابھم فقد بلغ محبّتھم وتربیتھم وقوّۃ ولایتھم الیٰ مراتب فی السّیر الی اللہ وترک ماسواہ قال الشیخ الاکبر قدّس سرّہ الاطھران لم تجرا فعالک علیٰ مراد غیرک لم یصحّ لک انتقال عن ھوا لک ولوجاھدت نفسک عمرک فاذا وجدت من یحصل فی نفسک حرمتہٗ فاخدمہ وکن فیما بین یدیہ یصرّفک کیف یشاء لاتدبیرلک فی نفسک معہ تعش سعیدًا مبادرًا لامتثال مایأمرک بہٖ وینھاک عنہ فان امرک بالحرفۃ فاحترف عن امرہ لاعن ھواک وان امرک بالقعود فاقعدت عن امرہ لاعن ھواک فھواعرف بمصالحک منک فاسع یابنیّ فی طلب شیخ یرشدک ویعصم خواطرک حتّٰی تکمل ذاتک بالوجود الالٰھی وحینئذ تدبر نفسک بالوجود الکشفی الاعتصامی کذا فی مواقع النجوم وفی المثنوی۔

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش	سست و ریزیدہ چو آب و گل مباش
چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو	ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
شیخ را کہ پیشوا و رہبر ست	گر مریدے امتحاں کرد او خر ست

یعنی پیر صادق وہ لوگ ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے راہ نما اور ہادی ہیں۔
اگر سالک راہِ حق ان کے محبوں میں داخل ہو جائے اور ان کے آستانوں کا
خادم بن جائے۔ اُس کو اُن کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ اور ان کی تربیت میں
داخل ہو کر سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے درجہ تک پہنچ جائے گا۔ حضرت شیخ اکبر
قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اپنے تمام امور کو کسی پاک وجود کے امر کے تحت
نہ کرے تو تو ہوا و حرص کے جال سے کبھی رہائی نہیں پا سکتا۔ اگرچہ ساری عمر
اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالے رکھے۔ پس اگر تجھے کوئی ایسا وجود مل جائے جس کی
تعظیم و تکریم تو اپنے نفس میں پاوے تو اس کی خدمت لازم پکڑ۔ اور اپنے آپ
کو اُس کے سپرد کر دے وہ جس طرح چاہے تجھ میں تصرف کرے۔ تو اپنی سب تدبیریں
چھوڑ دے۔ تیرا اُس کے ساتھ زندگی بسر کرنا عین سعادت ہے۔ تجھے چاہیئے کہ جو وہ
امر کرے فوراً اُس کی تعمیل کرے۔ اور جس بات سے وہ منع کرے اُس سے ہٹ
جائے۔ اگر تجھکو کسب کیلئے حکم کرے تو اس کے حکم سے کسب کر نہ اپنی خواہش
سے۔ اور اگر تجھکو کسب کے ترک کرنے کا حکم دے تو اس کے حکم سے ترک کرے نہ
اپنی مرضی سے۔ کیونکہ وہ تیری بہتریوں کو تجھ سے بہتر جانتا ہے۔ پس اے فرزند
شیخ کی تلاش میں سعی کر جو تیری راہنمائی کرے اور تجھ کو خواطر نفسانی سے بچائے
یہاں تک کہ تیرا نفس پاک ہو جاوے ساتھ وجود ذات کے۔ اسوقت تدبیر کر
اپنے نفس کی ساتھ کشف کے۔

۵ آیت شریف۔ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الانبیاء ع ۱)
یعنی اگر تم کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔ یہاں اہل ذکر
سے مراد صوفیائے کرام رحمہم اللہ ہیں جن کا کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں جاتا۔

۶۔ آیت شریف

۶ آیت شریف - واتبع سبیل من اناب الیّ (لقمان-ع ۲) یعنی اس شخص

کے راستہ کی پیروی کر جو میری طرف جُھکا ہو یعنی اُس نے اپنا دل میری طرف پھیر رکھا ہو۔

تفسیر مدارک میں ہے من اناب الیّ قال عطاء صاحب مَن تریٰ علیہ انوار خدمتیٖ

یعنی عطا تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس کے چہرہ پر میری خدمت کا نور نظر آئے تو

اُس کی صحبت اختیار کر اور اُس کی خدمت بجا لا۔

اور تفسیر رحمانی جلد دُوم میں ہے من اناب الیّ ای رجع الیّ عن کل ما سوای

فاخذ منی العلوم والمعارف یعنی ایسے شخص کی پیروی کر جو میرے سوا سب کچھ

چھ ڑ کر میری خدمت و اطاعت میں حاضر ہو کر مجھ سے علوم و معارف حاصل کر چکا ہو۔

اور تیسیر تستری میں ہے واتبع سبیل من اناب الیّ یعنی من لم یھتد الطریق

الی الحق عز وجلّ فلیتبع اٰثار الصالحین لتوصله برکة متابعتھم الی طریق الحق

الا ترٰی کیف نفع اتباع الصالحین کلب اصحاب الکھف حتیٰ ذکرہ اللہ بالخیر

مرارًا وقد قال النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم الذین لا یشقیٰ جلیسھم۔

یعنی آیت مذکورہ میں ہر ایک انسان کے لئے یہ حکم ہے کہ جو از خود (کوشش محنت

ریاضت ۔ مطالعہ کتب سے) خداوند سبحانہٗ کی طرف راہ نہ پا سکے تو وہ آثارِ صالحین

کی پیروی کرے تاکہ اس کو اُن کے حق پر چلنے کی برکت حاصل ہو۔ کیا تو نے نہیں دیکھا

کہ اتباعِ صالحین نے اصحاب کہف کے کتے کو کیسا نفع دیا ہے کہ خداوند کریم نے

اس کا ذکر خیر کیا ہے ۔ اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ

لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس رتبہ و عزت کے مالک ہیں کہ اُن کے پاس رہنے والا

اُن کے فیض و برکت سے محروم نہیں رہ جاتا۔

بیعت کے دلایل حدیث سے | احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی

بیعت علی التقویٰ کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ ازانجملہ چند دلائل یہ ہیں۔

۱ حدیث شریف۔ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابایعکم علیٰ ان لا تشرکوا باللہ شیئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف فمن وفیٰ منکم فاجرہٗ علی اللہ ومن اصاب من ذٰلک شیئاً فاخذ بہ فی الدنیا فھو کفارۃ لہٗ وطھور ومن ستر اللہ فذٰلک الی اللہ عزوجل ان شاء عذبہ وان شاء غفرلہٗ۔ (کنزالعمال جلد ہفتم بحوالہ احمد وبیہقی ونسائی) یعنی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، اولاد کو قتل نہ کرنا، کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگانا، نیک کام میں میری مخالفت نہ کرنا، جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا پس اُس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں میں سے کسی امر کا مرتکب ہو تو وہ اُس کی سزا دنیا میں پالے۔ تاکہ اُس کا کفارہ ہو اور وہ پاکیزہ ہو جاوے۔ اور جو شخص اس کو چھپا وے گا پس اُس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اگر چاہے تو اُس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو بخش دے:

۲ حدیث شریف۔ عن عوف بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الا تبایعون علیٰ ان تعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئاً وان تقیموا الصلوٰۃ الخمس وتؤتوا الزکوٰۃ وتسمعوا وتطیعوا ولا تسألوا الناس شیئاً (کنزالعمال بحوالہ مسلم ونسائی) یعنی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ فرمایا

کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا تم میری اس امر پر بیعت نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ بناؤ۔ اور پانچوں نمازیں ادا کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور تابعداری کرو۔ اور اطاعت کرو۔ اور لوگوں سے بیجا سوال نہ کرو۔

۳ حدیث شریف۔ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بایعنی علی ھؤلاء الآیات قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم حتی ختم الآیات الثلاثۃ فمن وفی بھن فاجرہ علی اللہ ومن انتقص شیئا ادرکہ اللہ بھا فی الدنیا کانت عقوبۃ ومن اخرہ الی الآخرۃ کان اجرہ الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء غفر لہ۔

(کنز العمال جلد سوم بحوالہ مستدرک) یعنی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ان تین آیات پر میری بیعت کرے قل تعالوا آلآیہ پس جو شخص یہ عہد پورا کرے اُس کا اجر اللہ تعالےٰ پر ہے۔ اور جو شخص اس کو توڑ دے اللہ تعالےٰ اس کو دنیا میں بدلہ دیوے گا۔ اور جو شخص اس کو آخرت تک اُٹھا رکھے تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اُس کو عذاب کرے اور اگر چاہے تو اُس کو بخشدے۔

۴ حدیث شریف۔ عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا وابوذر وعبادۃ بن الصامت وابو سعید الخدری ومحمد بن سلمۃ والسادس علی ان لا تاخذنا فی اللہ لومۃ لائم۔

(کنز العمال جلد سوم بحوالہ تاریخ ابن عساکر) یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے اور حضرت ابو ذر

غفاری اور حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو سعید خدری اور حضرت محمد بن سلمہ
اور ایک چھٹے آدمی نے اس بات پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام میں ملامت کرنے والوں
کی ملامت سے خوف نہ کیا کریں۔

۵ حدیث شریف۔ عن جریرؓ قال بایعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی الصلوٰۃ والنصح لکل مسلم (کنز العمال بحوالہ ابن جریر) یعنی حضرت جریر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو نماز کی پابندی
اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر بیعت کیا۔

۶ حدیث شریف۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا اذا بایعنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السمع والطاعۃ یقول لنا فیما استطعتم ستا
فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکح النساء فاتق اللہ یا عثمان فان لاهلك
علیك حقا وان لضیفك علیك حقا وان لنفسك علیك حقا فصم وافطر
وصل ونم (انتخاب صحاح ستہ) یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
جب ہم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانبرداری اور عبادت پر بیعت
کرتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ جن چیزوں کی استطاعت رکھو
چھ چیزیں ہیں۔ پس میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ اور روزہ بھی رکھتا ہوں
اور افطار بھی کرتا ہوں۔ اور نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس اے عثمانؓ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو
تمہارے اہل کا تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس
کا بھی تم پر حق ہے۔ پس روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز بھی پڑھو۔ اور
بھی رہا کرو۔

۷ حدیث شریف۔ عن ابی ھریرۃ وابی خلاد رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی
علیہ وآ

علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم العبد یعطی زھدا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ (مشکوۃ بحوالہ شعب الایمان) یعنی حضرت ابوہریرہ و ابو خلاد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب دیکھو تم کسی بندے کو جو دنیا میں زاہد اور کم گو ہو تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ وہ حکمت دیا گیا ہے۔

۸ حدیث شریف۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ (تذکرہ علی بحوالہ مسلم) یعنی فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص مرجاوے اور اس نے بیعت نہ کی ہو تو وہ بیشک جاہلیت کا مرنا مرا۔

بیعت کے دلائل آثار صحابہؓ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل سے بھی بیعت علی التقوےٰ کا ثبوت ملتا ہے۔

۱ اثر۔ عن عمرو ابن عطیۃ اللیثی قال اتیت عمر ابن الخطاب فقلت یا امیر المؤمنین ارفع یدك ابایعك علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ فرفع یدہ فضحك فقال ھی لنا علیکم ولکم علینا۔ رواہ ابن سعد۔ (کنز العمال) یعنی حضرت عمرو بن عطیہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! اپنا ہاتھ بلند کرو کہ میں آپ سے سنت الٰہی اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر بیعت کروں۔ پس انہوں نے ہاتھ اٹھایا اور متبسم ہوئے اور فرمایا ہمارا یہی حق تم پر ہے اور تمہارا یہی حق ہم پر۔

۲ اثر۔ عن انس بن مالك قال قدمت المدینۃ وقد مات ابوبکر واستخلف عمر فقلت لعمر ارفع یدك ابایعك علی ما بایعت علیہ صاحبك قبلك علی السمع والطاعۃ ما استطعت۔ رواہ الطبرانی وابن سعد وابن ابی شیبۃ

(کنزالعمال) یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں وارد ہوا درانحالیکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پاچکے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر بیٹھ چکے تھے۔ میں نے اُن کو عرض کیا کہ اپنا ہاتھ بلند کرو کہ میں آپ سے اس بات پر بیعت کروں جس پر آپ سے پہلے آپ کے دوست کے ہاتھ پر بیعت کرچکا ہوں یعنی فرمانبرداری اور طاعت پر جسقدر میری استطاعت ہو۔

۳ اثر۔ عن سلیم ابی عامر ان وفد الحمراء اتوا عثمان فقال اتبایعون علیٰ ان لا تشرکوا باللہ شیئا و یقیموا الصلوٰۃ و یؤتوا الزکوٰۃ و یصوموا رمضان و یدعوا عید المجوس فلما قالوا نعم بایعھم۔ (کنزالعمال بحوالہ مسند احمد حنبل) یعنی حضرت سلیم ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حمراء کا وفد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا تم ان باتوں پر میری بیعت کرتے ہو کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ اور نماز پڑھو گے۔ اور زکوٰۃ دوگے۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھو گے۔ اور مجوسیوں کی عید کو چھوڑ دوگے سب نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے اُن کو بیعت کیا۔

مستورات کی بیعت کے دلائل | جیسا کہ مردوں کو حکم ہے کہ بیعت کریں ایسا ہی عورتوں کے واسطے ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ سے بیعت کرکے تعلیم روحانی حاصل کریں۔ قرآن مجید و احادیث میں اس کے دلائل کافی ہیں۔ ازانجملہ چند دلائل یہ ہیں۔

۱ آیت شریف۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ۔

واستغفر لهن اللہ ان اللہ غفور رحیم (الممتحنہ ع ۲) یعنی اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوں تو ان کو ان باتوں پر بیعت کرو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور چوری وزنا نہ کریں۔ اور اولاد کو قتل نہ کریں۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہ باندھیں۔ اور نیک کاموں میں تمہاری بیفرمانی نہ کریں۔ اور ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲ حدیث شریف ۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یبایع النساء بالکلام بھٰذہ الاٰیۃ لا یشرکن باللہ شیئاً ۔ الاٰیۃ (صحیح بخاری باب بیعت النسا) یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت شریف لا یشرکن باللہ الاٰیۃ کے احکام پر عورتوں کو کلام سے بیعت کیا کرتے تھے۔

۳ حدیث شریف ۔ عن ام عطیۃ رضی اللہ عنہا قالت لمّا قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ جمع النساء الانصار فی بیت فارسل الیھن عمر ابن الخطابؓ فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیکن ان تبایعن علیٰ ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمدّ یدہٗ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت ۔ (تفسیر درّ المنثور بحوالہ ابن سعد وعبد بن حمید وابو داؤد وابو یعلےٰ وطبرانی وابن مردویہ وبیہقی) حضرت امّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو تمام انصار کی عورتیں ایک گھر میں جمع ہوئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا

وہ دروازہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں۔ کیا تم میری بیعت اس امر پر کرتی ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔ اور چوری وزنا نہ کرو گی! ہم نے کہا ہاں۔ پس دراز کیا اُنہوں نے اپنا ہاتھ باہر گھر سے اور دراز کئے ہم نے ہاتھ اندر گھر سے۔

۴ ابن ابی حاتم رہ نے حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے آیت بیعت مستورات کے متعلق روایت کیا ہے کہ نزلت ھٰذہ الاٰیۃ یوم الفتح فبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الرجال علی الصفاء وعمر یبایع النساء تحتھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی یہ آیہ کریمہ فتح مکہ کے دن نازل ہوئی۔ پس حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو کوہِ صفا پر بیٹھکر بیعت کیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس کے نیچے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے عورتوں سے بیعت لی۔

۵ ابن سعد رہ اور ابن مردویہ رہ نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے اپنے باپ اور دادا سے روایت بیان کی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ماء فغمس یدہ فیہ ثم یغمس ایدیھن فیہ۔ یعنی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی عورتوں کو بیعت فرماتے ایک پیالہ پانی کا منگواتے۔ پہلے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈبوتے۔ اور پھر اُن کے ہاتھ اس میں ڈبواتے۔

۶ سعد بن منصور رہ اور ابن سعد رہ اور ابو داؤد رہ اور عبد الرزاق رہ نے امام شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یبایع النساء ووضع علیٰ یدہ ثوبہ۔ یعنی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کو بیعت کرتے وقت اپنے ہاتھ مبارک پر کپڑا ڈال لیتے۔

بخاری ا

۷۔ بخاری اور مسلم نے حضرت امِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقرأ علینا اٰیۃ ان لا یشرکن باللہ شیئًا ونھانا عن النیاحۃ۔ الحدیث۔ یعنی ہم کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کیا۔ اور آیہ کریمہ ان لا یشرکن باللہ الآیۃ پڑھی اور ہم کو نوحہ سے بھی منع کیا۔

۸۔ تفسیر روح البیان میں ہے روی انہ علیہ السلام بایعھن وبین یدیہ ثوب قطری یاخذ بطرف منہ ویاخذن بطرف الاخر۔ یعنی روایت ہے کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو بیعت کیا۔ اور آپ کے پاس ایک کپڑا تھا جس کو ایک طرف سے آپ نے پکڑا تھا۔ اور دوسری طرف سے عورتوں نے۔ ان کے سوا بھی کتبِ احادیث میں بیعتِ مستورات کے متعلق حدیثیں وارد ہیں۔ لیکن طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دی ہیں۔

شرائطِ مرشد جس شخص سے بیعت کی جائے بقولِ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ اس میں مندرجہ ذیل شرائط ہونے ضروری ہیں تاکہ لوگوں کی راہنمائی کر سکے۔

اوّل۔ قرآن مجید و حدیث شریف کا عالم ہو۔

علمِ قرآن اتنا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین وغیرہ کو ضبط رکھتا ہو۔ اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کر چکا ہو۔ اور اس کے معانی اور لغاتِ مشکلہ اور شانِ نزول اور اعراب اور قصص اور جو اس کے مناسب ہو اس کو جان چکا ہو۔

اور علمِ حدیث اتنا کافی ہے کہ کتاب مصابیح (مشکوٰۃ) وغیرہ کو ضبط و تحقیق کر چکا ہو اور اس کے معنے اور اعراب مشکل اور تاویل معضل رائے فقہا کے مطابق پہچان چکا ہو۔

ف مشکل اس دشوار کو کہتے ہیں جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے سخت ہو۔ اور

معضل وہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنی کی تعیین نہو سکے۔ یا دوسری حدیث اُس کے معارض ہو۔

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں حفظِ قرآن کا۔ اور نہ ہی علم حدیث میں تجسس احوالِ اسانید کا۔ اور نہ ہی علم اصول و کلام و جزئیاتِ فقہ اور فتاووں کے یاد رکھنے کا۔

دُوم صفتِ عدالت اور تقویٰ سے آراستہ ہو۔ واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر بھی اڑنہ جاتا ہو۔

سوم دنیا سے زاہد اور آخرت کا راغب ہو۔ طاعاتِ مؤکدہ اور اذکارِ ماثورہ کا محافظ ہو۔ اور دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہو۔ اور "یادداشت" کی مشق کامل اُس کو حاصل ہو۔

ف "یادداشت" سے عبارت حقیقتِ واجب الوجود کی طرف توجہ صرف ہے جو الفاظ و تخیلات سے خالی ہو۔ اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا یا استقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد۔ خلاصہ یہ کہ "یادداشت" ذاتِ متقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ الفاظ و تخیلات ہو۔ یہ دولت منتہیانِ ولایت کو حاصل ہوتی ہے۔

چہارم نیکی کا امر کرتا ہو اور بُرے کاموں سے روکتا ہو۔ اپنی رائے پر مستقل ہو۔ مروّت والا اور صاحبِ عقل کامل ہو تاکہ اُس کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اعتماد کیا جاسکے۔

پنجم مرشدِ کامل کی صحبت میں رہا ہو۔ اور اُس سے زمانہ دراز تک ادب سیکھا ہو۔ اور اُس سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو۔ اور صحبتِ کاملین اِس واسطے مشروط ہوئی کہ عادتِ الٰہی یوں ہی جاری ہے کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے۔ اور اسی قبیل

پر دوسرے

پر دوسرے پیشے بھی ہیں۔ (قول الجمیل)

فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ علم ظاہری کا عالم ہونا جیسا کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے لکھا ہے اگر علم باطن کا ضمیمہ ہو تو وہ نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے۔ ورنہ بجائے اس کے علوم و معارف ربانی کا ہونا ضروری ہے اگرچہ علم ظاہر نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کے حق میں وارد ہے وعلمنٰہ من لدنا علماً۔ (الکہف ع ۹) اور عارفوں کے حق میں آیا ہے افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہٖ (الزمر ع ۳) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اکثر لوگ ظاہری علم نہیں رکھتے تھے۔ حالانکہ مقامِ ولائت اُن کو پورا پورا حاصل تھا۔ اور حقائق و معارفِ توحید سے اُن کے قلوب سرشار تھے۔ ایسا ہی اکثر صوفیائے کبار رحمہم اللہ بھی مثل حضرت شیخ حبیب عجمی اور شیخ حماد دباس قدس اسرارہما وغیرہ کے محض اُمی تھے۔ حالانکہ بڑے بڑے علمائے فحول اُن کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔

طریقہ بیعت | بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شیخ اور مرید دونو باوضو ہوں۔ ایک اُن میں سے قبلہ رو ہو۔ شیخ خطبہ مسنونہ یا چند آیاتِ کلام اللہ مشتمل بر حمد و نعت پڑھے۔ پھر مرید کو صفاتِ ایمان اجمالی و تفصیلی تلقین کرے۔ اور شش کلمات سے جتنا مناسب سمجھے پڑھائے کبیرہ گناہوں شرک، زنا، چوری، جھوٹ، عقوقِ والدین وغیرہ سے توبہ کروائے اور اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بطورِ مصافحہ لیکر کہے کہ بحکمِ اللہ تعالیٰ اور بحکمِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام تونے حق طلبی کیواسطے میرے وسیلہ سے فلاں طریقہ قبول کیا؟ مرید کہے میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد مرید کو گلے لگائے کہ معانقہ کرنا سنت ہے۔ اِس کے بعد اگر اُس کے طریقہ میں متعارف ہو تو بعراض چلائے ورنہ خیر۔ اور اپنے خاندانی اشغال و اوراد سے اُس کو متمتع کرے

کہ اس میں مرید کی کامیابی ہے۔ اور اُس کو اتباع شریعت اور محبت پیرانِ عظام اور تقوے وطہارت کی وصیت کرے۔ اور اُس کے حق میں دعائے خیر فرما وے۔

مسایل بعیت مرید کا پہلا فعل ارادت ہے۔ بعیت کے بعد اختیار پیر کے ہاتھ میں ہے۔ پیر کی زندگی اور مرید کا بالغ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ۔ جب مرید بعیت ہوجائے پھر چاہے کہ منحرف ہوجاؤں وہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر سَو جگہ بھی مرید ہو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بعیت پہلے کی ہی ثابت ہے۔ ردّ یا قبول اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا نکاح ہے۔ وہ مجازی ہے یہ حقیقی۔ جیسا شریعت میں دُو معبود کا ماننا کفر ہے۔ ایسا ہی طریقت میں دُو پیر بنانا کفر ہے (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ نابالغ کی بعیت میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعائے برکت کی اور اُس کو بعیت نہ کیا۔ (القول الجمیل)

لیکن بعض مشایخ نے بعیتِ صغار کو تبرکاً جایز رکھا ہے اور یہی صحیح ہے چنانچہ حافظ ابونعیمؒ اور ابن عساکرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو بچپن کی حالت میں بعیت کیا۔ حالانکہ وہ ابھی حالت بلوغ وسنِ تمیز کو نہیں پہنچے تھے۔

مسئلہ۔ بچپن کے وقت اگر والدہ نے مرید کرایا ہو تو جایز نہیں۔ کیونکہ جب والدہ ولی نہیں تو اُس کو مرید کروانا مناسب نہیں۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ باپ اگرچہ ولی مطلق ہے لیکن بچّہ کو مرید کروانے کے متعلق اختلاف ہے

دانا کہتے ہیں

دانا کہتے ہیں کہ یہ معاملہ آخرت کا ہے۔ باپ کے اجازت یا حکم کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ سن بلوغ تک پہنچنے پر جو کچھ اس کا حکم ہو کرے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر کسی کو صغر سنی میں والد نے مرید کرایا ہو تو وہ بالغ ہو کر بیعت فسخ نہیں کر سکتا۔ بعض بزرگوں نے اس کو نکاح پر قیاس کر کے کہا ہے کہ جب پیر راہبری کے قابل نہ ہو اور متابعت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کرتا ہو تو بیعت فسخ ہو سکتی ہے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر بچپن میں بڑے بھائی نے مرید کرایا ہو تو صاحب ارادت جب بالغ ہو اگر پچھلی بیعت کو قبول کرے تو درست ہے ورنہ جہاں چاہے بیعت کرے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر بالغ مرد علم نہیں رکھتا تھا اور بیعت کو لوگوں کے رسمی طریق پر اٹھایا پھر عالم ہوا اور معقول معرفت کو پہچانا اور ایسے آدمی سے بیعت کر چکا تھا جو مطلق معرفت سے ناواقف تھا۔ ادھر مرد کامل پیدا ہوا اور اس سے باطنی فائدہ حاصل ہوا۔ اور سچی معرفت نصیب ہوئی۔ تو حکم ہے کہ وہ رسمی بیعت بطور تیمم کے ہے۔ اور کامل مرد پانی کی طرح ہے۔ جب پانی مل جائے تیمم جائز نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ رسمی بیعت کو نہ چھوڑے اور مرد کامل کو بھی بطور مرشد کے اختیار کرے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ ایک نابالغ کو چند آدمی جو اس کے پاس رہتے ہیں کہیں بیعت کرائیں تو وہ بیعت درست نہ ہوگی۔ سن بلوغ کو پہنچ کر وہ مختار ہے جہاں چاہے بیعت کرے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر کسی آدمی کو بتکلف بیعت میں لا دیں تو وہ بیعت نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنی رضا و رغبت سے نہ ہو۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر کوئی صاحب تصرف درویش کسی کا ہاتھ پکڑے۔ اور وہ انکار نہ کرے تو

جو کچھ درویش کہلائے وہ کہتا چلا جائے تو وہ مرید ہو جاتا ہے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر کوئی غلام اپنے آقا کی رضامندی کے بغیر، یا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں مرید ہو جائے تو جائز ہے کیونکہ یہ معاملہ آقا یا شوہر کے ملک میں نہیں۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ اگر مست، مخمور، دیوانہ، دیوزدہ بیعت کرے تو درست نہیں، افاقہ کے بعد پھر عود کرے۔ (اسرار الطریقت)

مسئلہ۔ مجذوب کی بیعت میں اختلاف ہے۔ کئی مشائخ کہتے ہیں کہ مست کی بیعت روا نہیں۔ کیونکہ بیعت میں تصفیہ شرط ہے اور مست میں تصفیہ نہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ مست کی بیعت درست ہے، کیونکہ مستی اور ضعف عارضی ہیں، حالت ہوشیاری میں جو اُس کے دل میں ہوگا وہی ظاہر ہوگا۔ لیکن قولِ اوّل زیادہ صحیح و معتبر ہے۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ ؎

رہبری ناید ز مجذوباں یقین   اتفاقِ کاملاں این ست این

مسئلہ۔ میت یا قبر کی بیعت ناجائز ہے، اگر ایسا ہوتا تو تمام جہان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کی بیعت ہو سکتا۔ اور سلاسل تصوف کی کوئی ضرورت نہ رہتی۔ (مرآۃ العاشقین)

مسئلہ۔ زندہ بزرگ اگر کسی میت کو مرید کرے تو جائز ہے۔ (انوار القادریہ)

مسئلہ۔ اگر کوئی صاحبِ تصرف بزرگ جس کو لوحِ محفوظ کا مطالعہ حاصل ہو وہ کسی شخص کو کہہ دیوے کہ تیری جو اولاد ہوگی وہ میری مرید ہے تو وہ تا قیامت مرید ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ۔ خاندانِ قادریہ کے شیخ کو مرید کی ناپیدا شدہ اولاد کو مریدی میں قبول کرنا درست و جائز ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ کے پیر شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

قدس سرہ ہیں، اور اُن کی ارادت سے کسی بشر کو انکار نہیں، بلکہ تمام سلسلوں کے پیر اِس دروازہ عالی سے فیض پانیوالے ہیں، اور یہ سلسلہ سب سے افضل اور بزرگ ہے، اِس صورت میں ارواح کو بھی اِس سلسلہ کے مشایخ کی غلامی سے یقیناً انکار نہیں ہوگا۔ (کمالاتِ قادریہ)

مسئلہ۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر مرید پیر کو کہے کہ میں آپ کا مرید ہوں تو وہ مرید ہو جاتا ہے، اگرچہ پیر کہے کہ تو میرا مرید نہیں، کیونکہ ارادت فعل مرید کا ہے۔ ایسا ہی اگر پیر کسی کو کہے کہ تو میرا مرید ہے، وہ کہے کہ میں مرید نہیں تو وہ مرید نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ ارادت نہیں لایا۔ (اخبار الاخیار)

مسئلہ۔ اگر کوئی غائب شخص بیعت ہونا چاہے تو غائبانہ بھی مرید ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بیعت الرضوان میں غائبانہ بیعت فرمایا تھا۔ (مسالک السالکین)

ف بیعت غائبانہ کا طریقہ یہ ہے کہ پیر اپنے ہاتھ کا نقش کاغذ یا کپڑے پر لگا کر مرید کے پاس بھیجے اور وہ اس پر اپنا پنجہ رکھکر عہد کرے، یا وکیل کی وساطت سے مرید ہو جاوے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص خواب میں کسی بزرگ کی بیعت ہو تو اس کو روحی بیعت کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی روحانیت سے بغیر ظاہری ملاقات کے فیضیاب ہو تو اس کو اویسی کہتے ہیں، جیسا کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ملاقات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہوئی، چنانچہ علامہ عبد العلی فرنگی محلی قدس سرہ بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم میں لکھتے ہیں "آں راکہ از روح کاملے تربیت یافتہ در ظاہر اورا ندیدہ وبصحبت او نرسیدہ بود اویسی گویند" (دفتر چہارم)

ف بعض لوگ اُویسی سے حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقر بھی مراد لیتے ہیں، حالانکہ بقول صحیح اویسی وہی ہے جو کسی بزرگ کی روح سے مستفیض ہو۔

مسئلہ۔ تعددِ پیر کے متعلق مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے الرب واحدٌ والشیخ واحدٌ۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ "بعض درویش ایک پیر سے بیعت کر کے اس کو کافی نہیں سمجھتے، اور دوسرے پیر کے پاس جاتے ہیں، اور اس سے بیعت کرتے اور خرقہ لیتے ہیں، میرے نزدیک یہ اچھی بات نہیں، بیعت وہی ہے جو پہلے پیر سے کی ہے اگرچہ وہ پیر عوام سے ہو۔

(اخبار الاخیار)

لیکن حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ "مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر کہا ہے، اور پیر کا تعدد تجویز فرمایا ہے، بلکہ پیر اوّل کی حینِ حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے، حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے اس بات کی تجویز کیلئے علمائے بخارا سے اس بات کا فتوےٰ درست کروایا تھا، ہاں اگر پیر سے خرقہ ارادت لیا ہو تو پھر دوسرے سے خرقہ ارادت نہ لے، اور اگر لیوے تو تبرک کا خرقہ لیوے، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے، بلکہ روا ہے کہ خرقہ ارادت ایک سے لے، اور طریقت لی تعلیم دوسرے سے، اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے، اور اگر یہ تینوں دولتیں ایک ہی سے میسر ہو جائیں تو زہے قسمت و نعمت، اور جائز ہے کہ مشائخ متعددہ سے تعلیم و صحبت کا استفادہ کرے"۔ (مکتوباتِ امام ربانی دفتر اوّل مکتوب دو صد و لبست و یکم ۲۲۱)

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص اپنے پیر سے پھر جاوے یا توبہ میں لغزش واقع ہو تو وہ دوبارہ بیعت کر سکتا ہے، اگر اپنے پیر سے تجدیدِ بیعت نہ کرے گا تو بیعتِ اوّل درست نہ رہے گی۔ (فوائد السالکین) صاحب قول الجمیل نے لکھا ہے کہ تجدیدِ بیعت ماثور ہے۔

مسئلہ۔ اگر

مسئلہ۔ اگر حضوری مرشد حاصل نہ ہو اور توبہ میں لغزش واقع ہو جاوے، تو اپنے پیر کے کپڑے آگے رکھے اور اُن سے تجدید بیعت کرے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اسرارہما بسا اوقات ایسا کیا کرتے تھے۔

(فوایدالسالکین)

فصل ہفتم

اس فصل میں خرقہ خلافت وارشاد کے اقسام ومسائل کا بیان کیا گیا ہے۔

خرقہ تمام اربابِ تصوف نسبتِ خرقہ درویشی پر متفق ہیں۔ کشف المحجوب میں ہے کہ اہلِ خرقہ کے صرف دو گروہ ہیں۔ ایک منقطعانِ دنیا، دوسرے مشتاقانِ مولے، اور عادت مشایخ عظام رحمہم اللہ کی اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی مرید بحکم ترکِ تعلق اُن کی طرف رجوع لاتا ہے تو اُس کی تادیب تین امور میں کرتے ہیں۔

اوّل خدمتِ خلق۔ اس کے واسطے ضرور ہے کہ اپنے آپ کو خادم اور تمام مخلوق کو اپنا مخدوم سمجھے۔ یعنی بلا تمیز سب کو اپنے سے بہتر سمجھے، اور سب کی خدمت اپنے اوپر واجب جانے۔

دُوم خدمتِ حق۔ اس کے لئے ضرور ہے کہ تمام حظوظ دنیا اور عقبے کو اپنے سے منقطع کرے اور حق تعالیٰ کی خالص پرستش بجالاوے۔ اگر یہ پرستش کسی دوسرے سبب سے ہوگی تو حق تعالیٰ کی پرستش نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی ہوگی۔

سُوم مراعاتِ دل۔ اس کے واسطے ضرور ہے کہ اس کی ہمت مجتمع رہے اور سارے ہموم کو دل سے دور کردے۔ اور تمام بواعثِ غفلت سے دل کی پاسبانی کرتا رہے۔

جب یہ تینوں شرطیں حاصل ہوجاتی ہیں، اور مرید تینوں امور میں کامل ہوجاتا ہے تو طریقت کے لائق سمجھا جاتا ہے۔ اور خرقہ پہننا اُس کو درست ہوتا ہے، اور یہ خرقہ پہننا اُس شخص کو سزاوار ہے جو مستقیم الاحوال ہو اور تمام نشیب وفراز طریقت طے کرچکا ہو، اور

وہ اپنے مرید کے حالات پر بخوبی مشرف ہو۔

اصلِ خرقہ حضرت شیخ نجم الدین کبرٰے قدس سرہٗ اخبارِ صحیح سے نقل کرتے ہیں کہ "خرقہ کی اصل وہ عبا ہے جو حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ کو اور اُن سے مشایخ عظام رحمہم اللہ کو یکے بعد دیگرے پہنچی۔ (مسالک السالکین)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ خرقہ کی اصل سنت سنیہ ہے۔ اس کی اصل لباس حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیرِ لشکر کیا اور عمامہ عطا فرمایا تھا۔ اور بیعت کا وجود خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفیض ویقینی ہے جو مخفی نہیں۔ (الانتباہ)

حقیقتِ خرقہ حضرت شیخ نجم الدین کبرٰے قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خرقہ کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو واسطہ طہارت اور تشریف پوشندہ خرقہ کا کیا ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقایق اسرارِ نبوت و ولایت خرقہ میں ودیعت رکھے، اور شاہِ ولایت حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ کو پہنایا۔

اقسامِ خرقہ صوفیہ رحمہم اللہ کی قدیمی رسم ہے کہ اپنے یاروں کو خرقہ پہناتے ہیں خواہ کلاہ ہو یا عمامہ، قمیص ہو یا قبا، چادر ہو یا ازار، جو کچھ بھی میسر ہو۔ اور یہ تین طرح پر ہے۔

اوّل۔ خرقہ اجازت۔ وہ یہ ہے کہ تلقین اور صحبت میں اپنے کسی دوست (مرید) کو اپنا نائب مقرر کریں، اور طریقت کی اجازت دیں کہ طالبوں سے بیعت لے۔

دوم۔ خرقہ ارادت۔ وہ یہ ہے کہ جب کوئی عزیز صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے اور ان جیسے عمل اور جدّ وجہد کرنے لگتا ہے، تو اس کی استقامت دیکھکر اسکو

خرقہ عطا

خرقہ عطا کرتے ہیں کہ اس کے صوفیوں میں داخل ہونے کی علامت ہو۔

سوم۔ خرقہ تبرک۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی پر مہربان ہوتے ہیں تو اس کو خرقہ دیتے ہیں تاکہ صوفیوں کے برکات اس کے شامل حال ہوں، عام ازیں کہ وہ بادشاہ ہو یا امیر، سوداگر ہو یا کوئی اور۔ (الانتباہ)

مسائلِ خلافت جب سالک مرتبہ فنا فی الرسول اور جبروت کو پہنچے تو پیر کو جائز ہے کہ اُس کو خلافت عطا کرے، اور جب شہود ذات پہنچے تو شیخ کو واجب بلکہ فرض ہے کہ اُس کو خلافت دیوے، بعض صوفی واصلِ ملکوت کو بھی خلافت دے دیتے ہیں، اور بعض کا قول ہے کہ جب مرید کو خطرہ شیطانی و رحمانی کی شناخت ہو جاوے اُس وقت خلافت دینا جائز ہے۔

بعض اکابرؒ نے خلافت کو دو قسم پر کیا ہے۔

۱ خلافتِ صغرٰے۔ وہ یہ ہے کہ مرید کا ریاضت و مجاہدہ دیکھکر مرشد اپنے حسن ظن سے اُس کو مشرف بخلافت کردے۔

۲ خلافتِ کبرٰے۔ وہ یہ ہے کہ مرشد کے دل پر کئی مرتبہ الہام حق ہو کہ فلاں مرید کو خلافت عطا کرو، یہانتک کہ اگر شیخ اس خطرہ کو اپنے دل سے رفع کرے تو بھی نہ ہو، اور وہ نسبت جو شیخ کو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینہ بسینہ پہنچی ہو بمعہ برکات پیران عظام جو اُس کو بطریق توارث پہنچے ہوں مرید کو عطا کرکے اپنا وارث و قایم مقام بنا دے۔ (حاشیہ تحفۃ الابرار)

مسئلہ۔ اگرچہ مشائخ رحمہم اللہ سلوک پورا کرانے کے بعد مرید کو خلافت دیتے ہیں لیکن بعض اوقات قبل از تکمیل بھی ضرورت کے واسطے اجازت دے دیا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔" مشائخ طریقت کامل

ہونے سے پہلے بعض مریدوں کو طریقہ سکھانے کی اجازت فرما دیا کرتے ہیں، حضرت
خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کو طریقہ سکھانے اور بعض
منزلیں طے کرانے کے بعد فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ ہم سے تجھکو پہنچا ہے،
وہ خلق کو پہنچا دے، حالانکہ آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ میرے بعد علاؤ الدین
کی خدمت میں رہنا، اور اکثر انہوں نے خواجہ علاؤ الدین کی خدمت میں کام پورا کیا
(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب یکصد و نوزدہم)

مسئلہ۔ نابالغ بچہ جو عقل سلیم اور طبع فہیم رکھتا ہو، اور شیخ کامل کی توجہ سے
علوم معرفت حاصل کر چکا ہو، اس کو بھی خلافت و اجازت دی جا سکتی ہے۔
جیسا کہ ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم میں سے حضرت امام محمد تقی، اور حضرت امام
علی نقی، اور حضرت امام محمد مہدی علیہم السلام بچپن میں ہی نعمت خلافت و
امامت سے مشرف ہوئے۔

مسئلہ۔ شیخ کامل عورت کو بھی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ مستورات کو بیعت
کرے اور ان کو طریقہ سکھائے، تفسیر احمدی میں ہے انه علیه السلام اذن
امیمة اخت خدیجة ببیعة النساء یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت
امیمہ کو جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں عورتوں کو بیعت کرنے
کا اذن دیا۔ ایسا ہی تفسیر حسینی میں بھی منقول ہے۔

مسئلہ۔ عورت صاحب اجازت کا نام شجرۂ طریقت میں داخل کیا جا سکتا ہے
جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے الانتباہ فی سلاسل اولیاء
میں سلسلہ قادریہ کے اندر لکھا ہے الامام حسن المجتبیٰ عن ابیه وامه سیدنا
علی المرتضیٰ وسیدتنا فاطمة الزهراء کلاهما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ مسئلہ

یہ سلسلہ اسنادِ حدیث سے بھی روشن ہے۔ کہ سلسلۂ رُوات میں صحابیات و محدثات مستورات کے نام کتبِ حدیث میں داخل ہیں۔

سلسلہ خلافتِ مستورات کتاب ہذا کے جلدِ سوم موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ کے چوتھے حصہ میں بذکر حضرت میر نواب صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا مفصل بدلائل لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

فصل ہشتم

اس فصل میں خلفائے اربعہ، اور چار پیر، چودہ خانداں، اور مشہور سلاسل فقرا کا جو آجتک روئے زمین پر جاری ہیں ذکر کیا گیا ہے۔

سلاسل فقرا اللہ تعالیٰ جلشانہٗ نے جو جو نعمتیں امّتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح و ثابت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفۂ ربّ العالمین تھے، آپنے رازہائے فقیری و درویشی و عشق و محبّتِ خداوندِ حقیقی کو عالم میں ظاہر فرمایا اور خلقِ خدا کو پہنچایا۔ پس یہ سلسلہ پشت بہ پشت سینہ بسینہ آپ کے خلفائے مہدیین سے الیٰ یوم الدین قائم رہے گا۔

خلفائے اربعہ آپ کے خلفائے کاملین آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے آپ کا ارشادِ پاک ہے اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحاب ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے لیکن بحکم شریعت و ترتیب خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار خلیفے تھے جن کو ظاہری و باطنی خلافت پہنچی۔

اول۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابو قحافہ عثمان الملقب بہ صدیق و عتیق

رضی اللہ عنہ۔

دُوم۔ امیر المومنین حضرت ابو حفص عمر بن الخطاب الملقب فاروق رضی اللہ عنہ۔

سَوم۔ امیر المومنین حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان الملقب ذو النورین رضی اللہ عنہ۔

چہارم۔ امیر المومنین، امام المتورعین، اسد اللہ الغالب، حضرت امام ابو الحسن علی بن ابی طالب الملقب مرتضےٰ و بدر الدجےٰ کرم اللہ وجہہ۔

چار پیر چودہ خاندان صاحب لطائف اشرفی و تذکرۃ الاولیا و فوائد الفواد اور اکثر مشائخ کبار رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں کہ خرقۂ خلافت حضرت علی المرتضےٰ علیہ السلام سے چار صاحبوں کو پہنچا۔ اول حضرت امام حسن علیہ السلام، دُوم حضرت امام حسین علیہ السلام، سَوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ، چہارم حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ، یہی چاروں صاحب چار خلیفہ اور چار پیر کہے جاتے ہیں۔ بعد وفات حضرت امیر علیہ السلام کے حضرت امام حسین علیہ السلام، اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو فیض و خرقۂ خلافت حضرت امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام سے بھی پہنچا ہے، اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ بسبب منظور نظر ہونے حضرت امیر علیہ السلام کے مقتدائے مشائخ ہوئے، اور چودہ خاندان اُن کے خلفا سے بدیں تفصیل جاری ہوئے کہ۔

نو خانوادے حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے چلے، اُن کو نو قادر کہتے ہیں اور پانچ خانوادے حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ سے چلے، اُن کو پنج چشت کہتے ہیں۔

نو قادر نو قادر بتفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ **حبیبیہ** منسوب بحضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳ ربیع الآخر ۱۵۶ھ

۵۶ سنہ ھ) اس گروہ کا دوسرا نام محمیہ ہے۔

ف اِن کے حالات باب دوم، فصل چہارم میں مفصل آئیں گے۔

۲۔ کرخیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو المحفوظ اسد الدین معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی جمعہ ۲ محرم ۲۰۰ھ)

ف اِن کے حالات باب دوم فصل ششم میں مفصل آئیں گے۔

۳۔ سقطیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو الحسین ضیاء الدین سری بن المغلس السقطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سہ شنبہ ۳ رمضان ۲۵۳ھ)

ف اِن کے حالات باب دوم فصل ہفتم میں مفصل آئیں گے۔

۴۔ طیفوریہ | منسوب بحضرت شیخ ابا یزید طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سروشان البسطامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی جمعہ ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ)

ف اِن کا تذکرہ خلفائے جنیدیہ میں کیا جائے گا۔

۵۔ جُنیدیہ | منسوب بحضرت سید الطائفہ شیخ ابو القاسم جنید بن محمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی جمعہ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ)

ف اِن کے حالات باب دوم فصل ہشتم میں مفصل آئیں گے۔

۶۔ گازرونیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵ ذیقعد ۴۲۶ھ)

ف اِن کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو طالب خزرج لکھا جائے گا۔

۷۔ طرطوسیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو الفرح علاء الدین محمد یوسف بن عبداللہ الطرطوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ شعبان ۴۴۷ھ) اس گروہ کا دوسرا نام طوسیہ ہے۔

ف اِن کے حالات باب دوم فصل یازدہم میں مفصل آئیں گے۔

۸- سُہروَردِیہ | منسوب بحضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رح (متوفی ۱۲ جمادی الآخر ۵۶۳ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو علی رودباری رح لکھا جائیگا۔

۹- فردوسیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو الجناب نجم الدین احمد کبرٰے فردوسی بن عمر الخیوقی رح (متوفی ۱۰ جمادی الاول ۶۱۸ھ) اس گروہ کا دوسرا نام کبرویہ ہے۔

ف یہ مرید شیخ عمار یاسر کے وہ مرید شیخ ابو النجیب سہروردی مقتدائے سلسلہ سہروردیہ کے۔

پنج چشت | پنج چشت حسب ذیل ہیں۔

۱- زَیدِیہ | منسوب بحضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رح (متوفی ۲۷ صفر ۱۷۷ھ)

۲- عیاضیہ | منسوب بحضرت خواجہ ابو الفیض فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی خراسانی رح (متوفی ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ)

۳- اَدہمیہ | منسوب بحضرت سلطان ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بلخی رح (متوفی ۲۸ جمادی الاول ۲۶۱ھ)

۴- ہُبَیریہ | منسوب بحضرت خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رح (متوفی ۷ شوال ۲۸۷ھ)

۵- چشتیہ | منسوب بحضرت خواجہ ابو اسحاق شرف الدین شامی چشتی رح (متوفی ۱۴ ربیع الآخر ۳۲۹ھ)

ف ان پانچوں چشت کے شجرہ ہائے طریقت خلفائے خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبد الواحد بن زید رح لکھے جائیں گے۔

یہ تو قادر اور پنج چشت مل کر چودہ خاندان ہوئے جو سب حضرت امام خواجہ حسن بصری رح سے جاری ہوئے ہیں۔

فروعات سلاسل فقرا | سلسلۂ فقر نبوی مرتضوی چودہ خاندان میں منحصر ہے۔ جن کا ذکر رح

جن کا ذکر اوپر ہو چکا، علاوہ ازیں بکثرت سلسلے ان کے فروعات دنیا میں جاری ہوئے، جن کے نام بمعہ اسمار مقتدایان سلاسل کے بترتیب حروف تہجی یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ابدالیہ | منسوب بحضرت میران حسین ابدال رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر سید احمد رفاعیؒ لکھا جائیگا۔

انتباہ۔ ابدال رح کے خلیفہ حاجی رجب پیران پٹنی رح تھے، ان کے چار خلیفہ ہوئے۔

اول شاہ احمد غزنوی رح جن کو دف، سرمدان، اور نیجتارہ بربط ملا ہے۔

دوم۔ شاہ ابراہیم پلاس پوش رح۔ جنہوں نے چابک مارنا، خلخال اور پوست آہو استعمال کرنا نکالا ہے۔

سوم۔ شاہ سعید المعروف میاں رجب سالار ہٹیلا رح۔ جن سے بیرق سبز، چوتارہ اور بخور دانی ایجاد ہوئی ہے۔

چہارم۔ شاہ علی رح۔ جنہوں نے قندیل اور زنبیل رکھنا اور پنکھا ہلانا نکالا ہے یہ بیقید فقیروں کا خاندان ہے۔

ابو العلائیہ | منسوب بحضرت سید میر ابو العلا محمد الترمذی الاکبر آبادی رح (متوفی شنبہ ۹ر صفر ۱۰۶۱ھ)

ف یہ مرید امیر عبداللہ رح کے، وہ مرید امیر یحییٰ رح کے، وہ مرید خواجہ عبدالحق کے، وہ مرید خواجہ عبیداللہ احرار مقتدائے سلسلہ احراریہ کے۔

احراریہ | منسوب بحضرت خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار رح (متوفی شب شنبہ ۲۹ر ربیع الاول ۸۹۵ھ)

ف اِن کا شجرہ طریقت خلفائے نبویہ میں بضمن ذکر حضرت صدیق اکبرؓ لکھا جائے گا۔

ارزان شاہی | منسوب بحضرت شاہ ارزان دیوان رح

ف یہ مرید شاہ بہلول دریائی رح مقتدائے سلسلہ بہلول شاہی کے۔

اسمٰعیل شاہی | منسوب بحضرت شیخ محمد اسمٰعیل المعروف میاں وڈا ابن فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز لاہوری رح (متوفی ۵ شوال ۱۰۸۵ھ)

ف یہ مرید شیخ عبدالکریم رح کے، وہ مرید مخدوم طیب رح کے، وہ مرید مخدوم برہان لنگری رح کے، وہ مرید اپنے والد شیخ میلو رح کے، وہ مرید اپنے والد شیخ چنن رح کے، وہ مرید شیخ حسام الدین متقی ملتانی رح کے، وہ مرید سید ابوالبرکات محمد شاہ عالم رح (متوفی شنبہ ۸ رجادی الاول ۸۸۰ھ) کے، وہ مرید اپنے والد سید ابو محمد برہان الدین عبداللہ قطب عالم بخاری رح (متوفی ۸۵۵ھ) کے، وہ مرید اپنے والد سید ناصر الدین بخاری اوچی رح (متوفی ۸۴۷ھ) کے، وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بخاری رح مقتدائے سلسلہ مخدوم شاہی کے۔

اکبریہ | منسوب بحضرت شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد العربی المعروف شیخ اکبرؒ (متوفی شب جمعہ ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ھ)

ف اِن کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر شیخ جمال الدین یونس ہاشمیؒ کیا جائیگا۔

امام شاہی | منسوب بحضرت سید امام رح

ف اِس گروہ کے فقیر الف اللہ کے فقیر کہلاتے ہیں، جلی ہوئی راکھ کا ایک الف پیشانی پر کھینچتے ہیں۔

انصاریہ | منسوب بحضرت شیخ الاسلام خواجہ ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاری پیر ہرات (متوفی ۹ ربیع الآخر ۴۸۱ھ)

ف ان کا شجرہ

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابوالخیر حماد اقطع رح لکھا جائیگا۔

انواریہ | منسوب بحضرت شاہ قاسم انوار رح

ف یہ مرید شیخ صدرالدین احمد قزوینی رح کے، وہ مرید شیخ شرف الدین محمود طاری رح کے، وہ مرید شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی رح مقتدائے سلسلہ صفویہ کے۔

اولیائیہ | منسوب بحضرت امیر سید اولیا سندلپوری بنگالی رح

ف یہ خاندان سلسلہ گازرونیہ سے نکلا ہے۔

اُوَیسیہ | منسوب بحضرت خواجہ اویس بن عامر قرنی رح (متوفی جمعہ ۳ رجب ۳۷ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے مرتضویہ میں کیا جائے گا۔

بَدَریہ | منسوب بحضرت شیخ بدرالدین عمر شاذلی رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے شیخ شبلی رح میں بضمن ذکر شیخ ابوالعطا نفیس عجمی رح لکھا جائے گا۔

بَدَویہ | منسوب بحضرت شیخ شریف شہاب الدین ابوالعباس احمد بدوی بن علی بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الشافعی رح (متوفی ۶۷۵ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے شیخ حبیب عجمی رح میں بضمن ذکر شیخ احمد توریزی رح لکھا جائیگا۔

بُدھن شاہی | منسوب بحضرت شاہ بدھن دیوان رح

ف یہ مرید شیخ نجم الدین کبرٰے فردوسی رح مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے۔

انتباہ ان کے تیرہ خلیفے تھے ان میں سے دس خلفا یعنی میر صدرالدین رح شاہ شمس الدین رح سید شاہ بغدادی رح بایزید خاں ابدال رح شاہ عشق اللہ رح شاہ عبدالقادر رح شاہ داؤد رح شاہ درگاہی رح سید جعفر مکی رح سید داؤد دیراں رح صاحب سلسلہ گذرے ہیں، اور ان کے مرید اپنے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ باقی تین خلیفے شیخ احمد مجذوب رح شیخ جیون خاں مجذوب رح شیخ بہار خاں مجذوب رح بے سلسلہ گذرے ہیں۔

برخورداریہ | منسوب بحضرت شاہ حافظ ابوالغنایت محمد برخوردار بحر العشق علوی عباسی نوشاہی رح (متوفی ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ)

ف ان کا تذکرہ اولادِ حضرت نوشہ گنج بخش قادری رح مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ کے ضمن میں کیا جائے گا۔

برقندازیہ | منسوب بحضرت سیّد حافظ قایم الدین محمد برقنداز سبزواری پاکپتنی رح (متوفی ۲۷ ربیع الآخر ۱۱۵۵ھ)

ف یہ مرید شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رح مقتدائے سلسلہ سچیاریہ کے۔

یَسُوِیَہ | منسوب بحضرت خواجہ احمد یَسُوی ترکستانی رح (متوفی ۲۷ شوال ۵۶۲ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ جنیدیہ سے نکلا ہے۔

بکتاشیہ | منسوب بحضرت حاجی بکتاش ولی المعروف بہ شیخ عدی بن موسیٰ برقی رح

ف اِن کا شجرہ طریقت خلفائے مرتضویہ میں بضمن ذکر قاضی ابوالمقدام شریح رح لکھا جائیگا۔

بھڑل شاہی | منسوب بحضرت شاہ بھڑل بندچھوڑ رح

بہلول شاہی | منسوب بحضرت شاہ بہلول مجرد دریائی رح (متوفی ۹۸۳ھ)

ف یہ مرید شاہ لطیف بری رح کے، وہ مرید شیخ نصیر الدین رح کے، وہ مرید شیخ بدرالدین رح کے، وہ مرید شیخ شمس الدین رح کے، وہ مرید شیخ شرف الدین کے، وہ مرید شیخ کمال الدین رح کے، وہ مرید شیخ جمال الدین خندان رُو رح کے، وہ مرید شیخ صدرالدین عارف قریشی رح (متوفی ۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رح (متوفی ۷ صفر ۶۶۱ھ) کے، وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رح کے۔

اس سے آگے شجرۂ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابوعلی رودباری رح لکھا جائے گا۔

بہلولیہ | منسوب بحضرت شیخ بہلول صحرائی رح

ف یہ مرید میر ابو تراب کابلی رح کے ، وہ مرید شیخ فتح اللہ نوری رح کے ، وہ مرید سید نظام الدین حسینی رح کے ، وہ مرید شیخ محمد خلوتی رح کے ، وہ مرید شیخ نجم الدین کبرے فردوسی رح مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے۔

جامیہ | منسوب بحضرت خواجہ ابو نصر احمد بن ابو الحسین النامقی الجامیؒ (متوفی ۵۳۶ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو محمد مرتعشؒ لکھا جائیگا۔

جباریہ | منسوب بحضرت سید ابو الفرح سراج الدین عبد الجبار گیلانی رح (متوفی ۱۹ ذیحجہ ۵۷۵ھ)

ف ان کا تذکرہ اولاد غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رح مقتدائے سلسلہ قادریہ کے ضمن میں کیا جائے گا۔

جلالیہ | منسوب بحضرت امیر سید شیر شاہ جلال الدین سرخ شریف اللہ بخاری اوچی رح (متوفی ۱۹ جمادی الاول ۶۹۰ھ)

ف یہ مرید مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رح کے ، اس سے آگے شجرہ طریقت سلسلہ بہلول شاہی کے ضمن میں درج ہو چکا ہے۔

چلیلیہ | منسوب بحضرت پیر جلیل لکھنویؒ (متوفی ۱۰۴۳ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ چشتیہ سے نکلا ہے۔

چوکھا شاہی | یہ خاندان سلسلہ چشتیہ سے نکلا ہے۔

جھلی شاہی | یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے۔

ف اِن کے فقیر ہاتھ میں کوڑا رکھتے ہیں ، اور مجمع کے سامنے اپنے نفس کو مارتے ہیں ، ان کو فقر اشاہی بھی کہا جاتا ہے۔

جیب شاہی | منسوب بحضرت شاہ جیب ملتانی رح

ف یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے۔

حسامیہ | منسوب بحضرت شیخ حسام الدین مانکپوری رح (متوفی ۸۸۲ھ)

ف یہ مرید شیخ نور قطب عالمؒ (متوفی ۸۵۲ھ) کے، وہ مرید شیخ علاؤالدین بن اسعد لاہوری رح (متوفی غرہ رجب ۸۰۰ھ) کے، وہ مرید اخی سراج الدین عثمان بداونی رح (متوفی ۷۵۸ھ) کے، وہ مرید خواجہ نظام الدین اولیا دہلویؒ مقتدائے سلسلہ نظامیہ کے۔

حسین شاہی | منسوب بحضرت شیخ حسین ڈھڈہ المعروف لعل حسین لاہوری رح (متوفی سلخ جمادی الآخر ۱۰۰۸ھ)

ف یہ مرید شیخ بہلول دریائی رح مقتدائے سلسلہ بہلول شاہی کے۔

حکیمیہ | منسوب بحضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی رح (متوفی ۲۵۵ھ)

ف یہ مرید شیخ ابوتراب عسکر بن الحصین نخشبی رح (متوفی ۱۷ رجادی الاول ۲۴۵ھ) کے، وہ مرید شیخ ابوعبدالرحمٰن حاتم بن علوان اصم بلخی رح (متوفی ۲۳۷ھ) کے وہ مرید شیخ ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخی رح (متوفی ۱۹۵ھ) کے، وہ مرید شیخ ابراہیم بن ادہم بلخی رح مقتدائے سلسلہ ادہمیہ کے۔

حلاجیہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج بیضاوی رح (متوفی سہ شنبہ ۲۴ ر ذیقعدہ ۳۰۹ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے جنیدیہ میں کیا جائے گا۔

حلویہ | منسوب بحضرت شیخ محمد حلوی رح

ف یہ مرید شیخ محمد عاصم سیرانی رح کے، وہ مرید سلطان احمد مولنا رح کے، وہ مرید بابا کمال

مرید بابا کمال خجندی رح کے ۔ وہ مرید شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی رح مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے ۔

حمزہ شاہی | منسوب بحضرت شیخ حمزہ رح (متوفی ۵۹۵ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ چشتیہ سے نکلا ہے ۔

حمویہ | منسوب بحضرت شیخ ابو عبد اللہ الحموی رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ رُویم بغدادی رح لکھا جائیگا ۔

خاکساریہ | منسوب بحضرت شاہ خاکسار اپرم یار دکنی رح

ف یہ خاندان سلسلہ رزاق شاہی سے نکلا ہے ۔

خرّازیہ | منسوب بحضرت قمر الصوفیہ شیخ ابو سعید احمد بن عیسٰی خرّاز رح (متوفی ۱۹ر شعبان ۲۸۶ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے شیخ سری سقطی رح میں کیا جائے گا ۔

خضرویہ | منسوب بحضرت خواجہ ابو حامد احمد خضرویہ بلخی خراسانی رح (متوفی ۲۴۰ھ)

ف یہ مرید شیخ حاتم اصم بلخی رح کے ، اس سے آگے شجرہ سلسلہ حکیمیہ کے ضمن میں گذر چکا ہے ۔

خفیفیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف بن اسفکشار الضبی الشیرازی رح (متوفی ۳۳۱ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو طالب خزرج رح لکھا جائیگا ۔

خوارزمیہ | منسوب بحضرت سید حسین خوارزمی رح

ف یہ مرید شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی رح مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے ۔

رحمانیہ | منسوب بحضرت شیخ عبد الرحمٰن پاک صاحب بن صالح محمد بھڑوی رح

(متوفی ۴ر محرم ۱۱۱۵ھ)

ف یہ مرید حضرت نوشہ گنج بخش رح مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ کے۔

رزاق شاہی | منسوب بحضرت شاہ عبدالرزاق پاک رح

ف یہ مرید شاہ الٰہداد بندگی رح کے، وہ مرید شاہ میرن بندگی رح کے، وہ مرید شاہ منجھن گوشہ نشین رح کے، وہ مرید شاہ محمد گنج نشین رح کے، وہ مرید شاہ اسحاق رح کے، وہ مرید شاہ داؤد قریشی رح کے، وہ مرید سید صدرالدین راجن قتال بخاری اوچی رح (متوفی ۸۲۷ھ) کے، وہ مرید اپنے بھائی حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں مقتدائے سلسلہ مخدوم شاہی کے۔

رزاقیہ | منسوب بحضرت سید ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق گیلانی رح (متوفی شنبہ ۶ر شوال ۶۰۳ھ)

ف ان کا تذکرہ اولاد حضرت غوث الاعظم رح کے ضمن میں کیا جائے گا۔

رسوقیہ | منسوب بحضرت سید ابراہیم برہان الدین رسوقی رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے سقطیہ میں بضمن ذکر شیخ ابوالحسن نوری" لکھا جائیگا۔

رسول شاہی | منسوب بحضرت سید عبدالرسول الوری رح (متوفی ۱۱۹۵ھ)

ف یہ مرید شاہ نعمت اللہ الہامی رح کے، وہ مرید شیخ داؤد مصری رح کے، وہ مرید شیخ حبیب اللہ رح کے، وہ مرید شاہ اسمٰعیل رح کے، وہ مرید شاہ مرتضےٰ اللہ بخاری رح مقتدائے سلسلہ مرتضےٰ شاہی کے۔

انتباہ اس گروہ کے فقیر چہرہ پر خاک لگاتے ہیں، اور چار ابرو کا صفایا رکھتے ہیں، اور ایک رومال سر پر باندھتے ہیں، اور رات کا سونا حرام جانتے ہیں، اور اکثر درد وغیرہ کو عضو علیل سے چاٹ کر اچھا کرتے ہیں۔

رفاعیہ

رفاعیہ | منسوب بحضرت سید ابو العباس احمد کبیر بن ابو الحسن رفاعی رح (متوفی پنجشنبہ ۲۲ر جمادی الاول ۵۷۸ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے شیخ شبلی رح میں بضمن ذکر شیخ ہمٰلے عجمی رح لکھا جائے گا۔

نیز ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں کیا جائے گا۔

روشن شاہی | منسوب بحضرت سخی روشندین ابہریری رح

ف یہ مرید شیخ فیض بخش ابن آبادی رح کے، وہ مرید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان رح (متوفی ۱۲ر رجب ۱۱۳۷ھ) کے، وہ مرید شیخ عبد الرحمٰن پاک صاحب بھڑ دی رح مقتدائے سلسلہ رحمانیہ کے۔

زاہدیہ | منسوب بحضرت شیخ بدرالدین زاہد رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو طالب خزرج لکھا جائے گا۔

سچیاریہ | منسوب بحضرت شیخ پیر محمد سچیار بن علی بن وارث کیانی نوشہروی رح (متوفی ۲۵ر ربیع الاول ۱۱۱۹ھ)

ف یہ مرید حضرت نوشہ گنج بخش رح مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ کے۔

سخاویہ | منسوب بحضرت شیخ محمد سخاوی رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو مدین مغربی رح لکھا جائیگا۔

سدو شاہی | یہ خاندان سلسلہ فردوسیہ سے نکلا ہے۔ اس کو جڑھن شاہی بھی کہتے ہیں۔

سدو شاہی | منسوب بحضرت شاہ سدو رح

ف یہ مرید شاہ لطیف بری رح کے۔ اس سے آگے شجرہ سلسلہ بہلول شاہی کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

سروری | منسوب بحضرت سلطان باہو بن بازید قادری شورکوٹی (متوفی یکم جمادی الآخر ۱۱۰۳ھ)

ف یہ مرید شیخ عبدالرحمن دہلوی رہ کے، وہ مرید شیخ عبدالجلیل رہ کے، وہ مرید سید عبدالبقا رہ کے، وہ مرید شیخ عبدالستار رہ کے، وہ مرید سید عبدالفتاح کے، وہ مرید شیخ نجم الدین برہانپوری رہ کے، وہ مرید سید یحییٰ رہ کے، وہ مرید شیخ عبدالجبار رہ کے، وہ مرید سید عبدالرزاق گیلانی رہ مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

سعیدیہ | منسوب بحضرت شیخ ابوسعید قلوری رہ (متوفی ۵۵۶ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں کیا جائے گا۔

سلمانیہ | منسوب بحضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رض (متوفی ۱۰ رجب ۳۳ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے نبوی میں بضمن ذکر حضرت ابوبکر صدیق رض کیا جائے گا۔

سہاگ شاہی | منسوب بحضرت شاہ موسے سہاگ احمدآبادی رہ (متوفی ۸۵۳ھ)

اس گروہ کا دوسرا نام موسے شاہی ہے۔

ف یہ مرید شاہ سکندر رہ کے، وہ مرید لال شہباز قلندر رہ مقتدائے سلسلہ لال شہبازیہ کے۔

انتباہ: اس گروہ کے فقیر سدا سہاگ کہے جاتے ہیں۔ زنانہ لباس اور چوڑیاں پہنتے ہیں، مجمع میں رقص کرتے ہیں، عیال اطفال بھی رکھتے ہیں۔

سہیلیہ | منسوب بحضرت شیخ ابومحمد سہل بن عبداللہ بن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن رفیع التستری رہ (متوفی ۱۲ محرم ۲۸۳ھ)

ف یہ مرید شیخ ابوالفیض ذوالنون توبان بن ابراہیم مصری (متوفی ۲۴۵ھ) کے، وہ مرید شیخ اسرافیل مغربی رہ کے۔

سیاریہ

سیاریہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالعباس قاسم بن مہدی سیاری رح (متوفی ۳۴۲ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابوبکر واسطی رح لکھا جائے گا۔

سید شاہی | منسوب بحضرت سید محمود حضوری لاہوری رح (متوفی ۹۴۲ھ)

ف ان کا شجرۂ طریقت خلفائے سید علی گیلانی حلبیؒ میں بضمن ذکر سید عبدالقادر رح لکھا جائیگا۔

سید شاہی | منسوب بحضرت امیر سادات خاں بخاری رح

ف یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے۔

سید شاہی | منسوب بحضرت خواجہ سید ناصر رح

ف یہ خاندان سلسلہ قادریہ سے نکلا ہے۔

شاذلیہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالحسن نورالدین علی بن عبداللہ بن عبدالجبار رح الحسینی الشاذلی رح (متوفی ذیقعدہ ۶۵۶ھ)

ف یہ مرید شیخ عبدالسلام بن مشیش رح کے، وہ مرید شیخ ابو زید عبدالرحمٰن حسنی مدنیؒ کے وہ مرید شیخ تقی الدین فقیر صوفی رح کے، وہ مرید شیخ ابوالحسن علی رح کے، وہ مرید شیخ تاج الدین محمدؒ کے، وہ مرید شیخ شمس الدین محمدؒ کے، وہ مرید شیخ زین الدین محمود قزوینی رح کے، وہ مرید شیخ ابواسحاق ابراہیم بصری رح کے، وہ مرید شیخ ابوالقاسم مروانی رح کے، وہ مرید شیخ فتح سعودی رح کے، وہ مرید شیخ سعید غزوانیؒ کے، وہ مرید شیخ محمد جابر رح کے، وہ مرید حضرت امام حسین علیہ السلام کے۔ لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مدارج النبوۃ جلد اول باب نہم میں لکھا ہے کہ شاذلیہ حقیقت میں قادریہ کی ایک شاخ ہیں۔

شطاریہ | منسوب بحضرت خواجہ عبداللہ شطار بن حسام الدین بن عبداللہ بن رشید الدین بن ضیاء الدین بن جمال الدین بن شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (متوفی ۱۲ ربیع الاول ۸۳۲ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ بایزید بسطامیؒ لکھا جائیگا۔

شہبازیہ | منسوب بحضرت سید سعید شہباز قلندر رح

ف ان کے فقیر ایک ہاتھ میں چوڑی اور ایک ہاتھ میں ناڑا رکھتے ہیں۔

صابریہ | منسوب بحضرت خواجہ علاو الدین علی احمد صابر کلیریؒ (متوفی ۱۲ ربیع الاول ۶۹۰ھ)

ف یہ مرید خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودہنی رح کے، اس سے آگے شجرہ خلفائے خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبد الواحد بن زید رح لکھا جائے گا۔

صدر شاہی | منسوب بحضرت شاہ صدر الدین انصاری رح

ف ان کے فقیر وقت عشق اللہ کے میراں میراں پکارتے ہیں۔

صفویہ | منسوب بحضرت شیخ صفی الدین بن اسحاق اردبیلیؒ (متوفی ۱۲ محرم ۷۳۵ھ)

ف یہ مرید شیخ زاہد گیلانی رح کے، وہ مرید سید جلال الدین تبریزی رح کے، وہ مرید شیخ شہاب الدین ابہری رح کے، وہ مرید شیخ رکن الدین سنجاسی رح کے، وہ مرید شیخ قطب الدین ابہری رح کے، وہ مرید شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رح مقتدائے سلسلہ سہروردیہ کے۔

صوفیہ | منسوب بحضرت قاضی حمید الدین صوفی رح (متوفی ۹ رمضان ۶۷۸ھ)

ف یہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی رح کے، ان سے آگے شجرہ خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو علی رودباری رح لکھا جائے گا۔

طاؤسیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو الخیر اقبال حبشی طاؤس الحرمینؒ (متوفی ۳۸۳ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابوبکر بن ابی سعدانؒ لکھا جائیگا۔

عطاریہ | منسوب بحضرت شیخ فرید الدین عطار رح (متوفی ۶۲۷ھ)

ف یہ مرید شیخ برہان الدین ابو محمد صنعان ہمدانی رح کے، وہ مرید سید ابو الرضا

فضل الدین

فضل الدین حسینی رح کے، وہ مرید سید عماد الدین ابو الصمصام حسینی رح کے، وہ مرید شیخ ابو القاسم بن رمضان رح کے، اس سے آگے شجرہ خلفائے مرتضویہ میں بضمن ذکر خواجہ کُمَیل بن زیاد نخعی رح لکھا جائے گا۔

عَلائیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو المکارم رکن الدین علاؤ الدولہ احمد بن محمد سمنانی رح (متوفی شب جمعہ ۲۲ رجب ۷۳۶ھ)

ف یہ مرید شیخ نور الدین عبد الرحمٰن اسفرائنی کشمیری رح (متوفی شب یکشنبہ ۱۲ جمادی الاول ۶۹۵ھ) کے، وہ مرید شیخ جمال الدین احمد جوزقانی رح (متوفی ۶۶۹ھ) کے، وہ مرید شیخ رضی الدین علی بن سعید لالا رح (متوفی ۳ ربیع الاول ۶۴۲ھ) کے، وہ مرید شیخ نجم الدین کبرٰی فردوسی رح مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے۔

علوانیہ | منسوب بحضرت شیخ صفی الدین احمد بن علوان رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر سید احمد رفاعی رح لکھا جائے گا۔

عَیدروسیہ | منسوب بحضرت سید عبد اللہ عیدروس مالکی حضرمی رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو مدین مغربی لکھا جائیگا۔

غفور شاہی | منسوب بحضرت شیخ عبد الغفور اعظم پوری رح

ف یہ خاندان سلسلہ قادریہ سے نکلا ہے۔

غوریہ | منسوب بحضرت سید مبارک نوبی عرف شیخ بابا غور رح

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر سید احمد رفاعی رح لکھا جائیگا۔

فاضل شاہی | منسوب بحضرت شاہ فاضل قلندر المعروف داتا فاضل شاہ بٹالوی رح (متوفی ۱۱۵۵ھ)

ف یہ مرید قاضی عبد الرحمٰن لاہوری رح کے، وہ مرید شیخ عبد الرحمٰن پاک صاحب

بھکری مقتدائے سلسلہ رحمانیہ کے۔

فاضلیہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ)

ف یہ مرید شیخ محمد افضل کلانوری رح کے، وہ مرید شیخ ابومحمد طاہر بندگی لاہوری رح کے وہ مرید شاہ سکندر قادری رح (متوفی ۱۰۲۳ھ) کے، وہ مرید اپنے جد امجد شاہ کمال کیتھلی رح (متوفی ۱۹ جمادی الآخر ۹۸۱ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شاہ فضیل رح کے، وہ مرید شاہ گدا رحمان ثانی بن سید محبوب علی رح کے، وہ مرید شاہ شمس الدین عارف کے، وہ مرید شاہ گدا رحمان بن سید ابوالحسن رح کے، وہ مرید شاہ شمس الدین صحرائی رح کے، وہ مرید شاہ عقیل رح کے، وہ مرید شاہ بہاؤالدین رح کے، وہ مرید شاہ عبدالوہاب کے، وہ مرید شاہ شرف الدین قتال رح کے، وہ مرید سید تاج الدین عبدالرزاق گیلانی رح مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

فتحیہ | منسوب بحضرت شاہ فتح اللہ قلندر پوری رح (متوفی جمعہ ۲۲ شعبان ۱۱۱۸ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے مرتضویہ میں بضمن ذکر عبدالعزیز مکی قلندر رح لکھا جائے گا۔

فخریہ | منسوب بحضرت مولانا فخرالدین فخر جہاں دہلوی رح (متوفی شب شنبہ ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۹۹ھ)

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبدالواحد بن زید رح لکھا جائے گا۔

فرہادیہ | منسوب بحضرت شاہ محمد فرہاد رح (متوفی ۵ جمادی الآخر ۱۱۳۵ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ ابوالعلائیہ سے نکلا ہے۔

قادریہ | منسوب بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم شیخ سید ابومحمد محی الدین عبدالقادر الحسنی الجیلانی رح (متوفی شب شنبہ ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ)

ف ان کے حالات باب دوم فصل چہاردہم میں مفصل آئیں گے۔

قاسم شاہی

قاسم شاہی | منسوب بحضرت سید قاسم شاہ رح

ف یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے، ان کے فقیر کمر میں گھنگرو باندھ کر دھمال کرتے ہیں۔

قاسم شاہی | منسوب بحضرت حاجی قاسم گنگوہی رح

ف یہ خاندان سلسلہ قادریہ سے نکلا ہے، اس گروہ کے فقیر سیاہ رومال رکھتے ہیں۔

قاسمیہ | منسوب بحضرت شیخ قاسم سلمانی رح

ف یہ مرید شاہ حسین حموی رح کے، وہ مرید سید ابو محمد عبدالباسط رح کے، وہ مرید سید شہاب الدین احمد رح کے، وہ مرید سید بدرالدین حسن رح کے، وہ مرید سید علاؤالدین علی رح کے، وہ مرید سید شمس الدین محمد رح کے، وہ مرید سید سیف الدین یحیٰی کے، وہ مرید سید ظہیرالدین احمد رح کے، وہ مرید سید محی الدین ابو نصر محمد رح کے، وہ مرید سید ابو نصر صالح رح کے، وہ مرید اپنے والد سید عبدالرزاق جیلانی رح مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

قبیسیہ | منسوب بحضرت خواجہ قبیس رح

ف یہ مرید حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح مقتدائے سلسلہ قادریہ کے۔

قدوسیہ | منسوب بحضرت شیخ عبدالقدوس بن اسمٰعیل گنگوہی رح (متوفی ۲۴ جمادی الآخر ۹۴۵ھ)

ف یہ مرید شیخ محمد ردولوی رح کے، وہ مرید اپنے والد شیخ عارف ردولوی رح (متوفی ۸۹۵ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ احمد عبدالحق ردولوی رح (متوفی ۱۵ جمادی الآخر ۸۳۶ھ) کے، وہ مرید مخدوم جلال الدین کبیرالاولیا پانی پتی رح مقتدائے سلسلہ مخدومیہ کے۔

قشیریہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ (متوفی ۱۶ ربیع الآخر ۴۶۵ھ)
ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے شیخ شبلیؒ میں بضمن ذکر شیخ ابوالقاسم نصرآبادیؒ لکھا جائے گا
قصاریہ | منسوب بحضرت شیخ ابوصالح حمدون بن احمد بن عمارہ قصارؒ (متوفی ۲۷۱ھ)
ف یہ مرید شیخ ابوتراب نخشبیؒ کے۔ اس سے آگے شجرہ سلسلہ حکیمیہ کے ضمن میں گذر چکا ہے۔
قلندر شاہی | منسوب بحضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ (متوفی ۱۳ رمضان ۷۲۴ھ)
ف یہ مرید شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحؒ کے، وہ مرید شیخ امام الدین ابدالؒ (متوفی ۶۶۰ھ) کے، وہ مرید شیخ بدر الدین غزنویؒ (متوفی ۶۵۷ھ) کے، وہ مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے۔ اس سے آگے شجرہ خلفائے خواجہ حسن بصریؒ میں بضمن ذکر خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ لکھا جائے گا۔
قلندریہ | منسوب بحضرت عبدالعزیز مکی قلندر المعروف عبداللہ علمبردارؒ (متوفی دوشنبہ ۱۴ شوال ۱۱۱ھ)
ف ان کا تذکرہ خلفائے مرتضویہ میں کیا جائے گا۔
قلندریہ | منسوب بحضرت سید جمال اللہ حیات المیر قلندر زندہ پیر ابن سید عبدالرزاق گیلانیؒ
ف یہ مرید اپنے جد امجد حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مقتدائے سلسلہ قادریہ کے۔
قمیصیہ | منسوب بحضرت شاہ قمیص گیلانی سالورویؒ (متوفی ۳ ذیقعدہ ۹۹۲ھ)
ف یہ مرید اپنے والد سید ابی الحیات رحؒ کے، وہ مرید اپنے والد سید تاج الدین محمودؒ کے

محمود رح کے، وہ مرید اپنے والد سید بہاؤالدین محمد رح کے، وہ مرید اپنے والد
سید جلال الدین احمد رح کے، وہ مرید اپنے والد سید داؤد رح کے، وہ مرید اپنے
والد سید جمال الدین علی رح کے، وہ مرید اپنے والد سید ابو نصر صالح رح کے، وہ
مرید اپنے والد سید عبدالرزاق گیلانی رح مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

کرمانیہ | منسوب بحضرت شاہ عبداللہ کرمانی بنگالی رح (متوفی ۶۵۸ھ)
ف یہ مرید خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رح کے، اس سے آگے شجرہ
خلفائے خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبدالواحد بن زید رح لکھا جائے گا۔

کرمانیہ | منسوب بحضرت شاہ نورالدین نعمت اللہ ولی کرمانی رح
ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو مدین مغربی رح لکھا جائیگا۔
انتباہ اس گروہ کے فقیر دوازدہ ترکی تاج سر پر رکھتے ہیں۔

کریمیہ | منسوب بحضرت پیر کریم سیلونی رح (متوفی ۶۶۳ھ)
ف یہ مرید خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رح کے اس سے آگے شجرہ خلفائے
خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبدالواحد بن زید رح لکھا جائے گا۔

کمیلیہ | منسوب بحضرت خواجہ کمیل بن زیاد نخعی رح (متوفی ۸۳ھ)
ف ان کا تذکرہ خلفائے مرتضویہ میں کیا جائے گا۔

لال شہبازیہ | منسوب بحضرت سید عثمان المعروف بہ جیتی لال شہباز قلندر سیونی
سندھی رح (متوفی ۶۷۴ھ)
ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے مرتضویہ میں بضمن ذکر شیخ محمود پاتلہ لنگوٹ بند رح
لکھا جائے گا۔
انتباہ اس گروہ کے فقیر سرخ لباس رکھتے ہیں۔

لیویہ | منسوب بحضرت شیخ احمد لیوی رح پیر ترکستان:

ف یہ مرید خواجہ یوسف ہمدانی رح کے، وہ مرید خواجہ ابو علی فارمدی رح کے، وہ مرید شیخ ابو القاسم کرگانی رح کے، اس سے آگے شجرہ خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو علی رودباری رح لکھا جائے گا۔

مجددیہ | منسوب بحضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ابو البرکات بدرالدین شیخ احمد بن شیخ عبد الاحد فاروقی سرہندی رح (متوفی سہ شنبہ سلخ صفر ۱۰۳۴ھ)

اس گروہ کا دوسرا نام احمدیہ ہے۔

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے نبویہ میں بضمن ذکر حضرت صدیق اکبر رض لکھا جائیگا۔

محاسبیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو عبد اللہ حارث بن اسد محاسبیؒ (متوفی ۲۴۳ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ جیبیبیہ سے نکلا ہے۔

محمد شاہی | منسوب بحضرت شیخ محمد حیات بن احمد الجوینی رح (متوفی ۶۵۸ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو عبد اللہ بطایحی رح کیا جائے گا۔

محمود شاہی | منسوب بحضرت شیخ محمود بوبی رح

ف یہ خاندان سلسلہ قادریہ سے نکلا ہے۔

انتباہ: اس گروہ کے فقیر مونج کی باریک رسی گلے میں باندھتے ہیں۔

مخدوم شاہی | منسوب بحضرت مخدوم سید جلال الدین مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر بخاری اوچی رح (متوفی چہارشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ)

ف یہ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی رح (متوفی ۱۶ رجب ۷۳۵ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ صدر الدین عارف قریشی رح کے، اس سے آگے شجرہ سلسلہ بہلول شاہی کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

مخدومنیا

مخدومیہ منسوب بحضرت شیخ مخدوم جلال الدین محمود کبیر الاولیا بن محمد پانی پتی (متوفی ۱۳ار ربیع الاول ۷۶۵ھ)

ف یہ مرید شیخ شمس الدین ترک پانی پتی (متوفی ۷۱۵ھ) کے، وہ مرید مخدوم شیخ علی احمد صابر چشتی مقتدائے سلسلہ صابریہ کے۔

مداریہ منسوب بحضرت شاہ ابو التراب بدیع الدین قطب المدار مکن پوری (متوفی شنبہ ۱۷ر جمادی الاول ۸۳۸ھ) اس گروہ کا دوسرا نام طبقاتیہ ہے۔

ف ان کا شجرہ طریقت خلفائے مرتضویہ میں بضمن ذکر حضرت عبد العزیز مکی قلندر لکھا جائے گا۔

انتباہ حضرت شاہ مدار کے پانچ خلفائے اکبر تھے۔

اوّل سید جلال الدین جانمن جنتی المعروف میراں جستمن جنتی (متوفی ۹۵۱ھ) ان کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں، اور یہ باون گروہ ہیں، مثل دیوانگان سلطانی اور دیوانگان رشیدی وغیرہ کے۔

دوم سید اجمل ان کے پیرو اجملی کہلاتے ہیں۔

سوم خلیفہ کے پیرو طالبان کہلاتے ہیں، یہ دو گروہ ہیں۔

چہارم خلیفہ کے پیرو خادمان کہلاتے ہیں، یہ چار گروہ ہیں۔

پنجم قاضی مطہر قلہ شیر (متوفی ۸۱۴ھ) ان کے پیرو عاشقان کہلاتے ہیں اور یہ آٹھ گروہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) عاشقان نوروزی۔ شاہ امام نوروز سے (۲) عاشقان سوختہ شاہی۔ سید خاکسار سے (۳) عاشقان کمر بستہ۔ شاہ درگاہی کمر بست سے۔ (۴) عاشقان امان شاہی۔ شاہ امان اللہ درویش دہلوی سے (۵) عاشقان کوملی

باباگوپال درویش رحمہ سے ۔ (۶) عاشقان مکھا شاہی ۔ میراں مکھا رحمہ سے
(۷) عاشقان کمال قادری ۔ مولانا شیخ کمال الدین قریشی رحمہ سے (۸)
عاشقان کریم شاہی ۔ شیخ کریم الدین رحمہ سے ۔

مُرتضٰے شاہی | منسوب بحضرت شاہ مرتضٰے بخاری المعروف انند جرخی والا دکنی رحمہ (متوفی پنجشنبہ ۲۱ رمضان ۱۰۳۷ھ) اس گروہ کا دوسرا نام انندی ہے۔

ف یہ مرید شاہ عبدالرزاق پاک رحمہ مقتدائے سلسلہ رزاق شاہی کے ۔

مغربیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو مدین شعیب بن حسین مغربی رحمہ (متوفی ۵۹۰ھ)

ف ان کا شجرۂ طریقت خلفائے شیخ شبلی رحمہ میں بضمن ذکر شیخ ابو طالب مکی رحمہ لکھا جائے گا ۔ نیز ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں کیا جائے گا ۔

مقیم شاہی | منسوب بحضرت سید محمد مقیم محکم الدین گیلانی حجروی رحمہ (متوفی ۱۰۵۵ھ)

ف یہ مرید سید جمال اللہ حیات المیر قلندر زندہ پیر مقتدائے سلسلہ قلندریہ قادریہ کے ۔

مُلّا شاہی | منسوب بحضرت شیخ عبداللہ مُلّا رحمہ

منعمیہ | منسوب بحضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی رحمہ ۱۱۶۲ھ

مولویہ | منسوب بحضرت مولوی معنوی مولانا جلال الدین محمد رومی رحمہ (متوفی ۵ رجادی الآخر)

ف یہ مرید اپنے والد سلطان العلما شیخ بہاؤالدین ولد بن حسین بن احمد الخطیبی رحمہ (متوفی ۶۲۸ھ) کے ، وہ مرید شیخ نجم الدین کبرٰے فردوسی رحمہ مقتدائے سلسلہ فردوسیہ کے ۔

میاں خیل | منسوب بحضرت شاہ قاسم چنار گری رحمہ

ف یہ خاندان سلسلہ قادریہ سے نکلا ہے ۔

انتباہ اس گروہ کے فقیر بوقت عشق اللہ میاں میاں کہتے ہیں ، اور جمع جواب میں سدا راہ عشق بولتے ہیں ، کچکول چوبیں ، اور گل صفا چوبیں ہاتھ میں رکھتے ہیں ۔

میں رکھتے ہیں۔ اور ایک چرمی تسمے کا گلوبند باندھتے ہیں۔

میراں شاہی | منسوب بحضرت شاہ میراں موج ہری بندگی بہاولپوری رح (متوفی ۹۴۰ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے۔

میر شاہی | منسوب بحضرت شیخ محمد میر المعروف میاں میر بن قاضی سائیں دتہ فاروقی لاہوری رح (متوفی سہ شنبہ ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ)

ف یہ مرید شاہ خضر سیوستانی رح کے، وہ مرید سید احمد رح کے، وہ مرید شیخ عابد کبیر کے، وہ مرید شاہ ابوالقاسم رح کے، وہ مرید شیخ موسے جلبی رح کے، وہ مرید شاہ ابوبکر رح کے، وہ مرید شاہ داؤد رح کے، وہ مرید شاہ سلیمان رح کے، وہ مرید شیخ زید رح کے، وہ مرید شیخ احمد قرشی رح کے، وہ مرید سید عبدالرزاق گیلانی رح مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

ناتھ شاہی | یہ خاندان سلسلہ سہروردیہ سے نکلا ہے۔

نصیریہ | منسوب بحضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رح (متوفی شب جمعہ ۱۲ رمضان ۷۵۷ھ)

ف یہ مرید خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رح مقتدائے سلسلہ نظامیہ کے۔

نظام شاہی | منسوب بحضرت شیخ نظام الدین نارنولی رح (متوفی ۹۹۹ھ)

ف یہ خاندان سلسلہ چشتیہ سے نکلا ہے۔

نظامیہ | منسوب بحضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محمد اولیا محبوب الٰہی بدایونی دہلوی رح (متوفی چہار شنبہ ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ)

ف اِن کا شجرہ طریقت خلفائے خواجہ حسن بصری رح میں بضمن ذکر خواجہ عبدالواحد بن زید رح لکھا جائے گا۔

نعمت شاہی | منسوب بحضرت شاہ نعمت اللہ ولی رح (متوفی ۲۴ ذی الحجہ ۸۳۴ھ)

ف یہ مرید اپنے والد سید ابو بکر رح کے، وہ مرید اپنے والد شاہ نور رح کے، وہ مرید اپنے والد سید ادہم رح کے، وہ مرید اپنے والد سید جعفر رح کے، وہ مرید اپنے والد سید محمد رح کے، وہ مرید اپنے والد سید بہاوالدین رح کے، وہ مرید اپنے والد سید داؤد رح کے، وہ مرید اپنے والد سید ابوالعباس احمد رح کے، وہ مرید اپنے والد سید حسن رح کے، وہ مرید اپنے والد سید موسےٰ رح کے، وہ مرید اپنے والد سید علی رح کے، وہ مرید اپنے والد سید محمد رح کے، وہ مرید اپنے والد سید متقی کے، وہ مرید اپنے والد سید ابو نصر صالح رح کے، وہ مرید اپنے والد سید عبدالرزاق گیلانی رح مقتدائے سلسلہ رزاقیہ کے۔

نقشبندیہ | منسوب بحضرت خواجہ بہاوالدین محمد بن محمد نقشبند بخاری رح (متوفی شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ)

ف یہ مرید خواجہ سید امیر کلال رح کے، وہ مرید خواجہ محمد بابا سماسی رح کے، وہ مرید خواجہ عزیزان علی رامیتنی رح کے، وہ مرید خواجہ محمود الخیر فغنوی رح کے، وہ مرید خواجہ محمد عارف ریوگری رح کے، وہ مرید خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کے، وہ مرید خواجہ یوسف ہمدانی رح کے، وہ مرید خواجہ ابو علی فارمدی رح کے، وہ مرید خواجہ ابوالقاسم کُرگانی رح کے، وہ مرید خواجہ ابو عثمان مغربی رح کے، وہ مرید شیخ ابو علی کاتب رح کے، وہ مرید شیخ ابو علی رودباری رح کے، وہ مرید سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رح مقتدائے سلسلہ جنیدیہ کے۔

نُوحیہ | منسوب بحضرت مخدوم شیخ نوح ہالاکندی سندھی رح

ف اِن کا شجرہ طریقت خلفائے جنیدیہ میں بضمن ذکر شیخ ابو علی رودباری رح لکھا جائے گا۔

نوربخشیہ | منسوب بحضرت خواجہ محمد نوربخش رح

ف یہ مرید سید اسحاق ختلانی رح کے، وہ مرید امیر کبیر سید علی ہمدانی رح مقتدائے سلسلہ ہمدانیہ کے۔

نوریہ | منسوب بحضرت شیخ ابوالحسن احمد بن محمد نوری بغوی امیر القلوبؒ (متوفی ۲۹۵ھ)

ف اِن کا تذکرہ خلفائے سقطیہ میں کیا جائے گا۔

نوشاہیہ | منسوب بحضرت سید العارفین وارث الانبیا شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجددِ اکبر بن حاجی الحرمین شاہ علاء الدین حسین علوی عباسی قادری ساہنپالیؒ (متوفی دوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ)

ف اِن کے حالات باب دوم فصل بست ششم میں مفصل آئیں گے۔

وفائیہ | منسوب بحضرت تاج العارفین شیخ ابوالوفا کُردی رح

ف یہ مرید شیخ محمد شنبکی رح کے، وہ مرید شیخ ابوبکر بن ہوار رح کے، وہ مرید شیخ محمد سہل تستری رح کے، وہ مرید شیخ سہل بن عبداللہ تستری رح مقتدائے سلسلہ سہلیہ کے۔

وہابیہ | منسوب بحضرت سید ابو عبداللہ سیف الدین عبدالوہاب گیلانیؒ (متوفی شب پنجشنبہ ۲۵ رشوال ۵۹۳ھ)

ف اِن کے حالات باب دوم فصلِ پانزدہم میں مفصل آئیں گے۔

ہاشم شاہی | منسوب بحضرت میر علی ہاشم چہار ضرب رح

ف یہ خاندان سلسلہ نعمت شاہی سے نکلا ہے۔

ہاشمیہ | منسوب بحضرت شاہ محمد ہاشم دریا دل علوی عباسی نوشاہی رح (متوفی ۲۲ ذوالحجہ ۱۱۹۱ھ)

ف ان کا تذکرہ اولادِ حضرت نوشہ گنج بخش قادری رہ مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ کے ضمن میں آئے گا۔

ہمدانیہ | منسوب بحضرت امیر کبیر سید علی بن شہاب الدین بن محمد ہمدانی رہ (متوفی ۶ ذیحجہ ۷۸۶ھ)

ف یہ مرید شیخ تقی الدین رہ کے ، وہ مرید شیخ علاوالدولہ سمنانی رہ مقتدائے سلسلہ علائیہ کے۔

یونسیہ | منسوب بحضرت شیخ ابو محمد یونس بن یوسف شیبانی رہ (متوفی سلخ ذیقعدہ ۶۱۹ھ)

ف ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں کیا جائے گا۔

فضیلت طریقہ قادریہ

جاننا چاہیئے کہ سب طریقوں سے افضل طریقہ اور اکمل سلسلہ طریقہ قادریہ ہے، کیونکہ امام اس طریقہ عالیہ کے عالیجناب پیران پیر دستگیر شیخ الجن والانس غوث الثقلین نجیب الطرفین حضرت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رہ ہیں جو تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

حضرت سلطان باہو صاحب شورکوٹی رہ اس سلسلہ عالیہ کی فضیلت میں فرماتے ہیں: "واضح ہو کہ طریقہ قادریہ تمام طریقوں پر قادر اور قوی ہے، اس لئے کہ ابتدائے طریقہ قادریہ تمام طریقوں کی انتہا ہے، علاوہ ازیں ابتدائے قادریہ میں شروع تعلیم و تلقین سے پہلے ہی دن مقام حضوری مجلس محمدی حاصل ہوتا ہے، حضرت پیر دستگیر رہ باطن میں جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

والسلام کی زیارت سے سرفراز اور مشرف کرتے ہیں، جس شخص کو طریقہ قادری حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے طریقہ کا محتاج نہیں رہتا، کیونکہ جہاں شیر ہو وہاں اور جانور رہنے نہیں پاتا۔"

حضرت علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی دہلوی رح ثواقب المناقب میں لکھتے ہیں۔

"سبحان اللہ قصیدہ بہاریہ قادریہ ویدنے دارد کہ ازل وابد مطلع ومقطع موزون اوست، وکریمہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ گریز عالی مضمون او، وہرکہ برنگ نقطہ پرکار در حلقہ صحبتِ ایشاں نشست طریقہ نقشبندیہ را چوں نقش مسطر محض برائے بیت دانست، روشن ست کہ ذکرِ خفی آنجا وشغلِ جلی اینجا تفاوت شب وروز دارد، آنجا فکرِ مطالعہ عجائب المخلوقاتِ کشف ملکوت، اینجا ذکر مشاہدہ فتوحاتِ عالمِ لاہوت، آنجا ہوش دردم، اینجا بیہوشی دمبدم، آنجا نظر برقدم، اینجا نگاہ برقدم، آنجا تکثیرِ عبادت، اینجا تکبیر شہادت، آنجا حبس نفس جُستن، اینجا از حبسِ نفس جَستن، آنجا بعد سالہا، اینجا بمجرد ارادت، آنجا سلسلۃ الذہب، اینجا کیمیائے سعادت، خاک بعالمِ پاک چہ نسبت دارد، وزمین قابلِ فوقیت برآسمان نشود، گرمی شوق کہ بیدار دلانِ ایں بزم را برنگ شمع سرِ روشن گردد دیگراں را در خواب وخیال صورت نہ بندد، ونشاطِ ذوقے کہ مست خفتگانِ ایں انجمن را بہم رسد خلوت گزیناں را بہ شب بیداریہا نتواند شد۔"

حضرت مرزا محمد عبدالستار بیگ مجددی سہسرامی رح کتاب مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین جلد اول باب دوم میں اس طریقہ عالیہ کی فضیلت میں ایک نظم لکھتے ہیں جو نہایت پسندیدہ ہے۔

نظم

از سلاسل کہ عروۃ الوثقیٰ ست — بیشک ایں سلسلہ بلطفِ خداست
ہر کہ در قادریہ یافت نظام — شدہ مقبولِ خالقِ علام
عظم ایں سلسلہ بعونِ خداست — پاک از بدعت و ضلالتہاست
نعل بالنعل میرسد بہ نبی — در خفی و جلی بہ حق طلبی
ابتدائے ہمہ سلاسل اوست — انتہائے ہمہ منازل اوست
شدہ شطاریہ از و پُر نور — چشتیہ ہم شدہ ازو معمور
کبرویہ ازو کبیر شدہ — درد و آفاق بےنظیر شدہ
سہروردیہ را لطافت ازو — نقشبندیہ را شرافت ازو
بر ہمہ مالک الرقاب ست او — ہمہ نجم اند و آفتاب ست او
ہر یکے ذرہ ہوا خواہش — ہر یکے خوشہ چین درگاہش
بر ہمہ سید السلاسل داں — وز ہمہ مستفید و کامل داں
بیشک ایں سلسلہ چو سلکِ گہر — در گلوئے بہشتیاں خوشتر
سگِ درگاہ آں شہِ جیلاں — بہتر از شیر ہائے نیستاں

بیگماں جنتی ست آں زن و مرد
کہ فدا خویش را براں در کرد

رباعی از صداقت

ایں سلسلہ سر مشق سیہ مستان ست — ہم زن بزور رستم دستان ست
از غلغلۂ اوست جہاں پُر گشتہ — زنجیرِ درِ خدا اگر ہست آں ست

بابِ دوم

بابِ دوم اس میں خاندانِ ذیشان نبوی مرتضوی قادری کے مشائخ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس میں چھبیس ۲۶ فصل ہیں۔ ہر ایک فصل میں موافق طریقہ بیعت قادریہ کے یکے بعد دیگرے ہر ایک بزرگ داخلِ سلسلہ ہذا کے حالات درج کیے ہیں۔

فصلِ اوّل

حالاتِ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اوصافِ جمیلہ عنوانِ دیوانِ نبوت، سلطانِ ایوانِ فتوت، قالبِ روحِ غیب الغیب، قلبِ فتوحِ بے عیب وریب، شاہِ اسرارِ قدم، ماہِ انوارِ حِکَم، لطیفۂ علومِ عرفان، صحیفۂ رقومِ احسان، دُرِّ دُرجِ اقرأ باسم ربك الذی خلق، شرفۂ برجِ فلا اقسم بالشفق والیل وما وسق، صاحبِ مسندِ کنت نبیا وادم بین الماء والطین، نازنینِ چار بالشِ وما ارسلنك الا رحمة للعلمین، شہنشاہِ بارگاہِ لی مع اللہ، برہانِ اشتباہِ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ، شہریارِ اذ یغشی السدرة ما یغشٰی، عالم آرائے ما زاغ البصر وما طغٰی، مہبطِ اسرارِ سبحان الذی اسرٰی، منبعِ انوارِ دنیٰ فتدلّٰی، گوہرِ خزینۂ بطحا، لولوئے گنجینۂ طٰہٰ، مکرمِ مجتبٰی، معظمِ مہتدٰے، معلمِ مقتدا، مقدمِ مرتجٰے، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی اصحابہ البررة الاتقیاء۔

۵

علے صبح صادقان برخ زیبائے مصطفٰے ... وے سرور استان قدر عنائے مصطفٰے

آئینۂ سکندر و آبِ حیاتِ خضر — نورِ جبینِ لعلِ شکرخائے مصطفےٰ

معراجِ انبیا، و شبِ قدرِ اصفیا — گیسوئے روز پوشِ قمر سائے مصطفےٰ

ادریس کو مدرسِ درسِ معارف ست — لب تشنہ پیشِ منطقِ گویائے مصطفےٰ

عیسےٰ کہ دَیرِ دائرِ علوی مقامِ اوست — شد پردہ دارِ ذروۂ علیائے مصطفےٰ

بر ذروۂ دَنےٰ فتدلّٰی کشیدہ سر — ایوانِ بارگاہِ معلّائے مصطفےٰ

از جامِ روح پرورِ مازاغ گشتہ است — آہوئے چشمِ دلکشِ شہلائے مصطفےٰ

خیاطِ کارخانۂ لولاک دوختہ — پیراہنِ ابیت ببالائے مصطفےٰ

شمس و قمر کہ لولوءِ دریائے اخضر اند — از روئے مہر آمدہ لالائے مصطفےٰ

قرصِ قمر شکست بریں خوانِ لاجورد — وقتِ صلائے معجزہ ہائے مصطفےٰ

کحل الجواہرِ مَلک و طوطیائے روح — دانی کہ چیست؟ خاکِ کفِ پائے مصطفےٰ

روح القدس کہ آیتِ قربت بشانِ اوست — قاصر ز درکِ پایۂ ادنائے مصطفےٰ

خواجہ گدائے درگہِ او شد کہ جبرئیل

شد باکمالِ مرتبہ مولائے مصطفےٰ

صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ بعدد اللیل والنہار وقطرات الامطار واوراق الاشجار وذرات الغبار من سطح الارض لقفار الی مدار الفلک الدوّار۔

نام و کنیت | حضور کا اسمِ گرامی محمد، احمد، کنیتِ سامی ابوالقاسم ابو ابراہیم، لقبِ پاک مصطفےٰ، مجتبےٰ تھا۔

صاحبِ مواہبِ لدنیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے مبارک جو کتاب وسنّت اور کتبِ قدیم میں مذکور ہیں بترتیبِ حروفِ معجم چار سو سے زیادہ لکھے ہیں

زیادہ لکھے ہیں۔

آپ کے ننانوے نام جو سالک کیلئے روزانہ تلاوت کرنے ضروری ہیں وہ آگے لکھے جاویں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

نسب نامہ پدری | حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوّیّ بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر الملقب بہ قریش بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان۔

یہانتک شجرۂ نسب اتفاقی ہے۔ حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ المعروف بہ ابن عبدالبرّ المزیّ القرطبی المالکی رح کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں ھذا مالم یختلف فیہ احد من الناس۔

اس سے آگے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک سلسلہ نسب میں نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ لیکن ہم اس جگہ تاریخ کبیر طبری جلد دوم سے تحریر کرتے ہیں۔

عدنان بن اُدَد بن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن یوز بن قموال بن اُبَیّ بن عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن تدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخے بن عیفے بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثرم بن یحزن بن یلحن بن ارعوے بن عیفی بن دیشان بن عیصر بن اقناد بن ایہام بن مقصی بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوض بن عرام بن قیدار بن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

اس سے آگے شجرہ نسب اسطرح پر ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر

الملقب بہ حضرت ہود علیہ السلام بن شالخ بن ارفخشد بن حضرت سام علیہ السلام بن حضرت نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ الملقب بہ حضرت ادریس علیہ السلام بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن حضرت شیث علیہ السلام بن ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

حضور کے تمام آباء کرام مسلم و مومن اہل توحید تھے۔ (ہدایۃ الغبی)

نسب نامہ مادری آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم پاک حضرت سیدہ آمنہ تھا بنت وہب بن عبد المناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قریشی۔

تاریخ ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ وقت صبح صادق بتاریخ نہم ربیع الاول سنہ ۱ یکم عام الفیل مطابق بست دوم اپریل ۵۷۱ء پانچسو اکہتر عیسوی موافق یکم جیسٹھ سمت ۶۲۸ چھ سو اٹھائیس بکرمی میں ہوئی (رحمۃ للعالمین جلد دوم)

عام مؤرخین جو ولادت حضور کی بارہ ربیع الاول کو لکھتے ہیں وہ دلائل ریاضی سے صحیح ثابت نہیں ہوئی۔

جائے ولادت جس مکان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی وہ وراثت میں آپ کو پہنچا تھا۔ آپ نے وہ مکان حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ اُنہوں نے محمد بن یوسف کے ہاتھ فروخت کر دیا جو حجاج ثقفی کا بھائی تھا۔ اُس نے وہ مکان اپنے محل میں داخل کر لیا۔ اور اُس جگہ کا نام بیضا رکھا۔ چنانچہ مدت دراز تک وہ جگہ بنام سرائے محمد بن یوسف مشہور رہی۔ جب بنو امیہ کی سلطنت کا زمانہ گذرا تو ہارون الرشید عباسی کی والدہ حج کرنے آئی تو اُس نے مکان شریف کو محل محمد بن یوسف سے علیحدہ کر کے ایک مسجد تعمیر کی جس

سونے کا کام

سونے کا کام کروایا۔ (معارج النبوۃ)

مؤلف کتاب ہٰذا فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ زمانہ حاضرہ تک قُبّہ مولد النبی ﷺ مکہ معظمہ میں موجود تھا۔ اور زائرین زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ لیکن ۱۳۴۴ھ میں عبدالعزیز ابن سعود نجدی حاکم مکہ نے جو وہابی المذہب ہے بوجہ تعصب مذہبی کے وہ قبہ معہ دیگر قباب متبرکہ کے شہید کروا دیا ہے۔ اب وہ جگہ خالی پڑی ہے۔

واقعاتِ ولادت جس رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ گیا۔ اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے، ساوہ کی نہر (واقعہ فارس) خشک ہو گئی، فارس کا آتشکدہ جو ہزاروں برس سے روشن تھا بجھ گیا۔ اور ایسے کئی واقعاتِ عجیبہ ظہور میں آئے جو کتبِ سیرت میں مفصل مذکور ہیں۔

رضاعت آپ نے سات روز تک اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا، اس کے بعد ثُوَیبہ (کنیزِ ابولہب) نے دودھ پلایا، پھر یہ سعادت حلیمہ سعدیہ بنتِ ابی ذویب کو نصیب ہوئی جو حارث بن عبدالعزیٰ کی اہلیہ تھیں، آپ قریباً پانچ برس اُن کے پاس علاقہ طائف میں رہے۔ (مسالک السالکین)

شقِ صدر اسی زمانہ میں ایک روز حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام آپ کو اُٹھا کر پہاڑ پر لے گئے اور سینہ مبارک ناف تک چاک کیا، اور دل کو نکال کر اُس میں سے ایک نقطۂ سیاہ خون آلود کو نکال کر باہر پھینکا، اور دل کو معرفتِ حق اور یقینِ صادق اور نورِ ایمان سے بھر کر اور خاتمِ نور سے مُہر کر کے پھر اُس کے مقام میں رکھ دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ کا شقِ صدر چار مرتبہ ہوا۔ ایک یہ جو واقعہ گذرا، دوسرا دس برس کی عمر میں، تیسرا بعثت کے وقت، چوتھا وقتِ معراج۔ (مسالک السالکین)

تربیت آپ ابھی شکمِ والدہ میں ہی تھے کہ آپ کے والدِ بزرگوار حضرت عبداللہؓ کا انتقال ہوگیا، جب آپ چھ برس کے ہوئے تو والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں زیارتِ اخوال کے واسطے تشریف لے گئیں، وہاں ایک مہینہ تک رہنے کا اتفاق ہوا، واپسی کے وقت جب مقامِ ابواء میں پہنچیں تو وہیں ۵۷۶ء میں انتقال فرمایا اور مدفون ہوئیں، اُمّ ایمن برکہ خادمہ نے آپ کو مکہ معظمہ میں پہنچایا۔

کفالتِ جدِّ امجد آپ کے دادا بزرگوار حضرت عبدالمطلب آپ کی پرورش میں مصروف ہوئے، جب حضور کی عمر شریف آٹھ برس دو مہینے دس روز کی ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے بھی بعمر بیاسی سال ۵۷۹ء میں رحلت فرمائی۔ (مسالک السالکین)

کفالتِ ابوطالب اُس وقت سے آپ اپنے عمِ مکرم حضرت ابوطالب کے پاس رہنے لگے، اور وہ دل وجاں سے آپ کے متکفل ہوئے۔ (مسالک السالکین)

سفرِ شام جب آپ بارہ برس دو مہینے دس روز کے ہوئے تو ۵۸۳ء میں حضرت ابوطالب کے ہمراہ تجارت کے واسطے ملکِ شام کو تشریف لے گئے، جب شہر بصرے سے چھ میل اس طرف موضع کفر میں پہنچے تو ابوعداس ملقب بحیرا راہب نے جس کو جرجیس بھی کہتے ہیں آپ میں علاماتِ پیغمبر آخر الزمان کے پاکر آپ کو پہچانا، اور آپ کے نزدیک آیا، اور ہاتھ مبارک پکڑ کر کہا یہ رسولِ رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنا پیغمبر کرے گا تاکہ اہلِ جہان کے واسطے رحمت ہو۔ (مسالک السالکین)

تزویج خدیجہ | جب آپ کی عمر پچیس[۲۵] برس کی ہوئی تو حضرت خدیجہ بنت خویلد نے آپ کے حسن معاملہ، راستبازی، صدق، دیانت و پاکیزہ اخلاقی کی عام شہرت سن کر تجارت کے واسطے آپ کو بہت سا مال دیا، اور اپنا غلام میسرہ بھی ساتھ دیا، آپ ملکِ شام کو تشریف لے گئے، اس سفر میں چند خوارق عادات معجزات آپ سے صادر ہوئے، اور نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا اور آپ کی رسالت کی خبر دی، اور اس تجارت میں آپ کو منافع کثیر حاصل ہوا، جس وقت آپ واپس تشریف لائے، تو آپ کے فضائل و معجزات میسرہ کی زبان سے سن کر حضرت خدیجہ کو اشتیاق پیدا ہوا کہ آپ سے نکاح کروں، چنانچہ نفیسہ بنتِ منبہ کے ہاتھ آپ کو شادی کا پیغام بھیجا، حضور نے قبول فرمایا اور تاریخ معین پر حضرت ابوطالب اور تمام رؤسائے قریش جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت خدیجہ کے مکان پر آئے، حضرت ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، اور پانسو[۵۰۰] درہم طلائی مہر قرار پایا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت چالیس[۴۰] برس تھی، یہ نکاح ۵۹۶ء میں ہوا۔

تعمیر کعبہ | جب عمر شریف آپ کی پینتیس[۳۵] برس ہوئی تو ۶۰۶ء میں خانہ کعبہ کی تعمیر عمل میں آئی، باقوم نامی رومی معمار نے عمارت کا کام کیا، آپ نے حجرالاسود کو اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھا کر رُکنِ عراقی میں نصب فرمایا، یہ گویا اشارہ تھا کہ دینِ الٰہی کی عمارت کا آخری پتھر بھی انہیں ہاتھوں سے نصب ہوگا۔

توحید پرستی | آپ آغازِ طفولیت سے ہی توحیدِ باریتعالیٰ کے قائل و معتقد تھے، مراسمِ شرک سے ہمیشہ مجتنب رہتے، ایکدفعہ قریش نے آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھدیا جو کہ بتوں کے چڑھاوے کا تھا، جانور جو ذبح کیا گیا تھا وہ

ص مسالک السالکین، ص سیرۃ النبی جلد اول، ترمیم۔

کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا، آپ نے کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ (سیرۃ النبی جلد اول)

طلوعِ آفتابِ رسالت | جب آفتابِ نبوت طلوع ہونے کو تھا تو علاماتِ رسالت ظاہر ہونے لگیں، آپ رؤیائے صادقہ دیکھتے، اور اُن کا اثر بعینہٖ ظاہر ہوتا، جس شجر حجر کی طرف سے آپ گذرتے سب آپ کو بالفاظ السلام علیک یا رسول اللہ سلام کرتے، آپ کو قبل از نبوت خلوت و تنہائی مرغوبِ خاطر تھی، آپ غارِ حرا میں جا کر جو مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے، مراقبہ، تفکر، تدبر کا شغل ہوتا تھا۔ (مسالک السالکین)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے قیل ما کان صفۃ تعبدہ اجیب بان ذٰلک کان بالتفکر والاعتبار۔

ایک دن بروز دوشنبہ بتاریخ نہم ربیع الاول ۴۱ میلادی مطابق دوازدہم فروری ۶۱۰ء جبکہ آپ کی عمر بحسابِ قمری پورے چالیس سال ہو چکی تھی، حسبِ معمول غارِ حرا میں مراقبہ میں مصروف تھے، فرشتۂ غیب یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام خدمت میں آئے اور مژدۂ رسالت دے کر کہا۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم (العلق) یعنی پڑھ اُس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ تیرا خدا کریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا، وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔ (سیرۃ النبی)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا ایک چشمہ پیدا ہو گیا، اُس سے آپ کو وضو کرایا، اور امام ہو کر دو رکعت نماز آپ کو پڑھائی اور غائب ہو گئے۔ (مسالک السالکین)

ف۔ صاحبِ

ف صاحبِ تحفۃ الابرار نے لکھا ہے کہ یہی طریقۂ سنت اب تک مشائخ طریقت میں جاری ہے کہ مرید کو تلقین کرنے کے وقت دوگانہ نفل ادا کرواتے ہیں۔

تبلیغِ اسلام | جب آپ نے دعوت شروع کی تو سب عورتوں سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور سب مردوں سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رض اور سب لڑکوں سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رض اور سب موالی سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رض اور سب غلاموں سے پہلے حضرت بلالِ حبشی رض آپ پر ایمان لائے، پھر حضرت صدیقِ اکبر رض کے اہتمام سے حضرت عثمان بن عفان رض حضرت زُبیر بن العوّام رض حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض حضرت طلحہ بن عُبَیداللہ رض حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے، اور یہی صاحبان سابق الاسلام کہے جاتے ہیں۔

تعذیبِ مسلمین | پہلے خفیہ آپ دعوتِ اسلام فرماتے تھے، لہٰذا کفارِ قریش آپ سے معترض و مزاحم نہیں ہوئے۔ مگر جب آیۂ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین (الحجر-ع ۶) نازل ہوئی تو آپ نے بتوں کی مذمت شروع کی، اور دعوت باعلان فرمانے لگے۔ کفارِ قریش کی ایذا رسانی کی کوئی حد نہ رہی آپ کو اور سب مسلمانوں کو سخت تکلیف دینے اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچانے لگے۔ (مسالک السالکین)

ہجرتِ حبشہ | جب قریش کا ظلم و تعدی بہت بڑھ گیا تو حضور نے جان نثارانِ اسلام کو فرمایا کہ حبش کو ہجرت کر جائیں، چنانچہ ماہِ رجب ۵ھ نبوی میں تراسی ۸۳ مسلمانوں نے ہجرت کی اور چند روز نجاشی (شاہِ حبش) کے پاس آرام سے گذارے، یہانتک کہ غلط افواہ پھیلی کہ کفارِ مکہ نے اسلام

قبول کر لیا ہے، یہ سنکر اکثر صحابہ مکہ میں واپس چلے آئے۔

شعبِ ابوطالب میں محصور ہونا قریش نے جب دیکھا کہ اسلام دن بدن وسیع ہوتا جاتا ہے اور ہم اپنی کوششوں میں ناکام ثابت ہو رہے ہیں، تو سب نے متفق ہو کر ایک معاہدہ لکھا، کہ کوئی شخص بنی ہاشم کے ساتھ خرید و فروخت نہ کرے، اور نہ ہی ان سے میل جول رکھے۔ چنانچہ حضرت ابوطالب رضؓ مجبور ہو کر تمام خاندانِ ہاشم کے ساتھ شعبِ ابوطالب میں پناہ گزین ہوئے، تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں نہایت تنگی سے بسر کئے، آخر دشمنوں کو ہی رحم آیا اور انہوں نے اس معاہدہ کو توڑا۔ (سیرۃ النبی)

عام الحزن ۱۰ھ نبوی میں حضرت ابوطالب رضؓ نے دنیا سے انتقال کیا، اور ان سے چند ہی روز بعد رمضان ۱۰ھ نبوی میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے بھی وفات پائی، اب آپ کے دونو مددگار و غمگسار اٹھ گئے، یہی اسلام کا سخت ترین زمانہ تھا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) فرمایا کرتے تھے۔

معراج مختصر کیفیت اس کی یہ ہے کہ ستائیسویں رجب ۱۲ھ نبوی کو رات کے وقت بامرِ الٰہی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ کا شقِ صدر کر کے آپ کے دل کو آبِ زمزم سے دھو کر حکمت و ایمان سے پُر کیا تاکہ مشاہدہ ملکوت اور لقائے الوہیت پر قوی ہو جائے اور کمال صفا و طہارت کے ساتھ عالمِ ملکوت کو تشریف لے جاویں، پھر آپ کو براق پر سوار کر کے مسجد اقصےٰ لے گئے، وہاں آپ نے امام ہو کر انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کے ساتھ نماز ادا کی، پھر براق پر سوار ہو کر عالمِ بالا کو بجسدہ العنصری تشریف لے گئے، اور خداوند تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔ (والنجم۔ع ۱)

فرضیتِ نماز | نمازِ پنجگانہ اسی شبِ معراج ۱۲؁ نبوی کو فرض ہوئی۔

ہجرت

قریش نے جب دیکھا کہ مسلمان طاقت پکڑتے جاتے ہیں تو دارالندوہ میں بیٹھ کر آپ کے قتل کا مشورہ کیا۔ جب رائے پاس ہوئی تو آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر حضرت علی المرتضے علیہ السلام کو اپنی چادر اوڑھا کر سُلا دیا، اور فرمایا کہ آج رات مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں مدینہ جاؤں گا، چنانچہ چند رات گذر گئی تو محاصرین بے خبر ہو گئے، آپ وہاں سے نکلے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جبلِ ثور کی غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے۔ (سیرۃ النبی)

تاریخ ہجرت | اُس دن پنجشنبہ ستائیسویں ۲۷ صفر ۱۳؁ نبوی مطابق بارہ ۱۲ ستمبر ۶۲۲؁ء تھا، حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کھانا پکا کر وہاں پہنچا آتیں، اسی طرح تین دن غار میں گذرے، چوتھے دن بروز دوشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳؁ نبوی مطابق سولہ ۱۶ ستمبر ۶۲۲؁ء کو غار سے روانہ ہوئے، اور منازلِ سفر خرّار، ثنیۃ المرۃ، لقف، مدلجہ، مرجح، حدائد، اذاخر، رابغ، ذاسلم، عثانیہ، فاختہ، عرج، جدوات، رکوبہ، عقیق، جثجاثہ، طے کرتے ہوئے بروز دوشنبہ ہشتم ربیع الاول کو مقامِ قبا میں پہنچے (سیرۃ النبی)

سنہ ہجری اسی سال کے غرۂ محرم روز جمعہ سے شروع ہوتا ہے جو مطابق ہے انیسویں ۱۹ جولائی ۶۲۲؁ء کے۔

آپ چودہ ۱۴ روز تک قبا میں رہ کر مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اہل مدینہ

نے آپ کا شاندار استقبال کیا، پردہ نشین خاتونیں چھتوں پر چڑھ آئیں اور گانے لگیں۔

ع

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	ما دعی للہ داع
ایھا المبعوث فینا	جئت بالامر المطاع

معصوم لڑکیاں دَف بجا بجا کر گاتی تھیں۔

ع

نحن جوار من بنی النجار	یاحبذا محمداً من جار

آپ نے مدینہ تشریف وارد ہوکر حضرت ابو ایوب خالد انصاری رضی کے گھر مقام کیا۔ (سیرۃ النبی)

سنہ ۱ھ سال اوّل ہجری کے وقایع سے پہلا واقعہ تاسیسِ مسجدِ قبا ہے جو عین بعد از قدوم شریف عمل میں آئی، جس میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی نے بدستِ خاص اینٹیں ڈھوئیں اور پتھر رکھے، یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنا ہوئی، آپ تا مدتِ اقامت ہر شنبہ کو وہاں جاتے، اور اس میں دوگانہ ادا فرماتے تھے۔

اسی سال میں مسجد نبوی کی تعمیر، اور ازواج مطہرات کے حجروں کی تعمیر، اور اذان کی ابتدا، اور مہاجرین و انصار میں مواخاۃ مقرر ہوئی۔ اب تک نمازوں میں صرف دو دو رکعتیں تھیں، اب ظہر و عصر و عشاء میں چار ہو گئیں۔ لیکن سفر کیلئے پھر بھی وہی دو دو رکعتیں قایم رہیں۔

سنہ ۲ھ اس سال میں بروزِ دوشنبہ پندرھویں رجب آپ بنی سلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز

ظہر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھ رہے تھے کہ حکم ہوا فول وجھک شطر المسجد الحرام نماز میں ہی آپ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا، وہ مسجد ذو القبلتین مشہور ہوئی۔ (تفسیر حسینی)

اسی سال آپ ماذون بامر جہاد ہوئے، اسی سال غزوۂ بدر، غزوہ بنی قینقاع، غزوۂ سویق پیش آیا، اسی سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے، اسی سال صدقہ فطر کا حکم جاری ہوا، اور نماز عید جماعت سے پڑھی گئی۔

۳ھ اس سال میں غزوۂ اُحد پیش آیا جس میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے، وراثت کا قانون بھی اسی سال جاری ہوا۔

۴ھ اس سال میں یہود بنی نضیر کو بسبب عہد شکنی کے مدینہ طیبہ سے جلاوطن کیا گیا، اسی سال میں سریہ ابن سلمہ، سریہ ابی انیس، سریہ بیر معونہ سریہ رجیع پیش آئے، اسی سال شراب کی حرمت نازل ہوئی۔ (سیرۃ النبی)

۵ھ اس سال ماہ شعبان میں غزوہ مریسیع پیش آیا، اور ذی قعدہ میں غزوۂ احزاب (خندق) واقعہ ہوا، اسی سال یہود بنی قریظہ کا خاتمہ ہوا، اسی سال واقعۂ افک وقوع میں آیا، اسی سال عورتوں کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا، اسی سال زنا اور قذف کی حد جاری ہوئی، طلاق ظہار کا غیر مؤثر ہونا اور اس کے لئے کفارہ بھی اسی سال مقرر ہوا، پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کا حکم اور نماز خوف کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔ (سیرۃ النبی)

۶ھ اس سال ذیقعدہ کو واقعہ حدیبیہ پیش آیا، کفار مکہ نے آپ کے ساتھ صلح کرلی، اسی واقعہ میں بیعت رضوان بھی ہوئی، جو ۱۴ سو صحابہ مخلصین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور مصدوق رضائے الٰہی ہوئے

اسی سال میں حضرت خالد سیف اللہ رض اور حضرت عمرو بن العاص رض فاتح مصر اسلام لائے۔

۷ھ اس سال غزوۂ خیبر پیش آیا، اسی سال میں پنجہ دار پرند، درندہ جانور گدھا، خچر، متعہ حرام ہوئے، اسی سال صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کعبہ شریف کا عمرہ ادا کیا۔

۸ھ اس سال جمادی الاولے میں غزوۂ موتہ پیش آیا، جس میں حضرت زید بن حارثہ رض اور حضرت جعفر طیار رض شہید ہوئے، اسی سال بیسویں[20] رمضان کو مطابق جنوری ۶۳۰ء میں مکہ معظمہ فتح ہوا، رؤسائے قریش ابوسفیان بن حرب اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ اسلام لائے، کعبہ مکرمہ کو بتوں کے وجود سے پاک کیا گیا، فتح مکہ کے بعد ماہِ شوال میں غزوۂ حنین واوطاس وطائف پیش آئے۔

۹ھ اس سال میں واقعۂ ایلاء وتخییر وقوع میں آیا، اسی سال رجب کو مطابق نومبر ۶۳۰ء کو غزوۂ تبوک پیش آیا، اسی سال زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا، اسی سال غیر مسلموں سے جزیہ کا حکم صادر ہوا، اسی سال سود کی حرمت نازل ہوئی، اسی سال نجاشی اصحمہ شاہِ حبش نے وفات پائی، اور آپ نے اُس پر غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔

۱۰ھ آپ نے صرف تین حج اور چار عمرے ادا فرمائے ہیں، جس میں بعد فرض ہونے حج کے صرف ایک حج جس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں معہ ایک عمرہ کے بہ نیت قران ادا فرمایا، جو اسی سال ذی الحجہ میں وقوع ہوا، حج سے فارغ ہو کر آپ اہل مکہ اور دیگر اطراف وجوانب کے مسلمانوں سے رخصت بھی ہوئے

اسی روز آیت

اسی روز آیت شریف نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ۔ ع ۱) اس کے بعد آپ اکاسی[81] روز دنیا میں رہے۔

سنہ ۱۱ھ اس سال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔ جس کا واقعہ آئندہ درج ہوگا۔

اخلاق و عادات

اخلاق سیرتِ باطن کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ حضور کو صورتِ ظاہر میں بے مثل ویکتا پیدا کیا تھا، ویسا ہی سیرتِ باطن میں بھی آپ بے مثل ولاجواب تھے۔ یہانتک کہ خود خلاقِ عالم آپ کے خُلقِ اعظم کو عظیم فرماتا ہے انّک لعلیٰ خُلقٍ عظیم (ن ع ۱) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے انّما بعثت لاتمّم مکارم الاخلاق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور کے خُلق کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان خُلقہ القرآن یعنی جو کچھ قرآن مجید میں مکارمِ اخلاق اور محاسنِ افعال سے مذکور ہیں وہ سب حضور کی ذاتِ مجموعۂ صفات میں جمع تھے، یا یہ کہ جیسے قرآنِ کریم کے معانی بے حد ہیں ویسے ہی حضور کے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ غیر متناہی تھے۔

جاننا چاہیئے کہ اصل و منشاء اخلاق کا عقل ہے، پس اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایسی عقل دی تھی کہ سوا آپ کے اور کسی انسان میں پائی نہیں جاتی، لکھا ہے کہ ابتدائے آفرینشِ عالم سے اس کی انتہا تک تمام انسانوں کو جو عقل ملی ہے وہ حضور کی عقل کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے ایک ذرّہ تمام دنیا کے ریگستان سے، اور بعضے علماء قائل ہیں کہ عقل کے سو جزووں سے ننانوے[99] جزو آپ کو اور صرف

ایک جزو سارے جہان کو ملا ہے۔

آپ اکثر متفکر رہتے، ہنستے بہت کم تھے۔ زیادہ ہنسنا آپ کا مُسکرانا تھا۔ رونا آپ کا آواز سے نہ تھا بلکہ صرف آنسو بہتے تھے، قرآن مجید کی بہت تعظیم کرتے، اس کے پڑھنے یا سننے سے رویا کرتے، ہمیشہ با وضو رہتے، مسواک کو دوست رکھتے، دوشنبہ اور پنجشنبہ کو برابر روزہ رکھتے، ہر مہینے میں تین روزے اور روزہ عاشورہ، اور روزہ جمعہ بھی رکھتے۔

حضور خوش خُلق، نیک خو، نرم طبیعت تھے، آپ کا غصہ اور خوشنودی بالکل وابستہ حُکمِ خدا تھی، جو شخص حاجت لاتا اُس کو پورا فرماتے، تالیفِ قلوب ایسی تھی کہ کسی کو حضور سے وحشت نہ ہوتی تھی، اپنے اصحاب کی نگرانی اور دلجوئی ہمیشہ ملحوظِ خاطر تھی، صحابہ کے ساتھ نہایت احترام سے پیش آتے، اور اُن کا اکرام فرماتے، اگر ان کی مجلسوں میں جاتے تو پاؤں نہ پھیلاتے، اگر جگہ تنگ ہوتی تو خود سمٹ کر جگہ فراغ کر دیتے، اور ہمنشین کے زانو سے اپنا زانو آگے نہ بڑھاتے، جب حضور کسی کے ساتھ بیٹھتے تو جب تک وہ نہ اُٹھتا حضور بھی نہ اُٹھتے۔ آپ کی مجلس حیا، علم، حلم، خیر، صبر، امانت کی مجلس تھی، آپ کی مجلس میں متقی اور بوڑھوں کی توقیر کی جاتی، چھوٹوں پر رحم ہوتا تھا، حاجت مندوں کی خاطر اور غریبوں و مسافروں کی حفاظت ہوتی تھی، سلام میں سبقت کرتے۔ فقیر، غنی، شریف، رذیل، بندہ، آزاد، سب کی دعوت بلا عذر قبول کر لیتے، کسی کو حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ مہمانوں اور ہمسایوں کو عزیز رکھتے۔ جو شخص حضور کو ہدیہ دیتا بلا تامل لے لیتے، اور اُس کے مقابلہ میں مثل اُس کے یا اُس سے بہتر اُس کو دیتے صدقہ حضور نے کبھی نہیں لیا۔

خرقہ فقر۔

خرقۂ فقر | کتاب راحۃ القلوب و سیر الاولیا و دیگر کتبِ اہلِ سلوک میں لکھا ہے کہ خرقۂ درویشی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شبِ معراج میں حضرت ربّ العزت سے مرحمت ہوا تھا، اور وہ خرقہ گلیم سیاہ تھا۔ اسی واسطے حضور نے فقر کو اپنا افتخار قرار دیا ہے کیونکہ وہ عطیۂ الٰہی تھا۔

عبادت و ریاضت | جب حضور نماز پڑھتے خصوصاً نمازِ شب میں کثرتِ خشوع و خضوع سے اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی، اور آوازِ بکا مثل جوشِ دیگ اور گاہے مثل آوازِ آسیا کے شکمِ مبارک سے آتی تھی، اور اس کثرت سے نماز پڑھتے اور تہجد میں قیام فرماتے کہ اکثر پائے مبارک ورم کر جاتے تھے، لوگ کہتے کہ حضور کی اگلی پچھلی خطائیں تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں، حضور اس قدر محنتِ شاقہ کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا افلا اکون عبداً اشکوراً۔

حلیۂ اقدس | آپ میانہ قد اور موزون اندام تھے، رنگ سفید سُرخ تھا، پیشانی چوڑی اور ابرو پیوستہ تھے، بینی مبارک درازی مائل تھی، چہرہ ہلکا یعنی پُر گوشت نہ تھا، دہانہ کشادہ تھا، دندانِ مبارک بہت پیوستہ نہ تھے، گردن اونچی، سر بڑا اور سینہ کشادہ و فراخ تھا، سر کے بال نہ بہت پیچیدہ نہ بالکل سیدھے تھے، کبھی کانوں تک اور اکثر شانوں تک لٹکے رہتے تھے، فتح مکہ میں لوگوں نے دیکھا تو شانوں پر چار گیسو پڑے تھے، ریش مبارک گھنی اور بقدر ایک قبضہ کے تھی چہرہ کم گُھرا تھا، آنکھیں سیاہ و سُرگین اور پلکیں بڑی بڑی تھیں، شانے پُر گوشت اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی تھیں، سینۂ مبارک میں ناف تک بالوں کی ہلکی تحریر تھی ہتھیلیاں پُر گوشت اور چوڑی، کلائیاں لمبی، اور پاؤں کی ایڑیاں نازک و ہلکی تھیں، پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے، نیچے سے پانی نکل جاتا تھا،

دونوشانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر خاتم نبوت تھی جو بظاہر اُبھرا ہوا گوشت سرخ رنگ معلوم ہوتا تھا، آپ کے پسینہ میں خوشبو تھی، چہرہ مبارک پر پسینہ کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے، جسم مبارک کی جلد نہایت نرم تھی، بالوں میں اکثر زیتون کا تیل لگاتے اور بیچ میں مانگ نکالتے تھے۔ رفتار بہت تیز تھی، چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان زمین پر اتر رہے ہیں۔

لباس آپ کا عام لباس چادر، قمیص، اور تہمد تھا۔ پاجامہ کبھی استعمال نہیں کیا، عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا جس کے نیچے ٹوپی ہوتی، شملہ کبھی دوش مبارک پر کبھی دونوشانوں کے بیچ میں پڑا رہتا تھا، کبھی تحت الحنک کے طور پر لپیٹ لیتے تھے۔ یمن کی دھاری دار چادریں جن کو حبرہ کہتے ہیں آپ کو بہت پسند تھیں، شامی عبا تنگ آستین والی اور نوشیروانی قبا جس کی جیب اور آستینوں پر دیبا کی سنجاف تھی استعمال کی ہے، حلہ حمرا بھی زیب تن فرمایا، مختلف روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سیاہ، سرخ، سبز، زعفرانی، زرد، ہر رنگ کے کپڑے پہنے ہیں، لیکن سفید رنگ بہت مرغوب تھا پاؤں میں چرمی موزے سیاہ رنگ استعمال فرمائے ہیں، نعلین مبارک چپل تسموں والی ہوتی تھی۔

آپ کے فضائل شریف

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب کا شمار کرنا طاقت انسانی سے بعید بلکہ ابعد ہے، آپ کی ذات اقدس باعث ظہور عالم و عالمیان ہے، آپ کے چند فضائل جو اہل عبارت کے طریقہ پر صاحب معارج النبوۃ نے تحریر کئے ہیں لکھے جاتے ہیں۔

حضرت آدم پر فضیلت | صاحبِ معارج النبوۃ نے بیس وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام پر آپ کی فضیلت بیان کی ہے، جن میں سے پانچ وجوہ لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا و نفخت فیہ من روحی (الحجر۔ع ۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا وکذٰلك اوحینا الیك روحا من امرنا (شورٰی۔ع ۵)

۲ حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسماء دی گئی وعلم اٰدم الاسماء کلھا (البقرۃ ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم حقایق و دقایق قرآن دی گئی الرحمٰن علم القراٰن (الرحمٰن۔ع ۱)

۳ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں جگہ دی گئی یاٰادم اسکن انت وزوجك الجنۃ (البقرۃ۔ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ قرب میں جگہ دی گئی دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم۔ع ۱)

۴ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو اُس کا تذکرہ کیا گیا وعصیٰ اٰدم ربہ فغویٰ (طٰہٰ۔ع ۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر کسی لغزش و قصور کے مغفرت کا آوازہ اقطارِ عالم میں دیا گیا لیغفرلك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر (الفتح۔ع ۱)

۵ حضرت آدم علیہ السلام کو لغزش کے باعث عتاب پہلے آیا اور عفو پیچھے۔ وعصیٰ اٰدم ربہ فغویٰ ثم اجتبٰہ ربہ فتاب علیہ وھدٰی (طٰہٰ۔ع ۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عفو پہلے آیا اور نصیحت پیچھے عفا اللہ عنك لم اذنت لھم (توبہ۔ع ۷)

حضرت ادریس پر فضیلت | آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہِ ذیل حضرت

ادریس علیہ السلام پر بھی فضیلت ہے۔

۱ حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر لے جا کر وہیں رہنے دیا۔ ورفعناہ مکاناً علیاً (مریم ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں سے اوپر لے گئے قاب قوسین او ادنیٰ (النجم ع ۱)

۲ حضرت ادریس علیہ السلام بہشت میں پہنچے تو وہیں ٹھیر گئے ورفعناہ مکاناً علیاً (مریم ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بہشت میں پہنچے تو گوشہ چشم سے بھی نظر نہ فرمائی ما زاغ البصر وما طغیٰ (النجم ع ۱)

حضرت نوح ع پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت نوح علیہ السلام پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

۱ حضرت نوح علیہ السلام کو طوفانِ بلا میں کشتی حامل تھی بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا (ہود ع ۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفرِ معراج میں لطفِ آلٰہی وفضلِ نامتناہی حامل تھا سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ (بنی اسرائیل ع ۱)

حضرت ابراہیمؑ پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہِ ذیل حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلّت عطا ہوئی۔ واتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلاً (النسا ع ۱۸) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوبیت عطا ہوئی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آلِ عمران ع ۴)

نکتہ یہ راز قابلِ قدر ہے کہ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کو خلّت عطا ہوئی، اور یہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کو محبوبیت ملی جو آپ کے اتباع سے محبوب بنے۔

۲۔ حضرت ابراہیم

۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا (الصافات ع ۳) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے کیا۔ دنیا میں فلنولینک قبلۃً ترضٰھا (البقرۃ ع ۱۷) اور عقبیٰ میں ولسوف یعطیک ربک فترضٰی (الضحٰی)

۳ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظر ستارہ، چاند، آفتاب پر تھی فلما جن علیہ الیل راٰکوکبًا (الانعام ع ۹) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اُن سے بدرجہا ارفع وبلند تھی وھو بالافق الاعلیٰ (النجم ع ۱)

۴ حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطہ سے دوست کو پہنچے وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض (الانعام ع ۹) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بے واسطہ دوست کو ملے دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم ع ۱)

۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ولا تخزنی یوم یبعثون (الشعراء ع ۵) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم لا یخزی اللّٰہ النبیّ (التحریم ع ۲)

۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب درماندہ ہوئے تو کہا حسبی اللّٰہ (   ) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب درماندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا حسبُک اللّٰہ (الانفال ع ۸)

۷ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے پاس جا رہا ہوں انّی ذاھبٌ الیٰ ربی (الصافات ع ۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو لے جا رہا ہوں سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ (بنی اسرائیل ع ۱)

۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے ہدایت طلب کی سیھدین (الصافات ع ۳)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر طلب کے ہدایت دی گئی ویھدیک صراطاً مستقیما (الفتح ع ۱)

۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے خداوند! لوگوں کو کہہ دے کہ مجھے نیکی سے یاد کریں واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (الشعراء ع ۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے نیکی سے یاد فرمایا ورفعنا لك ذكرك (الانشراح)

۱۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام منادی حج کعبہ وبیابان تھے واذن فی الناس بالحج (الحج ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منادی ایمان واحسان وعرفان تھے ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان (آل عمران ع ۲۰)

۱۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایمان کے متعلق سوال کیا گیا اولم تؤمن (البقرہ ع ۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کی خود شہادت دی گئی امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون (البقرہ ع ۴۰)

حضرت یوسف پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہ ذیل حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تاویل احادیث وتعبیر خواب کا علم دیا گیا وکذلك یجتبیك ربك ویعلمك من تاویل الاحادیث (یوسف ع ۱) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو تحصیل مواریث وتفسیر کتاب کا علم دیا گیا۔ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا (فاطر ع ۴)

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت مصر پر بٹھایا گیا وکذلك مکنا لیوسف فی الارض (یوسف ع ۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو

تختِ جنت

تختِ جنت پر بٹھایا جائے گا واذا رایت ثم رایت نعیمًا وملکًا کبیرًا (الدہر ع ۱)

۳ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا جمال دیا گیا کہ مصر کی عورتوں نے غلبۂ شوق سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے، وقطعن ایدیھن وقلن حاش للہ ما ھذا بشرًا (یوسف ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کمال دیا گیا کہ ہزاروں کفار نے غلبۂ اشتیاق سے اپنے زنار کاٹ دیئے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا (النصر)

۴ حضرت یوسف علیہ السلام کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اجعلنی علیٰ خزائن الارض (یوسف ع ۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کے خزانوں کی چابیاں عنایت ہوئیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (الانبیاء ع ۷)

۵ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہدِ مملکت میں ایک سنہری پیمانہ ابن یامین کے متاع میں رکھا گیا قالوا نفقد صواع الملک (یوسف ع ۹) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ رسالت میں نورِ یقین مومنوں کے سینوں میں رکھا گیا افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہٖ (الزمر ع ۳)

حضرت موسےٰ پر فضیلت | آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہِ ذیل حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

۱ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا گیا وکلم اللہ موسیٰ تکلیمًا (النساء ع ۲۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرمِ راز میں ندیم بنایا گیا فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (النجم ع ۱)

۲ حضرت موسےٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کا لقاء حاصل کرنے کے لئے خود گئے ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا (الاعراف ع ۱۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود

حق تعالیٰ لے گیا سبحٰن الّذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً (بنی اسرائیل۔ع ۱)۔

۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر لے گئے اور صرف کلام کی وکلّم اللہ موسیٰ تکلیماً (النساء۔ع ۲۳) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کرسی نور پر لے گئے اور دیدار سے مشرّف کیا دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین اوادنیٰ (النجم۔ع ۱)

۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قُرب کا تذکرہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے اُنکی ستائش کی ہے وقرّبنٰہ نجیّاً (مریم ع ۴) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قُرب کا تذکرہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی ستائش کی ہے سبحٰن الّذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً (بنی اسرائیل۔ع ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی صفات میں قائم تھے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ذاتِ احدیت میں فنائے تام حاصل تھا۔

۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علامت کے نام سے یاد کیا گیا جاء موسیٰ (الاعراف۔ع ۱۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کرامت کے نام سے یاد کیا گیا بعبدہٖ لیلاً (بنی اسرائیل۔ع ۱)

۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی طلب کیا تو حکم ہوا لن ترٰنی (الاعراف۔ع ۱۷) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو بغیر طلب کے دیدار دیا گیا الم تر الی ربّک (الفرقان۔ع ۵)

۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے واسطے منّ اور سلویٰ اُتارا گیا وانزلنا علیکم المنّ والسلوٰی (البقرۃ۔ع ۶) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی امت کے واسطے ایمان وسکینہ اتارا گیا ھوالّذی انزل السّکینۃ فی قلوب المؤمنین

فی قلوب المؤمنین (الفتح ع ۱)

حضرت داؤد ؑ پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت داؤد علیہ السلام بھی فضیلت حاصل ہے۔

۱ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم کیا گیا والنا لہ الحدید (السبا ع ۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دل نرم کئے گئے جن کی سختی پتھروں سے بڑھ کر ہے فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ (البقرۃ ع ۹)

حضرت سلیمان ؑ پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہ ذیل حضرت سلیمان علیہ السلام پر بھی فضیلت ثابت ہے۔

۱ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر کی گئی ولسلیمٰن الریح غدوھا شہر و رواحھا شہر (السبا ع ۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ملائکہ مسخر کئے گئے یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملئکۃ مسوّمین (آل عمران ع ۱۳)

۲ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا کے ذریعے ایک دن میں دو مہینے کا سفر طے کرتا تھا غدوھا شہر و رواحھا شہر (السبا ع ۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تخت ملائکہ کے ذریعے لمحۃ البصر میں عرش پر چلا گیا فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم ع ۱)

حضرت عیسےٰ ؑ پر فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجوہ ذیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

۱ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان چہارم پر لے گئے بل رفعہ اللہ الیہ (النساء ع ۲۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوق العرش مقام قرب پر

پہنچایا گیا دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (النجم ع ۱)

۲ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم (آل عمران ع ۶) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک بلا واسطہ نورِ احدیت سے ظاہر کیا گیا قد جاء کم من اللہ نور (المائدہ ع ۳)

۳ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مردہ تنوں کو زندہ کرتے تھے واحی الموتیٰ باذن اللہ (آل عمران ع ۵) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مردہ دلوں کو زندہ فرماتے تھے اومن کان میتاً فاحییناہ (الانعام ع ۱۵)

۴ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے مائدہ نازل ہوا جس میں گوناگون طعام تھے ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء (المائدہ ع ۱۵) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مائدہ قرآن نازل کیا گیا جس میں بے شمار علوم ہیں ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین (الانعام ع ۷)

۵ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا مائدہ آخر قوم کے لئے عذاب کا باعث ہوا فانی اعذبہ عذاباً لا اعذبہ احداً من العٰلمین (المائدہ ع ۱۵) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مائدہ قوم کے واسطے رحمت کا باعث ہوا وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین (بنی اسرائیل ع ۹)

آپ کے خصائص شریف

حافظ ابو سعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرف المصطفےٰ میں آپ کے خصائص کی تعداد ساٹھ لکھی ہے۔ اور حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں سینکڑوں کی تعداد میں خصائص بیان کئے ہیں (سیرۃ النبی جلد سوم)

آپ کے چند

آپ کے چند خصائص کتاب معارج النبوۃ سے نقل کئے جاتے ہیں۔

۱ آپ کی روح پر فتوح سب سے پہلے پیدا ہوئی، اور وجود مبارک سب پیغمبروں سے بعد مبعوث ہوا چنانچہ فرمایا ہے نحن الاٰخرون السابقون۔

۲ حق تعالیٰ نے تمام انبیائے علیہم السلام سے عہد و میثاق لیا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پائیں تو ان کی متابعت اور اعانت کریں واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہ (آل عمران ع ۹) اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوکان موسٰی حیًا لما وسعہ الا اتباعی۔

۳ حق تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو اُن کے ناموں سے یاد کیا ہے مثلاً یاٰدم اسکن (البقرۃ۔ع ۴) یٰنوح اھبط (ھود۔ع ۴) یاابرٰھیم اعرض (ھود۔ع ۷) یٰموسٰے انی اصطفیتك (الاعراف۔ع ۱۷) یٰداؤد انا جعلنٰك (ص۔ع ۲) یٰزکریا انا نبشرك (مریم ع ۱) یٰیحیٰی خذ الکتٰب (مریم۔ع ۱) یٰعیسی ابن مریم اذکر نعمتی (المائدہ۔ع ۱۵) لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لقب و تعریف سے یاد فرمایا یاایھا النبی جاھد الکفار (التحریم۔ع ۲) یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك (المائدہ۔ع ۱۰) اور اگر کہیں حضور کو نام سے یاد کیا ہے تو ساتھ ہی صفت رسالت کو ضم کیا ہے۔ مثلاً محمد رسول اللہ (الفتح۔ع ۴) وما محمد الا رسول (آل عمران۔ع ۱۵)

منقول ہے کہ قیامت کے دن تمام امتوں کو اُن کے پیغمبروں کے ناموں سے یاد کریں گے۔ مثلاً یا امت نوح۔ یا امت ابرٰھیم۔ لیکن امت محمدیؐ کو یا اولیائی کے خطاب سے یاد فرماویں گے۔

۴ پہلی امتوں کو جائز تھا کہ اپنے پیغمبروں کو نام لے کر بلا ویں مثلاً یا موسیٰ یا نوح وغیرہ۔ لیکن اس امت کو جائز نہیں کہ آپ کو نام لے کر بلاویں، کیونکہ اوائل میں صحابہ کرام رضہ آپ کو یا محمد۔ یا ابوالقاسم کہکر بلاتے تھے تو حکم نازل ہوا لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا (النور ع ۹)

۵ آپ کو جوامع الکلم عطا کیا گیا، فرماتے ہیں اوتیت جوامع الکلم یعنی کلام قلیل اللفظ کثیر المعنے۔

۶ آپ کو نصرت بارعب عطا کی گئی کہ ایک مہینے کے راستے سے دشمن آپ کے رعب سے ڈر کے مارے کانپتے تھے۔ فرمایا ہے نصرت بالرعب مسیرۃ شہر اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وقذف فی قلوبہم الرعب (الحشر ع ۱)

۷ مال غنیمت آپ پر حلال کیا گیا۔ فرمایا ہے احلت لی الغنائم پہلے انبیاء کے وقت مال غنیمت کو آسمان سے آگ آکر جلا جاتی تھی۔

۸ آپ کے لئے تمام زمین کو مسجد بنایا گیا جہاں چاہیں عبادت کریں فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (البقرۃ ع ۱۴) فرمایا ہے جعلت لی الارض وترابہا طہورًا۔ اور آپ کو تیمم کی رخصت دی گئی۔

۹ آپ کو تمام مخلوق جن وانس کی طرف مبعوث کیا گیا تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰے عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا (الفرقان ع ۱) آپ نے بصیغۂ تعمیم فرمایا ہے بعثت الی الخلق کافۃً۔

۱۰ آپ کے وجود مبارک پر سلسلۂ نبوت ورسالت ختم کیا گیا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب ع ۵)

۱۱ آپ کو تمام عالمیان جن، انس، ملائکہ، شیاطین، دواب وغیرہ کیلئے رحمت بنا کر

رحمت بنا کر بھیجا گیا وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (الانبیاء ع ۷)

معجزا

حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سراپا اعجاز تھی، آپ سے اس قدر معجزات صادر ہوئے ہیں جن کا احصا کسی طرح ممکن نہیں، چند ایک معجزوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

معجزہ قرآن مجید | یہ قرآن مجید آپ کے اعظم واعلے واشہر واظہر معجزات سے ہے جس پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔

قاضی عیاض رح شفا میں لکھتے ہیں کہ باعتبار بلاغت کے قرآن مجید میں سات ہزار سے اوپر معجزات ہیں، اور بڑا معجزہ اس کا یہ ہے کہ مشتمل ہے اوپر اخبار آئندہ یعنی پیشنگویوں اور اوپر قصص انبیائے پیشیں، اور امم سابقین کے، اور لحوقِ خوف ورعب قلبِ سامعین، وحصولِ ذوق وشوقِ قاری وسامع اور اجتماع حقائق ومعارف ودلائل وبراہین واحکام وشرائع وخیرات وحسنات کے، اور کل باتیں جو ازل سے ابد تک ہوئیں یا ہوں گی سب اس میں موجود ہیں فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ولا رطبٍ ولا یابسٍ الا فی کتٰبٍ مبین (الانعام ع ۷)

قرآن مجید خود اپنے وجوہِ اعجاز بیان کرتا ہے۔ مثلاً فصاحت وبلاغت کے متعلق فرماتا ہے قرآنًا عربیًّا غیر ذی عوج (الزمر ع ۳) یکسانی وعدم اختلاف کے بارہ میں فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا (النساء ع ۱۱) قوتِ تاثیر کے متعلق فرماتا ہے ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغن النذر (القمر ع ۱) تعلیم

وہدایت کے متعلق فرماتا ہے انّ ھٰذا القرآن یھدی للّتی ھی اقوم (بنی اسرائیل ع ۱)
لاجواب وبے مثل ہونے کے بارہ میں فرماتاہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علٰی
ان یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیرًا
(بنی اسرائیل۔ع ۱۰) حفظ وبقا کے متعلق فرماتا ہے انا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ
لحٰفظون (الحجر۔ع ۱) قوتِ دلائل کے متعلق فرماتا ہے قل فللّٰہ الحجۃ البالغۃ
(الانعام۔ع ۱۸)

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کا ایک ظاہر اور
ایک باطن ہے، اور پھر اُس کے باطن کے بھی باطن ہیں یہاں تک کہ سات باطن ہیں
یعنی معانی درمعانی، پس اُن میں تین معنے تک خلق کو رسائی ہے، اور چار معنے سوائے
اللہ اور اُس کے رسولؐ کے کوئی جان نہیں سکتا۔
یہی وجہ ہے کہ آج تک ہزاروں تفاسیر لکھی جاچکی ہیں مگر معانی ومطالب اُس کے
ختم نہ ہوئے اور نہ ختم ہوں گے۔ ہ

عبارا تنا شتّے وحسنک واحد وکلّ الیٰ ذاک الجمال یشیر

معجزہ معراج شریف | معراج کے مشاہدات میں شیون وصفات کی جلوہ انگیزی اور آیاتِ لغہ
کی نیرنگی جو کچھ آپ نے دیکھی وہ بیان سے باہر ہے، اور وہ کب تحریر میں سما سکتی ہے
جبکہ دیدارِ الٰہی کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علّمہ شدید
القویٰ ذومرّۃ فاستویٰ وھو بالافق الاعلےٰ ثمّ دنا فتدلّٰی فکان قاب
قوسین او ادنٰی فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ما کذب الفؤاد ما رایٰ افتمٰرونہ
علیٰ ما یریٰ ولقد راٰہ نزلۃً اخریٰ عند سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنّۃ الماویٰ
اذ یغشے السدرۃ ما یغشٰے ما زاغ البصر وما طغیٰ لقد رایٰ من اٰیٰت ربّہ الکبریٰ
(النجم۔ع ۱)

(النجم ع ۱)

صحیح بخاری کتاب التوحید میں حضرت انس رضہ سے جو روایت ہے اُس کے آخر میں ہے

حتی جاء سدرۃ المنتھی و دنا الجبار رب العزۃ فتدلّٰی حتیٰ کان منہ قاب قوسین او ادنیٰ۔

معجزہ شق القمر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا قرآن مجید میں مذکور ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر (القمر ع ۱)

شق قمر کا واقعہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند احمد حنبل، مسند طیالسی، مستدرک حاکم، دلائل بیہقی، دلائل ابو نعیم میں بتصریح تمام مذکور ہے صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، انس بن مالکؓ، جبیر بن مطعمؓ، علی بن ابیطالبؓ، حذیفہ بن یمانؓ وغیرہ نے اِس واقعہ کی روایت کی ہے۔ اِن میں سب سے صحیح اور مستند تر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے جو صحیح بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں مروی ہے۔ وہ اِس واقعہ کے وقت موقع پر موجود تھے، اور اِس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں انشق القمر و نحن مع النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بمنیٰ فقال اشھدوا و ذھبت فرقۃ نحو الجبل (بخاری و ترمذی تفسیر سورہ القمر و صحیح مسلم)

عام معجزات آپ کا امی ہونا یعنی ظاہری تعلیم اور نوشت و خواند کے داغ سے پاک ہونا، اور آپ کا بغیر کسی پہرہ دار کے مکائد اعداء سے محفوظ رہنا، اور جنات کا آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرنا، آپ کا شق صدر ہونا، آپ کا مبارک قدم ہونا، ستون حنانہ کا آپ کے فراق میں رونا، تاثیر وعظ سے منبر کا

ہلنا، چٹان کا پارہ پارہ ہو جانا، درختوں اور پہاڑوں سے سلام کی آواز آنا، آپ
کے جلال سے کوہ احد کا ہلنا، آپ کے اشارہ سے بتوں کا گر جانا، کھانوں سے
تسبیح کی آواز آنا، درختوں کا چلنا، آپ کے بلانے سے خوشہ خرما کا چلا آنا،
بے دودھ بکری کا شیر دار ہو جانا، سست گھوڑے کا تیز رفتار ہو جانا، اندھیرے
میں روشنی ہونا، جانوروں کا آپ کو سجدہ کرنا، بیماروں کا شفا پا جانا،
اندھے کا بینا ہو جانا، گونگے کا بولنا، ایک جلے ہوئے بچے کا اچھا ہونا،
جنون کا دور ہونا، دعاؤں کا قبول ہونا، تھوڑے طعام سے جماعت کثیر کا
سیر ہو جانا، چھوہارے کے ڈھیر کا بڑھ جانا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا،
اور غیبی خبروں پر اطلاع پانا، اور ایسی پیشنگویاں کرنا جو بالکل سچی ہوئیں،
مثلاً آغازِ اسلام میں فتوحاتِ عظیمہ کی اطلاع دینا، قیصر و کسریٰ کی بربادی کی
خبر دینا، ابو صفوان کے قتل کی خبر دینا، مقتولین بدر کی نام بنام خبر دینا، فاتح
خیبر کی تعیین کرنا، حضرت فاطمہ زہراؓ کی وفات کی خبر دینا، اپنی وفات کے متعلق
بہت پہلے اطلاع دینا، فتح یمن کی خبر دینا، فتح شام کی خبر دینا، فتح عراق کی خبر
دینا، خوزستان اور کرمان کی فتوحات اور ترکوں سے جنگ کی خبر دینا، فتح مصر
کی بشارت دینا، غزوہ ہند کی خبر دینا، بحر روم کی لڑائیوں کی اطلاع دینا، فتح
بیت المقدس کی خبر دینا، فتح قسطنطنیہ کی بشارت دینا، فتح روم کا اشارہ کرنا،
فاتح عجم کا اشارہ کرنا، مرتدین کی اطلاع کرنا، حضرت زینب رضہ کی وفات کی
اطلاع دینا، ام ورقہ کو شہادت کی خوشخبری دینا، بارہ خلیفوں کے ہونے کی خبر
دینا، خلافت راشدہ کی مدت بیان کرنا، شیخین کی خلافت کی خبر دینا، مسلمانوں
کو دولت کی کثرت اور فتنوں کے ظہور سے آگاہ کرنا، فتنۂ مشرق کی جانب سے

صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام، صحیح مسلم باب لوعینیہ باہل مصر، سنن نسائی کتاب الجہاد، صحیح بخاری باب الرویا فی النہار،
صحیح بخاری باب الجزیہ، جامع ترمذی کتاب الفتن، مسند احمد، صحیح بخاری باب الہجرۃ، صحیح بخاری حدیث حوض کوثر،
صحیح مسلم فضائل زینب، سنن ابی داؤد باب الامامۃ، صحیح مسلم کتاب الامارۃ، جامع ترمذی کتاب الفتن، صحیح بخاری کتاب المناقب۔
صحیح بخاری کتاب الفتن، ...

اُٹھنے کی خبر دینا ، حضرت عمر رض و حضرت عثمان رض کی شہادت کی خبر دینا ، حضرت علی المرتضیٰ کی مشکلات اور شہادت کی خبر دینا ، جنگِ جمل کی خبر دینا ، جنگِ صفین کی خبر دینا ، حضرت عمار کی شہادت کی خبر دینا ، حضرت امام حسن رض کے متعلق خبر دینا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں مصالحت کروائے گا ، یزید کی تخت نشینی کی بلا کے اسلام پر وارد ہونے کی اطلاع دینا ، حضرت امام حسین رض کی شہادت کی خبر دینا ، خوارج کے ہونے کی اطلاع دینا ، حجاز میں ایک آگ کے ظاہر ہونے کی خبر دینا ، چار دوروں کے بعد انقلاب آنے کی خبر دینا ، جھوٹے مدعیانِ نبوت کے متعلق خبر دینا ، منکرینِ حدیث کے بارہ میں خبر دینا ، علاقہ نجد میں شیطان کا سینگ پیدا ہونے کی اطلاع دینا ، غرضیکہ آپ کے معجزات کا شمار کرنا حیطہ امکان سے باہر ہے ۔

عملیات

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملیات کتبِ حدیث میں مذکور ہیں چند ایک لکھے جاتے ہیں ۔

برائے دفعیہ کرب | صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کسی کو کوئی مصیبت یا کرب پیش آئے تو یہ دعا پڑھے لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم رب السماوات السبع ورب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اللّٰھم انی اعوذ بک من شر عبادک حسبنا اللہ ونعم الوکیل (الدار والدوار)

برائے رفع ہم و غم | حضرت عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی غم یا فکر یا رنج ہوتا تو یہ پڑھا کرتے یا حی یا قیوم برحمتک استغیث (الدار والدوار بحوالہ ترمذی ونسائی)

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بدر کے دن کچھ دیر قتال کر کے میں آیا کہ دیکھوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے ہیں؟ دیکھا تو آپ سجدہ میں پڑے ہوئے یا حیّ یا قیّوم کہہ رہے تھے ۔ میں چلا گیا ۔ پھر دوبارہ آیا تو یہی پڑھ رہے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی ۔ (سنن نسائی)

صاحب الدّار والدّوا ر نے لکھا ہے کہ میں نے اس کا تجربہ کیا ۔ اور صحیح پایا یہ کلمہ اسم اعظم ہے ، بلکہ فقیر شرافت عفی عنہ خود بھی اس اسم اعظم کے کمالات سے مستفیض ہے

برائے دفعیہ فزع | حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واسطے دفع کرنے گھبراہٹ کے یہ کلمات سکھاتے تھے اعوذ بکلمات اللّٰہ التّامّات من غضبہٖ وعقابہٖ وشرّ عبادہٖ ومن ھمزات الشّیاطین وان یحضرون ۔ (سنن ابی داؤد ۔ جامع ترمذی)

برائے ادائگی قرض | حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا ایک اوقیہ سونا قرض تھا ، اس نے ان کو حبس کر رکھا تھا ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھکو ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ اگر تجھ پر مثل کوہ ثبیر کے قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے ۔ اے معاذ اللہ سے یہ دعا کر اللّٰھمّ مٰلک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممّن تشاء وتعزّ من تشاء وتذلّ من تشاء بیدک الخیر انّک علیٰ کلّ شیءٍ قدیر تولج الیل فی النّھار وتولج النّھار فی الیل وتخرج الحیّ من المیّت وتخرج المیّت من الحیّ وترزق من تشاء بغیر حساب رحمٰن الدّنیا والاٰخرۃ ورحیمھما تعطی من تشاء منھما وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک (الدّار والدّواء بحوالہ الطبرانی)

برائے نظر بد | سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر غسل کی حالت میں لگ گئی ۔ آنحضرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہل رضہ کے سینے پر ہاتھ مار کے پڑھا بسم اللہ اللھم اذھب حرھا وبردھا ووصبھا پھر فرمایا کہ قم باذن اللہ چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

برائے محروق | محمد بن حاطب رضہ کہتے ہیں کہ میں نے دیگ اٹھائی، میرا ہاتھ جل گیا، میری والدہ مجھکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لےگئی آپ نے کچھ پڑھ کر دم کردیا، جس کو میں نے نہ سمجھا، میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھتے تھے؟ کہا اذھب الباس رب الناس اشف انت الشافی لاشافی الا انت (الدّار والدّوا، بحوالہ نسائی واحمد)

برائے قضائے حاجات | حضرت سعد بن ابی وقاص رضہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مچھلی کے پیٹ میں ذوالنون ع کی یہ دعا تھی لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین (الانبیاء ۔ ع ۶) کوئی مسلمان کسی شئے میں کبھی یہ دعا نہیں کرتا مگر کہ اللہ تعالٰے اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

(ہذا لفظ الترمذی قال الحاکم صحیح الاسناد)

دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے یا مومنین کے واسطے عام ہے؟ تو فرمایا کہ کیا تو نے اللہ تعالٰی کی بات نہیں سنی ونجینٰہ من الغم وکذٰلک ننجی المؤمنین (الانبیاء ۔ ع ۶) (الدّار والدّوا، بحوالہ مسند احمد ومسند ابویعلٰے)

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے چار باب میں فرمایا ہے کہ جو عمل کہ حصول مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اس کو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین حضرت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا، ذوالنون کی ہے، کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی، جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دعا کرے گا، قبول ہوگی، اور حق یہ ہے کہ یہ دعا، نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے، جس امر میں چاہے اس آیت سے دعا کرے، اور مشائخ رضی اللہ عنہم اس کی سرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں، اور طریقہ دعا کا انہوں نے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے، آسان تر دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے، اور اگر نہ ہوسکے تو بارہ سو بار پڑھے، اول و آخر چند بار درود شریف پڑھ لے، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے، خلاصہ یہ کہ اس کی قوت تاثیر میں کچھ شک نہیں، اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی، اور مشائخ رحمہم اللہ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے، قرآن کریم میں اس کی شان میں وارد ہے فاستجبنا لہ (شفاء العلیل فصل ہشتم)

مکتوبات

آپ نے مختلف ملوک و سلاطین و مشاہیر روسائے وقت کو شمہ میں تبلیغی خطوط روانہ فرمائے، بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض نے نہ کیا، یہاں آپ کے بعض مکتوب درج کئے جاتے ہیں۔

مکتوب شاہِ روم کے نام	بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی

ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین ویا اھل الکتٰب

ویا اھل الکتب تعالوا الی کلمۃٍ سواءٍ بینا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہٖ شیئًا و لا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (صحیح بخاری) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہرقل شاہِ روم کے نام ، جو ہدایت کا پیرو ہو اُس پر سلام ہو ۔ اس کے بعد میں تم کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ تاکہ تم سلامت رہو ، تم کو اللہ تعالیٰ دو اجر دیوے گا ، اور اگر تم نے نہ مانا تو تمام دیہاتی زمینداروں یعنی رعیت کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا ، اور اے اہل کتاب آؤ ہم تم ایک ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے کہ خدا تعالیٰ کے بغیر کسی دوسرے کی پرستش نہ کریں ، اور اس کے ساتھ کسی دوسری طاقت کو شریک نہ بنائیں ، اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو مربی نہ ٹھیرائیں ، اگر اس بات کو بھی تم نہ مانو پس کہدو کہ شاہد رہو کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں ۔

مکتوب شاہِ حبش کے نام | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبش اما بعد فانی احمد الیک اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن واشھد ان عیسٰی بن مریم روح اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم البتول الطیبۃ الحصینۃ فحملت بعیسٰی فخلقہ من روحہ ونفخہ کما خلق اٰدم بیدہ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لا شریک لہ والموالات علی طاعتہ وان تتبعنی وتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وانی ادعوک وجنودک الی اللہ تعالٰی وقد بلغت نصیحتی وقد بعثت الیکم ابن عمی جعفرا ومعہ نفر من المسلمین والسلام علٰی

من اتبع الھدٰی ۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے
نجاشی شاہِ حبش کے نام ، اس کے بعد میں تمہارے روبرو خدا کی تعریف کرتا ہوں
جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں ، وہ مالک پاک بہتر امان دینے والا اور پناہ میں
لینے والا ہے ۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسےٰ بن مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ
ہے ۔ جس کو خدا تعالیٰ نے مریم بتول پاکباز اور عفیفہ کی طرف ڈالا ۔ پس اُس سے
مریم حاملہ ہوئی ، اور خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی روح اور نفخ سے پیدا کیا ، جس طرح کہ
آدم ؑ کو اپنے ہاتھ سے ، اور کہ میں تم کو خدائے واحد لاشریک کی طرف بلاتا ہوں
اور اس کی طاعت کی محبّت کی طرف ۔ اور یہ کہ تو میری تابعداری کرے ۔ اور جو کچھ
میں لایا ہوں اُس پر ایمان لاوے ، کیونکہ میں یقیناً خدا کا فرستادہ ہوں ۔ اور
میں تجھے اور تیرے تمام لشکر کو اسی خدا کی طرف بلاتا ہوں میں نے تم کو تمام پیغام
حق پہنچا دیا ۔ اور حق نصیحت ادا کر دیا ۔ تو میری نصیحت قبول کر ۔ میں نے تمہارے
پاس اپنے چچیرے بھائی جعفر اور چند دوسرے مسلمانوں کو بھیجا ہے ، جو ہدایت کا
تابعدار ہو اُس پر سلام ہو ۔

یہ خط عمرو بن امیۃ الضمری رضؓ کے حوالہ کیا گیا ، اور وہ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ
حبش کو روانہ ہو گئے اور نجاشی مسلمان ہوا ۔

مکتوب شاہِ اسکندریہ و مصر کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ من محمد
عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ اما بعد
فانی ادعوك بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یؤتك اللہ اجرك مرتین فان
تولیت فعلیك اثم القبط و یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا
وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرك بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من
دون اللہ

د وزالله فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون مہر [محمد رسول اللہ]

یہ خط آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رض کے ہاتھ بھیجا -
مقوقس نے اس خط کو پڑھکر ڈبہ میں ڈال کر اپنی لونڈی کے حوالہ کیا کہ محفوظ رکھو
صاحب ناسخ التواریخ لکھتا ہے کہ یہ خط مصر سے بسبب اس مذہبی تعلق کے جو
مصریوں کو بسبب فاطمی ہونے کے ایرانیوں سے تھا، ایران میں آیا، اور وہاں
سے اہل ایران نے خلیفۃ المسلمین شاہ روم کو تحفۂ بھیجا، اور وہ اب تک قسطنطنیہ
کے شاہی خزانہ میں محفوظ ہے"

اس کا عکس بھی شایع ہو چکا ہے اور دفتر بیت العلوم لاہور سے مل سکتا ہے (مکتوبات نبوی)
آج کل جو اس مکتوب شریف کا عکس شایع ہوا ہے اس پر اس کی سند اس طرح پر
تحریر ہے کہ

"یہ خط جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۷ ھ میں حاطب بن ابی بلتعہ
عمرو بن عمیر بن سلمہ رض کے ہاتھ مہر لگا کر عظیم القبط (مصر کے بادشاہ) مقوقس کے پاس
ارسال فرمایا تھا، یہ مبارک خط ایک فرانسیسی سیاح نے سفر قبط کے سلسلے میں
۱۲۷۴ھ میں مصر کے شہروں میں سے اخمیم کے گرجا میں ایک قبطی راہب کے پاس
سے دو ہزار روپیہ کو ہدیہ لیا تھا، اور سلطان عبد الحمید خاں والی دولت عثمانیہ
کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا، اور ہدیۃً پیش کیا، سلطان نے اُسے نہایت
حفاظت سے دیگر تبرکات نبوتیہ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رہنے کا حکم صادر فرمایا اور
بعد اس کے عربوں کی درخواست کرنے پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ مدینہ شریف
بھیجدیا، اور مدینہ شریف سے حاجی فضل کریم صاحب اس کا چربہ لے کر ہندوستان
میں آئے۔

نیز شرافت عفا اللہ عنہ کے پاس کتاب قطعات العربیہ میں مکتوب شریف نبوی کا عکس موجود ہے۔

معاہدات

مواہب اللدنیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ معاہدات بھی تحریر ہیں، جو آپ نے وقتاً فوقتاً لوگوں کو لکھکر دیئے۔

امن نامہ یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ تین سو آدمیوں کو ساتھ لئے تبوک میں حاضر ہوا، اور جزیہ دینا قبول کر کے صلح کا پیغام پیش کیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے یہ امن نامہ لکھکر اُس کو عنایت فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھٰذہ امنۃ من اللہ ومحمد النبی رسول اللہ لیوحنا بن روبہ واھل ایلہ اساقفتہم سائرھم فی البر والبحر لھم ذمۃ اللہ و ذمۃ النبی ومن کان معہ من اھل الشام واھل الیمن واھل البحر فمن احدث منہم حدثا فانہ لا یحول مالہ دون نفسہ وانہ طیب لمن اخذہ من الناس وانہ لا یحل ان یمنعوا ماء یریدونہ ولا طریقا یریدونہ من بر او بحر۔ انتہی۔ یعنی یہ امن نامہ ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یوحنا بن روبہ اور ساکنانِ ایلہ کے پادریوں اور باقی لوگوں کے لئے جو خشکی اور تری میں ہوں وہ اللہ اور اُس کے نبی کی امان میں ہیں، اس عہدنامہ کے بعد اگر کوئی شخص نئی بات کا مرتکب ہوگا یعنی عہد کو توڑے گا، تو اس کے مال وجان خطرہ میں پڑ جائیں گے، کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی، اور ان کا مال مسلمانوں کے لئے حلال طیب ہوگا، اور یہ کہ ان کو کسی پانی کے چشمے سے جس پر وہ وارد ہوں یا کسی راستہ خشکی و تری سے جن پر

وہ چلنا چاہیں

وہ چلنا چاہیں روک ٹوک نہ ہوگی ۔

عہدنامہ جہیم بن الصلت رض اور شرحبیل بن حسنہ رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تحریر کرکے روبہ والوں کے حوالے کیا ۔

عہدنامہ | اہل جربا اور اذرح وفد کی صورت میں بمقام تبوک حاضر خدمت ہوئے، اور صلح ومصالحت کا پیغام دیا، اور جزیہ کی رقم پیش کی، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عہدنامہ ان کو لکھدیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھٰذا کتاب من محمد النبیّ رسول اللہ لاھل اذرح وجربا انھم اٰمنون بامان اللہ وامان محمدؐ وانّ علیھم مائۃ دینار فی کل رجب وافیۃ طیبۃ واللہ کفیل علیھم بالنصح والاحسان الی المسلمین ومن لجأ الیھم من المسلمین فی المخافۃ والتعذیر ۔ یعنی یہ تحریر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے جو اللہ کے نبی اور رسول ہیں اہل اذرح وجربا کے نام کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں آئے، اور سال کے بعد ہر ایک ماہ رجب میں وہ ایک سو اشرفی پوری جو مسلمانوں کے لئے حلال طیب ہے ادا کیا کریں گے، اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے احسان اور ہمدردی کا اظہار کریں گے، اور اگر کوئی مسلمان کسی خوف اور گھبراہٹ کے وقت ان کے پاس پناہ لے گا تو اس کی مدد کریں گے ۔

ہدایات

اب دو مکتوب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے لکھے جاتے ہیں جن میں اسلامی ہدایات ہیں جن کو طبری اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے ۔

ہدایت نامہ | عبداللہ بن ابوبکرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب بنی حارث کا وفد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت سے واپس چلا گیا، تو آپ نے عمرو بن حزم الانصاری اور ایک شخص بنی نجار میں سے ان کے پاس بغرض تعلیم دین اور سنن سیّد المرسلین اور وصولی صدقات مامور کیا، اور ان کو یہ ہدایت نامہ لکھوا کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم هذا بیان من اللہ ورسوله یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود عقد من محمد النبی لعمرو بن حزم حین بعثه الی الیمن امره بتقوی اللہ فی امره کله فان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون وامره ان یاخذ بالحق کما امره به اللہ وان یبشر الناس بالخیر ویامرهم به ویعلم الناس القرآن ویفقههم فی الدین وینهی الناس ولا یمس احد القرآن الا وهو طاهر ویخبر الناس بالذی لهم وبالذی علیهم ویلین الناس فی الحق ولا یشتد علیهم فی الظلم فان اللہ عزوجل کره الظلم ونهی عنه وقال الا لعنة اللہ علی الظالمین ولیبشر الناس بالجنة وبعملها وینذر النار وبعملها و یستالف الناس حتی یتفقهوا فی الدین ویعلم الناس معالم الحج و سنة وفریضة وما امر اللہ به فی الحج الاکبر والحج الاصغر وهو العمرة وینهی الناس ان یصلی احد فی ثوب واحد صغیر الا ان یکون ثوبا واحدا یثنی طرفه علی عاتقه وینهی ان یحتبی احد فی ثوب واحد ویفضی بفرجه الی السماء وینهی ان لا یعقص احد شعر راسه اذا عفا فی قفاه وینهی اذا کان بین الناس هیج عن الدعاء الی القبائل والعشائر ولکن دعاؤهم الی اللہ وحده لا شریک له فمن لم یدع الی اللہ ودعا الی القبائل والعشائر فلیقطعوا بالسیف حتی یکون

دعاؤهم

دعاؤهم الی اللہ وحدہ لاشریك له ویامر الناس باسباغ الوضوء وجوههم وایدیهم الی المرافق وارجلهم الی الکعبین ویمسحون برءوسهم کما امر الله عزوجل وامر للصلوٰۃ لوقتها واتمام الرکوع والخشوع ویغلس بالفجر ویهجر بالهاجرۃ حین یمیل الشمس وصلوٰۃ العصر والشمس فی الارض مدبرۃ والمغرب حین یقبل اللیل لا تؤخر حتی تبدؤ النجوم فی السماء والعشاء اول اللیل فیامر بالسعی الی الجمعۃ اذا نودی لها والغسل عند الرواح الیها وامرہ ان یاخذ من المغانم خمس الله وما کتب الله علی المؤمنین صدقۃ من العقار عشر ما سقی البعل وما سقت السماء وما سقی الغرب نصف العشر و فی کل عشر من الابل شاتان وفی کل عشرین من الابل اربع شاۃ وفی کل اربعین من البقر بقرۃ وفی کل ثلاثین من البقر تبیع جذع او جذعۃ وفی کل اربعین من الغنم سائمۃ شاۃ فانها فریضۃ الله التی افترض الله عزوجل علی المؤمنین فی الصدقۃ فمن زاد خیرا فھو خیر له وانه من اسلم من یهودی او نصرانی اسلاما خالصا من نفسه ودان دین الاسلام فانه من المؤمنین له مثل ما لهم وعلیه مثل ما علیهم ومن کان علی نصرانیۃ ویهودیۃ فانه لا یفتن عنها وعلی کل حالم ذکرا او انثی حرا وعبد دینار واف او عرضه ثیابا فمن ادی ذالك فان له ذمۃ الله وذمۃ رسوله ومن منع ذالك فانه عدو لله ولرسوله وللمؤمنین جمیعا (تاریخ کبیر) یعنی یہ بیان اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے ہے ، اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو ، یہ عہد نامہ حضرت محمد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے عمرو بن حزم کے نام ہے جبکہ اس کو یمن کی طرف بھیجا گیا ، میں اس کو ہر معاملہ میں خدا سے ڈرنے کا حکم

دیتا ہوں، کیونکہ خدا تعالیٰ انہیں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں، اور احسان
کریں، اور میں اس کو حکم دیتا ہوں کہ وہ حق بات کو جس کا خدا تعالیٰ نے امر کیا ہے ہر
حالت میں اختیار کرے، اور لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی خوشخبری سنائے اور اسی کا
ان کو حکم دے، لوگوں کو قرآن شریف پڑھائے اور دین میں واقفیت بہم پہنچائے
اور پاکیزگی میں لوگوں کو قرآن شریف چھونے کی اجازت دے، اور لوگوں کو مفید
چیزوں کی ترغیب دے، اور منکرات سے بچائے، اور حق بتلانے میں نرمی اختیار
کرے، اور لوگوں پر بیجا ظلم نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو بُرا سمجھتا اور روکتا
ہے، جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو، اور لوگوں کو جنت
اور اس کے اعمال کی بشارت دے، اور دوزخ اور اس کے اعمال سے ڈرائے، اور لوگوں
سے اُنس و محبت سے پیش آئے، تا کہ لوگ دین سے واقفیت حاصل کریں، اور
لوگوں کو حج کے احکام سکھائے، اور سنن و فرائض جو کچھ حج اور عمرہ کی نسبت ہیں
کھول کر بیان کرے، اور لوگوں کو ایک کپڑے میں نماز سے روکے، ہاں اگر چادر
دونوں مونڈھوں پر ڈالی جائے اور شرمگاہ ننگی نہ ہونے پائے تو کوئی خوف نہیں،
اور بالوں میں جو پیچھے چھوڑے ہوئے ہوں جوڑا کرنے سے روک دے، اور جب
لوگوں میں دنیاوی قبائل و عشائر کی طرف رغبت دیکھے تو ان کو اللہ واحد لاشریک
کی طرف دعوت دے، اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر رسوم بد کا پیچھا کریں، ان کو تلوار
سے سیدھا کرے، تا کہ وہ دنیا پر دین کو مقدم کریں، اور لوگوں کو وضو میں
خاص کوشش سے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پاؤں کو ٹخنوں تک
دھونے کی اور سر کے مسح کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہدایت کرے، اور
وقت پر نماز ادا کرنے اور رکوع اور خشوع میں تاکید رکھے، صبح کی نماز منہ اندھیر

اور دوپہر کی نماز

دوپہر کی نماز جب سورج ڈھلے ، اور عصر کی نماز جب سورج زمین کی طرف رخ
کرے اور مغرب کی نماز جب رات شروع ہو جائے ، قبل اس کے کہ ستارے نمودار
ہوں ، اور عشا اول حصہ رات میں ادا کی جائے ، اور جب جمعہ کی اذان ہو جائے
تو لوگوں کو جلدی آنے کا ، اور قبل از روانگی غسل کا حکم دے ، اور میں اس کو حکم
دیتا ہوں کہ غنیمت کے مال سے خمس اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا
ہے ، زمین زرعی کا دسواں حصہ جو نہری یا بارانی ہو وصول کرے ، اور جو چاہی
ہو اس سے بیسواں حصہ لے ، ہر دس اونٹ میں دو بکریاں ، اور ہر بیس میں
چار ، اور ہر چالیس گائے میں سے ایک گائے ، اور تیس گائے میں سے ایک
بچھڑی یا بچھڑا دو سالہ ، اور ہر چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک بکری ،
یہ وہ فرض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کے لئے مقرر کیا ہے ، اور جو اس سے
زیادہ کرے اس کے لئے بہتر ہے ، اور جو نصرانی یا یہودی سچے دل سے مسلمان
ہو ، اور اسلامی ارکان بجا لائے ، اس کو مسلمان سمجھا جائے ، اور اس کے تمام
حقوق مسلمانوں کے سے ہوں گے ، اور جو اپنے مذہب نصرانیت یا یہودیت پر قائم
رہے ، اس پر کسی طرح کی جبر و تعدّی نہ کی جائے کہ وہ اس کو چھوڑ دے ، اور
ایسے لوگوں سے خواہ اصیل ہوں یا غلام ، مرد ہوں یا عورت ، ایک اشرفی سالانہ
لی جائے ، یا اس کی ہم قیمت اور کوئی سامان کپڑا وغیرہ قبول کر لیا جائے ، پس
جب یہ دے دیوے تب وہ خدا اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے ، اور جو
انکار کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے ۔

ہدایت نامہ | یہ ہدایت نامہ قوم نصاریٰ کی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی تمام امت کو فرمایا ہے ۔

بسم الله الرحمن الرحیم هذا کتاب کتبه محمد بن عبد الله الی الناس
اجمعین رسوله مبشرًا ونذیرًا ومؤتمنًا علی ودیعة الله فی خلقه لئ
یکون للناس حجة بعد الرسل وکان الله عزیزًا حکیمًا۔ کتبه لاهل ملة النصا
ولمن ینحل دین النصرانیة من مشارق الارض ومغاربها قریبها وبعیده
فصیحها واعجمها معروفها ومجهولها جعل لهم عهدًا فمن نکث العهد الذی
فیه وخالفه الی غیره وتعدی ما امره کان لعهد الله ناکثًا ولمیثاقه ناقضً
وبدینه مستهزئًا وللعنة مستوجبًا سلطانًا کان ام غیره من المسلمین وان
احتمی راهب او سائح فی جبل او واد او مغارة او عمران او سهل او رمل او
بیعه فانا اکون من ورائهم اذب عنهم من کل غیرة لهم بنفسی واعوانی
اهلی وملتی واتباعی لانهم رعیتی واهل ذمتی وانا اعزل عنهم الاذی
فی المؤن التی یحمل اهل العهد (کذا) من القیام بالخراج الا ما طابت لـ
نفوسهم ولیس علیهم جبر ولا اکراه علی شئ من ذالک ولا یغیر اسقف من اسقفی
ولا راهب من رهبانیة ولا حبیس من صومعته ولا سائح من سیاحته ولا یهد
بیت من بیوت کنائسهم وبیعهم ولا یدخل شئ من مال کنائسهم فی بنا
مساجد المسلمین ولا فی بناء منازلهم فمن فعل شیئًا من ذالک فقد نکث
عهد الله وعهد رسوله ولا یحمل علی الرهبان والاساقفة ولا من یتعبد جزیة
ولا غرامة وانا احفظ ذمتهم اینما کانوا من بر او بحر فی المشرق والمغرب والجنوب
والشمال وهم فی ذمتی ومیثاقی وامانی من کل مکروہ وکذالک من یتفرد
بالعبادة فی الجبال والمواضع المبارکة لا یلزمهم مما یزرعونه لا خراج
ولا عشر ولا یشاطرون لکونه برسم ولا یعاونون عند ادراک الغلة ولا

یلزمون بخر

مون بخروج فی حرب و قیام بجبریۃ ولا من اصحاب الخروج وذوی الاموال

والعقارات والتجارات مما ھو اکثر من اثنی عشر درھمًا بالجملۃ فی کل عام ولا

یکلف احد منھم شططا ولا یجادلون الا بالتی ھی احسن ویحفظونھم تحت

جناح الرحمۃ یکف عنھم اذیۃ المکروہ حیث ما کانوا وحیث ما حلوا و

اذا صارت النصرانیۃ عند المسلمین فعلیہ برضاھا ویمکنھا من الصلوٰۃ فی

بیعتھا ولا یحال بینھا وبین ھوی دینھا ومن خان عھد اللہ واعتمد بالضد

من ذالک فقد عصی میثاقہ ورسولہ ویعاونوا علی مرمۃ بیعھم ومواضعھم

لتکون تلک مقبولۃ لھم علیٰ دینھم ووفا لھم بالعھد ولا یلزم احد منھم

بنقل سلاح بل المسلمون یذبون عنھم ولا یخالف ھٰذا العھد ابدًا

الیٰ حین تقوم الساعۃ وتنقضی الدنیا۔ انتھٰی ۔یعنی یہ وہ عہد نامہ ہے جسکو

حضرت محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول مبشر و نذیر اور اس کے

امین نے تمام لوگوں کے لئے لکھا ہے تاکہ اس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر بہانہ باقی نہ رہے

اور اللہ تعالےٰ غالب حکمت والا ہے ، اِس عہد نامہ کو میں نے مشرق و مغرب ، نزدیک

اور دور ، عرب اور غیر عرب ، اور معروف و غیر معروف نصارٰے کے واسطے لکھا ہے ،

مسلمانوں سے جس نے اس عہد کو توڑا ، اور اس سے تجاوز کیا ، وہ خدا کا وعدہ شکن

ہوئے گا ، اور اس کے میثاق کا ناقض ہوگا ، اور اس کے دین کے ساتھ ہنسی کرنے

والا ہوگا ، اور خدا کی لعنت کا سزاوار ہوگا ، خواہ بادشاہ ہو یا رعیت ، میں وعدہ

کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح پہاڑ یا جنگل یا صحرا یا آبادی یا ریگستان یا

عبادت گاہ میں حمایت کا خواستگار ہوگا تو میں اپنی جان ، اپنے اعوان و اہل بیت

ملت و تابعداروں سے ان کی حمایت کے لئے ان کے دشمنوں کو ہٹاؤں گا ، اور

مدافعت کروں گا، کیونکہ وہ میری رعیت اور اہلِ ذمّہ ہیں، یعنی میرے وعدہ پر ہیں
اور میں دشمنوں کی ایذا اور حذر اور تکلیف معاہدہ والوں سے اس مالیت کے بدلے
رفع کروں گا، جس کی ادائگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے، اگر ان کی مرضی ہو کہ وہ اپنے
وجود و اموال کی خود حفاظت و نگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر و اکراہ نہ کیا جائے
کسی بشپ کو اس کے عہدہ سے، اور کسی راہب کو رہبانیت سے، اور کسی عابد
اس کی عبادتگاہ سے، اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جائے، ان
کوئی گرجا و عبادت گاہ ویران و منہدم نہ کیا جائے، اور ان کے گرجوں کے مال
سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں خرچ نہ کی جائے، جس
ایسا کام کیا، اس نے خدا اور رسول کی وعدہ شکنی کی، اور راہبوں و بشپوں وغیرہ
پر کوئی جزیہ اور تاوان نہ رکھا جائے، اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں، مشرق
ہوں یا مغرب میں، جنوب میں ہوں یا شمال میں، میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار
ہوں، اور وہ میرے ذمّہ و عہد پر ہیں، اور سارے مکروہات سے میری امان
ہیں، اور جو انسان پہاڑوں اور امکنہ متبرکہ میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہو
جو کچھ بوتے ہیں اس کا ان سے خراج اور عشر نہ لیا جائے، اور غلہ کی کمی پر ان
اعانت کا ذمّہ نہیں ہے، جنگ میں نکلنے کی تکلیف ان پر لازم نہ کی جائے، اور
سے جزیہ لیا جائے، خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر
بارہ درہم سالانہ سے زائد نہ لیا جائے، اور کسی کو جور و ستم سے حصولِ مالگذاری
متکلف نہ کیا جائے، کوئی مذہبی مباحثہ و مجادلہ پیش آئے تو اسے بحسنِ اخلاق
تہذیب کلام پیش آنا چاہیئے، اور وہ جہاں ہوں ان پر رحمت کا بازو وسط
اور وہ جس جگہ ہوں تکالیف ان سے دور کی جائیں، اور ان کو عبادتخانوں

پڑھیئے

پڑھنے سے نہ منع کیا جائے ۔ اور ان کے دین میں کوئی دخل نہ دیا جائے ، اور جس نے خدا کے وعدہ میں خیانت کی ، اور اس کی ضد پر کھڑا ہوا ، اس نے خدا اور رسول کی وعدہ شکنی کی ، ان کے عبادت خانے اور مکانات کی مرمت کرنے میں ان کی امداد کی جائے ، اور یہ بات (یعنی مدد لینا دینا) ان کے دین میں جائز ہے ، اور ان میں سے کسی پر آلاتِ حرب کا رکھنا لازمی نہ ہو گا ، بلکہ مسلمان ان کی حفاظت کریں گے اور اس عہد نامہ کے قیامت تک خلاف عملدر آمد نہ کیا جائے (مکتوبات نبوی)

نقشِ نگین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگشتری بنوائی ہوئی تھی جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا ، جب کوئی تحریر کرواتے تو اس پر مُہر لگاتے ۔

خطبات

آپ کی تقریر نہایت درجہ کی فصیح و بلیغ ہوتی تھی ، آپ نے فرمایا ہے انا افصح العرب بعثت بجوامع الکلم یعنی میں فصیح ترین عرب ہوں ، میں کلماتِ جامعہ لے کر مبعوث ہوا ہوں ۔ (سیرۃ النبی جلد دوم)

طرزِ بیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سادہ طریقہ پر خطبہ دیتے تھے ہاتھ میں صرف ایک عصا یا کمان ہوتی جس پر ٹیک لگا کر خطبہ دیتے ، اگرچہ ضرورت کے وقت کبھی کبھی آپ نے طویل خطبے بھی دئیے ہیں ، لیکن عموماً آپ کے خطبے مختصر ہوتے تھے ۔ (سیرۃ النبی جلد دوم)

احادیث کی کتابوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات اور ان کے جستہ جستہ فقرے بغیر کسی خاص ترتیب کے جمع کر دئیے گئے ہیں ، لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف حیثیتیں تھیں ، اور ان کا اثر آپ کے طرزِ بیان پر پڑتا تھا ، آپ

داعی مذہب تھے، فاتح تھے، واعظ تھے، امیر الجیش تھے، قاضی تھے، پیغمبر تھے،
اس اختلاف حیثیت نے آپ کے خطابت اور زور بیان میں نہایت اختلاف
پیدا کردیا ہے، اور بلاغت کا اقتضا بھی یہی ہے (سیرۃ النبی جلد دوم)"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر تاثیر اور رقت انگیزی میں معجزہ الٰہی
تھی، پتھر سے پتھر دل بھی سُن کر موم ہوجاتے تھے۔

خطبہ | ایک بار مدینہ طیبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد للہ احمدہ واستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات
اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ان احسن الحدیث کتاب اللہ قد افلح من زینہ اللہ
فی قلبہ وادخلہ فی الاسلام بعد الکفر فاختارہ علیٰ ما سواہ من احادیث الناس
انہ احسن الحدیث وابلغہ احبوا ما احب اللہ احبوا اللہ من کل قلوبکم ولا تملوا
کلام اللہ وذکرہ ولا تقس عنہ قلوبکم فاعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا واتقوہ
حق تقاتہ وصدقوا اللہ صالح ما تقولون بافواھکم وتحابوا بروح اللہ
بینکم ان اللہ یغضب ان ینکث عھدہ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یعنی خدا کی حمد ہو، میں اس کی حمد کرتا ہوں، اور اس سے مدد مانگتا ہوں، اور
اس کے دامن میں ہم اپنے نفس کی برایوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے پناہ
چاہتے ہیں، جس کو خدا ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسکو
وہ ہدایت نہ کرے، اُس کی کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں
کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہی تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں بہترین
کلام خدا کی کتاب ہے، کامیاب ہوا وہ جس کے دل کو خدا نے اس سے آراستہ کیا
اور اس کو کفر کے

اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کیا، انسانوں کی باتوں کو چھوڑ کر خدا کے کلام کو پسند کیا، کیونکہ خدا کا کلام سب سے زیادہ بہتر اور سب سے زیادہ پُر اثر ہے جس کو خدا دوست رکھتا ہے تم بھی دوست رکھو، اور خدا کو دل سے پیار کرو، اور اس کے کلام اور ذکر سے کبھی نہ تھکو، اور تمہارے دل اس کی طرف سے سخت نہ ہوں، پس خدا ہی کو پوجو، اور کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، اور اس سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، اور خدا سے سچی بات کہو، اور آپس میں ایک دوسرے کو ذاتِ الٰہی کے واسطہ سے پیار کرو، خدا اس سے ناراض ہوتا ہے کہ کوئی اپنے عہد کو پورا نہ کرے، تم پر خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ (سیرۃ النبی جلد دوم)

کلماتِ طیبات

آپ کے ارشادات و نصائح سے حدیث کے دفتر بھرے پڑے ہیں، یہاں تبرکاً چہل حدیث مرویہ عمدۃ المحدثین حکیم الامۃ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

من حفظ علیٰ امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ تعالیٰ فقیہًا وکنتُ لہٗ یوم القیامۃ شافعًا وشہیدًا۔

سندِ شریف قال الشاہ ولی اللہ الدہلوی شافہنی ابو الطاہر المدنی عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن زین العابدین عن ابیہ عبد القادر عن جدہٖ یحییٰ عن جدہٖ المحب عن عمّ ابیہ ابی الیمن عن ابیہ شہاب احمد عن ابیہ رضی الدین عن ابی القاسم عن السید ابی محمد عن والدہٖ ابی الحسن عن والدہٖ

ابیطالب عن ابی علی عن والدہ محمد زاھد عن والدہ ابی علی عن ابی القاسم
عن والدہ ابی محمد عن والدہ الحسین عن والدہ جعفر عن ابیہ عبداللہ
عن ابیہ زین العابدین عن ابیہ الامام الحسین عن ابیہ علی ابن ابیطالب
رضی اللہ عنہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

چہل احادیث | ۱ لیس الخبر کالمعاینۃ۔ ترجمہ خبر دیکھنے کے برابر نہیں۔

۲ - الحرب خدعۃ۔ — لڑائی دھوکے کا نام ہے۔

۳ - المسلم مرأۃ المسلم۔ — ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔

۴ - المستشار مؤتمن۔ — جس سے مشورہ لیا جائے اُسے امانتداری لازم ہے۔

۵ - الدال علی الخیر کفاعلہٖ۔ — نیک کام بتانے والا کرنے والے کے برابر ہے۔

۶ - استعینوا علی الحوائج بالکتمان۔ — مدد چاہو کاموں میں چھپا کر۔

۷ - اتقوا النار ولو بشق تمرۃٍ۔ — دوزخ سے بچو خواہ آدھا چھوہارا دیکر۔

۸ - الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ للکافر۔ — دنیا مومن کیلئے قیدخانہ اور کافر کیلئے بہشت ہے۔

۹ - الحیاء خیر کلّہٗ۔ — حیا سراسر بہتر ہے۔

۱۰ - عدۃ المؤمن کاخذ الکف۔ — ایماندار کا وعدہ کرنا ہاتھ پکڑنے کی طرح ہے۔

۱۱ - لایحل لمؤمن ان یھجر اخاہ فوق ثلثۃ ایام۔ — مومن کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین روز سے اوپر چھوڑے۔

۱۲ - لیس منا من غشنا۔ — جو خیانت کرے وہ ہم سے نہیں۔

۱۳ - ماقلّ وکفی خیر مما کثر والھی۔ — جو تھوڑی چیز کفایت کرے وہ بہتر ہے اُس سے جو بہت ہو اور غافل کرے

۱۴ - الراجع فی ھبتہٖ کالراجع فی قیئہٖ۔ — ہبہ کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسا قے کھانیوالا

۱۵ - البلاء موکل بالمنطق۔ — بلا بولنے سے مقرر ہے

۱۶- الناس

۱۶ - النّاس کاسنان المشط - ترجمہ آدمی ایسے ہیں جیسے کنگھی کے دندانے۔

۱۷ - الغنیٰ غنی النفس - دولتمندی وہ ہے جو دل کی ہو۔

۱۸ - الس[illegible] بغیرہٖ - نیکبخت وہ ہے جو دوسرے کا حال دیکھکر نصیحت پکڑے۔

۱۹ - انّ من الشعر لحکمۃ وانّ من البیان لسحرًا - البتہ بعضے شعر حکمت اور بعضی تقریر جادو ہوتی ہے۔

۲۰ - عفو الملوک ابقاء للملک - بادشاہوں کا معاف کرنا ملک کے باقی رکھنے کا سبب ہے۔

۲۱ - المرء مع من احبّ - آدمی اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبّت رکھتا ہے۔

۲۲ - ما ھلک امرء عرف قدرہٗ - وہ آدمی نہ برباد ہُوا جس نے اپنی حقیقت پہچانی۔

۲۳ - الولد للفراش وللعاھر الحجر - لڑکا عورت کا ہے اور مرد حرامکار کو پتھر۔

۲۴ - الید العلیا خیر من الید السفلےٰ - اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۲۵ - لا یشکر اللہ من لا یشکر النّاس - جو بندے کا مشکور نہو وہ خدا کا مشکور نہ ہوگا۔

۲۶ - حبّک الشیئ یعمی ویصمّ - محبت کسی چیز کی تجھکو اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔

۲۷ - جبلت القلوب علیٰ حبّ من احسن الیھا وبغض من اساء الیھا - احسان کرنیوالے کی محبّت پر دل مجبور ہیں اور برائی کرنے والے کی عداوت پر۔

۲۸ - التّائب من الذّنب کمن لا ذنب لہٗ - گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کے برابر ہے۔

۲۹ - الشّاھد یریٰ مالا یراہ الغائب - حاضر اس چیز کو دیکھتا ہے جس کو غائب نہیں دیکھتا۔

۳۰ - اذا جاءکم کریم قوم فاکرموہ - جب کسی قوم کا سردار تمہارے پاس آوے تو اسکی تعظیم کرو۔

۳۱ - الیمین الفاجرۃ تدع الدّیار بلاقع - جھوٹی قسم ملکوں کو اجاڑ دیتی ہے۔

۳۲ - من قتل دون مالہ فھو شہید - جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

۳۳ - الاعمال بالنّیّۃ - کاموں کا اعتبار نیّت پر ہے۔

۳۴ - سیّد القوم خادمھم - قوم کا سردار ان کا خدمت گار ہے۔

۳۵ - خیر الامور اوسطہا۔	ترجمہ سب کاموں میں میانہ روی بہتر ہے۔
۳۶ - اللّٰھم بارك فی امتی فی بکورھا یوم الخمیس۔	الٰہی برکت دے میری امت کے اول روز ... کیے جانے میں
۳۷ - کاد الفقران یکون کفراً۔	ہو سکتا ہے کہ محتاجی کفر ہو جاوے۔
۳۸ - السفر قطعۃ من العذاب۔	سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔
۳۹ - المجالس بالامانۃ۔	مجلسیں امانت کے ساتھ ہوتی ہیں۔
۴۰ - خیر الزاد التقویٰ۔	سب سے بہتر توشہ پرہیز گاری ہے۔

ازواجِ مطہرات

آپ کے گیارہ حرمِ محترم تھے، جن کے حالات کتبِ تاریخ میں اکثر ملتے ہیں۔

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

کنیت ان کی اُمِ ہند، اور ایامِ جاہلیت میں لقب طاہرہ تھا، والد کا نام خُویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیّ بن کلاب تھا، اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زائدہ قبیلہ بنی عامر بن لُوَیّ سے تھیں، اِن کا پہلا نکاح ابو ہالہ بناش بن زرارہ تمیمی سے ہوا اُس سے دو لڑکے ہند اور حارث نام پیدا ہوئے، ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں آئیں، اُس سے ایک لڑکی ہند نام پیدا ہوئی، عتیق کی وفات کے بعد ان کا نکاح بعمر چالیس سالہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ تمام عورتوں میں سے اوّل اسلام لائیں، سوائے حضرت ابراہیم کے تمام اولاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انہیں کے بطن سے ہوئی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زندہ رہنے تک کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کیا، اِن کی وفات ماہِ رمضان سنہ ۱۰ نبوی

سلہ نبوی میں بعمر پینسٹھ برس ہوئی، مکہ معظمہ کے مقبرہ حجون میں دفن ہوئیں۔

(۲) حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا۔

اِن کی کنیت ام الاسود تھی، والد کا نام زمعہ بن قیس بن عبد الشمس بن عبد ود بن نضر بن مالک بن حَسَل بن عامر بن لُوَیّ بن غالب تھا، اور والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش تھا، اِن کا پہلا نکاح سکران بن عمرو سے ہوا، اس سے ایک لڑکا عبد الرحمٰن نام پیدا ہوا، سکران کی وفات کے بعد رمضان سلہ نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئیں، سخاوت و فیاضی و اطاعت نبوی میں تمام ازواج سے ممتاز تھیں، اِن سے کتب حدیث میں پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ اِن کی وفات ۲۲ سلہ ھ میں ہوئی، مدینہ طیبہ کے گورستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

اِن کی کنیت ام عبد اللہ تھی، والد بزرگوار کا نام امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب تھا، اور والدہ کا نام ام رومان زینب بنت حارث تھا جو قبیلہ بنی فراس بن غنم بن کنانہ سے تھیں، بعثت سے چار برس بعد پیدا ہوئیں، سلہ نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئیں، اس وقت اِن کی عمر چھ سال تھی، اِن کے اوصاف و فضائل میں اکثر آیات و احادیث وارد ہیں، اِن کو اجلہ فقہا میں شمار کرتے ہیں، یہ بڑی مفتیہ اور [illegible] کہتے ہیں [illegible] نے آپ سے زیادہ کسی کو عالمہ معانی قرآن [illegible] احکام حلال [illegible] اور ماہرہ اشعار عرب اور علم طب کا نہیں [illegible] بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ کا اِن سے معلوم ہوا [illegible] سب بیبیوں سے زیادہ محبوب رکھتے تھے،

کتب صحاح میں ۵ دو ہزار دو سو دس حدیثیں ان سے مروی ہیں، اور ایک خلق کثیر صحابہ و تابعین نے ان سے روایت کی ہے، انہوں نے بعمر چھیاسٹھ سال شب سہ شنبہ بتاریخ ہفدہم رمضان ۵۸ھ میں انتقال فرمایا، حضرت ابوہریرہ عبدالرحمن دوسی رضی اللہ عنہ حاکم مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی، مدینہ طیبہ کے گورستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۴) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔

ان کے والد ماجد کا نام امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی تھا، اور والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، ان کی ولادت بعثت سے پانچ سال پہلے ہوئی، ان کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ بدری رض سے ہوا، ان کی وفات کے بعد ۳ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں، انہوں نے ماہ شعبان ۴۵ھ میں وفات پائی، نماز جنازہ مروان بن الحکم حاکم مدینہ نے پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔

ان کی کنیت ام المساکین تھی، اور والد کا نام خزیمہ بن حارث [illegible] ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش رض سے تھا، انہوں نے جنگ احد میں شہادت پائی تو اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا، غربا و مساکین پر نہایت شفقت کرنے والی تھیں، ماہ ربیع الثانی سنہ ۴ھ میں [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں تیس سال عمر تھی۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا نام ہند تھا، والد کا نام ابی امیہ سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ

بن یقظہ بن مُرّہ بن کعب تھا[1]۔ والدہ ماجدہ کا نام عاتکہ بنت عبد المطلب تھا، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی زاد تھیں، پہلے ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کے نکاح میں تھیں، ان سے عمر و سلمہ، زینب، دُرّہ پیدا ہوئے، جب ابو سلمہ غزوۂ اُحد میں مجروح ہو کر فوت ہوئے، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہِ شوال [4] ہجری میں ان سے نکاح کیا، کتبِ حدیث میں ان کی مرویات تین سو چوہتر ہیں، انہوں نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد ۶۲ ہجری میں بعمر چوراسی سال انتقال فرمایا، نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں[5]۔

(۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔

ان کا پہلا نام برّہ تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زینب رکھا، کنیت ام الحکم تھی[1]، والد کا نام جحش بن رباب بن یعمر بن صُبَیرہ بن مُرّہ بن کثیر بن غنم بن دُودان بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ تھا[2]، والدہ ماجدہ کا نام امیمہ بنت عبد المطلب تھا، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی زاد تھیں، ان کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا، نا اتفاقی کے سبب انہوں نے طلاق دے دی تو ماہِ ذیقعدہ ۵ ہجری میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آئیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی شان میں فرمایا کرتی تھیں، کہ نہیں تھی کوئی عورت ان سے بہتر دین میں، اور ڈرنے والی اللہ تعالیٰ سے، اور بڑی صادقہ اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ناتے داروں سے، اور بہت صدقہ دینے والی، اور بہت خرچ کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل میں جس میں ثواب صدقہ کا ہو، اور قُربِ خدا کا حاصل ہو، ان کی روایت سے گیارہ حدیثیں منقول ہیں، انہوں نے بعمر ترپن سال ۲۰ ہجری میں وفات پائی، نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں[3]۔

(۸) حضرت جُوَیریہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا نام بَرّہ تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جُوَیریہ رکھا۵۵، قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں پہلے ان کی شادی اپنے چچیرے بھائی مسافع بن صفوان کے ساتھ تھی جو غزوہ مریسیع میں قتل ہوا۔ یہ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں، اور تقسیم غنائم میں ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضہ کے حصہ میں پڑیں، انہوں نے مکاتبہ کر دیا، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے نو اوقیہ سونا ادا کر کے انہیں آزاد کروایا، اور اپنے نکاح میں لے لیا۵۶، یہ نکاح ۶ھ میں ہوا، ان کی مرویات سے سات حدیثیں ہیں۔ ان کی وفات ماہ ربیع الاول ۵۶ھ میں ہوئی، نماز جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۵۷۔

(۹) حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا نام رملہ تھا۵۸، والد کا نام ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف بن قصی تھا۵۹، والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا۔ جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۶۰۔ یہ بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کا پہلا نکاح عُبَید اللہ بن جحش سے ہوا، اسی کے ساتھ ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف گئیں، وہاں جا کر عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا اور یہ اسلام پر قائم رہیں، اس سے ایک لڑکی حبیبہ نام پیدا ہوئی، بعد ازاں ۶ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۶۱، ان کی مرویات سے ۶۵ حدیثیں ہیں، انہوں نے ۴۴ھ میں وفات پائی، نماز جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۶۲۔

(مسالک السالکین جلد اول)

۵۵ مدارج ... مسالک السالکین جلد اول، ۵۶ سیرۃ النبی جلد دوم، ۵۷ طبقات ... مسالک السالکین جلد اول، ۵۸ ... جلد دوم، ۵۹ مسالک السالکین جلد اول، ۶۰ سیرۃ النبی جلد دوم، مع زرقانی۔

(۱۰) حضرت صفیہ

(۱۰) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا اصلی نام زینب تھا، والد کا نام حیی بن اخطب بن سعیہ بن ثعلبہ تھا، جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھا، والدہ کا نام ضرہ تھا جو بنو قریظہ کے رئیس کی بیٹی تھی۔ ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم القرظی سے ہوا، اس نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، وہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا تو یہ قیدیوں میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں، اور دحیہ کلبی رض کے حصہ میں پڑیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لونڈی ان کو دے کر صفیہ کو آزاد کروا لیا، اور ماہ محرم ۷ھ میں ان کے ساتھ نکاح کیا، ان کی مرویات سے دس حدیثیں ہیں، ۵۰ھ میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۱۱) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا نام برہ تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میمونہ رکھا، والد کا نام حارث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار تھا والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا، ان کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی سے ہوا اس نے طلاق دے دی تو ابو رہم بن عبد العزیٰ سے نکاح کیا، اس کی وفات کے بعد ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں، ان کی مرویات سے چھہتر حدیثیں ہیں، انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی، حضرت عبداللہ بن عباس رض نے نماز جنازہ پڑھائی، اور مقام سرف میں مدفون ہوئیں جو مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

فائدہ ان گیارہ بیبیوں کے علاوہ حضرت ماریہ بنت شمعون قبطیہ رض اور حضرت ریحانہ رض

اور حضرت جمیلہؓ اور حضرت زینبؓ آپ کی کنیزیں تھیں[۹۵]۔

اولادِ کرام

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادگان۔

(۱) حضرت قاسم علیہ السلام۔

یہ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے، انہیں کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوالقاسم کہلائے، مجاہدؒ کے نزدیک یہ صرف سات دن زندہ رہے، ابن سعدؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دو سال تک زندہ رہے، ابن فارسؒ نے لکھا ہے کہ سن تمیز کو پہنچ گئے تھے، قبل از بعثت ہی وفات پائی[۹۶]۔

(۲) حضرت عبداللہ علیہ السلام۔

یہ بعثت کے بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، طیب اور طاہر انہیں کا لقب تھا، طفولیت میں رحلت کرکے عالم بقا ہوئے، عاص بن وائل سہمی نے انہیں کی وفات پر کہا تھا کہ محمدؐ کا بیٹا مرگیا، وہ ابتر یعنی بے نشان ہوجائے گا، اسی وقت یہ سورہ کوثر شریف نازل ہوئی جس میں یہ آیت کریمہ آئی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی اے میرے رسول جو تمہارا دشمن ہے وہی ابتر و بے نام و نشان ہوجائے گا، اور تمہارا نام قیامت تک بلکہ ہمیشہ تک قایم رہے گا[۹۷]۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

مدینہ منورہ میں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ ۸ھ مطابق چہارشنبہ ہفدہم مارچ ۶۳۰ء میں تولد ہوئے[۹۸]۔ اسی دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام

۹۵ مسالک السالکین جلد اول، ۹۶ سیرۃ النبی جلد دوم، ۹۷ مدارج النبوۃ جلد دوم، ۹۸ کتاب نجوم، ترافت۔

ان کا نام ابراہیم رکھا، ساتویں روز دو کو سپیند عقیقہ میں ذبح فرمائے، اور سر منڈوا کر بالوں کے ہموزن چاندی مسکینوں کو صدقہ کی، اور بال زمین میں دفن کروائے[۵۹]، دایہ گری کی خدمت سلمٰیؓ زوجہ ابو رافعؓ نے انجام دی، ابو رافعؓ کو ولادت کا مژدہ سنانے کے صلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غلام دیا، دودھ پلانے کی خدمت ام بردہ خولہ بنت منذر بن زید الانصاری کو سپرد ہوئی، اس کے معاوضہ میں حضور علیہ السلام نے چند کھجور کے درخت بھی ان کو دیئے[۶۰]، ان کی عمر صحیح روایت کے موافق ایک سال دس ماہ چھ روز ہوئی، ۱۰ھ میں انتقال کیا، اُس روز سورج کو گہن لگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود جنازہ پڑھایا، اور حضرت عثمان بن مظعون صحابیؓ کی قبر کے متصل دفن کئے گئے۔

اگرچہ سیرۃ النبی جلد دوم میں ان کی عمر کے متعلق نہایت مختلف روایتیں مذکور ہیں، لیکن بحساب اہل ریاضی یہی روایت پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے، کیونکہ کتاب النجوم میں ان کی ولادت ۷ ارمارچ ۶۳۰ء لکھی ہے۔ اور سیرۃ النبی جلد اول میں ایک جگہ حاشیہ پر لکھا ہے کہ ۱۰ھ کو جو سورج گہن لگا تھا وہ ۷ رجنوری ۶۳۲ء کو آٹھ بجکر تیس منٹ پر لگا تھا، اور یہ امر یقینی ہے کہ حضرت ابراہیمؓ کا انتقال اُسی دن ہوا تھا، تو بحساب شمسی ان کی عمر ایک سال نو ماہ بیس دن تھی، جو بحساب قمری ایک سال دس ماہ چھ روز ہوتی ہے۔

دختران۔

(۱) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔

یہ بعثت سے دس سال پہلے ۶۱۰ء میں پیدا ہوئیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب اولاد سے بڑی یہی تھیں، ان کا نکاح اپنے خالہ زاد حضرت ابو العاص

مقسم بن ربیع سے ہوا۔ ۸ھ میں ابوالعاص ایمان لائے۔ ان سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئے۔ علیؓ نے قریب سن بلوغ وفات پائی، امامہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت زینبؓ نے ۸ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نیز حضور علیہ السلام نے اپنی لنگی عنایت فرمائی کہ تبرکاً کفن میں رکھدو۔

فائدہ صاحب مدارج النبوت نے لکھا ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آثار صالحین کو تبرکاً کفن میں رکھنا مستحب ہے۔

(۲) حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا۔

بابعثت سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کی پہلی شادی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوئی۔ لیکن جب سورہ تبت یدا ابی لہب وتب نازل ہوئی تو ابی لہب نے ان کو قبل از زفاف طلاق دلوادی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، ان سے ایک لڑکا عبداللہ نام پیدا ہوا جو دوسال کا ہو کر فوت ہوگیا، انہوں نے ۲ھ میں غزوہ بدر والے دن انتقال فرمایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۳) حضرت سیدہ ام کلثوم آمنہ رضی اللہ عنہا۔

ان کا پہلا نکاح ابی لہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے تھا قبل زفاف کے ابی لہب نے طلاق دلوادی۔ بعد وفات حضرت رقیہؓ کے ان کا نکاح ربیع الاول ۳ھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے کر دیا، چھ سال کے بعد شعبان ۹ھ میں وفات پائی، نماز جنازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۴) حضرت سیدہ

(۴) حضرت سیّدۃ النساء امّ محمد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔

ان کے القاب شریف بتول، طاہرہ، مبارکہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ ہیں، ان کی ولادت سالِ بعثت میں ہوئی، رمضان ۲ھ میں ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰؓ سے ہوا، چار سو مثقال چاندی مہر قرار پایا، ان کے مناقب کتب حدیث میں بکثرت مرقوم ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی یعنی فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے، اسی واسطے علمائے سلف رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ افضل ترین مخلوقات بعد الانبیاء حضرت فاطمہ زہراؓ ہیں، ان کے بطن سے تین صاحبزادے حسن، حسین، محسن، اور تین صاحبزادیاں زینب، امّ کلثوم، رقیہ متولد ہوئے، جن میں سے محسن و رقیہ بچپن میں وفات پا گئے، حضرت فاطمہ رضؓ کی وفات شب سہ شنبہ سوم ماہ رمضان ۱۱ھ کو ہوئی، حضرت علی المرتضیٰؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کے وقت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

خلفائے عظام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت دو قسم ہے خلافتِ ظاہری اور خلافتِ باطنی خلافت ظاہری تو صرف تیس سال تک آپ کے بعد موجود رہی پھر سلطنت و امارت ہوگئی، اور خلافتِ باطنی تا قیامت چلی جائیگی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خرقہ خلافت چار بزرگوں کو پہنایا۔

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوبکر، جاہلیت کا نام عبد الکعبہ، اسلامی نام عبداللہ، لقب عتیق صدیق تھا، والد کا نام ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم

[illegible]

بن مُرّہ بن کعب القرشی تھا ، والدہ ماجدہ کا نام اُم الخیر سلمٰی بنت صخر بن عمرو بن کعب تھا ، آپ کے والدین آپس میں چچازاد تھے ،

واقعہ فیل سے دو برس چار مہینے اور کچھ دن بعد پیدا ہوئے ، مردوں میں سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ، اور رسالت کی تصدیق کی ، اور تا حیاتِ نبوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر طرح سے معین و مددگار و وزیر و مشیر رہے اور جب حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو باتفاق جمیع صحابہ کرام رض جلوہ افروز مسندِ خلافت ہوئے ، دو برس اور چند ماہ تک ترویج اسلام فرما کر شب شنبہ بتاریخ بائیسویں جمادی الآخر ۱۳ھ ۶۳۴ء میں رحلت فرمائے خلد بریں ہوئے ، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اطہر میں مدفون ہوئے۔

فتوحاتِ صدیقی انہوں نے خلیفہ ہوتے ہی اُسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو بلادِ شام کی طرف روانہ کیا ، پھر مرتدین کے ساتھ جنگ کر کے تمام عرب میں اسلام کا سکہ بٹھایا ،

۱۲ھ میں مثنٰی بن حارثہ رض کو عراق پر چڑھائی کا حکم دیا ، اور خالد بن ولیدؓ کو بھی اُس کی مدد کیلئے روانہ فرمایا ، اسلامی فوج نے بانقیا ، کسکر ، حیرہ کے اضلاع کو فتح کیا ،

۱۳ھ کچھ مدت کے بعد خلیفۃ المسلمین رض نے خالدؓ کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا کیونکہ وہاں جو فوج گئی تھی اُسے کمک کی سخت ضرورت تھی ، خالد رض کو راستے میں اکثر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑنی پڑیں ، لڑتے بھڑتے خالد رض شام میں پہنچ گئے۔ اور متحدہ قوت سے بصرے ، فحل ، اجنادین پر قبضہ کیا ، توج ، مکران اور اُس کے متصل علاقے اور زرارہ اور اس کے اطراف بھی اسلامی حدود میں داخل کیئے گئے۔

فضائلِ صدیقی | ان کے فضایل قرآن مجید و احادیث میں بکثرت ہیں۔ یہاں تین حدیثیں تبرکاً لکھی جاتی ہیں۔

حدیث ۔ عن عبداللہ بن مسعود عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال لوکنتُ متخذاً خلیلاً لاتخذتُ ابابکرٍ خلیلاً ولکنّہٗ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلاً۔ (صحیح مسلم)

حدیث ۔ عن عبداللہ بن مسعود عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبیّ خاصۃٌ من اصحابہٖ وانّ خاصتی من اصحابی ابوبکرٍ (طبرانی)۔

حدیث ۔ عن سلمۃ بن الاکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرٍ الصدّیق خیرالنّاس الّا ان یکون نبیّاً (طبرانی)

اولادِ صدیقی | ان کے تین بیٹے تھے۔ اوّل حضرت عبداللہ (متوفی شوال ۱۱ھ) دوم حضرت عبدالرحمن (متوفی ۵۳ھ)۔ سوم حضرت محمد (شہید ۳۸ھ) حضرت ابوبکر صدیق رض کی نسل باقی ہے جو بکری یا صدیقی کہلاتے ہیں۔

خلفائے صدیقی | حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رض کو خلافتِ باطنی دے کر کلاہ یک ترکی عطا فرمائی تھی، اور ان سے تین صاحبوں کو نسبتِ باطنی پہنچی۔

اوّل۔ حضرت ابو محمد مطعم قریشی رض۔ ان سے سلسلہ فقر چلا چنانچہ منصور سلمی مرید محمد بن مسلم زاہدی کے، وہ مرید محمد بن جبیر نوفلی کے، وہ مرید حضرت ابو محمد مطعم قریشی کے رحمہم اللہ۔

دوم حضرت عبداللہ علم بردار رض۔ اگرچہ ان کو نسبت صدیقی بھی ملی ہے لیکن ان کی زیادہ تربیت حضرت امیر رض سے ہوئی، اس لئے ان کا تذکرہ خلفائے مرتضوی میں آئیگا۔

سوم حضرت ابو عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ ان کا جدّی وطن اصفہان تھا، آبا ء
دین مجوسی پر تھے، یہ پہلے موسوی دین میں پھر عیسوی دین میں داخل ہوئے، جب
دنیا پر اسلام کا آفتاب چمکا تو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خدمت مدت العمر گذاری، بعد ازاں اہل بیت نبوی علیہم السلام کے بھی خاص خادم ہے
بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو فرما دیا تھا سلمان منا اھل البیت یعنی سلمان
ہمارے اہل بیت سے ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ان کو
مدائن کا والی مقرر کیا، چنانچہ وہیں انتقال کیا، انہوں نے عمر طویل پائی، بروایت صحیح
دو سو پچاس سال عمر پاکر دسویں رجب ۳۳ھ میں فوت ہوئے۔
نسبت باطنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل کی۔ آگے ان سے بھی سلسلہ فقر
چلا جو اکثر ممالک میں باسم نقشبندیہ جاری ہے۔

اس سلسلہ عالیہ میں سے آج کل ہمارے ملک پنجاب میں ایک مشہور بزرگ حضرت حافظ
حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب محدث شیرازی موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ
میں سکونت رکھتے ہیں۔ نوّے سال سے زیادہ عمر ہے، متیمن پاکباز صاحب عبادات
و ریاضات ہیں، کبار مشائخ وقت سے ہیں، مختلف ممالک میں ان کے فیض کا شہرہ
ہے، اکثر رؤساء و نواب والیان ریاست بھی ان کے ارادتمندوں سے ہیں،
مریدوں کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچتی ہے، ہر سال حج کو تشریف لے جایا کرتے ہیں
غالباً تیس سے زیادہ حج کئے ہوئے ہیں، حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے
لوگ بھی ان سے اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، چنانچہ ایک عربی بزرگ شیخ احمد کمال صدیقی مدنی
ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تو میں نے ان کو پوچھا مایقولون اھل الحرمین الشریفین فی
حق ھذا الشیخ۔ انہوں نے فرمایا شیخ صالح۔ جب حج کو جاتے ہیں تو امیر عرب سلطان

عبدالعزیز ابن سعود نجدی وہابی نادم القباب کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اپنی جماعت علیحدہ کرواتے ہیں۔ فقیر شرافت عفی عنہ دو مرتبہ زیارتِ ظاہری و مصافحہ سے مشرف ہوا ہے ایک مرتبہ خواب میں بھی دیکھا کہ درگاہِ عالیہ نوشاہیہ رہ کی طرف سے پالکی پر تشریف لا رہے ہیں، اور ہمارے گاؤں کے پاس اُترے ہیں۔ فقیر نے سعادتِ دارین کے لئے کچھ پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ روزانہ نمازِ مغرب کے بعد ایک سو مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھا کرو۔ اور ہر ماہِ قمری کے آخری عشرہ میں ایک روزہ رکھا کرو، تم کو دنیا و دین میں کافی ہوگا۔ چنانچہ فقیر اس سے متمتع ہوا ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ وادام اللہ فیوضہ۔

حضرت شاہ صاحب علیپوری مرید حضرت بابا فقیر محمد فاروقی چوراہی (متوفی ۲۹ محرم ۱۳۱۴ھ) کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ نور محمد چوراہی (متوفی ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ) کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی (متوفی ۲۰ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ) کے، وہ مرید سید محمد عیسےٰ شاہ گونڈہ پوری (متوفی ۷ ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ) کے، وہ مرید حافظ سید محی الدین جمال اللہ بن سید سلطان محمد روشن شاہ گیلانی گجراتی رامپوری (متوفی ۳ صفر ۱۲۰۹ھ) کے، وہ مرید شاہ قطب الدین محمد اشرف حیدر حسین بخاری مدنی (متوفی ۱۰ رجب ۱۲۰۰ھ) کے، وہ مرید قیوم رابع خواجہ ابوالبرکات شمس الدین محمد زبیر بن ابو العلےٰ فاروقی سرہندی (متوفی چہارشنبہ ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ) کے، وہ مرید اپنے جدِ امجد قیومِ ثالث خواجہ ابوالقاسم شرف الدین حجۃ اللہ محمد نقشبند سرہندی (متوفی شب جمعہ ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ) کے، وہ مرید اپنے والد قیومِ ثانی خواجہ مجدالدین محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ سرہندی (متوفی دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ) کے، وہ مرید اپنے والد قیومِ اول امام ربانی خواجہ ابوالبرکات بدرالدین شیخ احمد سرہندی (متوفی شنبہ سلخ صفر ۱۰۳۴ھ) کے، وہ مرید خواجہ بیرنگ محمد باقی باللہ دہلوی

(متوفی سہ شنبہ ۲۵ رجمادی الآخر ۱۰۰۸ھ) کے، وہ مرید مولانا خواجگی محمد امکنگی
(متوفی ۲۲ رشعبان ۱۰۰۸ھ) کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ درویش محمد اسقراری
(متوفی ۱۹ رمحرم ۹۷۰ھ) کے، وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد رخشی
(متوفی غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ) کے، وہ مرید خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار
بن محمود بن شہاب الدین نقشبند سمرقندی (متوفی شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ)
کے، وہ مرید مولانا یعقوب چرخی ہلغتونی (متوفی ۵ رصفر ۸۵۱ھ) کے، وہ مرید
سید علاؤ الدین محمد بن محمد عطار بخاری جغانیانی (متوفی شب چہار شنبہ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ)
کے، وہ مرید اپنے خسر خواجہ بہاؤ الدین محمد بن محمد نقشبند بخاری قصر عارفانی (متوفی
شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ) کے، وہ مرید خواجہ سید امیر کلال سوخاری
(متوفی پنجشنبہ ۸ رجمادی الاول ۷۷۲ھ) کے، وہ مرید خواجہ محمد بابا سماسی
(متوفی ۱۰ رجمادی الآخر ۷۵۵ھ) کے، وہ مرید خواجہ عزیزان علی رامیتنی خوارزمی
(متوفی ۲۸ رذیقعدہ ۷۲۱ھ) کے، وہ مرید خواجہ محمود الخیر فغنوی (متوفی ۱۷ ربیع الاول
۷۱۵ھ) کے، وہ مرید خواجہ محمد عارف ریوگری (متوفی یکم شوال ۶۱۶ھ) کے
وہ مرید خواجہ عبد الخالق بن عبد الجمیل غجدوانی (متوفی ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ) کے،
وہ مرید خواجہ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی مروزی (متوفی ۲۷ رجب ۵۳۵ھ)
کے، وہ مرید خواجہ ابو علی فضیل بن محمد فارمدی طوسی (متوفی ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ)
کے، وہ مرید خواجہ ابو الحسن علی بن جعفر خرقانی (متوفی شب سہ شنبہ روز عاشورہ
محرم ۴۲۵ھ) کے، وہ روحی طور پر مرید و تربیت یافتہ شیخ ابا یزید طیفور بن عیسٰی
بن آدم بن سروشان بسطامی (متوفی ۱۵ رشعبان ۲۶۱ھ) کے، وہ روحی طور پر مرید
و تربیت یافتہ امام ششم حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق (متوفی دوشنبہ ۱۵ رجب
۱۴۸ھ)

حقیقت گو از صابری نے اس کی تصریح کی ہے اور اسی کو ہم نے متعدد کتابیں با بتول ضیں بیشتر میں اختیار کیا ہے۔ مترجم

۱۰۸ھ) کے، وہ مرید اپنے نانا شیخ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق (متوفی جمادی الآخر ۱۰۸ھ) کے، وہ روحی طور پر مرید و تربیت یافتہ حضرت سلمان فارسی کے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوحفص، نام عُمَر، لقب فاروق تھا، والد کا نام خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی القرشی تھا، والدہ کا نام عنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب تھا[۹۵]۔

واقعہ فیل سے تیرہ ۱۳ سال بعد غرہ محرم کو پیدا ہوئے، اور ۶ھ نبوی میں ایمان لائے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۱۳ھ میں رونق افروز مسند خلافت ہوئے۔ ان کی خلافت میں ایکہزار چھتیس ۱۰۳۶ شہر و علاقے فتح ہوئے، چار ہزار ۴۰۰۰ مسجدیں تعمیر ہوئیں، چار ہزار ۴۰۰۰ دیر و کنشت مندرس ہوئے، ایک ہزار نو سو ۱۹۰۰ منبر رکھے گئے[۹۶]۔

دس برس چھ ماہ خلافت فرما کر روز پنجشنبہ بتاریخ اٹھائیسویں ۲۸ ذی الحجہ ۲۳ھ کو ابو لؤلؤ فیروز پارسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، اور روز شنبہ غرہ محرم ۲۴ھ کو روضہ نبوی میں مدفون ہوئے[۹۷]۔

فتوحاتِ فاروقی ان کے زمانہ میں اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہوا مقامی انتظام کے بعد مثنیٰ کی مدد کیلئے فوجیں بھیجیں، مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے فرسک پر قبضہ کیا، قادسیہ میں زبردست لڑائیاں ہوئیں، مسلمان فتحیاب ہوئے، اور اسلامی پرچم ایران کی سرزمین پر لہرانے لگا، اس کے بعد بابل، کوثی، بہرہ شیر حلوان مسلمانوں کے قبضے میں آئے، ایرانی بادشاہ سے معاہدہ صلح ہوا، ایرانیوں

[۹۵] الفاروق اول ص۱۶
[۹۶] رسالہ الکبیر جلد اول ص
[۹۷] مدارج النبوۃ جلد دوم ص۵۳۰

کے قبضے سے عراق نکل جانے کے باعث انہیں چین نہ تھا، اس لئے ایک زبردست فوج ایرانیوں کی تیار ہوئی، نہاوند کے قریب سخت جنگ ہوئی، مگر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

۱۴ھ / ۶۳۵ء رجب میں دمشق پر قبضہ ہوا[1]۔

ذیقعدہ میں فحل کے میدان میں سخت جنگ ہوئی، مسلمان فتحیاب ہوئے، اور اردن کے تمام مقامات پر قابض ہوئے[2]،

اسی سال حمص فتح ہوا[3]۔

۱۵ھ / ۶۳۶ء ۵ رجب کو یرموک میں جنگ ہوئی، جس میں مسلمانوں کی فتح ہوئی، اور مسلمان تمام ملک میں پھیل گئے، اور چھوٹے چھوٹے مقامات نہایت آسانی سے قبضہ میں آگئے[4]۔

۱۶ھ / ۶۳۷ء میں بیت المقدس کا محاصرہ ہوا، باشندگان بیت المقدس کی خواہش پر حضرت فاروق اعظم رضی نے وہاں خود تشریف لے جاکر معاہدہ صلح ترتیب دیا، اور یہ مشہور شہر بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا[5]،

اسی سال فتح جزیرہ واقع ہوئی[6]۔

۱۷ھ / ۶۳۸ء میں خوزستان اور اس کا صدر مقام شوستر فتح ہوا[7]۔

۱۸ھ / ۶۳۹ء میں شام و عراق میں سخت وبا پھیلی جس میں پچیس ہزار[8] اسلامی فوج کے جانباز طعمہ اجل ہوئے[9]۔

نیشاپور و ہیاط و حران و نصیبین کے علاوہ اکثر جزائر اور موصل بھی فتح ہوئے[10]۔

۱۹ھ / ۶۴۰ء ذیل میں قیساریہ فتح ہوا[11]۔

۲۰ھ / ۶۴۱ء پر مصر کا تمام ملک جنوب میں[12] ابی سینیا تک اور مغرب میں لیبیا تک مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا، سکندریہ بھی فتح ہوا[13]۔

۲۱ھ / ۶۴۲ء

[1] الفاروق حصہ اول ص۸۶ [2] ایضاً ص۸۶ [3] ایضاً ص۹۱ [4] ایضاً ص۹۳ ، [5] ایضاً ص۱۰۱ [6] ایضاً ص۱۰۵ [7] جزیرہ اس حصہ آبادی کا نام ہے جو دجلہ اور فرات کے بیچ میں ہے، اس کی حدود اربعہ یہ ہیں: مغرب آرمینیا کا کچھ حصہ اور ایشیائے کوچک، جنوب شام، مشرق عراق، شمال آرمینیا کے کچھ حصے۔ ۱۲ [8] ایضاً ص۱۱۶ خوزستان اس حصہ آبادی کا نام ہے جو عراق اور فارس کے درمیان واقع ہے، اس میں چودہ[14] بڑے شہر ہیں جن میں سب سے بڑا شہر اہواز ہے۔ [9] ایضاً ص۱۲۰ [10] تاریخ اسلام جلد دوم ص۲۶۰ [11] الفاروق حصہ اول ص۱۳۳ [12] تاریخ اسلام جلد دوم ص۲۶۱ ۱۲ شرافت۔

۲۱ھ ۶۴۲ء	عراقِ عجم فتح ہوا[۱] اس کے بعد مسلمانوں نے عام فوج کشی کی، اور تقریباً دو سال کے اندر کسریٰ کی ساری حکومت قبضہ میں آگئی[۲]۔ نہاوند و دیگر جزائر فتح ہوئے[۳]۔
۲۲ھ ۶۴۳ء	میں آذربیجان[۴]، طبرستان[۵]، آرمینیہ فتح ہوئے[۶]۔
۲۳ھ ۶۴۴ء	میں فارس[۷]، کرمان[۸]، سیستان[۹]، مکران[۱۰]، خراسان[۱۱] فتح ہوئے، بغرضیکہ عہدِ فاروقی میں شام، مصر، ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آچکے تھے۔

فضائلِ فاروقی ان کے فضائل قرآنِ کریم و احادیث میں بکثرت ہیں، یہاں صرف تین حدیثیں تبرکاً لکھی جاتی ہیں۔

حدیث۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر (بخاری و مسلم)

حدیث۔ عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (ترمذی)

حدیث۔ عن عقبۃ بن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی)

اولادِ فاروقی ان کے نو بیٹے تھے۔ اوّل حضرت ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ (متوفی ۷۳ھ) دوم حضرت عبید اللہ (متوفی ۳۷ھ) سوم حضرت عبد الرحمٰن اکبر چہارم حضرت ابو شحمہ عبد الرحمٰن اوسط پنجم حضرت عبد الرحمٰن اصغر ششم حضرت زید اکبر ہفتم حضرت زید اصغر ہشتم حضرت عیاض نہم حضرت عاصم (متوفی ۷۰ھ)[۱۲]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل تین بیٹوں عبد اللہ، عبید اللہ، عاصم سے باقی ہے، جو عمری یا فاروقی کہلاتے ہیں۔

[۱] ... اور جنوب میں بلادِ خیل نبطام اور استرآباد کے شہور شہر ہیں۔ [۶] ایضاً [illegible] آرمینیہ کو بلادِ ارمن بھی کہتے ہیں جو ایشیائے کوچک کا ایک حصہ ہے، شمال میں بحرِ اسود ... [illegible] ... مشرق میں کوجستان، مغرب میں بلادِ روم واقع ہیں۔ ... ایضاً [illegible] حال کے جغرافیہ میں عراق کی حد و گھٹا کر فارس کی حد و بڑھا ... پرانے نقشہ کے رو سے اس کے حدود یہ تھے، شمال میں ... جنوب میں ... فارس، مشرق میں کرمان ... [illegible] (ماخوذ از حاشیہ ... صفحہ ۲۴۶)

خلفائے فاروقی | حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضہ کو خلافت باطنی عطا کر کے کلاہِ دُوترکی پہنائی، چونکہ ان کا زیادہ خیال اشاعتِ اسلام اور فتوحاتِ ممالک، اور عدل و انصاف کی طرف تھا اس لئے باطنی نسبت صرف ایک شخص حضرت عبداللہ علم بردار رضہ کو عطا فرمائی، مگر چونکہ ان کی تکمیل حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے ہوئی، اس لئے ان کا ذکر خلفائے مرتضوی میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ، نام عثمان، لقب ذوالنورین تھا، والد کا نام عفان بن ابی العاص بن حارث بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف بن قصیّ القرشی تھا[1]، والدہ کا نام ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں[2]۔

واقعہ فیل سے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور حضرت امیر رضہ اور حضرت زید بن حارثہ رضہ کے بعد سب مردوں سے اوّل ایمان لائے۔ اور حضرت عمر فاروق رضہ کی شہادت کے بعد یکم محرم ۲۴ھ کو باتفاق صحابہ کرام رضہ جلوہ افروزِ خلافت ہوئے اور بارہ سال تک ترویج دین فرما کر بروز جمعہ بتاریخ بارہویں ذی الحجہ ۳۵ھ باغیوں کے ہاتھ سے تلاوتِ قرآن مجید فرماتے ہوئے شہید ہوئے، اور شب شنبہ کو مغرب و عشاء کے درمیان جنت البقیع میں مدفون ہوئے[3]۔

فتوحاتِ عثمانی | ان کے زمانہ میں بھی اسلام کو کافی فتوحات حاصل ہوئیں۔

۲۴ھ میں شہر رَے اور ملک روم کے بہت سے قلعے فتح ہوئے۔ اسی سال تمام لوگ نکسیر کے عارضہ میں مبتلا ہوئے، چنانچہ اس سال کا نام اہل عرب نے سنۃ الرعاف رکھ دیا[4]۔

[1] مسالک السالکین جلد اول ص... حاشیہ صفحہ ہذا [2] مسالک السالکین جلد اول ص۱۰۴ [3] سفینۃ الاولیاء[4] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص... [5] مدارج النبوۃ جلد دوم ص... [6] تاریخ اسلام جلد دوم ص۲۶۰ ۱۲ شرافت۔

اسی سال میں مروان بن الحکم کو اپنا مصاحب و میر منشی مقرر کیا۔[۱]

۲۵ھ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے معزول کرکے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔[۲]

۲۶ھ میں سابور، افریقہ (یعنی الجزائر اور مراکش) مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔[۳]

اسی سال میں بعض مقامات خرید کر مسجد الحرام کو وسیع کیا۔[۴]

۲۷ھ میں طرابلس (ٹریپولی) پر چڑھائی کی گئی، اور وہاں کے لوگ حملہ کی تاب نہ لاسکے تو پچیس لاکھ دینار پر مسلمانوں کے ساتھ صلح کرلی۔

اسی سال ارجان و دارابجرد فتح ہوئے۔[۵]

۲۸ھ میں قبرس جو سائپرس کہلاتا ہے فتح ہوا۔

۲۹ھ میں اصطخر فتح ہوا۔ اسی سال مسجد نبوی کو وسیع کیا، اور منقوش پتھر سے تعمیر کی۔[۶]

۳۰ھ میں جرجان اور خراسان کا اکثر حصہ نیشاپور، طوس، سرخس، مرو، اور بیہق فتح ہوئے، ان سب فتوحات سے مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ خزانے بنانے پڑے، اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اسقدر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کیا کہ ہر ایک کے حصے میں چار چار ہزار اوقیہ کے ایک ایک لاکھ بدرے آئے۔[۷]

اسی سال میں ہرات، کابل، ماوراء النہر قبضے میں آئے۔

اسی سال میں خاتم نبوت حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گرگئی اور باوجود بہت کوشش کے نہ مل سکی۔[۸]

۳۱ھ میں بقول بعض مورخین آرمینیہ فتح ہوا۔

۳۲ھ میں قسطنطنیہ تک فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا، اسی سال طالقان، فاریاب، اور جوزجان بھی مفتوح ہوئے۔

۳۳ھ میں رعایا نے بغاوت کر دی، اور فتنوں کا آغاز ہو گیا، کوفہ و بصرہ و مصر میں آتش فساد و مبدم تیز ہوتی گئی۔[۲]

۳۴ھ میں ایک یہودی الاصل عبداللہ بن سبا نامی نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا، اور اسلام میں رخنہ ڈالنے کی نیت سے ایک نیا مذہب ایجاد کیا، جس کے یہ دو اصول رکھے۔ اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مثل حضرت عیسٰے علیہ السلام کے دوبارہ دنیا پر رجعت فرمائیں گے، دوّم مستحق خلافت حضرت امیر رضؓ ہیں خلفائے ثلاثہ نے ناحق خلافت لے لی، وہ اپنے خیالات کی اشاعت کرتا ہوا یمن سے حجاز آیا، وہاں سے بصرہ گیا، پھر کوفہ سے ہوتا ہوا شام پہنچا، وہاں سے حضرت معاویہ رضؓ نے نکال دیا، اور مصر پہنچ کر اس نے مصریوں کو حضرت عثمان رضؓ کے خلاف کر دیا، اور وہ ہمیشہ کیواسطے اختلاف فی الدین کے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔[۳]

۳۵ھ ماہِ شوال میں مخالفانِ خلافت مصر، کوفہ اور بصرہ سے بہانۂ حج روانہ ہوئے اور آتے ہی مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا، اور آب و دانہ اندر جانا بند کر دیا، حتّٰی کہ ذوالحجہ کے مہینے میں حضرت عثمان رضؓ کو شہید کر دیا۔

فضائل عثمانی | اِن کے فضائل میں آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی بہت ہیں یہاں صرف تین حدیثیں تبرکاً لکھی جاتی ہیں۔

حدیث - عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا نشبۃ عثمان بابینا ابراہیم (ابن عدی و ابن عساکر)

عہ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۴۴ عہ ایضاً ص ۱۴۵ عہ ایضاً ص ۱۴۶ تا ۱۵۳ بتصرف

(ابن عدی وابن عساکر)

حدیث۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عثمان من اشبہ اصحابی خلقا بی۔ (ابن عساکر)

حدیث۔ عن طلحۃ بن عبید اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان۔ (ترمذی)

اس کے علاوہ حضرت عثمان رض کا قرآن مجید جمع کرنا، اور اس کی سات نقلیں کروا کر مختلف بلاد میں اشاعت اسلام کے واسطے بھیجنا ان کے اعلےٰ فضائل سے ہے۔

اولادِ عثمانی ان کے دس بیٹے تھے، اوّل حضرت عبداللہ اکبر۔ دوم حضرت عبداللہ اصغر۔ سوم حضرت ابوسعید ابان اکبر حاکم مدینہ بعہد عبدالملک بن مروان۔ چہارم حضرت عمرو۔ پنجم حضرت خالد۔ ششم حضرت ابو عثمان سعید حاکم خراسان بعہد معاویہ۔ ہفتم حضرت ولید۔ ہشتم حضرت عبدالملک۔ نہم حضرت فرار۔ دہم حضرت ابان اصغر۔

حضرت عثمان ذوالنورین رض کی نسل دو بیٹوں عبداللہ اکبر اور ابان سے باقی ہے، جو عثمانی کہلاتے ہیں۔

خلفائے عثمانی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان ذوالنورین رض کو خلافت باطنی دے کر کلاہِ سہ ترکی عطا فرمائی، چونکہ ان کا زیادہ خیال اشاعت و تدریس قرآن کی طرف تھا اس لئے باطنی نسبت صرف ایک شخص حضرت کمیل بن زیاد رض کو عطا فرمائی، مگر چونکہ اُن کی تربیت و تکمیل حضرت امیر رض کے وجودِ مسعود سے ہوئی اس لئے اُن کا تذکرہ خلفائے مرتضوی میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ چہارم حضرت امام ابوالحسن علیّ المرتضٰے کرّم اللہ وجہہٗ

اگرچہ بوجہ ترتیب خلافتِ ظاہری ان کا شمار چوتھے درجہ پر ہوتا ہے لیکن علومِ باطنی

اور فیوض روحانی کے حقیقی وارثِ نبوی یہی تھے، مقامِ ولایت کے امیر اور سرچشمۂ
علوم صاحبِ خلافتِ کبریٰ تھے، اِن کا ذکرِ خیر آگے فصلِ دوم میں تفصیل آئے گا
انشاء اللہ تعالیٰ۔

اصحابِ سبعہ | کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سات صاحبوں کو خلافتِ باطنی پہنچی، از انجملہ خلفائے اربعہ جن کا ذکر گذر چکا ہے
اور باقی تین حضرات یہ ہیں۔

۱ - حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح حبشی رضی اللہ عنہ۔

مکہ و یمن کے درمیان موضع سراۃ میں پیدا ہوئے۔ سابق الاسلام اور صادق الاسلام
اور طاہر القلب تھے، حضرت ابوبکر صدیق رض نے امیہ بن خلف جمحی سے خرید کر
آزاد کر دیئے، حضرت عمر فاروق رض ان کے حق میں فرمایا کرتے ابوبکر سیدنا
اعتق سیدنا بلالاً (بخاری) عاشقِ ذاتِ نبوی تھے، تمام عمر مؤذن رہے، حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن کے شان میں فرمایا ہے انا سابق العرب وبلال سابق
الحبشة۔ ۲۰ھ میں دمشق میں فوت ہو کر بابِ صغیر کے پاس دفن ہوئے۔

۲ - حضرت ابوحمزہ انس بن مالک بن النضر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ۔

دس سال تک مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں
خادم بن کر رہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن کے حق میں دعا فرمائی تھی،
اللّٰھم اکثر مالہ وولدہ وادخلہ الجنة۔ چنانچہ اِن کی زندگی میں انکی
اولاد کی تعداد ایک سو چھ ۱۰۶ نفر تک پہنچ چکی تھی، جن میں ستر ذکور اور باقی اناث
تھیں، عہدِ فاروقی میں بصرہ چلے گئے، وہاں کے لوگوں کو حدیث و فقہ سکھلائی
کتبِ حدیث میں ان سے دو ہزار دو سو چھیاسی ۲۲۸۶ حدیثیں روایت کی گئی ہیں، سو سال
سے زیادہ عمر

۵ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۸۲

سے زیادہ عمر تھی۔ ۹۳ھ میں بمقام بصرہ انتقال کیا۔

۳۰۔ حضرت عبدالعزیز مکیؔ قلندر المعروف عبداللہ علم بردار رضی اللہ عنہ۔
ان کا ذکر خلفائے مرتضوی کے ضمن میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ صاحب آئینہ تصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی خلافت اور ردائے مبارک سبز رنگ عطا ہوئی، نیز طبقہ جنات کے صحابہ کو بھی خلافت ملی، اور وہ اپنی قوم میں رہنمائی کرتے تھے۔

تبرکات

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیدت مندوں کو موئے مبارک عطا فرمائے تھے جو زیادہ تر حضرت ابو طلحہ انصاری رض کے ہاتھ آئے حضرت انس بن مالک رض کے پاس بھی موئے مبارک تھے، اور نعلین مبارک، اور ایک لکڑی کا ٹوٹا ہوا پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑ دیا گیا تھا، وہ بھی انہیں کے پاس تھا، ذوالفقار جو حضرت امیر رض کے پاس تھی ان کے بعد ان کے خاندان میں یادگار رہی، حضرت عائشہ صدیقہ رض کے پاس آپ کے وہ کپڑے تھے جن میں آپ نے انتقال فرمایا تھا، انگوٹھی اور عصائے مبارک استحقاقِ خلافت کی بنا پر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رض پھر حضرت عمر فاروق رض پھر حضرت عثمان ذوالنورین رض کے قبضہ میں آئے، لیکن انہیں کے عہد میں یہ چیزیں ضایع ہوگئیں۔

تبرکاتِ قسطنطنیہ قسطنطنیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام رض کے مندرجہ ذیل تبرکات محفوظ ہیں۔

(۱) آپ کا ایک دانت مبارک۔ (۲) دو نعلین اقدس۔ (۳) کرتے۔ (۴) سجادہ۔

(۵) ایک پتھر جس پر قدم کا نشان ہے۔ (۶) تلوار کا ایک قبضہ۔ (۷) ایک تیر۔ (۸) لوائے نبوی۔ (۹) حضرت نوح علیہ السلام کی دیگچی۔ (۱۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کڑاہی۔ (۱۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ قیام مکہ کا چاندی کا قاباق (ڈھکنا) (۱۲) مکہ مکرمہ میں کعبہ کا طلائی الوق۔ (۱۳) مکہ مکرمہ کے باب التوبہ کا قاباق (ڈھکنا یا کواڑ) (۱۴) مکہ مکرمہ کی کنجی۔ (۱۵) حضرت داؤد علیہ السلام کی تلوار۔ (۱۶) حضرت شعیب علیہ السلام کے دو عصا شریف۔ (۱۷) حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص۔ (۱۸) ایک پارچہ بالجیق۔ (۱۹) خلفائے اربعہ کے عمامے۔ (۲۰) خلفائے اربعہ کی تلواریں (۲۱) خلفائے اربعہ کے جھنڈے۔ (۲۲) خلفائے اربعہ کی تسبیحیں۔ (۲۳) حضرت جعفر طیار رض کی تلوار۔ (۲۴) حضرت خالد بن زید رض کی تلوار۔ (۲۵) حضرت شرجیل بن حسنہ رض کی تلوار۔ (۲۶) حضرت ابوبکر رض کا سجادہ۔ (۲۷) عشرہ مبشرہ کی تلواروں کے چھ قبضے۔ (۲۸) حضرت معاذ بن جبل رض کا جھنڈا۔ (۲۹) حضرات حسنین رض کے جھنڈے (۳۰) حضرت اویس قرنی رض کی ٹوپی۔ (۳۱) حضرت عثمان ذوالنورین رض کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید۔ (۳۲) حضرت علی المرتضیٰ رض کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید۔ (۳۳) حضرت امام زین العابدین رض کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف (۳۴) حضور علیہ السلام کے غسل کا پانی۔

اِن کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔

خلیفہ سلطان عبدالحمید خاں عثمانی کی معزولی کے بعد ۱۳۲۶ھ سے یہ امانات مبارکہ اب جمہور ترکیہ کے قبضہ میں ہیں۔

تبرکاتِ لاہور زمانہ حاضرہ میں مندرجہ ذیل تبرکات شاہی مسجد لاہور کی ڈیوڑھی کے بالاخانہ پر محفوظ پڑے ہیں۔

(۱) حضور علیہ السلام کا عمامہ مبارک سبز رنگ معہ تاج لبستہ۔ (۲) جُبّہ سبز رنگ۔ (۳)

دلق شریف۔ (۴) پائجامہ۔ (۵) نقشِ قدم برنگ صندلی۔ (۶) نعلین اطہر۔ (۷) عصاء۔ (۸) علم سفید رنگ۔ (۹) غلاف روضہ اقدس۔ (۱۰) نقش نعلین پاک بر کاغذ۔ (۱۱) موئے مبارک۔ (۱۲) حضرت علی المرتضیٰ رض کی دستار معہ تاج لستہ (۱۳) انہیں کا لکھا ہوا تعویذ مندرجہ صدر۔ (۱۴) حضرت فاطمۃ الزہرا رض کا رومال چکن دار۔ (۱۵) جائے نماز۔ (۱۶) حضرت امام حسن رض کی دستار برنگ صندلی۔ (۱۷) حضرت امام حسین رض کی دستار۔ (۱۸) تاج۔ (۱۹) نشان۔ (۲۰) غلافِ روضہ مبارک۔ (۲۱) کربلا کی خون آلود مٹی۔ (۲۲) خواجہ اویس قرنی رض کے دندانِ مبارک۔ (۲۳) بیت اللہ شریف کا غلاف سیاہ رنگ۔ (۲۴) حضرت غوث الاعظم رح کا جائے نماز۔ (۲۵) رضائی۔ (۲۶) غلافِ روضہ شریف۔ (۲۷) ایک نامعلوم روضہ کی اینٹ۔

فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی کئی مرتبہ تبرکاتِ لاہور کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے، الحمد للہ علیٰ ذالک۔

سندِ زیاراتِ مذکور | حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رح نے کتاب حدیقۃ الاولیا میں زیاراتِ لاہور کے متعلق اس طرح پر تحریر کیا ہے۔

اصل حال اِن زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحبقران نے ۸۰۳ھ میں ملک عرب پر یورش کی، اور شہر دمشق کو محاصرہ میں لیا تو اُس شہر کے علما و فضلا و ساداتِ کرام بہت سے تحایف و تبرکات لے کر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی، کچھ تبرکات تو اُس وقت امیر تیمور کو ملے۔ اور باقی ماندہ زیارات و آثارِ عالیات سلطانِ قسطنطنیہ کا وکیل ۸۰۹ھ میں لے کر بحضور امیر حاضر ہوا، اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آگئیں، آخر

جب بابر بادشاہ دہلی آیا تو وہ اِن زیارات کو ساتھ لایا ، اُس روز سے یہ برابر دہلی
میں رہیں ، اور تا بانِ چغتائی پشت بہ پشت اِن پر قابض چلے آئے ، احمد شاہ
بن محمد شاہ کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی ، اور احمد شاہ دُرّانی نے
کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو وہ مغلانی بیگم دختر محمد شاہ کی شادی اپنے
بیٹے تیمور سے کرکے اُس کو کابل لے گیا ، وہاں جاکر شہزادی بیمار ہوگئی ، اُس کی
والدہ ملکہ زمانی اہلیہ محمد شاہ نے سنا تو وہ اپنی بیٹی کی تیمارداری کے واسطے
دہلی سے کابل کو روانہ ہوئی ، اُس وقت ملکہ کے ساتھ بہت سا مال نقد و زیور و اسباب
تھا ، اور یہ کُل زیارات بھی اُس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لیں ، کیونکہ
اُس کا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آوے ، اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی
مُغلانی بیگم کے پاس رہے ، جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ
کے متصل پہنچی تو سکھان کفن دُزد نے کل مال و سامان ملکہ کا غارت کرلیا ، اور اِن
زیارات کو ناکارہ مال تصوّر کرکے چھوڑ گئے ، بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ
رنجیت دیو والی جموّں کے پاس گئی ، اور چاہا کہ وہاں پھر سامان درست کرکے
کابل کو روانہ ہو ، اتنے میں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مُرجانے ، اور نعش ہند کی طرف
روانہ ہونے کی خبر پہنچی ، اور وہ چندے جموّں میں ٹھہری رہی ، جب نعش مغلانی بیگم
مع اس کے کل مال و اموال جہیز کے سیالکوٹ میں آئی تو گوجر سنگھ وغیرہ سکھوں نے
مل کر وہ مُردہ کا مال بھی لوٹ لیا ، اور مُردے کے پاس سوائے کفن کے کچھ نہ چھوڑا
جب نعش جموّں میں گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی و بے سامانی کے سخت حیرانی
میں تھی ، اور راجہ رنجیت دیو نے بھی ہرچند چاہا کہ ملکہ راستے کا خرچ مجھ سے لیں
مگر منظور نہ ہوا ، آخر ملکہ نے اِن زیارات کو بعوض اسّی ہزار روپیہ کے ایک سوداگر کے

پاس رہن رکھدیا

پاس رہن رکھدیا، اور روپیہ لے کر بحفاظت فوجِ راجہ جموں کے پہاڑ سے اتری،
جب قصبہ چنیٹ کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکمِ چنیٹ و چوہدری پیر محمد چٹھہ حاکمِ
قصبہ رسول نگر معہ شیخ سوہندا و غلام محمد پسرانِ خورد سال اپنے کے ملکہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے، اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیاراتِ عالیات ہم کو بخش دیں،
ملکہ زمانی براہِ مہربانی پچیس ہزار (٢٥٠٠٠) روپیہ ہدیہ سوائے زر رہن کے لینا کر کے اس بات
پر راضی ہوئی، اور روپیہ لے کر سند عطیات بمہر خود ان کو لکھدی، اور اجازت
دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دے کر زیارتیں لے لیں، پس شاہ محمد رضا و چوہدری
پیر محمد نے زیارات حاصل کر کے آپس میں تقسیم کر لیں، اور اب وہی تقسیم کی ہوئی
زیارتیں لاہور میں دو مقام پر رکھی ہوئی ہیں، جن کا حال علٰحدہ علٰحدہ تحریر ہوتا ہے۔
اوّل حصہ پیر محمد حاکمِ رسول نگر کا یہ حال ہے کہ زیارتیں اس کے حصہ کی بمقامِ رسول نگر
پیر محمد کے قبضہ میں رہیں، اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا غلام محمد قابض ہوا، اس
کے وقت سنہ ھ میں جب مہاں سنگھ نے قسم اٹھا کر غلام محمد کو قید کر لیا، اور
اس کے کل علاقہ پر قابض ہوا، تو صرف موضع منچر اس کے گذارے کے واسطے بحال
رکھا، تو غلام محمد اپنے عیال و اطفال اور زیارات کو لیکر منچر میں چلا گیا، مگر مہاں سنگھ
نے وہاں بھی اس کو چین لینے نہ دیا، اور تھوڑی مدت کے بعد منچر بھی اس سے
لیکر زیارات بھی چھین لیں، اور گوجرانوالہ کے قلعہ میں لاکر رکھدی گئیں، مہاں سنگھ
کے مرنے کے بعد ١٢١١ھ میں جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ بن
مہاں سنگھ نے خوف کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتیں گوجرانوالہ
سے اپنی ساس سدا کور کے پاس قلعہ مکیریاں میں بھیجدیں، وہاں یہ تبرکات ایک
بالاخانہ میں رکھی گئیں، اتفاقاً اس قلعہ میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی، اور تمام قلعہ

جل گیا۔ مگر جس بالاخانہ پر یہ تبرکات تھے، حالانکہ اُس کے نیچے کی منزل میں بارود بھرا ہوا تھا، آگ وہاں پہنچکر خود بخود منطفی ہوگئی۔ اُس روز سے سَدا کور کو اِن زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا، اور رنجیت سنگھ باوجودیکہ چند بار ان کے لینے کے واسطے بجِدّ ہوا مگر اُس نے نہ دیں، جب سخت تاکید ہوئی تو اُس نے یہ زیارات قلعہ مکیریاں سے نکلوا کر قلعہ چونڈہ کو بھجوا دیں، آخر جب کُل علاقہ سَدا کور کا راجہ رنجیت سنگھ نے چھین لیا۔ تو اُس نے یہ زیارات اپنے نواسے شیر سنگھ بن رنجیت سنگھ کو دے دیں، اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھتا تھا، جب وہ مارا گیا تو ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات اپنی حویلی میں رکھیں، وہاں کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی کہ جسقدر موئے مبارک نلکیوں میں تھے سب گم ہوگئے، اور نلکیاں خالی رہ گئیں، جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو اُس کا بھائی جواہر سنگھ وزیر ہوا، اُس نے یہ زیارات حویلی مذکور سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں، اور اب تک وہ قلعہ میں موجود ہیں۔"

فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ صاحب حدیقۃ الاولیا نے اپنے عہد تک یہیں مضمون کو ختم کیا ہے، بعد ازاں انگریزوں کی ابتدائی حکومت میں بھی یہ زیارات قلعہ لاہور میں رہیں پھر انجمن حمایت اسلام نے کوشش کر کے حکومت سے یہ زیارات حاصل کیں، اور شاہی مسجد لاہور کی مشرقی ڈیوڑھی کے بالاخانہ پر رکھیں، جہاں اب تک کہ ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء ہے موجود پڑی ہیں یزار و یتبرک بہ۔

دوسرا حصہ اِن زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم قصبہ چنٹی کے پاس تھا اُس کا یہ حال ہے کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات اُن پر قابض رہا، پھر شیخ سوہندا و شیخ فضل الٰہی و شیخ جیون کے قبضہ میں آئیں، اُن کے وقت میں بحکم رنجیت سنگھ فقیر نورالدین مرحوم چنٹی کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے، انہوں نے اطاعت قبول کی، اور حکومت سے

دست بردار

دست بردار ہوئے ۔ اُس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و شیخ فضل آلہٰی سے چند مرتبہ کرکے خریدلیں ، اور سندیں و دستاویزیں لکھالیں ۔

فقیر شرافت عفااللہ عنہ کہتا ہے کہ اب تک وہ حصہ زیاراتِ مقدسہ خاندانِ فقیر صاحبان میں سے فقیر جلال الدین صاحب لاہوری کے گھر میں محفوظ ہیں ، جس کو فقیر خانہ کہا جاتا ہے[۱]۔ یزار و یتبرک بہٖ ۔

تبرکاتِ اوچ شریف اوچ بخاری ریاست بہاولپور میں حضرت مخدوم سید ناصرالدین ثانی بخاری مدظلہ العالی سجادہ نشینِ درگاہِ عالیہ جلالیہ کے پاس مندرجہ ذیل تبرکات محفوظ ہیں ، جو اِن کے آبا و اجداد بخارا سے ساتھ لائے تھے ، اور نسلاً بعد نسل ان کے گھر میں چلے آتے ہیں (۱) دستارِ مبارکؐ نبوی ، یہ ایک شتری رنگ کا باریک سیاہ خطوط دار پارچہ ہے ، دلکش اور جان آسا صورت ہے ، (۲) رومال مبارک ، یہی رومال ہے جس وقت میلا ہوجایا کرتا تھا تو آگ میں ڈالا جانے سے صاف ہوجاتا تھا[۲]۔

ایسا ہی اوچ گیلانی میں حضرت مخدوم سید حامد محمد شمس الدین ثانی گیلانی دام برکاتہٗ سجادہ نشین درگاہِ عالیہ محبوبیہ غوثیہ کے درِ دولت میں حضور علیہ السلام کا نقش قدم مبارک موجود ہے[۳]۔

اِن کے علاوہ بھی اوچ متبرکہ میں بہت تبرکات ہیں ، یہاں حاجت تطویل نہیں ۔

مدحیات

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا بیان کرنا طاقتِ امکانی سے بعید ہے ، آپؐ کی تعریف کرنی کچھ انسان پر منحصر نہیں ۔ بلکہ ملائکہ اور جنات و حیوانات و نباتات و جمادات سب آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ۔

[۱] تاریخ لاہور ص۱۱۲ [۲] تاریخ اوچ حنیظ ص۱۴۷ [۳] ایضاً ص۱۴۸ ۱۲ شرافت ۔

یہاں ایک قصیدہ لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قصیدہ جنیہ | حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر چشتی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ یہ ایک قصیدہ ہے جو ایک جن نے حضور نبوی میں پڑھا تھا۔

غروشِ مرِ غوشْ خراشا — شغلوشْ مغرجمْ طراشا
تیرا نور پہلے ظہور تھا اوپر سے نیچے تک — تونے پردہ کیا ہے اتر کر عرش سے

صغروشْ بغرِ طلنا شا — مرختشمِد طشکامشا
تیرے عاشق نے پہچانا تجھے — نام رکھا محمد رسول اللہ تیرا

بلغشِ مرّا غتنغما — اوِشْ نعشِ مرِ غشہا
ملکوت میں تیرا نام احمد ہے — اور لاہوت میں تیرا نام چھپا احد

نغشا ضغشِ عضرا — اوِشْ خنشِ وضِ منشغا
بندہ کیا اپنے کو بیچ دنیا کے — اور اور کچھ کہا یا حالت بلندی میں

علغشی طہغ غرفشْ — عشغضْ مغنا ظہشا
عالموں نے ظاہر جانا عارفوں نے باطن — عاشقوں نے ظاہر بھی اور مخفی بھی

حضشغم وشغبْ قشلی — اوِشْ قشوطغرغشا
حدیث تیرا قال ہے — اور باطن تجھکو سمجھنا خراب کریگا

طغمینا تجشغلشا — اوِشْ فرقِشْ حلفشا
اور ظاہر تجھکو اللہ سمجھنا کفر ہے — اور فرقان تیرا حال کہے گا

مجشا تجشِ فنشا — کنغتْ اوِشْ طغرمشا
معراج ہوا تجھکو ایسا — کہ نہیں ہوا نبیوں سے کسی کو

قمشرغ فشغا فاشا — وضغتنا لغشوغاشا

چاند کو کیا انگلی سے

چاند کو کیا انگلی سے دو ٹکڑے — دونو بغلوں میں سے دونو نکل گئے

جَشْغَقَا کَفْتَرِ اِیَمَشْغَا — مَغْشَغِرَ بَغَشْ کَکُغَشَا

جن پر کافر نہیں ایمان لائے — میں اپنی قوم سے کروڑوں کے غلام کروں گا

اِیُمَّشْ حَشْمِدِ شَغُشَا — اَغْبَشْغَا غُرْشَا غِشْغُشَا

ایمان لایا میں ساتھ محمدؐ کے سب — قوم کے اب چاہتا ہوں کہ میری ہی اولاد ایمان لائے

هَمْشِبْ عَرَ فَشْقُشَا — جُبْغُشُوْ اَمَا غِشْ عَرَضِشَا عہ

ہمیشہ پہنچانے والے آپکے قیامت تک رہیں — اور امانت آپ ہی کے ادا کرنے والے رہیں

اسمائے نبوی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات وفضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے اسمار گرامی بکثرت ہیں جو آسمانی کتابوں، اور قرآن مجید واحادیث میں ملتے ہیں، اور کثرت اسمار مسمی کے شرف پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ ہر ایک اسم کسی نہ کسی صفت یا فعل سے مشتق ہے، عام وظائف کی کتابوں مثلاً دلیل العارفین وغیرہ میں ننانوے (۹۹) نام مذکور ہیں، صاحب دلائل الخیرات نے دو سو اسمار لکھے ہیں، صاحب مواہب اللدنیہ نے چار سو سے زیادہ نام گنائے ہیں، اور صاحب مدارج النبوت نے پانچسو پندرہ (۵۱۵) اسمار بترتیب حروف تہجی درج کئے ہیں۔ یہاں صرف قرآن مجید میں سے اسمار گرامی لکھے جاتے ہیں۔

ننانوے (۹۹) نام

(۱) اَلْاٰمِرُ۔ آیت شریف۔ یامرھم بالمعروف۔ (الاعراف ع ۱۹)

(۲) اَحْمَدُ۔ آیت شریف ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (الصف ع ۱)

(۳) اَلْاُمِّیُّ۔ آیت شریف۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی (الاعراف ع ۱۹)

(۴) اَلْاَمِیْنُ ۔ آیت شریف ۔ رسول امین ۔ (الدخان ع ۱)

(۵) اَلْبُرْھَانُ ۔ آیت شریف ۔ قد جاء کم برھان ۔ (النساء ع ۲۴)

(۶) اَلْبَیِّنَۃُ ۔ آیت شریف ۔ فقد جاء کم بینۃ من ربکم ۔ (الانعام ع ۲۰)

(۷) اَلتَّالِیْ ۔ آیت شریف ۔ اتل ما اوحی الیک ۔ (العنکبوت ع ۵)

(۸) اَلْحَرِیْصُ ۔ آیت شریف ۔ حریص علیکم ۔ (التوبہ ع ۱۶)

(۹) اَلْحَکَمُ ۔ آیت شریف ۔ حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ۔ (النساء ع ۹)

(۱۰) حٰمٓ ۔ آیت شریف ۔ حٰمٓ ۔ (الجاثیہ ع ۱)

(۱۱) اَلْخَاتَمُ ۔ آیت شریف ۔ وخاتم النبیین ۔ (الاحزاب ع ۵)

(۱۲) اَلذَّاکِرُ ۔ آیت شریف ۔ واذکر ربک ۔ (الاعراف ع ۲۴)

(۱۳) اَلرَّاضِیْ ۔ آیت شریف ۔ لعلک ترضٰی ۔ (طٰہٰ ع ۸)

(۱۴) اَلرَّسُوْلُ ۔ آیت شریف ۔ یاایھا الرسول ۔ (المائدہ ع ۱۰)

(۱۵) رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ آیت شریف ۔ محمد رسول اللہ ۔ (الفتح ع ۴)

(۱۶) اَلسَّاجِدُ ۔ آیت شریف ۔ وکن من الساجدین ۔ (الحجر ع ۶)

(۱۷) اَلسِّرَاجُ ۔ آیت شریف ۔ وسراجا منیرا ۔ (الاحزاب ع ۶)

(۱۸) اَلشَّاکِرُ ۔ آیت شریف ۔ وکن من الشاکرین ۔ (الاعراف ع ۱۷)

(۱۹) اَلشَّاھِدُ ۔ آیت شریف ۔ انا ارسلنٰک شاھدا ۔ (الاحزاب ع ۶)

(۲۰) اَلشَّمْسُ ۔ آیت شریف ۔ والشمس وضحٰھا ۔ (الشمس)

(۲۱) اَلصَّابِرُ ۔ آیت شریف ۔ ولربک فاصبر ۔ (المدثر ع ۱)

(۲۲) اَلصَّاحِبُ ۔ آیت شریف ماضل صاحبکم ۔ (النجم ع ۱)

(۲۳) صَاحِبُ الْحِکْمَۃِ ۔ آیت شریف ۔ وانزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ ۔ (النساء ع ۱۷)

(۲۴) صاحب الحوض

(۲۴) صَاحِبُ الْحَوْض۔ آیت شریف۔ انا اعطیناک الکوثر۔ (الکوثر)

(۲۵) صَاحِبُ الْقُرْآن۔ آیت شریف۔ ولقد اٰتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم۔ (الحجر ع ۶)

(۲۶) صَاحِبُ الْکِتَاب۔ آیت شریف۔ ونزّلنا علیک الکتٰب۔ (النحل ع ۱۲)

(۲۷) صَاحِبُ الْوَحْی۔ آیت شریف۔ ثمّ اوحینا الیک۔ (النحل ع ۱۶)

(۲۸) اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ۔ آیت شریف۔ وانّک لتھدی الٰی صراطٍ مستقیم۔ (الشورٰی ع ۵)

(۲۹) اَلضُّحٰی۔ آیت شریف۔ والضُّحٰی۔ (الضحٰی)

(۳۰) اَلطَّاهِرُ۔ آیت شریف۔ ویحبّ المتطهّرین۔ (البقرۃ ع ۲۸)

(۳۱) طٰسٓ۔ آیت شریف۔ طٰسٓ۔ (النمل ع ۱)

(۳۲) طٰهٰ۔ آیت شریف۔ طٰهٰ۔ (طٰهٰ ع ۱)

(۳۳) اَلطَّیِّبُ۔ آیت شریف۔ والطّیّبٰت للطّیّبین۔ (النور ع ۳)

(۳۴) اَلظِّلُّ اللّٰہِ۔ آیت شریف۔ الم تر الٰی ربّک کیف مدّ الظّل۔ (الفرقان ع ۵)

(۳۵) اَلْعَابِدُ۔ آیت شریف۔ واعبد ربّک۔ (الحجر ع ۶)

(۳۶) اَلْعَالِمُ۔ آیت شریف۔ فاعلم انّہ لا الٰہ الّا اللہ۔ (محمد ع ۲)

(۳۷) اَلْعَبْدُ۔ آیت شریف۔ سبحٰن الّذی اسرٰی بعبدہٖ۔ (بنی اسرائیل ع ۱)

(۳۸) عَبْدُ اللّٰہِ۔ آیت شریف۔ وانّہ لمّا قام عبد اللہ۔ (الجن ع ۱)

(۳۹) اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰی۔ آیت شریف۔ فقد استمسک بالعروۃ الوثقٰی۔ (البقرۃ ع ۳۴)

(۴۰) اَلْفَجْرُ۔ آیت شریف۔ والفجر۔ (الفجر)

(۴۱) اَلْقَارِیُ۔ آیت شریف۔ اقرء باسم ربّک۔ (العلق)

(۴۲) اَلْقَاضِیْ۔ آیت شریف۔ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا۔ (الاحزاب ع ۵)

(۴۳) قَدَمُ صِدْقٍ۔ آیت شریف۔ انّ لھم قدم صدقٍ عند ربّھم۔ (یونس ع ۱)

(۴۴) اَلْمَامُوْرُ۔ آیت شریف۔ واستقم کما امرت۔ (الشوریٰ ع ۲)

(۴۵) اَلْمُبَشِّرُ۔ آیت شریف۔ انا ارسلناک شاهدا ومبشرا۔ (الاحزاب ع ۶)

(۴۶) اَلْمَبْعُوْثُ۔ آیت شریف۔ بعث فی الامیین رسولا۔ (الجمعۃ ع ۱)

(۴۷) اَلْمُبَلِّغُ۔ آیت شریف۔ بلغ ما انزل الیک۔ (المائدہ ع ۱۰)

(۴۸) اَلْمُبَیِّنُ۔ آیت شریف۔ لتبین للناس۔ (النحل ع ۶)

(۴۹) اَلْمُتَبَتِّلُ۔ آیت شریف۔ وتبتل الیه تبتیلا۔ (المزمل ع ۱)

(۵۰) اَلْمُتَوَکِّلُ۔ آیت شریف۔ وتوکل علی اللہ۔ (الاحزاب ع ۶)

(۵۱) اَلْمُتَهَجِّدُ۔ آیت شریف۔ ومن الیل فتهجد به نافلة لک۔ (بنی اسرائیل ع ۹)

(۵۲) اَلْمُجْتَبیٰ۔ آیت شریف۔ ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء (آل عمران ع ۱۸)

(۵۳) اَلْمَحْفُوْظُ۔ آیت شریف۔ یحفظونه من امر اللہ۔ (الرعد ع ۲)

(۵۴) مُحَمَّدٌ۔ آیت شریف۔ وما محمد الا رسول۔ (آل عمران ع ۱۵)

(۵۵) مَحْمُوْدٌ۔ آیت شریف۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (بنی اسرائیل ع ۹)

(۵۶) اَلْمُخْتَارُ۔ آیت شریف۔ وربک یخلق ما یشاء ویختار۔ (القصص ع ۷)

(۵۷) اَلْمُدَّثِّرُ۔ آیت شریف۔ یا ایها المدثر۔ (المدثر ع ۱)

(۵۸) اَلْمُذَکِّرُ۔ آیت شریف۔ انما انت مذکر۔ (الغاشیه)

(۵۹) اَلْمُرْتَضیٰ۔ آیت شریف۔ الا من ارتضیٰ من رسول۔ (الجن ع ۲)

(۶۰) اَلْمُرَتِّلُ۔ آیت شریف۔ ورتل القرآن ترتیلا۔ (المزمل ع ۱)

(۶۱) اَلْمُرْسَلُ۔ آیت شریف۔ انا ارسلنك۔ (الاحزاب ع ۶)

(۶۲) اَلْمَرْفُوْعُ۔ آیت شریف۔ ورفعنا لک ذکرک۔ (الانشراح)

(۶۳) اَلْمُزَکِّیْ۔ آیت شریف۔ ویزکیهم۔ (الجمعۃ ع ۱)

(٦٤) اَلْمُزَّمِّلُ - آیت شریف - یاایھا المزمّل - (المزمل ع ۱)

(٦٥) اَلْمُسَبِّحُ - آیت شریف - فسبّح باسم ربّک - (الواقعہ ع ۲)

(٦٦) اَلْمُسْتَعِذُ - آیت شریف - فاستعذ باللہ - (النحل ع ۱۳)

(٦٧) اَلْمُسْتَغْفِرُ - آیت شریف - واستغفر لذنبک - (محمد ع ۲)

(٦٨) اَلْمُسْتَقِیْمُ - آیت شریف - واستقم - (الشوریٰ ع ۲)

(٦٩) اَلْمُصَدِّقُ - آیت شریف - مصدّقاً لما بین یدیہ - (البقرہ ع ۱۲)

(٧٠) اَلْمُصَدَّقُ - آیت شریف - وصدّق بہٖ - (الزمر ع ۴)

(٧١) اَلْمُصْطَفٰی - آیت شریف - اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن النّاس - (الحج ع ۱۰)

(٧٢) اَلْمُصَلِّیْ - آیت شریف - فصلّ لربّک - (الکوثر)

(٧٣) اَلْمُطَهِّرُ - آیت شریف - ویطھّرکم تطھیرًا - (الاحزاب ع ۴)

(٧٤) اَلْمُعَزَّرُ - آیت شریف - وتعزّروہ - (الفتح ع ۱)

(٧٥) اَلْمَعْصُوْمُ - آیت شریف - واللہ یعصمک من النّاس - (المائدہ ع ۱۰)

(٧٦) اَلْمُعَلَّمُ - آیت شریف - وعلّمک ما لم تکن تعلم - (النساء ع ۱۷)

(٧٧) اَلْمُعَلِّمُ - آیت شریف - ویعلّمھم الکتٰب - (الجمعہ ع ۱)

(٧٨) اَلْمَغْفُوْرُ - آیت شریف - لیغفرلک اللہ - (الفتح ع ۱)

(٧٩) اَلْمُفَضَّلُ - آیت شریف - ولقد فضّلنا بعض النّبیّین علیٰ بعضٍ - (بنی اسرائیل ع ۶)

(٨٠) اَلْمُقْتَدٰی - آیت شریف - لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - (الاحزاب ع ۳)

(٨١) اَلْمُقَرَّبُ - آیت شریف - فکان قاب قوسین او ادنیٰ - (النجم ع ۱)

(٨٢) اَلْمَكْفِيُّ - آیت شریف - انّا کفینٰک المستھزئین - (الحجر ع ۶)

(٨٣) اَلْمُلِیْنُ - آیت شریف - فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم - (آل عمران ع ۱۷)

(۸۴) اَلْمُنَادِیْ۔ آیت شریف۔ ... منادیا۔ (آل عمران ع ۲۰)

(۸۵) اَلْمُنْذِرُ۔ آیت شریف۔ انما انت منذر۔ (الرعد ع ۱)

(۸۶) اَلْمَنْصُوْرُ۔ آیت شریف۔ وینصرك الله نصرًا عزیزًا۔ (الفتح ع ۱)

(۸۷) اَلْمُنِیْرُ۔ آیت شریف۔ وسراجًا منیرًا۔ (الاحزاب ع ۶)

(۸۸) اَلْمُوْدِعُ۔ آیت شریف۔ ما ودّعك ربّك وما قلٰی۔ (الضحٰی)

(۸۹) اَلْمُوَقَّرُ۔ آیت شریف۔ وتوقروہ۔ (الفتح ع ۱)

(۹۰) اَلْمُؤْمِنُ۔ آیت شریف۔ اٰمن الرّسول۔ (البقرۃ ع ۴۰)

(۹۱) اَلْمُؤَیَّدُ۔ آیت شریف۔ وایّدہ بجنود لم تروھا۔ (التوبہ ع ۶)

(۹۲) اَلْمَهْدِیُّ۔ آیت شریف۔ ویھدیك صراطًا مستقیمًا۔ (الفتح ع ۱)

(۹۳) اَلنَّاھِیُ۔ آیت شریف۔ وینھٰھم عن المنکر۔ (الاعراف ع ۱۹)

(۹۴) اَلنَّبِیُّ۔ آیت شریف۔ یاایھا النبی۔ (الاحزاب ع ۶)

(۹۵) اَلنَّجْمُ۔ آیت شریف۔ والنجم اذا ھوٰی۔ (النجم ع ۱)

(۹۶) اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ۔ آیت شریف۔ النجم الثاقب۔ (الطارق)

(۹۷) اَلنِّعْمَةُ۔ آیت شریف۔ یعرفون نعمة الله۔ (النحل ع ۱۱)

(۹۸) اَلْھَادِیُ۔ آیت شریف۔ وانك لتھدی۔ (الشورٰی ع ۵)

(۹۹) یٰسٓ۔ آیت شریف۔ یٰسٓ۔ (یٰسٓ ع ۱) ؏

جو شخص اِن اسمائے گرامی کو روزانہ بلاناغہ تلاوت کیا کرے گا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ زیارتِ نبویؐ سے مشرف ہوگا، اور دو نوجہان کی سعادت اُس کے نصیب ہوگی۔

فقیر شریف احمد شرافت عافاہ اللہ بھی متعدد مرتبہ زیارت سے مشرف ہوا ہے، ایک مرتبہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے بشارت فرمائی کہ "تم بھی ہمارے صحابیوں کے پیچھے اُن کے ساتھ ہی ہوگے۔"

ساتھ ہی ہوئے "الحمد للہ علی ذلک"۔

اسماء الحسنٰی سے موسوم ہونا حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسماء حسنٰے وصفاتِ لعلٰے سے بھی نوازش کی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں یہ اسمائے گرامی مذکور ہوئے ہیں۔

(۱)	اسم آلٰہی۔	اَحْسَنُ۔	آیت شریف۔	فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ (المؤمنون ع ۱)
	اسم نبوی۔	اَحْسَنُ۔	آیت شریف۔	لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (التین)
(۲)	اسم آلٰہی۔	اَلْاَعْلٰی۔	آیت شریف۔	فسبح اسم ربک الاعلیٰ۔ (الاعلیٰ)
	اسم نبوی۔	اَلْاَعْلٰی۔	آیت شریف۔	وھو بالافق الاعلیٰ۔ (النجم ع ۱)
(۳)	اسم آلٰہی۔	بَشِیْرٌ۔	آیت شریف۔	یبشرھم ربھم۔ (التوبہ ع ۳)
	اسم نبوی۔	بَشِیْرٌ۔	آیت شریف۔	ولبشیر لقوم یؤمنون۔ (الاعراف ع ۲۳)
(۴)	اسم آلٰہی۔	اَلْحَاکِمُ۔	آیت شریف۔	حتیٰ یحکم اللہ بیننا۔ (الاعراف ع ۱۱)
	اسم نبوی۔	اَلْحَاکِمُ۔	آیت شریف۔	وان احکم بینہم۔ (المائدہ ع ۷)
(۵)	اسم آلٰہی۔	اَلْحَقُّ۔	آیت شریف۔	بان اللہ ھو الحق۔ (الحج ع ۱)
	اسم نبوی۔	اَلْحَقُّ۔	آیت شریف۔	قد جاءکم الحق من ربکم۔ (یونس ع ۱۱)
(۶)	اسم آلٰہی۔	اَلْخَبِیْرُ۔	آیت شریف۔	وھو اللطیف الخبیر۔ (الانعام ع ۱۳)
	اسم نبوی۔	اَلْخَبِیْرُ۔	آیت شریف۔	فسئل بہ خبیرا۔ (الفرقان ع ۵۹)
(۷)	اسم آلٰہی۔	اَلدَّاعِیْ۔	آیت شریف۔	واللہ یدعوا الیٰ دار السلام۔ (یونس ع ۳)
	اسم نبوی۔	اَلدَّاعِیْ۔	آیت شریف۔	وانک لتدعوھم۔ (المؤمنون ع ۴)
(۸)	اسم آلٰہی۔	ذوالقوۃ۔	آیت شریف	ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ (الذاریات ع ۳)
	اسم نبوی۔	ذوالقوۃ۔	آیت شریف	ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔ (التکویر)

(۹)	اسم آلہی۔	اَلرَّحْمَۃُ۔	آیت شریف۔	وربّک الغفور ذوالرّحمۃ۔ (الکہف ع ۸)
	اسم نبوی۔	اَلرَّحْمَۃُ۔	آیت شریف۔	وما ارسلنٰک الّا رحمۃً للعٰلمین۔ (الحج ع ۷)
(۱۰)	اسم آلہی۔	اَلرَّحِیْمُ۔	آیت شریف۔	ھو الرّحمٰن الرّحیم۔ (البقرۃ ع ۱۹)
	اسم نبوی۔	اَلرَّحِیْمُ۔	آیت شریف۔	بالمؤمنین رءوف رّحیم۔ (التوبہ ع ۱۶)
(۱۱)	اسم آلہی۔	اَلرَّءُوْفُ۔	آیت شریف۔	ان ربّکم لرءوف۔ (النحل ع ۱)
	اسم نبوی۔	اَلرَّءُوْفُ۔	آیت شریف۔	بالمؤمنین رءوف۔ (التوبہ ع ۱۶)
(۱۲)	اسم آلہی۔	اَلشَّھِیْدُ۔	آیت شریف۔	وکفٰی باللّٰہ شھیدًا۔ (النساء ع ۱۱)
	اسم نبوی۔	اَلشَّھِیْدُ۔	آیت شریف۔	ویکون الرّسول علیکم شھیدًا (البقرۃ ع ۱۶)
(۱۳)	اسم آلہی۔	اَلصَّادِقُ۔	آیت شریف۔	ومن اصدق من اللّٰہ حدیثًا (النساء ع ۱۱)
	اسم نبوی۔	اَلصَّادِقُ۔	آیت شریف۔	مصدقًا لّما بین یدیہ۔ (البقرۃ ع ۱۲)
(۱۴)	اسم آلہی۔	اَلْعَزِیْزُ۔	آیت شریف۔	ان اللّٰہ لقویّ عزیز۔ (الحج ع ۶)
	اسم نبوی۔	اَلْعَزِیْزُ۔	آیت شریف۔	لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز (التوبہ ع ۱۶)
(۱۵)	اسم آلہی۔	اَلْعَظِیْمُ۔	آیت شریف۔	وھو العلیّ العظیم۔ (البقرۃ ع ۳۴)
	اسم نبوی۔	اَلْعَظِیْمُ۔	آیت شریف۔	وانّک لعلٰی خلق عظیم۔ (القلم ع ۱)
(۱۶)	اسم آلہی۔	اَلْعَفُوُّ۔	آیت شریف۔	ان اللّٰہ لعفوّ غفور۔ (الحج ع ۸)
	اسم نبوی۔	اَلْعَفُوُّ۔	آیت شریف۔	فاعف عنھم واصفح۔ (المائدہ ع ۳)
(۱۷)	اسم آلہی۔	اَلْعَلِیْمُ۔	آیت شریف۔	ان ربّک ھو الخلّاق العلیم۔ (الحجر ع ۶)
	اسم نبوی۔	اَلْعَلِیْمُ۔	آیت شریف۔	وعلّمک ما لم تکن تعلم (النساء ع ۱۷)
(۱۸)	اسم آلہی۔	اَلْفَتَّاحُ۔	آیت شریف۔	وھو الفتّاح العلیم۔ (سبا ع ۳)
	اسم نبوی۔	اَلْفَتَّاحُ۔	آیت شریف۔	فقد جاءکم الفتح۔ (الانفال ع ۲)

(۱۹) اسم آلہی۔

(۱۹)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْقَائِمُ ۔	آیت شریف ۔	قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۔ (آل عمران ع ۲)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْقَائِمُ ۔	آیت شریف ۔	لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ ۔ (الجن ع ۱)
(۲۰)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْکَرِیْمُ ۔	آیت شریف ۔	مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۔ (الانفطار)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْکَرِیْمُ ۔	آیت شریف ۔	اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۔ (التکویر)
(۲۱)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْمُبِیْنُ ۔	آیت شریف ۔	هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۔ (النور ع ۳)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْمُبِیْنُ ۔	آیت شریف ۔	اِنِّیْ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۔ (الحجر ع ۲)
(۲۲)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْمُهَيْمِنُ ۔	آیت شریف ۔	الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ (الحشر ع ۳)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْمُهَيْمِنُ ۔	آیت شریف ۔	وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۔ (المائدہ ع ۸)
(۲۳)	اسمِ الٰہی ۔	اَلنَّاصِرُ ۔	آیت شریف ۔	نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (الانفال ع ۵)
	اسمِ نبوی ۔	اَلنَّاصِرُ ۔	آیت شریف ۔	وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ (العنکبوت ع ۱)
(۲۴)	اسمِ الٰہی ۔	اَلنَّذِيْرُ ۔	آیت شریف ۔	فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۔ (اللیل)
	اسمِ نبوی ۔	اَلنَّذِيْرُ ۔	آیت شریف ۔	اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۔ (فاطر ع ۳)
(۲۵)	اسمِ الٰہی ۔	اَلنُّوْرُ ۔	آیت شریف ۔	اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ ۔ (النور ع ۵)
	اسمِ نبوی ۔	اَلنُّوْرُ ۔	آیت شریف ۔	قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ ع ۳)
(۲۶)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْوَلِيُّ ۔	آیت شریف ۔	اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ ع ۳۴)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْوَلِيُّ ۔	آیت شریف ۔	اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (المائدہ ع ۸)
(۲۷)	اسمِ الٰہی ۔	اَلْهُدٰی ۔	آیت شریف ۔	اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ۔ (البقرہ ع ۱۴)
	اسمِ نبوی ۔	اَلْهُدٰی ۔	آیت شریف ۔	وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰی ۔ (النجم ع ۱)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ رسولہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واہلبیتہ اجمعین ۔

وصالِ محبوب

جب تکمیلِ دین ہو چکی، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام نعمتیں پوری ہو چکیں تو اب وہ وقت آپہنچا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفیقِ اعلےٰ سے وصال حاصل کریں۔

علالتِ طبع اٹھارہویں صفر ۱۱ھ کو آدھی رات کے وقت آپ گورستانِ جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اور اصحابِ قبور کے حق میں دعائے خیر فرمائی، وہاں سے واپسی کے وقت مزاج کچھ ناساز سا ہوگیا، پانچ روز تک آپ از راہِ عدل ہر ایک حرمِ محترم کے حجروں میں باری باری استراحت فرماتے رہے، لیکن جب مرض میں شدت ہوئی تو تمام کی اجازت سے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ جب تک چلنے کی طاقت رہی مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھاتے رہے۔[۳۲]

آخری جماعتِ نماز سب سے آخری نماز جو آپ نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی، سر میں درد تھا، اس لئے سر میں رومال باندھ کر آپ تشریف لائے، اور نماز ادا کی، جس میں سورۃ المرسلات قرأت فرمائی، عشا کے وقت تک طبیعت کمزور ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، چنانچہ کئی روز تک انہوں نے نماز پڑھائی۔[۳۳]

وصیتیں وفات سے چار دن پہلے آپ نے فرمایا کہ دوات کاغذ لاؤ، میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھدوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے، لیکن بعض صحابہ کرام رض نے آپ کی شدتِ مرض کو ملاحظہ کرتے ہوئے آپ کو تکلیف دینا گوارا نہ کیا، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے[۳۴]، جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے یہ جواب

نے یہ جواب سنا تو سمجھ لیا کہ یہ لوگ دین پر راسخ و ثابت ہیں، اِن کو کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں، تو آپ نے سکوت فرمایا، کیونکہ کاغذ لکھوانا کوئی ضروری یا ایجابی امر نہ تھا، اگر بذریعہ وحی یہ امر نازل ہوتا تو آپ ضرور لکھواتے۔

اس کے بعد آپ نے تین وصیتیں فرمائیں، ایک یہ کہ کوئی مشرک عرب میں رہنے نہ پائے، دوسری یہ کہ سفراء کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح آپ کے زمانہ میں دستور تھا، تیسری وصیت راوی کو یاد نہیں رہی۔[عہ]

آخری خطبہ ظہر کے بعد آپ نے ایک خطبہ دیا، جو آپ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا، اُس میں آپ نے فرمایا "خدا تعالےٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے، یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے لیکن اس نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں"۔[عہ]

آخری دِن دوشنبہ کے روز طبیعت میں کچھ سکون تھا، فجر کے وقت حجرہ شریفہ کے دروازہ سے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ نماز میں مشغول تھے، آپ دیکھ کر خوش ہوئے۔[عہ]

حضرت انس بن مالک رضہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس وقت آپ کا چہرہ مبارک دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ مصحف کا کوئی ورق ہے، یعنی سپید ہو گیا تھا۔[عہ]

دن جیسے جیسے چڑھتا تھا آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی اور پھر افاقہ ہو جاتا تھا حضرت فاطمۃ الزہراء رضہ یہ دیکھ کر بولیں واکرب اباہ۔ ہائے میرے باپ کی بے چینی، آپ نے فرمایا تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہو گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضہ فرماتی ہیں کہ آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبر کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیاتِ دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے مع الذین

عہ صحیح بخاری جلد اول، باب مرض النبی و وفاتہ ۱۲ عہ ایضاً بحوالہ صحیحین باب ابوبکر ۱۲ عہ ایضاً ص ۱۹۵ بحوالہ صحیح بخاری ذکر وفات ۱۲ عہ ایضاً بحوالہ صحیح مسلم باب الصلوٰۃ ۱۲ زرقانی

انعم اللہ علیہم (النساء ع ۹) اور کبھی یہ فرماتے - اللھم فی الرفیق الاعلیٰ عہ

لقائے حبیب دوشنبہ کے روز جب سہ پہر کا وقت ہوا تو دروازہ کے باہر ایک اعرابی نے دستک دی اور کہا - السلام علیکم اھل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ ومختلف الملائکۃ - اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو اندر آجاؤں، حضرت فاطمۃ الزہرا نے اندر سے فرمایا کہ حضور بیمار ہیں ابھی ملاقات کا وقت نہیں، اس نے پھر اذن طلب کیا، انہوں نے پھر یہی جواب دیا، تیسری بار اس نے بآواز بلند اذن مانگا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ملک الموت عزرائیل ہے، یہ احترام نبوت ہے کہ اجازت سے کر اندر آنا چاہتا ہے، ورنہ اس کو اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ عہ چنانچہ آپ نے اجازت دی تو حضرت عزرائیل نے آکر کہا، السلام علیك ایھا النبی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے، اور مجھے حکم کیا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی روح مبارک قبض کروں، آپ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ ٹھہرو کہ میرا بھائی جبرئیل آئے، پس اسیوقت جبرئیل حاضر ہوئے اور سلام کیا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل مجھے ایسے حال میں تنہا چھوڑ گئے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کے واسطے بشارت لایا ہوں کہ آج بامر حق تعالیٰ دوزخ سرد ہو چکا ہے، اور بہشت آراستہ ہے، حوریں اور ملائک صف در صف انتظار میں کھڑے ہیں، اور میں آپ کو بشارت دینے آیا ہوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک حضور اور حضور کی امت بہشت میں داخل نہ ہوں گے تب تک تمام پیغمبروں اور ان کی امتوں پر بہشت حرام ہے، اور روز قیامت آپ کی اس قدر امت بخشی جائے گی کہ آپ راضی ہو جائیں گے عہ

اس وقت ملک الموت نے آپ کے ارشاد سے روح اطہر کو قالب مطہر سے جدا کیا،

آخری نصیحت

آخری نصیحت آپ نے یہ فرمائی «الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم» اس کے بعد انگلی مبارک سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا بل الرفیق الاعلیٰ یہ الفاظ فرماتے ہی آپ کی روحِ پاک عالم قدس میں پہنچ گئی اللھم صل علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ صلوٰۃً کثیرًا کثیرًا۔ ع

تجہیز وتکفین | تجہیز وتکفین کی خدمت خاص اعزہ واقارب نے انجام دی، حضرت فضل بن عباس رضؓ، اور اسامہ بن زید رضؓ نے پردہ کیا، اور حضرت اوس بن خولی انصاری رضؓ پانی کا گھڑا بھر بھر کر لاتے تھے، حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے غسل دیا، حضرت عباس رضؓ اور ان کے صاحبزادہ قثم رضؓ اور بقولے فضل بھی جسم مبارک کی کروٹیں بدلتے تھے۔ ؎ بعد از غسل تین سوتی سفید کپڑے جو سحول کے بُنے ہوئے تھے، کفن میں دیئے گئے، ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ ؎

نمازِ جنازہ | بعد از غسل وکفن آپ کا جسم مبارک حجرہ منورہ میں رکھا گیا پہلے حق تعالیٰ پھر تمام ملائکہ ؑ نے نماز پڑھی، پھر تمام اہلِ بیت مردوں اور عورتوں نے نماز پڑھی، پھر تمام صحابہ کرام مہاجرین وانصار ذکور واناث رضؓ نے نماز پڑھی، چونکہ حجرہ شریفہ فراخ نہ تھا، اس لئے تھوڑے تھوڑے آدمی اندر داخل ہوتے، اور اکیلے ہی نماز پڑھ کر چلے جاتے تاآنکہ دوسرے روز سہ شنبہ کے آخر دن تک بلکہ شام کے بعد تک لوگ نماز سے فارغ ہوئے۔ نماز کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی میں بھی ہمارے امام تھے، اور اب حالتِ ممات میں بھی آپ ہی ہمارے امام ہیں۔ اس لئے سب نے فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھی، اور وہ نماز بھی صرف دعا تھی، جو لوگ اندر داخل ہوتے یہ دعا وصلوٰۃ پڑھتے، ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا اللھم

رتنا لبیک وسعدیک صلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین

والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ یا رب العالمین

علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول

رب العالمین الشاھد البشیر الداعی باذنک السراج المنیر صلی علیہ وسلم۔[۱۵]

تدفین چہارشنبہ کی رات شروع ہو گئی تھی کہ نماز سے فراغت ہوئی، اسی حجرۂ مقدسہ میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے رواج کے مطابق لحدی قبر کھودی، اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دو نو بیٹوں فضل رضی اللہ عنہ و قثم رضی اللہ عنہ نے آپ کو سحر کے وقت لحد میں اتارا۔ حضرت قثم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لحد مبارک میں سب سے آخر میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوا دیکھا تو آپ کے لب مبارک ہل رہے ہیں، اور آپ فرما رہے ہیں رب امتی امتی۔ جس بستر پر آپ نے وفات پائی تھی وہ آپ کے غلام خاص شقران رضی اللہ عنہ نے قبر میں بچھا دیا، پھر کچی اینٹوں سے لحد کا منہ بند کر کے اوپر مٹی ڈالی گئی، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس پر پانی چھڑکا، اور مزار اطہر پر سرخ و سفید کنکر ڈالے گئے۔[۱۶]

تاریخ وفات کتاب سیرۃ النبی جلد دوم میں نہایت تحقیق کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات بروز دوشنبہ بوقت سہ پہر بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۱ھ یازدہم ہجری مطابق اٹھائیسویں [۲۸] مئی ۶۳۲ء چھ سو بتیس عیسوی میں ہوئی۔ کتاب فتح الباری میں یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسےٰ بن عقبہ، اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے، اور امام سہیلی نے روض الانف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے، اور حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل النبوۃ میں باسناد یکم ربیع الاول ہی تاریخ وفات نقل کی ہے، مگر مشہور روایت بارہ ربیع الاول ہے۔[۱۷]

[۱۵] مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۲ [۱۶] ایضاً صفحہ ۴۴۲ [۱۷] اس کے مطابق ۸ جون ۶۳۲ء ہوتا ہے۔ مترجم

مدفنِ پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں محبوب خلائق ہے اللھم صلی وسلم علیہ وآلہٖ اجمعین۔

مرثیہ

از سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

ماذا علی من شم تربۃ احمد ۔ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انھا ۔ صبت علی الایام صرن لیالیا

قطعۂ تاریخ

از مسٹر طامس ولیم بیل صاحب

وقتِ نزع رواں بخواند رسول ۔ کلمۂ لا الٰہ الّا ھو

پس اگر سالِ رحلتش خواہی ۔ لفظ دیگر مگیر الّا ھو

تعمیر روضۂ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن حجرہ شریفہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تھا جس کا چھت کھجور کی لکڑیوں سے تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو از سرِ نو کچی اینٹوں سے تعمیر کیا۔

۸۸ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بحکم خلیفہ ولید بن عبد الملک حجرہ کی عمارت منقوش پتھروں سے کی، اور اس کے گرداگرد ایک حظیرہ شریفہ بھی بشکل مخمس حفاظت کے لئے تعمیر کیا، اور مربع اس لئے نہ بنوایا تاکہ کعبہ سے مشابہت نہ ہو۔

۵۵۰ھ کے حدود میں جمال الدین اصفہانی وزیر سلطان نور الدین سید محمود بن زنگی نے حجرہ شریفہ کے گرد ایک جالی تیار کروائی۔ اور اسی عہد میں سیف الدین حسین بن ابی الہیجا شریف نے جو سلاطین مصر کے خاندان عبیدیہ کا وزیر تھا، ایک غلاف دیبائے سفید کا جس پر حریر سرخ سے سورۂ یٰس و دیگر نقوش کشیدہ تھے، حجرہ شریفہ پر ڈالنے کے لئے ارسال کیا جو خلیفہ المقتفی لامر اللہ عباسی کی اجازت سے ڈالا گیا، اس کے بعد ہر ایک بادشاہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے سال جلوس میں ایک غلاف حجرہ شریفہ کے لئے ہدیہ پیش کرتے۔

۶۷۸ھ میں سلطان ناصر قلاوون صالحی والی مصر نے حظیرہ شریفہ کے اوپر قبہ خضرا تعمیر کروایا۔ اور ساتھ ہی تانبے کی جالی بھی تیار کروائی۔

۸۳۱ھ میں سلطان اشرف نے کچھ مرمت کروائی۔

۸۳۵ھ میں ظاہر برقوق نے از سر نو قبہ معلّٰے کو تعمیر کروایا۔

۸۸۸ھ میں سلطان قایتبائے والیٔ مصر نے سابق الذکر تعمیر کے ساتھ مقصورہ شریفہ کی تعمیر کی، اس کا ایک دروازہ روضہ شریفہ میں ہے جس کو باب الرحمت یا باب الوفود کہتے ہیں۔[۵]

۹۵۰ھ میں سلطان سلیمان خان رومی نے روضہ متبرکہ میں سنگ رخام سے فرش بنایا۔[۶]

۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے قبہ شریفہ کو از سر نو بنوایا۔

۱۲۵۵ھ میں کچھ اور مرمت ہوئی، اور قبہ منورہ پر سبز رنگ چڑھایا گیا اسی وقت سے یہ گنبد خضرا اسلامیان عالم کے لئے مرکز عقیدت بنا ہوا ہے مقصورہ شریفہ زرد پیتل کا اور بہترین دلکش صناعی کا نمونہ ہے اس کا ایک دریچہ قبلہ رُخ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہ شریف میں ہے جو کسی سخت مصیبت کے وقت کھولا جاتا ہے، اور حضور کے توسل سے دعا و استعانت کی جاتی ہے، مقصورہ نبویہ کا طول شمالاً جنوباً سولہ میٹر اور عرض شرقاً غرباً پندرہ میٹر ہے، چاروں گوشوں پر سقف معلّٰے تک ٹھوس پتھر کے ستون قائم ہیں، اس کے اندر حجرہ شریفہ ہے، جہاں حضور مدفون ہیں، سر مبارک مغرب کی طرف ہے شیخین رضوان اللہ علیہم کی قبریں بھی شمال کی جانب ساتھ ہیں، تینوں مزارات مطہرہ پر پانچ ضلع کی شکل کا ایک اور مقصورہ ہے جو چھ میٹر سے کسی قدر زیادہ بلند ہے۔[۷]

مسجد نبوی | جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں وارد ہوئے تو اس جگہ نخلستان تھا، وہاں ایک مربد تھا، جہاں کھجوریں خشک ہوتی تھیں، وہ جگہ دو یتیم بچوں کی تھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ زمین اُن سے خرید لی، اور کچی اینٹوں سے مسجد تعمیر کر کے کھجور کی لکڑیوں کا چھت ڈالا، وہاں سے قبلہ جنوب کی طرف ہے، طول قبلہ سے شمال تک چوَّن گز، اور عرض شرق سے مغرب تک ترپّن گز تھا۔

۷ھ میں پھر حضور علیہ السلام نے اس کی تجدید کی اور مسجد کو طولاً و عرضاً سَو سَو گز فراخ کر دیا۔[۸]

۵ رسالہ اسرار التصوف لاہور نمبر ۲۲ صفحہ بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء ۶ ۲۱ عہ جذب القلوب باب ۱۴ صفحہ ۱۲ عہ اسرار التصوف ۱۲ مرادف۔

گز فراخ کردیا، اس بنا میں ایک انصاری کا گھر حضرت عثمان ذوالنورین رضہ نے
بقیمت دس ہزار درہم خرید کر مسجد میں داخل کیا، ۹ھ

حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے زمانہ خلافت میں بعض ستون مسجد کمزور ہو گئے، اُن کو
نکلوا کر انہوں نے نئے ستون لگوائے، اور مرمت کی۔

۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق رضہ نے مسجد کو فراخ کیا، جنوب، شمال اور مغرب
کی طرف سے جگہ داخل کی، مشرق کی طرف امہات المومنین کے حجرے تھے،
اس لئے ان کو نہ چھیڑا، طول قبلہ سے شمال تک ایک سو چالیس [۱۴۰] گز اور عرض
مشرق سے مغرب تک ایک سو بیس [۱۲۰] گز بنایا، یہ مسجد بھی کچی عمارت اور کھجور کی
لکڑی سے تھی، اس عمارت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضہ نے اپنا مکان للہ
نذر مسجد کیا، اور حضرت جعفر بن ابیطالب رضہ کا نصف مکان بقیمت لاکھ [100000] درہم
خرید کر حضرت فاروق اعظم رضہ نے داخل مسجد کیا، نیز انہوں نے مسجد کے شمال شرقی
کونہ میں ایک چبوترہ بنایا، جس نے شعر پڑھنے ہوں یا بلند آواز سے بات چیت
کرنی ہو وہ اُس پر جا بیٹھا کرے۔

۲۹ھ ماہ ربیع الاول میں حضرت عثمان ذوالنورین رضہ نے مسجد کی پرانی عمارت
کو منہدم کر کے منقوش پتھروں سے تعمیر کی، اور ستون بھی پتھر کے بنوائے،
اور چھت ساج کی لکڑی کا ڈالا، انہوں نے بھی جنوب، شمال اور مغرب کی
طرف سے مسجد میں اضافہ کیا، محرم ۳۰ھ میں کام ختم ہوا۔

۸۸ھ میں خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کے حکم سے حضرت عمر بن عبدالعزیز
عامل مدینہ نے مسجد کو فراخ کیا، پہلی عمارت کو گرا کر از سر نو پُر تکلف عمارت کی،
دیواروں، ستونوں اور چھت کو منقش و مزخرف و مطلا کیا، اس تعمیر کے

واسطے چالیس معمار رومی اور چالیس قبطی قیصرِ روم نے بھیجے، اسّی ہزار دینار اور چاندی کی زنجیریں اور چالیس ہزار مثقال سونا و دیگر سامان قیصر نے بھیجا، سب سے پہلے مسجد کا محراب اِسی تعمیر میں بنا، مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار بھی بنوائے، اور سوائے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ مدفن نبوی تھا دیگر امہات المؤمنین کے سب حجرے شہید کر کے مسجد میں داخل کیے گئے، طول قبلہ سے شمال تک دو سو گز، اور عرض مشرق سے مغرب تک ایک سو ستاسٹھ گز بنایا، ماسوا دوسری عمارت کے صرف قبلہ والی دیوار پر پینتالیس ہزار دینار خرچ آئے، ۹۱ھ میں یہ کام ختم ہوا۔

۹۶ھ میں خلیفہ سلیمان بن عبد الملک اموی مدینہ منورہ آیا، وہاں باب السلام کے نزدیک اُس کا جدّی مکان یعنی دارِ مروان تھا، اس کے صحن خانہ میں ایک منارہ مسجد کا سایہ پڑا، اُس نے وہ منارہ گروا دیا، اسی کے عہد میں نماز جنازہ مسجد نبوی میں پڑھنی منع کی گئی۔

۱۶۱ھ میں خلیفہ ابو عبد اللہ محمد المہدی بن المنصور عباسی نے دس ستونوں کا بقدر شام کی طرف مسجد کو بڑھایا۔

۲۰۲ھ میں خلیفہ ابو العباس عبد اللہ المامون الرشید بن الہارون عباسی نے مسجد میں کچھ اضافہ کیا، اس کے بعد کسی نے کچھ زیادہ نہیں کیا۔

۸۸۸ھ میں ملک قایتبا شاہِ مصر نے جو ملوک ترا کیہ سے تھا از سر نو مسجد کو تعمیر کروایا، اور خدّام درگاہِ اقدس و مسجد مقدس کے وظائف و اوقاف مقرر کئے اور روضہ شریف و مسجد کے فرش کو تبرکاً اُسی خاکِ پاک سے رکھا۔

۱۲۶۰ھ کے حدود میں سلطان عبد المجید خاں عثمانی نے مسجد نبوی اور حرم مدینہ شریف کی عمارات پر بہت روپیہ خرچ کیا، دیگر مقاماتِ مقدسہ کی بھی حفاظت کی۔

واقعاتِ عظیمہ | مورخین نے واقعات مفصل لکھے ہیں، لیکن یہاں مختصر الفاظ میں چند
اُن واقعاتِ عظیمہ عجیبہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق حرم شریف مدینہ طیبہ سے ہے، اور
ان سے اعجاز نبوی ظاہر ہوتے ہیں۔

۶۳ھ ستائیسویں ذیحجہ روز چہارشنبہ کو واقعہ حرّہ پیش آیا، حرّہ ایک مقام
کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے، جب اہل حرمین الشریفین زادہما
اللہ شرفاً نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا، تو اس نے ایک سخت دل شخص مسلم
بن عقبہ کو بارہ ہزار شامیوں کے لشکر پر سپہ سالار کرکے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا حکم
دیا، چنانچہ اُس نے تین روز تک حرم نبوی کی توہین میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، مسجدِ
نبوی میں گھوڑے دوڑائے، اور مابین قبر و منبر نبوی کے جس جگہ کا نام روضہ جنت
ہے، اُس جگہ پر گھوڑوں کا لید و پیشاب کروایا، اور مدینہ شریف کے لوگوں کو
تہ تیغ بےدریغ کیا، مقتولانِ حرّہ کا اندازہ یہ ہے، ایک ہزار سات سو صحابہ کرام
مہاجرین وانصار و تابعین، اور دس ہزار مرد سوائے بچوں اور عورتوں کے، اور
سات سو حاملانِ قرآن، اور ستانوے اہلِ قریش، حضرت سعید بن المسیب رض
فرماتے ہیں کہ واقعہ حرّہ میں میرے سوا کوئی شخص مسجد نبوی میں نہیں رہا تھا، تین روز
تک کوئی آدمی مسجد میں نماز کیلئے نہیں آیا، میں پانچوں وقت حجرہ منورہ سے اذان
واقامت کی آواز سنتا تھا، اور اسی کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا، شامی لوگ مسجد میں
آتے تو مجھے کہتے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ ؎

۵۵۵ھ میں دو نصرانیوں نے بلباس مغربی حجاج آکر حجرہ شریفہ کے مغربی جانب ایک
رباط (مسافرخانہ) سے سرنگ لگائی تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد اطہر نکال
کر بےادبی کریں، آپ ایک رات میں تین مرتبہ سلطان نورالدین سید محمود بن زنگی

[illegible]

کو خواب میں ملے ، اور اُن شخصوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مجھے اِن کے شر سے
بچاؤ ، سلطان مذکور بیس خواص کے ہمراہ سوار ہوکر سولہ دنوں میں شام سے مدینہ طیبہ
پہنچا ، جس رات وہ سرنگ جسدِ اطہر کے قریب پہنچی ، اس رات کو بارش ، رعد او
برق و زلزلہ عظیم آیا ، صبح کو سلطان مذکور وہاں پہنچا ، اور پڑتال کے بعد اُن
دو نو ملعونوں کو قتل کرکے آگ میں جلا دیا ، اور حجرہ شریفہ کے گرد پانی تک
خندق کھود کر رصاص مذاب (قلعی ، رانگ) سے پُر کرکے بنیاد مستحکم کر دی ،
کہ اس کے بعد کسی کو ایسی مجال نہ ہو ۔

مؤرخ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امرائے عُبَیدیہ جو حکام مصر تھے ، اور
ولایت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ان کے تصرف میں تھی ، انہوں نے
بعض زنادقہ کے کہنے پر ارادہ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسدِ اطہر معہ شیخین رضی
عنہما کے مصر منتقل کئے جاویں ، جو اس دیار کی عظمت کا موجب ہو ، اس خیال پر
عظیم الشان عمارت اور حظیرہ بلند مصر میں تعمیر کیا ، اور ایک معتمد خاص ابوالفتوح نامی
کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ اجسادِ مبارکہ کو نکال کر مصر پہنچا دے ، وہاں ایک قاری
نے یہ آیت شریف پڑھی الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وھموا باخراج الرسول
وھم بدءوکم اول مرۃ اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین ۔
(التوبہ ع ۲) یعنی کیا تم ایسی قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا ، اور
پیغمبر کے نکالنے کا قصد کیا ، اور پہلے تم سے یہ کام شروع کر دیا ، کیا تم اُن سے ڈرتے
ہو ؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو - یہ سنتے ہی مدینہ طیبہ کے لوگوں نے چاہا کہ
ابوالفتوح کو قتل کر دیں ، نیز اس رات اس قدر سخت آندھی آئی کہ اونٹ اور
گھوڑے گیند کی طرح اڑتے پھرتے تھے ، آخر ابوالفتوح عذاب الٰہی سے گھبرا کر اس کام
سے باز آیا

سے باز آیا۔[عہ]

ریاض النضرہ اور وفاء الوفاء میں ہے کہ ایک مرتبہ روافض حلب بیشمار زر و مال اور تحف و ہدایا لیکر مدینہ منورہ آئے۔ اور وہاں کے امیر کے پیش کر کے اجازت لی کہ رات کو ہمارے لئے دروازہ روضہ شریف کھولا جائے۔ اور ہم اجسادِ شیخین رضی اللہ عنہما کو یہاں سے نکال کر لے جاویں۔ امیر مدینہ نے بطمع نفسانی اجازت دے دی۔ اور دربان کو حکم دیا کہ رات کو تمام دروازے ان کے لئے کھولے جاویں۔ اور ان کو کسی قسم کی رکاوٹ نہو۔ چنانچہ عشا کے بعد چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال اور شمعیں لیکر ارادہ حفر مزارات کے واسطے مسجد نبوی میں آئے۔ دربان گوشہ میں بیٹھ کر رونے لگا کہ یہ کیا واقعہ قیامت منظر ہونے لگا ہے؟ ابھی وہ روافض منبر شریف تک نہیں پہنچے تھے کہ عمود کے نزدیک جو زیادت عثمانی کے قریب ہے سب کے سب بمعہ اسباب و آلات زمین میں خسف ہو گئے۔ محب طبری نے یہ روایت ثقات سے نقل کی ہے۔[عہ]

۶۵۴ھ سلخ جمادی الاول سے تیسری جمادی الآخر تک مدینہ طیبہ میں سخت زلزلے آتے رہے۔ ایک رات میں اٹھارہ مرتبہ جھٹکے آئے در و دیوار اکثر متزلزل ہوئے۔ تا آنکہ تیسری تاریخ ماہِ مذکور روز جمعہ کو بعد عشا کے ایک آگ ملک حجاز میں متصل مدینہ طیبہ کے نکلی۔ مانند بڑے شہر کی جس میں قلعہ اور برج اور کنگرے ہوں۔ طول اس کا بقدر بارہ میل۔ اور عرض بقدر چار میل۔ اور ارتفاع بقدر ڈیڑھ قامت آدمی کے۔ دریا کی طرح موجیں مارتی۔ اور سیلاب کی طرح چلتی۔ اور رعد کی طرح آواز کرتی تھی۔ یہ بات اس میں عجیب تھی کہ پتھروں کو جلا دیتی۔ اور پہاڑوں کو رانگ کی طرح گلا دیتی تھی۔ اور درختوں پر اس کا کچھ اثر نہیں پہنچتا تھا۔ اور اس کی روشنی نے عالم کو ایسا

عہ [illegible]

روشن کیا تھا کہ مدینے کے لوگ رات کو اس کی روشنی میں دن کی طرح کام کرتے تھے،

اور نور اس آگ کا مکہ میں اور شہر بصرے اور تیما میں معائنہ کیا گیا، امام قسطلانی نے کہ اسی زمانہ میں تھے اس آگ کے بیان میں ایک علٰحدہ کتاب تصنیف کی ہے، اور سب عجائب و غرائب حالات اس کے لکھے ہیں، اور لکھا ہے کہ ستائیسوئیں رجب سنہ مذکور کو وہ آگ فرو ہوئی، حضرت سید نور الدین علی الحسینی السمہودی نے کتاب خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ میں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب میں اس کے حالات بیان کئے ہیں ؎

۱۲۱۹ھ میں مسعود بن عبد العزیز بن محمد بن مسعود نجدی نے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی بانی فرقہ وہابیہ کے پیروں سے تھا مدینہ منورہ پر حملہ کیا، اور چاہا کہ روضۂ نبوی کو منہدم کرے، جتنے آدمی روضہ شریف پر چڑھے سب سرنگون گر پڑے، اسی اثنا میں ایک آگ کا شعلہ ایسا نمودار ہوا جس نے بہتوں کو جلا دیا، جب روضہ شریف کا دروازہ کھولا تو ایک اژدہائے عظیم نمودار ہوا جس نے افواج وہابیہ کا تعاقب کیا، آخر بے ادبی کرنے سے باز رہے اور مدینہ طیبہ کو تسخیر کیا۔

۱۲۲۷ھ میں شاہ روم سلطان محمود خاں غازی نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو فرمان بھیجا کہ وہابیہ کا تدارک کرو اس نے اپنے بیٹے طوسون کو لشکر جرار دے کر مدینہ منورہ بھیجا، اس وقت وہابیہ کا سپہ سالار عثمان مضایقی تھا، اس نے مدینہ شریف کے تمام دروازے بند کر دئیے، طوسون نے سرنگ لگانی شروع کی اتفاقاً ایک دیوار گر گئی اور لشکر اسلام اندر داخل ہو گیا، اور وہابیوں پر قیامت برپا کر دی، اور جو ان میں سے گرفتار ہوئے ان کے کان کتر دئیے، سپہ سالار موصوف بھاگ گیا۔

ؐ جذب القلوب باب دوم صفحہ [illegible] ۔ معجزات محمدی باب اول فصل دوم [illegible] ۲۳ ۔ اس کا اصلی نام کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین ہے [illegible]

۱۲۲۸ھ

۱۲۲۸ھ میں سپہ سالار عثمان مضایقی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔

۱۲۲۹ھ میں امیر نجد مسعود بن عبدالعزیز فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ جانشین ہوا، اور آخر کار وہ بھی حروب کثیرہ کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں

۱۲۳۳ھ ذیقعدہ میں شہر درعیہ پایہ تخت وہابیہ فتح ہو کر گرفتار ہو گیا، اور

۱۲۳۴ھ میں بتاریخ انتیسویں محرم قسطنطنیہ باب ہمایوں پر قتل کیا گیا، اور وہابیہ کی قوت و دولت کا خاتمہ ہوا۔

۱۳۴۴ھ میں اسی نجدی خاندان میں سے سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً پر قبضہ کر لیا ہے، اگرچہ اس نے بدوؤں کی ڈاکہ زنی اور معلمان و وکلاء کی زیادتیوں کا خوب انسداد کیا ہے، راستے پر امن ہو گئے ہیں، مگر مقابر جنت البقیع و دیگر زیارات مقدسہ و آثار سلف کو مٹا کر عاشقان نبوی کی سخت دل آزاری کی ہے، تاجدار مدینہ کے گنبد خضراء پر تو کسی طرح کی جرأت نہیں کر سکا، لیکن صحابہ کبار و ائمہ اخیار و اہل بیت اطہار کے مقدس مزارات کو مسمار کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ بحرمت سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو راہ ہدایت نصیب فرما وے۔

سادات مدینہ منورہ | زمانہ حاضرہ میں مدینہ طیبہ کے اندر سادات کرام کا ایک خاندان آباد ہے جس کا نام عطاس ہے تبرکاً ان میں سے ایک صاحب کا نسب نامہ لکھا جاتا ہے۔

حضرت سید احمد عطاس المدنی ادام اللہ برکاتہ بن سید عمر محضار بن سید سالم بن سید محمد بن سید عبدالقادر بن سید عبداللہ بن سید شیخان بن سید عبدالرحمن بن سید قطب الانفاس العالم النبراس سید عمر العطاس بن سید عبدالرحمن بن سید

عقیل بن سید سالم بن سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید عبداللہ بن سید
عبدالرحمٰن السقاف بن سید محمد مولے الدویلہ بن سید علی بن سید علوی
بن سید الفقیہ المقدم محمد بن سید علی بن سید محمد صاحب مرباط بن سید
علی خالع قسم بن سید علوی بن سید محمد صاحب الصومعہ بن سید علوی صاحب
السمل بن سید عبید اللہ بن سید المہاجر احمد بن سید عیسےٰ بن سید
محمد النقیب بن سید علی العریضی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی
زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ الزہراء
بنت سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ہر چیز میں محمدی ظہور | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پاک انا من نور اللہ و
المؤمنون من نوری سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام موجودات میں آپ کا ہی ظہور ہے ،
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد اوّل باب دہم میں تشہد میں ایہا النبی
پڑھنے کے متعلق لکھتے ہیں " ارباب تحقیق گفتہ اند ایں خطاب باعتبار سریانِ حقیقتِ
محمدی ست در ذرائرِ موجودات وحضورِ اوست در باطن عبد" اور یہ بات علم الحساب
کے طور پر بھی ظاہر ہے ، جیسا کہ لکھا ہے ، رباعی

محمد داں محیطِ ہر مسمیٰ ۔۔۔ مثمن کردہ کن تضعیف بر پا
دو وا فزا شانزدہ وہ و طرح آنگہ ۔۔۔ تو باقی را بدہ در چہل شش جا

یعنی اسم محمد جس کے اعداد علم الزبر کے حساب سے (۹۲) ہیں ، ہر ایک اسم کو محیط
ہے ، اگر کسی نام سے اس کا ظہور چاہو تو اُس کے اعداد کو آٹھ سے ضرب دو ، حاصل ضرب
کو دگنا کر دو ، پھر اُس میں دو اور جمع کر دو ، پھر اُس کو سولہ پر تقسیم کرو ، جو باقی
بچے اُس کو چھیالیس سے ضرب دو تو وہ بانوے ۹۲ عدد ہو جائیں گے ۔ مثلاً موقف کا
نام شرافت ہے

مدارج النبوۃ جلد اول باب دہم صفحہ ۲۴۰ ، مترجم

نام شرافت ہے، جس کے اعداد (۹۸۱) ہیں، ان کو آٹھ سے ضرب دی تو (۷۸۴۸) ہوئے، ان کو دُگنا کیا تو (۱۵۶۹۶) ہوئے، ان میں دو اور جمع کئے تو (۱۵۶۹۸) ہوگئے، ان کو سولہ پر تقسیم کیا تو (۲) باقی بچے، ان کو چھیالیس سے ضرب دی تو (۹۲) ہوئے، جو اسم شریف محمد کے اعداد ہیں۔

غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات و اذکار و حالات و محامد و مناقبات کا کہاں تک ذکر کیا جائے لو کان البحر مداداً لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہٖ مدداً۔

رُباعی

یاصاحب الجمال ویاسیّد البشر ۔ من وجہك المنیر لقد نوّر القمر

لایمکن الثناء کما کان حقّہٗ ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صلی اللہ علی النبی الامی الابطحی وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ واھل بیتہٖ اجمعین۔
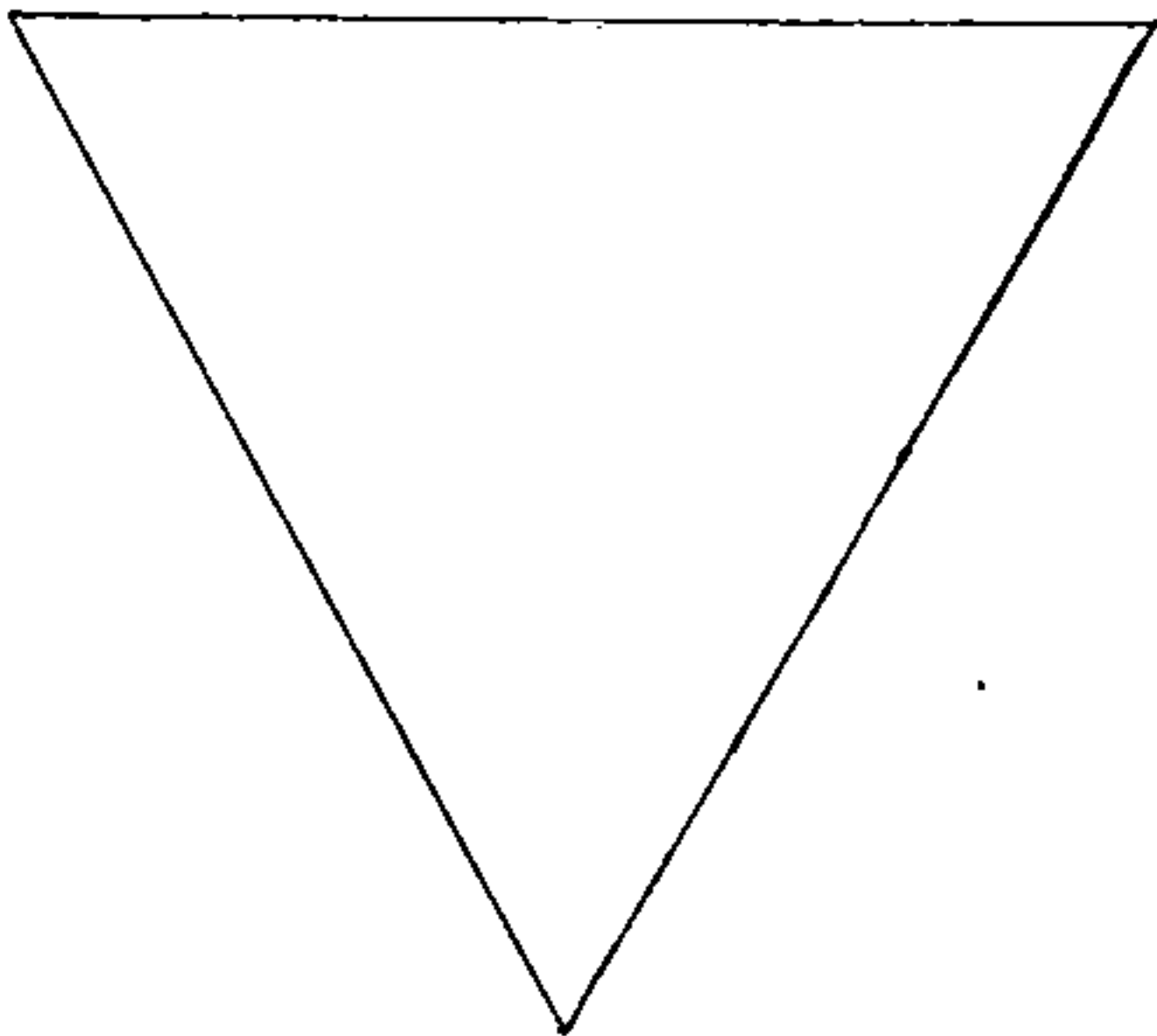
فصل دوم

حالاتِ امیرالمومنین حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ

اوصافِ جمیلہ دُرِّ دریائے کرامت، گوہرِ یکتائے سلامت، دیباچۂ عنوانِ محبت خواجۂ دیوانِ مؤدت، عندلیبِ گلستانِ فصاحت، طوطیِ شکرستانِ ملاحت، چشم وچراغِ عاشقان، شمعِ جمیعِ عارفان، امامِ مظفر، شجاعِ غضنفر، والدِ شبیر وشبر، قاسمِ طوبےٰ وسقر، انزع البطین، اشرف المکین، اشجع المتین، عالم الامین، عارف المبین، ناصر المعین، سیّد المومنین، یعسوب المسلمین، مرکزِ دائرۂ وفا، گوہرِ معدنِ صفا، سلطان الاولیا، برہان الاتقیا، حضرت علیؓ المرتضےٰ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیٰ جمیع ائمۃ الھدیٰ۔

نام وکنیت آپ کا نامِ نامی والدہ ماجدہ نے اسد رکھا، اور والد بزرگوار نے زید، مگر حضرت خاتم رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام علی رکھا، اور یہی مشہورِ عالم ہوا، کنیت مبارک ابوالحسن، ابوالتراب، لقب شریف مرتضےٰ، حیدر، اسد اللہ تھا۔

آپ کے القاب حدیثوں میں بکثرت آئے ہیں، آپ کے ننانوے نام بغرض فائدہ اربابِ تصوف وسلوک آگے لکھے جاویں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نسب نامہ پدری حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ بن ابو طالب عمران بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف القرشی۔ یعنی آپ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا کے فرزند تھے۔

نسب نامہ مادری آپ کی والدہ شریفہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد المناف تھا، یعنی

تھا، یعنی آپ کے دادا و نانا حقیقی بھائی تھے۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت با سعادت بروز جمعہ بتاریخ سیزدہم ماہِ رجب المرجب عام الفیل سے تیس برس بعد ۵۹۹ء میں اندرون کعبہ مکرمہ ہوئی۔

نظم

پیش ازیں بیت المقدس قبلہ بود	خلق عالم را نمود آنجا سجود
چوں تو آمد کردہ در کعبہ علی	گشت کعبہ قبلہ از نصِ جلی
کعبہ زاں شد قبلہ خلق از آنکہ	کاندروزائید شاہِ دیں پناہ
جائے مولودش چو شد مسجود ما	پس چہ باشد قدر او پیش خدا
ایں اشارت بس بود از حق بتو	گر نہ فہمی تو میدانی و تو

تربیت | جسوقت آپ پیدا ہوئے، حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو غسل دیا، اور نام رکھا، اور اپنا لعاب آپ کے منہ میں ڈالا، اور بچپن سے ہی آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا، اور تربیت فرمائی، یہاں تک کہ جب خلعت نبوّت عطا ہوا تو آپ ایمان لائے۔

اسلام میں سبقت | جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوّت ورسالت عطا ہوئی، اُس کے دوسرے روز آپ ایمان لائے، چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلمت یوم الثلثاء۔ اور اوّل من اسلم من الصبیان آپ ہی ہیں۔

تکریم وجہہ | آپ نے تمام عمر بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا، کیونکہ آپ بچپن میں ہی ایمان لائے تھے، چونکہ آپ کا جبہہ مبارک کسی بت کے آگے نہیں جھکا، اسی واسطے سب لوگ آپ کو دعائے تکریم سے یاد کرتے، اور آپ کے نام نامی کے ساتھ کرّم اللہ

وجھۂ بولتے ہیں۔ؔ

جان نثاری آپ ہر ایک کام میں حضرت خاتم رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممد ومعاون رہے، جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا، اور کفارِ قریش نے حضور علیہ السلام کے قتل کا ارادہ پختہ کر لیا، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر آپ کو عنایت فرمائی کہ تم یہ اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو، یہ لوگ تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے، صبح سب کی امانتیں مالکوں کو پہنچا کر مدینہ چلے آنا، آپ حسب الارشاد نبوی علیہ الصلوٰہ والتسلیم وہاں اطمینان سے سو رہے، اور ایسی جان نثاری کا ثبوت دیا جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ؔ حضرت امام محمد غزالیؒ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت شریف اس وقت نازل ہوئی۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد (البقرۃ ع)

جہاد فی سبیل اللہ آپ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے، اور ایسی ایسی بہادریاں کیں کہ جن کے بیان سے زبانِ قلم قاصر ہے، اس غزوہ میں حضور علیہ السلام آپ کو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کیلئے مدینہ طیبہ میں ہی چھوڑ گئے تھے۔ؔ

علامہ خاوندشاہ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں دس ہزار ایسے کفار وفساق کو قتل کیا ہے، جن کا قتل کرنا اسلام کے رو واجب تھا۔

غزوۂ بدر غزوہ بدر میں جو ۲ھ میں واقع ہوا آپ نے اکیس مشرکوں کو تہ تیغ کیا۔

غزوۂ اُحد غزوہ اُحد میں جو ۳ھ میں ہوا آپ نے کمال جوہر شجاعت دکھائے، ایسی شمشیر زنی کی کہ دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں، سات مشرکوں کو قتل کیا، اور ستّرہ زخم آپ کو ہوئے۔

عه تاریخ الخلفاء ۱۲ عه سالک السالکین جلد اول ص۱۳۹ عه ایضاً ص۱۴۵ ۔ عه ایضاً ص۱۷۰ ۔ عه ایضاً ص۱۴۲ غزوات ۔

صاحب درج الدرر نے لکھا ہے کہ بوقت جنگ غیب سے آواز آتی تھی لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔

غزوۂ خندق غزوۂ خندق ۵ھ میں ہوا، عمرو بن عبدود کافر جو ہزار بہادروں کے برابر شمار کیا جاتا تھا، اور کسی کو اُس کے مقابلہ کی جرأت نہو سکتی تھی، اُس کو آپ نے قتل کیا، اور اس کے بعد نوفل بن عبداللہ کو بھی قتل کیا، اسلام کو نمایاں فتح حاصل ہوئی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل علی لعمرو ابن عبدود افضل من عبادة الثقلین۔[۳]

غزوۂ بنی قُریظہ غزوۂ بنی قریظہ بھی ۵ھ میں واقعہ ہوا، اِس غزوہ میں ایک دن کی لڑائی میں آپ نے اور حضرت زبیر بن العوام رضہ نے بنو قریظہ کے سات سو یہود کو قتل کیا۔[۴]

غزوۂ خیبر غزوۂ خیبر ۷ھ میں جب کوشش کرکے اکثر صحابہ عاجز ہوئے، اور قلعہ فتح نہ ہوا، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح کو میں علم لشکر ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، اور اللہ و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں، اس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہو جاوے گا، تمام صحابہ رضہ اس عطائے نبویؐ کے لئے مضطرب تھے، لیکن صبح کو علم لشکر آپ کو عطا ہوا آپ کا جاتے ہی مرحب پہلوان حاکم قلعہ سے مقابلہ ہوا، آپ نے اُس کو قتل کیا، اور قلعہ فتح ہو گیا۔

ابو رافع سے روایت ہے کہ آپ نے قلعہ خیبر کا ایک کیواڑ اکھاڑ کر بجائے ڈھال کے ہاتھ میں لے لیا تھا، اور مقاتلہ کے وقت تک برابر لئے رہے، پھر پھینک دیا، اور میں نے دیکھا کہ اُس کیواڑ کو آٹھ آدمی پلٹ نہ سکے، اور ابن عساکر کی روایت ہے

[۳] [۴] سلسلہ ... ۱۶۱ ... [illegible]

کہ چالیس آدمی اٹھا نہ سکے۔[۱]

کتاب جنات الخلود میں ہے کہ زمانہ ہذا کے حساب سے چھتیس ہزار من اس کا بوجھ تھا۔ ۳۶۰۰۰

علم بردار ہونا | اکثر غزوات میں حامل لوائے محمدی آپ ہی رہے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی انت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ۔[۲]

تجہیز و تکفین نبوی | جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرمایا تو آپ نے حضرت عباس بن عبد المطلب اور فضل و قثم پسران حضرت عباس رض کی معیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا، اور اپنے ہاتھوں لحد مبارک میں رکھا، اور اس خزینہ برکات کو سپرد خاک فرمایا۔[۳]

وزارت خلفائے ثلاثہ رض | حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بھی آپ ان کے مشیر و مددگار رہے، ان کی خلافت میں سوائے آپ کے مشورہ کے کوئی کام سرانجام نہیں ہوتا تھا، حضرت عمر فاروق رض خلیفہ ثانی اکثر فرمایا کرتے لولا علی لھلك عمر۔ یحییٰ بن عقیل رض کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رض حضرت امیر رض سے کچھ پوچھتے اور ان کے جواب باصواب سے خوش ہوتے تو فرماتے لا ابقانی اللہ بعدك یا علی۔[۴]

خلافت نبوی

جب حضرت امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر تمام صحابہ کرام رض کے اجماع سے بروز شنبہ بتاریخ تیرہویں ذیحجہ ۳۵ھ زینت بخش مسند خلافت راشدہ ہوئے، اور سب نے آپ کے دست حق پرست پر

[۱] ساکنان الملک جلد اول ص ۱۲۱/۱۲۲ ۔ [۲] ایضاً ص ۱۲۲ ۔ [۳] مرات

حق پرست پر بیعت کی، آپ کے عہدِ خلافت میں باغیوں نے شورشیں کیں، اس لئے آپ کا زمانہ انہیں کی سرکوبیوں میں گذرا۔

جنگِ جمل | ماہِ جمادی الآخر ۳۶ھ کو جنگِ جمل پیش آیا، اس میں حضرت امیر رض کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تھی، اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض اور حضرت طلحہ رض وحضرت زبیر رض کے لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی، مسئلہ قصاص حضرت عثمان رض درپیش تھا، قاتلانِ عثمان رض دو ہزار کس حضرت امیر رض کے لشکر میں گھسے ہوئے تھے، جن کا رئیس عبداللہ بن سبا المشہور ابن السودا تھا، ابھی تحقیقِ مسئلہ ہو رہی تھی، اور دونوں افواج میں صلح کی تجویزیں ہو رہی تھیں بلکہ صلح ہو چکی تھی کہ رات کو اچانک انہیں لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے لشکر پر شبخون مارا، اور لڑائی شروع ہو گئی، جس میں آپ کی طرف سے ایک ہزار ستر آدمی قتل ہوئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رض کے لشکر سے سترہ ہزار سات سو نوے آدمی مقتول ہوئے۔ فتح حضرت امیر رض کے نام ہوئی۔

جنگِ صفین | ۳۷ھ میں جنگِ صفین پیش آیا، اس میں ایک طرف حضرت امیر رض اور دوسری طرف حضرت معاویہ رض امیر شام تھے، دریائے فرات کے کنارہ پر دونوں لشکر جمع ہوئے، حضرت امیر کا لشکر نوے ہزار تھا، مسئلہ بظاہر قصاصِ عثمان رض کا تھا لیکن درحقیقت حضرت معاویہ رض خود خلافت حاصل کرنی چاہتے تھے، ایک سو دس دن تک مقامِ صفین میں آپ کا قیام رہا، بقولِ علامہ مسعودی رح نوّے لڑائیاں پیش آئیں، اس تمام لڑائی میں جو صفین کے نام سے مشہور ہے واقعہ لیلۃ الہریر نہایت ہی حیرتناک ہے، اس رات میں حضرت امیر رض جب کسی کو قتل کرتے تو آوازِ بلند تکبیر کہتے تھے، شمار کیا گیا تو آپ نے پانچسو تیس تکبیریں پانچسو تیس آدمیوں کے

ے مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۱۷۰ ع مروج

قتل کرنے پر کہیں، لوگ اس رات سیل کی طرح موج زن تھے، جب صبح ہوئی مقتولوں کی تعداد تیس ہزار ۳۰۰۰۰ سے تجاوز کر گئی تھی، یہ شب جمعہ تھی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی فتح ہو رہی ہے۔ تو قرآن مجید نیزوں پر لٹکا کر علم کر دیئے، اور کہا کہ یہ ہمارے تمہارے درمیان حکم ہے، ہر چند حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی چالبازی ہے۔ مگر لشکر نے قرآن مجید کی عزت کے باعث جنگ موقوف کر دیا، القصہ بروز چہار شنبہ تیرہویں ۱۳ صفر ۳۷ھ کو عہد نامہ لکھا گیا، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حکم مقرر ہوئے کہ جو کچھ یہ فیصلہ دیں دونوں طرفوں کو منظور ہوگا، اور مقام جلسہ دومۃ الجندل قرار پایا۔ آخر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے طرفداری سے کام لیا، جس سے بجائے صلح کے نزاع بڑھ گئی۔[1]

جنگ نہروان حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے گروہ میں سے ایک فریق آپ سے علیحدہ ہو گیا وہ کہنے لگے کہ اگر حضرت امیر رضی اللہ عنہ حق پر ہوتے تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو باہم حکم مقرر نہ کرتے۔ کیونکہ اللہ کریم کا ارشاد ہے ان الحکم الا للہ۔ اس گروہ کا نام خوارج ہوا کیونکہ وہ جماعت حقہ سے خارج ہو گئے۔ ۳۸ھ میں مقام نہروان ان کے ساتھ مقابلہ ہوا، جس میں وہ سارا لشکر جو چار ہزار ۴۰۰۰ کی تعداد میں تھا مارا گیا، ان میں سے صرف سات آدمی بچے، جو خراسان و یمن کی طرف فرار ہو گئے، اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف سات آدمی شہید ہوئے۔[2]

سندھ پر پہلا حملہ ۳۸ھ کے اخیر میں تغار بن صغیر حدود ہند پر فوج کشی کرنے کے لئے مامور کئے گئے، ان کے ہمراہ نامور اور شریف عربوں کی ایک منتخب اور بہادر جماعت تھی جس میں حارث بن مرۃ عبدی بھی تھے جو نہایت تجربہ کار اور سربر آوردہ لوگوں میں سے تھے۔[3]

[1] [2] [3] (حاشیہ، غیر واضح) ... جلد اول صفحہ ۱۲۱ تا صفحہ ۱۲۲ ...

میں سے تھے ، اس فوج نے اپنے ضروری سامان فراہم کرکے بہج اور کوہ پایہ کے راستے سے ہندوستان کی طرف کوچ کیا ، اور یہ لوگ کامیابی کے پھریرے اڑاتے ہوئے کوہستان قیقان پر جا کر حملہ آور ہوئے ، یہاں دشمنوں سے ایک سخت مقابلہ کی نوبت آئی ، اس لئے تقریباً بیس ہزار قیقانی کوہستانیوں کی فوج اُن کی مزاحم ہوئی ، جس نے تمام درّوں اور راستوں کو روک لیا ، عربوں نے اپنے حملے میں اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ غیر معمولی اور ہیبت ناک آواز پہاڑوں میں گونج اٹھی ، اور قیقانیوں کے کلیجے دہل گئے ، بعض تو گھبرا کر مسلمانوں کے پاس خود بخود چلے آئے اور مسلمان ہو گئے ، اور باقی ماندہ لوگوں نے راہ فرار اختیار کی ، اس طرح غلبہ حاصل کرکے مسلمانوں نے اچھی طرح مال غنیمت لوٹا ، اور خوب کامیاب ہو کر واپس آئے۔

علوم

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ، اور دوسری جگہ اسطرح آیا ہے ، انا دار الحکمۃ وعلی بابہا یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ، تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام علوم ظاہری و باطنی ، معقول و منقول بلکہ تمام علوم نبوی جو ما کان و ما یکون کو محیط ہیں سب آپ کے سینہ فیض خزینہ میں تھے ، بلکہ دنیا میں اکثر علوم آپ کے ذریعہ سے ہی رائج ہوئے۔

علم قرآن آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا ، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنا دیا تھا ، بلکہ آپ کو جامع القرآن

ہونے کا فخر بھی حاصل ہے، حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں۔ ان

علیاً احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کے فرزند ارجمند حضرت محمد حنفیہؓ کہتے ہیں کہ آیت شریف ومن عندہ علم الکتٰب۔

(الرعد ع ۶) سے مراد حضرت امیر رضؓ ہیں۔[عہ]

علم کتب سماوی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے، اور میں اُس پر بیٹھوں تو اہلِ توریت کے لئے اُن کی توریت سے، اور اہلِ انجیل کے لئے ان کی انجیل سے، اور اہلِ زبور کے لئے ان کی زبور سے، اور اہلِ قرآن کے لئے ان کے قرآن سے حکم کروں[عہ]

علم تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ جب ہم کو حضرت امیر رضؓ سے کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے، تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت امیر رضؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ب کے نقطہ کی شرح فرمانے لگے توصبح ہو گئی، مگر وہ تفسیر پوری نہوئی؛ مجھے اپنی جان اُن کے پاس مثل ایک فوارے کی معلوم ہوتی تھی بجر زخار کے مقابلہ میں[عہ]

حضرت ابو الطفیل رضؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت امیر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو، خدا کی قسم ہے کہ تم مجھکو کوئی بات نہیں پوچھوگے کہ میں تم کو اس کی خبر نہیں دوں گا، مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو، خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں ہے کہ میں اس کو جانتا نہوں کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں، زمین ہموار میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

اہلِ تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار ہوتے ہیں اور وہ حضور کے شاگرد رشید تھے، اور اُن سے آگے سعید بن جُبیر رضؓ روایت کرتے ہیں[عہ]

علم قرائت اس امر پر تمام اہلِ سیر کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر رضؓ نے حضرت رسول اکرم

صلے اللہ علیہ

عہ ارجح المطالب بحوالہ ابو عمر و ثعلبی ۱۲ عہ اربعین ۱۲ عہ ارجح المطالب بحوالہ تفسیر ثعلبی ۱۲ عہ ارجح المطالب ۱۲ شرف۔

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں تمام قرآن مجید حفظ کر کے باتجوید ان کو سنا دیا تھا۔

نیز حضرت امیر رضؓ نے اس علم کی تعریف میں فرمایا ہے ھو حفظ الوقوف وبیان الحروف یعنی ترتیل سے مراد وقفوں کا محفوظ رکھنا، اور حروف کا ادا کرنا ہے۔ عہ

تمام ائمہ قرأت مثل ابو عمرو ابن العلاء اور عاصم بن ابی النجود وغیرہما کے ابو عبدالرحمٰن السلمی القاری رضؓ کے شاگرد ہیں، اور انہیں سے سند حاصل کرتے ہیں، اور وہ حضرت امیر رضؓ کے شاگرد رشید تھے۔ عہ

علم حدیث | اکثر کہا گیا ہے کہ حضرت امیر رضؓ کی مرویات بہ نسبت دیگر صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضؓ کے کم ہیں، جن کی تعداد پانچسو چھیاسی ۵۸۶ حدیثوں کے قریب ہے، جن میں سے بیس حدیثوں پر بخاریؒ و مسلم رضؓ نے اتفاق کیا ہے، اور نو حدیثیں بخاری رضؓ علٰحدہ لایا ہے، اور پندرہ ۱۵ مسلم علٰحدہ لایا ہے، لیکن علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں، اور شیخ علی المتقی کنز العمال میں لکھتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت امیر رضؓ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دوسرے صحابہ رضؓ کے حدیث کی روایت بہت زیادہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو خود ابتدا فرماتے تھے۔ عہ

علم فقہ | آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اقضی امتی علی ابن ابی طالب یعنی میری امت میں سب سے زیادہ قضا کا مستحق علی رضؓ ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کی زندگی میں منصب قضا حضرت امیر رضؓ کی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ عہ

عہ علوم القرآن ۱۲ عہ عہ تاریخ الخلفاء ۱۲ عہ حجج ... صفحہ ... ۱۲

حضرت عمر فاروق رض فرماتے کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہ دے جبکہ حضرت امیر موجود ہوں۔[عه]

فقہ صحابہ کرام رض کے متعلق مسروق رض سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رض کو سونگھا، پس مجھے معلوم ہوا کہ اِن کا علم حضرت عمر رض، حضرت عبداللہ بن مسعود رض، حضرت ابوالدرداء رض، حضرت معاذ بن جبل رض، حضرت زید بن ثابت رض، حضرت علی ابن ابیطالب رض کی طرف منتہی ہوتا ہے، پھر میں نے اِن چھیوں کو سونگھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اِن کا علم دو آدمیوں یعنی حضرت علی رض اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض کی طرف منتہی ہوتا ہے، پھر میں نے ان دونو کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رض حضرت عبداللہ رض پر فضیلت رکھتے ہیں۔[عه]

ائمہ اربعہ میں سے دو شخصوں کی طرف فقہ کا استناد کیا جاتا ہے اوّل امام اعظم حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رض دوم حضرت امام مالک بن انس اصبحی رض۔

۱ - امام ابوحنیفہ رض نے علم فقہ امام محمد باقر رض اور امام جعفر صادق رض سے حاصل کیا ہے، چنانچہ حافظ ذہبی رح طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں، روی عنه ابنه جعفر الصادق والاوزاعی والزهری وابوحنیفة اور یہ ظاہر ہے کہ امام محمد باقر رض نے وراثتاً اپنے آبا و اجداد سے سیکھا تھا،

اور خود امام ابوحنیفہ رض کا قول ہے لولا السنتان لهلك النعمان یعنی اگر میں دو سال امام جعفر صادق رض کی خدمت میں نہ رہتا تو ہلاک ہوجاتا۔

۲ - امام مالک رض فقہ میں ربیعۃ الرای رح کے شاگرد تھے، اور انہوں نے علم فقہ و حدیث عکرمہ رض سے حاصل کیا ہے، اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رض سے تلمذ پایا ہے، اور وہ حضرت امیر رض کے تلامذہ سے ہیں۔

۳ - امام شافعی رض

له الاستیعاب ۱۲ عه المناقب خوارزمی ۱۲ شرف

۳ - امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ میں دو سلسلے ہیں، ایک تو یہ کہ وہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے تلمذ کیا ہے، اس وجہ سے یہ سلسلہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتہی ہوتا ہے، دوسرا سلسلہ یہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اور ان کا سلسلہ تلمذ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۴ - امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی فقہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اس لئے ان کا سلسلہ شاگردی بھی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی طرف منتہی ہوتا ہے۔

مسائل فقہ | ۱ - ابی حرب بن ابی الاسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا، جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنی تھی، پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حملہ وفصالہ ثلثون شھرًا (الاحقاف ع۲) یعنی بچہ کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے۔ اور پھر دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے وفصالہ فی عامین (لقمان ع۲) یعنی بچہ کا دودھ چھڑانا دو برس کے بعد ہے، پس حمل کی مدت چھ مہینے ہوئی، اور دودھ چھڑانے کی دو برس، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کرنے کو چھوڑ دیا، اور فرمایا لولا علی لھلک عمر۔

۲ - حسین معتمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک عورت کے پاس آئے، اور اس کے پاس سو دینار امانت رکھے، اور کہا کہ جب تک ہم دونوں نہ آویں نہ دینا، ایک سال گذرنے پر ان میں سے ایک آیا اور کہا کہ میرا ساتھی مرگیا ہے وہ دینار مجھے دے دو، اس عورت نے پس وپیش کرنے کے بعد آخر دینار اس کو دے دئیے، پھر سال گذرنے پر وہ دوسرا آگیا، اور دینار مانگے، اس عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی کہتا تھا کہ تم مرگئے ہو اس لئے وہ لے گیا ہے، دونوں میں جھگڑا

ہونے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے پیش ہوا، وہ عورت کے خلاف فیصلہ کرنا چاہتے تھے کہ عورت نے کہا میں خدا کی قسم تم کو دلاتی ہوں کہ ہمارا مقدمہ حضرت امیرؓ کے پاس بھیجدو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا، جب حضرت امیرؓ نے واقعہ سنا تو سمجھ گئے کہ یہ ان مردوں کی جعلسازی ہے، اس شخص سے فرمایا کہ تم نے یہی وعدہ کیا تھا کہ جب تک ہم دونو ساتھی نہ آویں کسی ایک کو نہ دینا، اس نے کہا ہاں، تو حضرت امیرؓ نے فرمایا کہ تمہارا مال میرے پاس ہے، جاؤ اپنے ساتھی کو لے آؤ، اور اپنا مال لے جاؤ[عہ]

۳۔ مروی ہے کہ ایک مرد نے ایک مخنث کے ساتھ عقد کیا، اور اس مخنث کے دو عضو مخصوص تھے، ایک مثل مرد کے، اور ایک مثل عورت کے، اور اس کے مہر میں لونڈی دی، اور پھر اس مخنث کے ساتھ مثل عورت کے صحبت کی، مخنث کو حمل ہو گیا، اور لڑکا پیدا ہوا، بعد اس کے مخنث نے اس لونڈی کے ساتھ صحبت کی، جو اس کو مہر میں ملی تھی، پس اس لونڈی کو بھی حمل رہ گیا اور لڑکا پیدا ہوا، یہ خبر مشہور ہوئی آپ نے مخنث کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ اس کو عورتوں کی طرح حیض بھی آتا ہے، جب مرد اس سے صحبت کرتا ہے تو اس کے دونو مقام سے منی نکلتی ہے، اور وہ خود بھی حاملہ ہوتا ہے، اور اس سے عورت بھی حاملہ ہوتی ہے، پس لوگ حیران رہ گئے کہ وہ مردوں میں سے شمار کیا جاوے یا عورتوں سے، پس حضرت امیرؓ نے اپنے دو غلاموں کو طلب فرمایا اور حکم کیا کہ جا کر اس مخنث کی دونو طرف کی پسلیاں شمار کریں، اگر برابر ہوں تو وہ عورت ہے، اور اگر بائیں طرف سے ایک پسلی دائیں سے کم ہوں تو مرد ہے، چنانچہ انہوں نے جا کر شمار کیا تو بائیں طرف کی ایک پسلی کم نکلی، انہوں نے حضور کے روبرو اس بات کی گواہی دی تو آپ نے حکم دیا کہ وہ مخنث

[عہ] ازالۃ الخفا حصہ دوم ۱۲ مترجم

کہ وہ مخنث مرد ہے، اور اس کو شوہر سے علیحدہ کروا دیا، دلیل اس کی یہ کہ حضرت حوّا رض حضرت آدم علیہ السّلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں، اس لئے مرد کی بائیں پسلی کم ہوتی ہے عـه

فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ میں نے بچشم خود ۱۳۴۴ھ کی نمائش میں جو شاہی مسجد لاہور کے شمالی طرف پریڈ کے میدان میں لگی تھی ایک ساڑھے سات سال عمر کا بنگالی بچہ ایسا مخنث دیکھا تھا جس کی تین ٹانگیں تھیں، درمیانی ٹانگ ٹخنوں تک تھی، پنجہ و کف پا وایڑی وغیرہ سب کچھ تھا لیکن بیچ میں گھٹنا نہ تھا، زمین پر کھڑا ہونے کے وقت وہ پاؤں زمین سے قدرے اونچا رہتا تھا، درمیانی ٹانگ کے دائیں طرف اس کو مرد کا نشان تھا، اور بائیں طرف عورت کا نشان تھا، خلائق کثیر نے معائنہ کیا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

علم فرائض حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں حضرت علی ابن ابیطالب رض سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے ہیں۔

حضرت مغیرہ رض کہتے ہیں کہ صحابہ رض میں سے کوئی زیادہ قوی قول والا حضرت علی رض سے نہیں، حالانکہ مغیرہ خود بھی صاحب فرائض تھے عـه

مسئلہ منبریہ ایک دن آپ کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین! میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے، اور اس کا ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے، اور میرے داماد کے وارث اس کو نواں حصہ دیتے ہیں، میں آپ سے انصاف کا خواہاں ہوں، حضور نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ مرا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہیں؟ اس نے تسلیم کیا، آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ اب نواں حصہ ہو گیا ہے، پس تو اس سے

زیادہ مدت طلب کرے عہ

حضرت امام جعفر صادق رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر رض کی خلافت کے وقت لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر اور دو پیٹ اور چار ہاتھ اور دو پاؤں اور ایک قبل اور ایک دبر تھی، حضرت عمر رض نے ایک ایسا انسان دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا، سر سے ناف تک تو وہ دو انسان تھے، اور ناف سے نیچے تک ایک تھا، حضرت عمر رض اس کو ورثہ دینے میں حیران رہ گئے کہ آیا اس کو ایک کا ورثہ دیا جائے یا دو وارثوں کا حقدار سمجھا جائے، پس اس کو حضرت امیر رض کی خدمت میں فیصلے کے لئے بھیجدیا، آپ نے دیکھکر فرمایا جب یہ سو جائے تو تم لوگ چلاؤ اگر اس کے دونو سر ایک ہی دفعہ ہلیں تو سمجھ لو کہ یہ لڑکا ایک ہے، اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو سمجھ لو کہ دو ہیں، پس حضرت عمر رض کہنے لگے کہ اے ابو الحسن! خدا مجھے تیرے بعد زندہ نہ رکھے عہ

مسئلہ وراثت خنثیٰ | ایک مرتبہ امیر معاویہ رض کے پاس خنثیٰ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا، انہوں نے جواب سے مجبور ہو کر حضرت امیر رض کی طرف لکھ بھیجا، آپ نے جواب لکھا کہ اس کے بول کی رو سے اس کو میراث ملے گی، یعنی اگر عورت کی طرح پیشاب کرتا ہے تو عورت کی میراث پائے گا، اور اگر مرد جیسا پیشاب کرتا ہے تو مرد کا ترکہ پائے گا عہ

علم کلام | یہ علم جس کو علم الٰہی اور عقاید متاخرین کی اصطلاح میں علم کلام کہتے ہیں، بعد تفسیر وحدیث کے اس کا رتبہ نہایت عالی ہے، کیونکہ اس میں توحید اور نبوت اور احوال معاد سے بحث ہوتی ہے، اور قضا و قدر کے اسرار وغوامض بیان کئے جاتے ہیں، اس کے نکات جسقدر حضرت امیر رض کے خطبات میں موجود ہیں وہ کسی

عہ مطالب السئول ۱۲ عہ مناقب الاصحاب ۱۲ عہ سراج المبین حصہ دوم ۱۲ شرافت

ہیں وہ کسی کے کلام میں نہیں عہ

۶) توحید وصفات کے بیان میں آپ بہت فصیح اللسان تھے ، یہ بیان آپ کے خطبات میں ملتا ہے ۔ اور کبار صحابہ رضہ میں آپ اس بیان میں یکتا ہیں ، توحید وصفات کے باب میں آپ پہلے متکلم ہیں ، آپ اس بیان میں انبیا علیہم السّلام کے طریقہ سے بالکل باہر نہیں ہوئے ، متاخرین بھی اس رنگ پر چلے ۔ لیکن دائیں بائیں ہو گئے عہ

متکلمین کے جتنے فرقے ہیں وہ سب حضرت امیر رضہ کی طرف منتہی ہوتے ہیں ۔
سب سے پہلا فرقہ جس نے سب سے پہلے اس علم میں شہرت پائی معتزلہ کا ہے ، اس کا بانی واصل بن عطا ہے جس نے ابو ہاشم عبداللہ سے تعلیم پائی ، اور اس نے اس علم کو اپنے والد محمد حنفیہ رضہ سے سیکھا ، اور ان کو جو کچھ فیضان حاصل ہوا ہے اپنے والد بزرگوار حضرت امیر رضہ سے ہوا ہے ۔
دوسرا فرقہ جس نے معتزلہ کے بعد اس علم میں کمال حاصل کیا ہے وہ اشعریہ کہلاتا ہے ، جو امام ابوالحسن علی ابن ابی بشر الاشعری رہ کی طرف منسوب ہے ، اور وہ امام ابو علی جبائی رہ کے تلامذہ میں سے ہیں جو مشائخ فرقہ معتزلہ میں سے تھے ، اور اس فرقہ کا انتساب حضرت امیر رضہ کی طرف اوپر ثابت ہو چکا ہے ۔

۷) تیسرا فرقہ متکلمین کا زیدیہ ہے جو امامیہ کی شاخ ہے ، اور امامیہ کا انتساب حضرت امیر رضہ کی طرف ظاہر ہے ۔
چوتھا فرقہ متکلمین سے خوارج کا ہے ، جو حضرت امیر رضہ کے دشمن ہیں ، تاریخ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوارج کے اکابر وہی لوگ تھے ، جو ابتدا میں حضرت امیر رضہ سے تعلیم پاتے رہے عہ

۸) مسئلہ توحید | یہاں چند کلمات حضرت امیر رضہ کے تیمناً نقل کئے جاتے ہیں ، جنسے

عہ ازالۃ الخفاء ۱۲ عہ ازالۃ الخفاء حصہ دوم ۱۲ عہ اربعین ۱۲ ایضاً

معلوم ہو سکتا ہے کہ افلاطون الٰہی اور ارسطو نے بھی باوجود اس قدر علم وفضل کے کبھی ایسے نازک و پیچیدہ مسئلہ توحید کو ایسے باریک الفاظ میں بیان نہیں کیا۔

قال لهٗ بعض من حضر لديه متىٰ كان ربّنا فقال لهٗ الم يكن ثم كان، هو كائن بلا كيف، يكون بلا كينونة، كان لم يزل قبل القبل، وبعد البعد بلا غاية ولا منتهىٰ اليه، انقطعت دونه الغايات فهو غاية كلّ غاية، وسع كل شئ علمًا۔ یعنی سوال کیا کسی نے یا امیرالمومنین! کب سے تھا رب ہمارا؟ فرمایا کیا وہ نہیں تھا کہ پھر ہو گیا؟ وہ ہمیشہ سے تھا، اور بغیر کسی کیفیت کے تھا، اور وہ تھا بلا ہونے کے، وہ ہمیشہ سے تھا، سب پہلوں سے پہلا، اور سب پچھلوں سے پچھلا، بغیر نہایت کے اس کی انتہا نہیں، اس کی طرف نہایات کا انقطاع ہوتا ہے، وہ ہر نہایت کا نہایت ہے، اپنے علم کی وجہ سے ہر شئے کو لیا ہوا ہے۔[عہ]

علم تصوف اس علم کا ماخذ و سرچشمہ بھی آپ ہی ہیں۔

خواجہ محمد پارسا رح لکھتے ہیں کہ فرمایا حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی رح نے کہ ہمارا پیش رو اس امر تصوف میں کہ جس نے اشارہ کیا ہے طرف اس شئے کی جو دلوں میں اکثر متضمن ہوتی ہے، اور جس نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس کے حقائق کی طرف ایما کیا ہے وہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ ہیں۔[عہ]

اور پھر خواجہ پارسا رح اسی رسالہ فصل الخطاب کے دوسرے مقام میں لکھتے ہیں کہ اگر امیرالمومنین حضرت علی ابن ابیطالب رض اپنے غزوات سے فارغ ہوتے تو اُن سے ہمارے لئے اس علم حقائق و تصوف کے متعلق وہ باتیں نقل کی جاتیں کہ دِل جس کے متحمل نہ ہو سکتے۔

حضرت سیّد الطائفہ رح فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر اصول و بلا میں حضرت امیر رض ہیں۔[عہ]

عہ ارجح المطالب بحوالہ ابن عساکر ۱۲ و ینابیع المودۃ بحوالہ کنز العمال و کتاب نجوم ۱۲ عہ فصل الخطاب ۱۲ عہ کشف المحجوب ۱۲ شرافت

سلاسلِ اربعہ تصوّف قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ آپ کی طرف منتہی ہوتے ہیں پہلے تینوں سلسلے تو باتفاقِ جمہور حضرت خواجہ حسن بصری رض کو مل کر حضرت امیر رض کو ملتے ہیں۔ اور نقشبندیہ کا اتصال بھی سلسلہ جنیدیہ کے واسطہ سے حضرت خواجہ موصوف رح تک ہوتا ہے جیسا کہ کتاب ہذا کے باب اوّل فصل ہشتم میں وہ سلسلہ لکھا جا چکا ہے۔ بقولِ دیگر ان کا انتساب حضرت خواجہ بایزید بسطامی رح سے ہے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منسوب ہیں، جن کا سلسلہ امامت و خلافت حضرت امیر رض تک پہنچتا ہے۔ پس جتنے طریقے تصوّف کے ہیں سب کا خاتمہ حضور تک ہوتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رح لکھتے ہیں ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیۃ ینتھی الیہ۔

علم نحو یہ علم تو خود حضرت امیر رض کی ایجاد ہے۔ ابو الاسود الدوئلی رح سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت امیر رض کے پاس گیا، دیکھا کہ آپ گردن جھکائے بیٹھے ہیں میں نے پوچھا یا امیر المؤمنین! آپ کس فکر میں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو اپنی زبان میں غلطی کرتے ہوئے سنا ہے، اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی کتاب لکھوں کہ اس میں عربی زبان کے قاعدے ہوں میں نے کہا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم لوگوں کو زندہ فرمائیں گے، اور ہم میں عربی زبان باقی رہ جائے گی، پھر تین دن کے بعد میں آپ کی خدمت میں گیا تو آپ نے مجھے ایک کاغذ دیا جس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کلام تین قسم پر ہے، اسم اور فعل اور حرف، پس اسم وہ ہے جو اپنی مسمّٰی سے خبر دے، اور فعل وہ ہے کہ مسمّٰی کی حرکت سے خبر دے، اور حرف وہ ہے کہ ایسے معنے سے خبر

دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اس کا تتبع کر، اور جو کچھ
مناسب معلوم ہو اس میں بڑھا، اور آگاہ ہو لے ابوالاسود کہ سب اشیاء تین
قسم پر ہیں ایک ظاہر اور ایک مضمر، اور ایک ایسی شے ہے جو نہ ظاہر ہے اور نہ مضمر،
اور علماء کی فضیلت اسی شے کے دریافت کرنے میں معلوم ہوتی ہے جو نہ ظاہر ہے نہ
مضمر۔ ابوالاسود رہ کہتا ہے کہ میں نے اُس قاعدے سے بہت سی چیزیں نکال کر
جمع کیں، اور حضرت امیر رض کو سنائیں، اس میں حروفِ ناصبہ کا بیان بھی
تھا، اُن میں سے اِنَّ - اَنَّ - لَیْتَ - لَعَلَّ - کَاَنَّ کا ذکر کیا مگر لٰکِنَّ کو ذکر
نہ کیا، آپ نے فرمایا تو نے اس کو کیوں چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں اسکو
حروفِ ناصبہ سے نہیں جانتا تھا، فرمایا وہ بھی انہیں میں سے ہے اس کو بھی زیادہ
کر دے۔[۵]

علم فصاحت اس علم میں آپ سید البلغاء اور امام الفصحاء تھے، حضرت رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے نبوت کے ساتھ برگزیدہ کیا، اور
علی رض کو علم و شجاعت و فصاحت کے ساتھ ممتاز فرمایا، اور ہمارے لئے اپنے پاک
ناموں سے دو نام مشتق کئے۔ پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں، اور
اللہ تعالیٰ اعلےٰ ہے اور یہ علی ہے۔

آپ نے خطاب کے وہ طرق کلام ایجاد کئے جن سے شعراء جاہلیت کو مطلق اطلاع
نہیں تھی، عبدالحمید بن یحییٰ کا قول ہے کہ میں نے ستر خطبے حضرت علی رض کے یاد
کئے ہیں، اور ابن نباتہ جو زبردست مشہور خطیب ہوا ہے، اور حافظ ابن تیمیہ
خطبات میں جس کی تقلید کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے مواعظ حضرت علی ابن ابیطالب
سے ایک خزانہ حاصل کیا ہے[۶]

آپ کی بلاغت

۵ تاریخ الخلفاء ۱۲ ۔ ۶ ارجح المطالب ۱۲ خزانہ

آپ کی بلاغت و فصاحت کے مخالفین بھی قائل تھے، چنانچہ مروی ہے کہ جب محصن حضرت امیر رض کے پاس سے حضرت معاویہ رض کے پاس گیا تو خوشامد کی راہ سے کہنے لگا کہ میں تیرے نزدیک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو بات کرنے میں فرو ماندہ ہے، حضرت معاویہ رض نے کہا کہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو ایسے شخص کو بات کرنے میں عاجز کہتا ہے، خدا کی قسم ہے قریش کے لئے فصاحت میں کوئی شخص اس سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا نہیں[1]

صنعتِ تجنیس | آپ نے ایک رقعہ حضرت معاویہ رض کو لکھا تھا جس میں صنعتِ تجنیس ملحوظ رکھی۔ غَرَّكَ عِزُّكَ فَصَارَ قُصَارُ ذٰلِكَ ذُلَّكَ فَاخْشَ فَاحِشَ فِعْلِكَ فَعَلَّكَ بِهٰذَا تُهْدَا یعنی تیری عزت نے تجھے مغرور کر دیا ہے پس تیرا یہ تصور ذلت کا موجب ہے اپنے زبون کام سے خوف کر امید ہے کہ تو اس خطا سے ہدایت پا جائے گا۔

حضرت معاویہ رض نے اس رقعہ کا یہ جواب بصنعتِ تجنیس دیا عَلٰی قَدْرِیْ عَلٰی قِدْرِیْ یعنی میری دیگ میرے قدر کے مطابق جوش مارتی ہے[2]

صنعتِ ایجاز | آپ نے اپنے غلام قنبر رض کو آزاد کرتے وقت جو عبارت لکھدی وہ نہایت موجز ہے۔ کُنْتَ اَمْسِ لِیْ، فَصِرْتَ الْیَوْمَ مِثْلِیْ، وَهَبْتُكَ لِمَنْ وَهَبَ لِیْ، کَتَبَهٗ عَلِیٌّ۔ یعنی کل تو میرا مملوک تھا، آج مجھ جیسا ہو گیا، جس نے تجھے مجھکو دیا تھا میں نے تجھے اُس کو دے دیا۔ کاتب الحروف علی ہے[3]

علم شعر | امام شعبی رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رض شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رض بھی شعر کہتے تھے، اور حضرت عثمان رض بھی شعر کہتے تھے، مگر حضرت امیر رض سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے[4]

آپ کے اشعار کا کافی ذخیرہ کتابوں میں موجود ہے از انجملہ ایک مناجات بجناب باری تعالیٰ آپ کی طرف منسوب ہے جس کی ردیف بترتیب حروف معجم مذکور ہے تبرکاً یہاں درج کی جاتی ہے۔

مناجات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا سَامِعَ الدُّعَاءِ ۔ وَيَا رَافِعَ السَّمَاءِ
وَيَا دَائِمَ الْبَقَاءِ ۔ وَيَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ
لِذِي الْفَاقَةِ الْعَدِيْمِ

يَا عَالِمَ الْغُيُوْبِ ۔ وَيَا غَافِرَ الذُّنُوْبِ
وَيَا سَاتِرَ الْعُيُوْبِ ۔ وَيَا كَاشِفَ الْكُرُوْبِ
عَنِ الْمُرْهِقِ الْكَظِيْمِ

يَا فَائِقَ الصِّفَاتِ ۔ وَيَا مُخْرِجَ النَّبَاتِ
وَيَا جَامِعَ الشَّتَاتِ ۔ وَيَا مُنْشِئَ الرُّفَاتِ
مِنَ الْاَعْظُمِ الرَّمِيْمِ

يَا مُنْزِلَ الْغِيَاثِ ۔ مِنَ اللُّجَجِ الْحِثَاثِ
عَلَى الْحُزْنِ وَالدِّمَاثِ ۔ اِلَى الْجُوَّعِ الْغِرَاثِ
اِلَى الْهُزَّمِ الرَّزْدُوْمِ

يَا خَالِقَ الْبُرُوْجِ ۔ سَمَاءً بِلَا فُرُوْجِ
مَعَ اللَّيْلِ ذِي الْوُلُوْجِ ۔ عَلَى الضَّوْءِ ذِي الْبُلُوْجِ
يُغَشِّيْ سَنَا النُّجُوْمِ

يَا فَالِقَ الصَّبَاحِ ۔ وَيَا فَاتِحَ النَّجَاحِ

وَيَا مُرْسِلَ

وَيَا مُرْسِلَ الرِّيَاحِ بُكُوْرًا مَعَ الرَّوَاحِ
فَيَنْشَانَ بِالْغُيُوْمِ

يَا مُرْسِيَ الرَّوَاسِخِ اَوْتَادُهَا الشَّوَامِخُ
فِىْ اَرْضِهَا السَّوَائِخُ اَطْوَارُهَا الْبَوَازِخُ
مِنْ صُنْعِهِ الْقَدِيْمِ

يَا هَادِيَ الرَّشَادِ وَيَا مُلْهِمَ السَّدَادِ
وَيَا رَازِقَ الْعِبَادِ وَيَا مُحْيِيَ الْبِلَادِ
وَيَا فَارِجَ الْغُمُوْمِ

يَا مَنْ بِهِ اَعُوْذُ وَيَا مَنْ بِهِ اَلُوْذُ
وَمَنْ حُكْمُهُ النُّفُوْذُ فَمَا عَنْهُ لِيْ شُذُوْذُ
تَبَارَكْتَ مِنْ حَلِيْمِ

يَا مُطْلِقَ الْاَسِيْرِ وَيَا جَابِرَ الْكَسِيْرِ
وَيَا مُغْنِيَ الْفَقِيْرِ وَيَا عَاذِيَ الصَّغِيْرِ
وَيَا شَافِيَ السَّقِيْمِ

يَا مَنْ بِهِ اعْتِزَازِىْ وَيَا مَنْ بِهِ احْتِرَازِىْ
مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخَازِىْ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَرَازِىْ
اَعِذْنِىْ مِنَ الْهُمُوْمِ

وَمِنْ جِنَّةٍ وَّاِنْسٍ لِذِكْرِ الْمَعَادِ مُنْسٍ
لِلْقَلْبِ عَنْهُ مُقْسٍ وَمِنْ شَرِّ غَيِّ نَفْسٍ
وَشَيْطَانِهَا الرَّجِيْمِ

يَا مُنْزِلَ الْمَعَاشِ　　عَلَى النَّاسِ وَالْمَوَاشِ

وَالْأَفْرَاخِ فِي الْعِشَاشِ　　مِنَ الطُّعُومِ وَالرِّيَاشِ

تَقَدَّسْتَ مِنْ عَلِيْمٍ

يَا مَالِكَ النَّوَاصِ　　لِلْمُطِيْعَاتِ وَالْعَوَاصِ

فَمَا عَنْهُ مِنْ مَنَاصِ　　لِعَبْدٍ وَلَا خَلَاصِ

لِمَاضٍ وَلَا مُقِيْمٍ

يَا خَيْرَ مُسْتَعَاضِ　　لِمَحْضِ الْيَقِيْنِ رَاضِ

بِمَا هُوَ عَلَيْهِ قَاضِ　　مِنْ أَحْكَامِهِ الْمَوَاضِ

تَعَالَيْتَ مِنْ حَكِيْمٍ

يَا مَنْ بِنَا يُحِيْطُ　　وَعَنَّا الْأَذٰى يُمِيْطُ

وَمَنْ مُلْكُهُ الْبَسِيْطُ　　وَمَنْ عَدْلُهُ الْقَسِيْطُ

عَلَى الْبَرِّ وَالْأَثِيْمِ

يَا رَائِيَ اللُّحُوْظِ　　وَيَا سَامِعَ اللُّفُوْظِ

وَيَا قَاسِمَ الْحُظُوْظِ　　بِإِحْصَائِهِ الْحَفِيْظِ

بِعَدْلٍ مِنَ الْقُسُوْمِ

يَا مَنْ هُوَ السَّمِيْعُ　　وَمَنْ عَرْشُهُ الرَّفِيْعُ

وَمَنْ خَلْقُهُ الْبَدِيْعُ　　وَمَنْ جَارُهُ الْمَنِيْعُ

مِنَ الظَّالِمِ الْغَشُوْمِ

يَا مَنْ حَبَا فَأَسْبَغْ　　مَا قَدْ حَبَا وَسَوَّغْ

يَا مَنْ كَفٰى وَبَلَّغْ　　مَا قَدْ كَفٰى وَأَفْرَغْ

مِنْ مِنَّتِهِ

مِنْ مَنِّهِ الْعَظِيْمِ

يَا مَلْجَأَ الضَّعِيْفِ ۔ وَيَا مَفْزَعَ اللَّهِيْفِ

تَبَارَكْتَ مِنْ لَطِيْفِ ۔ رَحِيْمٌ بِنَا رَءُوْفِ

خَبِيْرٌ بِنَا كَرِيْمُ

يَا مَنْ قَضٰى بِحَقِّ ۔ عَلٰى نَفْسِ كُلِّ خَلْقِ

وَفَاةٌ بِكُلِّ اُفْقِ ۔ فَمَا يَنْفَعُ التَّوَقِّ

مِنَ الْمَوْتِ وَالْحُتُوْمِ

تَرَانِيْ وَلَا اَرَاكَ ۔ وَلَا رَبَّ لِيْ سِوَاكَ

فَقُدْنِيْ اِلٰى هُدَاكَ ۔ وَلَا تَغْشِنِيْ رِدَاكَ

بِتَوْفِيْقِكَ الْعُصُوْمِ

يَا مَعْدِنَ الْجَلَالِ ۔ وَذَا الْعِزِّ وَالْجَمَالِ

وَذَا الْكَيْدِ وَالْمِحَالِ ۔ وَذَا الْمَجْدِ وَالْفِعَالِ

تَعَالَيْتَ مِنْ رَحِيْمِ

اَجِرْنِيْ مِنَ الْجَحِيْمِ ۔ وَمِنْ حَوْلِهَا الْعَظِيْمِ

وَمِنْ عَيْشِهَا الذَّمِيْمِ ۔ وَمِنْ حَرِّهَا الْمُقِيْمِ

وَمِنْ مَاءِهَا الْحَمِيْمِ

وَاَصْحِبْنِيَ الْقُرْاٰنَ ۔ وَاَسْكِنِّيَ الْجِنَانَ

وَزَوِّجْنِيَ الْحِسَانَ ۔ وَنَاوِلْنِيَ الْاَمَانَ

اِلٰى جَنَّةِ النَّعِيْمِ

اِلٰى نِعْمَةٍ وَّلَهْوٍ ۔ بِغَيْرِ اسْتِمَاعِ لَغْوٍ

وَلَا بِالذِّكَارِ تَجُو ۔۔۔ وَلَا بِاعْتِدَادِ شُكُو

سَقِيمٍ وَلَا كَلِيمٍ

إِلَى الْمَنْظَرِ النَّزِيهِ ۔۔۔ الَّذِي لَا لُغُوبَ فِيهِ

هَنِيئًا لِسَاكِنِيهِ ۔۔۔ فَطُوبَىٰ لِعَامِرِيهِ

ذَوِي الْمَدْخَلِ الْكَرِيمِ

إِلَىٰ مَنْزِلٍ تَعَالَىٰ ۔۔۔ بِالْحُسْنِ قَدْ تَلَالَا

بِالنُّوْرِ قَدْ تَوَالَىٰ ۔۔۔ تَلْقَىٰ بِهِ الْجَلَالَا

قَدْ حُفَّ بِالنَّسِيمِ

إِلَى الْمَفْرَشِ الْوَطِيِّ ۔۔۔ إِلَى الْمَلْبَسِ الْبَهِيِّ

إِلَى الْمَطْعَمِ الشَّهِيِّ ۔۔۔ إِلَى الْمَشْرَبِ الْهَنِيِّ

مِنَ السَّلْسَلِ الْخَتِيمِ [۴۵]

علم تعبیر رؤیا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رض نے حضرت علی المرتضیٰ رض سے تین سوال کئے، منجملہ ان کے تیسرا یہ تھا کہ آدمی کا خواب بعض سچا ہوتا ہے اور بعض جھوٹا، یہ کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت ایسا نہیں کہ وہ سوئے اور اس کی روح عرش کی طرف نہ پرواز کرتی ہو، بس روح جو عرش کے قریب جاکر بیدار ہوتی ہے اُس کا خواب سچا ہوتا ہے، اور وہ جو عرش کے قریب نہ پہنچکر بیدار ہو اس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔[۴۶]

علم جفر وجامعہ ایک جماعت کا بیان ہے کہ حضرت امیر رض نے اٹھائیس حرفوں کو جفر کی جلد میں بسطِ اعظم کے طریق پر وضع کیا تھا، اس سے بطریق مخصوص وشرائط معینہ اسرار لوح اور قضا و قدر معلوم ہو سکتے تھے۔ اور یہ ایسا علم ہے کہ جس

اہل بیت

[۴۵] دیوان علی ابن ابی طالب [۴۶] جلد الاولیٰ معجم اوسط ۔ فردوس الاخبار ، مرآۃ ۔

اہلِ بیتِ نبوی کو ہی ورثہ پہنچا ہے[ت] ، اور ان کی تبعیت سے دوسرے اکابر رضی اللہ عنہم اس سے متمتع ہوئے ہیں۔

علم نجوم | یونس بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے علم نجوم کی نسبت سوال کیا کہ اس کی اصلیت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ انبیاء کا علم ہے، پھر میں نے کہا کہ کیا حضرت امیر رضی اللہ عنہ بھی اس علم کو جانتے تھے، کہنے لگے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ اس علم کو جاننے والے تھے[ع]

بعض لوگوں نے علم نجوم سے علم ہیئت مراد لی ہے کہ حضور علم ہیئت الافلاک کے عالم تھے، لما فیہ من الاطلاع علی حکم اللہ تعالیٰ وعظم قدرتہ۔

تاریخ اہرام مصر | روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ حضور کے سامنے اہرام مصر کی تاریخ بنیاد کے متعلق گفتگو کر رہے تھے، اور کوئی شخص ٹھیک وقت بیان نہیں کر سکتا تھا، آپ نے پوچھا کہ اُن پر کوئی تصویر بھی بنی ہوئی ہے یا نہیں؟ کسی نے عرض کیا کہ ان پر ایک چیل کی تصویر ہے جس کے پنجہ میں خرچنگ پکڑا ہوا ہے، آپ نے فرمایا بنی الھرمان والنسر فی السرطان یعنی مینار اس وقت تعمیر ہوئے جبکہ نسر طائر برج سرطان میں تھا، اور نسر دو ہزار سال میں ایک برج کو طے کرتا ہے، اور آج کل جدی میں ہے۔ اس حساب سے بارہ ہزار[۱۲] برس ان کی بنیاد کو ہوئے ہیں[ت]

علم حساب | آپ اس علم میں بھی ماہر کامل تھے، زِر بن حُبیش سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے، ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں، اتنے میں ایک تیسرا آدمی آ گیا، وہ بھی ان کے ساتھ طعام کھانے میں شریک ہوا۔ تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں، تیسرے آدمی نے جاتے ہوئے آٹھ درم ان کو دیئے، کہ یہ تمہارے کھانے کا عوض ہے جو میں نے کھایا ہے، پس وہ دونو

ت کشف الظنون ۱۲ ع ابجد العلوم ازالۃ الخفاء ۱۲ ت ابجد العلوم ۱۲ خزائن

باہم جھگڑنے لگے ، پانچ روٹیوں والا کہتا کہ مجھے پانچ درم ملنے چاہئیں اور تجھے تین، اور تین روٹیوں والا کہتا کہ جب تک درم نصفا نصف نہوں میں راضی نہیں ہونگا، آخر دونو تصفیہ کے واسطے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ، اور تمام قصہ بیان کیا، آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا کہ تیرا دوست جو کچھ تجھے دیتا ہے لے لے ، حالانکہ اُس کی روٹیاں تجھ سے زیادہ تھیں ، وہ کہنے لگا کہ جب تک میرا حق مجھے معلوم نہ ہو میں راضی نہیں ہوں، آپ نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درم سے زیادہ نہیں ، اُس نے کہا یا امیر! اس کی وجہ بیان فرمائیے ، آپ نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں تھیں ، اور تم تین شخص کھانے والے تھے ، یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا ، اور کم کس نے کھایا ، اس لئے احتمال کیا جاتا ہے کہ تم تینوں نے برابر کھایا ہوگا ، پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں ، اور تیری روٹیوں کی نو تہائیاں تھیں ، اور پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں ، اُس نے بھی آٹھ ہی کھائیں ، اُس کی باقی ماندہ سات تہائیاں تیسرے شخص نے کھائیں ، اور تیری ایک تہائی اُس نے کھائی ، تو سات ٹکڑوں کے بدلے سات درم ہیں ، اور تیرے ایک ٹکڑے کے لئے ایک درم ہے ، پس وہ کہنے لگا کہ اب میں راضی ہوں ؎

کسور تسع کا مخرج ایک دن آپ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے ، ایک شخص نے کسور تسع کا مخرج پوچھا ، آپ نے فوراً اُس کے جواب میں فرمایا اضرب ایام اسبوعك في ايام سنتك یعنی ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں میں ضرب دے دو ، جو حاصل ضرب آئے وہی کسور تسع کا مخرج ہوگا ۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ اہل عرب قمری حساب سے ہر سال (۳۶۰) دن کا لیتے ہیں ، اُن کو سات سے ضرب دو تو (۲۵۲۰) حاصل ضرب ہوتے ہیں ، اور کسور تسع اہل عرب نے

اہلِ عرب نے ایک مخصوص اعداد کا نام رکھا ہے جو نصف، ثلث، ربع، خمس، سدس، سُبع، ثمن، تسع، عشر، سب کو شامل ہے، ان کے مخرج سے وہ عدد مراد ہے جس کے برابر حصّے تقسیم ہو سکیں، اور کوئی جزو باقی نہ رہے۔

قاعدے سے عدد مندرجہ بالا جو کسور تسع کا مخرج ہے یعنی (۲۵۲۰) ان تمام اعداد سے برابر تقسیم ہو جاتا ہے، مثلاً اگر نصف سے تقسیم ہو تو (۱۲۶۰) ہوتے ہیں، ثلث سے تقسیم ہو تو (۸۴۰) رُبع سے تقسیم ہو تو (۶۳۰) خمس سے تقسیم ہو تو (۵۰۴) سُدس سے تقسیم ہو تو (۴۲۰) سُبع سے تقسیم ہو تو (۳۶۰) ثمن سے تقسیم ہو تو (۳۱۵) تسع سے تقسیم ہو تو (۲۸۰) عشر سے تقسیم ہو تو (۲۵۲) ہوتے ہیں۔[عہ]

مسئلہ دیناریہ منقول ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی، آپ اُس وقت گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے، ایک پاؤں رکاب میں تھا کہ وہ عورت بولی یا امیر! میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ مرا ہے، مگر لوگوں نے مجھ کو ایک دینار دیا ہے، آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں، حضور نے فی الفور جواب دیا کہ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئی ہوں گی؟ اُس نے کہا ہاں، فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار تو ان کے لیے ہوئے، اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی؟ جسکو سُدس یعنی سو دینار پہنچے، اور زوجہ بھی ہوگی؟ جسکو ثمن یعنی پچہتر دینار ملے، پھر فرمایا کیا تیرے بارہ بھائی بھی ہیں؟ اُس نے تسلیم کیا، آپ نے فرمایا کہ دو دو دینار یعنی کل چوبیس دینار بھایوں کو ملے، ایک دینار تیرا حق ہے، پس تو اپنا حق پا چکی، جا لوٹ جا۔[عہ]

علمِ طب اس علم میں اغذیہ وادویہ کا بیان ہوتا ہے، حضرت امیر رض نے فرمایا ہے

عہ مدارج النبوۃ ۱۲ عہ مطالب السئول ۱۲ غزنوی

نبات النفس بالغذاء وثبات الروح بالغناء یعنی نفس کا قیام غذا کے ساتھ ہے اور روح کا قیام راگ کے ساتھ۔

اور آپ نے فرمایا ہے کلوا التمر فان فیہ شفاء من الادواء یعنی خرما کھایا کرو کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفا ہے۔[عہ]

علم معما | کتاب مشکلات العلوم میں ہے کہ کسی نے حضرت امیرؓ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں کوئی معما بھی موجود ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، سورہ **ھود** میں حق تعالیٰ فرماتا ہے ما من دابۃ الا ھو اخذ بناصیتہا۔ لفظی معنی اس کے یہ ہیں کہ کوئی زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا مالک نہو بلکہ وہ سب کا مالک ہے۔ مگر ان لفظوں میں یہ صنعت موجود ہے کہ دوسری صورت سے اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کوئی **دابہ** ایسا نہیں جس کی پیشانی **ھو** نہ پکڑے ہو، یعنی لفظ **ھو** لفظ **دابہ** کی پیشانی یعنی **د** کو پکڑے ہوئے ہے، اور جب **ھو** کے ساتھ **د** کو ملاویں تو **ھود** بن جاتا ہے جو ایک پیغمبر کا اسم مبارک ہے۔[عہ]

اسم اعظم | حضرت امیرؓ نے اسم اعظم کو بصورت معما اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ثلاث عصی صففت بعد خاتم	علی راسہا مثل السنان المقوم
ومیم طمیس ابتر ثم سلم	الی کل ماسول ولیس بسلم
واربعۃ مثل انامل صففت	تشیر الی الخیرات من غیر معصم
وھاء شقیق ثم واو مقوس	کانبوب حجام ولیس بمحجم
فھذا ھو الاسم المعظم قدرہ	فان کنت لم تعلمہ من قبل فاعلم
فیا حامل الاسم المعظم اکتفی	لتحفظ من الآفات حقا وتسلم

یعنی اسم اعظم کی ترتیبی صورت یہ ہے۔ ✡ ااام ╪ اااا ھ و

علم کیمیا

عہ علوم القرآن ص ۴۲ ۔ عہ ایضاً صفحہ ۔

علمِ کیمیا آپ کو علمِ کیمیا میں بھی خاص دسترس حاصل تھی، آپ نے چاندی بنانے کا نسخہ اِس رباعی میں بیان فرمایا ہے۔

رباعی

خذ الفرّار والطلقا	وشیئًا یشبہ البرقا
اذا ما زجت والسحقا	ملکت الغرب والشرقا

یعنی پارہ و ابرک کو لو، اور ایک تیسری چیز بھی جو برق کے مشابہ ہے، جب ان کو خوب گھسو تو مشرق و مغرب کے مالک ہو سکتے ہو۔

مناقب ابن شہر آشوب میں بھی مروی ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کیمیا دریافت کیا تو آپ نے فرمایا من الزیبق الرجراج و زنجار النحاس الاصفر المعصفر اُس نے کہا اس سے تو کام نہیں چلتا، آپ نے فرمایا اجعل بعضہا ماءً و بعضہا ارضًا وافلح الارض بالماء۔ اس نے عرض کیا کچھ اور بیان فرمائیے، آپ نے جواب دیا کہ اگر حکمائے سابقین نے اس سے زیادہ بیان کیا ہوتا تو میں بھی بتا دیتا۔[1]

علمِ کتابت آپ کاتبِ وحی تھے، اور حسنِ خط میں مہارتِ تام رکھتے تھے، آپ کا ارشادِ عالی ہے علیکم بحسن الخط فانّہ من مفاتیح الرزق۔ یعنی تم پر خوش خطی کا سیکھنا لازم ہے کیونکہ یہ رزق کی کنجیوں میں سے ہے۔[2]

نیز آپ نے فرمایا ہے ادّبوا اولادکم الکتابۃ فانّہ ھمم الملوک والسّلاطین علیکم۔[3]

آپ کے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا ایک قرآن مجید آج بھی قسطنطنیہ میں جمہور ترکیہ کے قبضہ میں موجود ہے۔

مؤلف کتاب ہٰذا فقیر شریف احمد شرافت عفی عنہ نے آپ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرتے ہوئے

[1] علوم القرآن ص ۲۲ [2] نقلنا بالمعرفۃ [3] نقلنا بالمعرفۃ

خط نسخ و نستعلیق حضرت مولانا و بالفضل اَولانا سرآمدِ خوشنویسانِ زمان و سرحلقۂ خطاطانِ دوران عاشقِ سیّد الکونین جناب مولوی محمد حسین صاحب مبارک رقم عادل گڑھی مدظلہ العالی سے سیکھے ہیں۔

علمِ اعداد الوفق | یہ علم بھی وراثتِ انبیاء ہیں آپ کو حاصل تھا، صاحبِ کتاب کنز البواہر فی شرح حروف الملک لطاہر نے لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ کے زمانہ میں بعض جیوشِ کفار کے جھنڈے پر تعویذ ضد در ضد بنا ہوا تھا، اِس واسطے کوئی شخص ان پر فتح نہ پا سکتا تھا، حتیٰ کہ گروہِ اسلام بھی تابِ مقاومت نہ لا سکا، جب حضور نے یہ خبر سنی تو ایک تعویذ ضد در ضد معہ زیادت ایک خانہ کے خود تجویز کیا، اور اسلامی لوا پر وہ منقش کیا، اس کی برکت سے اہلِ اسلام نے کفار پر فتح پائی۔[۱]

فقیر شرافت عافاہ اللہ کہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک تعویذ ضد در ضد شاہی مسجد لاہور میں معہ دوسرے تبرکات کے موجود ہے، ممکن ہے کہ یہ وہی ہو، فقیر متعدد دفعہ اس کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔

علمِ لدنی | آپ کو حق تعالیٰ نے بوساطتِ نبوی جمیع علوم ظاہری و باطنی سے مشرف فرمایا، آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حروفِ مقطعات حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تفسیر میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تعلیم کر دیا ہے، نیز آپ نے فرمایا ہے لوگو! مجھ سے آسمان کے راستے پوچھو، میں اُن کو زمین کے راستوں سے بھی زیادہ جانتا ہوں، نیز آپ نے فرمایا ہے لوگو! مجھ سے کچھ پوچھ لو پہلے اس سے کہ میں تم سے فوت ہو جاؤں، کیونکہ سمندر ناپیداکنار کی طرح میرے پاس علوم ہیں۔[۲]

عجیب فیصلے آپ پیچیدہ مسائل کو جہاں کسی کا دماغ نہیں پہنچتا تھا، عجیب طرح حل فرمایا کرتے تھے۔

(۱) ایک مرتبہ کچھ لوگ شام سے حج کے لئے آئے، راستہ میں پانچ انڈے شترمرغ کے آشیانہ سے نکال کر پکائے اور کھائے، بعد میں خیال آیا کہ ہم نے حالتِ احرام میں شکار کیا، چنانچہ مدینہ طیبہ پہنچکر حضرت عمر رض کے آگے یہ مسئلہ پیش کیا، انہوں نے صحابہ رض سے پوچھا، کوئی شخص صحیح جواب نہ دے سکا، آخر حضرت امیر رض نے جواب دیا کہ پانچ ناقوں پر شترانِ نر کو چھوڑیں، جب بچے ان سے پیدا ہوں تو وہ اس فعل کے کفارہ میں قربانی کریں، حضرت عمر رض نے فرمایا اے ابوالحسن! حمل تو کبھی ساقط بھی ہوجاتا ہے، آپ نے فرمایا ہاں، انڈا بھی کبھی گندہ ہوجاتا ہے۔ [۵]

(۲) ایک مرتبہ پانچ شخص زنا کے جرم میں گرفتار ہوکر دربارِ خلافت میں حاضر کئے گئے، خلیفہ وقت حضرت عمر رض نے رجم کا حکم دیا، حضرت امیر رض بول اٹھے کہ یہ حکم ان کے لئے یکساں نہیں ہے، حضرت عمر رض نے کہا کہ ارشادِ الٰہی ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ (النور ع ۱) آپ نے فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ان سب کا حکم جدا جدا ہے، حضرت عمر رض نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک کو قتل کریں، دوسرے کو سنگسار، تیسرے کو پوری حد لگائیں، چوتھے کو نصف، پانچویں کو صرف تعزیر، حاضرین زنا کے اتنے مختلف حکم سنکر متعجب ہوئے، وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا، کہ ان میں ایک یہودی ہے، اس نے دین میں فساد کیا اس کا قتل لازم ہے، دوسرا محصن ہے یعنی صاحب زوجہ وہ مستوجب رجم ہے، تیسرا مجرّد ہے زوجہ نہیں رکھتا اس لئے اس پر حد لازم ہے، چوتھا غلام ہے اس پر نصف حد قائم ہوگی، پانچواں مجنون ہے اس پر کچھ نہیں، تادیباً صرف تین طمانچے لگادیں، لوگوں نے ایسا محققانہ حکم سنکر

نہایت اعزاز سے تحسین کے نعرے بلند کئے، حضرت عمر رضہ نے فرمایا اللھم لا تنزل لی شدۃ الا ابو الحسن الی جنبی۔ عہ

(۳) ایک دن حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ صحابہ کرام رضہ کے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ دو شخص لڑتے ہوئے حضور میں آئے، ایک نے ان میں سے عرض کی یا رسول اللہ میرا ایک گدھا تھا، اور اس شخص کی گائے تھی، اس کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی ذمہ وار نہیں ہو سکتا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم اِن دونو کا تصفیہ کردو حضرت امیر رضہ نے پوچھا کہ آیا وہ دونو جانور بندھے تھے یا کھلے، یا ان میں سے ایک بندھا تھا اور ایک کھلا، جواب دیا گیا کہ گدھا بندھا تھا اور گائے کھلی، اور اس کا مالک اس کے ساتھ تھا، حضرت امیر رضہ نے فرمایا کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ وار ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فیصلہ کی تصدیق فرمائی، اور اسی کو برقرار رکھا۔ عہ

(۴) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی حاملہ عورت کو اس زور سے مارا کہ اس کا حمل ساقط ہوگیا، عورت کی طرف سے یہ معاملہ حضرت امیر رضہ کی خدمت میں پیش ہوا روداد سنکر حضرت امیر رضہ نے شوہر سے چالیس دینار دیت میں عورت کو دلوائے، اور ذیل کی آیت تلاوت فرمائی۔ ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظٰما فکسونا العظم لحمًا ثم انشأنٰہ خلقًا اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (المومنون۔ ع ۱) پھر اسی وقت اس فیصلہ کی پوری تصریح بھی کردی کہ نطفہ کا خون بہا بیس دینار، علقہ کا چالیس دینار، مضغہ کا ساٹھ دینار، استخوان کا

قبل از ترکیب

عہ مرج البحرین حصہ دوم ص ۱۹۱ عہ ایضاً ص ۱۵۱ [illegible]

قبل از ترکیب خلقت اسّی دینار، اور بعد ترکیب خلقت سّو دینار، اور جب روح آگئی ہو تو ہزار دینار دیت ہوگی۔

(۵) ایک شخص مرگیا اور وصیت کرگیا، کہ میرے بعد ایک جزو میرے ترکہ سے فلاں شخص کو دیا جاوے، اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ نے تعین حصہ میں اختلاف کیا، اور ان سے جب کسی طرح تصفیہ نہ ہوسکا تو آخر کار یہ فیصلہ حضرت امیر رضہ پر موقوف رکھا گیا، جب قصہ بیان کیا گیا تو آپ نے فوراً جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کے ترکہ سے ساتواں حصہ دو، پھر یہ آیت شریف تلاوت فرمائی، لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم (الحجر۔ع ۳)

(۶) حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک انصاری رضہ نے قسم کھائی کہ لا اکلم فلانا حینا یعنی میں ایک وقت تک فلاں سے نہ بولوں گا، پھر اس کا ارادہ ہوا کہ کلام کروں تو حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے پوچھا کہ حین کتنی مدت ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا تمام عمر، پھر حضرت عمر فاروق رضہ کے پاس گیا اور پوچھا، انہوں نے فرمایا چالیس سال، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضہ کے پاس گیا اور پوچھا، انہوں نے فرمایا چھ ماہ، پھر حضرت امیر رضہ کے پاس گیا اور پوچھا، آپ نے فرمایا حین وہی ساعت یعنی جو گذر گئی، پھر وہ انصاری رضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگذشت بیان کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاروں صحابیوں کو بلا کر ان سے دلائل پوچھے، حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عرض کیا میری دلیل تو یہ آیت شریف ہے، ولتعلمن نباہ بعد حین (ص۔ع ۵) یعنی تم قیامت کی خبر زندگی کے بعد جان لوگے، حضرت عمر رضہ نے عرض کیا میری دلیل یہ آیت شریف ہے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر (الدھر۔ع ۱) یعنی انسان پر ایک وقت آیا

ہے، انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور حین سے مراد چالیس سال، کہ ان کا قالب مکہ و طائف کے درمیان پڑا رہا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری دلیل یہ آیت شریف ہے، تؤتی اکلھا کل حین (ابراہیم ع۴) یعنی کھجور ہر چھ ماہ کے بعد پھل لاتی ہے، حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری دلیل یہ آیت شریف ہے حین تمسون وحین تصبحون (الروم ع۲) یعنی شام کا وقت اور صبح کا وقت، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اختلاف امتی رحمۃ نیز فرمایا لایجتمع امتی علی الضلالۃ نیز فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم[1]

حاضر جوابیاں | آپ نہایت عالی دماغ اور حاضر جواب تھے،

(۱) ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر کسی آدمی کو ایسے مکان میں بند کردیں کہ اس میں کہیں دروازہ نہ ہو تو اس کا رزق موعود کس راستہ سے پہنچے گا، آپ نے فرمایا من حیث یاتی اجلہ یعنی جدھر سے اس کی اجل آسکے گی[2]

(۲) ایک شخص نے پوچھا مشرق و مغرب کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا مسیرۃ یوم الشمس یعنی سورج کی ایک روز کی رفتار کے برابر[3]

(۳) کسی نے آپ کی تعریف میں بے حد مبالغہ کیا، حالانکہ آپ اس کو پہچانتے تھے کہ یہ تیرا مخالف ہے، اس کے جواب میں فرمایا انا دون ماتقول وفوق مافی نفسک۔ یعنی میں اس سے کمتر ہوں جو تم نے بیان کیا، اور اس سے کہیں زیادہ ہوں جیسا تم مجھ کو دل میں سمجھتے ہو[4]

عبادات واخلاق

آپ تمام شب بیدار رہتے، اور ہر رات میں دو ہزار (۲۰۰۰) رکعت نماز نفل ادا کرتے اور

تلاوت قرآن

[1] تحفۃ الحسینی ۱۲ [2] تا [4] نزہۃ المجالس حصہ دوم صفحہ ۱۵۹ — نور الابصار ۱۲ ... مرقات

تلاوتِ قرآن و ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے، جب صبح ہوتی بعد نمازِ فجر طلوعِ آفتاب تک قبلہ رو بیٹھتے، اور درود شریف پڑھتے، اور اکثر حالتِ ذوق و شوق میں نعرے مارتے اور بیہوش ہو جاتے۔[۱]

نماز نماز میں آپ کو غایت خشوع و خضوع سے اس درجہ مشغولی و استغراق تھا کہ اپنے جسم کی بھی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔

روایت ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا، آپ سے اس کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آپہنچا ہے جس کو خدا نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا، انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور میں نے اپنی ناتوانی کے ساتھ اس کو اٹھا لیا۔[۲]

روزہ آپ تین روز کے بعد، اور کبھی پانچ روز کے بعد روزہ افطار کرتے، اور کبھی نو نو فاقے اٹھاتے تھے، افطار کے وقت ایک مٹھی بھر جو کے ستو غذا فرماتے، اور اس پر ایک چلو پانی پی لیتے، اور اس قدر روتے کہ جامۂ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتا، اور فرماتے کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ کھانا مجھکو حلال ہے یا حرام حلال کے واسطے حساب ہے، اور حرام کے واسطے عذاب، اور میں نہیں جانتا کہ کل قیامت میں علی کا کیا حال ہوگا۔[۳]

زکوٰۃ آپ فرماتے کہ اگر مجھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا تھا، حالانکہ اس دن میری زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔[۴]

اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا مال آج تک میرے قبضہ میں آیا ہے اگر میں اس کو جمع

کرتا تو اس قدر ہو جاتا کہ اس کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار ہوتی، لیکن میں نے سب
مال صدقہ کر دیا۔[عہ]

حج حرمین الشریفین | آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بھی اور اُن کے
بعد بھی بکثرت حج کئے ہیں۔

غذا | آپ ہمیشہ سرکہ اور نمک سے کھانا کھایا کرتے، جب اس سے کبھی ترقی کرتے
تو بعض ترکاریوں کا استعمال کرتے، اور اگر اس سے بڑھ جاتے تو تھوڑا اونٹنی کا
دودھ پی لیتے، اور گوشت بہت کم کھایا کرتے، اور فرماتے کہ اپنے پیٹ کو
حیوانوں کا مقبرہ مت بناؤ۔[عہ]

عبداللہ بن ابی رافع رضؓ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن آپ کی خدمت میں گیا، آپ نے میرے
سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھ دیا، میں نے اس کو کھولا تو اس میں جو کی روٹیوں
کے خشک ٹکڑے تھے، پس آپ اُس میں سے کھانے لگے، میں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین
اس پر مہر کیوں لگائی ہے؟ فرمایا ان لڑکوں کے خوف سے کہ کہیں اس کو روغن
یا زیت سے چرب نہ کریں۔[عہ]

آپ مٹھی بھر ستو پانی میں گھول کر پی لیتے، اور فرماتے واللہ میں بخل سے ایسا نہیں
کرتا، مگر مکروہ جانتا ہوں کہ اپنا پیٹ سوائے پاک چیز کے بھروں۔[عہ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر رضؓ سوائے اُس چیز کے جو مدینہ سے
آپ کے پاس آتی تھی اور کچھ نہ کھاتے تھے، ایک دن آپ کے سامنے فالودہ رکھا گیا
مگر آپ نے نہ کھایا، میں نے عرض کیا کہ کیا حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں مگر میں اپنے
نفس کو ایسی چیز کا خوگر کرنا برا جانتا ہوں جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نہ کھایا ہو۔[عہ]

عہ ارجح المطالب ۱۲ عہ شرح نہج البلاغۃ ۱۲ عہ عہ عہ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ اشرافت۔

سخاوت آپ کی سخاوت کو آپ کے منصف مزاج مخالف بھی تسلیم کرتے تھے مطالب السئول میں ہے کہ محصن بن ابی محصن نے حضرت معاویہ رضہ سے کہا کہ میں بخیل ترین خلائق سے تیرے پاس آیا ہوں، حضرت معاویہ رضہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو ان کو بخیل کہتا ہے کہ اگر ایک سونے کے گھر کا اور ایک انجیر کے گھر کا اس کو مالک کیا جائے تو قبل اس کے کہ وہ انجیر کا گھر تمام ہو، سونے کا گھر تمام ہو جائے گا۔

حضرت امام احمد حنبل رضہ علی بن ربیعہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن التیاح نے آپ کے پاس آکر عرض کیا یا امیر المومنین! بیت المال سونے چاندی سے بھر گیا ہے، آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا، اور ابن التیاح کے ہاتھ پر سہارا لگا کے کھڑے ہوئے اور بیت المال میں تشریف لائے، اور مسلمانوں کو بلا کر سارا مال انہیں دے دیا اور فرمانے لگے اے چاندی! اے سونے! تم میرے غیر کو فریب دو، میں تمہارے فریب میں نہ آؤں گا، اور یہاں تک تقسیم کیا کہ ایک درم یا ایک دینار باقی نہ رکھا پھر وہاں پانی چھڑکوا کر دو رکعت نماز پڑھی، اس امید سے کہ قیامت کے دن اس کی گواہی دے کہ میں نے مسلمانوں سے بچا کر اس میں مال کو بند نہیں کیا۔[1]

محاسن اخلاق آپ فقر و قناعت اور زہد و تقوےٰ میں یگانۂ روزگار، اور عبادت و ریاضت و حلم و صبر میں بے مثل ولاجواب تھے، عدل و رافت اور پند و نصیحت آپ کا کام تھا، شجاعت و سخاوت و کسر نفسی آپ کی ضرب المثل تھی، آپ فقیر و متقی و غربا، و مساکین کو دوست اور مسافروں کو بہت عزیز رکھتے، آپ کا معمول تھا کہ بازاروں میں گشت کرتے، اور لوگوں کا حال دریافت کرتے پھرتے، اور ہر شخص کو اس کے اندازے کے موافق نصیحت کرتے، خدا کے خوف سے ڈراتے، سچ بولنے اور کھرا سودا بیچنے اور پیمانہ کو پورا کرنے اور ترازو کو برابر

[1] مطالب السئول جلد اول ۱۱ ترجمہ

رکھنے کا حکم کرتے، سودا بازار سے خرید کر خود اٹھا لاتے، اپنی جوتی خود ہی لیتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے بہت اصرار کے ساتھ کہا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں سے کچھ بیان کرو، اس نے جب زیادہ اصرار دیکھا تو بیان کیا کہ جناب ولایتمآب کا علم وسیع تھا، وہ عارف باللہ تھے، دین کی تائید میں سخت تھے، کلام آپ کا حق کو باطل سے جدا کرتا تھا، انصاف کے ساتھ حکم کرتے تھے، دنیا کی زیب وزینت آپ کو پسند نہ تھی، رات اور اس کی تاریکی کو دوست رکھتے تھے، اکثر خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے، بسا اوقات متفکر رہتے، اور کف دست کو حسرت سے پھیرا کرتے، اور اپنے نفس کو ملامت کرتے، اور موٹا کپڑا پہنتے، اور جو کھانا موجود ہوتا کھا لیتے، ذائقہ ولذت وزیب وزینت کا آپ کو مطلق خیال نہ تھا، ہم لوگوں میں ہماری طرح رہتے، اور اپنے مراتب عالیہ کا کچھ لحاظ نہ فرماتے، جو شخص بلاتا اس کے پاس چلے جاتے، اور ہم لوگ باوجود کمال تقرب ونزدیکی کے بوجہ کمال ہیبت کے آپ سے کلام نہیں کر سکتے تھے، آپ دینداروں کی عظمت فرماتے، اور غریب ومحتاجوں کو دوست رکھتے، کسی زبردست کو جو ناحق پر ہوتا تھا آپ سے یہ امید نہ ہوتی تھی کہ آپ میری کچھ رعایت کریں گے، اور کسی ضعیف وکمزور کو جو حق پر ہوتا تھا آپ سے مایوسی نہ ہوتی تھی کہ بسبب ضعف وکمزوری کے آپ اس کا خیال نہ کریں گے بخدا! میں نے دیکھا کہ آپ پچھلی رات میں جبکہ سیاہی اس کے عالم کو گھیرے ہوئے تھی، اور ستارے چھپ گئے تھے، محراب مسجد میں ریش مبارک پکڑے اضطراب سے مضطرب تھے جیسا کہ کسی کو سانپ وغیرہ نے کاٹا ہو، اور وہ اضطراب کرتا ہو اور مثل غمگین کے آپ روتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں عاجزی کرتے اور گڑگڑاتے اور ربنا ربنا کہتے تھے، اور فرماتے تھے، اے دنیا! اے دنیا! تو ... ہوئی تو ...

ہوئی تو اورمشتاق ہوئی تو طرف پھیر ے، دور ہو، دور ہو، کسی اور کو فریب دے،
میں نے تجھے تین طلاقیں بائن دیں، اور تجھ سے کنارہ کشی اختیار کی، کیونکہ تیری
زندگی تھوڑی، تیرا عیش ذلیل، اور خوف و ہراس تجھ میں بہت ہے، اور افسوس
کرتے تھے نسبت کمی توشۂ آخرت، اور درازی سفر، اور روحشتناکی و نادانستگی راہ کی،
یہ اوصاف سنکر حضرت معاویہ رض رونے لگے کہ آنسو داڑھی تک بہہ آئے، اور اس
حد تک پہنچے کہ آستین سے پونچھنے لگے، اور یہی حالت تمام حاضرین کی ہوئی،
پھر حضرت معاویہ رض کہنے لگے کہ حق تعالیٰ حضرت علی مرتضےٰ رض پر رحم فرما وے، بخدا
وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔

کمالاتِ تامّہ آپ کے کمالات و اوصاف کا شمار کرنا طاقتِ تحریر سے بعید ہے، آپ
کی ذاتِ کرامت آیات میں ہر طرح کے اوصاف پائے جاتے ہیں، دنیا میں جتنے مشاہیر
گذرے ہیں، اور جن کے حالات تاریخی دنیا میں آبِ زر سے لکھے گئے ہیں، آپ ان
میں ایک ایسے فرد الافراد ہیں کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔

مجمع سلاطین میں آپ جلالِ الٰہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان سلطان ہیں
کہ جن کے دربار میں قیصر و کسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے
کئے ہوئے خاموش استادہ ہیں۔

اور معرکۂ کارزار میں آپ ایسے یکہ تاز شہسوار ہیں کہ آستین پڑھا کر عمرو اور مرحب
جیسے عرب کے رستم نژادوں کو پچھاڑ کر ان کے سینہ پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔
منبر پر آپ شستہ زبان اسپیکر ہیں کہ فصحائے عراق و بلغائے عرب آپ کے خطبہ
کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کے لئے اٹھتے ہیں، اور پھر بجو دبُت
بن کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

علم وفضل کی درسگاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل کی شریعت کے رموز کو یونانی فلسفہ کے ساتھ۔ بنی اسرائیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں۔

اور مسندِ فقر پر آپ ایک منکسر المزاج فقیر ہیں، اور چار بالش امارت پر ایک ذی شوکت امیر ہیں۔ اگر عدالت میں آپ نوشیروان ہیں تو شجاعت میں رستم دستان ہیں، اگر سخاوت میں آپ حاتم نوال ہیں تو شہامت میں کیخسرو مثال ہیں۔

ایسے صفاتِ متضادہ کا بشر حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی اولاد میں پیدا نہیں ہوا اور ایسے اوصافِ متقابلہ کا آدمی حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت میں ہویدا نہیں ہوا، ایسے ہی صفات کو دیکھ کر فرقہ نصیریہ نے آپ کو خدا جانا، اور صوفیہ نے خدا جانے کیا جانا، مگر سچ تو یہ ہے۔ سه

ذات حیدر کی کوئی کیا جانے یا نبی جانے یا خدا جانے

حلیہ اقدس آپ میانہ قد مائل بقصر تھے، رنگ مبارک گندم گون، دور سے سبز رنگ اور نزدیک سے سرخ و سپید معلوم ہوتے، چہرہ انور نہایت خوبصورت اور روشن تھا، آنکھیں بڑی بڑی سیاہ و روشن، دہن کشادہ و خنداں رو، سر کے بال بکثرت مگر پیش سر صاف، گردن چاندی کی مثل سفید، کندھوں کی ہڈیاں چوڑی چوڑی، لحیہ مبارک گھنی اور ایسی طویل و عریض تھی کہ دونوں کندھوں تک پہنچی ہوئی تھی، بدن فربہ، شکم مبارک توندیلا، اور جسم پر بال بکثرت تھے، بازو و کلایاں پر گوشت و مضبوط، اور زبردست ایسے کہ جس کو پکڑ لیتے وہ سانس نہ لے سکتا، جسم گٹھا و کسا ہوا، رانیں پر گوشت و پنڈلیاں پتلی تھیں، رفتار مشابہ رفتار حضرت سید البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی قدم جمائے چلتے، اور چال میں صفائی تھی، معرکہ کارزار میں بہت

میں بہت سرعت و چستی سے چلتے، دل آپ کا بہت قوی تھا، کسی دشمن کی کچھ پروا نہ رکھتے، اور اپنے ارادہ کے کر گذرنے میں کبھی نہ ڈرتے، اور جو آپ کا مقابل ہوتا اُس پر آپ ہی غالب آتے۔

لباس آپ جس زمانہ میں خلیفہ تھے سنیلانیہ کپڑے پہنا کرتے تھے اور وہ ایک قسم کے موٹے اور سخت کپڑے ہوتے تھے جو آپ دو یا تین درہموں کو خرید کر پہنتے تھے، اور فرماتے تھے سب تعریف اُس خدا کو ہے جس نے مجھے ایسا کپڑا دیا جس سے میں شرمگاہ کو ڈھانکتا، اور اس کی مخلوق کے آگے زینت کرتا ہوں۔

روایت ہے کہ آپ ایک چادر کا تہبند باندھتے، اور ایک رسی سے سخت و مضبوط کر کے کستے، اور اپنے اونٹ کو آپ کھڑے ہو کر ملتے۔

آپ تہبند نصف ساق تک پہنتے۔ کبھی لنگی ہوتی۔ گلے میں کرتہ ہوتا، اوپر چادر اوڑھتے۔

سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں ایکدن آپ کے حضور میں گیا، آپ کے گھر میں سوائے ایک پرانے بورئے کے جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور کچھ نہ تھا، میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! آپ مسلمانوں کے حاکم اور سردار اور بیت المال کے مختار ہیں، آپ کے حضور میں بادشاہوں اور قبائل کے ایلچی و قاصد آتے ہیں، اور آپ کے گھر میں سوائے اس پرانے بورئے کے اور کچھ نہیں، فرمایا اے سوید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے، ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں، اور عنقریب ہم بھی اُس کی طرف جانے والے ہیں، سوید کہتے ہیں بخدا آپ کے کلام نے مجھے رُلا دیا۔

ع ع ع ع ع ملک الکمین جلد اول ۱۲ خزائن

شدّتِ سرما و شدّتِ گرما دونوں آپ کے واسطے برابر تھیں، اگر چاہتے گرمیوں میں سردیوں کا لباس پہنتے، اور سردیوں میں گرمیوں کا لباس زیب بدن فرماتے۔[عه]

خلافتِ طریقت وارشاد

ایک روز حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلِ قدس میں چاروں اصحاب کبار رض بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو فرمایا کہ ہم کو شبِ معراج میں جو خرقۂ فقر جنابِ ربانی سے عطا ہوا تھا، وہ اگر تم کو پہنایا جائے تو اس کا حق کس طرح ادا کرو، انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں صدق اختیار کروں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رض کو بھی یہی پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ میں عدل اختیار کروں، پھر یہی سوال حضرت عثمان ذوالنورین رض سے کیا انہوں نے عرض کیا کہ میں حیا اور تحمّل کروں، پھر جناب مرتضوی رض سے یہی سوال کیا تو آپ نے عرض کیا کہ اگر خرقۂ فقر مجھے عطا ہو تو میں اس کے شکریہ میں پردہ پوشی اختیار کروں، لوگوں کے عیب ڈھانپوں، اور ان کی تقاصیر سے درگذر کروں، اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت خوش ہو کر فرمایا اے علی! جس طرح رضائے مولا و رضائے محمدؐ تھی اُس طرح سے تو نے جواب دیا ہے، پس یہ خرقہ تیرا ہی حق ہے، اسی وقت آپ کو خرقۂ فقر پہنایا، اور بشارت دی کہ تو شاہنشاہِ ولایت ہے، اور میری تمام امت کا پیشوا ہے۔[عه]

میر سید فتح اللہ الحسینی الرضوی البخاری کتاب مکتوب الارشاد میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں روی عن علی رضی اللہ عنہ بایعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والبسنی رداء من راسہٖ فقلت ماھٰذا یا رسول اللہ قال ھٰذا اصلۃ بینی وبینک یا علی تکون سنۃ الفقراء

عه مسالک السالکین جلد اول ۱۲ عه سیر الاقطاب ۱۲ شرافت۔

سنۃ الفقراء۔

عطائے کلاہِ چہار ترکی | منقول ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام چار عدد کلاہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے، اور کہا کہ یہ جناب باریتعالٰے عزاسمہٗ نے بھیجی ہیں کہ ان کو اپنے سر پر رکھو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے کلاہِ یک ترکی سر پر رکھی اور پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے سر پر رکھی، پھر کلاہِ دُو ترکی اپنے سر پر رکھکر حضرت عمر فاروق رضہ کو پہنادی، پھر کلاہِ سہ ترکی سر پر رکھکر حضرت عثمان ذوالنورین رضہ کو عنایت فرمائی، پھر کلاہِ چہار ترکی خود زیب سر فرماکر حضرت علی المرتضےٰ رضہ کے سر پر اپنے ہاتھ مبارک سے رکھی، اور فرمایا اے علی! مجھے حکم تھا کہ میں کلاہِ چہار ترکی تجھے پہناؤں، یہ تیری کلاہ ہے، جس شخص کو تو اس کے لائق جانے کہ وہ اس کا حق بجا لاسکے گا، اس کو عطا کرنا۔[1]

تلقینِ ذکر | منقول ہے کہ حضرت امیر رضہ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم کو وہ راستہ بتائیے جو خدا تعالیٰ سے بہت قریب اور نہایت افضل اور سہل الوصول ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے علی خلوت اور تنہائی میں اپنے اللہ کے ذکر کی مداومت کیا کر، آپ نے عرض کیا کہ ہم کسطرح ذکر کریں؟ فرمایا اپنی دونو آنکھوں کو بند کر، اور مجھ سے تین مرتبہ سن اور پھر تو بھی تین مرتبہ اسی طرح سنا، پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھیں بند کرکے بلند آواز سے تین مرتبہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا، اور آپ نے سنا، پھر اسی طرح آپ نے آنکھیں بند کرکے تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا، اس روز سے یہ ذکر صوفیہ میں جاری ہوا۔[2]

تعلیمِ اسرار | حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم

[1] اسرار الاولیاء ۔ [2] عہ جامع الاصول ۔ انوار العارفین ۔ سراج

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ طایف کے دن حضرت امیر رض کو بلا کر سرگوشی کی۔ لوگوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اُس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے سرگوشی کی ہے[عہ]۔

حضرت اُمّ سلمہ رض سے روایت ہے کہ قسم ہے خدا کی کہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر زمانہ میں ان کے نزدیک سب لوگوں میں زائد قریب حضرت علی ابن ابیطالب رض تھے، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مرض موت میں بیمار ہوئے اور جس دن انتقال فرمایا اُس دن حضرت امیر رض کو بلا کر بہت دیر تک ان سے سرگوشی کی، اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کیں، پھر اسی دن انتقال فرمایا، سو اس اعتبار سے آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر زمانہ میں سب سے زائد قریب تھے[عہ]۔

معراج شریف کے بعد اکثر صحبت ہائے تخلیہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر رض میں رہتی تھیں، اور کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوتی ہے، اور جہاں تخلیہ کا موقع نہ تھا وہاں سرگوشی رہی ہے[عہ]۔

یہ صحبتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں معاملات متعلقہ شریعت یا احکام شرعی کی نسبت نہیں تھیں، کیونکہ شریعت ظاہر اور اس کے احکام علی الاعلان آئے ہیں، بلکہ یہ سب کچھ تعلیم علوم باطنی یعنی اسرارِ حقیقت ومعرفت کے متعلق تھیں، جن کا کتمان واجب و لازم تھا، کیونکہ ان کا ظاہر ہونا بسبب نافہمی اربابِ ظاہر کے مایۂ فسادات اور منافیٔ شریعت ظاہر تھا۔ اور یہ وہ علومِ سینہ اور اسرارِ باطنی تھے جن کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ بھی حق تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پہنچانا گوارا نہ فرمایا، اور اسی کی تعلیم کے واسطے شبِ معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام

میں جو مقامِ

عہ جامع ترمذی ۱۲ عہ مسند احمد حنبل ۱۲ عہ سالک السالکین جلد اول ۱۲ شرافت۔

میں جو مقام دنیٰ فتدلّٰی سے بھی بالاتر تھا، اور جہاں سوائے ذاتِ مطلق کے اور کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ تحت و فوق و یمین و شمال سے بھی پاک و منزّہ تھا۔ اس صورت سے آپ کو بار دیا کہ ترك نفسهٗ فی السّماء فتدلّٰی وترك قلبهٗ فی سدرۃ المنتهٰی وترك روحهٗ بقاب قوسین او ادنٰی فبقی سرّہٗ وربّہٗ اور وہاں اس علم کی تعلیم فرمائی، اور اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ فیض گنجینہ کو معمور کیا، اور خلعتِ ولایتِ مطلق اور خلافتِ خاص اور خرقۂ درویشی سے جو مخصوص بذاتِ پاک تھا مشرّف فرمایا، یہ علوم باطنی و اسرار ایسے تھے کہ حق تعالٰے نے اپنے کلامِ پاک میں بھی صاف طور پر ان کو ظاہر نفرمایا بلکہ صرف فاوحٰی الٰی عبدہٖ ما اوحٰی پر اکتفا کیا، پس چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیا والمرسلین تھے، ان کے بعد نبوّت و رسالت نہیں تھی، اس لئے حق تعالٰی نے حضرت شاہِ ولایتؑ کو اس علمِ سینہ و اسرارِ باطنی کا وارث کیا، اور اپنے حبیب کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کے وسیلے سے آپ کو خلعتِ ولایتِ کبرٰے سے سرفراز کیا، جیسا کہ عطائے خرقۂ درویشی اور معاملہ غدیرِ خم اور آیۂ کریمہ یا ایّها الرّسول بلّغ ما انزل الیك من ربّك (المائدہ ع ۱۰) سے ظاہر ہے، اور اس طرح پر اُس شمعِ نبوت سے جس کی شانِ پاک سراجًا منیرًا (الاحزاب۔ ع ۶) تھی واسطے ہدایت و رہنمائی خلق کے اس شمعِ ولایت کو روشن کیا، کہ الحق شمعِ ولایت سے چراغِ ولایت روشن ہے اور سلسلہ بسلسلہ قیامت تک روشن رہے گا، بناءً علیہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی گفتگو پر فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی، بلکہ اللہ تعالٰی نے ان سے سرگوشی کی ہے فنا و نیستی آپ لقب ابو التراب سے بہت خوش ہوتے تھے، اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ حضور اصل و مرجع و منتہٰی سلاسل فقرا ہیں، اور یہ مرتبہ کمال عبودیت

۲۰۔ ۔۔۔ [illegible]

کا ہے، اور عبودیت میں جسقدر کمال ہوتا ہے اُسی قدر تجلیاتِ آلہیہ کا اُس میں ظہور ہوتا ہے پس ابو تراب بمعنی اصل فنا ہوا۔

اور شیخ محمد بکری رہ بعض حالات میں فرماتے تھے سبحان اللہ ادم من التراب وعلی ابوالتراب۔ اور بعض اہلِ تحقیق اس اسم پاک میں اشارات و دقایق نکالتے ہیں، صاحب تفریح الاذکیا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ "درویشی چیست خاکے ست بیختہ و آبے بر و ریختہ نہ کفِ پارا با و در دے و نہ پشتِ پارا ازو گردے"

فضائل وکمالات

حضرت امیر رضہ کے فضائل وکمالات قرآن مجید واحادیث شریف میں بکثرت وارد ہوئے ہیں ان میں سے چند آیاتِ کلام اللہ تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) آیت شریف۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہٖ اولئك هم المتقون۔ (الزمر ع ۴) یعنی جو شخص آیا ساتھ سچ کے اور جس نے کہ تصدیق کی اس کی وہی لوگ رستگار ہیں۔

ف حضرت مجاہد رہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ساتھ حق کے آیا وہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور جس نے تصدیق کی وہ حضرت امیر رضہ ہیں، اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے بھی اسیطرح مروی ہے۔

(۲) آیت شریف۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہٖ اولئك هم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم (الحدید ع ۲) یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہی صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے رب کے پاس اجر اور نور ہے۔

ف حضرت

ده مه مسالک السالکین جلد اول ۱۲ عزیزی۔

ف حضرت ابن انس رض سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت امیر رض کی شان میں نازل ہوئی۔

(۳) آیت شریف۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللّٰہ واللّٰہ رؤف بالعباد (البقرۃ۔ ع ۲۵) یعنی بعض لوگوں میں سے وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو خدا کی رضامندی کیلئے اور اللّٰہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔

ف حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رح لکھتے ہیں کہ شب ہجرت میں جب آپ بستر نبوی پر سوئے اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

(۴) آیت شریف۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًّا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرۃ۔ ع ۳۸) یعنی جو لوگ اپنے مال کو اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر پس ان کے لئے اس کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور ان کو ڈر نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

ف حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرت امیر رض کے پاس صرف چار درہم تھے، آپ نے ایک درہم رات کو خدا کی راہ میں دیا، اور ایک درہم دن کو، اور ایک درہم پوشیدہ، اور ایک ظاہر طور پر، پس اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(۵) آیت شریف۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینًا ویتیمًا واسیرًا (الدھر ع ۱) یعنی کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو۔

ف حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ حضرات حسنین رض کے بیماری سے صحت پانے کی نذر میں حضرت امیر رض نے تین روزے رکھے، افطار کے وقت ایک دن فقیر، اور دوسرے دن یتیم اور تیسرے دن قیدی آ کر سائل ہوا تو آپ کھانا انکو

دے دیتے رہتے اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

(۶) آیت شریف۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (المائدہ۔ع ۸) یعنی سوائے اس کے نہیں کہ رفیق تمہارا اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ایمان لائے نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں درانحالیکہ وہ رکوع کئے ہوئے ہیں۔

ف حضرت ابوذر غفاری رضہ و عبداللہ بن سلام رضہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر رضہ نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی ایک سائل کو دے دی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

(۷) آیت شریف۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لاتحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا (المائدہ۔ع ۱۲) یعنی اے ایمان والو مت حرام کرو پاک چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔

ف قتادہ رضہ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر رضہ اور ان کے بعض دوستوں نے ارادہ کیا تھا کہ دنیا سے کنارہ کشی کرلیں، اور عورتوں کو چھوڑ کر راہب بن جائیں اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

(۸) آیت شریف۔ واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین (الشعراء۔ع ۵) یعنی بنا میرے لئے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں۔

ف حضرت امام جعفر صادق رضہ سے مروی ہے کہ لسان صدق سے مراد حضرت امیر رضہ ہیں جب ان کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا پس خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

(۹) آیت شریف۔ وتعیھا اذن واعیۃ (الحاقۃ۔ع ۱) یعنی یاد رکھے اس کو کان سننے والا

سننے والا۔

ف ابو بریدہ اسلمی رض اور مکحول رض سے روایت ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر رض ہیں۔

(۱۰) آیت شریف۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ (الزمر۔ ع ۳) یعنی پس جس کا سینہ اللہ تعالے نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اجالے میں ہے اپنے رب سے۔

ف امام واحدی رض کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت شریف حضرت امیر رض اور حضرت حمزہ رض کے حق میں نازل ہوئی۔

(۱۱) آیت شریف۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (التوبہ ع ۱) یعنی پکار اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن۔

ف اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ حضرت امیر رض ہیں، جب انہوں نے مکہ میں جاکر لوگوں کو پکارا، چنانچہ امام احمد حنبل رض مسند میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رض کو سورہ برات دیکر بھیجا، پھر ان کے بعد حضرت امیر رض کو روانہ فرمایا کہ آپ نے اُن سے لے کر مکہ والوں کو حج میں جاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے سنائی، اور حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے فرمایا کہ اس سورہ کو میں خود یا میرا آدمی لے جاسکتا تھا۔

(۱۲) آیت شریف۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد (الرعد ع ۱) یعنی سوائے اس کے نہیں کہ تو اے محمد ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے راہ راست دکھانے والا۔

ف حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ جب یہ آیت شریف نازل ہوئی آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں ۔ اور حضرت امیر رض کے کندھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تو راہ بتانے والا ہے ، اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پا دیں گے ۔

(۱۳) آیت شریف ۔ یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک (المائدہ ۔ ع ۱۰)
یعنی اے رسول پہنچا دے اس چیز کو جو نازل ہوئی طرف تیرے تمہارے رب کی طرف سے ۔
ف حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ یہ آیت شریف غدیر خم کے روز نازل ہوئی ، امام ابو الحسن واحدی رض نے کتاب اسباب نزول القرآن میں اس کو روایت کیا ہے ، اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعیؒ اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین نووی رض نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے ، اور ابو بکر بن مردویہ رض کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیر رض کی ولایت کے بیان میں نازل ہوئی ہے ۔

(۱۴) آیت شریف ۔ انّ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن وُدًّا (مریم ۔ ع ۶) یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے ، اور اچھے کام کئے ، البتہ کرے گا رحمٰن ان کے لئے محبت ۔
ف حضرت نقاش رح فرماتے ہیں کہ یہ آیت شریف حضرت امیر رض کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

فضایل احادیث سے | حضرت امام احمد حنبل رح فرمایا کرتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لئے اسقدر فضائل وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ حضرت علی رض کے لئے وارد ہوئے ہیں ۔

اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشاپوری بھی یہی کہتے ہیں ، اور امام احمد بن شعیب النسائی کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں حضرت امیر رض کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں ۔

حضرت عمر

لہ الاستیعاب ۔ صواعق محرقہ ۔ کفایۃ الطالب ۔ مطالب السئول ۲۲ ۔ ازالۃ

حضرت عمر رضہ سے روائت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کسی شخص نے علی رضہ کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا ، وہ اپنے دوست کو ہدائت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

امام ابن الجوزی محدث رح مجاہد رح سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضہ سے ایک شخص نے کہا کہ سبحان اللہ حضرت امیر رضہ کے فضائل کتنے بہت ہیں ، میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے ، حضرت ابن عباس رضہ نے کہا تین ہزار کیا ؟ بلکہ تیس ہزار کے قریب ہوں گے ، پھر کہنے لگے کہ اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہوجائیں ، اور انسان لکھنے والے ، اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی حضرت امیر رضہ کے فضائل احصا نہیں کر سکیں گے۔

جب آپ نے شہادت پائی تو حضرت امام حسن مجتبےٰ رضہ خطبہ میں کھڑے ہوکر فرمانے لگے اے لوگو تم سے آج ایک ایسا آدمی جدا ہوگیا ہے کہ پہلے لوگ اُس سے کسی بات میں بڑھے ہوئے نہ تھے ، اور پچھلے اُس تک پہنچ نہیں سکیں گے۔

اختصار کی وجہ سے یہاں صرف تین حدیثیں آپ کے فضائل کی درج کی جاتی ہیں۔

حدیثِ اوّل کتبِ احادیث میں منقول ہے کہ جب حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد حجۃ الوداع کے مکۂ معظمہ سے مراجعت فرماتے ہوئے مقام غدیر خم میں پہنچے جو کہ جحفہ کے قریب واقعہ ہے ، تو نمازِ ظہر اوّل وقت میں ادا کی ، اور صحابہ کرام رضہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ؛ الست اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم سب نے کہا بلیٰ یا رسول اللہ پھر حضرت امیر رضہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔

ف حافظ نورالدین علی بن ابراہیم بن علی الحلبی الشافعی رح نے کتاب انسان العیون

فی سیرۃ الامین والمامون میں لکھا ہے ھٰذا حدیث صحیح ورد باسانید صحاح و حسان ولا التفات بمن قدح فی صحتہ کابی داؤد وابی حاتم الرازی۔

علامہ جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی محدث رح اربعین میں لکھتے ہیں ھٰذا الحدیث متواتر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ جمع کثیر وجم غفیر من الصحابۃ۔

علامہ ابن جریر طبری رح نے اس حدیث کو پچھتر طریقوں سے روایت کرکے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جس کا نام کتاب الولایۃ ہے۔

حافظ ابن عقدہ رح نے اس حدیث کو ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) طریقوں سے روایت کرکے ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے جس کا نام حدیث الموالاۃ ہے۔

علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی رح نے اس حدیث کے اسناد کو ایک بارہ (۱۲) جزو کے رسالہ میں جمع کرکے اس کا نام دعاۃ الھداۃ الی اداء حق الموالاۃ رکھا ہے۔

علامہ ابو سعید مسعود بن ناصر السجستانی رح نے اس حدیث کو ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ رض سے روایت کرکے سترہ (۱۷) جزو کا رسالہ لکھا ہے جس کا نام درایۃ حدیث الولایہ رکھا ہے۔

حافظ ذہبی رح نے بھی ایک رسالہ میں اس حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے۔

ابن کثیر شامی رح ابو المعالی جوینی رح سے نقل کرتے ہیں کہ وہ تعجب کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بغداد میں صحافوں کے پاس اس حدیث کی روایتوں کے متعلق ایک ضخیم جلد دیکھی اس پر لکھا ہوا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقوں کے متعلق یہ اٹھائیسویں (۲۸) جلد ہے، اس کے بعد انتیسویں (۲۹) جلد لکھی جائے گی۔

حدیث دوم | حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر رض سے فرمایا کہ اے علی! انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

فائدہ یہ حدیث حضرت امیر رضؓ کے اعلیٰ فضائل سے ہے ، اور تقریباً تمام محدثین نے اس کی تخریج کی ہے ، اور اس کی صحت بلکہ تواتر پر متفق ہیں ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے مندرجہ ذیل اس کے راوی ہیں۔

(۱) عمر بن الخطاب رضؓ ۔ (۲) علی بن ابیطالب رضؓ ۔ (۳) سعد بن ابی وقاص رضؓ (۴) عبداللہ بن مسعود رضؓ ۔ (۵) عبداللہ بن عباس رضؓ ۔ (۶) جابر بن عبداللہ انصاریؓ (۷) ابوہریرہ دوسی رضؓ ۔ (۸) ابوسعید خدری رضؓ ۔ (۹) جابر بن سمرہ رضؓ ۔ (۱۰) مالک بن الحویرث رضؓ (۱۱) براء بن عازب رضؓ ۔ (۱۲) زید بن ارقم رضؓ ۔ (۱۳) ابورافع مولےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ (۱۴) عبداللہ بن ابی اوفےٰ رضؓ ۔ (۱۵) زید بن ابی اوفےٰ رضؓ ۔ (۱۶) ابی سریحہ رضؓ ۔ (۱۷) حذیفہ بن اسید رضؓ ۔ (۱۸) انس بن مالکؓ (۱۹) ابی بریدہ اسلمی رضؓ ۔ (۲۰) ابوایوب انصاری رضؓ ۔ (۲۱) عقیل بن ابیطالبؓ (۲۲) حبشی بن جنادہ سلولی رضؓ ۔ (۲۳) معاویہ بن ابی سفیان رضؓ ۔ (۲۴) ام المومنین ام سلمہ رضؓ ۔ (۲۵) اسماء بنت عمیس رضؓ ۔

قاضی ابوالقاسم علی بن المحسن بن علی التنوخی رحؒ نے ۴۴۵ھ میں اس حدیث کے متعلق تیس ورق کا رسالہ لکھا ہے عہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء حصہ سوم میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث متواترات سے ہے ۔

حدیث سوم | زید بن ارقم رضؓ اور بریدہ رضؓ اور عمران بن حصین رضؓ اور عمرو بن شاس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا من علیؓ وعلی منی اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔

فائدہ حضرت شاہ صاحب دہلوی، لکھتے ہیں کہ یہ حدیث بھی متواترات سے ہے۔ ؏

سیادت احادیث نبویؐ سے ثابت ہے کہ حضرت امیرؓ سیّد تھے، جو لوگ آپ کی سیادت کے قائل نہیں وہ غلطی پر ہیں، آپ ابو السادات والائمہ تھے، آپ کی تمام اولاد خواہ وہ فاطمی ہوں یا علوی سب نسباً سیّد کہلانے کے مستحق ہیں،

چنانچہ آپ کی سیادت ان احادیث سے ظاہر ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ سیّد الصادقین۔ ؏

۲۔ حضرت نواس بن سمعان رضہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت امیرؓ مجلس نبویؐ میں حاضر ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے مرحبا سیّد المسلمین ؏

۳۔ حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الآن یدخل سیّد المسلمین پس اسی وقت حضرت امیرؓ تشریف لائے ؏

۴۔ حضرت عبد اللہ بن سعد بن زرارہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شبِ معراج میں جب ہم نے پروردگار سے ملاقات کی تو مجھکو علی رضہ کے تین القاب الہام کئے۔ انہ سیّد المسلمین وولیّ المتقین وقائد الغرّ المحجّلین ؏

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات خداوند ذوالجلال نے مجھکو علیؓ کے تین القاب القاء فرمائے انّہٗ سیّد المؤمنین وامام المتقین وقائد الغرّ المحجّلین ؏

۶۔ حضرت امام حسن مجتبےٰ رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ؔ از ازالۃ الخفا حصہ دوم ۱۲ ؏ جواہر العقدین ۱۲ ؏ فردوس الاخبار ۱۲ ؏ کتاب التفسیر ۱۲ ؏ کتاب التفسیر، حلیۃ الاولیاء، حاکم، ابن قانع ۱۲ ؏ فردوس الاخبار ۱۲ شرافت

وآلہ وسلم نے سید العرب یعنی علی رض کو بلاؤ، تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کہا، کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ تو فرمایا کہ انا سید ولد ادم و علی سید العرب۔[ع]

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھی تھی کہ حضرت امیر رض تشریف لائے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ عرب کا سردار ہے، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ عرب کے سردار ہیں، تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا انا سید العالمین و ھو سید العرب[عہ]

۸۔ حضرت سلمہ بن نفیل رض مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو عرب کے سردار کو دیکھنا چاہتی ہے تو علی رض کو دیکھ، ام المومنین رض نے عرض کیا، کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ فرمایا انا امام المتعلمین و سید العالمین و ھذا سید العرب۔[عہ]

۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا سید ولد ادم و علی سید العرب۔[لعہ]

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر رض کی طرف دیکھا اور فرمایا انت سید فی الدنیا والاخرۃ۔[عہ]

۱۱۔ حضرت امیر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو فرمایا انک سید المسلمین و ولی المتقین و قائد الغر المحجلین۔[عہ]

۱۲۔ حضرت امیر رض سے روایت ہے کہ مجھکو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی انک سید المسلمین و یعسوب المؤمنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین[عہ]

ان احادیث کی رو سے حضرت امیر رض کی سیادت اظہر من الشمس ہے۔

تفضیل

سب صوفیہ کرام رح کا اس عقیدہ پر اتفاق ہے کہ اپنے پیر طریقت کو تمام جہان کے مشائخ سے افضل اعتقاد رکھنا چاہیے۔ چنانچہ کتاب غنیۃ الطالبین میں مریدوں کے آداب میں لکھا ہے کہ

"مرید کو لازم ہے کہ جب شیخ سے ادب سیکھنے کا ارادہ کرے، تو اس کے دل میں اس بات کا ایمان اور صدق ہو، اور اعتقاد ہو کہ پیر صاحب سے بہتر اس زمانہ میں اور کوئی آدمی نہیں ہے، کیونکہ مطلب میں کامیابی کا ذریعہ یہی ہے"۔

کتاب مصطلحات طالب حق کے باب المیم میں مرید و مراد کی تشریح میں آداب بر شیخ کے متعلق لکھا ہے۔ "ادب اوّل آنکہ اعتقادِ تفرّدِ شیخ ست کہ الرّب واحد والشیخ واحد بر شیخ خود چناں اعتقاد کند کہ دیگرے را مقابلِ او و کاملِ تر از و خیال نکند ورنہ از فوائد و تاثیر محروم خواہد ماند، در مثنوی مے رنگ ست۔

گر بدانی کہ در جہاں خوشتر ۔۔۔ ہست شخصے زپیر من بہتر

اعتقادت درست نیست برو ۔۔۔ نتوانی کشید فیض از و"

چونکہ حضرت امیر رض تمام سلاسل فقرا کے پیر و مرشد ہیں، اور صوفیہ رح کے تمام طریقے آپ کی ذاتِ پاک تک منتہی ہوتے ہیں، اور علوم ظاہری و باطنی کے سرچشمہ آپ ہی ہیں، تو لازمی امر ہے کہ آپ کو بعد از انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام بنی آدم سے افضل سمجھا جاوے، بلکہ جماعتِ اولیاء اپنے مکاشفات کی رُو سے آپ کی تفضیلت کے قائل ہوئے ہیں، اس عقیدہ میں اہلِ طریقت منفرد نہیں، بلکہ ایک جماعت صحابہ و تابعین و ائمہ دین کی آپ کی تفضیل کے قائل ہوئے ہیں، کہ آپ تمام صحابہ

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی فضیلت رکھتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابن عبد البر المزی القرطبی المالکی رحمۃ اللہ علیہ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں روی عن سلمان وابی ذرؓ والمقداد وخباب و جابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علیؓ بن ابی طالب اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء علی غیرہ۔ انتہٰی۔

۲۔ نیز الاستیعاب میں حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ صحابی کے متعلق تحریر ہے۔ وکان ابوالطفیل عامر بن واثلۃ یتشیع فی علیؓ ویفضلہ ویثنی علی الشیخین ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما ویترحم علی عثمان رضی اللہ عنہ۔ انتہٰی۔

۳۔ نیز الاستیعاب میں عبد الرزاق سے نقل کیا ہے کہ "حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص عمر رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو میں اُس کو منع نہیں کرتا، اور اگر علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو بھی میں اُس کو منع نہیں کرتا، اگر وہ اِن دونوں سے محبت رکھے، پس عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ میں نے اِس بات کو وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، اُن کو یہ بات بہت پسند آئی۔"

۴۔ حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کتاب تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں۔ حکی الخطابی عن بعض مشائخہ انہ قال ابوبکر خیر وعلیؓ افضل۔ انتہٰی۔

۵۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کتاب تاریخ بغداد میں قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ "قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ خلیفہ مہدی عباسی کے پاس گئے، مہدی نے اُن سے کہا کہ تم حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتے ہو؟ شریک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو بات تیرے اجداد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اُن کے حق میں کہتے تھے، وہی بات میں بھی کہتا ہوں، مہدی نے کہا وہ کیا کہتے تھے؟ شریک"

نے کہا کہ حضرت عباس رض کا مرنے تک یہی اعتقاد تھا کہ حضرت امیر رض سب صحابہؓ سے افضل ہیں، کیونکہ حضرت عباس رض دیکھا کرتے تھے کہ اکابر مہاجرین رض کو عبادات میں جو مشکلیں پیش آتی تھیں، وہ حضرت امیر رض سے پوچھا کرتے تھے، اور ان کو اپنی وفات کے وقت تک کبھی کسی بات میں صحابہ رض سے پوچھنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔"

۶ - فخر الاسلام بزدوی رح لکھتے ہیں کہ بعض اہل سنت وجماعت حضرت عثمان رض کو حضرت امیر رض پر فضیلت نہیں دیتے، چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رح سے روایت ہے۔

انہ ما فضل عثمان علیٰ علیؓ۔ انتھی۔

۷ - حافظ سیوطی رح تدریب الراوی میں لکھتے ہیں وجزم الکوفیون ومنھم سفیان الثوری بتفضیل علیؓ علیٰ عثمان۔ انتھے۔

۸ - کتاب شرح عقاید جلالی میں ہے کہ ابوبکر خزیمہ رح بھی حضرت عثمان رض پر حضرت امیر رض کی فضیلت کے قایل تھے، شرح کبیر جواہر اللقانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا امام مالک رض کا بھی یہی عقیدہ تھا، بعد میں توقف کی طرف مائل ہوگئے تھے، امام عبد اللہ یافعی رح قصیدہ مجادی الاظعان فی تفضیل علیؓ علیٰ عثمان میں لکھتے ہیں۔

بعد تفضیلنا الشیخین معتقد ‌ ‌ ‌ تفضیلہ قبل ذی النورین فی بالی عہ

اکثر محدثین مثل حاکم رح وغیرہ بھی اسی کے قایل ہیں سہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رض کا بھی یہی مسلک تھا۔ للعہ

۹ - حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات دفتر اول مکتوب دوسو اکاون ۲۵۱ میں لکھتے ہیں۔ "چونکہ حضرت امیر رض ولایت محمدی کے حامل ہیں اس لیے مشایخ واولیا کے اکثر سلسلے ان سے منتسب ہوئے ہیں، اور حضرت امیر رض کے کمالات حضرات شیخین رض کے کمالات کی نسبت اکثر اولیائے عظام رح پر جو کمالات ولایت سے مخصوص ہیں

ے ج المطالب ۱۲ عہ مراۃ الجنان ۱۲ سہ بستان المحدثین ۱۲ للعہ نسائی نے الخصائص ۱۲ شرافت۔

مخصوص ہیں زیادہ تر ظاہر ہوئے ہیں، اگر شیخین رض کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع نہ ہوتا اکثر اولیائے عظام رح کا کشف حضرت امیر رض کی افضلیت کا حکم کر دیتا۔"

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ جمیع اولیائے امت کے کشوف حضرت امیر رض کی افضلیت کو ثابت کرتے ہیں۔

۱۰۔ خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان مجددی رح کتاب روضۃ القیومیہ رکن اول میں لکھتے ہیں۔ "اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے، کیونکہ ان اولیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تک ترقی کی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولایت کے بادشاہ ہیں، باقی تین خلفاء کے مقام کمالاتِ نبوت میں ہیں، اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی باقی خلفاء کے مقام کی سیر کرتے، اور ان کی تعریف کرتے، بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالاتِ نبوت کو پہنچنا تو درکنار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام پر بھی نہیں پہنچے، کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے، لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام رح کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہوئے۔"

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر رض کمالاتِ نبوت میں دوسرے خلفائے راشدین رض کے ہمپایہ ہیں، کیونکہ یہ کمالات آپ کو پورے حاصل تھے، اور کمالاتِ ولایت میں سب کے سردار ہیں، تو اس سے آپ کی افضلیت ثابت ہوئی۔

۱۱۔ کتاب اچھا عقیدہ ترجمہ حسن العقیدہ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رض بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس امت میں سب سے افضل ہیں، بعد ان کے حضرت عمر فاروق رض اور اس افضل ہونے میں یہ مطلب نہیں ہے

کہ وہ اور لوگوں سے سب طرح افضل ہیں، یہاں تک کہ نسب و شجاعت و قوت و علم میں بھی، کیونکہ ان امروں میں حضرت امیر رض بیشک ان سے افضل ہیں"۔

۱۲ - حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح اپنے فتاوٰے عزیزیہ جلد اول میں لکھتے ہیں کہ "محققین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد سیفی و سنانی میں اور فن قضا و کثرت روایت حدیث میں اور ہاشمیت و ختنیت میں اور علی الخصوص اس وجہ سے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زوجیت کی قرابت ہے۔ افضل ہیں۔ اور ان وجوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر ثابت ہے"۔

۱۳ - نیز فتاوٰے عزیزیہ میں ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر ان امور میں ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے، اور ایسا ہی پہلے نماز بھی پڑھی"۔

۱۴ - نیز فتاوٰے عزیزیہ میں ہے کہ "اہل علم کا یہ کلام ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم میں دوسرے صحابہ رض سے افضل تھے۔ اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون"۔ (زمر ع ۱)

۱۵ - نیز فتاوٰے عزیزیہ میں ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ فتوٰے اور اجتہاد اور احادیث کی روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خاص جہاد کرنے اور نیزہ و تلوار چلانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں"۔

ازالۂ اعتراض | اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت امیر رض کی تفضیل شیخین رض پر کرنا عقائد اہل سنت والجماعت سے نہیں بلکہ گروہ شیعہ کے عقاید سے ہے، تو اسکو سمجھنا چاہیئے

سمجھنا چاہیئے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح فتاوٰے عزیزیہ جلد اوّل میں لکھتے ہیں کہ "تفضیلیہ کی دو قسم ہیں ایک قسم کے وہ لوگ ہیں کہ حضرت علی مرتضٰے رض کو شیخین رض پر فضیلت دیتے ہیں، مگر شیخین رض کی محبت اور تعظیم میں نہایت سرگرم ہیں، اور ایسا ہی شیخین رض کے مناقب و مدائح بیان کرنے میں اور شیخین رض کے اقوال اور افعال پر عمل کرنے میں نہایت مستعد اور راسخ قدم ہیں، جیسا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرات شیخین رض کو حضرت علی رض پر ان امور میں کہ اوپر مذکور ہوئے ہیں فضیلت ہے، مگر حضرت مرتضٰے علی رض کی محبت اور تباع میں نہایت سرگرم ہیں اور آنجناب رض کے قول و فعل پر عمل کرنے میں نہایت مستعد ہیں، اور تفضیلیہ کی یہ قسم اہل سنت میں داخل ہے، البتہ اِن لوگوں نے اس مسئلہ میں خطا کی ہے۔

اور اس مسئلہ میں ان لوگوں کا خلاف ایسا ہی سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اشعریہ اور ماتریدیہ میں خلاف ہے، اور اس قسم کے تفضیلیہ کی امامت جائز ہے، اور اہل سنت کے بھی بعض علماء اور صوفیہ اس روش پر ہوئے ہیں، مثلاً عبدالرزاق محدث" اور سلمان فارسی رض اور حسان بن ثابت رض اور بھی بعضے دیگر صحابہ رض کا ایسا ہی خیال تھا۔"

(۵) اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرات شیخین رض کے فضائل و مناقب کا معتقد ہو کر جو شخص تفضیل مرتضوی کا قائل ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

نیز حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ "شیعہ اولے کہ فرقہ سنیہ تفضیلیہ اند در زمانِ سابق بشیعہ ملقب بودند، چوں غلاۃ روافض و زیدیاں و اسماعیلیہ بایں لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردیدند خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ ایں لقب

برخود نپسندیدند وخود را بہ اہلِ سنت وجماعت ملقب کردند"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تفضیل مرتضوی کے قائل فی الحقیقت اہلِ سنت ہیں نہ روافض وھو المدعا۔

کتاب ارجح المطالب میں ہے کہ صحابہ کرام رض میں سے حضرت عباس رض، حضرت سلمان فارسی رض، حضرت ابو ذر غفاری رض، حضرت مقداد بن الاسود رض، حضرت خباب بن الارت رض حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رض، حضرت ابو سعید خدری رض، حضرت زید بن ارقم رض، حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی رض فضیلتِ علی رض علیٰ غیرہ کے قائل تھے۔

مقامات

آپ کے درجات ومقامات کا کیا بیان کیا جائے، جو کچھ منصبِ نبوت کے بعد انسان کو کمالات حاصل ہو سکتے ہیں وہ سب حضورِ انور کے لئے بحیثیت مجموعی نقد وقت تھے۔

۱۔ حضرت امیر رض نے ایک خاص وقت میں اپنے متعلق فرمایا۔ انا نقطۃ الباء بسم اللہ انا جنب اللہ الذی فرطتم فیہ وانا القلم وانا اللوح المحفوظ وانا العرش وانا الکرسی وانا السمٰوات السبع والارضون الیٰ ان صح فی تنائی الخطبۃ۔ عہ

۲۔ نیز حضرت امیر رض نے فرمایا انا منشئ الاہ واح انا باعث من فی القبور انا یداللہ انا القرآن الناطق۔ عہ

۳۔ حضرت شیخ محی الدین اکبر رح فتوحاتِ مکیہ باب دوازدہم میں لکھتے ہیں کہ۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب رض وسہل بن عبداللہ وغیرہ محققین اہلِ کشف نے ذکر کیا ہے

نے ذکر کیا ہے کہ اوّل ارادہ تجلّئے تنزیہی آلٰہی کا ہوا ہے حقیقت کلیہ کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اس کا نام ھباء ہے، پھر حق سبحانہٗ نے نور کی تجلّئے ھباء میں فرمائی، تو کُل حقائق سے اقرب حقیقت محمدیہ تھی، جس کا نام عقلِ کُل ہے، پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبدا کل عالم کے ہیں، واوّل ظاہر در وجود ازاں نور آلٰہی واز ھباء اور عین بدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعین عالم کا تجلّئے محمدی سے ہوا، اور اقرب النّاس اُس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت علی رض تھے، جو امام عالم اور سرِّ جملہ انبیاء علیہم السّلام کے ہیں، اور یہ کل صورت عالم کی نمونہ ومثال اس کے مطابق ہے، جو علم اللہ تعالیٰ کا تھا، پس اس عالم کی شکل مطابق صورت علمی حق سبحانہٗ کے ہے"[۵۸]

۴ ۔ حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات دفتر سوم مکتوب ایک سو تیئیس[۱۲۳] میں لکھتے ہیں۔" اس راہ کے واصلوں کے پیشوا، ان بزرگواروں کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی مرتضٰے کرّم اللہ وجہہ الکریم ہیں، اور یہ عظیم الشان مرتبہ (سلوک وقربِ ولایت) انہیں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونو مبارک قدم حضرت علی المرتضٰے رض کے سر مبارک پر ہیں، اور حضرت فاطمہ رض اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں، میرے خیال میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ وجودِ عنصری یعنی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کی پناہ میں رہے ہیں جیسے کہ وجودِ عنصری کے بعد ہیں، اور اس راہ سے جس کسی کو فیض وہدایت پہنچتا ہے انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے، کیونکہ اس راہ کا اخیری نقطہ یہی ہیں، اور اس مقام کا مرکز انہیں سے تعلق رکھتا ہے"۔

۵ ۔ صاحب تصحیح المسائل نے قاضی ثناء اللہ مجددی پانی پتی رح کی کتاب سیفِ مسلول

سے نقل کیا ہے۔ "بعضے از اکابر اولیاء اللہ را بکشفِ صحیح کریکے از اسبابِ علم ست وسابق در اسبابِ علم مذکور شد امام را معنے دیگر ظاہر گشتہ وآں آنست کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جنابِ الٰہی بر اولیاء اللہ نازل میشود اوّل بر یک شخص میشود وازاں شخص قسمت شدہ بہر یک از اولیاء عصر موافقِ مرتبہ و بحسبِ استعداد باو لی میرسد وہیچکس را از اولیاء اللہ بے توسطِ او فیضے نمیرسد وکسے از مردانِ خدا بے وسیلۂ او درجۂ ولایت نے یابد اقطابِ جزئی واوتاد وابدال ونقباء ونجباء وجمیع اقسامِ اولیاء خدا بوے محتاج میباشند صاحبِ ایں منصبِ عالی را امام گویند وقطب الارشاد بالاصالۃ نیز خوانند وایں منصبِ عالی از وقتِ ظہورِ آدم علیہ السلام بروح پاک علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ مقرر کردہ" ۔ ؎

۶ - حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفۂ اثنا عشریہ اور تفسیر فتح العزیز میں تحت آیۂ وتعیہا اذن واعیہ (الحاقہ ۱۲) فرماتے ہیں کہ "حضرت امیر رض خاتم خلافتِ مطلقۂ انبیاء وفاتح بابِ ولایتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، اور تمام سلاسل اولیاء اللہ آپ ہی کی طرف منتہی اور داخل ہوتے ہیں، اور جیسے حضرات شیخین رض دربابِ خلافت اتم واکمل ہیں، اسی طرح آپ اس بارۂ ولایت میں اتم واکمل ہیں"۔ ؎

۷ - عمدۃ السادات حضرت سید محمد شاہ صاحب علوی عباسی قادری نوشاہی برخوردار کتاب الفوائد میں لکھتے ہیں کہ "کسی شخص نے سلطان المحققین حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رح سے پوچھا کہ آپ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب رض کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اگر اُس کی ذات سے پوچھتا ہے تو وہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر (شوریٰ ۲) ہے، اور اگر اُس کی صفات سے پوچھتا ہے تو وہ ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمٰن الرحیم (الحشر ۲۲) ہے، اور اگر

ہے ۔ اور اگر اُس کی قوت سے پوچھتا ہے تو انّما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ

کن فیکون (یٰسٓ ع ۵) ہے ، اور اگر اُس کے فعل سے پوچھتا ہے تو وہ کل یوم ھو

فی شان (الرحمٰن ع ۲) ہے ، اور اگر اُس کا نام پوچھتا ہے تو وہ قل ھو اللہ احد

(الاخلاص) ہے "

راقم الحروف فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ اس عبارت سے حضرت امیر رض کا مقام

قربِ نوافل و قربِ فرائض جو فنا و بقا سے عبارت ہے بدرجہ اتم ظاہر ہوتا ہے ۔

کرامات

آپ سے خوارق و کرامات بے شمار صادر ہوئیں ، بلکہ آپ کی روحانیت سے تاقیامت

صادر ہوتی رہیں گی ، کیونکہ آپ صاحبِ ولایتِ کبریٰ تھے ، اور جملہ اقسام کشوف

کونی ، صوری ، غیبی ، الٰہی آپ کو حاصل تھے ۔ یہاں صرف دو کرامتیں لکھنے

پر اکتفا کرتا ہوں ۔

رَدُّ الشمس حضرت اسماء بنت عمیس رض سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولِ خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو بیہوش ہوجاتے تھے ، ایک دن

وحی نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ مبارک حضرت امیر رض کی

گود میں تھا ، یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اپنا سر اٹھایا ، اور آپ سے پوچھا کہ اے علی ! کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے ہو ؟

آپ نے عرض کیا نہیں ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ، تو اللہ

تعالیٰ نے آفتاب کو واپس کر دیا ، یہانتک کہ حضرت امیر رض نے نماز پڑھ لی ، حضرت

اسماء کہتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہونے کے بعد پھر دیکھا ، جس وقت لوٹایا گیا

اور حضرت امیرؓ نے نماز پڑھی ؏

حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی رحہ نے مزیل اللبس عن حدیث ردّ الشمس کے ایک مقام میں بیان کیا ہے ، کہ اس حدیث کو امام ابو جعفر طحاوی رحہ نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس رضہ سے دو طریقوں سے نقل کیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں ۔ ان کے راوی ثقہ ہیں ، اور قاضی عیاض رحہ نے اس کو شفا میں درج کیا ہے ۔ اور حافظ ابن سید الناس رحہ نے بشری اللبیب میں ، اور حافظ علاء الدین مغلطائی رحہ نے اپنی کتاب الزہر الباسم میں ، اور ابو الفتح ازدی رحہ نے اس کی تصحیح کی ہے ۔ اور ابو زرعہ ابن عراقی ؒ اس کے حسن ہونے کے قایل ہیں ، اور شیخ جلال الدین سیوطی رحہ نے الدرّ المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ میں بیان کیا ہے ۔ اور حافظ احمد بن صالح نے کہا ہے کہ یہ تم کو کافی ہے ۔ اور جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہے ، اس کو اسماء رضہ کی حدیث سے تخلف نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ نبوّت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے ؎

تلاوتِ قرآن | منقول ہے کہ حضرت امیر رضہ گھوڑے پر سوار ہونے کے وقت ایک قدم رکاب میں رکھتے ، اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے ، اور دوسری رکاب میں قدم رکھنے تک ختم کر لیا کرتے ؎

عملیات

برائے حفاظت از درندگان | حضرت امیر رضہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز ظہر کے بعد ہمیشہ یہ آیت شریف تین بار پڑھے ، وہ ایسا ہے جیسا کہ تمام دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذارا ۔ اور کوئی درندہ و پرندہ اس کو اذیت نہ پہنچا سکے گا ، انشاء اللہ تعالیٰ

عہ ازالۃ الخفا حصہ دوم ۱۲ ؎ تحفۃ الابرار ترجمہ ازالۃ الخفاء بحوالہ ... ۱۲ ؎ نزہۃ ...

انشاء اللہ تعالیٰ آیت شریف یہ ہے۔ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا وحین تظہرون۔ (الروم۔ ع ۲) عه

۴۔ برائے قضائے حاجات | آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو مال میں نقصان یا اہل و عیال میں بیماری ظاہر آوے تو چاہیے کہ حضورِ قلب اور خشوع سے درگاہِ الٰہی میں عاجزی کرے اور یہ دعا پڑھے، بیشک اس کی حاجت پوری ہو جاوے گی، دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ واھل البیت الذین اخترتھم علی العٰلمین اللھم ذلل لی صعوبتھا واکفنی شرھا فانک الکافی والمعافی والغالب القاھر بحق ایاک نعبد وایاک نستعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ عه

۵۔ برائے قبولیت دعا | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشا کی نماز کے بعد سو مرتبہ یہ اسم پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کی دعا جلدی قبول فرماوے، اسم یہ ہے یا قادر انت الذی اذا اردت شیئاً ان تقول لہٗ کن فیکون موجوداً بسرعتہٖ۔ عه

۶۔ برائے عجائب و غرائب | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورہ البقرۃ نماز عشا کے بعد ایک بار پڑھے، عجائب غرائب خدا تعالیٰ کے بہت مشاہدہ کرے۔ عه

تصنیفات

حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی تصنیفات بھی موجود ہیں، جو فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ پایہ رکھتی ہیں، از انجملہ

۱۔ نہج البلاغت | یہ آپ کے خطبات کا مجموعہ ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں آپ کے لکچر ہیں جن میں ادب، اخلاق، سیاست، چگونگی عالم، اور

عه جواہر الاولیا جوہر اول ۱۲ عه عه ایضاً جوہر پنجم ۱۲ عه ایضاً جوہر اول ۱۲ شرافت۔

انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، دوسرے حصہ میں
آپ کے فرامین و منشورات ہیں جو آپ نے معاصرین کو تحریر فرمائے، یہ نسخہ حضرت
علامہ سید شریف مرتضےٰ علی رح (متوفی ۴۳۶ھ) نے مرتب فرمایا ہے۔
یہ نسخہ یورپ میں مختلف حواشی کے ساتھ متعدد بار شایع ہو چکا ہے، بیروت سے
معہ مختصر شرح وحل دو مرتبہ شایع ہوا، ایران میں شاہان قاچاریہ کے عہد میں
متعدد مرتبہ چھپا، مصر میں حواشی کے ساتھ دو مرتبہ چھپا۔ نظامی پریس سے اردو
شرح مختصر و مدلل کے ہمراہ شایع ہوا۔
اس کی متعدد شرحیں بھی لکھی گئیں۔
اول۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ عزالدین عبدالحمید ہبۃ اللہ المدائنی الکاتب
الشاعر (متوفی ۶۵۵ھ) نے بزبانِ عربی بیس جلدوں میں لکھی۔
دوم۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ علامہ ابن ابی الحدید رح نے بزبانِ عربی دو جلدوں
میں لکھی، جو ایران و مصر میں متعدد بار شایع ہو چکی ہے۔
سوم۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ علامہ شیخ حسین بن شہاب الدین حیدر العاملی نے
بزبانِ عربی نہایت مبسوط اور واضح لکھی ہے۔
چہارم۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ علامہ سید ابی القاسم علی بن موسےٰ بن جعفر بن
محمد بن طاؤس الحسینی رح نے بزبان عربی لکھی ہے۔
پنجم۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ سید ماجد بن محمد البحرانی رح نے عربی زبان
میں لکھی ہے۔
ششم۔ شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ قوام الدین یوسف بن حسین الشہید
قاضی بغداد (متوفی ۹۲۲ھ) نے بزبانِ عربی لکھی ہے۔

ہفتم منہاج

ہفتم۔ منہاج البراعت شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ علامہ قطب الدین الراوندیؒ نے بزبان عربی مبسوط و گرانقدر لکھی ہے۔

ہشتم۔ الاصباح شرح نہج البلاغت۔ یہ علامہ شیخ قطب الدین الحیدریؒ نے بزبانِ عربی لکھی ہے۔

نہم۔ اعلام شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ علی بن ناصر رہ نے عربی زبان میں لکھی ہے۔

دہم۔ انوار الفصاحت شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ نظام الدین جیلانی رہ نے بزبانِ عربی لکھی ہے۔

یازدہم۔ تنبیہ الغافلین شرح نہج البلاغت۔ یہ ملا فتح اللہ کاشانی رہ نے بزبانِ عربی لکھی ہے۔ اور ایران میں دو مرتبہ چھپی ہے۔

دوازدہم۔ مصباح السالکین شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانیؒ نے بزبان عربی ۶۷۷ھ میں لکھی ہے

سیزدہم۔ حدایق الحقایق شرح نہج البلاغت۔ یہ شیخ علاو الدین گلستانی رہ نے بزبان فارسی لکھی ہے۔

چہاردہم۔ روضۃ الابرار شرح نہج البلاغت۔ یہ فاضل زواری رہ نے فارسی زبان میں لکھی ہے۔

۴۔ کتاب الجفر والجامعہ یہ کتاب علم جفر کی بہترین کتاب ہے، اس کو لوح محفوظ بھی کہتے ہیں۔ کوئی چار حرفی لفظ ایسا نہیں ہے جو اس میں موجود نہ ہو، تمام علوم حرفیہ و اسرار عددیہ اس کتاب سے ظاہر ہوتے ہیں، صاحب مباہج الاعلام نے لکھا ہے کہ اس کتاب میں اسم اعظم اور تاج آدم اور خاتم سلیمان اور حجاب آصف بن برخیا موجود ہیں، اور قضا و قدر کے اسرار اس میں مستور ہیں۔

۳۔ دیوانِ بدیع | یہ آپ کی نظموں واشعار کا مجموعہ ہے جو تجربات حیاتِ انسانی واخلاقی وادبی وطبی مضامین پر مشتمل ہے، اس کو کئی لوگوں نے جمع کیا ہے، ازانجملہ۔

اول۔ علامہ شیخ قطب الدین الراوندی رہ نے تاریخ و سیرت وادب سے آپ کے اشعار فراہم کئے، اس مجموعہ میں جو نظمیں ہیں ان کے ساتھ پہلے واقعات بیان کئے ہیں کہ کیا موقعہ تھا، اور کس بنا پر یہ ارشاد ہوا، علمائے ادب نے اس مجموعہ کے مناقب میں بہترین قصائد لکھے ہیں، اور اس کے مقدمہ کو افضل المقدمات قرار دیا ہے۔

دوم۔ شیخ ابوالحسن فنجکری رہ نے بھی ایک نسخہ جمع کیا، اس مجموعہ میں دو سو سے زیادہ ابیات نہ تھے۔

سوم۔ شیخ محمد اسحاق رہ کے جمعکردہ نسخہ میں اس سے زیادہ اشعار ہیں۔

چہارم۔ شیخ ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن محمد بن الحسن رہ کا مجموعہ سب سے زیادہ مبسوط ہے۔

دیوانِ بدیع ایران میں حواشی کے ساتھ دوبار شایع ہوا ہے اور ہندوستان میں ترجمہ مولوی عبدالحکیم دوبار چھپ چکا ہے۔

قاضی میر حسین بن معین الدین مُیبذی رہ (متوفی ۸۷۰ھ) نے اس کی فارسی میں شرح لکھی ہے جو ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے۔

۴۔ صحیفہ علویہ | اس کتاب میں آپ کی وہ ادعیہ ہیں جن میں زندگی کے دشوار گذار پہلوؤں پر مختلف طریقوں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کو شیخ عبداللہ ابنِ حاجی صالح بن جمعیۃ بن علی بن احمد بن ناصر بن محمد بن عبداللہ السماہجی (متوفی ۱۱۳۵ھ)

(متوفی ۱۱۳۵ھ) نے جمع کیا تھا، یہ نسخہ ایران میں دو مرتبہ، لکھنؤ میں ایک بار، بمبئی میں دو مرتبہ چھپ چکا ہے۔

۵۔ غُرَرُ الحِکَم وَدُرَرُ الکَلِم | اس کتاب میں آپ کی سینکڑوں پُر اثر نصائح، کلمات، اسرار، اقوال، معارف، حقایق، لطائف، نکات، آداب، اخلاق، دلائل، احکام وغیرہ درج ہیں، اس کو علامہ شیخ عبدالواحد محمد بن عبدالاحد آمدی تمیمی رہ نے بترتیبِ حروفِ تہجی جمع کیا تھا، اب اس کا اردو ترجمہ بنام رہبر کامل چھپ چکا ہے۔

۶۔ دستورِ معالم الحِکَم ماثورِ مکارمِ الشِیَم | اس کتاب میں کلام بلاغت حکمت، مواعظ، آداب، ادعیہ، مناجات، اشعار، تمثیلات وغیرہ ہیں، اس کو علامہ قاضی ابی عبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم القضاعی الشافعی رہ (متوفی ۴۵۴ھ) نے جمع کرکے نو ابواب پر مرتب کیا ہے، اور اس کی اسانید کو حذف کر دیا ہے۔

اس کتاب کی ایک شرح شیخ محمد عبدالقادر سعید الرافعی رہ نے معہ مقدمہ کے لکھی ہے، اور رُوات بھی بیان کئے ہیں، یہ متن و شرح ۱۳۳۲ھ میں مطبع دارالسعادت مصر سے شایع ہوئی ہے۔

۷۔ شہاب الاخبار | یہ قاضی ابی عبداللہ محمد قضاعی شافعی رہ موصوف نے گیارہ سو کلمات جمع کئے ہیں، یہ کتاب مصر میں چھپ چکی ہے۔

۸۔ قلائد الحِکَم وفرائد الکَلِم | یہ قاضی ابو یوسف یعقوب بن سلیمان الاسفرائنی رہ نے جمع کئے ہیں۔

۹۔ الف کلمات | یہ شیخ مبارک بن صفی الدین سیف خاں رح نے جمع کئے ہیں، اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سرکار آصفیہ دکن میں ہے۔

۱۰۔ نثر اللآلی | یہ شیخ عز الدین بن ضیار الدین ابو الرضا فضل اللہ الحسینی الراوندی رح نے بترتیب حروف تہجی جمع کئے ہیں، اس کا آغاز اس طرح پر ہوتا ہے، ایمان المرء یعرف بایمانه۔

۱۱۔ مختارات | یہ علامہ شیخ عبد الواحد محمد بن عبد الاحد آمدی تمیمی رح نے بترتیب حروف تہجی جمع کئے ہیں، اس کا شروع اس طرح پر ہے الحمد للہ الذی بدانا بتوفیقہ۔

۱۲۔ بعض الامثال | یہ شیخ ابو الفضل بن محمد المیدانی رح نے جمع کئے ہیں، اس کا آغاز اس طرح پر ہے من رضی عن نفسہ کثیر الساخط علیہ۔

۱۳۔ منتخب الامثال | یہ شیخ فضل بن سلمہ الفی رح نے جمع کئے ہیں اس کا شروع اس طرح پر ہے انما اکلت یوم اکل التور الا بیض۔

۱۴۔ مائۃ الحکمت | یہ علامہ جاحظ رح نے جمع کی ہیں، اس کا ذکر شیخ عبد الواحد آمدی رح نے مختارات میں کیا ہے۔

۱۵۔ مجموعہ کلمات | یہ نسخہ مترجم کتبخانہ سرکار آصفیہ دکن میں ہے۔

۱۶۔ حکم الامام علی بن ابی طالب | بترتیب حروف تہجی اخلاق و حکم و آداب شریعت پر مشتمل ہے۔

۱۷۔ آیات جلی فی اقوال علی | اس کا ترجمہ مولانا عبد الرحمن جامی رح نے فارسی میں کیا تھا، یہ مترجم نسخہ ہمایونی عہد کے مشہور خوشنویس میر نظام رح کا لکھا دستیاب...

دستیاب ہونے پر اراکین ادارہ علی کالج وزیرآباد نوگاواں سادات ضلع مراد آباد
نے ہاف ٹون بلاک کے ذریعہ فوٹو لے کر شایع کیا ہے۔

۱۸۔ امثالِ علی | یہ رسالہ کتاب التحفۃ البھیۃ والطرفۃ الشھیۃ میں شایع
ہو چکا ہے، جو ستّرہ ادبی نوادر رسالوں پر مشتمل ہے۔

۱۹۔ بساتین الحکم | اس کا ترجمہ فارسی میں ہو چکا ہے۔

۲۰۔ مجموعہ نصایح و حکم وامثال | اس کا ترجمہ فارسی میں ہو چکا
ہے، اور مقدمہ لاطینی میں ہے، اس کو مسیو کونیلیوس نان وینن نے کلا انڈنیا
بیوطر سیو برج سے ۱۲۲۰ء ۱۸۰۶ء میں شایع کیا۔

۲۱۔ جناب امیر کے مقولے | یورپ میں ان اقوال کے ترجمے متعدد
بار شایع ہو چکے ہیں، ایک ترجمہ ڈپٹی ابو محمد صاحب نے مسٹر چیپ سے
انگریزی میں کرا کے شایع کیا۔

۲۲۔ صد کلمات | اس نام کے تین رسالے موجود ہیں۔
ایک رسالہ کانپور سے شایع ہوا۔
دوسرا رسالہ مہاراجہ سرکشن پرشاد سابق صدر اعظم دولت آصفیہ نے
اردو مقدمہ کے ساتھ شایع کیا۔
تیسرا رسالہ مترجم جلی قلم بغیر مقدمہ کے حیدرآباد سے شایع ہوا ہے۔
ان رسائل کی متعدد شرحیں بھی لکھی گئیں، از انجملہ۔

اوّل فصل الخطاب شرح مائۃ کلمات | علامہ رشید الدین وطواط نے
فارسی زبان میں نظماً و نثراً لکھی ہے، مقدمہ بھی اچھا لکھا ہے، یہ
شرح مصر سے شایع ہو چکی ہے۔

دوم شرح صد کلمات | شیخ مصطفیٰ بن محمد المعروف بہ خواجگی زادہ؟ نے بزبان ترکی لکھی، اسی کو مولانا عبدالرحمٰن جامی رح نے فارسی میں ترجمہ کیا جو شایع ہوچکا ہے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت امیر رض کے کلام فیض التیام کی کئی لوگوں نے شرحیں لکھی ہیں، مثلاً

(۱) حلیتہ الصالحین شرح کلمات امیرالمومنین | میر حیدر علی نے لکھی ہے جو ہندوستان سے شایع ہوچکی ہے۔

(۲) شرح کلماتِ علی | شیخ محمد حسن العاملی رح نے لکھی ہے۔

(۳) شرح کلمات الامام | حضرت عثمان ذوالنورین رض کی شہادت کے متعلق حضرت امیر رض نے جو مراسلت حضرت امیر معاویہ رض کے ساتھ کی تھی اس کی شرح شیخ محمد عبدہٗ نے کی ہے، جو مصر میں شایع ہوچکی ہے۔

(۴) خطبتہ البیان | یہ ستر کلمات کی شرح ترکی زبان میں ہے جو شایع ہوچکی ہے۔

(۵) شرح کلمہٗ الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا | علامہ شمس الدین کشی رح نے لکھی ہے۔

مکتوبات

حضرت امیر رض کے بعض مکاتیب کا ترجمہ یہاں لکھا جاتا ہے، جو آپ نے خلیفہ ہونے کے بعد لوگوں کو لکھے۔

مکتوب عامل ہمدان کے نام | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے علی رض امیرالمومنین

امیر المؤمنین کی طرف سے جریر بن عبد اللہ بجلیؓ عامل ہمدان کو واضح ہو کہ اللہ کے بندے جب تک اُس کی عبادت وطاعت پر چلتے ہیں، اور گناہوں و سرکشیوں سے بچتے ہیں، آسمانی نعمتیں ہر روز اُن پر زیادہ ہوتی ہیں۔ اور جب اپنی حالتیں بدل ڈالتے ہیں یعنی عبادت وطاعتِ الٰہی ترک کر دیتے ہیں، تو ان کی نعمت و دولت بھی زوال میں آجاتی ہے۔ اس بات کا ثبوت کلامِ الٰہی میں موجود ہے۔ ان اللہ لایغیّر ما بقومٍ حتیٰ یغیّروا ما بانفسہم واذا اراد اللہ بقومٍ سوءً فلا مرد لہ وما لہ من دونہٖ من والٍ (الرعد ۲) اور اس کے بعد مہاجرین وانصار اور شرفا و مددگار کا مجھ سے بیعت کرنا، میری امامت و خلافت کو متفق ہو کر مان لینا سب تجھے معلوم ہو چکا ہوگا۔ اور یہ بھی کہ کس جماعت نے متابعت کے بعد مخالفت اختیار کی، اور بصرہ میں جمعیت بہم پہنچائی، پھر میرا بصرہ جانا اور اُن کو سمجھانا، اور انجام کار گوشمالی دینا، پھر بتائید ربانی فتح پانا، اور عبد اللہ بن عباسؓ کو وہاں کا امیر بنا کر کوفہ میں آجانا، سب سُن ہی لیا ہوگا۔ اس کے دُہرانے کی حاجت نہیں۔ اب مہم شام درپیش ہے، معاویہؓ نے وہاں فوج جمع کی ہے، اور مخالفت پر آمادہ ہے۔ میرا قصد ہے کہ اس طرف روانہ ہوں، تجھے لازم ہے کہ خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی جسقدر سوار اور پیدل تیرے پاس ہیں سب کو ہمراہ لے کر حاضر خدمت ہو۔ اور اس امر میں نہایت جلدی کرو والسلام۔

مکتوب عامل آذربیجان کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے علیؓ امیر المؤمنین کی طرف سے اشعث بن قیس الکندریؓ کو معلوم ہو کہ ہمیں تجھ پر زیادہ بھروسہ اور اعتقاد تھا، اور تیری عقل وفہم اور دانائی و بینائی پر کامل یقین تھا ہماری آرزو تھی کہ سب سے پہلے جو شخص ہماری بیعت کرتا، اور اس معاملہ کی طرف

خواہشمند ہوتا وہ تو ہی ہوتا، مگر تیری طرف سے ایسی باتیں سنی گئیں، اور تیری ذات سے بعض ایسے امور سرزد ہوئے جن کی وجہ سے تیری طلبی میں تاخیر ہوئی اور بلانے میں ڈھیل کی گئی، اس وقت تیری گذشتہ باتیں نظر انداز کر دی گئیں اور تیرے اعمالِ ناپسندیدہ کو اُن خدماتِ حسنہ سے جو تجھ سے ظہور پذیر ہوئی ہیں محو کر دیا ہے، ہاں تو نے عثمان رض کا واقعہ مہاجرین و انصار کی زبانی ضرور سنا ہوگا اور اصحاب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ ادنےٰ و اعلےٰ خاص و عام کا بیعت کرنا بھی بخوبی معلوم ہو چکا ہوگا، اب ہمارا ارادہ ہے کہ شام کی طرف جائیں میں تیرے آنے کا منتظر ہوں، لازم ہے کہ مضمونِ خط سے واقف ہوتے ہی ہمارے پاس پہنچنے میں جلدی کر، اور جسقدر سوار و پیدل تیرے ساتھ ہیں سب کو ہمراہ لے آ، اور خوب یاد رکھ کہ آذربیجان کی امارت خاص تیرا ہی حق نہیں ہے، بلکہ عامل کے ہاتھ میں ایک امانت کی چیز ہے، اور وہاں سے جس قدر مال حاصل ہوتا ہے وہ بیت المال سے علاقہ رکھتا ہے، تو اس زر و مال کا محض ایک خزانچی اور امین ہے، ہرگز اس میں تصرف بیجا نہ کرنا، اور جس قدر مال جمع ہو چکا ہو لاکر داخلِ خزانہ عامرہ کر دینا، یہ بھی سمجھ لے کہ تیرے حقوق ہمارے دل سے فراموش نہ ہوں گے، اور اس علاقہ کی امارت تجھ پر ہی برقرار رہے گی انشاء اللہ تعالےٰ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ عہ

مکتوب امیر شام کے نام | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے علی رض امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن صخر رض کو معلوم ہو کہ جملہ مہاجرین و انصار نے خلافت و امامت کے کاموں کی درستی کیلئے باہم مشورہ کر کے ایک شخص کو منتخب کیا ہے، اور اُس کو اپنا امام اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ

اور خاص و عام

عہ [illegible]

اور خاص و عام کا پیشوا قرار دے لیا ہے، اور عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ہمارے قرار داد سے راضی نہ ہوگا اُس سے جنگ کریں گے، تا اینکہ اطاعت و موافقت اختیار کرے تجھے یہ سب حالات اچھی طرح معلوم ہیں، زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، میرے اور اہل بصرہ کے درمیان جو جنگ اور خونریزی واقع ہوئی ہے۔ وہ بھی سُن لی ہوگی تجھ سے چھپی ہوئی نہ ہوگی، اللہ تعالےٰ نے مجھے اُن پر فتحمند کیا، ظہر امر اللہ وھم کارھون میں نے سنا ہے کہ تو عثمان رضؓ کے معاملہ میں بہت مبالغہ کرتا ہے، اور قاتلوں کی نسبت کچھ کہتا ہے، مناسب یہ ہے کہ پہلے میری بیعت اختیار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو، پھر عثمان رضؓ کے وارث میرے سامنے قاتلوں پر دعوے کریں، اور میں کتاب آلہی کے مطابق فیصلہ کر دوں، تو اس وقت جس بات کو چاہتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے جیساکہ کوئی اپنے بچہ کو دھوکہ دے کر اور کسی دوسری طرف متوجہ کرکے دودھ چھڑانا چاہتا ہو، تو اگر عقل سے کام لیکر دیکھے تو خونِ عثمان رضؓ کے معاملہ میں مجھ سے زیادہ بے لگاؤ اور کسی شخص کو نہ پائے گا، میں خوب جانتا ہوں کہ تو اُن لوگوں میں سے نہیں جو خلافت کے سزاوار ہوسکتے ہیں، اور اس منصب شریفہ کی لیاقت رکھتے ہیں، میں یہ خط بھیجکر فہمائش کا حق ادا کرتا ہوں، اور جریر رضؓ کو جو بڑا ایماندار مہاجر اور دیانتدار آدمی ہے تیرے پاس بھیجتا ہوں، اور اس کی زبانی ان باتوں کا پیغام دیا ہے جن سے تیری حالتیں درست اور امیدیں پوری ہوسکتی ہیں، اگر تو نصیحت کو قبول اور اِن باتوں کو عقل سے مسموع کرے گا تو دونوجہان میں تیرے واسطے بھلائی اور عاقبت بخیر ہوگی، اور مسلمانوں میں نیک نام رہے گا، ورنہ بخیالِ دیگر تو اپنے آپ کو ہلاکت اور بلا میں مبتلا کرے گا میں اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرکے تجھ سے جنگ کروں گا، اور جو کچھ مناسب وقت

ہوگا اُس طریق سے پیش آوں گا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ عہ

بیعنامہ | ایک شخص نے کسی آدمی سے ایک مکان خریدا، اور حضرت امیرؓ کو عرض کیا کہ ہم کو بیعنامہ لکھدو، آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی جس میں دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچا۔

اشترٰی رجل مغرورٌ من رجلٍ مغرورٍ دارًا مغرورۃً فی محلّۃ الغافلین لا اصل لھا ولا بقاء لصاحبھا فی حدود اربعۃٍ اوّلھا یلی الموت والثانی الی القبر والثالث الی الحشر والرّابع الی الجنّۃ اَو النّار وتصدقھا بثمنٍ۔ سہ

نقشِ نگین | آپ اپنے ہاتھ مبارک میں انگشتری رکھتے تھے جس کے نگین میں یہ الفاظ کندہ تھے، الملک للہ الواحد القہّار۔ سہ

خطبات

یوں تو کتاب نہج البلاغۃ آپ کے خطبوں سے بھری پڑی ہے، جو نہایت درجہ کے فصیح وبلیغ ہیں، لیکن یہاں آپ کا ایک خطبہ کتاب مذاق العارفین سے نقل کیا جاتا ہے جو آپ نے دنیا کی بے ثباتی پر فرمایا ہے۔

خطبہ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد حمد ونعت کے اے لوگو جان لو کہ تم نے مرنا ہے، اور بعد موت کے اُٹھنا، اور اپنے اعمال پر وقوف پاکر اُن کی جزا کو پہنچنا، پس زندگی دنیا پر مت پھولو، اور اِن باتوں کو مت بھولو، دنیا مصیبت کا گھر ہے، فنا ہونا اِس کا معروف ہے، اور دھوکہ دینے میں موصوف، اس کی ہر ایک چیز کا انجام زوال ہے، اور کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال، نہ اِس کے حالات تبدیل سے مامون ہیں، نہ اِس کے باشندے آفات سے مصئون، جب آدمی کو اِس میں راحت

عہ تاریخ اعظم گڑھی صفحہ ۲۰۸ عہ بیاض قادری ۱۲ سہ ارجح المطالب ص ۲۰۳

وسرور پہنچتی ہے یکایک مصیبت آ رہتی ہے ، اس کے احوال مختلف با ہم دگر ہیں اور مراتب متغیر ، نہ اس کے عیش کو قیام ہے ، نہ راحت کو دوام ، باشندے دنیا کے ہدف ہیں کہ جن کو اپنے تیروں کا نشانہ بناتی ہے ، اور موت سے سب کی خاک اڑاتی ہے ، موت ہر ایک کے سر پر قایم ہے ، اور اس کا چکھنا سب کو لازم ، اے اللہ کے بندو آج دنیا میں تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں کا تھا ، جو تم سے عمر میں زیادہ ، اور قوت میں قوی ، اور آبادی میں اکثر ، اور مکانات میں اعلیٰ تھے ، مگر دنیا کے طول انقلاب سے اب ان کی آواز نہیں نکلتی ، ان کے جسم سڑ گئے ، اور شہر الٹ گئے ، اور مکانات گر گئے ، یا وہ مکان عالیشان اور گاؤ تکیے اور عمدہ فرش تھے یا اب پتھر اور اینٹیں اور خاکِ گور اور گوشہ لحد ہے ، جگہ ان قبروں کی ایک دوسرے کے قریب ہے ، اور ان کے رہنے والے اجنبی اور غریب ہیں ، موحش عمارت والوں اور متشاغل اہل محلہ میں جا پڑے ہیں کہ نہ ان کو آبادی سے موانست ہے ، نہ بھائی بندوں اور ہمسایوں کی طرح آپس میں ملاوٹ و رغبت ، ہر چند مکان قریب ہیں مگر میل کی صورت نہیں ، اس لئے کہ ان کو کہنگی نے پیس ڈالا ، اور پتھر و مٹی نے ان کا کچومر نکالا ، زندگی کے بعد اسیر پنجہ موت ہوئے ، اور اجسام نازنین راحت و آسودگی کے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ، خاک میں اپنے یاروں میں جا ملے ، اور ایسے گئے کہ پھر کبھی نہ پھرے ، پھرنے کا کیا ذکر ہے جس صورت میں کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (المومنون ع ۶) اب تم بھی قطعاً جان لو کہ جیسے ان کا حال ہوا ویسی تمہارا ہوگا ، وہی تنہائی ہوگی ، اور وہی خاک میں گلنا ، اسی خوابگاہ میں سونا ، اور اسی ٹھکانے رہنا ، علاوہ ازیں تم کو کیسی بنے گی جب یہ باتیں تمہارے پیش نظر ہوں گی ، اور قبروں میں سے نکالے جاؤ گے ،

جی کی باتیں تحقیق کی جاویں گی، بادشاہِ علی الاطلاق کے سامنے رُوبکاری ہو گی، گذشتہ گناہوں کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہوں گے، اور دل تھرّاتے ہوں گے، پردے تمہارے فاش ہوں گے، عیوب اور چھپی باتوں کو سامنے کیا جاوے گا، اور

مصرعہ ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد

کا مضمون درپیش ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیجزی الذین اساءوا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ (النجم ع ۲) اور دوسری جگہ فرماتا ہے ووضع الکتٰب فتری المجرمین مشفقین مما فیه ویقولون یاویلتنا مال هٰذا الکتٰب لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرًا (الکهف ع ۶)

خداوند کریم سے التجا ہے کہ ہم کو اور تم کو تابع اپنی کتاب کا اور پیر و اپنے احباب کا رکھے، یہانتک کہ ہم سب کو اپنے فضل سے رہنے کی جگہ یعنی آخرت میں پہنچاوے، وہی حمید اور صاحب بزرگی ہے۔

ادعیات

صاحبِ سراج المبین نے لکھا ہے کہ دعائے سمات، دعائے صباح، دعائے کمیل، دعائے مجیر، دعائے استغفار، دعائے جوشنین، دعائے قاف، دعائے یستشیر، مناجاتِ عشرہ، خطبہ بدح صحابہ، قاصعہ، تفسیر الھٰکم التکاثر، توقیعاتِ محمد بن ابوبکرؓ، توقیعاتِ مالک بن اشترؓ حضرت امیرؓ کی یادگار رہے ہیں۔

جواہر الاولیاء میں ہے کہ درود حاضری المشہور درود مستغاث آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے تالیف فرمایا۔

کتبِ مشائخ میں مشہور و بتواتر مذکور رہے کہ دعائے سیفی جس کو سیف اللہ و صمصام اللہ وقدرۃ اللہ

و قدرۃ اللہ و ید اللہ و حرز المحققین و حرز الصحابہ و حرز الاکبر کہتے ہیں آپ کے افادت سے ہے ، علامۃ الشیخ السید محمد بن محمد بن الحسن بن عبداللہ رحمہ نے اس کی عربی شرح بنام اتحاف الخل الوفی بشرح الفاظ الحزب السیفی نہایت عمدہ لکھی ہے جو مصر میں چھپ گئی ہے ۔

دعاء | آپ ان الفاظ سے دعا مانگا کرتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم ایاك نعبد و ایاك نستعین یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا احد یا صمد یا ابد یا الٰہ محمد الیك تقلب الاقدام وافضیت القلوب و تخصت بالابصار ومدت الاعناق وطلب الحوائج ورفعت الایدی اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۔ ؏

کلماتِ طیبات

آپ کے ارشادات وملفوظات کتبِ تاریخ وتصوف میں بشمار درج ہیں ، اس جگہ چند ایک ارشادات تبرکاً بزبانِ عربی بترتیب حروفِ معجم تحریر کیے جاتے ہیں ۔

ا ایمان المرء یعرف بایمانہٖ ۔ ادب المرء خیر من ذھبہٖ ۔ اخفلہ الشدائد من المروۃ ۔

ب بکاء المؤمن خشیۃ اللہ قرۃ عینہٖ ۔ بشاشۃ الوجہ عطیۃ ثانیۃ ۔ بلاء الانسان من اللسان ۔

ت تدارك فی اٰخر العمر ما فاتك فی اوّلہٖ ۔ توکل علی اللہ یکفیك ۔ تکاسل المرء فی الصلوٰۃ من ضعف الایمان ۔

ث ثبات النفس بالغذاء وثبات الروح بالغناء ۔ ثلث الایمان حیاء وثلثہ عقل وثلثہ جود ۔ ثلاث مھلکات بخل وحرص وعجب ۔

؏ مناقب العلوم ۔ عوارف المعارف جلد ۲ ص ۔ خزانیہ

ج جمال المرء فی الحلم ۔ جلیس الخیر غنیمۃ ۔ جودۃ الکلام فی الاختصار۔

ح حسن الخلق غنیمۃ ۔ حیاء المرء سترۃ ۔ حرفۃ المرء کنزۃ ۔

خ خیر الاصحاب من یدلک علی الخیر ۔ خیر المال ما انفق فی سبیل اللہ۔

خوف اللہ یجلوا القلب ۔

د دلیل عقل المرء قولہ و دلیل اصلہ فعلہ ۔ دواء القلب الرضاء

بقضاء اللہ ۔ دواء الاحزان دوام السرور برؤیۃ الاخوان ۔

ذ ذکر الاولیاء ینزل الرحمۃ ۔ ذلیل الفقر عزیز عند اللہ تعالےٰ ۔

ذکر الموت جلاء القلب ۔

ر رسول الموت الولادۃ ۔ رؤیۃ الحبیب جلاء العین ۔ رفق المرء دلیل عقلہ۔

ز زیارۃ الضعفاء من التواضع ۔ زیارۃ الحبیب نظرتیۃ المحبۃ ۔

زینۃ الباطن خیر من زینۃ الظاہر ۔

س سلامۃ الانسان فی حفظ اللسان ۔ سلاح الضعفاء الشکایۃ۔

سمو المرء فی التواضع ۔

ش شمۃ من المعرفۃ خیر من کثرۃ العمل ۔ شرط الالفۃ ترک الکلفۃ۔

شر الناس من ینتقہ الناس ۔

ص صدق المرء نجاتہ ۔ صلوٰۃ اللیل بہاء الوجہ فی النہار ۔

صحۃ البدن فی الصوم ۔

ض ضرب اللسان اشد من طعن السنان ۔ ضرب الحبیب اوجع ۔

ضیق القلب اشد من ضیق الید ۔

ط طال حزنۃ من طال رجاءہ ۔ طلب الادب ولی من طلب الذہب۔

طاب وقت

طاب وقت من وثق باللہ۔

ظ

ظلّ الملوک اولیٰ من ذلّ الرّعیّة۔ ظماء المال اشد من ظماء الماء۔
ظل السلطان کظل اللہ۔

ع

عسر الامر مقدمة الیسر۔ عدوٌ عاقلٌ خیر من صدیقٍ جاھلٍ۔
علوّ الھمّة من الایمان۔

غ

الغنیّ فی الغربة وطنہٗ والفقیر فی الوطن غربتہٗ۔ غلامٌ عاقلٌ خیرٌ
من شیخٍ جاھلٍ۔ غنیمة المؤمن وجدان الحکمة۔

ف

فخر المرء بفضلہٖ اولیٰ من فخرہٖ باصلہٖ۔ فاز من سلم من شر نفسہٖ۔
فعل المرء یدلّ علیٰ اصلہٖ۔

ق

قول المرء یخبر عما فی قلبہٖ۔ قوّة القلب من صحّة الایمان۔ قربة الاشرار
مضرّة۔

ک

کمال الجود الاعتذار معہٗ۔ کافرٌ سخیٌّ ارجیٰ بالجنّة من مسلمٍ شحیحٍ۔
کلام اللہ دواء القلب۔

ل

لکلّ عداوةٍ مصلحة الاعداوة الحسود۔ لیس للشھرة من الرّعونة۔
لیس للحسود راحة۔

م

من کثر کلامہ کثر ملامتہٗ۔ مجلس العلم روضة الجنّة۔ منقبة
المرء تحت لسانہٖ۔

ن

نور المؤمن من قیام اللیل۔ نور قبرک بالصّلوٰة فی الظّلم۔
نار الفرقة احرّ من نار جھنّم۔

و

وضع الشیٔ فی غیر موضعہٖ ظلم۔ وحدة المرء خیر من جلیس السّوء۔

ولایۃ الاحمق سریعۃ الزّوال ۔

ھ ہلک الحریص وھو لا یعلم ۔ ھربک من نفسک انفع من ھربک من الاسد ۔ ھلاک المرء فی العجب ۔

لا لا دین لمن لا مروّۃ لہ ۔ لا فقر للقانع ۔ لا کرامۃ للکاذب ۔

ی یعلّ النّام فی ساعۃ فتنۃ الفاشھر ۔ یبلغ المرء بالصّدق منازل الکبار ۔ یسعد الرّجل بمصاحبۃ السّعید ۔

معترفینِ کمال

۱ ۔ حضرت قبیصہ رضہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں میں حضرت امیر رضہ سے زیادہ تر زہد والا کسی کو نہیں دیکھا ۔[۱]

۲ ۔ حضرت امام احمد رحہ ابن شہاب رحہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اس امت میں بعد حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امیر رضہ سے زیادہ زاہد کسی کو نہ جانا ، انہوں نے کبھی ایک اینٹ پر دوسری اینٹ نہ رکھی ، اور رچیپر کے ایک سرکنڈے پر دوسرا سرکنڈا نہ رکھا ۔[۲]

۳ حضرت معاویہ رضہ نے خالد بن لعمر رضہ سے پوچھا کہ تم حضرت امیر رضہ کو کیوں دوست رکھتے تھے ؟ انہوں نے کہا تین خصلتوں کی وجہ سے ، جب غصہ آتا تحمل کرتے ، جب بات کرتے سچ بولتے ، جب حکم کرتے عدل فرماتے ۔[۳]

ازواج مطہرات

حضرت امیر رضہ کی نو بیبیاں اور چند سراری تھیں ۔

(۱) حضرت

۱ مجمع الاحباب ج ۲ ص ۱۲ سے ۵ مسالک السالکین جلد اول ص ۱۴۶ ترف ۔

(۱) حضرت سیّدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رض

الملقب بتول بنتِ اصغر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، ان کی حیاتِ طیّبہ میں حضرت امیر رض نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا، اِن کے بطن سے تین لڑکے حسن، حسین، محسن اور تین لڑکیاں ام کلثوم کبرٰے، زینب کبرٰے، رقیہ کبرٰے پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہ رض کی وفات شبِ سہ شنبہ سوم ماہِ رمضان ۱۱ھ کو ہوئی، جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۲) حضرت امامہ رض

بنتِ حضرت ابوالعاص رض بن ربیع بن عبدالعزّےٰ بن عبدالمناف بن قصیؔ القرشیّہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی یعنی حضرت سیّدہ زینب رض کے بطن سے تھیں، حضرت امیر رض نے حسبِ وصیتِ سیّدۃ النسا رض کے اِن سے نکاح کیا تھا، ۵۰ھ میں انتقال کیا، ان کے بطن سے ایک لڑکا محمد اوسط پیدا ہوا ؏

(۳) حضرت اسمار رض

بنت عمیس الخثعمیہ رض۔ یہ پہلے آپ کے بھائی حضرت جعفر طیّار رض کی منکوحہ تھیں، اُن کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض سے نکاح کیا، پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت امیر رض کے نکاح میں آئیں، ان کے بطن سے دو لڑکے عون و یحییٰ پیدا ہوئے۔

(۴) حضرت خولہ رض *

بنت جعفر بن قیس بن سلمہ۔ اِن کا لقب حنفیہ تھا کیونکہ قبیلہ حنفیہ بن لجیم سے تھیں، ان کے بطن سے ایک لڑکا محمد اکبر پیدا ہوا، جس کو محمد حنیف اور محمد بن حنفیہ بھی کہا جاتا ہے ؏

(۵) حضرت امّ البنین رض

بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن لوی بن غالب بن کعب بن عامر بن صعصعہ بن
معاویہ بن ابی بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن
مضر بن نزار - ان کے بطن سے چار لڑکے عباس علمدار، جعفر، عثمان، عبداللہ
پیدا ہوئے ہیں

(۶) حضرت ام حبیب صہبا رضی

بنت ربیعہ بن بجیر التغلبیہ - ان کے بطن سے ایک لڑکا عمرو، اور ایک لڑکی رقیہ
صغریٰ توام پیدا ہوئے ہیں

(۷) حضرت لیلیٰ رضی

بنت مسعود بن خالد التیمیہ - قبیلہ بنی تمیم سے تھیں - ان کے بطن سے دو لڑکے
عبداللہ اصغر اور ابو بکر پیدا ہوئے ہیں

(۸) حضرت ام سعد رضی

بنت عروہ بن مسعود الثقفیہ - ان کے بطن سے دو لڑکیاں ام الحسن و رملہ کبریٰ
پیدا ہوئیں ہیں

(۹) حضرت محیاۃ رضی

بنت امرء القیس الکلابیہ - معلوم نہیں ان کے بطن سے کون اولاد ہوئی -
محمد اصغر کی والدہ ام ولد تھی - غرضیکہ آپ کی بیبیوں اور سراری میں صرف دس لاتعداد
الاولاد تھیں، اور آپ کی وفات کے وقت آپ کی چار بیبیاں حضرت امامہ رضی حضرت اسماء رضی حضرت
ام البنین رضی حضرت لیلیٰ رضی موجود تھیں ہیں

اولادِ کرام

حضرت امیر رضی کے پندرہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیاں تھیں ہیں

(۱) حضرت

۱۔ حضرت امام حسن مجتبےٰ رض

ان کے حالات آئندہ سطور میں بعنوان ائمہ اثنا عشر لکھے جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت امام حسین شہید کربلا رض

ان کے حالات بھی بعنوان مذکور آگے لکھے جائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ حضرت محسن رض

بچپن میں انتقال کیا، ان کا ذکر صرف ابو موسے رح کی روایت میں ہے جس کے متعلق حافظ ذہبی رح نے لکھا ہے تفرد بذکرہ ابو اسحاق عن ھانی بن ھانی عن علیؓ۔

۴۔ حضرت ابو القاسم محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ رض

۲۱ھ میں پیدا ہوئے، بڑے بہادر جوانمرد سخی تھے، فرقہ کیسانیہ ان کو امام مانتے ہیں، انہوں نے یکم محرم ۸۱ھ کو انتقال کیا، ان کے چودہ لڑکے اور دس لڑکیاں تھیں، ان کے تین فرزندوں ابو ہاشم رح وجعفر شہید یوم الحرہ و علی رح سے ان کی نسل چلی ہے۔

۵۔ حضرت محمد اوسط رض

کربلا میں قبیلہ بنی ابان بن دارم کے ایک شخص کے تیر سے شہید ہوئے۔

۶۔ حضرت محمد اصغر رض

بچپن میں فوت ہوئے۔

۷۔ حضرت عباس علمدار رض

ان کی کنیت ابو قربہ، القاب قمر بنی ہاشم، سقائے اہل بیت، عقدہ کشا، علمدار حسینی، تھے، ۲۶ھ میں متولد ہوئے، والدہ ماجدہ کے علاوہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رض کا دودھ

بھی پیا تھا۔ خواجہ حسن بصری تابعیؒ بھی ان کے رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے تیرہ سال تک
اپنے والد بزرگوار حضرت امیرؓ کی آغوش میں تربیت پائی۔ نہایت حسین وجمیل وشجاع تھے۔
بیعتِ طریقت اپنے بھائی حضرت امام حسینؓ سے تھی، معرکۂ کربلا میں اُنہیں کے ہم رکاب تھے،
علمِ جنگ انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ نہایت جوانمردی سے مقاتلہ کیا۔ اور چونتیس سال کی
عمر میں بعیت حضرت امام ثالثؓ جمعہ دہم محرم ۶۱ھ کو زید بن رقاد الجہنی اور حکیم
بن طفیل سنبسی کے ہاتھ سے شہید ہوکر میدان کربلا میں مدفون ہوئے۔[۱]

ان کے چار بیٹے عبیداللہ المدنی اور حسن اور معاویہ اور محمد تھے۔ عبیداللہ سے ان کی
نسل چلی ہے، ان کی اولاد بنام ساداتِ علوی عباسی مشہور رہے، اور ممالکِ مصر۔
ایران، یمن، سمرقند، ہندوستان میں بکثرت آباد ہے۔[۲]

ان کی اولاد میں سے حضرت عون قطب شاہ بغدادی قطب الہند (متوفی شب جمعہ سوم رمضان
۵۵۶ھ) مشہور مجاہد گذرے ہیں۔ ابن یعلےٰ قاسم (متوفی ۳۰۴ھ) بن حمزہ ثانی
(متوفی شب جمعہ، ربیع ۲۹۰ھ) بن طیار (متوفی ۲۳۰ھ) بن قاسم (متوفی شب
ا ارجمادی الآخر ۲۳۰ھ) بن علی (متوفی ۲۴۵ھ) بن جعفر (متوفی ۲۲۰ھ)
بن حمزۃ الاکبر (متوفی ۱۹۰ھ) بن حسن (متوفی ۱۸۰ھ) بن عبیداللہ المدنی
(متوفی چہارشنبہ ۲ ارشوال ۱۴۰ھ) بن حضرت عباس علمدار رحمہم اللہ۔[۳]

مؤلفِ کتاب ہذا راقم الحروف فقیر ابو الریاض شریف احمد شرافت عافاہ اللہ کا سلسلہ نسب بھی
اسی خاندان علوی عباسی قطب شاہی میں منتہی ہوتا ہے۔

۸۔ حضرت عثمانؓ

کربلا میں خولی بن یزید کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔[۴]

۹۔ حضرت جعفرؓ

کربلا میں[۵]

کربلا میں ہانی بن ثبیت اصبحی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۔[۵۰]

۱۰ - حضرت عبداللہ اکبر رضؓ

کربلا میں ہانی بن ثبیت حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۔[۵۱]

۱۱ - حضرت عبداللہ اصغر رضؓ

کربلا میں اکیس نفروں کو قتل کرکے مختار بن عبید کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۔[۵۲]

۱۲ - حضرت ابوبکر رضؓ

کربلا میں زجر بن بدر نخعی اور عقبہ غنوی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۔[۵۳]

۱۳ - حضرت عمر واطرف رضؓ

انہوں نے ستتر سال کی عمر میں وفات پائی ، بعض کا بیان ہے کہ مصعب بن زبیرؓ کی طرف سے مختار ثقفی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے ۔

ان کا ایک لڑکا محمد نام تھا ، اسی سے نسل چلی ہے ، ان کی اولاد بلخ ، خراسان بغداد ، ملتان وغیرہ میں پائی جاتی ہے ۔

ان کی اولاد میں سے قاسم الملقب بہ ملک طاقعان مشہور شخص گذرا ہے بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر واطرف رضؓ[۵۵]

۱۴ - حضرت یحییٰ رضؓ

لاولد فوت ہوئے ۔

۱۵ - حضرت عون رضؓ

کربلا میں بدر بن سیار اور صالح بن سیار کو قتل کیا ، اور خالد بن طلحہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۔[۵۶]

ان تمام صاحبزادوں میں سے دس لاولد فوت ہوئے ، اور پانچ کی نسل باقی رہی ،

حضرت امام حسن رض حضرت امام حسین رض حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ رض حضرت
عباس علمدار رض حضرت عمرو الاطرف رض؎

حضرت امیر رض کی لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔
(۱) حضرت ام کلثوم کبریٰ رض (منکوحہ حضرت عمر فاروق رض) (۲) حضرت زینب رض
(منکوحہ ابوجعفر عبداللہ الجواد بن جعفر طیار بن ابیطالب رض) (۳) حضرت رقیہ کبریٰ رض
(۴) حضرت رقیہ صغریٰ رض (۵) حضرت ام الحسن رض (۶) حضرت رملہ کبریٰ رض
(۷) حضرت رملہ صغریٰ رض (۸) حضرت ام ہانی رض (۹) حضرت ام کلثوم صغریٰ رض
(منکوحہ مسلم شہید کوفہ بن عقیل بن ابیطالب رض) (۱۰) حضرت میمونہ رض (۱۱) حضرت
فاطمہ رض (۱۲) حضرت خدیجہ رض (۱۳) حضرت ام الخیر رض (۱۴) حضرت ام سلمہ رض
(۱۵) حضرت ام جعفر جمانہ رض (۱۶) حضرت نفیسہ رض (۱۷) حضرت ام الکرام رض۔
ان سب لڑکیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی حضرت زینب رض کی نسل موجود ہے
جنکا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رض سے ہوا تھا؎

مغفورتیِ اولاد حضرت ابوایوب انصاری رض سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؓ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری
اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے کہ تو انزع اور بطین ہے؎

ائمہ اثنا عشر رض

امام اوّل حضرت امام ابوالحسن علی المرتضیٰ رض
صاحب ذکر ہذا۔
امام دوم حضرت امام حسن مجتبیٰ رض۔

؎ عمدۃ الطالب ۱۲ ؎ مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۱۶۲ ؎ نور الابصار ۱۲ مترجم۔

نام حسن

نام حسن، شبّر، کنیت ابو محمد، لقب تقی، نقی، زکی، سیّد، سبطِ اکبر، مجتبٰی،
بروز سہ شنبہ پندرہویں (۱۵) رمضان ۳ھ مطابق جون ۶۲۴ء میں بمقام مدینہ طیبہ پیدا
ہوئے، سر سے سینہ تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہت رکھتے تھے، بعد
وفات والد بزرگوار کے تختِ خلافت پر بیٹھے، اور چھ ماہ مسند افروزِ خلافت رہ کر
حضرت معاویہ بن ابو سفیان رض کو خلافت تفویض کر دی، اور حدیثِ نبوی ان ابنی
ھذا سیّد ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ؂
کا مصداق ٹھہرے۔

بڑے حلیم، سلیم، رحیم، کریم، متواضع، منکسر، صابر، متوکّل اور باوقار تھے،
زہد و مجاہدہ نفس میں مشغول رہتے، مدینہ طیبہ سے مکہ تک پا پیادہ چل کر بیس (۲۰) حج
کئے، حالانکہ سواریاں موجود ہوتی تھیں، کسی اہلِ حاجت کو محروم نہ فرماتے، دو (۲) بار اپنا
سارا مال اور تین (۳) بار نصف مال راہِ خدا میں دے دیا،

شبِ پنجشنبہ ۵ ربیع الاول ۵۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۶۷۰ء کو جعدہ بنتِ اشعث بن قیس
کے زہر دینے سے شہید ہوئے، مزار اقدس مدینہ طیبہ جنت البقیع میں ہے۔
ان کے بارہ (۱۲) صاحبزادے ہوئے۔

(۱) ابو محمد حسن مثنیٰ رض۔ مجروح جنگ کربلا و شاملِ اسیرانِ اہلِ بیت رض۔ ان کی اولاد سے
سادات بنو قتادہ، آلِ طاؤس، سیلقیون، بنو الملحوس، بنو الکتیتش، بنو اشتر
بنو الازرق، خندریس، بنو حمدان، آلِ ابی الضحاک، آلِ حسن، آلِ ندیم، سویقیون
آلِ ابی الحمد، احمدیون، بنی عمق، آلِ المطر، آلِ حمزہ، کرامیون، آلِ عرفہ، آلِ حجاز،
آلِ سلمہ، بنی التراجم، فالیجیون، بنو الحجازی، آلِ ضام، آلِ ابو الطیب،
بنو وہاس، بنو علی، بنو حسان، بنو قاسم، بنو یحییٰ، بنو شماخ، بنو مکثر،

؂ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۷۳

موسویون، آل علقمہ، آل ابی اللیل، صالحیون، آل بید، صلاصلہ، آل الشرقی، آل بزاز، آل یحییٰ، آل علیہ، گیلانیان، بنو اشرم، بنو علی ثانی، آل شہم، آل نقن، قرانی، آل کتیم، آل ادریس، آل ابی الطیب ثانی، بنو مالک، بنو النج، آل معیتہ، طباطبا، بنو المسجد، بنو لکری شعرانی، بنو توزون، آل ابی العساف، بنی رسی وغیرہم بلادِ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، کوفہ، یمامہ، بصرہ، یمن، بغداد، شام، کابل، طرابلس، فارس، حران، گیلان سوس، شیراز، ہندوستان وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۲) ابو الحسن زین الدین زید رضہ۔ کثیر الاحسان راوی احادیث نبوی ہیں۔ ان کی اولاد سے سادات قبیلہ خطیبان، بنو ظاہر، بطحانیان، دراز گیسو، شجریان، بنو شکر، بنو دوہم وغیرہم بلادِ آمل، ارمنہ، نصیبین، حبش، طبرستان، رَے، اصفہان وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۳) ابو مسلم عمرو اشرف شہیدِ کربلا۔ (۴) ابو بکر عبد اللہ اکبر شہید کربلا۔ (۵) ابو ابراہیم قاسم شہیدِ کربلا۔ (۶) حسین اشرم فاضل عہد۔ (۷) ابو حمزہ عبد الرحمٰن متوفی بحالت احرام مقام ابوا۔ (۸) ابو طالب عبد اللہ اصغر۔ (۹) اسمٰعیل الغمر۔ (۱۰) ابو اسحاق محمد یعقوب (۱۱) ابو علی جعفر۔ (۱۲) ابو اشرم طلحۃ الجواد رضہ۔

ان میں سے حسن مثنیٰ رضہ اور زید کی اولاد باقی ہے۔

امام سوم حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضہ

نام حسین، شبیر، کنیت ابو عبد اللہ، لقب ولی، زکی، طیب، شہید، سیّد، سبطِ اصغر، بروز سہ شنبہ ۳ر شعبان ۴ھ؁ ۶۲۵ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، سینہ سے قدموں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب

کے محبوب تھے ، اِن کے حق میں فرمایا حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسیناً حسین سبط من الاسباط ۔عہ

[1] علم ، عمل ، زہد ، تقوٰے ، جود ، سخا ، شجاعت ، فتوت ، اخلاق ، مروت ، صبر ، شکر ، حلم ، حیا وغیرہ صفات کمال میں بوجہ اکمل طاق ، اور مہمان نوازی ، غربا پروری اعانت مظلوم ، ایصالِ رحم ، انعام فقرا و مساکین میں شہرہ آفاق تھے پچیس [25] حج پا پیادہ کئے ، دن رات میں تین ہزار [3000] رکعت پڑھا کرتے تھے ۔

بروز جمعہ ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر سنہ ۶۸۰ء کو بمقام کربلا ، یزیدیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے چار سو دس [410] اشقیا کو واصل جہنم کرکے ، سنان بے ایمان کے نیزہ اور شمر بدگہر کے تلوار سے نہایت مظلومی کی حالت میں بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے ۔

رباعی

زیں بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند ۔۔۔ دل چاک چاک گشت کہ جا رفو نماند

لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازیں جہاں ۔۔۔ اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

کسی نے سچ فرمایا ہے

نظم

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو ۔۔۔ تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو

پر سب سے سوا حصہ ملا آلِ عبا کو ۔۔۔ تحریر کا فرمان جو ہوا کلک قضا کو

آغاز مصیبت تو کیا نام نبی پر ۔۔۔ اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

[1] اِن کے چھ صاحبزادے ہوئے ۔

(۱) علی اکبر شہید کربلا رض (۲) علی اوسط زین العابدین رض (۳) علی اصغر شہید کربلا رض (۴) جعفر رض بچپن میں فوت ہوئے (۵) عبداللہ رض بچپن میں فوت ہوئے (۶) محمد رض بچپن میں فوت ہوئے عہ

اِن میں سے صرف امام زین العابدین رض کی اولاد باقی ہے ۔

عہ جامع ترمذی، ابن ماجہ [illegible]

امامِ چہارم۔ حضرت امام علی زین العابدین رضؓ

نام علی، کنیت ابو محمد، ابو الحسن، ابو بکر، لقب سجّاد، سیّد الساجدین، زین العباد زین العابدین، امین، بروز پنجشنبہ ۵ شعبان ۳۸ھ کو امّ ولد حضرت شاہ زنان سلافہ الملقب بہ شہربانو بنت یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن ہرمز بن نوشیروان بادشاہِ ایران کے بطن سے بمقام مدینہ طیّبہ پیدا ہوئے [1]

اپنے جدّ امجد حضرت امیر رضؓ کے ہم شبیہ تھے، دو سال تک اُن کے آغوش میں تربیت پائی، حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ جب ان کو دیکھتے فرماتے مرحبا بالحبیب بن الحبیب۔ سعید بن المسیّب رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو متورّع نہیں دیکھا [2]، ابن شہاب زُہری رضؓ اور ابو حازم کا قول ہے کہ ہم نے ان سے زیادہ افضل و فقیہ کسی کو نہیں پایا [3] ذہبیؒ اور عیینہ رضؓ کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی قریشی ان سے افضل نہیں دیکھا۔ امام مالک رضؓ فرماتے کہ یہ اہلِ فضل میں سے تھے [4]، ابن ابی شیبہ رضؓ کہتے ہیں کہ صحیح ترین وہ تمام اسانید ہیں جو زہری رضؓ نے ان سے، اور انہوں نے اپنے والد یا جد سے، اور انہوں نے حضرت امیر رضؓ سے روایت کی ہیں [5] اور ابن سعدؒ نے کہا ہے کہ یہ تابعین کے دوسرے طبقہ سے تھے، ثقہ، مامون کثیر الحدیث، عالی قدر، رفیع منزلت، پرہیزگار، عابد اور خائف من اللہ تھے [6]

ابو الائمہ اور سیّد التابعین تھے، واقعہ کربلا میں موجود تھے، لیکن بوجہ علالت شریک قتال نہ ہو سکے، دنیا کی لذتوں کو ترک کر دیا ہوا تھا، مصائبِ آلِ عبا یاد کر کے کثرت کے ساتھ گریہ و بکا میں مصروف رہتے، غم بدرجہ اس قدر روتے کہ آنسو بالا خانہ کے پرنالہ کی راہ سے نیچے گرتے تھے، اور وہاں پر گھاس جم گئی تھی [7]

جب وضو کر کے نماز کے لئے تیار ہوتے تو چہرہ مبارک زرد ہو جاتا، اور جسم کانپنے لگتا، دن رات میں

[1] تذکرۃ الخواص الامۃ۔ روضۃ الشہداء ص۲۸۹ [2] حلیۃ الابرار [3] حلیۃ الابرار، طبقات الحفاظ [4] طبقات الحفاظ [5] طبقات الحفاظ [6] طبقات ابن سعد [7] مسالک السالکین جلد اول، شرافت

دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے ؏ دن کو روزہ رکھتے، اور شام کو صرف ایک پارہ نان پر اکتفا کرتے، رات کو ایک ختم قرآن شریف بھی کیا کرتے، سخاوت پوشیدہ کرتے، راتوں کو آٹے و روٹیوں کا بوجھ پشت مبارک پر لیکر خیرات بانٹا کرتے، یہاں تک کہ پشت پر سیاہ داغ پڑ گئے تھے ؎

شب شنبہ ۱۸ محرم ۹۴ھ کو انتقال فرمایا، اور جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰؓ کے پہلو میں دفن ہوئے ؎

ان کے گیارہ صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام محمد باقرؓ۔

(۲) ابو الحسین زید الشہیدؒ متوفی ۱۲۱ھ کوفہ میں خروج کیا، ہشام بن عبد الملک کے حکم سے یوسف ثقفی نے ان سے محاربہ کیا، اُس کے غلام راشد کے تیر سے شہید ہوئے، ان کی نعش کو برہنہ دار پر کھینچا گیا، امر الٰہی سے اُسی رات عنکبوت نے جالا تن کر ان پر پردہ کر دیا۔ ان کی اولاد سے سادات بنی کلنک، بنی خالص، بنو الامیر، بنو زبیج، بنو علق، بنو الابرار، بنو مریم، بنو الخطب، بنو المقرای، بنو کزبر، بنو قتیلہ، بنو زین الشرف، بنو معقل، بنو ہیجا، بنی العذان، آل شیبان، بنو عقرون، بنو جکاجک وغیرہم بلاد فارس، شیراز، بغداد، بصرہ، کرمان، خراسان، ماوراء النہر، عراق عرب، مصر، وغیرہ میں آباد ہیں ؎

(۳) عبد اللہ الباہرؓ چہرہ پر نورانیت کا غلبہ تھا، ان کی اولاد سے سادات بنو العرق کو کبیان وغیرہم بلاد شام، قم، مصر، رے وغیرہ میں آباد ہیں ؎

(۴) حسنؓ (۵) حسین اکبرؓ۔

(۶) حسین اصغرؓ۔ ان کی اولاد سے سادات بنو میمون، بنو الجوانی، بنو طقسطہ،

ــــه [illegible] ــــه سراج الانساب مجلد اول ــــه [illegible] مجلد اول ــــه [illegible]

بنو المحرق، اشتریون، بنو مکانسیہ، بنو عوام، بنو نجیبہ، بنو الصائم، بنو معلاج،
بنو ابی الغنائم، بنو احمد، بنو طبیق، بنو عکہ، بنو علون، بنو فوارس، بنو عیلان،
بنو الاعج، بنو جلال، بنو تقایق، بنو خزعل، بنو مہنا، حاحدہ، جامزہ، عقیقیون،
بنو الموسوس، منقدیون، آل عدنان، بنو الکرش، بنو الفیل، بنو المغیرہ، بنو القوطم
وغیرہم بلادِ مغرب، مصر، واسط، عراق، کرخ، مدینہ طیبہ، بلخ، حلہ، دمشق،
رَے، شیراز وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۷) عبید اللہ رض

(۸) عمرو الاشرف رض۔ اِن کی اولاد سے سادات شعرانیان، بنو زہران وغیرہ بلاد
طبرستان، گیلان، قم وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۹) علی اصغر رض۔ اِن کی اولاد سے بنو افطس، بنو الشکران، بنو ترنج، بنو سمان،
بنو زبرج، بنو زبارہ، بنو المحرق ثانی، بنو الاعز، بنو ابو الصلایا، بنو ابی نصر وغیرہم بلاد
ہندوستان، مدائن، ترمذ، رَے وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۱۰) سلیمان رض (۱۱) قاسم رض۔

اِن میں سے امام محمد باقر رض اور زید شہید رض اور عبد اللہ الباہر رض اور حسین اصغر رض اور عمرو اشرف
اور علی اصغر رض کی اولاد باقی ہے۔

امامِ پنجم۔ حضرت امام محمد باقر رض

نام محمد، کنیت ابو جعفر، لقب باقر، شاکر، ہادی، بروز جمعہ ۳ صفر ۵۷ھ
کو حضرت امِ عبد اللہ فاطمہ بنت امام حسن مجتبیٰ رض کے بطن سے بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے
معرکہ کربلا میں بعمر چار سالہ ہمراہ جد بزرگوار حضرت امام حسین رض موجود تھے۔

۵۵ ۵۶ ۵۷ روضۃ الشہداء ۵۸ سالک السالکین جلد اول ۵۹ طبقات مناوی، روضۃ الشہداء، تحفۃ الاصفیاء جلد اول، تراث

صورت و سیرت میں مثل آبائے کرام رضی اللہ عنہم تھے ، بڑے عالم ، یگانۂ روزگار تھے ، نشرِ علوم اسقدر فرمایا ہے کہ دوست و دشمن ان کو باقر العلوم کہتے تھے ، صاحبِ ارشاد کا قول ہے کہ جس قدر علمِ دین اور سنن و علم القرآن و سیر و فنون و ادب وغیرہ ان سے ظاہر ہوئے وہ کسی سے ظاہر نہیں ہوئے ، ایک بار مقامِ عرفات میں تیس ہزار آدمیوں نے تیس ہزار سوالہائے مختلف مسائلِ مشکلہ کے ان سے کئے ، اور فوراً جوابہائے شافی پاکر کمالات و فضائل کے معترف ہوئے ۔

عطا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے علمائے کرام کو از روئے علم کے کسی کے پاس اسقدر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ ان کے روبرو دیکھا ، طبقات الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد ، اور جدِ امجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک طائفہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ، اور ان سے ان کے صاحبزادہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ و عطار رضی اللہ عنہ و ابن جریج رضی اللہ عنہ و امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ و اوزاعی رحمہ اللہ و زہری رحمہ اللہ وغیرہ نے حدیث کو لیا ہے ، اور ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ جنہوں نے سب سے پہلے حدیث کی تدوین کی ہے ان کو حدیث میں ثقہ لکھا ہے ، اور امام نسائی رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ کے فقہائے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے ، ابن سعد رحمہ اللہ طبقات میں لکھتے ہیں کہ یہ تابعین اہلِ مدینہ کے تیسرے طبقہ میں سے تھے ، اور نہایت عالم و عابد و ثقہ تھے ،

صواعق محرقہ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اے جابر رضی اللہ عنہ ! حسین رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکا ہوگا اس کا نام علی رکھا جائے گا ، جس وقت قیامت کے دن ندا ہوگی یا سید العابدین اٹھو تو وہی لڑکا اٹھے گا ، پھر اس لڑکے کا ایک لڑکا ہوگا ، جس کا نام محمد ہوگا ، پس اے جابر رضی اللہ عنہ ! اگر تو اس وقت زندہ رہے تو میرا سلام اس کو کہنا چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہ سلامِ نبوی ان کو پہنچایا ۔

یہ بڑے عابد، زاہد، خاشع، خاضع، پاک طینت اور بزرگ نفس تھے، تمام اوقات کو عبادت و طاعت الٰہی سے معمور رکھتے، آدھی رات گذرنے رویا کرتے، اور درگاہِ الٰہی میں نہایت عاجزی سے مناجات کیا کرتے۔

بروز دوشنبہ، ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو انتقال فرمایا، اور جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اِن کے چار صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام جعفر صادق رضؓ (۲) عبداللہ رضؓ (۳) ابراہیم رضؓ (۴) علی رضؓ۔

اِن میں سے صرف امام جعفر صادق رضؓ کی اولاد باقی ہے۔

امامِ ششم۔ حضرت امام جعفر صادق رضؓ

نام جعفر، کنیت ابوعبداللہ، ابواسمٰعیل، لقب صادق، فاضل، طاہر، بروز دوشنبہ ۱۷ ربیع الاوّل ۸۳ھ کو حضرت امّ فروہ بنت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضؓ کے بطن سے بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

بڑے حسین و جمیل و شکیل تھے، ملتِ نبوی کے سلطان، حجتِ مصطفوی کے برہان، الٰہیوں کے شیخ، مجردوں کے امام، اہلِ ذوق کے پیشرو، صاحبانِ عشق و محبت کے پیشوا، عابدوں کے مقدم، زاہدوں کے مکرم تھے، اُنہوں نے طریقت کی باتیں بہت کچھ فرمائی ہیں، اکثر روایات اِن سے مروی ہیں، ہر علم و اشارات میں مدرجہ کا کمال حاصل تھا، جملہ مشائخ عظام کا اِن پر اعتقاد تھا، اور اِن کو پیشوائے مطلق جانتے تھے، عمرو بن مقدامؓ فرمایا کرتے کہ جب میں امام جعفر صادقؓ کو دیکھتا تھا، تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ یہ سلالۂ انبیاء کرامؑ سے ہیں۔

لہ روضۃ الشہداء، روضۃ الصفا جلد اول، مسالک السالکین جلد اول۔ ؎ روضۃ الشہداء۔ ؎ شواہد النبوۃ، نزہۃ الاصفیاء جلد اول، مسالک السالکین جلد اول۔ ؎ نفحات الانس جلد اول۔ ؎ تذکرۃ الاولیاء۔

طبقات الحفاظ میں ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد اور زہری رض اور ابن المنکدر رض سے
حدیث لی ہے ، اور ان سے سفیان ثوری رض اور ابن عیینہ رض اور شعبہ رض اور یحیی القطان
اور امام مالک رض اور امام موسے کاظم رض نے حدیث روایت کی ہے ، اور صواعق محرقہ میں ہے
کہ اعیان ائمہ میں سے مثل یحیے بن سعید رض و ابن جریج رض و امام مالک بن انس رض اور
سفیان ثوری رض و سفیان بن عیینہ رض و امام ابو حنیفہ رض و ابو ایوب سجستانی رض نے ان سے
حدیث کو اخذ کیا ہے ، اور ابو حاتم رح کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق رض ایسے ثقہ ہیں کہ ان
جیسے کی نسبت ہرگز پوچھا نہیں جاتا ۔

یہ صاحب تصنیف حقایق و لطایف تفسیر و اسرار تنزیل میں بے نظیر و فائق تھے ، شرح مواقف
اور روضۃ الصفا وغیرہ میں ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے علمنا غابر ومزبور ونکت
فی القلوب ونقر فی الاسماع وان عندنا الجفر الاحمر والجفر الابیض ومصحف فاطمۃ
وان عندنا الجامعۃ فیہا جمیع ما یحتاج الناس الیہ جب تفسیر ان کلمات کی پوچھی گئی
تو فرمایا غابر علم اس کا ہے جو زمانہ آیندہ میں تا قیام قیامت ہوگا ، اور مزبور علم اس کا
ہے جو روز ازل سے زمانہ حال تک وقوع میں آیا ، اور نکت الہام غیبی ہے ، اور نقر اسماع
کلام ملائکہ ہے جو میں سنتا ہوں ، اور جفر الاحمر ایک ظرف ہے جس میں سلاح حضرت رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ، اور جفر الابیض بھی ایک ظرف ہے کہ توریت و انجیل و
زبور اور جملہ کتب سماوی اس میں ہیں ، اور مصحف فاطمہ ایک کتاب ہے جس میں جو کچھ قوت
سے فعل میں آتا ہے اور نام ہر ایک ملک و حاکم کا جو قیامت تک ہوں گے لکھا ہے ،
اور جامعہ بھی ایک کتاب ہے مثل طومار کے ستر گز لانبی ہے ، اس میں وہ سب باتیں
درج ہیں جن کی خلق خدا قیامت تک محتاج ہوگی ۔

بروز دوشنبہ ۱۴ شوال ۱۴۸ھ کو انتقال فرمایا ، اور جنت البقیع میں حضرت امام حسن

مجتبٰے رض کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ؎

ان کے سات صاحبزادے ہوئے۔

(۱) ابو محمد اسمٰعیل اعرج رض متوفی ۱۳۸ھ۔ ان کی اولاد سے سادات بنو البغیض، بنو البزار، بنو التمام وغیرہم بلادِ مصر، حلہ، سوار، دمشق، عراق عرب، ہندوستان وغیرہ میں آباد ہیں۔ ؎

(۲) عبداللہ المشہور بہ ابن الاقطع رض۔

(۳) ابو محمد اسحاق مؤتمن رض۔ صورت و شباہت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت تامہ رکھتے تھے، سفیان بن عیینہ رض ان سے حدیث روایت کرتے تھے، ان کی اولاد سے سادات بنو الوارث رہے ہیں، اور دیگر جاعتیں بلادِ مصر، نصیبین، حران، رقہ، حلب وغیرہ میں آباد ہیں۔ ؎

(۴) محمد مامون دیباج رض متوفی ۲۰۳ھ۔ صاحب حسن و جمال تھے۔ ان کی اولاد سے سادات بنو قتیبہ، بنو الطیارہ، بنو العروس، بنو الخوارزمیہ وغیرہم بلادِ مصر، شیراز، ہندوستان وغیرہ میں آباد ہیں۔ ؎

(۵) ابو الحسن علی العریضی رض متوفی ۲۱۶ھ۔ اپنے بھائی امام موسےٰ کاظم رض سے علوم سیکھے۔ ان کی اولاد سے سادات عریضیون، بنو بہاؤ الدین، بنو مختار، بنو صخی، بنو الجدہ، بنو ثوابہ، بنو المختص وغیرہم بلاد مدینہ طیبہ، مصر، نصیبین، ہندوستان وغیرہ میں آباد ہیں۔ ؎

(۶) امام موسےٰ کاظم رض

(۷) عباس رض۔

ان میں سے عبداللہ رض اور عباس رض کے سوا سب کی اولاد باقی ہے۔ ؎

؎ تذکرۃ الخواص ۱۲۔ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ ؎ ؎ ؎ ؎ روضۃ الشہداء ۱۲ شرافت۔

امامِ ہفتم

امام ہفتم۔ حضرت امام موسےٰ کاظم رضہ

(۱) نام موسےٰ ، کنیت ابو الحسن ، ابو ابراہیم ، لقب صابر ، صالح ، امین ، کاظم ، بروز یکشنبہ ، ۷ صفر ۱۲۸ھ کو امّ ولد حضرت حمیدہ بربریہ رضہ کے بطن سے بمقام ابواء پیدا ہوئے عہ ولیِ کامل صاحبِ مناقب فاخرہ تھے ، مستجاب الدعوات ایسے کہ لوگ ان کو وسیلہ کردانتے اور اِن سے دعا کرواکر مقصود کو پہنچتے ، اسی سبب سے اہلِ عراق اِن کو بابِ قضاء الحوائج کہتے تھے ، امام شافعی رضہ فرماتے ہیں کہ قبرِ امام موسےٰ کاظم رضہ اجابتِ دعا کیلئے تریاق مجرب کا حکم رکھتی ہے۔ یہ بڑے عابد ، زاہد ، قائم اللیل ، صائم النہار تھے ، بسبب کثرت عبادات واجتہادات اور شب بیداری کے عبد الصالح کہے جاتے ، خفیہ طور پر راتوں میں لوگوں کو حاجات کے موافق روپیہ اشرفی پہنچایا کرتے ، اِن کے والد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق رضہ فرمایا کرتے کہ یہ میرے تمام فرزندوں میں بہترین فرزند ہے ، اور اللہ تعالیٰ کے موتیوں سے ایک موتی ہے۔

کشف الظنون میں ہے کہ حافظ ابو نعیم محدث رحمہ نے مسند امام موسےٰ کاظم رضہ کو جمع کیا ہے بروز جمعہ ۵ رجب ۱۸۳ھ کو انتقال فرمایا عہ اور بغداد شریف محلہ کاظمین میں دفن ہوئے۔ اِن کے اکیس[۲۱] صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام علی رضا رضہ۔

(۲) زید النار رضہ۔ بصرہ پر غالب آئے ، بنی عباس کے گھروں اور نخلستانوں کو جلا دیا آخر گرفتار کرکے مرو پہنچائے گئے ، اِن کی اولاد سے ساداتِ بنو صعیب ، بنو المکارم ، وغیرہ بلادِ مغرب ، قیروان ، قزوین ، ہمدان وغیرہ میں آباد ہیں سہ

(۳) عقیل رضہ۔

عہ تذکرۃ الخواص الامۃ۔ روضۃ الشہداء۔ خزینۃ الاصفیا جلد اول۔ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول۔ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ سہ روضۃ الشہداء ۱۲ شرافت۔

(۴) ہارون رض۔ اِن کی اولاد موجود ہے، امیر کابلوس اِن کی نسل سے تھا۔

(۵) حسن رض۔ اِن کی اولاد سے سادات بنو علی عزرمی وغیرہ مختلف شہروں میں آباد ہیں

(۶) حسین رض۔ (۷) عبیداللہ رض۔

(۸) عبداللہ رض۔ اِن کی اولاد حجاز و شیراز میں آباد ہے۔

(۹) عبدالرحمٰن رض۔

(۱۰) اسمٰعیل رض۔ اِن کی اولاد سے سادات بنو ابی العساف، بنو الوراق وغیرہ مختلف

علاقوں میں آباد ہیں۔

(۱۱) اِسحاق امیر رض۔ اِن کی اولاد سے سادات بنو الملہوس، بنو الوارث وغیرہ بلادِ

بلخ و طخارستان وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۱۲) یحییٰ رض۔ (۱۳) احمد رض۔ (۱۴) ابوبکر رض۔

(۱۵) محمد عابد رض۔ اِن کی اولاد سے سادات بنو احمد، آل ابی الغایز، بنو ابی مزن

آل ابی الحرث، بنو الضریر، آل ابی الحمراء وغیرہم کرمان و دیگر مختلف شہروں میں آ

ہیں۔

(۱۶) جعفر اکبر الملقب بہ حواری رض۔ اِن کی اولاد سے سادات حواریون حجاز و عراق

عرب میں آباد ہیں۔

(۱۷) جعفر اصغر رض۔

(۱۸) ابوالقاسم حمزہ رض۔ اِن کی اولاد بلادِ عجم، بلخ، خراسان وغیرہ میں آباد ہے

(۱۹) عباس رض۔ اِن کی اولاد قلیل ہے۔

(۲۰) ابراہیم مرتضٰے اصغر رض۔ اِن کی اولاد سے سادات آلِ رافع، بنی الرزاق، بنو

بنو المحسن، آل ابوالسعادات وغیرہم بلادِ بصرہ، آبل، فارس، دینور، شیراز،

بغداد

بغداد، سامرہ، مشہد، دمشق وغیرہ میں آباد ہیں۔

(۲۱) قاسم رضؓ

ان میں سے امام علی رضاؓ، زید النارؓ، ہارونؓ، حسنؓ، عبداللہ رضؓ، اسمٰعیل رضؓ، اسحاق امیر رضؓ، محمد عابد رضؓ، جعفر حواری رضؓ، ابوالقاسم حمزہ رضؓ، عباس رضؓ، ابراہیم مرتضٰے اصغر رضؓ کی اولاد باقی ہے۔

امام ہشتم۔ حضرت امام علی رضا رضؓ

نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب صابر، ولی، زکی، رضا، بروز پنجشنبہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۵۳ھ کو ام ولد حضرت تحمینہ رضؓ کے بطن سے بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔

جملہ صفات میں مثل آبائے کرام رضؓ تھے، جب شکم والدہ میں تھے تو مائی صاحبہ رضؓ کو کوئی ثقل معلوم نہ ہوتا تھا، اور شکم سے تسبیح و تہلیل کی آواز سنتی تھیں۔

بڑے عالم وحید العصر فرید الدہر تھے، ابراہیم بن عباس رحؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں دیکھا، خلیفہ مامون الرشید ان سے اکثر امتحاناً سوال کیا کرتا اور یہ جواب شافی دیا کرتے، جب کوئی سوال کرتا، تو آیتِ قرآن سے اس کو جواب دیتے، قلیل النوم و کثیر الصوم تھے، ہر ماہ میں تین روزے کبھی ان سے ترک نہیں ہوئے اکثر اندھیری راتوں میں خیرات کرتے، جب خلوت میں ہوتے فقیرانہ لباس پہنتے، جب دربار شاہی میں جاتے لباسِ فاخرہ زیبِ بدن فرماتے، خاکساری اور منکسر مزاجی اس درجہ تھی کہ موسم گرما میں چٹائی پر اور موسم سرما میں ٹاٹ یا کمل پر بیٹھا کرتے غلاموں کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ یہ سب سادات سے ذکر میں روشن تر اور قدر میں سب سے برتر تھے

[illegible]

اسی واسطے خلیفہ مامون نے اِن کو اپنے سینہ میں جگہ دی، اور اپنی لڑکی سے اِن کا نکاح کیا

اور خلافت کا ولیعہد کیا۔

شیخ معروف کرخی رح جیسے اکابر اولیا اِن کے دروازہ کی دربانی کرتے رہے، اور اِن کے

وسیلہ سے خدا کو پہنچے۔

صاحبِ کشف الظنون نے لکھا ہے کہ مسندِ اہل البیت اِن کی تالیف سے ہے۔

بروز جمعہ ۱۹ رصفر ۲۰۳ھ کو انتقال فرمایا، اور مشہد مقدس میں مدفون ہوئے۔

اِن کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام محمد تقی رض (۲) حسن رض (۳) حسین رض (۴) جعفر رض (۵) ابراہیم رض۔

اِن میں سے صرف امام محمد تقی رض کی اولاد باقی ہے۔

امام نہم۔ حضرت امام محمد تقی رض

۹۵

نام محمد، کنیت ابوجعفر، لقب تقی، جواد، قانع، مرتضٰے، بروز سہ شنبہ ۱۹ رمضان

کو امِّ ولد حضرت سکینۃ المرسیۃ رض کے بطن سے بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے، جو ماریہ قبطیہ

قبیلہ سے تھیں۔

یہ جوانِ حسین جملہ خصائل میں مثل آباء کرام رض کے تھے، بڑے عالم، بڑے عاقل، بڑے

حاضر جواب اور صاحبِ کشف وکرامات تھے، خورد سالی میں مراتبِ امامت کو پہنچے،

فیضِ باطن سے بہت لوگ مستفیض ہوئے، خلیفہ مامون الرشید اِن کی کمال تعظیم

توقیر کرتا تھا. جسقدر اِن کے علم وفضل وکمالِ عقل اور فہم وفراست کی حقیقت اس

کھلتی گئی، اُسی قدر، وہ تعظیم وتکریم میں مبالغہ کرتا گیا، آخر اپنی بیٹی ام الفضل سے

نکاح کر دیا، اور ہزار دینار خرچ سالانہ اِن کو دیتا رہا۔

ایک بار

ایک بار خلیفہ مامون نے قاضی یحییٰ بن اکثم سے جو متبحر عالم تھا، اِن کا مناظرہ کروایا، جس میں وہ نہایت لاجواب ہوا، اور اِن کو نمایاں فتح ہوئی، اور ارکینِ دولت و اعیانِ سلطنت کی طرف سے احسنت احسنت کے آوازے آنے لگے۔

بروز سہ شنبہ ۸ ذیقعدہ ۲۲۰ھ کو انتقال فرمایا،[ہ] اور بغداد شریف محلہ کاظمین میں اپنے جدامجد حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اِن کے دو صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام علی نقی رضی اللہ عنہ۔

(۲) موسیٰ مبرقع رضی اللہ عنہ۔ اِن کی اولاد سے سادات بنو الحشاب وغیرہ بلادِ قم، مشہد، ہندوستان وغیرہ میں آباد ہیں۔[ہ]

دونوں صاحبزادوں کی اولاد باقی ہے۔

امام دہم۔ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ

نام علی، کنیت ابوالحسن ثالث، لقب نقی، ہادی، زکی، عسکری، متوکل، ناصح، مرتضیٰ، نقیہ، امین، طیّب، بروز جمعہ ۱۳ رجب ۲۱۴ھ کو اُمّ ولد حضرت ثمانہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے۔[ہ]

علم و سخاوت میں وارث اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے تھے، اور جملہ حالات میں مثل آبائے کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ لباس پشمین پہنتے، اِن کے مناقب و اوصاف حدِ حصر سے افزوں ہیں۔

ایک بار کوفہ کا رہنے والا ایک اعرابی اِن کے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ میں محبانِ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے ہوں، مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہو گیا ہے، جس کا ادا کرنا میری قدرت سے باہر ہے، انہوں نے ایک تمسک بدستخط خاص لکھ کر اُس کے حوالہ

ہ صواعق محرقہ۔ سبائک الذہب۔ [illegible]

کیا، اور فرمایا کہ تو مجلس عام میں مجھ پر سخت تقاضا کر، چنانچہ اعرابی نے ایسا ہی کیا، انہوں نے تین روز کی مُہلت چاہی، اُس نے منظور کی، آخر اس تقاضا کی خبر خلیفہ متوکل کو پہنچی، اُس نے تیس ہزار درہم فی الفور ان کے پاس بھیجے، انہوں نے سب کے سب اعرابی کو عنایت کئے، وہ پکارتا ہوا چلا گیا، اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام ۱۲)

پہلے ان کا قیام مدینہ منورہ میں تھا، خلیفہ متوکل بگمانِ خروج اِن کو بغداد لے گیا، وہاں بغداد کے متصل شہر سرمن رائے المعروف عسکر میں انہوں نے سکونت اختیار کی۔

بروز دوشنبہ ۲۵ جمادی الآخر ۲۵۴ھ کو انتقال فرمایا، اور سرمن رائے میں مدفون ہوئے۔ عہ

ان کے چار صاحبزادے ہوئے۔

(۱) امام حسن عسکری رض (۲) حسین رض (۳) محمد رض۔

(۴) ابو عبداللہ جعفر کذّاب الملقب بہ ابوالکرین رض متوفی ۲۷۱ھ امامت امام مہدی کے منکر تھے اسی لئے شیعہ گروہ ان کو کذّاب کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ ان کی اولاد سے سادات بنی النازوک، تواسم، بدوز، قلتات، بنی کعب، مواجد وغیرہم بلادِ مصر و شام میں سہ، اور سادات بخاری و بھاکری ہندوستان میں آباد ہیں۔

ان میں سے صرف جعفر کذاب رض کی اولاد باقی ہے۔

امامِ یازدہم۔ حضرت امام حسن عسکری رض

نام حسن، کنیت ابو محمد، لقب خالص، سراج، زکی، عسکری، بروز دوشنبہ ۸ ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو ام ولد حضرت سوسن رض کے بطن سے بمقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے

عہ صواعق محرقہ۔ روضۃ الشہداء۔ خزینۃ الاصفیا جلد اول۔ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ عـه روضۃ الشہداء ۱۲ سہ تذکرۃ الخواص الامۃ۔ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ شرافت۔

پیدا ہوئے۔

چال حالات میں مثل اپنے آبائے کرام رضی اللہ عنہم کے تھے، اللہ تعالیٰ نے طفولیت میں ہی ان کو ولایت وکرامت وکمال علم وعقل وفہم وفراست عطا فرمایا۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ زمانہ لڑکپن میں بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اور لڑکے کھیل رہے ہیں، اور یہ پاس کھڑے رو رہے ہیں، بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میاں صاحبزادے! میں تمہیں کھیلنے کی چیز مول لے دیتا ہوں، انہوں نے فرمایا، اے دیوانہ! ہم کھیلنے کے لئے نہیں بلکہ علم وعبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں، بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا افحسبتم انما خلقنکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون (المومنون ع) بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت چاہی، انہوں نے چند اشعار پڑھے، اور بیہوش ہو کر گر پڑے، جب افاقہ ہوا، بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابھی تو آپ بچہ ہیں، کوئی خطا نہیں کی، اس قدر غم کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا میں نے اپنی ماں کو آگ سلگاتے دیکھا ہے، جب تک چھوٹی لکڑیاں نہیں جلائیں بڑی لکڑیوں کو آگ نہیں لگی، اسی طرح مجھے بھی خوف ہے کہ کہیں جہنم کی چھوٹی لکڑی نہ بنوں۔

سخاوت کا یہ حال تھا کہ سید علی بن ابراہیم بن موسےٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ دو نو تنگی معیشت سے گھبرا کر ان کی خدمت میں آئے، قبل اطلاع دینے کے خود ہی انہوں نے پانچسو درہم کی تھیلی سید علی رضی اللہ عنہ کو، اور تین سو درہم کی تھیلی محمد رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

جس روز ان کا انتقال ہوا تمام سامرہ میں ہل چل پڑ گئی، غوغا برپا ہوا، دکانیں بند ہو گئیں، اور سب خاص وعام جنازے پر حاضر ہوئے۔

بروز جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو انتقال فرمایا، اور سر من رأے المعروف سامرہ میں

اپنے والد بزرگوار حضرت امام علی نقی رضؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔
ان کے ایک ہی صاحبزادہ امام محمد مہدی رضؓ تھے۔

امام دوازدہم۔ حضرت امام محمد مہدی رضؓ

نام محمد، کنیت ابو القاسم، لقب حجۃ اللہ، مہدی، صالح، شب جمعہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ام ولد حضرت نرگس رضؓ کے بطن سے بمقام سر من رائے پیدا ہوئے۔

حضرت بی بی حکیمہ بنت امام محمد تقی رضؓ کہتی ہیں کہ جب ان کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو میں نے نرگس رضؓ کو اپنی گود میں لے لیا، اور سورہ اخلاص و انا انزلنا و آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرنے لگی۔ میں نے سنا کہ وہی چیز بچہ پیٹ میں پڑھ رہا تھا، پھر سارا گھر منور ہوگیا، اور یہ پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گر پڑے، پھر میں امام حسن عسکری رضؓ کے پاس حجرہ میں لیگئی، انہوں نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، اور زبانِ مبارک ان کے منہ میں دی، اور فرمایا اے بچے خدا کے حکم سے گویا ہو، بچے نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین (القصص-۶) بی بی حکیمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اسوقت مرغانِ سبز آسمان سے اترے، ایک کو امام حسن عسکری رضؓ نے فرمایا خذہ فاحفظہ حتی یاذن اللہ منہ فان اللہ بالغ امرہٖ میں نے پوچھا یہ کون تھے؟ امام صاحبؓ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، اور دوسرے مرغ دوسرے فرشتے تھے، پھر میں نے بچہ کو ماں کی گود میں پہنچایا۔

یہ ناف بریدہ اور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے، دو زانو بیٹھے، انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی، پس چھینک آئی اور فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ جب پانچ برس کے ہوئے

سہ صواعق محرقہ۔ خزینۃ الاصفیا جلد اول۔ مسالک السالکین جلد اول ۲۰ شرافت۔

کے ہوئے تو والد بزرگوار نے وفات پائی، اللہ تعالیٰ نے ان کو چھوٹی عمر میں ہی حکمت عطا فرمائی تھی۔

باتفاقِ اہلِ تواریخ اِن کی وفات بروز جمعہ، محرم ۲۶۰ھ کو ہوئی، اور سامرہ میں اپنے آبا رضہ کے پاس مدفون ہوئے۔

شیعہ گروہ اِن کی غیبت کے قائل ہیں، اور اِن کو مہدی آخر الزمان مانتے ہیں، لیکن یہ غلطی ہے، وہ فی الحقیقت وفات پا چکے ہیں، اور جو مہدی آخر الزمان ہوں گے اُن کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا نہ کہ محمد بن حسن رضہ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے،

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ تعالیٰ ذٰلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطًا وعدلاً کما ملئت ظلمًا وجورًا۔ (رواہ احمد وابو داؤد و ابونعیم والترمذی قال ہٰذا حدیث حسن صحیح) اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ اُس کا مولد مدینہ منورہ ہوگا۔

مؤلف کتاب ہٰذا فقیر شرافت علوی عباسی قادری نوشاہی عافاہ اللہ کہتا ہے کہ میں نے اس کتاب میں اولادِ حضرت امیر رضہ میں حضرات حسنین رضہ کا تذکرہ تو کیا تھا مگر اُن کی اولادِ امجاد کا بخوفِ طوالت کچھ ذکر نہیں کیا تھا، نیز اپنے سلسلہ طریقت کا لحاظ بھی ملحوظ تھا، ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اہلِ بیتِ کرام خصوصًا ائمہ اثنا عشر رضہ صفوں پر قبلہ رو بیٹھے ہوئے عبادت میں مشغول ہیں، چھ امام پہلی صف میں ہیں، اور چھ امام دوسری صف میں، باقی ساداتِ عظام رضہ ان کے پیچھے صفوں میں ہیں، میں نے نہایت خضوع و خشوع سے آداب عرض کئے، اور سب نے میری

طرف نگاہِ شفقت سے دیکھا، اور سب کے خلیے مبارک میں نے یاد کئے، جب بیدار ہوا تو فیضانِ نبوت وامامت سے اپنے آپ کو مستفیض پایا، اسی وقت اشتیاق غالب ہوا تو بارہ اماموں کے حالات تبرکاً اس کتاب میں داخل کر دیئے، خدا تعالیٰ حضرات ائمہ معصومین رض کی طفیل میرا خاتمہ بالایمان کرے۔ اور بروزِ قیامت اُن کے غلاموں میں محشور ومحسوب فرماوے، آمین۔

تلامذۂ حدیث

حضرت امیر رض سے صحابہ وتابعین رض کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے صحابہ رض میں سے آپ کے تلامذہ یہ ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعود رض (۲) عبداللہ بن جعفر رض (۳) عبداللہ بن زبیر رض (۴) عبداللہ بن عباس رض یہ علم تفسیر میں بھی آپ کے شاگرد تھے (۵) جابر بن عبداللہ رض (۶) جابر بن سمرہ رض (۷) جریر بن عبداللہ بجلی رض (۸) عبدالرحمٰن بن اشیم رض (۹) صہیب بن سنان رض (۱۰) براء بن عازب رض (۱۱) زید بن ارقم رض (۱۲) حذیفہ بن اسید رض (۱۳) طارق بن اشیم رض (۱۴) عمارہ بن رُوَیبہ رض (۱۵) بشر بن سحیم رض (۱۶) عمرو بن حریث رض (۱۷) ابو رافع رض مولےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۸) ابو جحیفہ رض (۱۹) ابو ہریرہ رض (۲۰) ابو امامہ رض (۲۱) ابو لیلےٰ رض (۲۲) ابو سعید رض (۲۳) ابو الطفیل رض (۲۴) سفینہ رض (۲۵) امام حسن رض (۲۶) امام حسین رض۔

اور تابعین میں سے آپ کے تلامذہ یہ ہیں۔

(۱) محمد حنفیہ فرزند حضور رض (۲) آپ کی بیٹی فاطمہ رض (۳) عبداللہ بن ابی رافع (۴) کاتب رض

کاتب رضؓ (۴) قیس بن ابی حازم رضؓ (۵) مالک بن اویس رضؓ (۶) احنف بن قیس رضؓ
(۷) زید بن وہب رضؓ (۸) زر بن حبیش رضؓ (۹) عبید بن عمیر رضؓ (۱۰)
حارث بن سوید رضؓ (۱۱) سعید بن المسیب رضؓ (۱۲) عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ رضؓ
(۱۳) عبداللہ بن شداد بن الهاد رضؓ (۱۴) مطرف بن عبداللہ الشخیر رضؓ (۱۵) کمیل
بن زیاد رضؓ (۱۶) قاضی شریح بن ہانی رضؓ (۱۷) عبیدة السلمانی رضؓ (۱۸)
حارث اعور رضؓ (۱۹) مسروق رضؓ (۲۰) شعبی رضؓ (۲۱) حسن بصری رضؓ (۲۲)
ابو وائل رضؓ (۲۳) شقیق بن سلمہ اسدی رضؓ (۲۴) ابوعبدالرحمٰن السلمی القاری رضؓ
(۲۵) ابوالاسود الدؤلی رضؓ (۲۶) ابوعمرو النہابی رضؓ (۲۷) ابورجاء العطاردی رضؓ عه

غلام | حضرت امیر رضؓ کے دو غلام زیادہ مشہور و معروف تھے، اول قنبر رضؓ جو زیادہ مشہور ہیں، دوسرے یحییٰ بن کثیر رضؓ جو نہایت عالم و فاضل تھے، امام اوزاعی رضؓ ان سے روایت کرتے ہیں، ان کے بیٹے عبداللہ بن یحییٰ رضؓ بڑے عالم تھے عه

حاجب | آپ کے حاجب دو تھے بشیر خادم رضؓ اور قنبر غلام رضؓ۔

عامل | آپ کے ایام خلافت میں بصرہ کے عامل حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ تھے، اور یمن پر عبیداللہ بن عباس رضؓ اور طائف و مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات پر قثم بن عباس رضؓ، اور مصر پر محمد بن ابوبکر صدیق رضؓ، اور مدینہ طیبہ پر ابو ایوب انصاری رضؓ یا سہل بن حنیف رضؓ، اور خراسان پر خلید بن قرة الیربوعی رضؓ تھے۔

کاتب | آپ کے کاتب خاص حضرت عبداللہ بن ابی رافع تھے۔

[illegible]

خلفائے عظام

اکثر مشائخ کبار؂ اس پر متفق ہیں کہ حضرت امیر رضؓ سے خرقہ خلافت صرف چار صاحبوں کو پہنچا، جن کو چار پیر یا چار خلیفہ کہا جاتا ہے۔

(۱) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضؓ

ان کی ذاتِ بابرکات سے سلسلہ طریقت آگے جاری ہوا ہے، چنانچہ ساداتِ کیلانیہ اَباً عَنْ جَدٍّ خرقہ خلافت سے مشرف ہوتے چلے آئے ہیں؂۔

(۲) حضرت امام حسین شہید کربلا رضؓ

ان سے بھی سلسلہ طریقت نے فروغ پایا، ائمہ اہل بیت اطہار رضؓ اسی آبائی سلسلہ میں ہی خلافت یافتہ تھے؂۔

(۳) حضرت خواجہ حسن بصری؂

ان کا ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۴) حضرت خواجہ کمیل بن زیاد نخعی؂

اکابر تابعین و اعاظم خلفائے حضرت امیر سے تھے۔ بقولِ صاحبِ تہذیب التہذیب ۸۳ھ میں بعمر نوّے سال حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے؂۔ قبر مکہ مکرمہ میں ہوئی؂۔

ان کا سلسلہ طریقت بھی آگے چلا ہے، کبار اولیاء اللہ اس سلسلہ میں بھی ہوئے ہیں، چنانچہ نفحات الانس میں بزرگانِ مشائخ شیخ ابوسعید مجد الدین شرف بن المؤید بن ابی الفتح بغدادی؂ اور شیخ عین الزمان جمال الدین گیلی؂ اور شیخ سعد الدین محمد بن المؤید بن ابی بکر بن ابی الحسن بن محمد حموی؂ اور بابا کمال جندی؂ اور شیخ

رضی الدین علی

له عه الاصابہ ۱۲ عه تہذیب التہذیب ۳۸۹ عه لطائف اشرفی ۳۱۲ آخر

رضی الدین علی لالا رح اور شیخ سیف الدین باخرزی رح اور شیخ نجم الدین رازی رح
وغیرہم کو مرید شیخ نجم الدین کبرے رح کا لکھا ہے ، وہ مرید شیخ اسمٰعیل قصری رح
(متوفی ۵۸۹ھ) کے ، وہ مرید شیخ محمد بن مالکیل رح کے ، وہ مرید شیخ محمد بن داؤد
المعروف خادم الفقرا کے ، وہ مرید شیخ ابو العباس ادریس رح کے ، وہ مرید شیخ ابو القاسم
بن رمضان رح کے ، وہ مرید شیخ ابو یعقوب طبری رح کے ، وہ مرید شیخ ابو عبداللہ
بن عثمان رح کے ، وہ مرید شیخ ابو یعقوب نہر جوری رح کے ، وہ مرید شیخ ابو یعقوب
سوسی رح کے ، وہ مرید شیخ ابو عبداللہ عبد الواحد بن زید رح کے ، وہ مرید خواجہ
کمیل بن زیاد نخعی صاحب ذکر ہذا کے ہیں

چار پیر۔ کے علاوہ وہ بھی مندرجہ ذیل حضرات حضرت امیر رض کے اکابر خلفا سے ہیں۔

(۵) حضرت خواجہ اُویس قرنی رح

قبیلہ مراد سے تھے جو مذحج کی ایک شاخ ہے ، سلسلہ نسب یہ ہے خواجہ اویس بن عامر
بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان ۔ عہد رسالت میں
موجود تھے ، اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے جو نابینا تھیں دربارِ نبوی میں حاضر نہ
ہو سکے ، اسی وجہ سے شرفِ صحابیت سے مشرف نہ ہو سکے ، لیکن باتفاقِ صلحا
وصوفیائے کرام رح ان کا درجہ زہد و تقوے کے لحاظ سے تابعین میں سب سے
بڑھکر ہے ، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے
انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن یعنی میں یمن کی طرف سے نسیم رحمانی
پاتا ہوں

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر ہزار فرشتہ اویس رح کے
ہم شکل ہوں گے ، اللہ تعالیٰ اُن کے ہمراہ ان کو بہشت میں لے جائے گا - تا کہ کوئی

شخص ان کو پہچان نہ سکے ۔

سلام بن مسکین رض نے کہا کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اس امت میں سے میرا خلیل اویس قرنی رض ہے ۔

حضرت عمر فاروق رض نے ان کو فرمایا کہ میرے لیے مغفرت مانگو ، جواب دیا میں کیسے استغفار کروں آپ تو صحابی رسول ہیں ، انہوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس ہے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل از وفات وصیت فرمائی تھی کہ میرا جبہ مبارک اویس قرنی رض کو پہنچانا ، اور میرا اسلام دینا ، اور کہنا کہ میری امت کیلئے بخشش کی دعا کرے ، چنانچہ حضرت عمر رض اور حضرت امیر رض نے وہ امانت پہنچائی عہ

علقمہ رض کا بیان ہے کہ تابعین میں سات اشخاص ہیں جن پر زہد منتہی ہو گیا ، عامر بن عبد القیس رض ، اویس قرنی رض ، ہرم بن حیان رض ، ربیع بن خیثم رض ، ابو مسلم خولانی رض ، حسن بصری رض ، مسروق رض ۔

ابن زید رح کہتے ہیں کہ اویس رح کی عبادت بھی غیر معمولی تھی ، کبھی کہتے کہ یہ سجدہ کی رات ہے اور تمام شب سجدہ میں گذار دیتے ، اور کبھی کہتے کہ یہ رکوع کی رات ہے اور تمام رات رکوع میں رہتے ، ہر شام کو جو کچھ کھانا یا کپڑا ان کے گھر میں بچتا صدقہ کر دیتے ، پھر کہتے یا اللہ اگر کوئی بھوکا مرے یا ننگا رہے مجھ پر اس کا مواخذہ نہیں ۔

مغیرہ رح کہتے ہیں کہ اویس قرنی رض اپنے کپڑوں کو خیرات کر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے حجرہ میں برہنہ بیٹھے رہتے ، اور کوئی کپڑا ان کے پاس نہیں بچتا تھا جس کو پہن کر جمعہ میں شریک ہو سکیں عہ

عہ طبقات ابن سعد جلد ششم صفحہ ۱۱۲ ... ۱۴۲ ...

جنگ صفین ۳۷ھ میں یہ حضرت امیر رضہ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے دیکھا گیا تو جسم پر چالیس سے زیادہ زخم تھے۔ تاریخ وفات جمعہ تیسری رجب ہے۔

اِن کا سلسلہ بنام اُویسی مشائخ میں رائج ہے، اگرچہ اُویسی ایک روحانی نسبت کا نام ہے لیکن بعض بزرگ سند متصل سے بھی حضرت خواجہ اُویس قرنی رضہ تک اپنا شجرہ طریقت ملاتے ہیں اور اپنے آپ کو اُویسی کہلاتے ہیں، چنانچہ ہماری اس دیار پنجاب میں اُویسیوں کے کئی مقامات ہیں۔ ازانجملہ

ایک بزرگ زاہد مرتاض حضرت سید محمد صالح شاہ صاحب مشہدی سلمہ اللہ تعالیٰ بمقام کوٹ رسولپوریاں ضلع گوجرانوالہ سکونت رکھتے ہیں اور خاندان قادری نوشاہی کے مشاہیر خلیفوں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اویسی طریقہ کے مشائخ سے تھے بلکہ خود بھی اس سلسلہ میں خلافت یافتہ ہیں چنانچہ وہ مرید سید معظم شاہ نوکھری کے وہ مرید شیخ برخوردار کے، وہ مرید سید محمد شاہ داتے والیہ کے، وہ مرید میراں سید حاکم شاہ کوٹ کیلیانی کے، وہ مرید میراں حاجی سید علی اَنہوری اودھانگری کے، وہ مرید حضرت میاں علی بن بہاری کے، یہ بزرگ صاحب جذبہ تھے، حضرت سخی بادشاہ قدس سرہٗ کے معاصرین سے تھے۔ اُس وقت موضع اسرور عرف اودھانگری میں سکونت رکھتے تھے، زمانہ حاضرہ میں وہ گاؤں بنام "میاں علی" مشہور ہے۔ یہ مرید بندگی شاہ جلال الدین محمد بن بایزید کھگہ اویسی جعفری ملتانی مصنف کتاب گلزار جلالی کے، وہ مرید خواجہ عالم الدین[1] کے، وہ مرید شاہ عبداللہ ہادی معشوق الٰہی کے، وہ مرید شیخ جلال الدین محمد رومی کے، وہ مرید خواجہ فخرالدین محمد عراقی کے، وہ مرید بندگی شیخ ابو محمد متوکل کے، وہ مرید خواجہ زین العابدین کے، وہ مرید خواجہ ابوالحسن کے، وہ مرید خواجہ ابوعالم کے

[1] عالم الدین بن ... (margin note, partly illegible)

وہ مرید خواجہ حبیب اللہ نوری کے، وہ مرید خواجہ ابو سعید متوکل کے، وہ مرید خواجہ سید برہان الدین محقق ترمذی کے، وہ مرید خواجہ صدر الدین متوکل کے، وہ مرید شیخ ابو کبیر کے، وہ مرید خواجہ عبد الرحمٰن کاشانی کے، وہ مرید خواجہ عبد الکریم ستاری کے، وہ مرید خواجہ عبد الوہاب کے، وہ مرید خواجہ شرف الدین کے، وہ مرید خواجہ سلیمان کے، وہ مرید خواجہ ابو الخیر توری کے، وہ مرید خواجہ علم الدین کے، وہ مرید خواجہ ابو احمد محمد سامی کے، وہ مرید خواجہ معروف کرخی متوکل کے، وہ مرید خواجہ شمس الدین سجاوندی کے، وہ مرید خواجہ حسام الدین مینی کے، وہ مرید حضرت خواجہ اویس قرنی کے رضوان اللہ علیہم۔عہ

(۶) حضرت محمد اکبر المعروف محمد حنفیہ رضؓ

ان کا ذکر اولادِ حضرت امیر رضؓ کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔

(۷) حضرت ابو عبد الرحمٰن صاحبِ حق رضؓ

حضرت امیر رضؓ سے خلافت پائی، بقول صاحبِ آئینہ تصوف ۱۰۵ھ میں انتقال کیا۔

(۸) حضرت عبد العزیز مکی قلندر المعروف عبد اللہ علم بردار رضؓ

یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک کے نبیوں کا زمانہ پایا، جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہ حاضرِ خدمت ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے اور اصحاب صفہ میں داخل ہو گئے، ان کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قلندر کا خطاب عطا فرمایا تھا، یہ جنگِ صفین میں حضرت امیر رضؓ کے ہمراہ لشکر کے علم بردار تھے، ان سے فیض کثیر پایا، ان پر استغراقی حالت زیادہ رہتی تھی چالیس سال کے بعد افاقہ ہوا کرتا ہے۔عہ

ان کی وفات بروز دوشنبہ وقت نماز تہجد چودھویں شوال ۱۱۱ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک پاک پٹن شریف میں ہے، فقیر شرافت عفی عنہ بھی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔

عہ یہ سلسلہ اویسیہ شیخ جلال الدین کھگ سے لیکر خواجہ اویس قرنی تک کتاب نسیم یمن در حالات اویس قرن ترجمہ کتاب لطائف نفیسیہ در فضائل اویسیہ سے نقل کیا گیا ہے البتہ بعض ناموں کا اختلاف ہے ۱۲ عہ رسالہ اسرار تصوف ماہ جولائی ۱۹۲۵ء

عہ آئینہ تصوف ۱۲ شرافت

ان کے تین

ان کے تین خلیفے مشہور ہوئے ہیں۔

اوّل ۔ میر سید جمال رح۔ چونکہ حضرت قلندر رض کی عمر ہزاروں سال کی ہو چکی تھی، اس لئے بوجہ کبر سن ان کے جسم کے سارے بال خود بخود گر گئے تھے، عشقِ پیر میں سید جمال رح نے اپنا بھی چار ابرو کا صفایا کر دیا، اُس وقت سے قلندریہ طریقہ کے درویش چار ابرو کا صفایا کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

دوم ۔ سید خضر رومی قلندر کھپرا دار رح۔ یہ نہایت آزاد منش اور قلندرانہ سوز وگداز رکھتے تھے، اِن کے پاس ایک برتن تھا جسے کھپرا کہتے تھے، وہ فقیروں کے لئے وقف تھا، جو کچھ کسی کا دل چاہتا اُس میں سے لے لیتا، ایک زمانہ کے بعد اُس کو دفن کر دیا، مدت العمر چار ابرو کا صفایا کرتے رہے لیکن قبل از وفات ایک سال داڑھی رکھ لی بنشٹہ میں بعمر دراز انتقال فرما کر روم میں دفن ہوئے۔

ان کے سلسلہ میں ایک بزرگ شاہ علی اکبر قلندر (متوفی چہار شنبہ ۷ رجب ۱۳۱۴ھ) کاکوری شریف میں مشہور درویش گذرے ہیں۔ وہ مرید اپنے والد شاہ حیدر علی قلندر کاکوروی (متوفی شب شنبہ ۲۰ شوال ۱۲۸۴ھ) کے وہ مرید اپنے والد مولانا شاہ تراب علی قلندر کاکوروی (متوفی یکشنبہ ۵ جمادی الاول ۱۲۷۵ھ) کے۔ اِن کو سلاسل قادریہ، قلندریہ، چشتیہ، سہروردیہ، طیفوریہ، مداریہ، فردوسیہ، نقشبندیہ کی خلافت و اجازت حاصل تھی کتاب مطالب رشیدی اِن کی تصنیف سے ہے۔ وہ مرید اپنے والد شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی (متوفی ۲۰ ربیع الاول ۱۲۲۱ھ) کے۔ کتاب نغمات الاسرار ہندی ان کی تصنیف ہے۔ وہ مرید سید شاہ باسط علی قلندر (متوفی شنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ) کے۔ قلندریہ طریقہ میں گیروا لباس پہلے انہیں نے پہنا ہے، تحفۂ نیشاپور، بیعت الرضوان، کشف الرموز کتابیں انہیں کی تصنیف سے ہیں، مگدھٹہ شریف ضلع الٰہ آباد میں مدفون ہیں۔

مع مصادر از [illegible] ۱۹۲۵ء [illegible] شریف۔

وہ مرید شاہ الٰہدیہ احمد قلندر لاہرپوری (متوفی دوشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۳۷ھ) کے۔
وہ مرید شاہ فتح قلندر (متوفی جمعہ ۲۲ شعبان ۱۱۱۸ھ) کے۔ یہ فقیر کامل ہونے کے علاوہ عامل بھی زبردست تھے۔ عملیات و دعوت اسماء میں جن چیزوں سے پرہیز کرنے کا حکم ہے۔ یہ ان کو بلا تکلف استعمال کرتے۔ آخر موکلوں نے بجائے ڈرانے یا نقصان پہنچانے کے ان کی خوشامد کی تو انہوں نے وہ چیزیں ترک کردیں۔ قلندرپور ضلع اعظم گڑھ میں مزار ہے۔ وہ مرید شاہ مجا قلندر عباسی لاہرپوری (متوفی جمعہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۰۸۴ھ) کے۔ ان کی تصنیف سے ایک فارسی مثنوی ہے جس کے یہ اشعار ہیں

عمر را ضائع مکن در گفتگو　　گفتگو چوں پردہ ہائے تو بتو

ہر کہ روئے یار در دنیا ندید　　ہم نہ بیند او بہ عقبٰے اے مرید

ایں ہمہ علم از تعلیم حق ست　　نے ز جدّ و جہد نے از بق بق ست

وہ مرید شاہ عبدالقدوس قلندر فاروقی جونپوری (متوفی یکشنبہ ۱۲ شوال ۱۰۵۲ھ) کے۔
وہ مرید اپنے والد شاہ عبدالسلام قلندر جونپوری (متوفی دوشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۹۷۶ھ) کے
وہ مرید اپنے والد شیخ محمد قطب قلندر جونپوری (متوفی ۹ ذیقعدہ ۹۳۰ھ) کے۔ وہ مرید اپنے والد شاہ قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی جونپوری (متوفی ۲۵ شعبان ۹۲۵ھ) کے۔ ذکر کے وقت ان کا سر جسم سے جدا ہوجاتا اس لئے ان کا لقب سرانداز غوثی ہوا۔ وہ مرید سید نجم الدین غوث الدہر قلندر (متوفی چہارشنبہ ۲۰ ذی الحجہ ۸۴۲ھ) کے۔ انہوں نے انگلستان اور چین کا دو بار سفر کیا۔ پچاس سال مکہ مکرمہ میں رہے۔ روزہ رکھتے اور بیری کے پتوں سے افطار کرتے۔ بیتالیس حج کئے۔ چالیس سال تک حضرت خدیجۃ الکبرٰی کے مکان پر حاجیوں کو پانی پلایا۔ تیس سال تک ایک پتھر پر بیٹھے رہے۔ ان کے سینے سے ھُو کی آواز نکلتی تھی۔ مالوہ کے صوبہ میں گڑھ مانڈو

قصبہ تالچہ نو[illegible]

قصبہ تالچہ نوہرہ گھاٹی اور سلطان غوری کے محل کے قریب اِن کا مزار ہے، وہ

مرید سید خضر رومی قلندر کھپرادار کے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

سوم۔ شیخ ابو الرّبیع المقدسی رح۔ اِن کے سلسلہ فقریں سے ایک

بزرگ حضرت شاہ مسکین قلندر مداری صحرائے وریال ضلع گوجرانوالہ میں مدفون ہیں،

ہمارے جدِ محترم سید العارفین حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہٗ سے بھی فیض کامل پایا

تھا، وہ مرید شاہ موسےٰ دیوان نوئیں والیہ کے، وہ مرید شاہ ابابکر ناںگا کے،

وہ مرید شاہ حمزہ دیوان کے، وہ مرید شاہ آدی دیوان کے، وہ مرید شاہ

حسین ماہ بلی کے، وہ مرید شاہ کمان نہال نوری کے، وہ مرید شاہ مکن مداری

کے، وہ مرید شاہ کالا دیوان کے، وہ مرید شاہ سرمست کے، وہ مرید شاہ حسن

سرمست کے، وہ مرید شاہ باونہ سرمست کے، وہ مرید بابا مان دریائی مدفون شہر

بڑودہ کے، وہ مرید شاہ علم دریائی کے، وہ مرید میراں جمن جتی کے، وہ مرید سید

ابو التراب بدیع الدین قطب المدار مکن پوری کے، وہ مرید شیخ محمد طیفور شامی کے،

وہ مرید شیخ عین الدین شامی کے، وہ مرید شیخ زین الدین مصری کے، وہ مرید

شیخ عبد الاول سجاوندی کے، وہ مرید شیخ ابو الرّبیع المقدسی کے۔ رحمۃ اللہ علیہم

(۹) حضرت شاہ زُبیر بن عبد الواحد رح

۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

(۱۰) حضرت قاضی ابو المقدام شُریح بن ہانی بن زید الحارثی رح

اکابر خلفائے حضرت امیر رضہ سے تھے، اِن کا سلسلہ فقر موجود ہے۔ چنانچہ اِن کے

خاندان میں حاجی بکتاش ولی المعروف شیخ عدی بن موسےٰ برقی مقتدائے سلسلہ

بکتاشیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ حمید اندلسی کے، وہ مرید شیخ جعفر

بن الیاس کے ، وہ مرید شیخ ابوالحسن قراری کے ، وہ مرید شیخ موسےٰ دیفری کے ، وہ مرید شیخ ابوالفتح حمصی کے ، وہ مرید شیخ اسعد العبسی کے ، وہ مرید شیخ جعفر کوفی کے ، وہ مرید قاضی شیخ کے۔ رضوان اللہ علیہم۔

(۱۱) حضرت شیخ محمود یا تلہ لنگوٹ بند رحمۃ اللہ علیہ

یہ ابدال وقت تھے سب سے پہلے بحالت جذب انہوں نے ستر عورت پر اکتفا کیا یعنی لنگوٹ پہنا ہے ، اِن کا سلسلہ موجود ہے ۔ چنانچہ

راقم الحروف فقیر شرافت عافاہ اللہ نے ایک درویش شیخ صدق علی المعروف مرید دیکھا ہے وہ اپنا شجرہ اِس طرح پر ملاتا ہے ، وہ مرید شیخ قمر علی کا ، وہ مرید شیخ مستان علی کے ، وہ مرید شیخ جھاڑو شاہ کے ، وہ مرید شیخ مراد علی کے ، وہ مرید شیخ چھنٹے شاہ کے ، وہ مرید شیخ خدمت علی کے ، وہ مرید شیخ مستان علی کے ، وہ مرید حضرت سید محمد شفیع کے ، اِن کا مشہور نام شاہ بخاری ہے حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری اوچی کی اولاد امجاد سے تھے ، موضع محمود والا علاقہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں مدفون ہیں ، وہ مرید سید گل شاہ عالم سوہانی کے ، وہ مرید سید حسین شاہ بخاری کے ، وہ مرید شاہ عالم بخاری کے ، وہ مرید شیخ کرم شاہ اولیا کے ، وہ مرید شاہ حمزہ زیتونی کے ، وہ مرید شیخ جمینہ چرم پوش کے ، وہ مرید شیخ سلیم سادار اوچی کے ، اِن کی مزار اوچ مغلیہ میں ہے وہاں کے لوگ اس کو کانی سلیم سے علی کہتے ہیں ، فقیر شرافت اس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے ۔ وہ مرید حضرت جتی لال شہباز قلندر کے ، اِن کا اصلی نام سید عثمان تھا سہروردی طریقہ میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ، طریق ملامتیہ پر چلتے ، سرخ لباس پہنتے تھے ۲۴۷ھ میں انتقال کیا اور ملک سندھ میں بمقام سیون مدفون ہوئے ، وہ مرید شاہ جمال مجرد کے ، وہ مرید سید ابراہیم گرم سیل کے ، اِن کو سہروردی طریقہ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی سے خلافت حاصل تھی ، وہ مرید

عہ خلاصۃ السلاسل ص۴۸ ۔ سہ تاریخ اوچ حفیظ ۔ سہ خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۔ للعہ تذکرہ اولیائے ہند جلد سوم ص۱۱۵ شرافت ۔

تھی، وہ مرید شیخ عبداللہ کاف کے، وہ مرید شیخ کالو کاف کے، وہ مرید شیخ نور ناگا کے، وہ مرید شیخ لال ناگا کے، وہ مرید شیخ براہم علی کے، وہ مرید شیخ سرخ علی کے وہ مرید شیخ سرخ ابدال کے، وہ مرید قاضی تہاب کے، وہ مرید قاضی قلہ تیر کے، وہ مرید شیخ روشن علی کے، وہ مرید شیخ کوچک علی کے، وہ مرید شیخ امان علی کے، وہ مرید حضرت شیخ محمود پاتلہ سر حلقہ لنگوٹ بنداں کے رحمۃ اللہ علیہم۔

اصحاب مرتضوی صاحب جنات الخلود نے لکھا ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے خواص یاران تین سو پچانوے نفر تھے، جن میں سے کچھ تو تلامذہ و خلفا کے ضمن میں گذر چکے ہیں باقی اصحاب میں سے بعض مشاہیر کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) ابو بردہ ازدی (۲) ابو ذر غفاری (۳) ابو مریم (۴) اسامہ بن زید بن حارثہ (۵) اشعث بن قیس (۶) اصبغ بن نباتہ (۷) ام الحکیم (۸) بریدہ بن الخدیب (۹) ثابت بن الحجاج (۱۰) جبلہ بن عمرو (۱۱) جعدہ مخذومی (۱۲) جویریہ ہمدانی (۱۳) حارث بن ہمام (۱۴) حبیب بن مظاہر اسدی (۱۵) حذیفۃ الیمانی (۱۶) خالد بن ابی دجانہ (۱۷) رشید ہجری (۱۸) رفاعہ بن رافع (۱۹) زید بن صوحان عبدی (۲۰) زہیر بن قیس (۲۱) سعید بن مالک (۲۲) سلمہ بن اکوع (۲۳) سلیم بن قیس ہلالی (۲۴) سنان بن مالک نخعی (۲۵) سہیل بن حنیف (۲۶) سیحان بن صوحان (۲۷) شہر بن عبداللہ حوشب (۲۸) شیث بن ربعی (۲۹) صادق بن الاشعث (۳۰) صعصعہ بن صوحان عبدی (۳۱) ضرار بن صامت (۳۲) طارق بن شہاب (۳۳) طرماح بن عدی بن حاتم طائی (۳۴) ظالم بن ابی ظالم۔ (۳۵) عبادہ بن صامت (۳۶) عبدالرحمٰن بن عوسجہ (۳۷) عبداللہ بن حارث (۳۸) عبداللہ بن زیاد (۳۹) عبداللہ بن وہب (۴۰) عتبہ بن عمیر (۴۱) عثمان

بن حنیف (۴۲) عطاء بن ابی رباح (۴۳) عُقیل بن ابی طالب (۴۴) علقمہ بن قیس (۴۵) فرات بن عمرو (۴۶) قیس بن سعد بن عبادہ (۴۷) مالک بن حارث المعروف مالک اُشتر (۴۸) محمد بن ابی بکر صدیق (۴۹) مسیمہ بن لہیعہ (۵۰) معاذ بن جبل (۵۱) مُیثم تمّار (۵۲) نجاشی شاعر (۵۳) نسیلہ ہمدانی (۵۴) وہب بن عبد اللہ (۵۵) وہیرہ بن مریم (۵۶) یزید بن نویرہ حنفی۔ رضوان اللہ علیہم[1]

تبرکات

حضرت امیرؓ کے قدم مبارک کا نشان ایک پتھر پر لگا ہوا حضرت مخدوم سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمۃ اللہ علیہ عرب شریف سے اوچ بخاری میں لائے تھے، اب تک وہ قدم شریف اُن کی خانقاہ کے احاطہ میں ایک چھوٹی سی مضبوط عمارت میں نصب ہے۔ عام لوگ زیارت کرتے اور حصول مقاصد کیلئے منتیں مانتے ہیں[2]

اور شاہی مسجد لاہور میں مندرجہ ذیل تبرکات آپ کے موجود ہیں۔

(۱) دستار مبارک معہ تاج لبستہ (۲) کاغذ تعویذ مبارک صد در صد۔

فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی متعدد مرتبہ ان کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے الحمد للہ علی ذٰلک۔

صاحب مناہج الاعلام فی مناہج الاقلام نے بحوالہ کنز ابا ہر فی شرح حروف الملک الظاہر تحریر کیا ہے کہ حضرت امیرؓ کے زمانہ میں بعض جیوش کفار کے جھنڈے پر تعویذ صد در صد بنا ہوا تھا، اِس واسطے کوئی شخص اُن پر فتح نہ پا سکتا تھا، حتّٰی کہ گروہ اسلام بھی تاب مقاومت نہ لا سکا، جب حضورؐ نے یہ خبر سنی تو ایک تعویذ صد در صد معہ زیادت ایک خانہ کے خود تجویز کیا، اور اسلامی لوا پر وہ منقش کیا، اس کی برکت سے مسلمانوں نے کفار پر فتح پائی۔

[1] جنات الخلود و مجالس المؤمنین [2] عمدہ تاریخ اوچ شریف [3] شرافت

مدحیت

آپ کی توصیف میں ہر ایک زبان میں بیشمار قصائد و اشعار موجود ہیں، اور ہر ایک زمانہ میں آپ کے مداح و وصاف لاتعداد ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ یہاں ایک قصیدہ درج کیا جاتا ہے جو حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رہ نے فارسی میں لکھا ہے وھو ہٰذا

قصیدہ

مقدرے کہ ز آثار صنع کرد اظہار — سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار

مدار سیر کواکب بامر کن فیکون — قرار داد بریں طاق گنبد دوار

ز ہفت کوکب سیارہ و دوازدہ برج — کنند سیر مخالف کواکب سیار

نہ آسمان ز ملائک بامر حق مشغول — بسجدہ در کہ تسبیح و ذکر و استغفار

چہار عنصر از و مختلف پدید آورد — مدار آتش و آب و غبار و خاک و بحار

قرار داد ببالائے خاک باد آتش — گرفتہ کوہ و زمیں درمیان آب قرار

بدوستی نبی و ولی اساس نہاد — جہان و ہرچہ در وہست خالق جبار

اگر نہ ذات نبی و ولی بُدے مقصود — جہاں بکتم عدم رفتے ہمچو اول بار

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا — نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام جن و انس علی بود کہ علی — ز کل خلق فزون ست از صغار و کبار

زمام اوست معلق سماو کرسی و عرش — ز ذات اوست مطبق زمیں بدیں ہنجار

علی امام و علی امین و علی ایمان — علی امین و علی سرور و علی سردار

علی علیم و علی عالم و علی اعلم — علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار

علی نصیر و علی ناصر و علی منصور — علی مظفر و غالب علی سرور و سردار

علی عزیز و علی عزت و علی افضل — علی لطیف و علی انور و علی انوار

علی ست فتح فتوح و علی ست راحت روح — علی ست فاضل و افضل علی سر و سردار

علی سلیم و علی سالم و علی مسلم — علی قسیم قصور و علی ست قاسم نار

علی صفی و علی صافی و علی صوفی — علی وفی و علی صفدر و علی سردار

علی نعیم و علی ناعم و علی منعم — علی بود اسد اللہ قاتل کفار

علی ز بعد محمد ز ہر چہ ہست بہ است — اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار

بحق نور محمد بآدم و بہ خلیل — بحق شیث و شعیب و بہ ہود کم آزار

بحق یوسف و یعقوب و یحییٰ و لقمان — بحق نوح نجی در میان دریا بار

بحق عزت توریت و حرمت انجیل — بحق جمیع زبور و بحق روز شمار

بحق دانش اسحاق و شوق اسمٰعیل — کہ در رضائے خدا کرد جان خویش نثار

بحق یوشع و الیاس و لوط و اسکندر — بحق نغمہ داؤد و صوت خوش گفتار

بحق مہر سلیمان و زہد ابراہیم — بحق عیسےٰ و موسےٰ و یونس غمخوار

بحق قوت جبریل و صور اسرافیل — بحق قابض ارواح در یمین و یسار

بحق حامل عرش و بقرب میکائیل — بحق چار کتاب ستودہ جبار

بحق جملہ قرآن بصحف ابراہیم — بحق جملہ مردان واقف اسرار

بحق سوز فقیران بیکنہ در بند — بحق زاری رنجور و بیکس و بے یار

بحق چہرہ زرد فقیر سرگرداں — بحق درد اسیران خانمان بیزار

بحق ضرب جوانان راہ دین باکفر — بحق زاری پیران خوار و زار و نزار

بحق دین محمد بخون پاک حسین — بحق مردم نیک مہاجر و انصار

کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول — امام غیر علی بعد احمد مختار

زبعد او حسن

زبعدِ او حسن ست و حسین حجت او ۔۔۔ مجوئے جہل بریں کار مومن دیندار

بجہل غافل مستغرقی بغفلہ ہے ۔۔۔ ز رنگ مے نشناسی سفیدی از زنگار

بجہد و سعی من خستہ دل چہ سود ترا ۔۔۔ مگر ز خوابِ جہالت ہے شوی بیدار

بجہل بیشتر و بیش آنچناں ہستم ۔۔۔ کہ کس مبا و چناں کا مدم در اول بار

سپاس و منت و عزت خدائے را کہ نمود ۔۔۔ رہِ نجات و شدم از حیات برخوردار

بگاہ ہفصد و ہفتاد و بُد کہ در شیراز ۔۔۔ تمام گشت بیک روز جمیع ایں اشعار

بدشمناں منشیں حافظا تولا کن

نجاتِ خویش طلب کن بجانِ ہشت و چہار

اسمائے مرتضوی

حضرت امیرؓ کے اسماء والقاب گرامی کتب حدیث میں سینکڑوں کی تعداد میں مرقوم ہیں جن میں سے ننانوے نام منتخب کر کے بترتیب حروف تہجی درج کئے جاتے ہیں، جو شخص روزانہ ان کا وظیفہ کرے وہ روحانیتِ مرتضوی سے مستفیض ہو گا۔ چنانچہ راقم الحروف فقیر شریف احمد شرافت عافاہ اللہ بھی حضور کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو چکا ہے۔ وللہ الحمد۔

نود و نہ نام ۹۹ (۱) ابوالتراب (۲) ابوالحسن (۳) ابوالحسین (۴) ابوالریحانتین (۵) ابوالسبطین (۶) ابو محمد (۷) اسداللہ (۸) امام الاولیاء (۹) امام البررۃ (۱۰) امام المتقین (۱۱) امیرالمؤمنین (۱۲) امیرالنحل (۱۳) الامین (۱۴) الانزع البطین (۱۵) ایلیاء (۱۶) باب حطۃ (۱۷) بحرالعلوم (۱۸) بیضۃ البلد (۱۹) حبل اللہ (۲۰) حبیب اللہ (۲۱) حجۃ اللہ (۲۲) حیدر (۲۳) خاتم الوصیین (۲۴) خاصف النعل (۲۵) خامس آل عبا (۲۶) خلیفۃ رسول اللہ (۲۷) خیرالبشر

(۲۸) دابۃ الجنۃ (۲۹) الداعی (۳۰) ذوالاذن الواعی (۳۱) ذوالبرقۃ (۳۲)
ذوالقرنین (۳۳) الراکع (۳۴) رایۃ الھدٰی (۳۵) الزاھد (۳۶) زوج البتول
(۳۷) زین الموحدین (۳۸) الساجد (۳۹) الساقی (۴۰) سیّد الصادقین
(۴۱) سیّد العرب (۴۲) سیّد فی الدنیا والاٰخرۃ (۴۳) سیّد المسلمین (۴۴)
سیّد المؤمنین (۴۵) سیف اللہ (۴۶) الشاھد (۴۷) الشھید (۴۸) شیخ
المھاجرین والانصار (۴۹) صاحب الرایۃ (۵۰) صاحب اللّواء (۵۱) الصادق
(۵۲) صالح المؤمنین (۵۳) الصدیق الاکبر (۵۴) صراط المستقیم (۵۵)
صفوۃ اللہ (۵۶) الصفیّ (۵۷) الضیاء (۵۸) الطاھر (۵۹) الطود النّھی
(۶۰) العابد (۶۱) عُروۃ الوُثقٰی (۶۲) عَلیّ (۶۳) غالب کل غالب (۶۴)
غیاث المکروبین (۶۵) الفاروق الاعظم (۶۶) فلک النجاۃ (۶۷) قاتل
الفجرۃ (۶۸) قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین (۶۹) القاری (۷۰)
قاضی دین رسول اللہ (۷۱) قائد الغرّ المحجّلین (۷۲) قباب عین الفتنۃ
(۷۳) القرم (۷۴) قسیم النار والجنۃ (۷۵) کاسر الاصنام (۷۶) کتاب
مبین (۷۷) کرّار (۷۸) کشاف الکروب (۷۹) کنز الفقراء (۸۰) لسان
صدق (۸۱) مثیل عیسٰی (۸۲) مثیل ھارون (۸۳) المرتضٰی (۸۴) مظھر
العجائب والغرائب (۸۵) مقیم الحجۃ (۸۶) منار الایمان (۸۷) منجز الوعد
(۸۸) مولی المؤمنین (۸۹) المؤمن (۹۰) المھدی (۹۱) ناصر رسول اللہ
(۹۲) نفس الرسول (۹۳) وارث رسول اللہ (۹۴) وزیر رسول اللہ
(۹۵) الوصیّ (۹۶) ولی اللہ (۹۷) ولی المتقین (۹۸) الھادی (۹۹)
یعسوب المؤمنین ۔

رُباعی

استخراج باسم علی

علی یابی بہر لفظے معیّن، بکن شش چند اعداد ش دریں فن

بیفزا ایک بکن در عشر مضروب پس انگہ بیست دہ بر یازدہ زن

یعنی اسم علیؑ جس کے اعداد علم الزبر کے حساب سے (۱۱۰) ہیں، ہر ایک لفظ سے ظاہر ہوتا ہے، اگر کسی نام سے اِس کا استخراج کرنا ہو تو اُس کے اعداد کو چھ سے ضرب دو، پھر اُس میں ایک جمع کرو، پھر اُس کو دس سے ضرب دو، حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو، جو باقی بچے اس کو گیارہ سے ضرب دو تو وہ ایک سو دس عدد ہوجائیں گے، مثلاً مؤلف کا نام شرافت ہے جس کے اعداد (۹۸۱) ہیں، ان کو چھ سے ضرب دی تو (۵۸۸۶) ہوئے، ان میں ایک عدد جمع کیا تو (۵۸۸۷) ہوئے، ان کو دس سے ضرب دی تو (۵۸۸۷۰) ہوئے، ان کو بیس پر تقسیم کیا تو (۱۰) باقی بچے، پھر ان کو گیارہ سے ضرب دی تو (۱۱۰) ہوئے جو اسم شریف علیؓ کے اعداد ہیں۔

واقعہ شہادت

حضرت امام احمد حنبلؒ اور حاکمؒ نے حضرت عمار یاسرؓ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرؓ کو فرمایا کہ تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت دو آدمی ہیں، قوم ثمود میں سرخ مرد جس کا نام قدار تھا، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں، اور اِس قوم میں وہ شخص جو تمہارے گیسو کے مقام پر مارے گا یہاں تک کہ خون سے داڑھی تر ہوجائے گی۔

آپ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم قبیلہ مراد اور یمن سے تھا، ایک مرتبہ یمن کے لوگوں نے

حضور کی خدمت میں تحائف پیش کئے، اس نے بھی ایک تلوار جو نہایت بیش قیمت تھی ہدیۃً حاضر کی، آپ نے سب لوگوں کا تحفہ قبول کر لیا، مگر ابن ملجم کی تلوار واپس کر دی اور فرمایا کہ میں اس کو کیونکر لوں، کیونکہ تیرا مطلب اسی سے پورا ہوگا، یہی تلوار تیرے ہاتھ سے میری پیشانی پر پڑے گی۔؎

ایک بار ابن ملجم نے اپنی سواری کے لئے حضرت امیر رض سے گھوڑا طلب کیا، آپ نے فوراً دے دیا، اور فرمایا کہ یہی شخص مجھکو شہید کرے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اس کو قتل کروا لئے، فرمایا اگر میں اس کو مار ڈالوں تو مجھے شہید کون کرے گا، نیز ابھی تک اس سے خطا واقعہ نہیں ہوئی، بلا قصور کس طرح سزا دی جاوے۔؎

ابن ملجم آپ کے لشکر میں رہتا تھا، اور اس قدر معتقد تھا کہ لڑائیوں میں بھی حضور کے ہمرکاب رہتا، اور آپ کے دشمنوں سے جنگ کرتا، جب نہروانیوں پر آپ نے فتح پائی تو وہ مژدہ فتح لیکر کوفہ گیا، اور وہاں کے بازاروں گلیوں میں مژدہ فتح سناتا پھرا، اسی اثنا میں ایک گھر کے اندر سے گانے بجانے کی آواز سنی، وہ دروازہ پر کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے چند عورتیں باہر آئیں، جو مزین لباس اور مرصع زیوروں سے آراستہ و پیراستہ تھیں، ان میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر نام قبیلہ تیم الرباب سے تھی، جس کے حسن و جمال کا شہرہ تمام عرب میں تھا، اس کو دیکھتے ہی ابن ملجم عاشق ہو گیا، اور صبر و قرار کھو بیٹھا، موقعہ پا کر اس کے گھر گیا، اور اپنے عشق و محبت کا اظہار کر کے پیغام نکاح دیا، وہ عورت خارجیہ تھی، اس کے بھائی اور باپ حضرت امیر رض کے ہاتھ سے جنگ نہروان میں قتل ہو چکے تھے، اس لئے وہ آپ کے ساتھ سخت عداوت اور کینہ رکھتی تھی، اس نے کہا کہ اگر تو میرا مہر ادا کر دے تو میں تیرے ساتھ نکاح کرنے کو راضی ہوں، وہ یہ کہ تین ہزار درم، اور ایک لونڈی مغنیہ، اور حضرت امیر رض کا قتل

؎ مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۱۲۹ ترجمہ

ابن ملجم نے

ابن ملجم نے کہا کہ پہلی دو شرطوں کا ایفا چنداں مشکل نہیں، لیکن حضرت امیرؓ شیر بیشۂ شجاعت ہیں، اُن کا قتل مشکل بلکہ امرِ محال ہے۔ قطامہ نے کہا کہ میں پہلی دو نو شرطوں سے باز آئی مگر تیرا مہر ضروری طور پر حضرت امیرؓ کے قتل پر منحصر ہے، اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو میرے ملنے کی امید دل سے دور کر دے۔ آخر ابن ملجم شقی اس امرِ خطیر پر مستعد ہو گیا، اور اپنے ہم مذہب شبیب بن بجرہ اشجعی اور وردان خارجی کو بھی اس کام پر تیار کر کے اپنے ہمراہ کیا۔[۱]

ایامِ آخری | منقول ہے کہ حضرت امیرؓ نے تیرہویں[۲] رمضان کو منبر پر جا کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خوب وعظ و نصیحت فرمائی، پھر حضرت امام حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا، بیٹا آج رمضان المبارک کے کتنے دن گذرے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا تیرہ[۳] دن۔ پھر حضرت امام حسینؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا بیٹا! اس مہینے کے اب کتنے دن باقی ہیں، انہوں نے عرض کیا سترہ دن، آپ نے اس وقت اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ لیجا کر فرمایا کہ اس مہینے میں یہ میری داڑھی خون سے رنگین ہوگی، یہ فرما کر اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی، اور فرمایا کہ میں موت کے خوف سے نہیں روتا ہوں، میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ دیکھئے میرے فرزندانِ یتیم کا انجام کار کیا ہوتا ہے؟ اور کیا کیا مصیبتیں اِن کو پیش آتی ہیں! یہ کہکر منبر سے اتر آئے۔[۴]

اس رمضان میں حضور کا یہ معمول تھا کہ ایک روز حضرت امام حسنؓ کے مکان پر روزہ افطار فرماتے اور ایک روز حضرت امام حسینؓ کے گھر، اور ایک روز حضرت عبد اللہ بن جعفر طیارؓ کے ہاں، اور تین چار لقموں سے زیادہ تناول نہ کرتے۔ اور ہر وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ آمادۂ سفر ہیں، اور تاریخ روانگی کا انتظار ہے، اور بعض اوقات شوقِ شہادت میں فرماتے کہ میری داڑھی کو خون سے رنگنے والے کو کون چیز مانع ہے وہ آتا نہیں ہے، کبھی کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ کون دن ہوگا جو بدترین اس

[۱] [۲] [۳] [۴] [illegible] جلاء العیون [illegible]

امت کا اپنا کام تمام کرے گا۔ ے

تاریخ شہادت | چونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو حسب فرمودہ حضرت رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شہادت کا یقین واثق تھا، اس لئے شب جمعہ انیسویں رمضان کو کہ در حقیقت وہی شب شہادت تھی، آپ تمام رات نہ سوئے، اور بار بار اُٹھ کر آسمان کو دیکھتے اور فرماتے، واللہ جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے میں ہرگز فرق نہیں ہو سکتا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اس رات کو فرماتے تھے کہ آج میں نے حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ میرے منتظر ہیں، الغرض آپ نے بہت سویرے مسجد کا قصد فرمایا، بطخیں شور کرنے لگیں، آپ نے فرمایا یہ میرے فراق میں روتی ہیں، پس جیسے ہی حضرت شاہِ ولایت الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے ہوئے لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے برآمد ہوئے، شبیب شقی نے آپ پر وار کیا کہ تلوار طاقِ مسجد پر پڑی اور ٹوٹ گئی، پھر وردان نے تلوار چلائی وہ بھی دیوار پر پڑی، اور وہ دونو بھاگ گئے، پھر ابن ملجم مردود نے ستون کی آڑ سے نکل کر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر جہاں عمرو بن عبدود کی تلوار کے زخم کا نشان تھا، تلوار ماری، آپ نے بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ لوگ مسجد سے اٹھا کر حرم سرا میں آپ کو لے گئے۔ سے

ولادت خانہ کعبہ شہادت مسجد کوفہ نہ ایسی ابتدا دیکھی نہ ایسی انتہا دیکھی ۔ سے

قاتل کے متعلق فرمان | شبیب اور وردان تو فوراً بھاگ گئے لیکن ابن ملجم شقی ابھی بھاگا چاہتا ہی تھا کہ حضرت مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب نے اُسے پکڑ لیا، تو آپ نے اس کے متعلق حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا "یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرو، اچھا کھانا دو، نرم بچھونا بچھاؤ، اگر زندہ رہوں گا تو سب سے زیادہ

ے ے رسائل آل انکس جلد اول ص ۱۴۲ ، ۱۲۲ ، [illegible]

دعویدار

دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کردوں گا، اگر مرجاؤں تو اُسے بھی میرے پیچھے روانہ کردینا، رب العالمین کے حضور اُس سے جواب طلب کروں گا"۔[۵۹]

اگر تم قصاص لینے پر ہی اصرار کرو تو چاہیے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا ہے، لیکن اگر معاف کردو تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔[۶۰]

وصایا پھر آپ بیہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو جندب بن عبداللہ رض نے حاضر ہوکر کہا، خدانخواستہ اگر ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا حسن رض کے ہاتھ پر بیعت کریں؟ آپ نے جواب دیا میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں نہ اس سے منع کرتا ہوں، اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو۔[۶۱]

پھر اپنے صاحبزادوں حضرت امام حسن رض و حضرت امام حسین رض کو بلاکر فرمایا میں تم دونوں کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں، اور اس کی کہ دنیا کا پیچھا نہ کرنا اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کرے، جو چیز تم سے دور ہوجائے اس پر نہ کڑھنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا، بیکس کی مدد کرنا، آخرت کیلئے عمل کرنا، ظالم کے دشمن بننا، مظلوم کے حامی ہونا، کتاب اللہ پر چلنا، خدا کے باب میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہ کرنا۔

علاج آپ کے زخموں کو کثیر بن عمرو السکونی نے جو شاہان ایران کا خاص طبیب رہ چکا تھا دیکھا اور بتلایا کہ سر کا زخم ام الدماغ تک پہنچ گیا ہے، اب صحت محال ہے۔

تاریخ وفات آپ دو دن زندہ رہے، اور شب یکشنبہ* تاریخ اکیسویں رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ چالیس ہجری مطابق اٹھائیسویں جنوری سنہ ۶۶۱ء چھ سو اکسٹھ عیسوی کو بعمر ترسٹھ سال قمری انتقال فرمایا۔

مدفن پاک آپ کو اعدائے دین کے خوف سے رات کے وقت دفن کیا گیا، مزار شریف نجف اشرف میں بنی، جس کو نجف الحیرہ کہتے ہیں، کوفہ کے نزدیک جامع مسجد سے ایک فرسنگ حیرۃ النعمان کے راہ میں ہے، روضہ پاک شاہِ ولایت رض بکمال عظمت و تزئین

وسط شہر نجف اشرف میں واقع ہے ، زمانِ سابق میں جب کوفہ آباد تھا تو نجف بیرونجات میں شمار ہوتا تھا ، اب عمارات کوفہ سے کچھ بھی باقی نہیں ہے ، مگر وہ مسجد جس میں حضور مجروح ہوئے تھے تا حال برقرار ہے ، اور مقتل سے مدفن تک ایک فرسخ کا فاصلہ ہے،
اور محراب میں بخطِ جلی لکھا ہے ھٰذا مقتل امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ [1]

صاحب تفسیر حقانی نے لکھا ہے کہ نجف کوفہ سے غربی رخ پانچ میل کے فاصلہ پر ہے ، حضرت امیر رضہ کے مزار پر پہلے ہارون الرشید عباسی نے گنبد بنوایا ، اور ایک مسجد تعمیر کروائی ، اس قصبہ کو لٹیرے بدوؤں کے ہاتھ سے مصیبت پہنچا کرتی تھی ، مگر حاجی محمد حسین خاں اصفہانی نے جو فتحعلیشاہ قاچار شاہ ایران کا وزیر اعظم تھا ، بہت سا روپیہ خرچ کر کے اس کی پختہ شہر پناہ بنوادی ، تب سے امن ہو گیا ، اور آبادی بھی بڑھ گئی ، اس سے پہلے نادر شاہ نے گنبد کو سنہری بنوادیا تھا ، کہتے ہیں جواہر و اسباب طلائی و نقرئی جس قدر اس درگاہ میں ہے جو شیعوں نے نذر نیاز میں بھیجا ہے اتنا کسی سلطنت کے خزانہ میں بھی نہ ہو گا [2]

آپ کا مزار اطہر مرکز و قرارگاہ مردانِ خدا ہے رضی اللہ عنہ وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

مرثیہ

آپ کی وفات پر آپ کے تلمیذ رشید حضرت ابوالاسود حاتم بن عمرو بن سفیان الدوئلی النحویؒ نے یہ مرثیہ لکھا۔

الا یا عین ویحک اسعدینا	الا تبکی امیرالمؤمنینا
وتبکی ام کلثوم علیہ	بعبرتہا وقد رأت الیقینا
الا ابلغ معاویۃ بن حرب	فلا قرت عیون الشامتینا
أفی الشھر الصیام فجعتمونا	بخیر الناس طرًّا اجمعینا

تسلسل

[1] سیر الاماکن عربی جلد اول صفحہ ۱۲۹
[2] تفسیر حقانی جلد دوم صفحہ ۲۱ مترجم

قتلتم خیر من رکب المطایا | ورحلها ومن رکب السفینا
ومن لبس النعال ومن حذاها | ومن قرأ المثانی والمبینا
وکل مناقب الخیرات فیہ | وحب رسول ربنا العلمینا
لقد علمت قریش حیث کانت | بانک خیرھا حسبا ودینا
اذا استقبلت وجہ ابی حسین | رایت البدر راع الناظرینا
وکنا قبل مقتلہ بخیر | نری مولی رسول اللہ فینا

قطعۂ تاریخ

از حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رح

مرتضےٰ شاہ علی مظہر انوار جلی | خانۂ دین نبی یافت ازو آبادی
زاہد پاک چو تاریخ وصالش جستم | از خرد باز ندا گشت کہ ہادی ہادی

دیگر

از حضرت مولنا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی ادام اللہ فیوضہ

مرتضےٰ رفت از جہانِ عدم | یافت فردوس افضل واعلیٰ
چوں زہاتف بخواست نوشاہی | گفت ترحیل ہادی زیبا

دیگر

از اسماء الحسنےٰ

ھادی ؔود ود
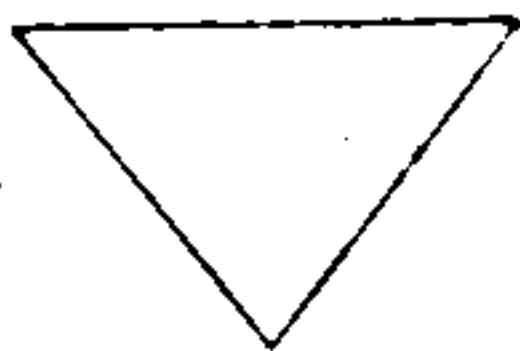
فصل سوم

حالات حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ

اوصافِ جمیلہ آپ غوث الاسلام والمسلمین، سلطان الاولیا، والمتقین، قطب العالمین بدر السالکین، سراج العارفین، شمس المحبوبین، امیر المتورعین، امام الواصلین، مستجاب الدعوات صاحبِ کرامات، عالی مقامات، اہل برکات، رفیع المنزلت، امام الوقت تھے۔ حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین امام ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے اجلّ خلفا و اعاظم اصحاب سے تھے۔

نام و نسب آپ کا نام مبارک حسن، کنیت ابو محمد، ابو علی، ابو سعید، ابو نصر۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حسب روایت طبقات حسامیہ یسار تھا، اور وہ موالی حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے تھے۔

اور بقول صاحبِ سیر الاقطاب والد ماجد کا نام موسے راعی بن خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھا، اور نام والدہ ماجدہ کا بی بی خیرہ رضی اللہ عنہا تھا، اور وہ خادمہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تھیں۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت مدینہ طیبہ میں بعہدِ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۱ھ/۶۴۲ء میں ہوئی۔

آپ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور میں لائے گئے، انہوں نے آپ کو خرما چبا کر تحنیک لگائی، اور آپ کو نہایت خوش رو و خوبصورت دیکھ کر فرمایا سموہ حسنًا فانہ حسن الوجہ یعنی یہ خوبصورت ہے اس کا نام حسن رکھو، پس آپ کا نام حسن رکھا گیا۔[۱]

دعائے فاروقی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی کہ اے خداوند! اس کو دین

[۱] خزینۃ الاصفیا جلد اول۔ مخزن الابرار [illegible]

اِس کو دین کے علم کا ماہر بنا ، اور لوگوں میں محبوب کرے ۔

تربیت | چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت امّ المومنین ام سلمہ رض کی خادمہ تھیں ، اِس لئے آپ نے بھی ان کی آغوشِ عاطفت میں پرورش پائی ، حالتِ شیرخوارگی میں اگر کبھی آپ کی والدہ صاحبہ کسی کام میں ہوتیں تو حضرت ام المومنین رض اپنے پستانِ مبارک آپ کے منہ میں دے دیتیں ، بقدرتِ خدا ان سے چند قطرات دودھ کے آپ کے حلق مبارک میں گرتے اور آپ کی تسلّی و تسکین ہو جاتی ہے ۔

دعائے ام المومنین | حضرت ام المومنین آپ کے حق میں دعا فرماتی تھیں کہ یا الٰہ العالمین اسے مقتدائے خلق کیجیو ، پس اللہ تعالیٰ نے بتاثیر دودھ مبارک حضرت ام المومنین رض کے آپ میں بیشمار برکتیں ظاہر فرمائیں ، اور ان کی دعائے خیر کی برکت سے آپ کو مقتدائے خلق اور سروفترِ جمیع اولیائے نامدار و مشائخ کبار کیا ، اور آپ کے کلام میں وہ تاثیر اور قبولیت عنایت کی کہ جو کوئی آپ کی مجلسِ وعظ میں آتا اگر فاسق فاجر ہوتا تائب ہو جاتا اور دنیادار تارکِ دنیا ، اور کافر مسلمان ہو جاتا ، آپ کے وعظ و نصائح سے خلقِ خدا ہدایت پاتی اور گمراہی چھوڑ کر راہِ راست پر آتی ہے ۔

تحصیلِ علوم | آپ تفسیر و حدیث میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں ، اگر کتبِ تفسیر میں مطلق حسن بولا جاتا ہے تو اُس سے آپ یعنی امام حسن بصری رحمہ مراد ہوتے ہیں ، اور علمِ حدیث میں آپ کا یہ رتبہ ہے کہ آپ کی مراسیل بھی حجت ہیں ، اور محدثین کے نزدیک حکمِ سند متصل مرفوع کا رکھتی ہیں ، چنانچہ ملا علی قاری حنفی رح موضوعات میں لکھتے ہیں کہ قال ابن المدینی مرسلات الحسن اذا رواھا الثقات صحاح ۔ انتہیٰ ۔

مرتبہ تابعیت | آپ نے ایک سو تیس صحابہ کرام رض کی زیارت کی ہے ، جن میں ستّر اصحاب بدری تھے ، علمِ ظاہر آپ کو صحابہ رض کی صحبت سے حاصل ہوا ، آپ اکابر تابعین

[illegible]

سے تھے ۵۵

خدمتِ قرآن صحابہ رض کے زمانہ میں جو قرآن مجید لکھا گیا تھا اُس میں سورتوں کے نام پاروں کے نشانات ، اور نقطے وغیرہ کچھ نہ تھے ، حضرت امام حسن بصری رض نے اس میں نقطے بنائے ، اعراب دئے ، خمس و عشر وغیرہ بنائے ، پاروں اور سورتوں کے نام لکھے ۵۶

واقعۂ توبہ آپ زمانہ سابق میں پیشہ گوہر فروشی کرتے تھے ، اس وجہ سے حسن لولوی کہے جاتے تھے ، آپ نے اس پیشہ سے بہت دولت حاصل کی تھی ، ایک مرتبہ بغرض تجارت ملک روم میں گئے ، وہاں کے وزیر سے محبت ہوگئی ، ایک دن دونو دوست گھوڑوں پر سوار ہوکر صحرا کی طرف گئے ، وہاں دیکھا کہ ایک بہت نفیس خیمہ دیبائے رومی کا نصب ہے ، اور اس کے چاروں طرف مسلح فوج کھڑی ہے ، انہوں نے کچھ الفاظ کہے اور چلے گئے ، اس کے بعد کچھ ضعیف العمر اور پُر شوکت لوگ خیمہ کے پاس آئے ، اور کچھ کہکر چلے گئے ، پھر حکما ، اور دو بیرو منشی چار سو کی تعداد میں آئے ، اور اسی طرح کچھ کہکر چلتے ہوئے ، پھر نہایت حسین کنیزیں دو سو کے قریب آئیں اور کچھ کہکر چلی گئیں ، پھر قیصر اور اُس کا وزیر آئے اور خیمے میں گئے تھوڑی دیر اندر رہ کر باہر نکلے اور چلے گئے ، حسن لولوی کو یہ احوال دیکھکر تعجب ہوا ، آگے بڑھکر اس وزیر سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے ؟ اس نے کہا کہ قیصر کا ایک بہادر اور حسین نوجوان بیٹا کچھ عرصہ ہوا مر گیا ہے ، اس کی قبر اس خیمہ کے اندر ہے ، ہر سال لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں ، بدیں طور کہ پہلے مسلح فوج خیمہ کے پاس آکر کہتی ہے کہ اے شہزادہ ! اگر تیری موت لڑائی سے ٹل سکتی تو ہم لڑتے اور تجھے بچا لیتے ، مگر خدا سے لڑنا محال ہے ، اور موت بھی اسی کا حکم ہے ، اس کے بعد بزرگ معمر آکر کہتے ہیں کہ اے شہزادہ ! اگر تیری موت دعا سے ٹل سکتی تو ہم دفع کر دیتے ، اس کے بعد حکماء وغیرہ کا گروہ آکر کہتے ہیں کہ اے شہزادہ ! اگر حکمت و دانش سے تیری موت ٹل سکتی

۵۵ مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۱۷۱ ۵۶ کتاب الاسلام صفحہ ۲۸۲ مرأت

موت ٹل سکتی تو ہم ٹال دیتے ، اس کے بعد خوبصورت کنیزیں آکر کہتی ہیں کہ اے شہزادہ !
اگر حسن وجمال سے تیری موت ٹل سکتی تو ہم ٹال دیتیں ، پھر خود بادشاہ معہ وزیر کے خیمے میں آکر
کہتا ہے کہ اے بیٹا میں نے اپنی کوشش فوج اور حکما و اطبا سے کی ، مگر کارخانہ خداوندی میں
کچھ پیش نہ گئی ، سال آئندہ تک میرا تجھ پر سلام ہو ، اور پھر لوٹ جاتے ہیں ، اس واقعہ کو سنکر آپ
دنیا سے بیزار ہو گئے ، آپنے کل مال واسباب اپنا راہِ خدا میں لٹا دیا ، یہانتک کہ قوت یکروزہ
بھی باقی نہ چھوڑا اور خلق سے بالکل کنارہ کش ہو کر گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا ، اور عہد کیا کہ تا
زیست نہ ہنسوں گا ۔[۹]

بیعت وخلافت آپ حضرت امام المشارق والمغارب ابو الحسن علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ
کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے ، اور خرقہ فقر پایا ۔

حضرت شاہِ ولایت رضہ نے آپ کو وہ خرقہ خاص جو ان کو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عطا ہوا تھا معہ کلاہ چہار ترکی کے مرحمت فرمایا ، اور نعمت ظاہری و باطنی واسرار مخفیہ الٰہیہ
سے مشرف فرما کر خلافت کبریٰ سے نوازا ۔[۱۰]

تلقین ذکر اور ذکر کلمہ طیبہ بطریق نفی اثبات جیسا کہ حضرت شاہِ ولایت رضہ کو حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا تھا وہ آپ کو سکھایا ، اور آپ کے ذریعہ سے وہ طریقہ
تمام دنیا میں رائج ہوا ۔[۱۱]

بیعت روحی آپ کو روحی بیعت حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب سبعہ رضہ
سے تھی ۔[۱۲]

مشائخ صحبت اگرچہ آپ نے بہت سے صحابہ کرام رضہ کی صحبتوں سے فیض اٹھایا ہے ،
لیکن خصوصاً حضرت انس بن مالک رضہ کا نام نامی آپ کے مفیضوں میں اشہر ہے ، اس کے
علاوہ حضرت امام حسن مجتبٰے رضہ اور حضرت محمد حنفیہ رضہ سے بھی فیض کامل پایا ۔

سماع حسن بصری عن علی | بعض محدثین نے کہا ہے کہ حضرت حسن بصری رض کی ملاقات حضرت امیر رض سے ثابت نہیں، اور نہ ہی اُن سے سماعتِ حدیث کی ہے، تو جب ملاقات ہی ثابت نہیں تو خرقہ خلافت حاصل کرنا بے اصل اور بے سند بات ہے۔

چنانچہ ترمذی رح نے اپنی جامع میں لکھا ہے کہ " اور ہم نہیں پہچانتے واسطے حسن رض کے سماع علی بن ابی طالب رض سے "

اور ابن تیمیہ رح نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے " کہتے ہیں کہ تحقیق حسن بصری رح نے صحبت رکھی حضرت امیر رض سے، اور یہ باطل ہے اہل معرفت کے اتفاق سے، پس تحقیق وہ متفق ہیں اس بات پر کہ حسن بصری رح نہیں اکٹھے ہوئے حضرت امیر رض کے ساتھ۔ بلکہ انہوں نے اخذ کیا ہے اصحاب حضرت امیر رض سے مثل احنف بن قیس بن عباد رض وغیرہ کے، اور انہوں نے حضرت امیر رض سے "

اس کے جواب میں کئی اکابر محدثین نے قلم فرسائی کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رض کو حضرت علی المرتضیٰ رض سے ملاقات ہوئی ہے چنانچہ

حضرت حافظ جلال الدین سیوطی رح اپنے رسالہ میں جو انہوں نے اثبات سماع حسن بصری عن علی کے متعلق لکھا ہے لکھتے ہیں کہ " ایک جماعت نے حضرت امیر رض سے حسن بصری رح کی سماعت حدیث کی نسبت انکار کیا ہے، اور بعض متاخرین نے اسی کے ساتھ تمسک کر کے خرقہ پوشی کے طریق میں خدشہ نکالا ہے، اور ایک جماعت نے اس کو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔

اور حافظ ضیاء الدین مقدسی رح نے مختارات میں اسی کا رجحان بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ حسن بن ابی الحسن البصری نے حضرت امیر رض سے حدیث کو سنا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں سنا ہے، اور حافظ ابن حجر رح نے مختارات کے حاشیہ میں اُسی کا اتباع کیا ہے۔

وجہ اول

وجہ اول یہ ہے کہ علمائے فن اصول نے جس جگہ ترجیح کی وجوہات کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ مثبت کو نافی کی بات پر تقدم ہوتا ہے کیونکہ مثبت کا علم بہ نسبت نافی کے زیادہ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ابھی حضرت عمر رض کی خلافت میں دو برس باقی تھے کہ حسن بصری رح کا تولد ہوا، ان کی والدہ بی بی خیرہ رض حضرت ام سلمہ رض کی خدمتگار تھیں، اور حضرت ام سلمہ رض حسن رح کو باہر صحابہ رض کے پاس بھیجا کرتی تھیں، تاکہ ان کے حق میں صحابہ رض برکت کی دعا کریں، جیسا کہ حضرت ام سلمہ رض نے ان کو حضرت عمر رض کی خدمت میں بھیجا تھا، اور انہوں نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی، کہ اے خدا! اس کو دین سکھا اور لوگوں میں محبوب کر۔

حافظ جمال الدین مزی رح نے اس حدیث کو تہذیب میں روایت کیا ہے، اور عسکری نے کتاب المواعظ میں اس کی سند کو بیان کیا ہے، حافظ مزی رح لکھتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رض کے گھر کا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا، حسن بصری رح بھی وہاں موجود تھے، اس وقت ان کا سن چودہ برس کا تھا، اور یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ حسن بصری رح ان اشخاص میں سے تھے جو سات برس کی عمر میں صاحب تمیز اور بالغ ہو گئے تھے، اور نماز کا حکم ان پر جاری ہو گیا تھا، اور وہ جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے، اور حضرت عثمان رض کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے، اور حضرت عثمان رض کی شہادت تک حضرت امیر رض مدینہ طیبہ سے باہر تشریف نہیں لے گئے تھے اور ان کی شہادت کے بعد کوفہ کو چلے گئے، پس کس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ حسن بصری رح نے حضرت امیر رض سے حدیث کو نہیں سنا ہے، حالانکہ وہ بالغ ہونے کے وقت تک ہر روز حضرت امیر رض کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوا کرتے تھے، بلکہ ان کا سن چودہ برس سے بھی تجاوز کر گیا تھا، نیز حضرت امیر رض ہمیشہ امہات المومنین رض کے پاس جایا کرتے تھے، اور حضرت ام سلمہ رض بھی انہیں میں رہا کرتی تھیں، اور حسن بصری رح اپنی والدہ

کے ساتھ حضرت ام سلمہ رض کے بیت الشرف میں رہا کرتے تھے ۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو حدیثیں حسن بصری رح سے منقول ہیں وہ دلالت کرتی ہیں ان کی سماعت پر ، حافظ مزی رح نے تہذیب میں ابو نعیم رح کے طریق سے ان کو روایت کیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ابو القاسم عبدالرحمن بن العباس بن زکریا کہتے ہیں کہ ہم سے ابو حنیفہ بن الحنیفہ واسطی نے ذکر کیا ہے ، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن موسیٰ الحرشی نے بیان کیا ہے ، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ثمامہ بن عبیدہ نے کہا ہے ، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عطیہ بن محارب نے نقل کیا ہے ، کہ یوسف بن عبید رح کہتے تھے کہ میں نے حسن بصری رح سے کہا کہ اے ابا سعید ! تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ تم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا ۔ حسن بصری رح نے کہا اے میرے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی ، اگر تیری منزلت میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہرگز تجھ سے بیان نہ کرتا ، تو دیکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں ہوں (اور یہ وہ وقت تھا کہ سب باتوں پر حجاج بن یوسف ثقفی کا عملدرآمد تھا) تو نے جو مجھ سے قال رسول اللہ سنا ہے اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو میں نے حضرت علی رض سے سنا ہے ، چونکہ میں ایسے وقت میں ہوں کہ حضرت علی رض کا ذکر نہیں کر سکتا ، اس لئے قال رسول اللہ رح کہہ دیتا ہوں ۔

اور جو حدیث کہ حسن بصری رح نے حضرت امیر رض سے روایت کی ہے ، امام احمد حنبل رح نے اس کا ذکر مسند میں کیا ہے ، وہ یہ کہ ہشیم نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف حضرت حسن بصری رح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض فرماتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے ، لڑکے سے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو ، سوتے ہوئے سے جب تک وہ نیند سے بیدار نہ ہو ، دیوانہ سے جب تک کہ اس کا جنون جاتا نہ رہے ۔

نہ رہے ۔

ترمذی رح نے اس کو روایت کیا ہے ، اور نسائی رح نے اس حدیث کے حسن ہونے کی بابت
لکھا ہے ، حاکم رح اور ضیاء الدین مقدسی رح نے مختارات میں اس کی تصحیح کی ہے ،
اور حافظ زین الدین عراقی رح شرح ترمذی میں اس حدیث کی شرح میں یہ بات لکھتے ہیں کہ
حسن بصری رح نے حضرت امیر رض کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا ، اور اس وقت حسن رح لڑکے تھے
اور ابو زرعہ رح کہتے ہیں کہ جس دن حضرت امیر رض سے لوگوں نے بیعت کی تھی اس دن حسن
بصری رح کی عمر چودہ برس کی تھی ، اور انہوں نے حضرت امیر رض کو مدینہ منورہ میں دیکھا تھا ،
بعد ازاں حضرت امیر رض کوفہ اور بصرہ کی طرف تشریف لیگئے ، اس وقت سے حسن رح نے
حضرت امیر رض سے ملاقات نہیں کی ، اور حسن بصری رح کہتے ہیں کہ میں نے زبیر رض کو حضرت
امیر رض سے بیعت کرتے ہوئے دیکھا ہے ، بس اسی قدر اس مقام میں کافی ہے ۔ انتہی
کلام السیوطی ۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں کہ

والحسن البصری ینسب الی سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہما عند اھل السلوک
قاطبۃ وان کان اھل الحدیث لا یثبتون ذالک وقد انتصر الشیخ احمد القشاشی
لاھل السلوک والکلام واف وشاف فی الکتاب العقد الفرید فی سلاسل اھل التوحید

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اپنے رسالہ تنبیہ اہل الفکر برعایۃ آداب الذکر میں
لکھتے ہیں ۔

شیخ جلال الدین سیوطی رح در بعضے رسائل خود اثبات صحبت حسن رح با علی رض بقیاس عقل و دلیل
معقول نمودہ و ثابت کردہ کہ حسن بصری رح در مدینہ بود لیس چہ احتمال دارد کہ امیر المومنین علی رض
را دو نیافتہ باشد و حال آنکہ ہر روز بمسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنماز حاضر میشدہ باشد و در

جامع الاصول لفقہ کہ ولادت حسن بصری رح بمدینہ بود در دو سال کہ باقی ماندہ بود از خلافت عمر بن الخطاب رض و دید عثمان را رضی اللہ عنہ و قدوم کرد ببصرہ بعد از قتل عثمان رض و بعضے گویند کہ ملاقات کرد بہ علی رضی اللہ عنہ بمدینہ، اما رویت او علی رض را در بصرہ صحیح نشدہ زیرا کہ وے در وادی القرٰے بود و تا آمدن او ببصرہ علی رضی اللہ عنہ باز آمدہ بود۔ انتہیٰ۔ و حکایتے در یافتن او علی رض را ببصرہ نیز نقل میکنند کہ وے کرم اللہ وجہہ ببصرہ آمد و قصاص و وعاظ را ہمہ را بر خیزانید الا حسن بصری رح را کہ جوان بود و حضرت امیر رض چیزے از وے پرسید وے جواب داد پس مسلم داشت اورا۔ انتہیٰ۔

مولوی فقیر اللہ لاہوری حاشیہ المصنوع فی احادیث الموضوع لملا علی القاری رح پر لکھتے ہیں کہ

امام سیوطی رح نے خواجہ حسن بصری رح کا حضرت علی رض سے خرقہ حاصل کرنا ثابت کیا ہے اور اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ ہے، نیز میں نے ایک ضخیم کتاب دیکھی ہے جس کا نام القول المستحسن فی فخر الحسن ہے، اس میں صحبت خواجہ حسن بصری رح، حضرت امیر رض سے ثابت کی گئی ہے۔ انتہیٰ۔

اس کے علاوہ سلف سے لیکر خلف تک تمام مشائخ و اولیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رح کو حضرت امیر رض سے بیعت و خلافت ہے۔

پس منصف اہل علم کیلئے اسی قدر کافی ہے، حضرت خواجہ حسن بصری رض کی ملاقات اگرچہ تھوڑی بھی ثابت ہو تو بھی تلقین ذکر والباس خرقہ کیلئے کافی ہے۔

ریاضت و مجاہدہ | آپ ترک دنیا کرنے کے بعد ریاضات شاقہ و مجاہدات سخت میں مشغول ہوئے، سات سات روز پر روزہ افطار کرتے، اور شب و روز یاد آلٰہی میں

معروف

مصروف رہتے ...

لکھتے ہیں کہ ستر برس تک سوائے عذرِ شرعی کے آپ کا وضو نہ ٹوٹا، اور آپ کبھی بیوضو نہ رہے یہانتک کہ مرتبہ کمال کو پہنچے، اور سب سے بڑھ گئے۔ [۱]

کثرتِ بکا، آپ بڑے اہلِ درد و صاحبِ ذوق تھے، اور خوفِ خدا سے بہت رویا کرتے، کثرتِ گریہ سے آپ کی آنکھیں کبھی خشک نہ دیکھی گئیں، یہاں تک کہ روتے روتے آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے، اور بصارت کم ہوگئی تھی، اور اس درجہ ضعیف ولاغر ہو گئے تھے، کہ جسمِ مبارک میں خون اور ہڈیوں میں گودا نہیں رہا تھا۔ [۲]

خشیتِ الٰہی ایک روز آپ نے ایک شخص کو روتا دیکھکر پوچھا کہ اے بھائی! تو کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا میں محمد بن کعب قرطبیؒ کی مجلسِ وعظ میں گیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ مومنوں میں سے ایک مرد ہوگا، جو شامتِ گناہ سے کئی سال دوزخ میں رہے گا، میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں وہ مرد نہوں؟ آپنے فرمایا اے کاش وہ مرد میں ہوتا کہ بعد ہزار سال کے بھی دوزخ سے نجات ہوتی۔

ایک روز یہ حدیث پڑھی جا رہی تھی کہ آخر من یخرج من النار یقال لہ ھناد۔ یعنی جو شخص کہ سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا اس کا نام ہناد ہوگا، آپ روئے اور کہا کیا اچھا ہوتا کہ حسن وہ مرد ہوتا۔ [۳]

کسرِ نفسی ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ کی چھت پر اس قدر روئے کہ پرنالہ سے آنسو بہہ نکلے۔ ایک شخص اُس طرف سے جا رہا تھا اُس پر گرے، اس نے کہا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ نے فرمایا اے بھائی دھو ڈالو کہ یہ گنہگار کا آنسو ہے۔ [۴]

یادِ آخرت ایک بار آپ ایک جنازہ کی نماز کو گئے، جب لوگ مردے کو دفن کر چکے اور قبر درست ہوگئی تو آپ قبر سے لگ کر بیٹھ گئے، اور اسقدر روئے کہ قبر تر ہوگئی، اور

مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۴۲ ... ایضاً صفحہ ۲۴۳ ...

فرمایا کہ دنیا کے آخر اور آخرت کے اول منزل یہی گور ہے، جیسا کہ وارد ہے القبر منزل من منازل الآخرۃ یعنی قبر منزل ہے منازل آخرت سے، پس کیا ناز کرتے ہو ایسے عالم پر، جس کا آخر یہ ہے، اور کیوں نہیں ڈرتے اس عالم سے جس کا اوّل یہ ہے، اور جب اول و آخر تمہارا یہی ہے تو اے غافلو! اپنے اول و آخر کا کام درست کرو، یہ سنکر سارے لوگ جو حاضر تھے اس قدر روئے کہ بیخود ہو گئے۔

عید کا دن ایک بار عید کے دن آپ ایک جماعت پر گذرے، دیکھا کہ وہ لوگ ہنسی خوشی کر رہے ہیں، فرمایا مجھے ایسے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جن کو اپنا آلِ کار معلوم نہیں اور ہنسی خوشی کرتے ہیں۔

کمال ایمان ایک بار آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ گورستان میں بیٹھا ہوا روٹی کھا رہا ہے، فرمایا یہ منافق ہے، لوگوں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا جس شخص کی خواہش نفسانی مردوں کے سامنے بھی اپنے حال پر قائم رہے، اس کو جاننا چاہیئے کہ وہ موت و آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، اور یہ علامت منافق کی ہے۔

انکسار ایک بار آپ نے ایک کتّے کو دیکھکر فرمایا کہ الٰہی بطفیل اس کتّے کے مجھے قبول کر، ایک شخص نے پوچھا اے حسن! آپ بہتر ہیں یا کتّا، فرمایا اگر میں عذاب سے نجات پا گیا تو میں بہتر ہوں، ورنہ قسم ہے خدائے پاک کے عزت و جلال کی کہ کتّا مجھ سے سو درجہ بہتر ہے۔

نماز استسقا ایک بار بصرہ میں خشک سالی واقع ہوئی، دو لاکھ آدمی نماز استسقار کے واسطے جمع ہوئے، اور ایک منبر رکھا گیا کہ آپ اس پر جاکر دعا کریں، آپ نے فرمایا اے لوگو اگر تم چاہتے ہو کہ مینہ برسے تو حسنؒ کو بصرہ سے نکال دو۔

ستر عیوب آپ حج کو جانے والے تھے، حضرت ثابت بنانیؒ نے آپ کو لکھا کہ میری بھی خواہش ہے

۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ رسالہ شاکری جلد اول ص ۲۲۵ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ایضاً ۶۰ خزائن

خواہش ہے کہ آپ کے ہمراہ چلوں، آپ نے جواب لکھا کہ مجھے اس سے معذور رکھو، کہ ہم دونو
اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے میں رہیں، ہمراہ چلنے میں ایک کو دوسرے کا عیب معلوم
ہو گا، اور جو خلوص آپس میں قائم ہے جاتا رہے گا۔

سبق اخلاص | آپ کا ایک مرید تھا، جب قرآن مجید سنتا بیخود ہو کر زمین پر گر پڑتا،
آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کام جو تو کرتا ہے اس میں آواز کو ظاہر نہ کیا کر، کیونکہ اس سے
ریاکاری معلوم ہوتی ہے، اور ریا سے انسان ہلاکت میں پڑجاتا ہے، اور جب انسان
پر حالت طاری نہ ہو، اور وہ ارادتاً ایسی حالت بناوے، اور پند و نصیحت سے کچھ فائدہ
حاصل نہ کرے، اور اس کو غور سے نہ سنے تو گنہگار ہو گا، پھر فرمایا جو شخص قصداً روتا ہے،
دراصل وہ نہیں روتا مگر شیطان روتا ہے۔

تجرید کو پسند کرنا | ایک شخص کی نسبت آپ کو اطلاع دی گئی کہ بیس برس سے وہ نماز
جماعت میں حاضر نہیں ہوا، اور کسی سے اختلاط نہیں کیا، آپ اُس کے پاس گئے اور فرمایا
کیوں تو نماز میں نہیں آتا، اور لوگوں سے نہیں ملتا، اُس نے کہا مجھے معذور رکھئے، کیونکہ
میں مشغول ہوں، آپ نے پوچھا کس کام میں؟ اُس نے کہا میں کوئی سانس نہیں لیتا مگر
یہ کہ وہ ایک نعمت ہے، لیکن میری کوئی سانس معصیت سے خالی نہیں، بس میں اُس نعمت
کے شکر، اور اس معصیت کے عذر میں مشغول ہوں، آپ نے فرمایا اے بھائی! تو اسی طرح
مشغول رہ کہ تو مجھ سے بہتر ہے۔

اضطراب | کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس طرح ہیں؟ فرمایا اُس شخص کی حالت کیسی
ہو گی کہ دریا میں ہو، اور کشتی تباہی میں پڑ کر ٹوٹ جائے، اور وہ تختے کے ٹکڑے پر
رہ جائے، اُس نے کہا ایک ہولناک و سخت حالت ہو گی، فرمایا میری حالت بھی ویسی ہے۔

ایثار | ایک شخص نے آپ کی غیبت کی، آپ نے ایک طبق تازے خرمے اُس کے پاس تحفہ

سالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۶۲ ۔ ایضاً صفحہ ۲۶۳ ایضاً

بھیجے، اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے حسنات کو میرے جریدۂ اعمال میں نقل کیا ہے۔ پس میں نے چاہا کہ اس کا عوض کروں، پس تو معذور رکھ کہ بدلہ ایسی بھلائی کا یہ تحفہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔[1]

سماع و وجد آپ صاحب سماع تھے، اور وجد کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وجد ایک راز ہے جو دل میں رکھا گیا ہے، جب حرکت میں آتا ہے حالتِ وجد پیش آتی ہے، اور سماع ایک وارد ہے خدائی ہے جس نے اس کو ساتھ حق کے نوش کیا، اس نے راہِ حق پائی، اور جس نے اپنے نفس کے واسطے سنا وہ زندیق ہوا۔[2]

مواعظِ حسنہ

آپ کا کلام زیادہ تر انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھا، اور سیرت و طریق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقرب تھے، آپ نے سوائے پند و نصائح کے کوئی بات نہیں کی، آپ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک بار وعظ فرماتے، آپ کا وعظ اکثر دل کے خطروں اور اعمال کی خرابیوں اور نفس کے وسوسوں و خواہشات میں سے خفیہ اور دقیق کے باب میں ہوا کرتا تھا۔[3]

مجلسِ وعظ ایک بار لوگوں نے کہا کہ آپ کی مجلسِ وعظ میں لوگوں کی کثرت ہوتی ہے، آپ اس سے خوش ہوتے ہیں؟ فرمایا میں کثرت سے تو خوش نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی سوختۂ محبتِ الٰہی ہوتا ہے تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں۔

آپ جب حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کو مجلسِ وعظ میں نہ دیکھتے تو خاموش ہو جاتے، ایک بار لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی مجلسِ مبارک میں اتنے بزرگ و خواجہ آیا کرتے ہیں، اگر ایک ضعیفہ نہ ہوئی تو کیا ہوا، فرمایا جو شربت کہ بحوصلہ ہاتھیوں کے تیار کیا گیا ہو وہ چیونٹیوں کے سینہ میں کیونکر آ سکتا ہے، جب آپ وعظ میں گرم کلام ہوتے اور جوش میں آتے تو اپنا منہ حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کی طرف کرتے اور فرماتے ھذا من جمرات قلبك یا ستیدہ یعنی اے سیدہ یہ گرمی اور جوش تیرے

[1] مسالک السالکین جلد اول ص۲۷۵ [2] سیر الاقطاب ص۱۲ [3] احیاء العلوم جلد اول فصل ششم [4] شرافت۔

جوش تیرے ہی قلب کی گرمی سے ہے ؎

وعظ میں استقامت | ایک بار آپ وعظ فرما رہے تھے ۔ ناگاہ حجاج بن یوسف ثقفی معہ اپنے خدم وحشم کے باشمشیر ہائے برہنہ داخل مجلس ہوا ، ایک بزرگ وہاں حاضر تھے اُنہوں نے دل میں کہا کہ آج حسنؒ کا امتحان ہے ، یہانتک کہ حجاج بیٹھ گیا ، مگر آپ نے ذرا بھی اُس کی پروا نہ کی ، اور اُس کی طرف نظر بھی اٹھا کے نہ دیکھا ، اور بدستور وعظ میں مشغول رہے ، بزرگ نے کہا البتہ حسن حسنؒ ہی ہے ، جب آپ وعظ سے فارغ ہوئے تو حجاج آپ کے پاس آیا ، اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر لوگوں سے کہنے لگا ، اگر تم چاہتے ہو کہ مرد کو دیکھو تو حسنؒ کو دیکھو ؎

وعظ لوجہ اللہ | ایک بار آپ مجلس وعظ سے اٹھے تو خراسان کے ایک شخص نے پانچ ہزار درم ۵۰۰۰ اور دس تھان باریک کپڑے کے آپ کی نذر کئے ، اور عرض کیا کہ درم تو خرچ کیلئے ہیں اور کپڑا پہننے کو ، آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ تم کو عافیت سے رکھے یہ اٹھا لو اور اپنے ہی پاس رہنے دو ، ہم کو اس کی حاجت نہیں ، جو شخص میری سی مجلس میں بیٹھے ، اور ایسی نذر قبول کرے وہ جس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے جاوے گا تو دین سے بے بہرہ جاوے گا ؎

مقاماتِ فقر

محبتِ فقر | آپ سنتِ نبویؐ اور متابعتِ مرتضویؓ کے سخت پابند تھے ، اور جان و دل سے اُس کی پیروی کرتے ، اور فرماتے کہ میں نے خرقہ مبارک آپ لوگوں کا پہنا ہے ، مجھ پر فرض ہے کہ آپ لوگوں کی متابعت دل سے بجالاؤں ، تاکہ اہلِ خرقہ میں شمار ہوں اور فردائے قیامت میں درمیان درویشوں کے نادم و شرمندہ نہوں ؎

مقامِ خوف | ایک بار لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں کہ اس

عہ سالک السالکین جلد اول ص۲۷۱ عہ ایضاً ص۲۷۲ عہ احیاء العلوم جلد اول فصل ششم ، للعہ سالک السالکین جلد اول ص۲۷۲ شرافت ۔

حالت کو پہنچے. فرمایا میں گنہگار ہوں، اپنے گناہوں کو یاد کرکے خوفِ خدا سے روتا ہوں

کہتے ہیں کہ آپ پر خوفِ خدا اس قدر غالب تھا، اگر کوئی آپ کو بیٹھا ہوا دیکھتا تو یہی

معلوم ہوتا کہ گویا مقتل میں جلاد کے سامنے بیٹھے ہیں ؎

مقامِ ہیبت آپ کو کبھی کسی نے ہنستا نہیں دیکھا، آپ ہمیشہ مغموم و دردمند رہتے تھے،

جب ذکرِ خدا کہتے یا سنتے بیہوش ہوجاتے، چہرہ پر پانی چھڑکا جاتا تو ہوش میں آتے، روتے

اور کہتے یا الٰہ العالمین! حسن گنہگار ہے اور تو ارحم الراحمین ہے حسن پر رحم کر، اور خرقۂ

درویشی جو تو نے اس کو پہنایا ہے اس کی شرم رکھ لے، اور درویشوں کے روبرو اس کو خجل

وشرمسار نہ کریو

مقامِ محبت ایک بزرگ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصہ میں مقامِ محبت پر پہنچے. فرمایا

تین دن میں، پہلے روز دنیا کو ترک کیا، دوسرے روز آخرت کو، تیسرے روز مقامِ محبت پر پہنچ گیا ؎

فنا و نیستی ایک بار آپ نے خادم سے فرمایا کہ میرے افطار کے واسطے روٹی اور کباب

ماہی بازار سے لے آ، خادم لے آیا. اور افطار کے وقت آپ کے سامنے رکھا. آپ نے

دیکھ کر فرمایا کہ فقیر کو طعامِ لذیذ سے کیا نسبت؟ خادم نے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو حکم دیا تھا

یہ سنکر آپ اس قدر روئے کہ بیہوش ہوگئے. جب ہوش آیا تو کہنے لگے یا الٰہ العالمین

حسن سے بڑی خطا ہوئی، تو اس کی خطا سے درگذر. اور اس کا نام دفترِ درویشاں سے محو

مت کر، بعد اس کے چالیس روز تک کچھ نہ کھایا. اور برابر گریہ وزاری میں رہے، ندا

آئی کہ اے حسن، میں نے تیری خطا بخش دی، لیکن شکستگی مت چھوڑ کہ میں شکستگی

کو دوست رکھتا ہوں، اور میری درگاہِ عالی میں شکستگی کی بڑی قدر ہے ؎

کرامات

انفجارِ آب ایک بار آپ ایک جماعت کے ساتھ حج کو تشریف لے جارہے تھے. راستہ میں

سب کو پیاس

ے مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۴۸ سے مفتاح العاشقین ملفوظ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی ص ۱۲ سے مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۴۶ نفرانی

سب کو پیاس نے بیقرار کیا، جنگل میں پانی کا نام ونشان نہ تھا، آخر بہزار جستجو ایک کنواں ملا جس پر ڈول ورسی کوئی نہیں تھی، سب پریشان ہو گئے، آپ نے فرمایا ذرا توقف کرو، ابھی پانی اوپر آجاتا ہے، آپ وہیں نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے، اسی وقت پانی کناروں تک اُبل آیا، سب نے سیر ہو کر پیا، ایک طالب نے مشکیزہ بھر لیا، اسی وقت پانی نیچے چلا گیا، آپ نے فرمایا کہ اگر تم طمع نہ کرتے تو پانی کناروں تک ہی رہتا ۔[۳۹]

تصرف فی الاشیاء ایک بار سفر حج میں آپ کو ایک جگہ سے کھجوریں دستیاب ہوئیں، آپ نے اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیں، جب انہوں نے کھائیں تو ان کی گٹھلیاں سونے کی تھیں، سب نے ان کو فروخت کر کے سامانِ سفر خریدا، اور بقیہ زر مدینہ منورہ میں جاکر خیرات کیا۔[۴۰]

طے ارض شیخ ابو عمرو قاری قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے، کسی گناہ کے باعث قرآن کو بھول گئے، بہی ماجرا حضور کے آگے عرض کیا، آپ نے فرمایا تم مکہ مکرمہ جاؤ، وہاں حج کر کے مسجد خیف میں جانا، وہاں ایک بزرگ گوشہ نشین ہوں گے، ان سے دعا کروانا، چنانچہ وہ وہاں گئے، اکثر لوگ وہاں جمع تھے، پھر ایک بزرگ اجنبی آئے، سب نے ان کی تعظیم کی، تھوڑی دیر کے بعد سب لوگ چلے گئے، صرف وہی بزرگ رہ گئے جو گوشہ نشین تھے، ابو عمرو نے اپنا حال بیان کیا، انہوں نے دعا کی تو پھر قرآن مجید ان کو یاد ہو گیا، پھر پوچھا کہ ہمارا پتہ تم کو کس نے دیا، کہا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے، اس بزرگ نے فرمایا کہ اُس نے میرا پردہ فاش کیا، میں اُس کا راز ظاہر کرتا ہوں، وہ وہی شخص تھا جو سب سے پہلے یہاں آیا، اور سب نے ان کی تعظیم کی، وہ روزانہ نماز ظہر کے بعد یہاں آتے ہیں، اور ہم سے گفتگو کر کے عصر کو بصرہ پہنچ جاتے ہیں، پھر فرمایا جس کا امام خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہو اس کو دوسرے کی کیا ضرورت ہے۔[۴۱]

تاثیر زبان آپ کے پڑوس میں شمعون نام آتش پرست رہتا تھا، جب اُس کا وقت وفات قریب آیا تو آپ عیادت کو گئے، اور فرمایا اے شمعون! تو نے ستر سال آگ کی پرستش کی ہے

لیکن اب بھی اگر تو آگ میں گرے تو وہ تجھکو جلادیوے، اور تیرا کچھ لحاظ نہ کرے، اور میں نے
ایک اللہ کی پرستش کی ہے دیکھ آگ مجھے کچھ گزند نہیں پہنچا سکتی، یہ کہکر آپ نے آگ میں
ہاتھ ڈال دیا، اس کو ذرا بھی کچھ آسیب نہ پہنچا، پھر فرمایا اے شمعون تو اسلام قبول کرلے، اس
کے سینہ میں نور اسلام چمکا، اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے سند نجات اپنے دستخط سے لکھ
دیویں تو میں اسلام قبول کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے اس کو مغفرت کی سند تحریر کر دی، اور
بصرہ کے اکابر عادلین کی مہریں بھی اس پر ثبت کروائیں، آخر وہ اسلام قبول کرکے فوت ہوگیا
مرتے وقت وصیت کی کہ یہ سند میرے کفن میں رکھدینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، چنانچہ بعد وفات
آپ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ نہایت قیمتی لباس اور تاج مرصع پہنے ہوئے بہشت میں سیر
کر رہا ہے، پوچھا کیا گذری؟ اس نے کہا کہ آپ کی سند تحریری کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے
بخش دیا، اب آپ اپنا اقرار نامہ لیجئے، جبوقت آپ بیدار ہوئے تو وہ اقرار نامہ اپنے ہاتھ میں پایا۔

جنات کا مستفیض ہونا شیخ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز جماعت کے ساتھ نماز
پڑھنے کی غرض سے علی الصباح اٹھا، جب آپ کی مسجد کے دروازے پر گیا تو دروازہ اندر
سے بند پایا، آپ دعا مانگ رہے تھے، اور لوگ آمین کہہ رہے تھے، میں نے خیال کیا کہ آپ
کے احباب یہاں موجود ہیں، پس میں نے تھوڑا توقف کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی، میں نے
دروازہ پر ہاتھ رکھا، دروازہ کھل گیا، دیکھا کہ آپ تن تنہا ہیں، اور ان لوگوں میں سے
جو موجود تھے کوئی بھی نہیں ہے، اس سے مجھے سخت حیرت ہوئی، جب میں نماز سے فارغ
ہوا تو آپ سے عرض کیا کہ خدا کے واسطے مجھے اس حال سے آگاہ کیجئے، آپ نے فرمایا کہ
کسی سے مت کہنا، ہر شب جمعہ کو میرے پاس جن و پریاں آتی ہیں، میں ان کو وعظ سناتا
اور دین کی باتیں بتاتا ہوں، پھر دعا کرتا ہوں وہ آمین کہتی ہیں۔

کشف قبور ایک روز آپ ایک جماعت کے ساتھ ایک قبرستان سے گذرے، فرمایا اس
قبرستان میں

قبرستان میں ایسے لوگ مدفون ہیں کہ ان کا سر بہت آٹھوں بہشتوں کے ناز و نعمت پر نہیں جھکا، اور انہوں نے کچھ توجہ نہیں کی، لیکن ان کی خاک کے ساتھ ایسی حسرت ملی ہوئی ہے کہ اگر اس کا ایک ذرہ آسمانوں کے سامنے پیش کیا جائے تو سب مارے خوف کے گر پڑیں ؎

امداد غیبی | منقول ہے کہ جب آپ حجاج بن یوسف ثقفی کے سامنے جاتے تو آیت شریف وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد (المؤمن ع ۵) پڑھکر تشریف لے جاتے، حجاج قسمیہ بیان کرتا تھا کہ میں کبھی کسی شخص سے ایسا نہیں ڈرا جیسا کہ حضور سے ڈرتا تھا، جب آپ کی شکل مجھے نظر آتی تھی تو میرے اندام پر لرزہ پڑ جاتا تھا، میں دیکھتا تھا کہ دو شیر آپ کے ساتھ آتے تھے، اور مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے، آپ ان کو روکتے تھے ؎

مقبولیت دعا | منقول ہے کہ ایک خارجی آپ کی مجلس میں آکر بہت اذیت دیا کرتا، ایک دن تمام اہل مجلس اس سے تنگ آگئے اور اس کے حق میں سزا کے خواستگار ہوئے، آپ نے دعا فرمائی اے پروردگار! اس شخص کے شر سے ہم کو بچا، جب لوگوں نے خبر لی تو وہ مر چکا تھا ؎

عملیات

برائے چشم زخم | آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اوپر یا اپنے مال پر نظر لگنے کا وہم کرے تو وہ یہ آیت شریف کو پڑھکر تین بار دم کر دیوے، آیت یہ ہے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ھو الا ذکر للعلمین (ق) اور اگر کسی کو کوئی چیز پسند آوے اور وہ مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان یا باغ ہو یا اس کے سوا اور چیز ہو تو اسیوقت یہ کہے ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بس کے کہنے سے حق تعالیٰ نظر کی تاثیر سے محفوظ رکھتا ہے۔

اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر بڑی سخت ہے تو وہ کسی چیز کو دیکھا نہ کرے، اور اگر کسی چیز

سه [illegible] ص ۲۲ [illegible]

پر نظر پڑ جائے تو کہے اللھم بارک علیہ اس کی برکت سے نظر اثر نہ کرے گی۔ [۱]

برائے حصولِ تقویٰ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نمازِ عشاء کے بعد یہ آیت شریف پانچ مرتبہ پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو متقیوں کے زمرہ سے کر دے گا، اور وہ ہمیشہ بہشت میں رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ، آیت یہ ہے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر) [۲]

برائے دفعِ بلیات آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعاء کو ہر نمازِ عشاء کے بعد سات مرتبہ پڑھا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو تمام بلیات سے محفوظ رکھے گا، اور حق تعالیٰ کے عجائب غرائب دیکھے گا، اور اس کو کوئی غم و اندوہ نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، دعاء یہ ہے

نادِ علیاً مظہر العجائب والغرائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ھم و غم سینجلی بنبوتک یا محمد یا محمد یا محمد وبولایتک یا علی یا علی یا علی۔ [۳]

برائے کشفِ ارواح و جمیع مقاصد آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی دعاء اس سے بہتر نہیں۔ جو شخص میری امت سے ہمیشہ اس دعاء کو پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ستر بیماریاں ظاہری و باطنی دفع کرے گا، اور جو شخص دن رات میں پڑھے گا اپنے نفس کا فریب فتح پاوے گا، اور جو شخص اکیس دن تک روزانہ اکیس مرتبہ پڑھے گا عالمِ ارواح اس پر مکشوف ہوگا، اور اس کے باطن میں کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ، دعاء یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی اسئلک باسمائک الحسنیٰ یا اللہ یا اللہ فاعلم انہ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الرحمٰن علی العرش استویٰ یا رحیم وکان اللہ غفوراً رحیماً یا مالک لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار یا قدوس یا متعال فتعالی اللہ الملک الحق یا سلام سلام قولاً من رب رحیم یا مؤمن المؤمن المھیمن یا عزیز وھو العزیز الحکیم یا جبار الجبار المتکبر یا خالق فتبارک اللہ احسن الخالقین یا باری الخالق البارئ

[۱] طب نبوی ص ۲۰ [۲] جواہر الاولیاء ص ۱۱ [۳] جواہر غیبی ص ۱۱۳

الباری یا مصوّر ھو الّذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشاء یا اوّل یا آخر
ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم یا شکور ان ربّنا
لغفور شکور یا غفور واللہ غفور رحیم یا ودود ان اللہ لغفور ودود
وصلی اللہ علٰی خیر خلقہٖ محمد وّاٰلہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرّاحمین۔ ؎

برائے زیارتِ نبویؐ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص صلوٰۃ العتمہ کے بعد چار رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ الضحٰی - انشراح - القدر - الزلزال ایک ایک بار پڑھے، پھر سلام کے بعد استغفار سَو مرتبہ پڑھے، پھر درود شریف سَو مرتبہ پڑھے، پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم سَو مرتبہ پڑھے، ایسا کرنے سے خواب میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ؎

مکتوبات

آپ کے کئی مکتوب مملو از نصائح کتابوں میں تحریر ہیں اُن میں سے تین خط نقل کئے جاتے ہیں۔

مکتوبِ اوّل یہ خط آپ نے دنیا کی مذمت میں حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفۂ وقت کو لکھا تھا۔
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ دنیا جائے سفر ہے نہ اقامت کا گھر، حضرت آدم علیہ السلام جو جنت سے اس میں اتارے گئے تو صرف عقوبت و سزا کے لئے اتارے گئے، اے امیر المومنین اس سے ڈرتے رہو، اس کو ترک کر دینا ہی زادِ آخرت ہے، اور اس میں محتاج رہنا غنا و ثروت ہے، ہر وقت ایک نہ ایک کو فنا کرتی رہتی ہے، جو اس کو عزیز جانتا ہے اس کو ذلیل کرتی ہے، جو اس کو جمع کرتا ہے اس کو فقیر کرتی ہے، اس کا حال زہر کا سا ہے کہ جو نہیں جانتا وہ کھاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے، اس میں ایسی طرح رہنا چاہیئے جیسے کوئی اپنے زخموں کا علاج کرے کہ تھوڑے دنوں پرہیز کیا کرتا ہے اس خوف سے کہ

؎ [illegible]

کہیں مدت تک تکلیف نہ اٹھانی پڑے، اور چند روز دوا کی تلخی پر صبر کرتا ہے کہ کہیں درد مدت تک نہ رہے، پس اس دارِ ناپائدار فریبی مکار جفا شعار سے بچتے رہو، اس کی ظاہری زینت صرف دھوکھا ہے، اور لوگوں کے پھنسانے کو بڑا مغالطہ ہے، جو اس کی آرزوؤں میں مبتلا ہوا اس کو بے تباہ کئے نہیں چھوڑتی، اور سب کو توقع دلاتی رہتی ہے، اس کی صورت دلہن کی سی ہے کہ آنکھوں کی تاک اور دلوں کا اشتیاق اور نفسوں کا عشق اسی پر ہے، اِلّا اس نے اپنے سب شوہروں کو مار ڈالا۔ سے

عروسِ دہر بکور وئے دخترے ست ولے وفا نمیکند ایں سست مہر با داماد

مگر افسوس کہ پسماندوں کو گذشتوں سے عبرت نہیں ہوتی، اور جو لوگ خدائے عزّوجل کو پہچانتے ہیں باوجودیکہ اس نے اس کا حال فرمادیا ہے، ان کو نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی، بہت سے اس کے عاشق ایسے ہیں کہ جہاں ان کی حاجت پوری ہوئی، اور دنیا حسب دلخواہ ملی جبھی مغرور و سرکش ہو کر معاد کو بھول جاتے ہیں، اور اپنی عقل کو اتنا اس میں لگاتے ہیں کہ ان کے قدم جادۂ مستقیم سے لغزش کھاجاتے ہیں، پھر جان کنی کے وقت بڑی ندامت اور نہایت حسرت سکراتِ موت کے ساتھ اٹھاتے ہیں، اور جو شخص اس کی رغبت کرتا ہے اپنا مطلوب نہیں پاتا، نہ اس کا نفس مشقت سے آرام پاتا ہے، اسی حال میں بے توشہ چل دیتا ہے، اے امیرالمؤمنین! تم اس سے ڈرتے رہو، اور جس وقت کہ تم کو اس میں زیادہ خوشی ہو، اسی کا زیادہ خوف کیجیو، اس واسطے کہ دنیا دار اگر کسی خوشی میں اطمینان کرتا ہے تو وہ اس کو رنج میں ڈالتی ہے، جو دنیا میں خوش ہوتا ہے وہ اس کے باشندوں کو مغالطہ دیتا ہے، اور جو آج اس میں نفع پاتا ہے کل کو ضرر اٹھاتا ہے، اس میں وسعتِ عیش بلا ہے، اور بقا کا مآل فنا ہے، ہر خوشی غم آگیں ہے، اور ہر ایک راحت زحمت سے قرین ہے، جو اس میں سے گذر جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا، اور آئندہ چیز کا حال معلوم نہیں کہ اس کا انتظار ہو، اس کی سب آرزوئیں دروغ

ہیں اور تمام

ہیں اور تمام امیدیں بے فروغ ہیں، صفائی ہمہ تن کدورت ہے، اور زندگی بہمہ وجوہ حسرت،
آدمی اگر غور و تامل کرے تو معلوم ہو کہ اس کی نعمتوں کے جدا ہونے کا خوف جدا ہے اور مصیبت
کا خوف جدا، اگر بالفرض خدا تعالےٰ نے دنیا کی خبر نہ ارشاد فرمائی ہوتی، اور نہ اس کی مثل بیان
کی ہوتی تب بھی دنیا سوتے کو جگا دیتی، اور غافل کو ہوشیار کر دیتی، پھر جبکہ خدا تعالےٰ نے
اس سے منع فرمایا ہو تب تو بطریق اولےٰ اس سے ہوشیاری ضرور ہے، اس فانی کی قدر قادر
مطلق کے نزدیک کچھ نہیں، اور جب سے اس کو پیدا کیا اس کی طرف نگاہ نہیں کی، اس بات
کو سوچو کہ یہ وہی پلید چیز ہے کہ تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مع خزائن و کلید پیش کی
گئی تھی، اگر آپ اس کو قبول فرما لیتے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ کے رتبہ میں سے مچھر کے پر کے
برابر بھی کم نہ ہوتا، مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اس لئے کہ خدا تعالےٰ کے امر کی مخالفت بری معلوم
ہوئی، اور جس چیز سے اس کو بغض ہے اس کے ساتھ محبت اچھی نہ جانی، اور جو اس کے نزدیک
بے قدر تھی اس کو قدر دینا ادب نہ سمجھا، پس خدا تعالیٰ نے جو دنیا کو نیک بختوں سے علیحدہ رکھا
ہے صرف امتحان کیلئے ہے، اور اپنے دشمنوں کیلئے جو پھیلا دیا ہے ان کے مغالطہ و
دھوکھا کیلئے ہے، یہی وجہ ہے کہ جس کو دنیا پر قدرت ہو جاتی ہے اس کو یہ گمان ہوتا ہے
کہ خدا نے میری بڑی عزت کی، اس شخص کو وہ معاملہ یاد نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا تھا کہ بھوک کے مارے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھا تھا۔

س فقر فخری نہ از گزاف ست و مجاز   بل ہزاراں عز پنہاں ست و ناز

اور ایک روایت حدیث قدسی کی آپ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو
ارشاد فرمایا کہ جب تم تونگری کو آتا دیکھو تو کہیو کہ کسی گناہ کی عقوبت جلد ہوئی ہے، اور اگر
مفلسی کو آتا دیکھو تو کہیو کہ خوب ہوا کہ یہ نیک بختوں کا شعار آیا، اور اگر چاہو روح اللہ اور
کلمۃ اللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی اقتدا کرو تو وہ یہ فرماتے تھے کہ میرا سالن بھوک ہے، اور شعار

خوف ، اور پوشاک جاڑے کی اون ، اور حرارت آفتاب کی دھوپ ، اور چراغ چاند ، اور سواری دونو پاؤں ، اور کھانا و میوہ نباتات ، رات کو سوتا ہوں جب کچھ نہیں ہوتا صبح کو اٹھتا ہوں تب کچھ نہیں ہوتا ، اور روئے زمین پر مجھ سے زیادہ تونگر اور کوئی نہیں ، والسلام

مکتوب دوم | ایک بار حضرت خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رہ نے آپ کو لکھا کہ آپ مجھکو کچھ وعظ و نصیحت کیجیے ، آپ نے ان کو جواب میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ سب سے بڑے ہول اور امور دہشتناک تمہارے آگے ہیں ، اور تم کو ان کا دیکھنا ضرور پڑے گا ، یا نجات سے یا تباہی کے ساتھ ، اور یہ بھی جان لو کہ جو شخص اپنے نفس کو جانچتا رہتا ہے وہ نفع میں رہتا ہے ، اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے ، اور جو شخص انجام کار پر نظر رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے ، اور جو ہوائے نفس کی اطاعت کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے ، اور جو شخص حلم کرتا ہے اس کو غنیمت ملتی ہے ، اور جو ڈرتا رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے ، اور جو مامون رہتا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے ، اور عبرت والا صاحب بصیرت ہوتا ہے ، اور اہل بصیرت فہیم ہوتا ہے اور فہیم آدمی واقف کار ہوتا ہے ، پس جب تم سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس سے باز آنا چاہیے ، اور جب ندامت کرو تو خطا کو جڑ سے اکھاڑ دو ، اور اگر کوئی بات نہ آتی ہو تو پوچھ لو اور جس وقت تم کو غصہ آوے اس کو روکو۔ والسلام۔

مکتوب سوم | یہ خط بھی آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رہ کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم کرنا چاہیے کہ جس چیز سے اللہ تعالےٰ خوف دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اس سے ڈرنا اور خوف کرنا چاہیے ، اور جو تمہارے پاس اب موجود ہے اس میں سے آگے کے واسطے لے لو ، اور موت پر یہ حال ٹھیک معلوم ہوگا۔ والسلام۔

کلماتِ طیبات

مناجات۔ آپ مناجات فرمایا کرتے تھے کہ "الٰہی تو نے مجھے نعمت دی میں اُس کا شکر بجا نہ لایا، اور تو نے بلا بھیجی میں نے اُس پر صبر نہ کیا، پس تو نے اس سبب سے کہ میں نے شکر نہ کیا، اپنی دی ہوئی نعمت مجھ سے واپس نہ لی، اور اس سبب سے کہ میں نے صبر نہ کیا تو نے بلا کو ہمیشہ کیلئے مجھ پر مسلّط نہیں رکھا، الٰہی تجھ سے سوائے فضل و کرم کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔"

قرآن۔ فرمایا۔ کل صحیفے ایک سو چار کی تعداد میں مختلف انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئے ان کا خلاصہ توریت، زبور، انجیل میں ہے، اور ان تینوں کا خلاصہ قرآن مجید میں ہے، اور اس کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں ہے، اور اس کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔

فرمایا۔ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اس کتاب کی قدر جانی جو اللہ تعالیٰ سے ان کو پہنچی تھی، رات کو اُس پر غور کرتے، اور دن کو اُسے عمل میں لاتے، تم نے اس کو درست کیا مگر اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اور باوجودیکہ اس کے اعراب اور حروف درست کر چکے ہو پھر دنیا کی کتاب کی درستگی میں مشغول ہو۔

نماز۔ فرمایا۔ جو نماز کہ حضور دل سے نہ ہو وہ نزدیک تر عقوبت کے ہے۔

خشوع۔ لوگوں نے پوچھا کہ خشوع کیا ہے؟ فرمایا خوفِ خدا جو ہر دم دل سے لگا ہے۔

تہجد۔ ایک شخص نے پوچھا کہ تہجد گذار شخصوں کے چہرے اچھے کیوں ہوتے ہیں؟ فرمایا وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نور سے نور پہناتا ہے۔

علم۔ فرمایا۔ حلم علم کا وزیر ہے اور نرمی اس کا باپ ہے اور تواضع اس کا لباس۔

علم و عمل و قناعت۔ فرمایا۔ مرد کو چاہیے علم نافع، اور عمل کامل ساتھ اخلاص کے، اور

قناعت پوری ساتھ صبر کے، جب یہ تینوں باتیں حاصل ہو جائیں پھر میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کریں۔

فقیہ ۔ فرمایا فقیہ وہ ہے جو دنیا میں زاہد اور آخرت کا راغب، اور اپنے دین میں عقل رکھنے والا، اور اپنے رب کی عبادت پر مداومت کرنے والا، اور اپنے نفس کو مسلمانوں کی اغراض سے بچانے والا، اور ان کے مالوں کی طرف رُخ نہ کرنے والا، اور اہل اسلام کی جماعتوں کا خیر خواہ ہو۔

مسلمان ۔ لوگوں نے پوچھا کہ مسلمان کون ہے اور مسلمانی کیا ہے؟ فرمایا۔ مسلماناں درگور و مسلمانی درکتاب۔

مومن ۔ فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو اس خوف سے کانپتا نہ ہو کہ مبادا منافق ہو۔

فرمایا۔ جو شخص کہے کہ میں مومن ہوں حقا وہ بیقین مومن ہے۔

فرمایا۔ مومن وہ ہے کہ ہر حال میں یکساں ہو، ایسا نہیں کہ جب کوئی نہ ہو جو چاہے کرے اور جو زبان پر آوے بکے۔

مومن کے خصائل ۔ فرمایا۔ کتے میں دس خصلتیں ایسی ہیں جو ہر مومن کے بیچ ہونی چاہئیں پہلی یہ کہ وہ بھوکا رہتا ہے۔ یہ آداب صالحین سے ہے۔ دوسری یہ کہ اس کا کوئی مکان ذاتی نہیں ہوتا، یہ علامت متوکلین کی ہے۔ تیسری یہ کہ وہ رات کو کم سوتا ہے۔ یہ صفت محبین کی ہے۔ چوتھی یہ کہ وہ مرجاتا ہے اور کوئی میراث نہیں چھوڑتا، یہ صفت زاہدین کی ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا گو وہ خفا ہو یا اس کو مارے۔ یہ علامت مریدین صادقین کی ہے۔ چھٹی یہ کہ وہ ادنے جگہ پر بیٹھتا ہے۔ یہ نشانی متواضعین کی ہے۔ ساتویں یہ کہ جب کوئی اس کی جگہ چھین لیتا ہے تو وہ دوسری جگہ جا بیٹھتا ہے

یہ علامت

یہ علامت راضئین کی ہے۔ آٹھویں یہ کہ اس کو ماریں یا دھتکاریں پھر ٹکڑا ڈال دیں اور بلا میں تو دوڑا ہوا چلا آتا ہے، پہلی مار وغیرہ کا کچھ خیال نہیں کرتا، یہ علامت خاشعین کی کی ہے۔ نویں یہ کہ جب کھانا رکھا جاتا ہے تو وہ دور بیٹھا ہوا دیکھا کرتا ہے، یہ علامت ساکین کی ہے۔ دسویں یہ کہ جب کسی جگہ سے چلا جاتا ہے تو پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا، یہ علامت مجرّدین کی ہے۔

لوگوں کے اقسام ۔ فرمایا۔ دنیا میں پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ علماء۔ یہ انبیاء کے وارث ہیں، زُھّاد۔ یہ خدا کی راہ بتانے والے ہیں، غازی۔ یہ خدا کی تلوار ہیں، تجّار۔ یہ خدا کے امین ہیں، بادشاہ۔ یہ خلق کے چرواہے ہیں، جب علما طمع کرکے مال دنیا جمع کریں تو اقتدا کس کی کی جائے، جب زہّاد راغب دنیا ہوں تو راہ کون بتائے اور کس سے راستہ پوچھا جائے، جب غازی ریاکار ہو تو ریاکار کے واسطے کوئی عمل نہیں دشمنوں پر فتح کیسے ہو، جب تاجر خائن ہوں تو امین کون کہا جائے، جب بادشاہ گرگ خونخوار ہوجائے تو خلق کی حفاظت کون کرے، قسم ہے خدائے پاک کی ہلاک کیا لوگوں کو طامع عالموں، راغب زاہدوں، ریاکار غازیوں، خائن تاجروں، ظالم بادشاہوں نے۔

دنیا ۔ فرمایا۔ غریب آدم زاد ایسی سرا پر راضی ہوئے جس کے حلال کا حساب اور حرام کا عذاب ہے، آدمی کسی حال میں ہو دنیا سے مفارقت نہیں کرتا مگر تین حسرتوں کے ساتھ۔ ایک یہ کہ جمع کرنے سے سیر نہیں ہوا، دوسرے یہ کہ ساری امیدیں پوری نہ ہوئیں تیسرے یہ کہ پورا سامان سفر آخرت کا مہیا نہیں کیا۔

کسی نے کہا فلاں شخص جان کنی کی حالت میں ہے، فرمایا ایسا نہ کہو بلکہ وہ ستر برس سے جان کنی کی حالت میں تھا۔ اب جان کنی سے چھوٹتا ہے۔

فرمایا۔ نجات پائی سبکباروں نے اور ہلاک ہوئے گراں بار۔

فرمایا۔ خدا اس قوم کو بخشے جس کے نزدیک دنیا بطور امانت کے تھی اور سب یکبار چلے گئے۔

فرمایا۔ میرے نزدیک عقلمند وہ ہے جو دنیا کو خراب کرے، اور اُس کی خرابی میں آخرت کو بنا وے نہ یہ کہ آخرت کو خراب کرے، اور اس کی خرابی میں دنیا کو بنا وے، جس نے خدا کو پہچانا وہ اُس کو دوست رکھتا ہے، اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اس کو دشمن رکھتا ہے۔

فرمایا۔ دنیا میں کوئی سرکش گھوڑا تیرے نفس سے زیادہ سخت لگام دینے کے لائق نہیں۔

فرمایا۔ اگر تو دیکھنا چاہتا ہے کہ بعد تیرے دنیا کس طرح ہوگی۔ تو دیکھ لے کہ بعد موت دوسروں کے کس طرح ہے۔

فرمایا۔ قسم ہے خدائے پاک کی نہیں پوجا لوگوں نے بتوں کو مگر دنیا کی دوستی میں۔

محبتِ دنیا۔ حضرت مالک بن دینار رہ نے پوچھا کہ لوگوں کی خرابی کس بات میں ہے؟

فرمایا۔ دل کے مرنے میں، کہا دل کا مرنا کیا ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت۔

فرمایا۔ بخدائے پاک سونے چاندی کو کوئی شخص عزیز نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار نہیں کرتا۔

طلبِ دنیا۔ فرمایا۔ ہم نشینی بدوں کی بدگمان کرتی ہے مرد کو نیکوں سے، شراب پینے کو جانا میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں دنیا کی طلب سے۔

فکر۔ فرمایا۔ فکر ایک آئینہ ہے کہ حسنات وسیئات تیرے تجھکو دکھلاوے، جو بات کہ سر حکمت سے نہیں وہ عین آفت ہے، اور جو خاموشی کہ سرِ فکرت سے نہیں وہ تمام تر سہوت وغفلت ہے، اور جو نظر کہ سر عبرت سے نہیں وہ بالکل لہو ونوآت ہے۔

ورع۔ کسی نے پوچھا اصل دین کیا ہے؟ فرمایا ورع و پرہیزگاری، پوچھا وہ کون چیز ہے جو ورع کو تباہ کر دیتی ہے؟ فرمایا طمع، پوچھا بہشت عدن کیا ہے؟ فرمایا ایک قصر زریں ہے، اس میں سوائے پیغمبر وصدیق وشہید وسلطان عادل کے کوئی نہ جائے گا۔

فرمایا۔ ورع

فرمایا۔ ورع کے تین درجے ہیں، ایک یہ کہ جب بولے حق بولے خواہ غصہ میں ہو خواہ خوشی میں، دوسرے یہ کہ جس چیز میں خدا کا غصہ ہو اس سے اپنے تمام اعضا کو نگاہ رکھے، تیسرے یہ کہ قصد اس کا ایسی چیز کی طرف ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوشنودی ظاہر فرمائی ہو۔

فرمایا۔ ذرہ بھر ورع و پرہیزگاری ہزار سال کی نماز اور روزے سے بہتر ہے۔

فرمایا۔ افضل ترین اعمال فکر و ورع ہے۔

دعوت الی اللہ۔ لوگوں نے کہا بعضے کہتے ہیں کہ دعوت الی اللہ اُس وقت کرنی چاہیئے جب خود عیوں سے پاک ہو، فرمایا شیطان اسی آرزو میں ہے کہ دروازہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایسے ہی حیلہ سے بند کرے۔

کسی نے پوچھا جو طبیب بیمار ہو وہ دوسروں کا معالجہ کس طرح کرے، فرمایا پہلے وہ اپنا علاج کرے پھر دوسروں کا۔

فرمایا۔ میرا کلام سنو کیونکہ میرا علم تم کو فائدہ دے گا، اور میری بے عملی تم کو نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ لوگوں نے کہا ہمارے دل سوئے ہوئے ہیں کہ نصیحت آپ کی اثر نہیں کرتی فرمایا تمہارے دل مردے ہیں سویا ہوا ہلانے سے بیدار ہوتا ہے، مردہ ہوشیار نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے کہا کہ بعض بزرگ اپنی باتوں سے ایسا ڈراتے ہیں کہ دل ہمارے خوف کے پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا بہتر ہے کہ تم آج ڈرانے والوں کی باتیں سنو اور ان کے ہم صحبت رہو تا کہ کل رحمت کی امید ہو۔

معرفت۔ فرمایا۔ معرفت یہ ہے کہ تو ذرہ بھر اپنے میں خصومت اور نفسانیت نہ پاوے۔

نصائح۔ ایک بار آپ نے حضرت سعید بن جبیرؓ کو نصیحت کی کہ تین کام ہرگز مت کرنا ایک تو یہ کہ بادشاہوں کی بساط پر قدم نہ دھرنا، اگرچہ وہ تمام تر شفقت ہو، دوسرے یہ کہ کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا اگرچہ وہ رابعہ وقت ہو، اور تو اُسے کتاب اللہ

کی تعلیم دیتا ہو، تیسرے یہ کہ مزامیر پر کان نہ دھرنا، اگرچہ تو درجہ مرداں مرد کار رکھتا ہو کیونکہ یہ آفت سے خالی نہیں، آخرالامر اپنا زخم لگا دیں گے۔

ایک بار آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ تم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضہ کی مانند ہو، وہ لوگ خوش ہو گئے، فرمایا صرف صورت شکل میں نہ کیسی دوسری بات میں، اگر تم ان کو دیکھتے تو وہ تمہاری نظر میں دیوانے معلوم ہوتے، اور اگر وہ تمہارے حال پر اطلاع پاتے تو تم میں سے کسی ایک کو بھی مسلمان نہ کہتے، وہ پیشروان اسپان راہوار بر مثل مرغ وہوا کے تیز چلے گئے، اور ہم خران پشت ریش پر درماندہ پڑے ہوئے ہیں۔

فرمایا۔ توریت میں ہے کہ جس نے قناعت اختیار کی وہ خلق سے بے نیاز ہوا، جس نے خلق سے عزلت اختیار کی وہ سلامت رہا، جس نے شہوت ترک کی وہ آزاد ہوا، جو حسد سے دور رہا وہ مودت کو پہنچا، جس نے چند روزہ صبر اختیار کیا اُس نے برخورداری جاوید کی پائی۔

نیتِ نیک۔ فرمایا۔ بہشت جاودانی بے پایان اس عمل چند روزہ سے نہیں بلکہ نیک نیت سے ہے۔ جب اہل بہشت بہشت کو دیکھیں گے ساٹھ لاکھ سال بیخود ہوں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن پر تجلّے کرے گا، اور اگر اس کے جلال کو دیکھیں گے تو مست ہیبت ہوں گے، اور اگر اس کے جمال کو دیکھیں گے تو غرقِ وحدت ہوں گے۔

سکوت۔ فرمایا اہلِ عقل کو خاموشی اختیار کرنی چاہیئے، اس وقت تک کہ دل ان کے گویا ہو جائیں، اور اس کا اثر زبان پر سرایت کرے۔

خوف ورجا۔ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ نے آپ کو لکھا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجیئے جس کو میں یاد رکھوں، اور اپنا دستورالعمل بناؤں، آپ نے جواب میں لکھا، جب اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو تو خوف کس سے رکھتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ نہیں تو تو امید کس سے رکھتا ہے۔

صبر۔ ایک

صبر۔ ایک اعرابی نے پوچھا صبر کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا صبر دو طرح پر ہے، ایک بلا ومصیبت پر، دوسرے اُس چیز پر جس سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی ہے۔ اور جیسا کہ حق صبر کا تھا بیان کیا۔ اعرابی نے کہا میں نے زاہد تر آپ سے کسی کو نہیں دیکھا، اور صابر تر آپ سے کسی کو نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا اے اعرابی! زہد میرا بوجہ رغبت کے، اور صبر میرا بوجہ بے صبری کے ہے۔ اعرابی نے کہا میں نے نہیں سمجھا، آپ اس کو صاف فرما دیں، فرمایا زہد میرا دنیا میں بوجہ رغبت آخرت کے ہے اور یہ عین حصہ طلبی ہے، اور صبر میرا بلا یا طاعت میں بوجہ خوف آتش دوزخ کے ہے اور یہ عین بے صبری ہے۔ زہد وصبر اس شخص کا قوی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو، اور خیال اپنے نفع وضرر کا نہ ہو، اور یہ علامت اخلاص کی ہے۔

پیشوا۔ فرمایا جس احمق نے لوگوں کو اپنا پیرو دیکھا اور خیال کیا کہ میں پیشوائے قوم ہوں، اُس کا دل بچا نہ رہا۔

فرمایا۔ جو بات تو کسی کو کہنا چاہے چاہیئے کہ پہلے خود اس پر عمل کرے۔

فرمایا۔ جو شخص دوسروں کی بات تیرے پاس لادے وہ تیری بات بھی دوسروں کو پہنچاوے گا۔

تکبر۔ فرمایا۔ حیرت وتعجب ہے آدمی پر کہ تکبر کرتا ہے، حالانکہ دن میں کئی بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے۔

نفاق۔ فرمایا۔ ظاہر وباطن کا ایک دوسرے کے خلاف ہونا از جملہ نفاق ہے۔

غیبت۔ فرمایا۔ تین شخصوں کی غیبت روا ہے، اہل ہوا، فاسق، ظالم، غیبت کا کفارہ استغفار ہے اگر تو چھٹکارا چاہتا ہے۔

تنبیہ۔ فرمایا۔ بھیڑ آدمی سے زیادہ آگاہی رکھتی ہے، اس لئے کہ چرواہے کی آواز اس کو چرنے سے باز رکھتی ہے، اور آدمی کو حکم خدا اس کی مراد سے باز نہیں رکھتا۔

اہلِ ہوا۔ فرمایا۔ اہلِ ہوا سے نہ جدل کرو، اور نہ ان کے پاس بیٹھو، اور نہ ان کا قول سنو۔

اخوت۔ فرمایا۔ میرے نزدیک برادرانِ دینی بیوی اور بچوں سے زیادہ عزیز ہیں، اس لئے کہ وہ دین کے یار ہیں، اور بیوی بچے دنیا کے یار اور دین کے دشمن، آدمی جو کچھ کہ اپنی ذات اور اپنے ماں باپ کے کھانے کپڑے میں خرچ کرتا ہے اُس کا حساب دینا ہو گا، مگر مہمان اور دوستوں کے کھانے کا حساب نہ ہو گا۔[۵۹]

مُعترفینِ کمال

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے آپ کا کلام سنا تو فرمایا کہ حسن بصری رہ کا کلام انبیاء علیہم السلام کا سا معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ بلال بن ابی بردہ رہ کہا کرتے تھے کہ میں حسن رہ سے زیادہ کسی کو صحابہ رض سے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔

۳۔ حمید بن ہلال رہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو قتادہ رہ نے کہا کہ اس شیخ یعنی حسن بصری رہ کی تعظیم کیا کرو۔ میں نے ان کی رائے سے زیادہ کسی کی رائے کو حضرت عمر رض کی رائے سے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔

۴۔ مطر رہ اپنے چشم دید حالات بیان کرتے ہیں کہ بصرہ میں ابو شعثا رہ بڑے واعظ تھے، لیکن جب حسن رہ ظاہر ہوئے ان کا بیان ایسا تھا کہ گویا وہ آخرت میں تھے۔

۵۔ اصبغ بن زید رہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عوام بن حوشب رہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حسن رہ مثل اُس نبی کے ہیں جو اپنی قوم میں ساٹھ برس تک خدا کی طرف دعوت کرتا رہا۔

۶۔ جعفر بن سلیمان رہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابراہیم بن عیسیٰ یشکری رہ نے بیان کیا کہ میں نے حسن رہ سے زیادہ کسی کو غمگین نہیں پایا، جب میں نے ان کو دیکھا یہی گمان ہوا کہ ان کو

[۵۹] کلمات طیبات کا باب الخصوص تذکرۃ الاولیاء اور احیاء العلوم جلد اول اور رسالہ الکمالین جلد دوم سے انتخاب کر کے لکھا ہے ۱۲ مترجم۔

کہ ان کو کوئی تازہ غم پہنچا ہے۔

۷۔ حفص بن غیاث رہ کہتے ہیں کہ میں نے اعمش رہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حسن رہ حکمت کی باتوں کو یاد کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو بیان کرنے لگے۔

۸۔ جب آپ کا ذکر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے نزدیک ہوتا تو وہ فرماتے کہ حسن رہ کا کلام انبیاء علیہم السلام کے کلام کے مشابہ ہے عہ

۹۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ حسن بصری رہ کو ہم لوگوں پر کس وجہ سے بزرگی اور سرداری ہے، ایک بزرگ نے جواب دیا کہ تمام خلائق اس کے علم کی حاجتمند ہے، اور اسکو سوائے خالق کے کسی کی حاجت نہیں، اور دین میں سب اس کے محتاج ہیں، اس سبب سے وہ سب کا سردار ہے۔ عہ

۱۰۔ امام ذہبی رہ لکھتے ہیں کہ وعظ و تذکیر میں حسن بصری رہ مقتدائے قوم ہیں۔

اولادِ کرام

آپ کی اولاد و فرزندان کے نام بتصریح کسی کتاب سے نہیں مل سکے، آپ کی کنیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) شیخ محمد رہ (۲) شیخ علی رہ (۳) شیخ سعید رہ (۴) شیخ نصر رہ۔

آپ کی اولاد میں کئی اکابر اولیاء اللہ ہوتے چلے آئے، چنانچہ ایک بزرگ اصفہانی کا تذکرہ کتاب راحت القلوب میں بدیں طور منقول ہے۔

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر رہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے شیخ جلال الدین تبریزی رہ کے آگے حکایت بیان کی کہ میں سفر کرتا ہوا اصفہان میں ایک بزرگ سے ملاقی ہوا، وہ بڑے صاحب کمال تھے، عمر ان کی ایک سو پچاس سال سے تجاوز کر گئی تھی، فرماتے تھے کہ میں حضرت

عہ [illegible] عہ [illegible] مسالک السالکین [illegible]

خواجہ حسن بصری رح کا پڑوتا ہوں، اہل شہر کو ان سے بہت اعتقاد تھا، جب کسی کو کوئی حاجت
پیش آتی ان کی خدمت میں رجوع کرتا، آپ کے دعا فرمانے سے اس کی حاجت فوراً پوری
ہوجاتی، کبھی ایسا اتفاق نہ ہوتا کہ ان کی دعا رد ہوگئی ہو۔

خلفائے عظام

صاحب ارشاد الطالبین نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رح کے تین سو ساٹھ مرید تھے
جو کہ علوم ظاہر و باطن میں آپ کے برابر تھے، اگر وہ آگ میں بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
آئینہ میں آگ چمک رہی ہے۔
صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے دو، اور صاحب مجاز چھبیس، اور
خلیفہ اصغر بہت تھے۔

(۱) حضرت شیخ حبیب عجمی رح

ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت شیخ مالک دینار رح

توکل و تجرید میں یگانہ وقت تھے، ایک روز کشتی پر سوار ہوئے پاس کچھ نہ تھا، ملاحوں
نے مار پیٹ کر دریا میں پھینکنا چاہا، اسی وقت مچھلیاں منہ میں دینار لئے ہوئے پانی
کے اوپر تیر آئیں، کشتیبان قدمبوس ہوئے، اسی وقت یہ کشتی سے اتر کر پانی کے اوپر
چلنے لگے، اور نظر سے غائب ہوگئے، اسی دن سے ان کا نام مالک دینار رح پڑ گیا
۱۳۰ھ میں انتقال کیا۔

(۳) حضرت شیخ عتبہ بن ابان بن صمعہ المعروف عتبہ بن الغلام رح

صاحب احوال و مقامات عالیہ تارک الدنیا اہل خوارق و کرامات تھے، ایک مرتبہ حضرت
خواجہ حسن

خواجہ حسن بصری رح کے ہمراہ جا رہے تھے، راستہ میں دریا آیا، یہ پانی کے اوپر چلنے لگے، حضور نے پوچھا یہ مرتبہ کیسے پایا؟ کہا تسلیم و رضا سے۔ ۱۶۷ھ میں انتقال کیا۔

(۴) حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رح

اکابر اولیائے وقت سے تھے، حضرت عبداللہ رض و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض صحابی اور خواجہ کمیل بن زیاد رح سے بھی فیض پایا، ان کے وجود سے بیشمار خلایق نے فیض باطنی پایا، یہ گروہ زیدیہ کے امام و پیشوا تھے، انہیں کی ذات بابرکات سے تمام دنیا میں سلسلہ چشتیہ نے فروغ پایا، صایم الدہر قایم اللیل تھے، بتاریخ ستائیسویں صفر ۱۷۷ھ میں انتقال فرمایا۔

آج کل ہمارے زمانہ میں اس سلسلہ علیہ میں سے تین بزرگ مشایخ کبار میں سے ہیں۔

اول- حضرت حاجی خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں سکونت رکھتے ہیں، علمیت ظاہری و فضیلت باطنی میں یگانہ آفاق ہیں، ضعیف العمر متبرک عزیز الوجود ہیں، زمانہ حاضرہ میں ان کے ارادتمندوں کا سلسلہ لاکھوں تک ہے، فیض مجسم ہیں، ان کی تصانیف سے کتاب اصلاح الفصیح لاعجاز المسیح الملقب سیف چشتیائی ردِ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت و مسیحیت، اور کتاب شمس الہدایۃ، اور رسالہ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، اور رسالہ اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اہل بہ لغیر اللہ، مقبول عام ہوئی ہیں، ان کے فیض روحانی سے راقم الحروف فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی بہرہ ور ہے، اگرچہ ظاہری ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہو سکا لیکن عالم رؤیا میں زیارت سے مشرف ہوا ہے، فقیر کو اپنے پاس برابر بٹھایا اور اسمائے ثلاثہ یَا مُعِزُّ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ کے وظیفہ سے شاداب فرمایا۔ سلمہ اللہ تعالیٰ- ان کو بیعت و خلافت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رح (متوفی جمعہ ۲۴ صفر ۱۳۰۰ھ) سے ہے۔

دوم - حضرت مولنا حاجی سید ابو البرکات محمد فضل شاہ صاحب چشتی نظامی جلالپور شریف ضلع جہلم میں سجادہ نشین ہیں، سلسلہ چشتیہ کے فیضان کا ظہور اِن کے وجودِ مسعود سے دن بدن ترقی پر ہے، اوصاف و اخلاق بزرگاں سے موصوف ہیں، علم ظاہر و باطن میں اپنے اقران میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں، راقم الحروف فقیر شریف احمد شرافت عفی عنہ کو بعض وظایف چشتیہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اِن کو بیعت اپنے جدامجد حضرت سید حیدر شاہ جلالپوری رح (متوفی دوشنبہ ۶ رجادی الاخرے ۱۳۲۶ھ) سے ہے وہ مرید حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے۔

سوم - عامل قرآنی طبیبِ روحانی حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب چشتی نظامی الملقب بہ شیخ صحرائی۔ المعروف "روہی والے پیر صاحب" نواح بہاولپور میں صحرا کے اندر بعالم تجرد قیام رکھتے ہیں، معمر متین بزرگ ہیں، بلادِ عرب و عجم کا بہت سیر کیا ہے، اور متعدد سلسلوں کی اجازت سے بہرہ ور ہوئے ہیں، سال کا اکثر حصہ مقابر اولیاء اللہ رح کی زیارت میں صرف فرمائے ہیں، اور روحانیت بزرگاں سے افاضہ حاصل ہے، چنانچہ درگاہ عالیہ نوشاہیہ میں بھی تشریف لائے، اور فقیر شرافت اصلح اللہ حالہ و مآلہ کو شغل اسم اعظم اور دعائے خاص و دیگر وظائف خاندان چشتیہ سے مفتخر فرمایا، اور اپنے کمال مراحم درویشانہ سے نوازا۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اِن کو بیعت حضرت سید علی احمد مدنی رح سے ہے وہ مرید حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رح کے، وہ مرید خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح (متوفی پنجشنبہ، ۷ صفر ۱۲۶۷ھ) کے، وہ مرید خواجہ نور محمد مہاروی رح (متوفی ۳ ذیحجہ ۱۲۰۵ھ) کے، وہ مرید مولنا فخر الدین فخر جہان دہلوی (متوفی شب شنبہ ۲۷ رجادی الآخر ۱۱۹۹ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رح (متوفی شب سہ شنبہ ۱۲ ذیقعد ۱۱۴۲ھ)

۱۱۴۲ھ) کے، وہ مرید خواجہ کلیم اللہ بن نور اللہ صدیقی جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ) کے، وہ مرید شیخ ابو یوسف محی الدین یحیٰی بن محمود مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی شنبہ ۲۸ صفر ۱۱۰۱ھ) کے، وہ مرید اپنے جد امجد شیخ ابو الحسن شمس الدین محمد اعظم احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی یکشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۴۰ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ ابو صالح حسن محمد بن میانجیو احمد احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی سہ شنبہ ۲۸ ذیقعدہ ۹۸۲ھ) کے، وہ مرید شیخ جمال الدین جمن احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰ ذی الحجہ ۹۴۰ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ محمود راجن پیران پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی جمعہ ۲۲ صفر ۹۰۰ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ علم الدین پیران پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی چہار شنبہ ۲۶ صفر ۹۰۱ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ سراج الدین پیران پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی شب پنجشنبہ ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ) کے، وہ مرید اپنے والد شیخ کمال الدین بن عبد الرحمٰن علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ) کے، وہ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی شب جمعہ ۱۳ رمضان ۷۵۷ھ) کے، وہ مرید سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محمد اولیا محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی چہار شنبہ ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ) کے، وہ مرید خواجہ فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی شنبہ ۵ محرم ۶۶۴ھ) کے، وہ مرید خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ) کے، وہ مرید خواجہ خواجگان غریب نواز سید خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی دوشنبہ ۶ رجب ۶۳۳ھ) کے، وہ مرید خواجہ ابو النور عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵ شوال ۶۱۷ھ) کے، وہ مرید خواجہ نیر الدین حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰ رجب ۶۱۲ھ) کے، وہ مرید مخزن الانوار خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی غرہ رجب ۵۲۷ھ) کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد سمعان شاقلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ رجب ۴۵۹ھ) کے، وہ مرید

خواجہ ناصح الدین ابو محمد چشتی رح (متوفی ۱۴ ربیع الاول ۴۱۱ھ) کے، وہ مرید اپنے والد خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد ابدال بن فرسنافہ چشتی رح (متوفی غرہ جمادی الآخر ۳۵۵ھ) کے، وہ مرید خواجہ شرف الدین ابو اسحاق شامی چشتی رح (متوفی ۱۴ ربیع الآخر ۳۲۹ھ) کے، وہ مرید خواجہ کریم الدین علو دینوری رح (متوفی ۱۴ محرم ۲۹۸ھ) کے، وہ مرید خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رح (متوفی ۷ شوال ۲۸۷ھ) کے، وہ مرید خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رح (متوفی ۱۴ شوال ۲۷۶ھ) کے، وہ مرید سلطان ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بلخی رح (متوفی ۲۸ جمادی الاول ۲۶۱ھ) کے، وہ مرید خواجہ ابو الفیض فضیل بن عیاض رح (متوفی ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ) کے، وہ مرید حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید کے، رضوان اللہ علیہم۔ ۵ے

(۵) حضرت شیخ عمرو بن داؤد القرشی المکی رح

بزرگ پارسا متقی تھے۔ بروز چہارشنبہ بوقت ظہر ہفدہم رجب ۱۸۰ھ میں وفات پائی، اور مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ان کے ایک مرید شیخ شیران الامانی بن قیام رح تھے انہوں نے بروز دوشنبہ نویں صفر ۲۰۷ھ میں انتقال کیا۔ ۵ے

(۶) حضرت شیخ ابو الحسین علی بن رزین الہروی رح

ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پائی۔ کوہ طور سینا پر مدفون ہوئے۔

ان کے خلیفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل مغربی رح بڑے مشہور بزرگ تھے، انہوں نے بعمر ایک سو بائیس (۱۲۲) سال ۲۹۹ھ میں انتقال کیا۔

آگے ان کے ایک درویش شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شیبان کرمانشاہی (متوفی ۳۳۵ھ) اکابر مشائخ سے تھے

(۷) حضرت شیخ محمد بن واسع رح

اکابر اولیاء اللہ سے تھے، ایک مرتبہ ان کے پاؤں میں ایک زخم تھا، کسی شخص نے عرض کیا یا حضرت

۵ے سلسلہ بیعت خواجگان چشتیہ کی تاریخہائے وفات کتاب خزینۃ الاصفیا جلد اول اور تاریخ اولیاء گجرات اور مجالس المحسنہ اور مرآۃ الانساب سے اخذ کی گئی ہیں ۱۲ منہ ماخوذ از تعارف مرتب۔

یاحضرت! آپ کا یہ زخم دیکھ کر مجھے بڑی ہمدردی پیدا ہوتی ہے، تو فرمانے لگے کہ یہ زخم جب سے ہوا ہے میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ زخم آنکھ میں نہیں۔

اور فرمایا۔ میں دنیا سے صرف تین چیزیں چاہتا ہوں، اوّل بھائی کہ جب میں ٹیڑھا ہوں تو مجھے درست کر دے، دوسری غذائے حلال جو غیر حق سے خالی ہو، تیسری نماز باجماعت کہ اس کی خطا مجھ سے معاف کر دی جائے اور اس کی بزرگی میرے لئے لکھی جائے۔

(۸) مستورات میں سے حضرت رابعہ عدویہ بصری رح

نہایت پاکباز عارفہ کاملہ زاہدہ عابدہ مستجاب الدعوات تھیں، جب تک یہ مجلس میں حاضر نہ ہوتیں حضرت خواجہ حسن رح وعظ نہ فرمایا کرتے۔ ۱۸۵ھ میں انتقال کیا۔

واقعۂ وفات

منقول ہے کہ آپ اپنی وفات کے وقت ہنسے، حالانکہ تمام عمر آپ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا، اور فرمایا کونسا گناہ؟ کونسا گناہ؟ اور جان بحق تسلیم ہوئے، ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ زندگی کی حالت میں تو کبھی نہ ہنسے، جان کنی کے وقت ہنسنے کا کیا سبب تھا؟ فرمایا میں نے ایک آواز سنی تھی کہ اے ملک الموت اسختی کر کہ ابھی اس کا ایک گناہ باقی ہے، مجھے اس خوشی میں ہنسی آگئی، میں نے پوچھا کونسا گناہ؟ اور جان دے دی۔

ندائے غیبی جس روز آپ نے وفات پائی، غیب سے ایک آواز آئی جو سب نے سنی اِنَّ اللّٰہَ اصطفیٰ آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل حسن اور اسی شب کو ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ دروازے آسمان کے کھلے ہیں، اور منادی ندا کرتا ہے کہ حسن بصری رح خدا سے ملا، اور خدا اس سے راضی وخوش ہوا۔

تاریخ وفات حضرت خواجہ حسن بصری رح کی وفات بقول صاحب سیر الاقطاب وسفینۃ الاولیا بتاریخ چہارم محرم الحرام ۱۱۱ھ ایک سو گیارہ ہجری مطابق ۲۹ اپریل ۷۲۹ء سات سو انتیس عیسوی میں بعہد

خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان خلیفہ دہم اموی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پر انوار بصرہ سے نو میل بطرفِ مغرب بمقام زبیر واقع ہے، گنبد بنا ہوا ہے، روضہ شریف کا دروازہ ہر جمعرات کو کھلتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام فیوضہم

سرورِ اولیا حسن بصریؒ — درجہاں رفت اُنس با مردم
سالِ وے اُنس گفت نوشاہی — رحمۃ اللہ علیہ گوہر دم

منہ

عمدۂ اصفیا حسن بصریؒ — شد بدار السلام آں مالک
بود اعلےٰ فقیہ نوشاہی — رحلتِ شیخ گفتمت سالک

منہ

شاہ حسن درجہاں ببرد سبق — انتقالِ جناب خواں باحق

منہ

حسن شد بجنت حبیب امین — وصالش بگفتم اَحبِ اہلِ دین

منہ

چوں ولی اللہ قدم در عدن زد — سالِ وصلش گشت محمودِ واحد

دیگر

از اسماء الحسنٰے

مالک ودود ۔ اعلےٰ ۔ مالک ہادی
مالک بدوم ۔ دیان ولی ۔ مبدی مجیب

فصلِ چہارم

حالاتِ حضرت شیخ حبیب عجمی قدس سرہ العزیز

اوصافِ جمیلہ آپ مخدوم العارفین، بحر المتبحرین، برہان الحق والدین، سلطان الراشدین، ملجا المحققین، ماوا العابدین، صاحب عبادات وریاضات، اہلِ یقین و کمالات، صدق وصفا میں یکتا، اور جود وسخا میں بے ہمتا، ہمّت ومروّت میں درجہ بلند، اور خوارق وکرامات میں پایۂ ارجمند رکھتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ امام حسن بصری رح کے مرید وخلیفۂ اکبر وجانشین اعظم تھے۔

نام ونسب آپ کا نام نامی حبیب، کنیت ابو محمد، ابو نصر۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ محمد، اور بقولے ظاہر تھا۔ اور وطن اصلی فارس تھا، اس لئے عجمی کہے جاتے تھے۔

واقعۂ توبہ آپ سابق میں مالدار تھے، اور اپنا مال سود پر لگاتے تھے، اور ہر روز قرضداروں کے تقاضا کو جاتے، جس سے کچھ پانا ہوتا جب تک وصول نہ کر لیتے نہ ٹلتے۔ اسی طرح ایک دن گوشت اور آٹا سود میں کہیں سے لائے اور ہانڈی پکائی، ایک سائل نے آکر سوال کیا، تو آپ نے اس کو جھڑک کر نکال دیا، جب ہانڈی میں دیکھا تو سب خون تھا، آپ کی بیوی نے کہا، دیکھو حبیب! تمہاری شومئ اعمال یہ رنگ لائی، اسی وقت آپ کے دل میں دنیا سے نفرت ہوگئی، اور بیوی سے فرمایا تو گواہ رہ کہ میں نے کل برے کاموں سے توبہ کی، اور غایت اضطراب سے تمام رات نہ سوئے۔

بیعت وخلافت دوسرے دن جمعہ کے روز آپ حضرت خواجہ امام ابو سعید حسن بصری رح

کی خدمت میں گئے، اور اُن کے دستِ حق پرست پر توبہ کرکے بیعت فرمائی، اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

بیعتِ رُوحی | کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ روحی بیعت آپ کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضےٰ رض اور خواجہ کمیل بن زیاد رح اور خواجہ اُویس قرنی رح سے تھی۔

ایثار | آپ نے جو کچھ کسی سے لینا تھا سب راہِ مولا بخش دیا۔ ایک دن دیکھا کہ ایک قرضدار آپ کو دیکھ کر بھاگ رہا ہے، آپ نے اُس کو آواز دی اور فرمایا مت بھاگو، اب مجھی کو تم لوگوں سے بھاگنا ہے، پھر آپ نے منادی کرادی کہ جس کے ذمہ میرا پانا ہو وہ آکر اپنی دستاویز واپس لے جاوے، جب قرضدار لوگ آئے آپ نے سب کی دستاویزیں واپس کردیں، اور سارا مال واسباب جو جمع کیا تھا سب خدا کی راہ میں لُٹا دیا، اور ایک کوڑی تک بھی پاس نہ رکھی، حتّٰی کہ اپنا پیراہن اور اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔[1]

عبادت | پھر آپ نے دریائے فرات کے کنارے ایک عبادت خانہ طیار کیا، اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوئے، دن کو حضرت خواجہ شیخ حسن بصری رح سے جاکر علم سیکھتے، اور رات کو عبادت کرتے۔[2]

ریاضت | آپ کے نفس نے سات برس تک گوشت کی آرزو کی مگر آپ نے نہ دیا، جب نفس نے زیادہ مجبور کیا تو آپ قیمت لے کر بازار گئے، اور کباب و روٹی خریدی، راستہ میں ایک لڑکا ملا، آپ نے پوچھا تو کس کا لڑکا ہے؟ اُس نے کہا میرا باپ مرگیا ہے، آپ نے وُہ کباب روٹی اس کو دے دی، اور نفس کی خاطر کرنے پر بہت افسوس کیا۔[1]

ترکِ دنیا | آپ دنیا سے بالکل کنارہ کش ہوگئے، اور یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں معروف ہوئے، یہانتک کہ بزرگانِ مستجاب الدعوات سے ہوئے، اور آپ کی دعا سے بہت لوگ اپنی مراد کو پہنچے۔[2]

توکل آپ کا

[1] صہ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ [2] صہ مسالک السالکین جلد اول ۱۲ مرتب۔

توکل | آپ کا مکان شہر بصرہ کے چورستے پر واقع تھا، آپ کے پاس ایک پوستین تھی جس کو برابر پہنے رہتے تھے، ایک روز آپ پوستین بر سر راہ چھوڑ کر غسل کرنے چلے گئے، اتفاقاً حضرت خواجہ حسن بصری رح وہاں پہنچے، اور پوستین کو بر سر راہ دیکھ کر وہاں ٹھہرے رہے تاکہ پوستین کوئی اٹھا نہ لے جائے، جب آپ واپس آئے تو سلام کیا اور کہا یا امام المسلمین آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں، حضرت حسن رح نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ پوستین یہاں چھوڑ کر چلے گئے تھے، اگر کوئی لے جاتا تو کیا ہوتا، تم کس کے بھروسہ پر یہاں چھوڑ گئے تھے، آپ نے کہا اُس کے بھروسہ پر جس نے آپ کو اس کا نگہبان بنایا۔[a]

رقتِ قلب | جب لوگ آپ کے سامنے کلام مجید پڑھتے تو آپ نہایت اضطراب کے ساتھ روتے، لوگوں نے کہا آپ عجمی ہیں اور قرآن مجید عربی ہے، رونے کی کیا وجہ ہے؟
آپ نے فرمایا میری زبان عجمی ہے لیکن میرا دل عربی ہے۔[b]

وحشت عن الغیر | آپ کے گھر میں تیس برس سے ایک لونڈی تھی، آپ نے کبھی اس عرصہ میں اس کا منہ نہ دیکھا، ایک روز اس سے کہا۔ اے نیک بخت! ذرا میری لونڈی کو آواز دے، اس نے کہا حضور میں ہی تو آپ کی لونڈی ہوں، فرمایا مجھے تیس برس کے اندر کبھی زہرہ نہ ہوا کہ سوائے اس کے کسی غیر کی طرف دیکھوں، اس لئے میں نے تیرا منہ نہ دیکھا، پس تجھکو کس طرح پہچانتا۔[c]

مقاماتِ فقر

مقامِ محبت | ایک درویش نے آپ کو مرتبۂ عظیم و بزرگ پر دیکھ کر پوچھا کہ آپ تو عجمی ہیں، اس درجہ پر کس طرح پہنچے؟ آواز آئی ہاں عجمی ہے لیکن حبیب ہے۔[d]

[a–d] تذکرۃ الاولیاء [illegible]

مقامِ رضا ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں نماز مغرب پڑھ رہے تھے، پیچھے سے حضرت خواجہ حسن بصری رح تشریف لائے سنا کہ آپ اَلْحَمْدُ کی حائے حطی کو اَلْھَمْدُ یعنی ہائے ہوز سے پڑھتے ہیں، حضرت خواجہ رح نے اس خیال سے کہ یہ قرآن مجید غلط پڑھ رہے ہیں آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی علیٰحدہ ادا کی۔ اسی شب کو خواجہ حسن رح نے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا، پوچھا اے پروردگار تیری رضا کس چیز میں ہے؟ خطاب ہوا اے حسنؒ تو نے میری رضا پائی تھی مگر اس کی قدر نہ جانی، عرض کیا یا الٰہ العالمین! وہ کیا بات تھی؟ ارشاد ہوا کہ حبیب رح کے پیچھے نماز پڑھنی، اس لئے کہ وہ تیری ساری نمازوں سے افضل تھی، لیکن تو الحمد کی عبارت کی درستی کے خیال میں رہا، اور نیّت کی درستی کا لحاظ نہ کیا۔

مقامِ یقین ایک دن خواجہ حسن بصری رح آپ کے پاس آئے، آپ نے جَو کی روٹی اور قدرے نمک اُن کے آگے رکھا، جب وہ کھانے لگے تو ایک سائل نے آکر سوال کیا، آپ نے وہ کھانا حضرت خواجہ رح کے آگے سے اٹھا کر سائل کو دے دیا، حضرت خواجہ رح نے فرمایا اے حبیب! افسوس ہے کہ تجھے علم نہیں، اگر تجھے علم ہوتا تو جانتا کہ مہمان کے آگے سے کھانا اٹھا لینا منع ہے۔ ابھی اسی کلام میں تھے کہ ایک غلام تھیلی دیناروں کی اور ایک خوانچہ طعام آپ کے حضور میں لایا۔ آپ نے دینار تو درویشوں کو تقسیم کئے، اور طعام خواجہ حسن رح کے آگے رکھا، اور کہا اے استاد! آپ علم تو رکھتے ہیں اگر قدرے یقین بھی رکھتے تو کیا اچھا ہوتا۔

مسئلہ عجیبہ ایک روز حضرت امام احمد حنبل رح اور حضرت امام شافعی رح بیٹھے ہوئے تھے، آپ وہاں جا نکلے، امام احمد رح نے کہا کہ ہم ان سے کچھ سوال کریں گے، امام شافعی رح نے کہا، یہ ایک عجیب قوم واصلانِ حق سے ہیں ان کا مسلک جداگانہ ہے۔ ان سے

ایسا نہیں

ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مگر جب آپ نزدیک آئے تو امام احمدؒ نے پوچھا کہ اے حبیب! آپ ایسے شخص کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جس کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو گئی ہو اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کونسی نماز ہے، اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ فرمایا ایسے شخص کا دل خدا سے غافل ہے اس کو ادب کرنا چاہیئے، اور پانچوں وقت کی نماز قضا کرنا چاہیئے امام احمدؒ یہ جواب سن کر حیران رہ گئے، امام شافعیؒ نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ اِن لوگوں سے سوال نہ کیجئے؟

کرامات

کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ بیشمار خوارق و کرامات آپ سے ظہور میں آئے۔ از انجملہ

استجابتِ دعا ایک روز ایک عورت روتی ہوئی آپ کے پاس آئی، اور کہا کہ میرا لڑکا کھو گیا ہے، خدا کے واسطے دعا کیجئے کہ میرا لڑکا مل جائے، آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ نقد ہے اُس نے کہا دو درہم ہیں، آپ نے اُس سے لیکر فقیروں کو خیرات کر دئے، اور دعا کی اور فرمایا جا تیرا بیٹا آ گیا، عورت نے جا کر اپنے بیٹے کو پایا، اور اُس سے حال پوچھا، اُس نے کہا میں تبہرکرمان میں تھا، استاد نے مجھے گوشت لانے کو بازار بھیجا تھا، میں گوشت لیکر واپس آرہا تھا کہ مجھے ہوا نے اڑایا، اور میں نے ایک آواز سنی کہ اے ہوا حبیب کی دعا اور دو درہم خیرات کی برکت سے تو اس کو اس کے گھر پہنچا دے کہ مجھے ہوا نے پہنچا دیا ہے

فتوحِ غیبی اوائل حال میں ایک روز آپ کی اہلیہ محترمہ نے افلاس سے تنگ آکر کہا کہ آپ کچھ مزدوری کریں تا کہ کھانے اور کپڑے کا کچھ انتظام ہو سکے، آپ جا کر عبادت میں مشغول ہوئے، رات کو آئے تو بیوی صاحبہ نے پوچھا، آپ نے فرمایا کل مزدوری ملے گی؛

دوسرے دن بھی عبادت میں ہی رہے، اور گھر میں کہا کہ میں جس کی مزدوری کرتا ہوں وہ بڑا فیاض و کریم ہے۔ مجھے اُس سے مانگتے شرم آتی ہے، وہ خود ہی دس دن کے بعد دے دیوے گا، بیوی صاحبہ خاموش ہو رہیں، پس آپ روزانہ جاکر عبادت میں مشغول ہوتے، جب دس روز پورے ہوئے تو آپ بوجہ شرمندگی کے اندھیرا کرکے گھر میں آئے، اور خیال تھا کہ آج کیا عذر کروں گا، دروازہ پر پہنچتے ہی طعام کی خوشبو آپ کے دماغ میں پہنچی، بیوی صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے، انہوں نے کہا کہ ایک جوان خوبصورت ایک بورا آٹا، اور ایک مذبوحہ گوسفند، اور گھی و شہد اور تین سو درم کی تھیلی لیکر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ اس نے بھیجے ہیں کہ جیب جن کی مزدوری کرتے ہیں، اُن سے کہدینا کہ اپنے کام میں ترقی کریں، میں مزدوری بڑھاتا رہوں گا۔[۱]

مائدہ غیب ایک دن آپ کی خاتون رہ نے آٹا گوندھ کر رکھا کہ ایک سائل آگیا، آپ نے وہ آٹا خمیر کیا ہوا اس کو دے دیا، بیوی صاحبہ رہ نے پوچھا کہ یہ کیا کیا، آپ نے فرمایا تنور پر پکانے کے لئے بھیجا ہے، ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک شخص دستر خوان معہ روٹی و گوشت کے لایا، اور آپ کے سامنے رکھدیا، بیوی صاحبہ رہ دیکھکر متعجب ہوئیں۔[۲]

خزینۂ غیب ایک بار بصرہ میں قحطِ عظیم واقع ہوا، آپ نے بہت سا کھانا قرض لیکر فقیروں کو خیرات کیا، اور ایک تھیلی سی کر سرھانے رکھدی، جب قرضخواہ مانگنے آتے تو آپ تھیلی سرھانے سے نکالتے، وہ درہموں سے پُر ہوتی، اُس سے آپ قرضہ ادا کردیتے۔[۳]

انوارِ ذاتی ایک روز تاریک گھر میں آپ کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی یکایک گھر روشن ہو گیا، آپ نے ہاتھوں سے آنکھیں چھپالیں، اور فرمایا نہیں نہیں میں بغیر چراغ کے ڈھونڈلوں گا۔[۴]

طے ارض ضمرہ بن یسر بن یحییٰ رہ نے بیان کیا ہے کہ آپ آٹھویں ذی الحجہ کو دن میں بصرہ ہوتے، اور نویں کی رات کو عرفات میں۔[۵]

پانی پر چلنا۔[۶]

[۱] تذکرۃ الاولیاء ۱۱ [۲] سالک السالکین جلد اول، [۳] خزینۃ الاصفیا جلد دوم، [۴] ازالۃ الخفا جلد سوم ۲۱ [۵] شرافت۔

پانی پر چلنا ایک بار حضرت خواجہ حسن بصری رہ کے ساتھ دجلہ کے کنارہ پر آپ کی ملاقات ہوئی ، آپ نے پوچھا یا شیخ! کیوں کھڑے ہو ، انہوں نے فرمایا کشتی کے انتظار میں کھڑا ہوں تاکہ پار جاؤں ، آپ نے فرمایا حسد اور حُب دنیا کو دل سے دور کیجئے ، اور بلاؤں کو غنیمت سمجھئے ، اور خدا پر بھروسہ کرکے پانی پر چلیئے ، یہ کہکر خود پانی پر روانہ ہوئے ، حضرت خواجہ رہ یہ ماجرا دیکھکر بیہوش ہوگئے ، جب افاقہ ہوا لوگوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حبیب عجمیؒ نے مجھ سے ہی علم سیکھا ہے ، اور اس وقت مجھکو نصیحت کرکے خود پانی پر چلے گئے ہیں ، میں خائف ہوں کہ اگر کل قیامت کو پلصراط پر سے گذرنے کا حکم ہوا اور میں یونہی عاجز رہا تو کیا کروں گا ۔

دوبارہ ملاقات میں خواجہ حسن رہ نے آپ سے پوچھا کہ تم نے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل کیا ؟ آپ نے فرمایا اے استاد! میں دل کو سپید کرتا ہوں اور آپ کاغذ کو سیاہ کرتے ہیں ، حضرت خواجہ رہ نے فرمایا افسوس کہ میرے علم سے دوسروں کو فائدہ ہوا اور مجھکو فائدہ نہ پہنچا ۔

ف حضرت شیخ فریدالدین عطار رہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہو کہ شیخ حبیب عجمیؒ حضرت امام حسن بصری رہ سے افضل تھے ، لیکن یہ بات نہیں ہے ، کیونکہ حضرت خواجہ رہ کی علمیت اکمل واتم طور پر ثابت ہے ، اور ہر ایک چیز پر علم کو فضیلت ہے ، اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم دی کہ قل رب زدنی علمًا ، اور جیسا کہ کلام مشایخ رہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کرامات طریقت کے چودھویں درجہ پر ہیں اور اسرار اٹھارہویں درجہ پر ، کیونکہ کرامات عبادت سے اور اسرار غور وفکر سے حاصل ہوتے ہیں ، اور اس کی مثال حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان وشوکت سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان کو تمام جن وانس اور وحوش وطیور پر حکومت حاصل تھی اور عناصر اربعہ اُن کے مطیع تھے ، اور یہ تمام فضائل ان کو حاصل تھے مگر باایںہمہ وہ حضرت

موسےٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شریعت کے متبع تھے، خود صاحب کتاب نہ تھے۔

نظرِ رحمت | منقول ہے کہ ایک خونی کو پھانسی دی گئی، اُسی شب کو لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ لباس فاخرہ پہنے سبزہ زار بہشت میں ٹہل رہا ہے، پوچھا تو تو خونی تھا تجھے یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا، اُس نے کہا جب مجھے پھانسی دی جا رہی تھی شیخ حبیبؒ کا ادھر سے گذر ہوا، انہوں نے گوشۂ چشم سے میری طرف دیکھا اور دعا فرمائی یہ سب اسی کی برکت سے ہے۔

ہلاکِ فاسق | صاحب ازالۃ الخفا نے لکھا ہے کہ ایک بدکردار کو آپ نے بددعا دی تو وہ فوراً گر کر مر گیا۔

عملیات

اعدامِ موجود | ایک بار حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حجاج بن یوسف ثقفی کے پیادوں سے بھاگ کر آپ کے عبادت خانہ میں پوشیدہ ہوئے، پیادوں نے آکر پوچھا تو آپ نے فرمایا اندر سے تلاش کرو، انہوں نے ہرچند تلاش کیا مگر ان کو نہ پایا، آخر مجبور ہو کر چلے گئے، حضرت خواجہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سات بار مجھ پر ہاتھ رکھا لیکن ان کو کچھ نظر نہ آیا، آخر حضرت خواجہؒ نے آپ کو عتاب شروع کیا کہ اے حبیبؒ! تم نے استادی کا بھی لحاظ نہ کیا اور میرا پتہ بتا دیا، آپ نے فرمایا اے استاد میرے سچ نے آپ کو بچا لیا، اگر میں جھوٹ بولتا تو ضرور آپ گرفتار ہو جاتے، اور میں نے دو بار آیۃ الکرسی، اور دس بار سورۂ اخلاص، اور دس بار اٰمن الرّسول پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں عرض کی تھی کہ اے اللہ میں نے حضرت خواجہ حسنؒ کو تیرے سپرد کیا تو ان کی نگہبانی کر۔

برائے ہدایتِ حق | آپؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جلالی نماز فجر کے بعد سو بار پڑھے اُس کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت حاصل ہوگی، اسم جلالی یہ ہے یا اللہ اجب یا جبرائیل یا دردائیل۔

[illegible] تذکرۃ الاولیاء [illegible]

دمرد انیل علی یا اللہ یہ

برائے حصولِ مقاصد آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص شب چہارشنبہ و شب پنجشنبہ و شب جمعہ کو ہزار ہزار مرتبہ یہ مناجات پڑھے ، جو کام وہ رکھتا ہو گا بیشک حاصل ہو گا ۔ مناجات یہ ہے ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اٰمنت باللہ العلیّ العظیم وتوکّلت علی الحیّ القیّوم ۔

کلماتِ طیّبات

مناجات آپ گوشہ میں بیٹھ کر مناجات کرتے اور کہتے آلٰہی ! جو تیرے ساتھ خوش نہیں ہے اُس کو کوئی خوشی نصیب نہ ہو ، اور جس کو تجھ سے اُنس نہیں ہے اُس کو کسی سے اُنس نہ ہو ۔

رضا لوگوں نے کہا آپ گوشہ میں بیٹھے ہیں اور کار و بارِ دُنیوی سے بالکل دست بردار ہیں ، فرمائیے کہ رضا کس چیز میں ہے ؟ فرمایا ایسے دل میں ہے جو نفاق کے غبار سے بالکل صاف ہو ، اس سبب سے کہ نفاق خلافِ وفاق ہے اور رضا عین وفاق ، اور محبت کو نفاق کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور اس کا محل رضا ہے ، پس رضا دوستوں کی صفت ہے اور نفاق دشمنوں کی صفت ہے ۔

معترفینِ کمال

۱ ۔ ازالۃ الخفا میں ہے کہ معتمرؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے خواجہ حسن بصریؒ سے زیادہ کسی کو عبادت گذار اور شیخ حبیب عجمیؒ سے زیادہ کسی کو صاحبِ یقین نہیں دیکھا ۔

۲ ۔ کشف المحجوب میں ہے کہ طریقت کے جوانمرد اور شریعت میں قائم شیخ حبیب عجمیؒ مردوں کے مرتبہ گاہ میں خطرِ عظیم رکھتے تھے ۔

اولادِ کرام

آپ کی کنیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبًا آپ کے دو بیٹے تھے محمدؒ و نصرؒ، واللہ

خلفائے عظام

صاحب آئینہ تصوّف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کا ایک، اور خلیفہ اصغر پندرہ، اور
صاحب مجاز دس تھے۔

(۱) حضرت شیخ داؤد طائیؒ

اِن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت شیخ ابایزید طیفور بن عیسےٰ البسطامیؒ

ولی مادرزاد تھے۔ تیس سال تک شام کے جنگلوں میں ریاضت و مجاہدہ کیا، ایک سو تیرہ
اولیاء سے فیض پایا جن میں سے مشہور سیّد جعفر بن امام موسےٰ کاظمؒ اور شیخ عین الدین شا
حضرت سید الطائفہ شیخ جنیدؒ نے فرمایا ہے بایزیدؒ ہم میں اس طرح ہیں جیسے فرشتوں میں جبرا
انہوں نے غلبہ توحید میں فرمایا سبحانی ما اعظم شانی۔ یہ جب نماز پڑھتے تو ہیبت حق
ان کی ہڈیاں کڑ کڑ کرتیں۔ ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا تیری طرف کی
راہ ہے؛ حکم ہوا کہ اپنے آپ سے گذر و اور مجھ تک پہنچ جاؤ، فرمایا ہے میں چاہتا ہوں
قیامت جلد قائم ہو تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارہ لگاؤں، اور دوزخ مجھے دیکھ
مدہم پڑ جائے اور میں خلق کی راحت کا موجب بنوں، شیخ ابو موسےٰؒ نے خواب د
کہ عرش عظیم کو اٹھا رہا ہوں صبح کو جنازہ بایزیدؒ اٹھانا پڑا تو تعبیر معلوم ہوئی۔
جمعہ پندرہ شعبان ۲۶۱ھ کو انتقال کیا، بسطام میں مدفون ہوئے۔

اگرچہ نقش

اگرچہ نقشبندیہ سلسلہ والے اِن کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں لیکن وہ روحانی ہے ظاہری نہیں، کتاب تذکرہ اولیائے ہند جلد دوم اور حقیقت گلزار صابری اور خلاصۃ السلاسل اور سراج الفقرا میں بتصریح شیخ بایزید کو شیخ حبیب عجمی کا مرید لکھا ہے۔

اِن کے سلسلہ میں خواجہ عبداللہ شطار رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے گروہ شطاریہ (متوفی ۱۲ ربیع الاول ۸۳۲ھ) مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ محمد عارف کے، وہ مرید شیخ محمد عاشق کے، وہ مرید اپنے والد شیخ خدا قلی ماوراء النہری رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ ابوالحسن العشقی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید خواجہ ابوالمظفر محمد مولینا الترک الطوسی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید خواجہ ابی یزید العشقی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید خواجہ محمد مغربی کے، وہ مرید شیخ بایزید بسطامی کے۔* رضوان اللہ علیہم۔

(۳) حضرت شیخ احمد توریزی رحمۃ اللہ علیہ

اِن کے سلسلہ میں شیخ شریف شہاب الدین ابوالعباس احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے سلسلہ بدویہ اکابر مشائخ سے تھے، وہ مرید شیخ شریف بدرالدین حسن المغربی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ عبدالجلیل نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ عبدالمجید ہروی رحمۃ اللہ علیہ کے۔ وہ مرید شیخ عبدالحمید غوری رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ ابوالحسن علی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ احمد سقا کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ ابوالقاسم سراجی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ ابوطاہر عبدالرزاق اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ عبدالقدوس سوسی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ محمد بن یوسف مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ مرید شیخ احمد توریزی کے۔** رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سلسلہ حبیبیہ آپ سے جو سلسلہ فقر چلا ہے اس کا نام صنف فقرا میں حبیبیہ یا عجمیہ کہا جاتا ہے، تاریخ الاولیا میں ہے کہ سلسلہ عجمیہ کے درویش اکثر پہاڑ یا جنگل میں اپنا مسکن بناتے ہیں، اور بعد تین روز کے کھجور سے افطار کرتے ہیں، اور کپڑا ستر عورت کے موجب پہنتے ہیں۔

* مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی مکتوب بنام [illegible]

** [illegible] السلاسل [illegible]

واقعۂ وفات

آپ کو اختلاج قلب کا مرض لاحق ہوا، چار پانچ گھڑی تک بے چینی محسوس رہی نماز کے وقت نزع کی حالت طاری ہوئی، اللہ ربی اللہ ربی کی صدا بلند تھی۔

آخری وصیت | اس موقعہ پر ایک مرید کو اشارے سے قریب بلایا، اور فرمایا طالبین سے کہدو کہ جب رات کو بستر پر لیٹا کریں تو اس بات پر غور کیا کریں کہ آج کتنی نیکیاں ہوئیں اور کتنی بدیاں، اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھکر واصل الی اللہ ہوئے

ندائے غیب | آپ کی وفات کے بعد آسمان سے ندا آئی کہ اے زمین! حبیب واصل بحق ہوا، اور حق اس سے راضی ہوا۔

تاریخ وفات | حضرت شیخ حبیب عجمی رح کی وفات بقول صاحب مسالک السالکین و تاریخ الاولیا و تحفۃ الابرار بتاریخ سوم ماہ ربیع الآخر ۱۵۶ھ ایک سو چھپن ہجری مطابق ۷۷۲ء سات سو بہتر عیسوی میں بعہد خلافت ابو جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رض کے ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام فیوضہ

حبیب پاکدیں چوں زجہاں رفت	بزم قدسیاں شد شاد و آزاد
چو نوشاہی ز ترحیل ولی جست	سر و تم گفت احسن پاک جواد ۱۵۶

منہ

رخت بربست چوں مبارک بخت	ساخت فردوس تکیہ گاہ ولی

انتقال شریف

انتقالش چو جست نوشاہی گفت ہاتف احب حبیب عجمی

منہ

رفت چون پیر زین جہان موہوم رحلت آن حبیب داں قیوم

منہ

چون بجنت رفت عالیقدر شہ سال وصلش گفت ہاتف قطب مہ

منہ

بجنت رفت چون قطب مجدد وفاتش آہ محبوب محمد

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

ھو مھیمن ۔ عفو ــــ قیوم ۔ واسع واحد

مومن ودود ۔ مومن ھادی ۔ مومن بدوح

حنان والی ۔ حق ماجد ۔ عزیز حمید ۔ عزیز باطن

مالک دیان ۔ اللہ ملک ۔ ملک وکیل ۔ حکم حلیم ۔

محیی حلیم

فصل پنجم

حالاتِ حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہ العزیز

اوصافِ جمیلہ آپ وارث الانبیاء والمرسلین، کاشفِ اسرارِ ربّ العالمین، حجۃ العارفین، فخر السالکین، امام الموحّدین، تاج الزاہدین، سیّاحِ صحرائے طریقت، غوّاصِ دریائے حقیقت، اکابرانِ طایفہ اور ساداتِ قوم و عظمائے اولیاء و کبرائے فقہاء سے تھے، ورع و پرہیزگاری میں درجہ کامل رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اکبر و جانشینِ اعظم تھے۔

نام و نسب آپ کا اسمِ گرامی داؤد، کنیت ابو سلیمان۔ والد بزرگوار کا نام شیخ نصیر تھا، قبیلہ بنو طے سے تھے، اس لئے طائی کہے جاتے تھے۔ وطن آپ کا کوفہ، اور حرفہ بزازی تھا۔

تحصیلِ علوم آپ نے انواعِ علوم میں بہرہ کافی حاصل کیا، معقول و منقول سے فارغ ہوئے کئی مشائخ سے سندیں حاصل کیں۔

علمِ حدیث آپ نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی لیلے سے حدیث سنی، اور بہت سی احادیث ان سے کتابت کیں، فنِ قرأت بھی امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

ثقاہت آپ بڑے محدث ثقہ تھے، امام یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی ثقاہت کی شہادت دی ہے، اور عام محدثین کا قول ہے کہ آپ ثقہ بلا زاغ تھے۔

تلامذہ حدیث امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے، حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بھی علمِ حدیث و فقہ میں آپ کے شاگرد تھے، اور امام نسائی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی سنن

اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی ہے ۔[۳]

علم فقہ | تحصیل حدیث کے بعد آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رہ کی صحبت میں داخل ہوئے ، اور بیس سال تک ان کی شاگردی میں رہ کر علم فقہ تمام وکمال تحصیل کیا اور فقیہ الفقہا ہوئے ۔[۴]

تدوین فقہ | آپ اس درجہ کو پہنچے کہ امام اعظم رہ کے اصحاب میں کسی کو آپ پر تقدم کا رتبہ حاصل نہیں تھا ، یہانتک کہ جب صاحبین رہ کو کسی مسئلہ میں باہم اختلاف ہوتا تو وہ آپ کو اپنا منصف مقرر کرتے تھے ، تمام فقہائے حنفیہ آپ کے تفقہ اور اجتہاد کے قائل ہیں ، آپ تدوین فقہ میں امام صاحب رہ کے شریک تھے ، وکان افقہ اصحاب ابو حنیفة ۔[۵]

واقعہ توبہ | آپ نے ایک دن کسی نوحہ گر سے یہ شعر سنا ۔

باتی خدیك تبدی البلا   واتی عینك مـا ذا اسالا

یعنی وہ کونسا تیرا چہرہ ہے جو خاک میں نہیں رُلا ، اور وہ کونسی تیری آنکھ ہے جو خاک میں نہ بہی ، یہ سنتے ہی آپ بیقرار و بیخود ہو گئے اور بالکل صبر و قرار ہاتھ سے کھو بیٹھے ، اور اسی حالت بیقراری میں حضرت امام ابو حنیفہ رہ کی خدمت میں درس کے واسطے گئے ، امام صاحب رہ نے آپ کی حالت متغیر دیکھ کر فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے ، آپ نے کیفیت واقعہ بیان کر کے کہا کہ میرا دل دنیا کی طرف سے سرد ہو گیا ہے ، اور ایک ایسی چیز میرے دل میں پیدا ہوئی ہے کہ میں اس کی طرف راہ نہیں جانتا ، اور کسی کتاب میں اس کی حقیقت نہیں پاتا ، اور نہ وہ کسی فتوے میں آتی ہے ، امام صاحب رہ نے فرمایا کہ تو خلق سے رُوگردانی کرے ، آپ نے ویسا ہی کیا ، اور اپنے گھر میں معتکف ہوئے ، جب کچھ روز گذرے امام صاحب رہ آپ کے پاس آئے اور فرمایا یہ کام کی بات نہیں کہ تو گھر میں بیٹھا رہے ، کام کی بات یہ ہے کہ تو ائمہ کی مجلس میں بیٹھے ، اور نامعلوم باتیں صبر و سکون سے سنے اور

[illegible]

خود چپ چاپ رہے اور اس میں غور و فکر کرے تاکہ مسائل کی باریکیاں تجھے اچھی طرح نظر آویں، پس آپ ایک سال تک مجلس ائمہ میں جاتے رہے، اور صبر و سکوت سے ان کی حکمت آمیز باتیں سنتے، اور اس میں غور و خوض کرتے رہتے۔ جب ایک برس تمام ہوا تو آپ نے کہا کہ اس ایک برس کے صبر سے وہ کام انجام کو پہنچا جو تیس سال میں انجام پاتا۔ ۲؎

بیعت و خلافت | پھر آپ حضرت خواجہ شیخ ابو محمد حبیب عجمی رح کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

بیعت روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے اربعہ سے تھی ۳؎

مشائخ صحبت | آپ نے حضرت شیخ حبیب راعی رح سے بھی فیض کامل پایا۔ ۴؎

ترک دنیا | آپ نے بیعت ہونے کے بعد مردانہ وار اس راہ میں قدم رکھا، اور ساری کتابیں دریا میں ڈبو دیں، اور مخلوق سے قطع امید اور کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی اختیار کی، اور ہمیشہ غمگین رہتے۔ جب رات آتی تو کہتے الٰہی تیرے غم نے میرے سارے غموں پر غلبہ کیا، حتیٰ کہ میری خواب تک مجھ سے لے گیا۔ اور فرماتے کہ جس شخص پر مصیبتیں پے درپے آویں وہ غم سے کیونکر نجات پا سکتا ہے۔ ۵؎

ریاضت و مجاہدہ | آپ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے، ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ رحمہا نے دیکھا کہ آپ دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور مارے پسینہ کے عرق عرق ہو رہے ہیں، فرمایا اے جانِ مادر تو روزہ دار ہے اور گرمی سخت ہے، اگر سایہ میں بیٹھے تو کیا ہو؟ آپ نے عرض کیا اے اماں جان! مجھے خدا سے شرم معلوم ہوتی ہے کہ میں نفس کی خوشامد کے واسطے اپنا پاؤں اٹھاؤں ۶؎

اضطراب | ایک بار آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی دوڑ پڑے، لوگوں نے پوچھا کہ اتنی جلدی کیا ہے۔

۲؎ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ ۳؎ آئینہ تصوف ۱۲ ۴؎ خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ۱۲ ۵؎ مسالک السالکین جلد اول، ۶؎ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ شرافت۔

کیا ہے؟ فرمایا کہ شہر کے دروازہ پر ایک لشکر میرا منتظر ہے، پوچھا کون لشکر؟ فرمایا گورستان کے مُردوں کا۔[۲]

وحشت عن الغیر آپ کی عادت تھی کہ سلام پھیرتے ہی ایسا بھاگتے جیسے کوئی کسی سے بھاگتا ہے، اور جھٹ اپنے گھر میں چلے جاتے، اور نماز جماعت میں جانا آپ پر نہایت جبر و ناگوار تھا، اس سبب سے کہ آپ کو خلق سے بے حد نفرت تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وحشت کو آپ کی کامیابی کا ذریعہ بنایا۔[۳]

دنیا سے بے تعلقی آپ جب کسی اہل دنیا کو دیکھتے تو شکایت کرتے، اور اپنے دل میں غمگین ہوتے، کہ میں نے ان کو کیوں دیکھا، اور فرماتے کہ جب میں اپنے کپڑے کو دھوتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ اسی طرح اپنے دل کو بھی خوب مَل مَل کے دھوؤں، تا کہ آلائش دُنیوی سے بالکل صاف ہو جائے۔[۴]

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے بغداد میں بدحالیاں و ناشائستگیاں دیکھیں حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی، اس نے میری چادر بھی لے لی تاکہ میں معذور ہو جاؤں اور نماز جماعت میں جانے کے قابل نہ رہوں، پورے سولہ برس ہوئے کہ میں چادر نہیں رکھتا ہوں۔[۵]

جب آپ نماز کو تشریف لے جاتے تو آپ کے گھر سے لے کر مسجد تک لوگ صفیں باندھ کر زیارت کے واسطے راستہ میں کھڑے ہو جاتے، آپ نے دعا کی کہ یا الٰہی مجھے ایسی مرض دے کہ جماعت کی شمولیت کا وجوب مجھ سے ساقط ہو جائے، چنانچہ آپ کو فالج ہو گیا، اور اس عذر سے آپ مسجد جانے سے رہ گئے۔[۶]

شرم و حیا ایک شخص آپ کے پاس گیا، دیکھا کہ گھڑا پانی کا دھوپ میں رکھا ہوا ہے اُس نے کہا آپ اس کو سایہ میں کیوں نہیں رکھتے، فرمایا جب میں نے گھڑا وہاں رکھا

تھا تو سایہ تھا، اب مجھے خدا تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کے تنعّم کے واسطے اس کو دھرتا اور اٹھاتا رہوں ۔[1]

تفکر و بیخودی ایک بار چاندنی رات میں آپ کوٹھے پر گئے، اور آسمان کی طرف نظر کر کے عالم ملکوت میں فکر کرنے لگے، پھر اس قدر روئے کہ بیخود ہو کر گر پڑے، ہمسایہ نے خیال کیا کہ کوٹھے پر چور ہے، تلوار لے کر کوٹھے پر گیا، آپ کو دیکھ کر پوچھا کہ کس نے آپ کو یہاں پھینک دیا، فرمایا میں بیخود تھا معلوم نہیں کہ کس نے پھینک دیا ۔[2]

گریہ و بکا آپ ایک عورت پر گذرے کہ وہ ایک قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی لے بیٹا معلوم نہیں کہ کیڑوں نے تیرے دونو رخساروں میں سے اوّل کونسا کھانا شروع کیا آپ سن کر اس قدر روئے کہ بیہوش ہو کر گر پڑے ۔[3]

ایفائے عہد آپ جس مکان میں سکونت رکھتے تھے وہ بڑا مکان تھا، جب اس کا ایک حصہ گرتا آپ دوسرے میں جا رہتے، لوگوں نے کہا کہ آپ اپنا مکان کیوں نہیں بنواتے، فرمایا میں نے حق تعالیٰ سے عہد باندھا ہے کہ دنیا کی عمارت نہ بناؤں گا، کہتے ہیں کہ آپ کا سارا مکان یکے بعد دیگرے گر گیا، صرف ایک دہلیز رہ گئی تھی، جس شب آپ نے وفات پائی وہ بھی گر گئی ۔[4]

تجرید آپ تمام عمر مجرّد رہے، ایک بار لوگوں نے پوچھا آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا میں کسی مومنہ کو فریب دینا نہیں چاہتا، پوچھا کس طرح؟ فرمایا جب میں اس سے نکاح کروں گا تو اس کا کھانا کپڑا اپنے ذمہ لوں گا، اور یہ صریح فریب ہو گا، اس لئے کہ سب کا رازق و کفیل حق تعالیٰ ہے ۔[5]

تفرید ایک بار لوگوں نے کہا کہ آپ خلق کی صحبت میں کیوں نہیں بیٹھتے؟ فرمایا کس کے پاس بیٹھوں، اگر خورد تر کے پاس بیٹھوں تو وہ مجھے دین کے کام میں حکم نہ دیں گے، اور اگر

بزرگ تر

لہ عہ بزرگوں کا دنیا ۳ہ مزارات انوار جلد اول لعہ ۵ہ مسالک السالکین جلد اول ۶ہ تذکرہ

بزرگ تر کے پاس بیٹھوں تو وہ میرا عیب مجھے دکھائیں گے۔ بلکہ مجھکو میری نظر میں آراستہ کریں گے، پس مجھے خلق کی صحبت سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

اشتغال بحق ایک بار لوگوں نے کہا کہ آپ داڑھی میں کنگھی کیوں نہیں کرتے، فرمایا مجھے اتنی فرصت کہاں ہے؟ اور آپ کی مشغولی کا یہ عالم تھا کہ روٹی بھی نوالہ بنا کر نہیں کھاتے تھے بلکہ توڑ کر پانی میں بھگو کر گھول کر پی لیتے، اور فرماتے کہ اتنی دیر میں کہ روٹی کے نوالے بنا کر چبا کے کھاؤں میں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں، پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے وقت کو نوالے بنانے، اور اس کے چبانے میں ضایع کروں۔

تقویٰ حضرت ابوبکر عیاش رح کہتے ہیں کہ میں ایک بار آپ کے حجرے میں گیا، دیکھا کہ آپ ایک سوکھی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے رو رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو۔ فرمایا میں اس روٹی کے ٹکڑے کو کھانا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں کہ یہ حلال ہے یا حرام۔

تحقیر نفس ایک مرتبہ محمد بن بشر رح نے آپ کو دیکھا کہ روزہ افطار کر کے پھیکی روٹی کھا رہے ہیں، اس نے عرض کیا کہ آپ نمک سے کھا لیجئے۔ فرمایا میرا نفس دس روز سے نمک طلب کر رہا ہے۔ مگر داؤد جب تک دنیا میں زندہ ہے نمک نہیں چکھے گا۔

فراغ خاطر آپ کو اپنے والد بزرگوار کی میراث میں بیس دینار ملے تھے۔ آپ بیس برس تک اسی سے اپنا خرچ چلاتے رہے۔ بعض مشائخ رح نے کہا کہ ان دیناروں کا حفاظت سے رکھنا طریق ایثار سے خارج ہے۔ آپ نے جب سنا تو فرمایا کہ میں ان دیناروں کو اس لئے نگاہ رکھتا ہوں کہ میری موت تک میری فراغت کا سبب ہیں۔

اجتناب از اہل دنیا ایک بار شہزادہ ہارون الرشید حضرت قاضی ابو یوسف محدث رح کو ساتھ لے کر آپ کی زیارت کو آیا مگر آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل دنیا اور ظالموں سے کچھ کام نہیں، اور اندر آنے کی اجازت نہ دی، انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ رح کی سفارش

سے اندر آنے کی اجازت حاصل کی ، اور دیدار سے مشرف ہوئے ۔ چلتے وقت شہزادہ نے ایک تھیلی اشرفیوں کی نذر گذران کر عرض کی کہ یہ وجہ حلال سے ہے قبول فرمائیے ۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائی ، اور فرمایا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ، میں نے اپنا ایک مکان وجہ حلال پر فروخت کیا تھا ، اس سے گذارہ کرتا ہوں ، اور میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جب میرا یہ خرچ پورا ہو جائے تو مجھے دنیا سے اٹھا لیوے ۔ قاضی ابو یوسف رح نے آپ کی والدہ صاحبہ رض سے دریافت کیا کہ اب آپ کا کس قدر سرمایہ باقی ہے ؟ انہوں نے فرمایا دس درہم چاندی ، اور ہر روز ایک دانگ کا خرچ ہے ۔ یہ سن کر قاضی ابو یوسف رح نے آخر روز تک حساب لگا لیا ۔ ایک روز قاضی صاحب رح محراب سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے ۔ یکا یک کہنے لگے کہ آج حضرت شیخ داؤد طائی رح نے وفات پائی دریافت ہوا تو واقعی انتقال ہو گیا تھا ، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کیسے جانا ، فرمایا حساب سے ان کا سرمایہ پورا ہو گیا تھا ، اور مجھے اس بات کا یقین تھا کہ اُن کی دعا ضرور قبول ہو گئی ہو گی ۔

دنیوی مال سے پرہیز ایک مرتبہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح نے کچھ مال آپ کے خرچ کے واسطے بھیجا ۔ آپ نے باوجود حالت فاقہ کے اُس کو قبول نہ کیا ، اور فرمایا امام اعظم میرے استاد ہیں ، اور یہ مال حلال ہے ۔ اگر کسی سے میں کچھ لے لیا کرتا تو ضرور یہ مال لے لیتا ، مگر چونکہ میں نے کسی سے کبھی کچھ نہیں لیا ، اور یہ میری عادت کے خلاف ہے اس لئے نہیں لے سکتا ۔

سماع و وجد مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت شیخ داؤد طائی رح فقیہ حنفی راگ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے ، اور آپ کی پشت بوجہ پیرانہ سالی کے کبڑی ہو گئی تھی ، مگر سماع سننے کے وقت سیدھی ہو جاتی تھی ۔

مقاماتِ فقر

محبتِ فقراء آپ فقیروں درویشوں کو بہت دوست رکھتے اور دل سے ان کے معتقد تھے۔ اور بڑی عزت و حرمت کی نظر سے ان کی جماعت میں نظر کرتے تھے عہ

مقامِ اُنس ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار آپ کی خدمت میں گیا، دیکھا کہ آپ ہنس رہے ہیں، مجھے تعجب ہوا، میں نے پوچھا یا ابا سلیمان! آج خوشدلی کا کیا سبب ہے۔ فرمایا سحر گاہ مجھے وہ شراب دی گئی ہے جس کو شرابِ اُنس کہتے ہیں اس لئے آج میرے ہاں عید ہے۔ اور خوشی کا وقت ہے عہ

تجلیٔ صفات آپ کو عالمِ حیات میں آثارِ صفاتی کا تجلیٰ بدرجہ کمال ہوا سہ

کرامات

کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ بچپن خوارق آپ سے ظہور میں آئے، ازانجملہ۔

تولیدِ فرزند آپ ایک دن روٹی کھا رہے تھے کہ ایک ترسا آگیا۔ آپ نے اپنی روٹی کا ٹکڑا توڑ کر اسے دیا، اُس نے کھا لیا، اور رات کو اپنی جورو سے صحبت کی اسی رات حمل رہ گیا۔ اور آپ کے عطیہ کی برکت سے اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، وہ لڑکا حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ تھے جو بڑے ہو کر مقبولانِ حق سے ہوئے للعہ

عملیات

برائے رحمتِ حقتعالےٰ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسمِ جمالی نمازِ عشا کے بعد پچاس مرتبہ پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے شمار ہوتی ہے، اسمِ جمالی یہ ہے۔ یارحمٰن

عہ عہ تذکرۃ الاولیاء، سہ آئینہ تصوف، للعہ تذکرۃ الاولیاء، شرافت۔

اجب یا اسرافیل یا امواکیل بحق یا رحمٰن ۔مہ

برائے زیارتِ نبوی ﷺ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز ظہر کے بعد یہ دعا نو سو بار پڑھے وہ جمال باکمال حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشاہدہ کرے گا ، اور غم سے نجات پائے گا ، دعا یہ ہے ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سبحانك انت اللہ لا الٰہ الا انت رب العٰلمین ۔مہ

برائے محبتِ زوجین آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عروس کو اپنے گھر لاوے پس چاہیئے کہ اُس کے گوشہ چادر پر دو رکعت نماز عروس گذارے ، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار پڑھے ، اور سلام کے بعد یا ودود گیارہ مرتبہ پڑھ کر اُس کے منہ کی طرف پھونکے ، ان دونوں کے درمیان بہت محبت ہوگی ۔مہ

کلماتِ طیبات

مروّت ۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ ایک بار ایک حجام نے آپ کی حجامت بنائی ، آپ نے ایک اشرفی اس کو عنایت کی ، لوگوں نے کہا کہ یہ اسراف ہے آپ نے فرمایا لا دین لمن لا مروۃ لہٗ یعنی جس میں مروت نہیں اس کا دین نہیں ۔

نصائح ۔ حضرت فضیل بن عیاض رح فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی ملاقات کے وقت آپ سے کہا کہ آپ جس چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں وہ ٹوٹی ہوئی ہے اور قریب گرنے کے ہے ۔ فرمایا میں جب سے یہاں ہوں کبھی چھت کی طرف نہیں دیکھا ، کیونکہ جیسے فضول کلام کرنا مکروہ ہے ایسا ہی فضول دیکھنا بھی مکروہ ہے ۔ دوسری ملاقات کے وقت میں نے آپ سے نصیحت چاہی ، فرمایا خلق سے بھاگ ۔

حضرت ابو ربیع واسطی رح کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے نصیحت چاہی ، تو فرمایا دنیا

روز

روزہ رکھ اور آخرت سے افطار کر، اور موت کو عید سمجھ، اور لوگوں سے اس طرح بھاگ جیسا شیر سے بھاگتے ہیں۔

ایک شخص نے آپ سے وصیت چاہی تو فرمایا کہ زبان کو نگاہ رکھ، اس نے کہا اور زیادہ کیجئے، فرمایا خلق سے تنہائی اختیار کر، اور اگر ہو سکے تو اپنا دل اس سے اٹھالے، عرض کیا اور زیادہ کیجئے، فرمایا اس جہان سے دین کی سلامتی پسند کر جیسا کہ اہل جہان نے دنیا کی سلامتی پسند کی ہے۔

ایک اور شخص نے وصیت چاہی تو فرمایا کہ تو دنیا میں باندازہ قیام دنیا کے کوشش کرتا ہے کہ دنیا تیرے کام آوے، اسی طرح باندازہ قیام آخرت کے تو آخرت کیواسطے کوشش کر۔

ایک اور شخص نے وصیت چاہی، فرمایا مردے تیرے انتظار میں ہیں، اور فرمایا دوسرے دوسرے کو توبہ و اطاعت کی ترغیب دینا اور خود نہ کرنا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شکاری شکار کرے اور دوسرے اس کا کباب کھائیں۔

ایک مرید سے فرمایا اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو سلام رخصت کر، اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر ترک بول یعنی دونو کو چھوڑ تا کہ حق تعالےٰ سے واصل ہووے۔

آپ کو کہا گیا کہ تم مشتاق ہو؟ فرمایا نہیں بلکہ دور ہوں کیونکہ مشتاق غائب ہوتا ہے، اور میرا دوست حاضر ہے۔

ایک مرید آپ کو بہت دیکھا کرتا تھا، فرمایا تجھے خبر نہیں کہ زیادہ دیکھنا مکروہ ہے جیسا کہ زیادہ بولنا مکروہ ہے۔

حافظ ذہبی رہ بیان کرتے ہیں کہ آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا، آپ نے فرمایا کہ سپاہی جب جنگ کا قصد کرتا ہے تو اس کے لئے ہتھیار جمع کرتا ہے، اگر وہ اپنی تمام عمر ہتھیار جمع کرنے میں صرف کر دیوے تو جنگ کب کرے، اسی طرح علم عمل کا آلہ ہے

اگر تمام عمر علم کے پڑھنے میں صرف کر دے تو عمل کس وقت کیا جائے ؏

مُعترفینِ کمال

۱ ۔ حضرت مصعب بن مقدام الحنفی رح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رح کو سنا ہے کہ فرماتے تھے اے ابوسلیمان! میں نے کبھی کسی کے واسطے اپنی عقل جمع نہیں کی، مگر تیرے کلام کے واسطے ؏

۲ ۔ حضرت شیخ معروف کرخی رح فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضرت شیخ داؤد طائی رح سے زیادہ دنیا کو خوار و ذلیل رکھتا ہو، آپ کی نظر میں دنیا و اہلِ دنیا کی مطلق وقعت نہیں تھی ؏

۳ ۔ حضرت محارب بن دثار رح جو مشہور محدث تھے کہا کرتے تھے کہ اگر حضرت شیخ داؤد طائی رح کا وجود امم سابقہ میں ہوتا تو خدا تعالیٰ قرآن پاک میں آپ کی خبر ہم کو ضرور دیتا ؏

۴ ۔ خواجہ فضیل بن عیاض رح اس بات پر فخر کرتے تھے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں حضرت شیخ داؤد طائی رح کو دو بار دیکھا ہے، آپ کا باطن دردِ الٰہی سے پُر تھا، اور آپ ہمیشہ خلق سے بھاگتے تھے ؏

خلفائے کرام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کا ایک، اور خلیفہ اصغر نو، اور صاحب مجاز پندرہ تھے۔

(۱) حضرت شیخ معروف کرخی رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) حضرت اما

(۲) حضرت امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رح

ان کے آبا و اجداد شام سے ملک عراق میں آئے، ان کی پیدائش شہر واسط میں ہوئی،
کوفہ میں نشو و نما پائی، علمِ حدیث امام مالک رح اور مالک بن دینار رح اور قاضی ابو یوسف رح
اور ربیعہ رح اور مسعر بن کدام رح اور امام اوزاعی رح اور امام سفیان ثوری رح سے حاصل کیا،
اور بغداد میں حدیث کا درس دیا، اور فقہ امام قاضی ابو یوسف رح اور امام اعظم ابو حنیفہ رح
سے سیکھی، بیس برس کی عمر میں کوفہ کی مسجد میں درس دینا شروع کیا، بڑے ذکی، ذہین
فصیح بلیغ تھے، علومِ قرآن، علمِ عربیت، نحو، حساب، فقہ میں استاد مانے جاتے تھے،
علومِ امامِ اعظم رح انہیں کے باعث دنیا میں مروّج ہوئے، ان کی تصانیف ایک ہزار نو سو
ننانوے ہیں (۱۹۹۹)، جن میں سے مشہور یہ ہیں، جامع کبیر، جامع صغیر، سیر کبیر، سیر صغیر، مبسوط
زیادات، کتاب الآثار، کتاب الحج، کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات، رقیات
عمرویات، نوادر وغیرہ۔

صاحب نافع الطالبین نے لکھا ہے کہ امام محمدؒ شیخ داؤد طائی رح کے مرید و خلیفہ تھے،
تصوف و طریق عبادت و ریاضت انہیں سے سیکھا۔

امام محمد رح کے اکابر تلامذہ یہ تھے، امام محمد بن ادریس شافعی رح، امام ابو حفص کبیر بخاری رح،
امام ابو سلیمان جوزجانی رح، موسیٰ رازی رح، محمد بن سماعہ رح، ہشام بن عبید اللہ رازی رح
ابراہیم بن رستم رح، عیسیٰ بن ابان رح۔

امام محمد رح کی وفات بتاریخ ۱۴ رجادی الآخر ۱۸۹ھ میں ہوئی، بمقام رَے مدفون ہوئے۔

(۳) حضرت شیخ ابو البقا رح

ان کے سلسلہ میں ایک بزرگ سید احمد رح مشہور ہوئے ہیں، وہ مرید سید صفدر رح
کے، وہ مرید سید بقا رح کے، وہ مرید شیخ ابو البقا کے۔ رحمہم اللہ۔

واقعۂ وفات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو حالتِ بیماری میں دیکھا کہ سخت دھوپ میں دہلیز کے اندر اینٹ کا تکیہ سر کے نیچے رکھے لیٹے ہیں، اور حالت جان کنی کی سی ہے۔ اور قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا کہ اگر آپ فرماویں تو میں آپ کو کسی فضا میں لے چلوں۔ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے نفس کے واسطے کوئی درخواست کروں، آج تک نفس نے مجھ پر غلبہ نہیں پایا۔ اس حال میں بہتر ہے کہ میں اس کا مغلوب نہ بنوں، پس اسی شب کو آپ نے وفات پائی۔[1]

لوگوں نے آپ کی والدہ ماجدہ رح سے آپ کی وفات کا حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے، آخری رات کو سر سجدے میں رکھا اور پھر نہ اٹھایا، جب دیر ہوئی میں نے نزدیک جا کر کہا بیٹا نماز کا وقت ہے اٹھو نماز پڑھ لو، لیکن نہ اٹھے جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ انتقال فرما گئے۔[2]

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ہوا پر آپ اُڑ رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس دم قید خانہ سے رہائی پائی، وہ آپ سے اس خواب کو بیان کرنے چلا، جب آپ کے مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ نے وفات پائی۔[3]

وصیت آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے زیرِ دیوار دفن کرنا تاکہ کوئی میرے منہ کے سامنے سے نہ گذرے۔ چنانچہ حسبِ وصیت زیرِ دیوار مدفون ہوئے۔[4]

تجہیز و تکفین صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے کہ آپ کے ایامِ مرض میں وفات سے تین روز پہلے لوگ آپ کے دولت خانہ پر حاضر تھے تاکہ نمازِ جنازہ فوت نہ ہو۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ اس قدر خلقت کثیر تھی کہ وفات سے دوسرے روز شام کو قبرستان تک بمشکل

ہ سالک السالکین جلد اول، سہ نفحات الانس، سہ ایضاً، سہ تذکرۃ الاولیاء باب ۸۴ [illegible]

تک بمشکل پہنچا جا سکا حالانکہ قبرستان قریب تھا، آپ کی تدفین کے بعد حضرت امام محمد فقیہ رح نے آپ کی قبر پر ہاتھ رکھ کر کہا یا داؤد سجنت نفسك قبل ان تسجن وحاسبت نفسك قبل ان تحاسب الیوم تری ما کنت ترید۔ اور اس قدر روئے کہ تمام خلقت دیکھ کر رونے لگی ؎

ندائے غیب آپ کی وفات کے بعد منادی غیب نے ندا دی کہ داؤد طائی رح اپنے مقصود کو پہنچا، اور حق تعالیٰ اس سے راضی و خوش ہوا ؎

واقعات بعد از وفات آپ کا جس رات انتقال ہوا، کسی نے خواب میں دیکھا کہ ملائکہ آسمان سے نازل ہو رہے ہیں، پوچھا یہ کیسی رات ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ آج داؤد طائی رح نے وفات پائی ہے، اور بہشت کو ان کے لئے آراستہ کیا گیا ہے ؎

ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا، فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے اپنے روبرو کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے داؤد! تو نہیں جانتا تھا کہ میں پاک ہوں اور پاک عمل کو قبول کرتا ہوں؟ میں نے عرض کیا یا الٰہی تو جانتا ہے کہ پاک عمل پر میں قادر نہیں تھا، لیکن تیری ذات پر نیک گمان رکھتا تھا، تو حکم ہوا کہ اس کو بخش دو، چنانچہ میں بخشا گیا ؎

تاریخ وفات حضرت شیخ داؤد طائی رح کی وفات بقول صاحب نفحات الانس و فتاوائے برہنہ و خزینۃ الاصفیا بتاریخ شنبہ اٹھائیسویں ربیع الاول ۱۶۵ھ ایک سو پینسٹھ ہجری مطابق ۲۰ دسمبر ۷۸۱ء سات سو اکاسی عیسوی میں بعہد خلافت محمد المہدی بن المنصور خلیفہ سوم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پرانوار بغداد شریف میں مرجع خواص و عوام ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔

؎ فتاوائے برہنہ (اردو) ، ؎ تذکرۃ الاولیاء ، ؎ کشف المحجوب ، ؎ نفحات الانس ، ؎ فتاوائے برہنہ (اردو) ، ؎ خزینۃ الاصفیا

قطعہ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام فیوضہ

زدنیا رفت چوں داؤد طائی ... بجنت رفت صوفی پاک و النفس

چو نوشاہی تفکر کرد تاریخ ... ندا از غیب خوش آید کہ اقدس ۱۱۶۵

منہ

رفت از ما چو سرورِ فضلا ... گشت ترحیل سیّدِ کُملا ۱۱۶۵

منہ

چوں سفر کرد پیرِ ما مرغوب ... سالِ نقل است صاحب و محبوب ۱۱۶۵

منہ

چو آمد وقتِ نزعِ پیر، قاصد ... وصالش داں ولی اللہ حامد ۱۱۶۵

منہ

زدنیا چو شد پیرِ ما زیرِ خاک ... وصالش بگفتیم بس نیک پاک ۱۱۶۵

دیگر

از اسماء الحسنٰی

مہیمن ودود ۱۱۶۵ ۔ مہیمن ہادی ۱۱۶۵ ۔ مہیمن بدوح ۱۱۶۵

معطی اللہ ۱۱۶۵ ۔ لطیف اللہ ۱۱۶۵ ۔ معز ماجد ۱۱۶۵ ۔ علی مجیب ۱۱۶۵

مبدی حنان ۱۱۶۵ ۔ حق مجید ۱۱۶۵ ۔ مولا حلیم ۱۱۶۵

فصل ششم

فصل ششم

حالات حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ | آپ امام الصدیقین، شمس العارفین، سلطان المتعبدین، رئیس السالکین، سید الاولیا، عمدۃ الاتقیا، مقتدائے صدرِ طریقت، رہنمائے راہِ حقیقت مہبطِ انوارِ الٰہی، مصدرِ اسرارِ نامتناہی، کرامات و ریاضات میں مشہور، اور فتوےٰ وتقوےٰ میں آیتِ عظیم تھے۔ مقامِ شوق و اُنس میں درجۂ اعلیٰ رکھتے تھے، آپ حضرت خواجہ شیخ داؤد طائی رح کے مرید و خلیفہ اکبر و جانشینِ اعظم تھے۔

نام و نسب | آپ کا نامِ نامی معروف، کنیت ابوالمحفوظ، لقب سدالدین۔ عہ والد بزرگوار کا نام فیروز یا فیروزان تھا، مذہب نصاریٰ رکھتے تھے، اسلام لانے کے بعد ان کا نام علی رکھا گیا، جدِ امجد کا نام مرزبان الکرخی تھا۔

ف کرخ ایک گاؤں ہے قریب بغداد کے، اور بعض کہتے ہیں کہ بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے جہاں آپ کے آبا و اجداد سکونت رکھتے تھے۔ عہ

ولادت | آپ کے والد فیروز کرخی کو حضرت شیخ داؤد طائی رح نے اپنی روٹی سے ایک ٹکڑا تبرک دیا تھا، انہوں نے کھا کر اپنی اہلیہ سے صحبت کی، اُسی رات آپ کا نورِ ولائت رحمِ والدہ میں جاگزین ہوا، اور بوقتِ سعید ماہِ عید کی طرح طلوع ہوا۔ عہ

تحصیلِ علوم | چونکہ آپ کے والدین ترسا تھے اس لیے انہوں نے ایک نصرانی عالم کے پاس آپ کو تعلیم کے لئے سپرد کیا، اُستاد نے کہا کہو ثالث ثلاثۃ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ھو اللّٰہ الاحد بہتیرا معلم نے سمجھایا مگر آپ تثلیث کے قائل نہ ہوئے، توحید

عہ خزینۃ الاصفیاء ص ۱۲ عہ مسالک السالکین ص ۱۲ عہ تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲

کا اقرار کرتے رہے، اوستاد نے ایک دن تنگ آکر آپ کو مارا، آپ اُس سے بھاگ گئے۔

قبولِ اسلام اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے، اور ان کے دستِ حق پرست پر دین نصاریٰ سے توبہ کی، اور اسلام قبول کیا، حضرت امام عالی مقام رضہ آپ سے محبت رکھتے، اور آپ پر نہایت شفقت و عنایت فرماتے، آپ نے ان کی خدمت دربانی اختیار کی، اور تربیت ظاہری و باطنی پاتے رہے۔

اسلامِ والدین آپ مسلمان ہونے کے بعد اپنے ماں باپ کے گھر واپس آئے اور دستک دی، انہوں نے پوچھا کون ہے؟ فرمایا معروف، پوچھا کس دین پر، فرمایا دین اسلام پر، پس وہ دونو بھی مشرف با سلام ہوئے۔

بیعت و خلافت آپ نے بیعت طریقت حضرت خواجہ شیخ ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی رحمۃ سے کی، اور ان کی صحبت میں رہ کر خرقہ خلافت و اجازت حاصل کیا۔

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب سبعہ رضہ اور حضرات امامین ہمامین علیہم السلام سے تھی۔

مشائخ صحبت علامہ ابن الندیم رحمۃ نے لکھا ہے کہ آپ کو شیخ فرقد سنجی رحمۃ سے فیض پہنچا ہے، نیز ابو العباس محمد سماک رحمۃ اور شیران المانی رحمۃ اور خواجہ شمس الدین سجاوندی سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ اکثر صحبت و معیت آپ کی حضرت امام ابو الحسن علی رضا رضہ سے تھی، ان کی صحبت میں رہ کر تکمیل علوم ظاہری و باطنی فرمائی۔ اور ریاضت و عبادت کا طریقہ سیکھ کر صدق و صفا میں قدم رکھا حتیٰ کہ درجہ کمال کو پہنچ کر پیشوائے طریقت و مقتدائے حقیقت ہوئے۔ اور حضرت امام رضہ سے بھی خرقہ پہنا، اور اجازت طریقہ اہل بیت حاصل کی۔

طہارت آپ ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ ایک بار عین دجلہ پر آپ کا وضو جاتا رہا، آپ نے

آپ نے اُسی دم تیمم کیا، اور وضو کو چلے، حاضرین نے کہا جس حال میں کہ دس قدم پر دریا کا پانی موجود ہے تو تیمم کی کیا ضرورت تھی، فرمایا زندگی کا کیا بھروسا، شاید پانی تک پہنچتے پہنچتے میری موت آجاتی تو میں بے وضو مرتا، اسی لئے میں نے تیمم کر لیا ہے۔

روزہ و رغبتِ دُعا آپ صائم الدہر تھے، ایک روز ظہر کے وقت بازار میں گئے۔ ایک سقہ نے کہا رحم اللہ من شرب یعنی خدا اس پر رحم کرے جو یہ پانی پیئے، آپ نے پانی لے کر پی لیا، لوگوں نے کہا آپ تو روزہ سے تھے، فرمایا ہاں، لیکن میں نے اُس کی دعا پر رغبت کی۔

کہتے ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی، لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، فرمایا مجھے اُس سقہ کی دعا کی برکت سے بخش دیا۔

حلم و بُردباری ایک روز آپ اپنا مصلےٰ و قرآن مجید مسجد میں چھوڑ کر طہارت کے لئے دجلہ پر گئے، پیچھے سے ایک بڑھیا آئی اور مصلےٰ و قرآن مجید لے کر چلتی ہوئی، آپ دیکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چلے، جب قریب پہنچے آنکھیں نیچی کر کے اس سے پوچھا کہ آپ کا کوئی لڑکا قرآن مجید پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا تو آپ قرآن مجید لے کے کیا کریں گی، قرآن مجید مجھے دے دیجئے اور مصلےٰ آپ لے لیجئے، وہ آپ کے حلم اور بردباری سے متعجب ہوئی اور دونوں چیزیں چھوڑ کر چلی گئی۔

پردہ پوشی ایک روز آپ کی خانقاہ میں ایک مسافر آیا، اس کو سمت قبلہ معلوم نہ تھی، اُس نے دوسری سمت پر نماز پڑھ لی، جب اس کو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو شرمندہ ہو کر آپ سے کہنے لگا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی، آپ نے فرمایا درویش کو تصرف سے یعنی کسی کے کام میں دخل دینے سے کیا کام؟ اور اس مسافر کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آئے۔

انکسار آپ کے ماموں حاکم ٹھہر تھے، انہوں نے ایک دن دیکھا کہ آپ ویرانہ میں بیٹھے روٹی کھا رہے ہیں، ایک کتا سامنے بیٹھا ہے، ایک نوالہ اپنے منہ میں ڈالتے ہیں اور ایک کتے کے منہ میں دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا معروف! تجھے شرم نہیں آتی کہ کتے کے ساتھ کھا رہا ہے آپ نے فرمایا میں شرم کے باعث ہی ایسا کر رہا ہوں۔"

حیا اس وقت آپ نے سر اٹھایا، ایک پرندہ اڑ رہا تھا اس کو آواز دی وہ آکر آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا، اور پروں سے اپنی آنکھوں اور منہ کو چھپا لیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو جو اللہ تعالیٰ سے شرم رکھتا ہے۔ اس سے ساری چیزیں شرم کرتی ہیں، آپ کے ماموں اپنی بات سے شرمندہ ہوئے۔"

یتیم پروری حضرت شیخ سری سقطی رح فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے روز دیکھا کہ آپ کھجوریں چن رہے ہیں، میں نے عرض کیا یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ فرمایا میں نے اس لڑکے کو روتے دیکھا، پوچھا تو کیوں روتا ہے۔ اس نے کہا میں یتیم ہوں، آج اور لڑکے عمدہ عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں، اور میرے پاس کچھ نہیں، بس میں یہ کھجوریں اس لئے چنتا ہوں کہ بیچ کر اس کو جوڑے دوں تاکہ اس سے کھیلے اور نہ روئے۔"

ذوق و شوق ایک بار آپ حالتِ ذوق و شوق میں ایک ستون کو لپٹ گئے، اور اس کو ایسا بھینچا کہ قریب تھا کہ وہ ستون پارہ پارہ ہو جائے۔"

طعام ایک روز آپ کھانا کھا رہے تھے، کسی نے پوچھا کیا کھاتے ہیں۔ فرمایا میں مہمان ہوں جو کچھ کھلاتے ہیں کھاتا ہوں۔"

نفس سے خطاب ایک روز آپ اپنے نفس سے فرما رہے تھے اے نفس مجھے خلاصی دے کہ اس میں تیری بھی خلاصی ہے۔"

تجرید آپ تجرید میں یگانہ عصر تھے، اور اسی قوتِ تجرید سے بعد از وفات بھی تریاق مجرب ہوئے

تذکرۃ الاولیاء ... مسالک السالکین جلد اول ...

مقاماتِ فقر

تجلّئ ذات | آپ کو حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح تجلّئ ذاتِ اقدس ہو کر وصل ہوا۔[1]

کرامات

کتاب آئینہ تصوّف میں ہے کہ آپ سے بیشتر خوارق ظہور میں آئے، از انجملہ۔

استجابتِ دعا | ایک چور کو پھانسی دی گئی تھی، آپ اُس طرف سے گذرے، چور کو پھانسی پر دیکھ کر بیتاب ہو گئے۔ اور اس کے واسطے دعا کی کہ الٰہی یہ اپنے کئے کی سزا پا چکا، اب اس کی خطا سے درگذر، اور اس کو معزز دارین کر، پس یکایک شہر والوں کو منادی غیب نے ندا دی کہ جو اس چور کی نماز پڑھے گا وہ جنّتی ہو گا۔ تمام شہر والے جمع ہو گئے اور چور کو ہاتھوں ہاتھ پھانسی پر سے اتار کر بخوبی غسل دے کے کفنا دفنا دیا۔ بعد اس کے کسی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے، اور وہ چور معہ تمام نمازیوں کے کمال زرق برق پوشاک سے وہاں جلوہ افروز ہے، پوچھا یہ دولت اور نعمت کیونکر پائی، کہا خواجہ معروف کرخی رہ کی دعا سے۔[2]

تصرّف فی القلوب | آپ ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک جماعت جوانوں کی شراب پینے اور فسق و فساد میں مصروف ہے، جب دجلہ کے کنارہ پر پہنچے تو آپ کے ہمراہیوں نے کہا یا شیخ! دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ ان سب کو غرق کر دے تاکہ ان کی نحوست منقطع ہو جائے۔ اور ان کے فساد کا اثر دوسروں کو نہ پہنچے، آپ نے دعا کی یا الٰہ العالمین جس طرح تو نے اس جہان میں ان کو عیش خوش دیا ہے، اسی طرح اُس جہان میں بھی ان کو عیش خوش فرمائیو، ہمراہیوں کو تعجب ہوا۔ کہنے لگے یا شیخ

ہم اس راز کو نہیں جانتے، فرمایا تھوڑا توقف کرو خود ظاہر ہو جائے گا، جب اُس جماعت کی نظر آپ پر پڑی، انہوں نے اپنے رباب توڑ ڈالے، اور شراب پھینک دی، اور زار زار روتے ہوئے آئے، اور آپ کے قدموں پر گر پڑے اور توبہ کی، آپ نے فرمایا تم نے دیکھا کہ بغیر ڈوبے سب کی مراد حاصل ہو گئی۔

طیِّ ارض شیخ محمد بن منصور طوسی رح کہتے ہیں کہ میں بغداد میں آپ کے نزدیک تھا، میں نے ایک نشان روئے مبارک پر دیکھا، عرض کیا میں نے کل یہ نشان آپ کے چہرہ پر نہ دیکھا تھا، یہ کیا ہے، فرمایا جو بات تیرے حوصلہ سے باہر ہے اس کو مت پوچھ، وہ بات پوچھ جو تیرے کام آوے، میں نے کہا آپ کو خدا پاک کی قسم ہے فرمائیے یہ کیا ہے، فرمایا کل کی رات میں نماز پڑھ رہا تھا یکایک دل میں آیا کہ مکہ معظمہ جاؤں، اور طواف کروں، چنانچہ میں زمزم پر پانی پینے گیا، میرا پاؤں پھسل پڑا، اور میرا منہ اُس میں جا رہا یہ اسی کا نشان ہے۔

عملیات

برائے عفوِ جرائم آپ نے فرمایا کہ جو شخص یکشنبہ کے دن اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے، اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے، اور سلام کے بعد یہ اسم جمالی سو بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس پر مہربان ہو گا اور اس کے گناہ معاف فرمائے گا، اسم جمالی یہ ہے یا رحیم اجب یا میکائیل یا قبوکائیل بحق یا رحیم۔

برائے حصول مرتبہ ابدال آپ نے فرمایا ہے جو شخص ہر روز یہ دعا تین مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ابدال لکھ لیتا ہے، دعا یہ ہے اللھم اصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج عن امۃ محمد۔

ف جواہر خمسہ میں ہے کہ ہر روز کسی نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے، اور لفظ محمد کے ساتھ ﷺ

ملہ تذکرۃ الاولیاء ص ۱۴۸ سے جواہر الاولیاء جواہر دوم ص ۱۰۹ سے انتخاب جواہر غیبی جواہر الاسرار العلوم مترجم

کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پڑھے۔

برائے حلِ مہمات آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مہم ہو جو کسی طرح حل نہ ہوتی ہو اس کو چاہیے کہ شب چہار شنبہ و شب پنجشنبہ و شب جمعہ تین بار درود شریف اور ہزار بار یہ دعا پڑھے تو وہ ضرور مہم حل ہو جاوے گی۔ دعا یہ ہے، اٰمنت باللہ العلی العظیم وتوکلت علی الحی القیوم۔

برائے فرزندِ نیک آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص شب شنبہ کو یہ بارہواں اسم ایک سو بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو فرزند صالح اور پارسا عنایت فرماوے گا، بارھواں اسم یہ ہے۔ یاخالق انت الذی تخلق اصناف الخلائق بقدرتہٖ۔

برائے حصولِ کوثر آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص شب جمعہ کو چار رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ الکوثر پندرہ بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کو حوض کوثر کا پانی روزی کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تصنیفات

آپ نے ایک عربی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی جو دریائے حقایق و معارف ہے،

حضرت خواجہ معین الدین چشتی؁ اپنے ملفوظات میں اُس تفسیر کا حوالہ لکھتے ہیں، چنانچہ لکھا ہے۔

تفسیر معروف کرخی؁ میں لکھا ہے کہ بروز حشر پچاس موقف (ٹھیراؤ کی جگہ) ہوں گے، وہاں پچاس چیزوں کا حساب ہوگا، اگر وہاں سب سے بندہ پار اُتر گیا تو بچا، ورنہ دوزخ میں جائے گا، سب سے زیادہ سخت موقف نماز کے حساب کی جگہ ہے جو اس سے بچا بچ گیا، دوسرے موقف میں نماز فریضہ کا حساب ہوگا، اگر اس کے عہدہ سے برآیا

[illegible]

اچھی بات ہے ورنہ موکلوں کے ہمراہ دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ دوسرے موقف سے بچے ہوئے تیسرے موقف میں جائیں گے، وہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کی بوجھ ہوگی، اگر وہاں بچا بچ گیا، ورنہ موکلوں کے ہمراہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھیجا جائے گا کہ یہ آپ کا امتی ہے جس نے آپ کی سنن ادا نہیں کیں۔

کلماتِ طیبات

فتوت۔ فرمایا جوانمردی تین باتوں میں ہے۔ ایک وفائے بخلاف، دوسری ستایش بے جود، تیسری عطائے بے سوال۔

مواخذہ۔ فرمایا۔ علامت اللہ تعالیٰ کی گرفت کی یہ ہے کہ وہ بندے کو نفس کے کام میں مشغول کرتا ہے کہ وہ اس کے کام نہ آوے۔

محبت۔ فرمایا۔ علامت خدا کے دوستوں کی یہ ہے کہ ان کی فکر خدا ہی میں ہوتی ہے، اور ان کو قرار خدا ہی سے ہوتا ہے، اور ان کا شغل خدا ہی کی راہ میں ہوتا ہے۔

عمل۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ جب بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو عمل کا دروازہ اُس پر کھول دیتا ہے، اور دروازہ سخن اور کسل کا بند کرتا ہے۔

گمراہی۔ فرمایا۔ ایسی بات میں گفتگو کرنی جس میں کسی کا فائدہ نہ ہو علامت گمراہی کی ہے۔

مکافات۔ فرمایا جو کسی کی برائی چاہتا ہے وہ خود برائی میں مبتلا ہوتا ہے۔

وفا۔ فرمایا۔ حقیقت وفا کی یہ ہے کہ سِر اس کا خواب غفلت سے ہوش میں آئے اور اندیشہ اس کا فضول وآفت سے خالی ہو۔

تصوف۔ فرمایا۔ تصوف حقایق کا اختیار کرنا ہے، اور دقایق کا بیان کرنا، اور خلایق سے ناامید ہونا۔

ریاست۔ فرمایا ریاست کے شیدائی کو ہرگز فلاح نہیں۔

راہِ خدا۔ فرمایا۔ نزدیک تر راہ خدا کی یہ ہے کہ تو کسی سے کچھ نہ چاہے اور تیرے پاس بھی کچھ نہ ہو کہ تجھ سے کوئی چاہے۔

دُنیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ طاعت پر کس طرح دسترس ہو سکتی ہے، فرمایا جب دنیا کی محبت دل سے دور ہو جائے، کیونکہ اگر دنیا کی ذرا سی چیز بھی تمہارے دل میں ہو گی تو جو سجدہ کرو گے اسی چیز کو کرو گے۔

محبت۔ لوگوں نے محبت کی نسبت پوچھا۔ فرمایا یہ سیکھنے اور کسی کے بتانے کی چیز نہیں، یہ خدا تعالےٰ کے فضل و بخشش پر موقوف ہے۔

عارف۔ فرمایا۔ عارف اگرچہ نعمت نہیں رکھتا مگر پھر بھی وہ ہمیشہ نعمت میں ہے۔

نصائح۔ ایک شخص نے وصیت چاہی، فرمایا خدا پر توکل کر، تاکہ خدا تیرے ساتھ ہو، اور بازگشت تیری اس کی طرف ہو، اور تو تمام شکایتیں اُسی سے کرے، کیونکہ تمام خلائق تجھکو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتیں، اور نہ تیرا نقصان دفع کر سکتی ہیں، اپنی ساری التجائیں اُس شخص کے پاس لے جا جس کے پاس اس کا علاج ہے، جو کچھ کہ رنج و بلا و فاقہ سے تجھکو پیش آوے اس کا کشودِ کار اس کے پوشیدہ رکھنے میں ہے۔

ایک دوسرے شخص نے وصیت چاہی، فرمایا بچ اس سے کہ خدا دیکھے اور تو ساکین کے زمرہ میں نہ ہو۔

فرمایا۔ بہشت کی طلب بغیر عمل کے گناہ ہے، اور شفاعت کا انتظار بغیر نگہداشت سنت کے ایک قسم کا غرور، اور رحمت کی امید بحالتِ نافرمانی جہل و حماقت ہے۔

فرمایا۔ آنکھ کو سب کی طرف سے بند کرے اگرچہ بُری بھی ہو اور زبان کو مدح سے بچا جس طرح ذم سے بچا

مُعترفینِ کمال

۱ - حضرت شیخ سری سقطی رح فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو خواب میں عرش مجید کے نیچے بحالتِ بیخودی و مدہوشی کے دیکھا ۔ حضرتِ حق سے ندا ہوئی کہ لے فرشتو! یہ کون ہے ۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار تو دانا و بینا ہے ۔ ارشاد ہوا کہ معروف ہے ہماری دوستی میں بیخود ہوا ہے ۔ سوائے ہمارے دیدار کے اس کو ہوش اور سوائے ہمارے لقا کے چین نہ آوے گا [1]

۲ - شیخ الاسلام عبداللہ انصاری پیر ہرات نے لکھا ہے کہ معروف رح ورع و زہد و تقوٰے میں بہت بڑے شیخ ۔ اور داؤد طائی رح کے صحبت یافتہ تھے [2]

۳ - شیخ فریدالدین عطار رح فرماتے ہیں کہ اگر عارف نہ ہوتا معروف نہ ہوتا [3]

۴ - مخدوم شیخ علی الہجویری رح فرماتے ہیں کہ معروف کرخی رح ساداتِ مشائخ سے تھے ، اور مردانگی میں مشہور ، اور پرہیزگاری میں معروف تھے ۔ آپ کے مناقب و فضائل بہت ہیں کہ فنون علم میں آپ کو کمال تھا [4]

۵ - علامہ دمیری رح حیات الحیوان میں لکھتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی رح اجابتِ دعا میں مشہور تھے ، اور اہلِ بغداد آپ کی قبر مبارک کے توسّل سے طلب باراں کرتے ہیں ، اور کہتے ہیں کہ حضرت معروف رح کی قبر تریاقِ مجرب ہے [5]

۶ - شیخ ابوالحسن قرشی رح کہتے ہیں کہ میں چار شخصوں کو مشائخ رح میں سے جانتا ہوں کہ وہ اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں اوّل شیخ معروف کرخی رح دوم شیخ عبدالقادر جیلانی رح سوم شیخ عقیل منبجی رح چہارم شیخ حیات بن قیس حرانی رح [6]

[1] مسالک السالکین جلد اوّل ، [2] ازالۃ الخفا جلد دوم ، [3] تذکرۃ الاولیاء ، [4] کشف المحجوب ، [5] کتاب الحیات ، [6] بہجۃ الاسرار ...

تلامذہ کرام

حضرت امام احمد بن حنبل رح اور امام یحیےٰ بن معین محدث رح آپ کے پاس آیا جایا کرتے اور آپ سے تعلیم روحانی حاصل کرتے تھے۔

خلفائے عظام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کا ایک، اور خلیفہ اصغر نو، اور صاحب مجاز آٹھ تھے۔

(۱) حضرت شیخ سری سقطی رح

ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) حضرت شیخ ابراہیم بن عیسےٰ اصفہانی رح

یہ خواص اصحاب شیخ معروف کرخی سے تھے، شیخ ابراہیم خواص رح کہتے ہیں کہ میں بغداد میں دجلہ کے کنارہ پر وضو کر رہا تھا، ایک شخص کو دیکھا کہ آگے سے پانی پر چلا آتا ہے، میں اسی وقت سجدہ میں گر پڑا، اور کہا اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم کہ جب تک میں اس مرد کو نہ جانوں گا سر نہ اٹھاؤں گا، اتنے میں وہ مرد آگیا، اور وہ ابراہیم بن عیسےٰ ہو تھے، اور مجھے سجدہ سے اٹھا کر فرمایا کہ جب تو اولیا کو پہچاننا چاہے تو کہہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم (الحدید ع ۱) ان کی وفات ۲۴۷ھ میں ہوئی۔

(۳) حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم الصیاد البغدادی رح

ان کا مذہب تجرید و انقطاع تھا، حضرت سید الطائفہ رح فرماتے ہیں کہ ایک روز یہ

حضرت سِرّی سقطی رح کے پاس آئے، اپنے بدن پر حصیر کو پہنا ہوا تھا، شیخ سِرّی سقطی رح نے دس درم سے ایک کپڑا بازار سے منگوایا، اور ان کو کہا کہ لو یہ پہنو، میرے پاس دس درم تھے ان سے میں نے کپڑا منگوایا ہے، انہوں نے کہا کہ تم فقیروں میں بیٹھتے ہو، اور پھر دس درم ذخیرہ رکھتے ہو، اس لئے میں نہیں پہنتا، اور نہ پہنا۔

(۴) حضرت شیخ علی رح

ان کے سلسلہ میں ایک بزرگ شیخ فرید رح نام گذرا ہے، وہ مرید شیخ نظر باز رح کا، وہ مرید شیخ مظفر رح کے، وہ مرید شیخ علی رح کے ہے۔

(۵) حضرت خواجہ ابو احمد محمد شامی رح

ان کا سلسلۂ فقر بطور اویسی جاری ہے۔

سلسلہ کرخیہ | آپ سے جو سلسلۂ فقر چلا اُس کا نام صنفِ فقرا میں کرخیہ کہا جاتا ہے، تاریخ الاولیا میں ہے کہ سلسلہ کرخیہ کے درویش محبتِ دنیوی کو ترک کرتے ہیں، اور تجرید میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں، جو ان کے طریقہ میں ہیں وہ اپنے باپ دادا کی نسبت ترک کر کے اپنے آپ کو کرخیان مشہور کرتے ہیں، تمام روز عزلت میں بیٹھنا، شام کو نہا کر عبادت میں مشغول ہونا، کسی سے کچھ نہ مانگنا، صبر و شکر سے خاموش رہنا، ان کا شیوہ ہے۔

واقعۂ وفات

منقول ہے کہ ایک جماعت شیعہ نے اکیس روز تک حضرت امام علی رضا رض کے دروازہ پر آپ کی مزاحمت کی، اور آپ کا پہلو توڑ ڈالا، اس پر آپ بیمار پڑے اور وفات پائی۔

وصایائے آخرین | آپ نے شیخ سِرّی سقطی رح کو وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں میرے پیراہن کو خیرات کر دینا، میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے برہنہ جاؤں جیسا کہ دنیا میں والدہ کے

ے نفحات الانس ص ۔ ے گلزار ابرار ۔ ے سفینۃ الاولیاء ۔ ے مسالک السالکین جلد اول ۔ ے فرات

والدہ کے پیٹ سے برہنہ آیا تھا۔[1]

شیخ سری سقطی رح فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تجھ کو خدا تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو اُس کو قسم دے کہ یارب بحق معروف کرخی رح کے میری حاجت روائی کر، فی الفور تیری حاجت پوری ہوگی۔[2]

تجہیز و تکفین جب آپ نے وفات پائی، ہر دین کے لوگ آپ پر دعوے کرنے لگے، جہود کہتے تھے کہ ہم آپ کا جنازہ اُٹھائیں گے اور ترسا کہتے تھے کہ ہم، اور مسلمان کہتے تھے کہ ہم۔ آپ کے خادم نے کہا کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ جو قوم زمین سے اٹھالیوے وہی میری تجہیز و تکفین کرے، اور میں اسی قوم سے ہوں، چنانچہ آپ کا جنازہ جہود و ترسا نے اٹھانا چاہا پر نہ اٹھا سکے، آخر مسلمانوں نے اٹھالیا، اور آپ کی تجہیز و تکفین عمل میں لائے۔[3]

واقعات بعد از وفات حضرت محمد بن الحسین رح کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، فرمایا بخش دیا۔ میں نے کہا زہد و ورع کی بدولت، فرمایا نہیں، بلکہ ایک بات کی برکت سے جو میں نے ابن سماک رح سے کوفہ میں سنی تھی، یعنی جو سب سے کنارہ کش ہو کر خدا کی طرف پھر جاتا ہے، خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس کی طرف پھرتا ہے، اور تمام خلائق کو اس کی طرف رجوع کر دیتا ہے، اس بات نے میرے دل پر اثر کیا، میں نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، اور سارے شغلوں سے دست بردار ہوا، سوائے خدمت حضرت امام علی رضا رض کے، اور میں نے اس بات کو ان سے بھی بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ اگر تو اس پر عمل کرے گا تو یہ تیرے واسطے کافی ہوگا۔[4]

تاریخ وفات حضرت شیخ معروف کرخی رح کی وفات بقول صاحب سفینۃ الاولیا و تاریخ الاولیا و مسالک السالکین و فتاوی برہنہ دفتر دوم بروز جمعہ دوسری محرم ۲۰۰ھ

[1] [illegible] ص ۱۲ [illegible]

[2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲

دو سو ہجری مطابق بارھویں اگست ۸۱۵ء آٹھ سو پندرہ عیسوی میں بعہد خلافت ابوالعباس عبداللہ المامون الرشید بن الہارون خلیفہ ہفتم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف محلہ کرخ میں ہے، گنبد بنا ہوا ہے پاس مسجد بھی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام فیوضہم

زعالم رفت چوں معروف کرخی — بفضل حق بجنت شد خراماں
وصالش جست نوشاہی عزیزا — ندا شد طیب محبوب سبحاں

منہ

رفت چوں پیر از جہاں طاہر — قلب معروف سال شد ظاہر

منہ

در جہاں رفت پیر ما چوں شاد — رحلتش گشت صوفی جواد

منہ

رفت در عدن سالک آزاد — سال ترحیل عابد حق یاد

منہ

زدنیا چو رفت عمدۂ اولیا — وصالش بخواں زبدۂ اصفیا

دیگر

از اسماء الحسنےٰ

اللہ صمد۔ اللہ وکیل — منعم — مھیمن مجیب — سمیع ودود — بدیع جامع۔ مالک
سمیع بدوح — ملک علی — سمیع ھادی — فصل ؟؟

فصل ہفتم

حالاتِ حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ سراج العالمین، تاج العارفین، رئیس المتعبدین، سلطان الموحدین مظہر الجلال والجمال، کاشف العلم والکمال، شیخ الشیوخ طریقت، اصل الاصول حقیقت، عجوبۂ رموز و اشارات، کوہِ حلم و ثبات، اہلِ تصوف کے امام، اوصافِ علم میں کامل، اندوہ و درد کے دریا، مروت و شفقت کے خزانہ تھے، آپ حضرت خواجہ شیخ معروف کرخیؒ کے مرید و خلیفہ اکبر و جانشین اعظم تھے۔

نام و نسب آپ کا اسم گرامی سَرِیّ بفتح سین مہملہ، وکسر رائے مہملہ، وتشدید یائے تحتانی بمعنی جواں مرد، کنیت ابوالحسن، لقب ضیاء الدین، اساس القضاء البرم عہ والد بزرگوار کا نام شیخ مُغَلّس، بضم میم، وفتح غین معجمہ، وتشدید لام مفتوحہ، وسکون سین مہملہ، بمعنی صبح کی نماز کو رات کے اندھیرے میں ادا کرنے والا۔

آپ سَقَطی مشہور تھے، بفتح سین مہملہ و فتح قاف، وکسر طائے مہملہ، وسکون یائے تحتانی یہ نسبت ہے سَقَط فروشی کے ساتھ، اور سَقَط متاعِ حقیر یعنی پرچون کو کہتے ہیں عہ

آپ کا وطنِ اقدس بغداد شریف تھا۔

واقعۂ توبہ آپ اوائل میں بغداد شریف کے بازار میں دوکان پر بیٹھ کر سقط فروشی کرتے تھے، ایک دن خواجہ حبیب راعیؒ آپ کی دکان کی طرف سے گذرے، آپ نے کچھ چیزان کے سامنے پیش کی کہ فقرا کو تقسیم کردیں، انہوں نے فرمایا خیراک اللہ اسی روز سے دنیا آپ کے دل پر سرد ہوگئی عہ

عہ خزینۃ الاصفیاء، عہ نفحات الانس، عہ تذکرۃ الاولیاء، عہ خزینۃ

ایسا ہی دوسرے دن حضرت شیخ معروف کرخی رح تشریف لائے، اُن کے ساتھ ایک یتیم لڑکا تھا، انہوں نے فرمایا اس یتیم کو کپڑے پہنا دے، آپ نے پہنا دیئے، تو انہوں نے دعا دی کہ خدا تعالیٰ تیرے دل پر دنیا کو دشمن کر دے، اور تجھے اس شغل سے راحت دے، ان کا فرمانا تھا کہ آپ یکبارگی دنیا سے متنفر اور فارغ ہو گئے، اور اس کی ذرہ بھر بھی الفت آپ کے دل میں نہ رہی۔[۱]

بیعت و خلافت | آپ نے حضرت خواجہ شیخ ابو المحفوظ معروف کرخی رح کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی، اور خرقہ خلافت و ارشاد حاصل کیا۔[۲]

بیعتِ روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضراتِ شیخین رضہ سے تھی۔[۳]

مشایخِ صحبت | آپ حضرت حارث بن الاسد المحاسبی رح اور حضرت بشر بن الحارث الحافی رح کے اقران سے تھے، اور شیخ ابو جعفر السماک رح اور شیخ الغریب احمد انداقی ابدال رح سے بھی فیض کامل پایا۔

تجارت | آپ کا دوکانداری کے وقت یہ دستور تھا کہ دس دینار پر آدھے دینار سے زیادہ نفع نہ لیتے تھے، ایک بار آپ نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے، اتفاق سے بادام گراں ہو گئے، دلال نے کہا کہ بادام بیچئے، فرمایا کس دام پر؟ اس نے کہا نوے دینار پر، فرمایا میرا عہد ہے کہ دس دینار پر آدھے دینار سے زیادہ نفع نہ لوں گا دلال نے کہا میں نقصان پر نہیں بیچ سکتا، آپ نے فرمایا میں بھی عہد نہیں توڑ سکتا، آخر کار نہ دلال نے کم پر بیچو لئے، اور نہ آپ نے زیادہ نفع لینا قبول کیا، وہ بادام یونہی پڑے رہے۔[۴]

خلوت در انجمن | آپ نے دکان پر پردہ ڈال رکھا تھا، وہاں ہر روز ایک ہزار رکعت نماز نفل

ك سفینۃ الاولیاء ۱۲ سه انوار معرفت ۱۲ سه نفحات الانس ۱۲ سه انوار معرفت ۱۲ سه مسالک السالکین جلد اول ۱۲ خزینۃ

نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز ایک شخص آیا اور پردہ اٹھا کر آپ کو سلام کیا، اور کہا فلاں بزرگ نے کوہِ لبنان سے آپ کو سلام بھیجا ہے، فرمایا وہ پہاڑ میں قیام پذیر ہوئے ہیں اس میں تو کوئی عمدگی نہیں، مرد وہ ہے کہ درمیان بازار کے بیٹھ کر خدا سے مشغول رہے اور ایک دم اُس سے غائب نہ ہو۔[۲]

ترکِ دنیا | ایک روز بغداد شریف کے بازار میں آگ لگی، تمام دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ آپ کی دُکان بھی انہیں دُکانوں میں تھی، کسی نے آپ کو خبر دی کہ آپ کی دکان نہیں جلی، آپ کی زبان سے نکل گیا الحمد للہ، پھر آپ نے کُل چیزیں جو دکان میں تھیں فقیروں کو خیرات کر دیں اور طریق تصوّف اختیار کیا۔[۳]

مجاہدہ | آپ کے برابر کسی نے ریاضت و مجاہدہ نہیں کیا، آپ فرماتے تھے کہ چالیس برس سے میرا نفس شہد کا آرزومند ہے، مگر میں نے اس کو نہیں دیا۔[۴]

انکسار | حضرت شیخ جنید بغدادی رح فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یا حضرت میں ایک جماعت کے ساتھ مخنثوں کی طرف گذرا، دل میں خیال آیا کہ خدا معلوم یہ کیسے جیتے ہیں، آپ نے فرمایا میرے دل میں کبھی ایسا خیال نہیں گذرا کہ مجھے عالم میں کسی آفریدہ پر بھی فضیلت ہے، میں نے عرض کیا کیا مخنثوں پر بھی نہیں، فرمایا ہرگز نہیں۔[۵]

تواضع | آپ فرماتے تھے کہ میں دن میں چند بار آئینہ دیکھتا ہوں کہ کہیں شامتِ اعمال سے میرا چہرہ سیاہ تو نہیں ہو گیا۔[۶]

ہمدردیِ خلائق | آپ فرماتے تھے میں چاہتا ہوں کہ ساری مخلوق کا رنج و غم میرے دل پر آجا دے کہ وہ سب رنج و غم سے فارغ ہو جائیں۔[۷]

باخلاص | آپ فرماتے تھے کہ اگر مسلمان بھائی میرے پاس آتا ہے اور میں اُس سے کچھ سلوک سے پیش آتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ میرا نام جریدۂ منافقاں میں کہیں نہ لکھ لیں۔[۸]

تذکرۃ الاولیاء

ملاقات اولیاء اللہ آپ نے چاہا کہ اولیاء اللہ کو دیکھیں، پس آپ نے ایک ولی اللہ کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا، سلام کیا اور پوچھا آپ کون ہیں، اس نے کہا ھُوْ، پھر آپ نے پوچھا کیا کرتے ہیں اس نے کہا ھُوْ، پھر پوچھا کیا کھاتے پیتے ہیں کہا ھُوْ، پھر فرمایا کیا تمہاری مراد اس لفظ سے خدا تعالیٰ ہے؛ اس نے جونہی یہ نام سنا تو ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی۔

تاثیر وعظ آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے بغداد میں کلام حقایق و توحید بیان فرمایا، ایک روز آپ وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص احمد بن یزید کاتب جو خلیفہ کے ندیموں میں سے تھا عمدہ بیش قیمت کپڑے پہنے ہوئے مع بہت سے غلاموں کے ادھر سے گذرا، اور غلاموں کو ٹھیرا کے مجلس وعظ میں داخل ہوا۔ آپ اس وقت فرما رہے تھے کہ اٹھارہ ہزار عالم میں آدمی سے زیادہ ضعیف کوئی نہیں، اور انواع خلق سے حق تعالیٰ کا کوئی اتنا نافرمان نہیں جتنا کہ آدمی باوجود اس ضعیفی کے ایسے عظیم و بزرگ حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، یہ بات مثل تیر کے احمد کی جان پر جالگی اور وہ اس قدر رویا کہ بیہوش ہوگیا، پھر اٹھا اور روتا ہوا اپنے گھر گیا، نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور نہ سویا اور نہ کسی سے کلام کیا، دوسرے روز پیادہ فقیری لباس پہنے ہوئے آپ کے پاس آیا اور کہا کہ دنیا میرے دل پر سرد ہوچکی ہے مجھے سالکوں کا طریقہ بتا دیجیے، آپ نے فرمایا سالکوں کے دو طریقے ہیں ایک عام دوسرا خاص، عام یہ ہے کہ پنجوقتہ نماز جماعت سے ادا کرے، اور اگر مال ہو تو زکوٰۃ دے، اور روزہ رمضان رکھے، اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کرے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرے، اور خاص یہ ہے کہ دنیا کو ٹھوکر مارے، اور اس کی آرائش کی طرف مطلق متوجہ نہ ہو، اور اگر ملے بھی تو اس کو قبول نہ کرے، اور دل خدا سے باندھے، اور اس کے غیر کو نظر انداز کرے، یہ سنکر اس نے کہا اے استاد میں نے طریقہ خاص اختیار کیا آپ

کیا۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ خیراً۔ چنانچہ وہ جنگل کو چلا گیا، اور واصلانِ حق سے ہو گیا۔

ایثار منقول ہے کہ جب آپ کو کوئی سلام کرتا تھا تو آپ عمداً ترش روئی کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے پوچھا کہ باوجود ایسی شفقت و عنایت کے کہ آپ کو سب کے ساتھ ہے ایسا کرنے میں کیا راز ہے؟ فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی سلام کرتا ہے تو سَو رحمتیں نازل ہوتی ہیں، نوّے اُس شخص کے واسطے جو تازہ رو ہوتا ہے۔ پس میری ترش روئی اس غرض سے ہے کہ نوّے رحمتیں اُسی سلام کرنے والے کے واسطے ہوں۔

مقاماتِ فقر

مقامِ محبت حضرت سیّد الطائفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ نے مجھ سے سوال کیا کہ محبت کیا ہے؟ میں نے کہا ایک جماعت نے کہا ہے کہ موافقت ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے کہ اشارت ہے، اور دوسروں نے اور بھی کچھ کہا ہے۔ یہ سنکر آپ نے اپنے ہاتھ کی کھال پکڑ کر کھینچی، ذرا بھی اوپر کو نہ اٹھی۔ فرمایا قسم ہے اس کی عزّت و جلال کی اگر میں کہوں کہ یہ کھال اس کی محبت و دوستی میں سوکھ گئی ہے تو میں راست کہتا ہوں گا یہ کہکر بیہوش ہو گئے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک مثل چاند کے دمکنے لگا۔ پھر فرمایا بندہ محبت میں اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی تیر یا شمشیر اس کو مارے تو بھی اس کو خبر نہ ہو۔ اور اس حال سے میرے دل میں کچھ خبر نہ تھی اس وقت تک کہ آشکارا ہوا۔

مقامِ عشقِ حقیقی حضرت سیّد الطائفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے، ہم کو کوئی وجہ بیماری کی معلوم نہ ہوتی تھی، میں آپ کا قارورہ شیشی میں ڈال کر ایک حکیم حاذق کے پاس لے گیا۔ وہ بڑی دیر تک اس کو دیکھتا رہا اور کہنے لگا کہ یہ قارورہ کسی عاشق کا ہے

[illegible]

میں یہ سنکر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور شیشی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ جب ہوش آنے پر میں آپ کی خدمت میں آیا تو سب حال عرض کیا۔ آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ واقعی وہ طبیب قارورہ کو خوب پہچانتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا قارورہ میں بھی عشق ظاہر ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔[1]

مقامِ صبر ایک بار آپ صبر کا ذکر کر رہے تھے کہ بچھو نے کئی ڈنک آپ کے جسمِ اطہر پر لگائے مگر آپ نے اُف تک نہ کی۔[2]

رُؤیتِ الٰہی آپ نے اپنے مرید سعید سیدالطائفہ حضرت جُنید رح کو فرمایا کہ وعظ کہا کرو انہوں نے آپ کی موجودگی میں اس کو خلافِ ادب جانا۔ اور وعظ سے تاخیر کی۔ رات کو خواب میں اُن کو حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے بھی وعظ کہنے کو فرمایا۔ جب صبح آپ کے پاس خواب بیان کرنے آئے تو آپ نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اب تو تم کو حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہوا۔ تم کو وعظ کہنا ضرور ہے۔ کیونکہ تیرا وعظ اہلِ عالم کی نجات کا سبب ہو گا۔ حضرت سیدالطائفہ نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ ہم کو حضرت فخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب باریتعالےٰ عزّاسمہٗ کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے فرمایا کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے تاکہ جُنید رح کو وعظ کہنے کا حکم فرما دیں۔[3]

مشاہدۂ جمالِ الٰہی و حضورِ ذاتِ اقدس آپ کو ذاتِ اقدس کا وصل بدرجۂ اتم جلال و جمال کے ساتھ حاصل ہوا۔[4]

حضرت سیدالطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میں ایک رات آپ کے پاس رہا۔ جب کچھ رات گئی مجھ سے فرمایا اے جُنید! ابھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے حضور میں بار دیا۔ اور فرمایا اے سِری

[1] ۔۔۔ [2] ۔۔۔ تذکرۃ الاولیاء [3] ۔۔۔ [4] ۔۔۔

اے سَرِیؒ میں نے جب خلق کو پیدا کیا، انہوں نے میری محبت کا دعوٰی کیا، پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا تو نو حصے مجھ سے بھاگ گئے دسواں حصہ باقی رہ گیا، پھر میں نے جنت کو پیدا کیا تو اُس میں سے بھی نو حصے بھاگ گئے دسواں حصہ باقی رہا، پھر میں نے ذرّہ بھر بلا نازل کی تو اس میں سے بھی نو حصے بھاگ گئے دسواں حصہ باقی رہا، پھر میں نے اُن سے کہا کہ تم نے نہ دنیا کا ارادہ کیا، نہ آخرت کی رغبت کی، نہ بلا سے بھاگے، اب تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم جو کچھ چاہتے ہیں تو اس کو خوب جانتا ہے، میں نے کہا اب میں تم پر ایسی بلا نازل کروں گا جس کی تمہیں برداشت نہ ہو گی، اور نہ اس کو سخت پہاڑ اٹھا سکیں گے، کیا تم اس کے لئے ثابت قدم رہو گے؟ انہوں نے کہا کیا تو اس کا کرنے والا ہمارے ساتھ نہیں ہے؟ ہم تیرے ساتھ راضی ہیں، تجھ میں تحمل کریں گے، تیرے لئے اٹھا دیں گے، اور جس کو پہاڑ نہیں اٹھا سکتے اس کی برداشت کریں گے، میں نے ان سے کہا کہ تم میرے سچے بندے ہو عہ

کرامات

کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ آپ سے ستر خوارق ظہور میں آئے۔ ازانجملہ۔

استجابتِ دُعا ایک شخص تیس برس سے مجاہدہ میں مشغول تھا، لوگوں نے پوچھا یہ تم کو کس طرح حاصل ہُوا، کہا حضرت سَرِی سقطیؒ کی دعا سے، پوچھا کس طرح، اس نے کہا میں ایک روز ان کے دروازہ پر گیا اور دستک دی، انہوں نے اندر سے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا آشنا، فرمایا اگر آشنا ہوتا تو مشغول ہوتا، تجھے میری پروا نہ ہوتی، پھر آپ نے فرمایا یا اِلٰہ العالمین! اس کو اپنے ساتھ مشغول کر ایسا کہ اس کو کسی کی پروا نہ رہے، بس اسی دم کوئی چیز میرے سینہ میں داخل ہوئی، اور میرا کام اس درجہ کو پہنچا عہ

عہ مسالک السالکین جلد اول عہ تذکرہ ص ۱۵۱ خزینہ

آپ فرماتے تھے کہ جب میں خبر پاتا ہوں کہ لوگ میرے پاس آرہے ہیں کہ مجھ سے علم سیکھیں میں دعا مانگتا ہوں کہ الٰہی تو ان کو ایسا علم عطا کر کہ یہ اس میں مشغول ہو جائیں تاکہ میں ان کے کام نہ آؤں، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے پاس آویں۔

حج کی دعا شیخ علی بن عبدالحمید الغضایری رح کہتے ہیں کہ آپ نے میرے لئے دعا فرمائی اس کی برکت سے حق تعالیٰ نے مجھے چالیس حج پاپیادہ روزی کئے، جو میں حلب سے جاکر کرتا رہا۔

پری کا پگھل جانا حضرت سیدالطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کے پاس گیا، آپ کو متغیر دیکھ کر پوچھا کہ کیا ہوا، فرمایا پریوں میں سے ایک جوان میرے پاس آیا اور پوچھا حیا کس کو کہتے ہیں، میں نے اس کا جواب دیا، وہ پانی ہو گیا جو تم دیکھتے ہو، میں نے جب دیکھا تو واقعی پری پانی ہو گیا تھا۔

رویت حور حضرت سیدالطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں، میں نے پوچھا کیوں روتے ہیں، فرمایا ایک لڑکے نے میرا کوزہ پانی ٹھنڈا کرنے کو لٹکا دیا، اتنے میں میری آنکھ لگ گئی، تو میں نے ایک حور کو دیکھا، پوچھا تو کس کی مملوکہ ہے، اس نے کہا اس شخص کی جس کا کوزہ پانی ٹھنڈا کرنے کو نہ لٹکایا جائے، اور پھر میرے کوزہ کو زمین پر پٹک دیا کہ وہ چور چور ہو گیا، حضرت جنید رح فرماتے ہیں کہ میں نے کوزہ کے ٹکڑے دیکھے کہ پڑے تھے۔

مکاشفہ حضرت سیدالطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز مسجد شونیزیہ کے دروازہ پر ابلیس کو دیکھا، پوچھا تجھے فقیروں پر قدرت ہے یا نہیں، اس نے کہا نہیں کیونکہ جب میں ان کو دنیا میں پھنسانا چاہتا ہوں تو وہ آخرت کی طرف بھاگتے ہیں، اور جب میں ان کو آخرت میں گرفتار کرنا چاہتا ہوں تو وہ مولے کی طرف بھاگ جاتے ہیں، اور مجھکو وہاں راہ نہیں،

ے تذکرۃ الاولیاء ۱۲ ے نفحات الانس ۱۲ ے مسالک السالکین جلد اول ۱۲ ے تذ

راہ نہیں، ہاں سماع و وجد کے وقت میں اُن کو دیکھتا ہوں کہ ان کا نالہ کہاں سے ہے

عہ یہ کہا اور غائب ہو گیا، جب میں مسجد میں داخل ہُوا تو حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو سر بزانو بیٹھے دیکھا، آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا وہ دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کو زیادہ عزیز ہیں اس سے کہ جبرئیل علیہ السلام کو دکھاوے چہ جائیکہ ابلیس لعین کو عسہ

خادمۂ غیبی | ایک بار آپ کی بہن نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیویں تو میں آپ کا حجرہ صاف کر جایا کروں، آپ نے فرمایا میری زندگی صفائی کی اجازت دینے کے لئے نہیں ہے، کچھ دنوں کے بعد آپ کی بہن پھر آئیں تو دیکھا کہ ایک عورت جھاڑو دے رہی ہے، انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے تو اجازت نہ دی تھی، فرمایا میں نے اِس کو بھی اجازت نہیں دی، اِسے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے سہ

عملیات

برائے حصولِ حکومت | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسمِ جمالی ہر نماز کے بعد پچاس بار پڑھے، خدا تعالیٰ اُس کو بادشاہی دیتا ہے، اور وہ شخص دنیا میں کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا، اسمِ جمالی یہ ہے۔ یا مَلِکُ اجب یا اسرافیل یا حولا تیل بحق یا مَلِکُ للعہ

برائے مہربانیٔ حق تعالیٰ | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روز یکشنبہ کو یہ تیرہواں اسم نوّے بار پڑھے اللہ تعالیٰ اُس پر مہربان ہو جاوے گا، اور جو کچھ خدا سے چاہے گا پائے گا۔ تیرہواں اسم یہ ہے یا کریم انت الذی تکرم الانسان علی سائر الحیوان بعنایتہ سہ

مکتوبات

حضرت سیّد الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا، آپ نے

عہ مسالک السالکین جلد اوّل ۱۲ عسہ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ سہ جواہر الاولیا جوہر دوم ۱۲ للعہ ایضاً جوہر پنجم ۱۲ شرافت۔

مجھے ایک کام بتایا۔ میں نے فوراً وہ کام کر دیا، اور آپ کے سامنے ہوا، آپ نے ایک پرچہ کاغذ مجھے عطا فرمایا جس پر یہ لکھا تھا۔ ؎

سمعت حادیًا یحدو فی البادیۃ ۔۔۔ یقول ابکی وما یدریك ما یبکینی

ابکی حذارًا ان تفارقنی ۔۔۔ وتقطعی حبلی و تھجرینی

یعنی میں نے جنگل میں اونٹ والے کو گیت گاتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میں رو رہا ہوں اور تجھے کیا معلوم کہ مجھے کیا چیز رُلا رہی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھے چھوڑ دے۔ ؎

کلماتِ طیبات

شعر خوانی بعض صالحین کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ ایک کپڑے سے اپنا گھر جھاڑ رہے ہیں اور یہ اشعار پڑھتے جاتے ہیں۔

ومارمت الدخول علیہ حتیٰ ۔۔۔ حللت محلۃ العبد الذلیل

واغمضت الجفون علی قذاھا ۔۔۔ وصنت انفس عن قال وقیل ؎

حضرت سیدالطائفہؒ نے ایک روز آپ کو دیکھا کہ یہ شعر پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔

لا فی النھار ولا فی اللیل لی فرج ۔۔۔ فلا ابالی اطال اللیل ام قصر ؎

مناجات آپ مناجات میں فرماتے تھے۔ الٰہی تیری عظمت نے مجھے تیری مناجات سے باز رکھا، اور تیری معرفت نے مجھ کو تیری اُنسیت عطا کی، اور اگر تو نے خود نہ فرمایا ہوتا کہ مجھ کو زبان سے یاد کرو تو میں ہرگز زبان سے تیری یاد نہ کرتا، کیونکہ زبان تیری یاد کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو زبان لہو بازی سے آلودہ ہے وہ زبان تیرے ذکر میں کیسے کھولی جا سکتی ہے۔ ؎

ؕ نفحات الانس، ؕ مسالک السالکین جلد اول، ؕ نفحات الانس، ؕ تذکرۃ الاولیاء، ؕ شرف

دُنیا۔ فرمایا

دنیا ۔ فرمایا۔ دنیا بالکل فضول ہے مگر پانچ چیزیں ۔ روٹی کہ جان بچاوے ، پانی کہ پیاس بجھاوے ، کپڑا کہ سِتر چھپاوے ، گھر جو رہنے کے کام آوے ، علم جس سے تو کام چلاوے ۔

فرمایا ۔ تیس برس ہوگئے کہ میں ایک الحمد کہنے پر استغفار کہہ رہا ہوں ، لوگوں نے پوچھا کس طرح ، فرمایا جس روز بغداد کے بازار میں آگ لگی تھی ایک شخص نے آکر مجھ سے کہا کہ آپ کی دکان نہیں جلی ہے میں نے کہا الحمد للہ ، پس اس شرم سے کہ میں نے اپنی بھلائی کو مسلمان بھائیوں کی بھلائی پر ترجیح دی ، اور دنیا کی سلامتی پر الحمد للہ کہا استغفار کرتا ہوں ۔

عزلت ۔ فرمایا ۔ جس کو اپنے دین کی سلامتی ، اور اپنی جان و تن کی راحت ، اور اپنے رنج و غم کی کمی منظور ہو ، اس کو چاہیئے کہ خلق سے گوشہ گزینی کرے ، کیونکہ اب زمانہ عزلت و تنہائی کا ہے ۔

تکبر ۔ فرمایا ۔ معصیت شہوت کی بخشش کی امید ہے ، اور معصیت کبر و نخوت کی نہیں ، معصیت آدمؑ کی از راہِ شہوت تھی ، اور معصیت ابلیس کی از راہِ کبر و نخوت ۔

خوف ۔ فرمایا اگر کوئی ایسے باغ میں جاوے جہاں بہت سے درخت ہوں ، اور ہر ایک درخت پر ایک مرغ بیٹھا ہوا خوش الحانی سے کہہ رہا ہو السلام علیک یا ولی اللہ اور وہ نہ ڈرے کہ یہ مکر یا استدراج ہے تو اس سے ڈرنا چاہیئے ۔

استدراج ۔ فرمایا ۔ علامت استدراج کی کوری ہے عیوب نفس سے ۔

مکر ۔ فرمایا ۔ مکر ایک قولِ بے عمل ہے ۔

ادب ۔ فرمایا ۔ ادب دل کا ترجمان ہے ۔

فرمایا جو اپنے ادبِ نفس سے عاجز ہے ، وہ ادبِ غیر سے ہزار درجہ عاجز ہے ۔

قول و فعل ۔ فرمایا ۔ ایسے بہت لوگ ہیں جن کی گفتار موافق کردار کے نہیں ، اور تھوڑے

ہیں جن کی گفتار موافق کردار کے ہے۔

قدرِ نعمت۔ فرمایا۔ جو قدرِ نعمت نہ پہچانے گا اُس کو زوال آئے گا، وہاں سے کہ وہ نہ جانے گا۔

اطاعت۔ فرمایا۔ جو اپنے قوی کا مطیع ہے اُس کے زبردست مطیع ہوں گے۔

قلب۔ فرمایا۔ زبان دل کی ترجمان ہے، اور چہرہ دل کا آئینہ، کیونکہ دل کی حالت زبان اور چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

فرمایا۔ دل تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک مثل پہاڑ کے کہ کسی کے ہلائے نہیں ہلتا، اور دوسرا مثل بیخ درخت کے کہ ہوا سے کبھی کچھ ہل جاتا ہے۔ تیسرا مثل پَرِ مرغ کے کہ ادنیٰ ہوا سے اُڑ جاتا ہے۔

فرمایا۔ دل ابرار کے معلق بخاتمت، اور دل مقربین کے معلق بسابقت ہیں، اس لئے کہ دل ابرار کے نعمت کے خیال میں ہیں، اور نظر مقربین کی ازل پر ہے۔

فرمایا۔ حیا اور اُنس دِل کے دروازہ پر آتے ہیں، اگر اس میں زُہد و پرہیزگاری پاتے ہیں قیام کرتے ہیں، ورنہ لَوٹ جاتے ہیں۔

فرمایا۔ پانچ چیزیں ہیں جو دل میں قرار نہیں پکڑتیں اگر دل میں کوئی دوسری چیز ہو، خوف رجا، محبت، حیا، اُنس۔

قُرب۔ فرمایا۔ مقدار ہر مرد کی اپنے فہم میں بمقدار اُس کے قرب حق کے ہے۔

فہیم۔ فرمایا فہیم ترین خلق وہ ہے جو قرآن کے اسرار سمجھتا ہے، اور اس میں غور وفکر کرتا ہے۔

سابق۔ فرمایا۔ سابق ترین خلق وہ ہے کہ حق پر صبر کر سکے۔

اولیاء۔ فرمایا۔ قیامت میں امتوں کو انبیاء علیہم السلام کے نام سے پکاریں گے، اور

اولیاء کو

اولیاء کو خدا کے نام سے۔

شوق۔ فرمایا شوق برترین مقام عارفوں کا ہے۔

عارف۔ فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ کھانا اُس کا مثل کھانے بیماروں کے ہو، اور سونا اُس کا مثل سونے مارگزیدہ کے ہو، اور عیش اُس کا مثل اُس کے جو ڈوب رہا ہو۔

فرمایا۔ عارف آفتاب صفت ہے کہ سب پر چمکتا ہے۔ اور زمین شکل ہے کہ سب کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اور آب نہاد ہے کہ زندگانی دلوں کی اس پر منحصر ہے، اور آتش رنگ ہے کہ عالم اس سے روشن ہوتا ہے۔

تصوّف۔ فرمایا۔ تصوّف تین معنوں کا نام ہے۔ ایک یہ کہ اس کی معرفت اس کے نور ورع کو نہ ڈھانپے، دوسرے یہ کہ علم باطن میں کچھ تصرّف نہ کرے جو نقیض ظاہر کتاب ہو، تیسرے یہ کہ اس کی کرامت لوگوں کو حرام سے باز رکھے۔

ذکر۔ فرمایا۔ بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے بندے میرے! جب میرا ذکر تجھ پر غالب آتا ہے تو میں تیرا عاشق بن جاتا ہوں۔

زہد۔ فرمایا۔ علامت زہد کی یہ ہے کہ نفس طلب سے باز رہے، اور اس قدر پر قناعت کرے جس سے بھوکھ مٹے، اور اس قدر پر راضی رہے جس سے ستر چھپے، اور فضول سے نفور رہے، اور خلق کو دل سے دور کرے۔

فرمایا۔ سرمایہ عبادت کا زہد ہے دنیا میں، اور سرمایہ فتوّت کا روگردانی ہے دنیا سے۔

فرمایا۔ عیش زاہد پر خوش نہیں کہ وہ اپنے ساتھ مشغول ہو، اور عیش عارف پر خوش ہے جب وہ اپنے سے معزول ہو۔

فرمایا۔ میں نے سارے کام زہد کے اختیار کئے، اور جو کچھ چاہا ان سے حاصل کیا مگر زہد ہاتھ نہ آیا۔

ریا۔ فرمایا۔ جو شخص خلق میں اپنے کو ایسا ظاہر کرے جیسا کہ وہ نہیں ہے وہ حق تعالیٰ کی نظر سے گر جائے گا۔

اختلاط۔ فرمایا۔ جس کو لوگوں کے ساتھ بہت آمیزش ہے اس میں صدق کی کمی ہے۔

حُسنِ خُلق۔ فرمایا۔ حسن خلق یہ ہے کہ تو کسی کو نہ ستاوے بلکہ سب کا رنج بلا کینہ مکافات سہے، کسی سے شک و گمان پر قطع نہ کرے، اور اس کی صحبت سے دستکش نہ ہو۔

قوّت۔ فرمایا۔ قوی ترین قوت یہ ہے کہ اپنے نفس پر غالب آوے۔

فرمایا۔ قوی ترین خلق یہ ہے کہ اپنے غصہ پر غالب آوے۔

اجتناب از گناہ۔ فرمایا۔ گناہ سے باز رہنے کے تین سبب ہیں، ایک خوف دوزخ دوسرے رغبتِ بہشت، تیسرے شرمِ خدا۔

کمال۔ فرمایا۔ بندہ کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے دین کو شہوات پر ترجیح نہیں دیتا۔[1]

نصائح۔ فرمایا۔ اے جوانو کام میں جوانی کرو بیشتر اس کے کہ تم بڑھاپے کو پہنچو، اور ضعیف و کمزور ہو جاؤ، اور تقصیر میں رہو۔

فرمایا۔ دور رہو تونگر ہمسایوں، اور بازاری قاریوں، اور امراء کے عالموں سے۔[2]

مُعترفینِ کمال

۱۔ حضرت سید الطائفہ رحہ نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی کو عبادت و ریاضت میں کامل تر شیخ سری سقطی رح سے نہیں دیکھا، ستر برس گذر گئے کہ آپ نے پہلو زمین پر نہ لگائے مگر مرض موت میں۔[3]

۲۔ حضرت سید الطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میرے پیر شیخ سری سقطی رح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کے پیرو تھے۔

۳۔ حضرت [illegible]

[1] تذکرۃ الاولیاء۔ سالک السالکین جلد اول [2] نفحات الانس [3] تذکرۃ الاولیاء مترجم۔

۳۔ حضرت بشر حافی رح فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت شیخ سری سقطی رح کے کسی سے سوال نہ کرتا تھا، اس لئے کہ میں آپ کے زہد سے واقف تھا، اور جانتا تھا کہ جب آپ کے ہاتھ سے کوئی چیز باہر جاتی ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں۔

۴۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ رح کو دیکھا ہے مگر کسی کو حضرت شیخ سری سقطی رح کے برابر اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفیق نہیں پایا۔

۵۔ حضرت ابوالقاسم قشیری رح نے بیان کیا ہے کہ ابوالحسین سری سقطی رح جنید رح کے ماموں اور استاد تھے، اور معروف کرخی رح کے شاگرد، ورع اور مقامات عالیہ اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔

خلفائے کرام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کا ایک، اور خلیفہ اصغر دو، اور صاحب مجاز نشر تھے۔

(۱) سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رح

ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت شیخ ابوسعید احمد بن عیسےٰ خراز رح

بغدادی الاصل تھے۔ صوفیہ کی محبت سے مصر گئے۔ مکہ مکرمہ میں بھی مجاور رہے، امام وقت شیخ زمانہ تھے، محمد بن منصور طوسی رح، ذوالنون مصری رح، ابو عبید اللہ بسری رح، بشر حافی رح، حضرت سید الطائفہ رح سے بھی صحبت رہی، معاصرین مشائخ ان کو قمر الصوفیہ کہتے تھے، سب سے پہلے علم فنا و بقا میں انہیں نے کلام کیا ہے۔

ایک دن مسجد الحرام میں بیٹھے تھے، ایک شخص آسمان سے اترا اور پوچھا دوستی کی علامت

اور صدق کیا ہے؟ فرمایا وفاداری، اس نے کہا صَدَقْتَ، تصوف میں چار سو کتاب تصنیف کی ہیں

طریقہ خرازیہ انہیں کی طرف منسوب ہے، فرمایا ہے ریاء العارفین خیرٌ من اخلاص المریدین، ان کے اشعار یہ ہیں۔ ـــہ

الوجد یطرب مَن فی الوجد راحتہٗ — والوجد عند وجود الحق مفقودٗ

قد کان یُطربنی وجدی فاذھلنی — عن رؤیۃ الوجد مَن بالوجد مقصودٗ

۲۸۶ھ میں انتقال کیا، مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

ان کے دو مرید اکابر وقت سے تھے ابوبکر محمد بن عبداللہ شقاق رح اور ابوشعیب صالح المقنع مصری رح

(۳) حضرت شیخ ابوحمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رح

عیسےٰ بن ابان رح کی اولاد سے تھے، بشر حافی رح سے بھی صحبت رکھی، ابوبکر کتانی رح اور خیر نساج رح ان سے حدیث روایت کرتے ہیں، فرمایا ہے محبت الفقر شدیدٌ ولا یصبر علیہ الا صدیق۔ اور فرمایا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واعرض عن الجاھلین (الاعراف۔ ع ۲۴) اور نفس جاہل ترین جاہلاں ہے، اس لئے اس سے اعراض سزاوار تر ہے۔

۲۸۹ھ میں انتقال کیا۔

(۴) حضرت شیخ ابو احمد مُصعَب بن احمد بن مُصعَب القلانسی البغدادی رح

مروی الاصل تھے، قدمائے مشائخ سے صوفی اور زاہد کے نام سے مشہور تھے، حضرت سید الطائفہ رح اور رویم رح سے بھی صحبت رہی، ۲۹۰ھ کا حج کرکے جلدی ہی انتقال کیا۔ مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

(۵) حضرت شیخ ابوالحسن احمد بن محمد نوری بغوی رح

بغداد میں

بغداد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بغشور کے تھے، اس لئے یہ ابن البغوی بھی کہے جاتے
ہیں، محمد بن علی قصاب رحمۃ اور احمد بن ابی الحواری رحمۃ سے بھی صحبت رکھی، مشائخ وقت
ان کو امیر القلوب کہتے تھے۔

جب یہ کلام کرتے تو ان کے منہ سے ایسا نور ظاہر ہوتا کہ رات کے وقت تمام گھر روشن
ہو جاتا، اسی لئے لوگ ان کو نوری کہتے تھے۔

سلسلہ نوریہ انہیں کی طرف منسوب ہے، فرمایا ہے اذا استتر الحق عن احد لم
یھدہ استدلال ولا خبر۔ اور فرمایا ہے نظرت یوماً الی النور فلم ازل انظر
الیہ حتی صرت ذالک النور۔ جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت سید الطائفہ رحمۃ نے
فرمایا ذھب نصف ھذا العلم بموت النوری۔ ۲۹۵ھ میں انتقال کیا۔

ان کے سلسلہ میں سید ابراہیم برہان الدین رسوقی رحمۃ مقتدائے سلسلہ رسوقیہ مشہور بزرگ
گذرے ہیں، وہ مرید شیخ شریف عبد السلام بن شیث رحمۃ کے، وہ مرید شیخ ابو القرائے
مغربی رحمۃ کے، وہ مرید شیخ ابو ایوب سلوریہ رحمۃ کے، وہ مرید شیخ عبد الجلیل تلمسانی رحمۃ کے،
وہ مرید شیخ ابو الفضل جوہری رحمۃ کے، وہ مرید شیخ ابو عبد اللہ حسین جوہری رحمۃ کے،
وہ مرید شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ کے رضوان اللہ علیہم۔

(۶) حضرت شیخ ابو الحسن سمنون بن حمزۃ المحب الکذاب رحمۃ

محمد بن علی قصاب رحمۃ اور ابو احمد قلانسی رحمۃ سے بھی صحبت رکھتے۔ اپنے آپ کو کذاب
مشہور کر رکھا تھا لیکن مشائخ رحمۃ نے ان کو امام المحبت کہا ہے، ہر دن رات میں
پانسو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

ایک شخص نے بغداد میں چالیس ہزار درم صدقہ دیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم کو صدقہ کی
طاقت نہیں اس لئے ہر درم کے بدلے ایک رکعت ادا کرتے ہیں، پھر چالیس ہزار رکعت

نوافل ادا کئے۔

ایک روز بیت الحرام میں وعظ کر رہے تھے۔ سامعین کی توجہ نہ تھی، قندیلوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے محبت کی بات کہہ رہا ہوں، وہ تمام رقص کرنے لگیں اور ایک دوسری سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں۔

ایک روز کنارہ دجلہ پر ایک چھڑی اپنی ران پر مار رہے تھے، لہو جاری تھا اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ؎

کان لی قلب اعیش بہٖ	ضاع منّی فی تقلّبہٖ
ربّ فارددہ علیّ فقد	ضاق صدری فی تطلّبہٖ
واغث مادام بی رمق	یا غیاث المستغیث بہٖ

فرمایا ہے اوّل وصال العبد للحق ھجرانہٗ لنفسہٖ واوّل ھجران العبد للحق مواصلتہٗ لنفسہٖ۔ ۲۹۸ھ میں انتقال کیا۔

(۷) حضرت شیخ ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق بغدادی رح

اہل طوس سے تھے، بغداد میں سکونت رکھی، حارث محاسبی رح اور محمد بن منصور اور محمد بن حسین البرجلانی رح سے بھی صحبت رکھتے، اجلہ مشائخ قوم سے تھے، مقام قطبیت حاصل تھا۔

فرمایا ہے من ترک اللہ بیدِ عاش فی راحۃ۔ تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا خلو الاسرار مما منہ بُدّ وتعلقھا بما لیس منہ بُدّ۔ ۲۹۹ھ میں انتقال کیا، قبر بغداد میں ہے۔

(۸) حضرت شیخ ابو الحسن محمد خیر بن اسمٰعیل نسّاج رح

اہل سامرہ سے تھے، بغداد میں سکونت رکھی، ابو حمزہ بغدادی رح سے بھی صحبت

روزانہ

نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ سے خزینۃ الاصفیا جلد دوم ۱۲ سے نفحات الانس ۱۲ شرازت۔

روزانہ دریائے دجلہ پر جاکر عبادت کیا کرتے، بوقتِ عبادت مچھلیاں آپ کے پاس جمع ہوجایا کرتیں، اور دریائی تحفے لاتیں۔ عہ

ابوالحسین مالکی رح کہتے ہیں کہ ان کی وفات کے وقت میں حاضر تھا، ان کو غشی ہوئی جب ہوش آئی تو آنکھ کھولی، فرشتۂ موت نظر پڑا، اُس کو کہا قِف عافاكَ اللهُ۔ پھر وضو کرکے نمازِ شام ادا کی اور فوت ہوئے، وفات کے بعد کسی کو خواب میں ملے اُس نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا لا تسألنی عن هٰذا ولكن استرحت من دنیاکم القذرة۔ حضرت سیدالطائفہ رح ان کے متعلق فرمایا کرتے خَیرُنَا خَیرُنَا۔ انہوں نے بعمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ۳۲۲ھ میں انتقال کیا۔ عہ

(۹) حضرت شیخ ابو علی حسن بن علی المَسُوحی رح

کبار اصحابِ شیخ سری سقطی رح سے تھے، حضرت سید الطائفہ رح فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے اُنس کے متعلق پوچھا تو فرمایا۔ ويحكَ لو مات من تحت السماء ما استوحشتُ۔

(۱۰) حضرت شیخ ابو علی احمد بن ابراہیم المَسُوحی رح

بغداد کے اجلہ مشائخ سے تھے، حسن مسوحی رح سے بھی فیض پایا، ہمیشہ ایک پیراہن اور چادر و جوتی سے بغیر کسی اور زاد و راحلہ کے حج کیا کرتے، اور ایک سیب شامی کوزہ میں رکھ لیتے، اس کی خوشبو سونگھ کر گذارہ کرتے، اسی طرح بغداد سے مکہ پہنچ جاتے، فرمایا ہے مَن فُتِحَ لہ شئ من غیر مسئلۃ فردّہ وھو محتاج الیہ اَحوَجَہ اللہ الی ان یاخذ مثلہ بمسئلۃ۔ عہ

(۱۱) حضرت شیخ احمد بن ابی الورد رح

عراق کے بزرگ مشائخ سے تھے، حارث محاسبی رح و بشر حافی رح و ابوالفتح حمال رح سے بھی صحبت رکھی، فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جب ولی کے لئے تین چیزیں بڑھاتا ہے

تو وہ بھی تین چیزیں بڑھاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ جاہ و مرتبہ کو زیادہ کرتا ہے تو وہ فروتنی و تواضع کو زیادہ کرتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ مال کو زیادہ کرتا ہے تو وہ سخاوت کو زیادہ کرتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ عمر کو زیادہ کرتا ہے تو وہ اجتہاد و عبادت کو زیادہ کرتا ہے۔

(۱۲) حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن ابی الورد رح

مشہور مشائخ عراق سے تھے، احمد بن ابی الورد رح کے حقیقی بھائی ہیں، ان سے وَلی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا من یوالی اولیاء اللہ ویعادی اعداءہ۔ فرمایا ہے لوگوں کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے، فرضوں کو ترک کر کے نفلوں میں شاغل ہونا، اور جوارح سے عمل کرنا جس میں دل موافق نہ ہو، اور فرمایا ہے فقراء کے آداب سے ہے کہ دنیا داروں کو ملامت و سرزنش نہ کریں، بلکہ ان پر رحمت و شفقت کریں، اور ان کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو دنیا سے خلاصی دیوے۔

(۱۳) حضرت شیخ احمد بن یزید کاتب رح

خلیفہ وقت کے مصاحبانِ خاص سے تھے، حضرت شیخ سری سقطی رح کے تاثیر کلام سے دنیا کو ترک کر دیا اور جنگل کو نکل گئے، خدا کے سوا کسی سے کام نہ تھا، وفات کے وقت حضرت شیخ رح کو پیغام بھیجا، وہ تشریف لائے، تو یہ قبرستان میں خاک پر لیٹے ہوئے آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے لمثل ھذا فلیعمل العملون (الصّٰفّٰت ع ۲) حضرت شیخ رح نے ان کا سر اٹھا کر گود میں رکھ لیا، انہوں نے اسی حال میں انتقال کیا، دیکھا گیا تو آبادی کی طرف سے بے شمار مخلوق آرہی تھی، سب نے کہا کہ ہم نے آسمان سے ندا سنی ہے کہ جس نے ہمارے ولی کا جنازہ پڑھنا ہو وہ مقبرہ شونیزیہ میں جائے۔ چنانچہ وہیں مدفون ہوئے۔

(۱۴) حضرت

(۱۴) حضرت شیخ سلیمان بن مسعود العمری رح

حضرت عمر فاروقِ اعظم رض کی اولاد امجاد سے تھے ۔ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے ، بغداد کہنہ میں حضرت شیخ سری سقطی رح سے خلافت پائی ۔

ان کی اولاد سے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی رح اور حضرت شیخ احمد سرہندی رح جیسے اکابر اولیاء اللہ گذرے ہیں ۔

(۱۵) حضرت اُمّ محمد رح

عارفاتِ کاملات سے تھیں ، ان کا لڑکا محمد نام ایک معلم کے پاس پڑھتا تھا ، ایک دن اُستاد نے اُسے چکی پیسنے بھیجا تو وہ ندی میں ڈوب کر مرگیا ، ان کو خبر لگی تو کنارہ دریا پر جاکر آواز دی اے محمد ! وہ اسی وقت زندہ ہوکر باہر چلا آیا ۔

سلسلہ سقطیہ | آپ سے جو سلسلہ فقر چلا اُس کا نام صنفِ فقرا میں سقطیہ کہا جاتا ہے ۔

تاریخ الاولیا میں ہے کہ سلسلہ سقطیہ کے درویش صائم الدہر و قائم اللیل ہمیشہ خلوت میں رہتے ہیں ، اور بعد تین روز کے افطار کرتے ہیں ۔

واقعہ وفات

حضرت سید الطائفہ رح فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ بغداد میں مروں اس خوف سے کہ زمین مجھے قبول نہ کرے گی ، اور میں رسوا ہوں گا ۔

آپ بیمار ہوئے تو حضرت سید الطائفہ رح آپ کو پنکھا جھل رہے تھے ، آپ نے فرمایا اے جنید ! اس کو رکھدو ، کیونکہ آگ ہوا سے تیز ہوتی اور بھڑکتی ہے ، حضرت سید الطائفہ رح نے پوچھا آپ کس طرح ہیں ؟ فرمایا عبداً مملوکاً لا یقدر علی شیءٍ (النحل

(۱۰ ...) سے

سے تحفہ ۲ سے نفحات الانس ۲ سے تذکرۃ الاولیاء ۲ سے خزینۃ ۔

آخری وصیت | حضرت سیّد الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کچھ وصیت فرمائیے، آپ نے فرمایا اے جنید! خلق کی صحبت کے باعث حق تعالیٰ کی صحبت سے غافل و محروم مت ہونا۔

کلماتِ شوقِ وصال | حضرت عبداللہ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر تھا، اور آپ کی جان نکل رہی تھی، آپ نے میری طرف دیکھا تو میں رو رہا تھا۔ فرمایا اے ابو محمد! تو کیوں روتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کا حال دیکھ کر روتا ہوں، فرمایا تو مت رو، اس لئے کہ میں نے اپنا حساب اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھا ہے۔ بیس برس تک تو میں نے اس کو ڈھونڈا یہاں تک کہ میں نے اس کو پایا جب اس کو پایا تو اس نے مجھ سے خدمت چاہی۔ پس بیس برس تک میں نے اس کی خدمت کی، پھر اس نے مجھے رُلایا تو بیس برس تک میں اس پر رویا، پھر اس نے مجھے مشتاق کیا تو بیس برس تک اس کی طرف مشتاق رہا، پھر اس نے مجھے فنا کیا تو بیس برس تک اس میں فانی رہا، اور اب میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس کو دیکھوں، فابقی لہٗ وبہٖ ومعہٗ اے ابو محمد! اب تجھے چاہیئے کہ مجھے مبارک باد دے، پھر آپ نے وفات پائی۔[1]

تاریخِ وفات | حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بقولِ صاحبِ نفحات الانس و سفینۃ الاولیا و تاریخ الاولیا و مسالک السالکین جلد اول بوقتِ صبح بروز سہ شنبہ* بتاریخ تیسری رمضان المبارک ۲۵۳ھ دو سو ترپن ہجری مطابق ۸۶۷ء آٹھ سو سڑسٹھ عیسوی میں بعہد خلافت المعتز باللہ بن المتوکل خلیفہ سیزدہم[13] عباسی کے ہوئی۔

مدفنِ پاک | آپ کا مزارِ پُرانوار بغداد شریف کہنہ گورستانِ شونیزیہ میں ہے۔ پاس مسجد بھی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعۂ تاریخ

۱ تذکرۃ الاولیاء، ۲ مسالک السالکین جلد اول، ۳ سفینۃ الاولیاء، * تقویم تاریخی ... رمضان ۲۵۳ھ ...

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

نبری سعلی چو از دنیا بروں رفت　　بجنت یافت عزت بیش آں میر
چو نوشاہی ز ہاتف جست ترحیل　　ندائے گشت طیب ہادی پیر ۱۲۵۳

منہ

چوں نبری سعلی بجنت جائے کرد　　فضل و رحمت گشت بروے از خدا
طیب اللہ ثراہ ورد گو　　گفت نوشاہی وصالش پیر ما ۱۲۵۳

منہ

بجنت پاک چوں شد پیر مہتاب　　وصالش بود زاہد قطب اقطاب ۱۲۵۳

منہ

ز دنیا رفت پیر ما چو سالم　　وفات او ولی اللہ عالم ۱۲۵۳

منہ

در جناں رفت عابد معبود　　انتقال ولی دلا ور بود ۱۲۵۳

منہ

متابع پیر جن و انس و دد　　رحلت پیر منعم احمد ۱۲۵۳

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

والی جبار۔ سمیع جلیل۔ مجیر۔ موسع مولا۔ حق مہیمن
قوی واسع ۔ معز مومن۔

فصل ہشتم

حالاتِ سیّد الطائفہ حضرت شیخ جُنَید بغدادی قدس سرّہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ غوث الاسلام والمسلمین، سلطان الاولیاء والمتقین، امام الائمہ کاشف الغمہ، شیخ شیوخ جہان، فخر مشائخ زمان، صدر الفضلا، بدر العرفاء، فنون وعلوم میں کامل، اور معاملات وریاضات میں شامل، اور اصول وفروع میں مفتی تھے، کلماتِ لطیف اور اشاراتِ عالی میں سب پر سبقت رکھتے تھے، آپ حضرت خواجہ شیخ سَری سقطیؒ کے مرید وخلیفہ اکبر وجانشین اعظم تھے۔

آپ اوّل حال سے آخر تک تمام فرقوں کے پسندیدہ ومحمود ومقبول رہے، اور سب کے سب آپ کی امامت پر متفق تھے۔

نام ونسب آپ کا نام نامی جُنَید، کنیت ابوالقاسم، القاب بزرگ سیّد الطائفہ طاؤس العلما، سلطان المحققین، لسان القوم، اعبد المشائخ، قواریری، زجّاج، خزّاز، عبد الجبار، عبد اکرم ہے۔

والد ماجد کا نام شیخ محمد بن جُنَید تھا، شیشہ اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے، وطن مالوف نہاوند تھا۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۲۱۶ھ دوسو سولہ ہجری مطابق ۸۳۱ء آٹھ سو اکتیس عیسوی میں بعہد خلافت مامون الرشید عباسی بمقام بغداد شریف ہوئی ہے۔

تربیت وتعلیم گو آپ کے والد بزرگوار زجاج یعنی تاجر شیشہ تھے لیکن آپ کو تعلیم کے لئے مدرسہ میں داخل کیا تھا، جس میں آپ نے علوم شرعیہ کی پوری تکمیل کی، آپ

ایامِ طفولیت ہی سے صاحبِ درد اہلِ فکر با ادب بافراست بڑے ذکی وفہیم طالبِ کار تھے۔ اکثر اپنے ماموں شیخ سری سقطی رح کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور فیض صحبت سے مستفیض ہوا کرتے۔

اور فقہ علامہ ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبی رح تلمیذ امام شافعی رح سے حاصل کی جو بغداد کے اجلہ فقہا و مشاہیر علما سے تھے۔

سفرِ حج جب آپ سات برس کے ہوئے تو حضرت شیخ سری سقطی رح آپ کو اپنے ساتھ لے کر حج کعبہ مکرمہ کو تشریف لے گئے، وہاں چار سو مشایخ کے درمیان مسئلہ شکر کی بحث پیش تھی، ہر چار سو نے اپنی اپنی تقریریں کیں، حضرت شیخ رح نے فرمایا اے جنید! تو بھی کچھ بول، آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے پھر بولے کہ شکر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو نعمت دی ہے اُس میں اُس کا عاصی نہ بنے، اور اس کی نعمت کو معصیت کا سرمایہ نہ بنائے، یہ سن کر سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا احسنت یا قرۃ العین۔ تو نے بہت ٹھیک اور سچ کہا، حضرت شیخ رح نے فرمایا بیٹا! تو نے یہ بات کہاں سے پیدا کی، آپ نے عرض کیا جناب کی صحبت سے ہے۔

بیعت وخلافت آپ نے سن تمیز کو پہنچتے ہی اپنے خال حقیقی حضرت خواجہ شیخ ابو الحسین ضیاء الدین سری سقطی رح کے دست حق پرست پر بیعت کی، اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب سبعہ رض وحضرات امامین علیہما السلام سے تھی ہے۔

مشایخ صحبت آپ نے دو سو اساتذہ اور شیوخ کی صحبت سے فیض پایا، جن میں سے شیخ ابو عبد اللہ حارث بن اسد محاسبی رح اور شیخ ابو حفص عمرو بن سلمہ حداد رح، اور شیخ

[illegible] نفحات الانس، [illegible] تذکرۃ الاولیاء، [illegible]

ابو جعفر محمد بن علی القصاب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن منصور طوسی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو جعفر بن الکرنبی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو علی حسن بن علی بن موسے مسوحی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو یعقوب زیات رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو سعید احمد بن عیسےٰ خراز رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر مشہور تھے ؎

تجارتِ زجاجیہ آپ اوائل میں بغداد شریف کے اندر شیشہ کی تجارت کرتے تھے، دکان پر پردہ ڈال دیتے، اور بلا ناغہ چار سو رکعت نماز نفل ادا کرتے ؎

انقلابِ طبیعت ایک دن آپ بغداد شریف کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک مکان سے کسی نوعمر عورت کے گانے کی آواز آئی جو دلکش انداز سے یہ اشعار گا رہی تھی۔

شعر

اذا قلت اھدی الھجر لی حلل البلے	تقولین لولا الھجر لم یطب الحب،
وان قلت ھٰذا القلب احرقہ الھوی	تقولی بنیران الھوی شرف القلب
وان قلت ما اذنبت قالت مجیبۃ	حیاتک ذنب لا یقاس بہ ذنب

آپ نے سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور مستوں کی طرح جھومنے لگے۔ نعرہ کی آواز سن کر مالک مکان اندر سے نکل آیا، اور کیفیتِ واقعہ سے مطلع ہو کر کہا کہ یہ میری لونڈی تھی جو گا رہی تھی۔ میں نے آزاد کر کے آپ کی نذر کی۔ حضور نے بھی اس کو آزاد کر کے اپنے ایک دوست سے اُس کا نکاح کر دیا، اور خود دنیا سے بے تعلق ہو کر زندگی بسر کرنے لگے۔

خلوت اس کے بعد آپ نے دکان اُٹھا دی، اور حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی دہلیز میں ایک کوٹھری تھی اُس میں گوشہ نشین ہو گئے، اور پاسبانئ دل میں مصروف ہوئے، پھر آپ کو سوائے خدا کے کبھی کسی کا خیال نہ آیا، چالیس برس تک یونہی معتکف رہے،

عبادت تیس برس تک آپ کا معمول رہا کہ نماز عشا پڑھ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے اور صبح تک اللہ اللہ کرتے، اور اسی وضو سے نماز فجر ادا فرماتے۔

ندائے غیبی | جب اس طرح پر چالیس برس گذر گئے تو آپ کو گمان ہوا کہ میں مقصود کو پہنچا، اُسی وقت ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے جُنید! اب وہ وقت آیا ہے کہ تیرے زُنّار کا گوشہ تجھے دکھایا جائے، آپ نے عرض کیا خداوندا میرا کیا گناہ ہے؟ ندا آئی اس سے بڑھکر اور کیا گناہ چاہتا ہے کہ تو ابھی اپنے میں موجود ہے، آپ نے آہِ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا۔ ـه

مَن لَّم یکُن لِلوصالِ اَھلٌ   فکلّ حسناتہٖ ذنوبٌ

پھر آپ مشغول ہوئے اور اللہ اللہ سے کام رکھا۔ ـه

دعائے شیخ | ایک مرتبہ حضرت شیخ سَرِی سقطی رہ نے آپ سے پوچھا کہ جب تم میرے پاس سے اُٹھتے ہو تو کس کے پاس بیٹھتے ہو، عرض کیا محاسبی رہ کے پاس، تو انہوں نے فرمایا بہتر، تم اُن کا علم وادب سیکھنا، اور وہ جو کلام اور متکلموں کا خلاف اور رَد کرتے ہیں وہ مت سیکھنا، پھر آپ کے حق میں دعا کی کہ خدا تم کو علم اور حدیث والا صوفی کرے، صوفی حدیث والا نہ کرے۔ ـه

حضورِ قلب | آپ فرماتے کہ جب میں نے جانا اِنَّ الکلام لفی الفواد یعنی بیشک کلام دل میں ہے تو میں نے تیس برس کی نماز دُہرائی اور فرمایا کہ مجھ سے بیس برس تک تکبیر اُولےٰ فوت نہیں ہوئی، اس طرح پر کہ اگر نماز میں دنیا کا خیال آجاتا تو اُس کو دوبارہ پڑھتا، اور اگر بہشت و آخرت کا خیال آتا تو بھی سجدہ سہو ادا کرتا۔ ـه

ریاضت | شیخ جعفر بن نصر رہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے ایک درم دیا کہ انجیر و زیتون خرید لاؤ، جب آپ نے روزہ کھولا تو ایک انجیر منہ میں رکھا، اور نکال کر پھینک دیا اور رونے لگے اور فرمایا اس کو اٹھا لے جا، میں نے عرض کیا کیوں، فرمایا مجھے ہاتف نے آواز دی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ جس چیز کو تو نے میرے واسطے حرام کیا پھر اس کے گرد

پھرتا ہے ۔ اور فرمایا ۔ ؎

لوان الھوان من الھوان وقہ   وضریع کل ھوی ضریع کل ھوان

وضو | ایک بار آپ کی آنکھیں بیمار ہوئیں، اور درد شروع ہوا ۔ ایک نصرانی طبیب نے کہا کہ آنکھوں کو پانی سے بچانا ۔ آپ نے عشا کا وضو کیا تو صبح کو درد جاتا رہا ۔ اور ندا آئی کہ اے جنید! تو نے ہماری عبادت میں آنکھ کا خیال نہیں کیا، اس لئے ہم نے تیرا درد کھو دیا، صبح جب طبیب نے پتہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ وضو کرنے سے مجھے صحت ہوگئی، وہ اسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوگیا ۔

روزہ | آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، لیکن اگر کبھی آپ کے ہاں محب فی اللہ آجاتے تو آپ روزہ افطار کر دیتے ۔ اور فرماتے کہ بھائی مسلمانوں کے ساتھ موافقت کرنے کا فضل روزہ کے فضل سے کمتر نہیں ۔

استغنا | ایک شخص پانچ دینار آپ کے پاس لایا ۔ آپ نے پوچھا اس کے علاوہ بھی تیرے پاس کچھ مال ہے ۔ اس نے کہا ہاں ۔ پھر پوچھا کیا تجھے ابھی کچھ اور بھی مال کی حاجت ہے اس نے کہا ہاں، فرمایا یہ واپس لے جا کیونکہ تو مجھ سے زیادہ محتاج ہے ۔ اور مجھے اس کی حاجت نہیں ۔

ایک مرتبہ ایک جوان نے آپ کی صحبت سے متاثر ہو کر اپنا تمام مال و اسباب راہِ حق میں لٹا دیا ۔ اور ایک ہزار دینار آپ کی نذر کو لے چلا ۔ لوگوں نے کہا کہ تو ایسے بزرگ کو دنیا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے ۔ اس نے دجلہ پر جا کر ایک ایک کر کے سب دینار دریا میں ڈال دیئے اور خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ نے فرمایا کہ تو ہماری صحبت کے لائق نہیں، کیونکہ جو کام ایک بار میں ہو سکتا تھا وہ تو نے ہزار بار میں کیا ۔

اشتیاقِ حق | ایک روز آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ آپ ایک دم حاضر ہوں تاکہ میں

تاکہ میں آپ سے چند باتیں کہوں، آپ نے فرمایا اے شخص تو مجھ سے ایسی چیز طلب کرتا ہے جس کو میں مدت سے تلاش کر رہا ہوں، اور برسوں سے آرزو میں ہوں کہ ایک دن حق تعالیٰ سے حاضر ہوں لیکن میں نے نہیں پایا، اس وقت تیرے ساتھ کیونکر حاضر ہو سکتا ہوں ؟"

خلافِ نفس ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں درد تھا آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا ہاتف نے آواز دی اے جنید! تجھے شرم نہیں آتی کہ میرے کلام کو اپنے نفس کے حق میں صرف کرتا ہے"

تلقینِ صبر ایک مرتبہ آپ بیمار تھے ایک روز زبان سے نکل گیا اللھم اشفنی۔ ندا آئی اے جنید! بندہ اور خدا کے درمیان تیرا کیا کام، تو درمیان میں مت آ، جس بات کا تجھے حکم ہے تو اس میں مشغول رہ، اور جس مصیبت میں تجھکو مبتلا کیا ہے تو اس پر صبر کر، بندہ کو اختیار سے کیا کام ہے"

آدابِ توحید ایک روز حضرت شیخ ابوبکر شبلی رح نے آپ کی مجلس میں کہا اَللّٰہ آپ نے فرمایا اے شبلی! اگر خدا غائب ہے تو غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے، اور غیبت حرام ہے، اور اگر حاضر ہے تو حاضر کے سامنے اُس کا نام لینا ترکِ ادب ہے۔

ہدایت رضائے الٰہی ایک روز آپ کی مجلس میں شیخ شبلی رح نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ آپ نے فرمایا یہ گفتار تنگدلوں کی ہے اور تنگدلی رضا سے قضا کی طرف لے جاتی ہے"

پردہ پوشی ایک رات ایک چور آپ کے مکان میں گھس آیا، سوائے ایک پیراہن کے اور کچھ نہ پایا، دوسرے روز آپ بازار سے گذرے، پیراہن دلال کے ہاتھ میں دیکھا خریدار کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی واقف کار اس مال کی تصدیق کرے تو میں خریدوں،

ہے سے سے تذکرۃ الاولیاء، ترجمہ

آپ نے فرمایا میں اس مال سے خوب واقف ہوں، پس خریدار نے خرید لیا۔

لباس آپ عالمانہ لباس زیب تن فرماتے تھے، ایک بار لوگوں نے عرض کیا یا پیر طریقت کیا خوب ہو کہ آپ مرقع پہنیں، فرمایا اگر میں جانتا کہ مرقع پر کشود کار منحصر ہے تو میں لوہے و آگ سے لباس بنانا اور پہنتا، لیکن ہر گھڑی باطن میں یہ ندا آتی ہے لیس الاعتبار بالخرقة انما الاعتبار بالحرقة یعنی خرقہ کا اعتبار نہیں بلکہ جان جلنے کا اعتبار ہے۔

ماموریت وعظ منقول ہے کہ جب آپ کا کلام عظیم ہوا اور لوگوں کی رغبت زیادہ دیکھی گئی تو ایک روز حضرت شیخ سری سقطی رحمہ نے آپ کو وعظ کہنے کو فرمایا، آپ بہت متردد ہوئے، اور وعظ کہنے کی رغبت نہ کی، اور فرمایا کہ حضرت شیخ رحمہ کے ہوتے ہوئے میں کیا وعظ کہوں، یہ خلافِ ادب ہے۔ ایک جمعرات کو آپ نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے جنید! تو وعظ کہہ، آپ جب بیدار ہوئے اس خواب کا حال حضرت شیخ رحمہ سے کہنے چلے، انہوں نے خود ہی فرمایا کہ اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ارشاد ہوا تم کو وعظ کہنا ضرور ہے، کیونکہ تمہارا وعظ اہلِ عالم کی نجات کا سبب ہوگا۔ پس آپ نے وعظ کہنا قبول کیا۔

تاثیر وعظ آپ نے فرمایا میں اس شرط سے وعظ کہوں گا کہ میرے وعظ میں چالیس آدمیوں سے زیادہ لوگ نہ ہوں، جس روز آپ نے وعظ فرمایا، چالیس آدمیوں میں سے اٹھارہ آدمی جان بحق اور بائیس آدمی بیہوش ہوگئے۔ پھر چند مجلسوں کے بعد آپ گھر میں چھپ رہے اور وعظ کو نہ آئے، ہرچند لوگوں نے التجا کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو پسند نہیں کہ میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالوں، جب دو برس گذر گئے، آپ بلا درخواست کسی کے منبر پر چڑھے اور وعظ فرمانے لگے، لوگوں نے پوچھا اب وعظ کہنے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میں نے ایک حدیث دیکھی ہے کہ حضرت

رسول اکرم

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں کفیل خلق ایسا شخص ہوگا جو بدترین خلایق ہوگا، اور وہ خلق کو وعظ کرے گا۔ پس میں کہ بدترین خلایق ہوں اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول مبارک کو پورا کرتا ہوں عہ

مجلسِ وعظ | حضرت قاضی ابن سریج رح آپ کی مجلس وعظ سے گذرے۔ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ حضرت جنید رح کے کلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، فرمایا کہ میں ان کے کلام میں عجیب شوکت دیکھتا ہوں، لوگوں نے پوچھا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اپنے علم سے کہتے ہیں؟ فرمایا یہ تو میں نہیں کہہ سکتا البتہ ان کے کلام کی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ گویا حق تعالیٰ ان کی زبان سے وہ باتیں کہلاتا ہے، جب آپ توحید کا ذکر کرتے تو ہر بار دوسری عبارت میں شروع فرماتے عہ

فرمانِ ابدال | ایک بار آپ نے فرمایا کہ میں نے وعظ نہیں کہا جب تک کہ تیس شخصوں نے جو ابدال میں سے تھے مجھ سے اصرار کے ساتھ نہ کہا کہ تجھ کو وعظ کہنا اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانا ضرور ہے عہ

بلندیٔ کلام | ایک بار آپ کچھ فرمارہے تھے، اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں آپ کی بات تک نہیں پہنچا، فرمایا ستر برس کی عبادت قدموں کے نیچے رکھ تو پہنچے گا، اس نے کہا میں نے رکھی لیکن نہیں پہنچا، فرمایا سر قدموں کے نیچے رکھ، پھر اگر نہ پہنچے تو میرا قصور ہے عہ

فخرِ نبویؐ | ایک بزرگ نے حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ جلوہ افروز ہیں، اور حضرت جنید رح بھی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اور ایک فتوے پیش کیا، حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ جنید کو دے تاکہ وہ جواب دیں، اس نے عرض کیا،

عہ سے عہ تک تذکرۃ الاولیاء مترجم

یارسول اللہ! جس حال میں کہ خود حضور موجود ہیں حضرت جنید رح کو کیونکر دوں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنی اپنی

امتوں پر فخر تھا مجھکو جنید رح پر ہے۔

تاثیر کلام ایک سید صاحب ناصر نامی حج کے قصد سے چلے، جب بغداد شریف

پہنچے تو آپ کی زیارت کو گئے۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے، انہوں نے کہا گیلان سے

پوچھا کس کی اولاد سے ہو، کہا حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد

سے، آپ نے فرمایا کہ آپ کے دادا صاحب رض دو تلواریں مارتے تھے ایک کافر دل

دوسری نفس کو، اے سید صاحب! تم کہ ان کی اولاد سے ہو کونسی تلوار مارتے ہو

سید صاحب نے جب یہ سنا تو اپنے کو سنبھال نہ سکے، گر پڑے، اور زمین پر لوٹنے

لگے، روتے تھے اور کہتے تھے اے شیخ! میرا حج یہیں تھا، مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف

رہنمائی کیجئے، آپ نے فرمایا یہ سینہ خاص حرم حق ہے جب تک تم سے ہو سکے کسی نامحرم

کو اس کے حرم خاص میں راہ نہ دو، جونہی آپ کی نصیحت تمام ہوئی سید صاحب بھی

تمام ہو چکے تھے۔

ہزار مسئلہ حضرت ابوبکر کسائی رح اور آپ کے درمیان ہزار مسئلوں کا مراسلہ ہوا

آپ نے سب کے جواب لکھے، کسائی رح نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا کہ ان مسئلوں کو

میرے ساتھ قبر میں رکھ دینا۔ آپ نے فرمایا میں ان کو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ چاہتا

ہوں کہ یہ مسئلے خلق کے ہاتھ سے بھی نہ چھوٹنے جائیں۔

مقامات فقر

طریقہ سلوک آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تصرف قیل وقال سے اختیار نہیں کیا، اور لڑائی

وکار...

ع تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۵۰ سالک السالکین جلد اول، ص ۲۰۳

و کارزار میں حاصل نہیں کیا، لیکن گرسنگی اور بیخوابی اور دنیا کی ترک اور اس
ہر چیز سے علحدہ ہونے سے جو مجھ کو مرغوب اور میری نظر میں آراستہ و پیراستہ تھی ۔

مرتبۂ کمال ایک شخص نے پوچھا کہ آپ اس درجہ کمال کو کیسے پہنچے ، فرمایا ، چالیس
برس تک حضرت شیخ سری سقطی رہ کے آستانہ مبارک پر ایک قدم سے تمام شب کھڑا رہتے تھے۔

غلبۂ توحید آپ ایک رات ایک مرید کے ساتھ جا رہے تھے ، اثناء راہ میں ایک کتا
بھونکا ، آپ نے فرمایا لبیك لبیك - مرید نے پوچھا آپ نے یہ کیا کہا ، فرمایا میں نے
کتے کا دمدمہ حق تعالیٰ کے قہر سے دیکھا ، اور اس آواز کو آوازِ حق سنا ، کتے کو درمیان
میں نہیں دیکھا ، اس لئے جواب لبیك لبیك کہا ۔

مقامِ محبت لوگوں نے کہا کہ شیخ ابو سعید خراز رہ کو موت کے وقت بہت تواجد اور
ذوق و شوق تھا ، آپ نے فرمایا کچھ تعجب نہیں اگر ان کی روح نے اسی شوق سے پرواز
کی ہو ، لوگوں نے پوچھا یہ کون مقام ہے ، فرمایا انتہائے محبت ۔ اور یہ ایسا عزیز مقام
ہے جہاں عقول مستغرق اور نفوس فراموش ہوں ، اور ایسا عالی ترین درجہ ہے جہاں علم
و معرفت کو راہ نہیں ۔ بندہ جب اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو جانتا ہے کہ حق تعالیٰ
اس کو دوست رکھتا ہے ، اس واسطے بندہ کہتا ہے میرے حق کی قسم کہ تجھ پر ہے ، اور
میرے مرتبہ کی طفیل کہ تیرے نزدیک ہے ، اور یہ بھی کہتا ہے کہ تیری دوستی کی قسم ، پھر فرمایا
یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ پر ناز کرتے ہیں ، اور اسی سے انس پکڑتے ہیں ، اور خدا تعالیٰ
اور ان کے درمیان سے وحشت اٹھ جاتی ہے ، اور ایسے ایسے کلمات ان سے صادر ہوتے
ہیں جن کو عوام الناس بدو بیہودہ سمجھتے ہیں ۔

مقامِ غیرت آپ فرماتے تھے کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ اہل زمین و اہل آسمان
مجھ پر روتے تھے ، پھر ایسا ہوا کہ میں ان کے حال پر روتا رہا ، اور اب ایسا ہو گیا ہے

کہ نہ میں ان کی خبر رکھتا ہوں نہ اپنی ۔ اور فرماتے کہ میں دس برس تک دل کی حفاظ
کو دل کے دروازے پر بیٹھا اور اس کی حفاظت کرتا رہا ۔ پھر دس برس تک میرا دل
حفاظت کرتا رہا ۔ اب بیس برس ہو گئے کہ نہ میں دل کی خبر رکھتا ہوں اور نہ دل

فنائے اتم | ایک شخص مجلس میں آپ کی بہت تعریف کرتا رہا، آپ نے فرمایا ان اد
سے کر تو کہتا ہے میرے لئے کچھ نہیں، تو تو خدا تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے ۔ اور اس
تعریف میں سرگرم ہے ۔

مرتبہ بقا باللہ | آپ فرماتے تیس برس ہو گئے ہیں کہ حق تعالیٰ جنید کی زبان
بات کرتا ہے ۔ اور جنید درمیان نہیں ہے ۔ اور خلق خدا اس سے بے خبر ہے

مقام جمع الجمع | آپ نے فرمایا ہے جب خلق گناہ کرتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی
کیونکہ خلق کو مثل اپنے اعضا کے خیال کرتا ہوں ۔

قبض و بسط | آپ فرماتے خوف مجھ کو بستگی میں لاتا ہے ۔ اور رجا مجھے کشادگی
ہے ۔ پس جس وقت خوف سے منقبض ہوتا ہوں بیخود و فنا ہوتا ہوں ۔ اور جس و
کہ رجا سے منبسط ہوتا ہوں مجھے میرے حال پر پھیر لاتے ہیں ۔

مقام رضا | ایک روز شیخ شبلی نے کہا کہ اگر مجھے دوزخ بہشت قبول کر
اختیار دیں تو میں دوزخ کو اختیار کروں ۔ کیونکہ بہشت میری خواہش کی چیز ہے اور
مراد دوست ۔ آپ نے فرمایا شبلی! تو لڑکپن کرتا ہے ۔ اگر مجھے مخیر کریں تو
اختیار نہ کروں ۔ عرض کروں کہ بندہ کو اختیار سے کیا سروکار ۔ جہاں تیری مرضی
میں اسی میں راضی ہوں ۔

وقوف مقامات | لوگوں نے عرض کیا کہ ایک سال گذر گیا کہ فلاں شخص
سے سر نہیں اٹھایا ۔ اور کھانا پانی نہیں چکھا ۔ جو میں اسے بزرگی میں اس کو
بھی

تذکرۃ الاولیاء

...ی کچھ خبر نہیں، آپ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں، وہ مقام جمع الجمع میں ہے
...نہیں، آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔ عہ

...مشاہدۂ الٰہی | آپ فرماتے ہیں اگر کل قیامت کے دن حق تعالیٰ مجھے فرمائے گا
...مجھے دیکھ، میں کہوں گا کہ نہیں دیکھوں گا، کیونکہ آنکھ تیری دوستی میں غیر و بیگانہ
...ے، بجھے غیرت کی غیرت تیرے دیدار سے باز رکھتی ہے۔ میں نے دنیا میں بلا واسطہ
...نکھ کے تجھے دیکھا ہے۔ عہ

...مقام حضوری | آپ نے فرمایا ایک دن میرا دل گُم ہو گیا تھا، میں نے کہا یا الٰہ العالمین
...میرا دل مجھ کو پھیر دے، ندا آئی اے جُنیدؒ! میں نے تیرا دل اس لئے لیا ہے کہ تو میرے
...حضور میں میرے ساتھ رہے، اور تو واپس مانگتا ہے کہ میرے غیر سے متوجہ ہو۔ عہ

...رویتِ الٰہی | آپ نے فرمایا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں حق تعالیٰ کے
...روبرو کھڑا ہوں، اُس نے مجھ سے فرمایا کہ تو یہ باتیں کہاں سے کہتا ہے، میں نے
...عرض کیا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں حق کہتا ہوں، فرمایا کہ تو راست کہتا ہے۔ عہ

کرامات

...آئینہ تصوف میں ہے کہ ایک ہزار پانسو اسی (۱۵۸۰) خوارق آپ سے ظہور میں آئے، از انجملہ

...استجابتِ دُعا | ایک ضعیفہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا غائب ہے،
...کیجئے کہ لوٹ آوے، آپ نے فرمایا صبر کر، ضعیفہ چلی گئی اور صبر کیا، تھوڑی
...کے بعد پھر آئی، آپ نے فرمایا صبر کر، اُس نے کہا اب مجھے صبر کی طاقت نہیں
...نے فرمایا اگر تو سچی ہے تو تیرا بیٹا عنقریب آ جائے گا، کیونکہ ارشاد باری ہے امن یجیب المضطر
...دعاہ ویکشف السوء (النمل ع ۵) اور آپ نے دعا کی، بڑھیا گھر گئی تو اُس کا بیٹا گھر میں آ گیا تھا۔ عہ

عہ عہ عہ تذکرۃ الاولیاء، عہ عہ سالک السالکین جلد اول، عہ خزینۃ

کشفِ قلوب ایک روز جامع مسجد میں آپ وعظ کہہ رہے تھے، ایک غلام ترسا مسلمانوں کے لباس میں آیا اور کہا اے شیخ! حضرت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو مسلمان ہو جائے، اور زنار توڑ ڈالے، کیونکہ یہ تیرے مسلمان ہونے کا وقت کا ہے، پس وہ اُسی وقت مسلمان ہوگیا۔

اثرِ جلالیت ایک بار آپ وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک مرید نے نعرہ مارا، آپ نے اُس کو منع کیا اور فرمایا اگر پھر تو نعرہ مارے گا تو میں تجھے اپنی مجلس سے علیحدہ کر دوں گا، اور پھر اُسی بات سے وعظ کہنا شروع کیا، اُس نے اپنے آپ کو بہت سنبھالا اور بہت ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکا اور مرگیا، لوگوں نے دیکھا کہ گدڑی کے اندر راکھ کا ڈھیر تھا۔

تصرف آپ کا ایک مرید بصرہ میں خلوت نشین ہوا تھا، ایک روز کسی گناہ کا خیال اُس کے دل میں گذرا، معاً اُس کا منہ کالا ہوگیا، وہ حیران اور اپنے کیے پر پشیمان تھا، رفتہ رفتہ تین روز میں اُس کی سیاہی مبدل بسفیدی ہوئی، ناگاہ ایک شخص نے دستک دی اور آپ کا خط اُس کو دیا، اُس نے پڑھا تو لکھا تھا کہ کیوں بارگاہِ عزت میں مقامِ عبودیت پر ادب سے نہیں رہتا، تین روز سے میں دھوبی کا کام کرتا رہا کہ تیرے منہ کی سیاہی سفیدی سے تبدیل ہوئی۔

نگاہِ غضب جب آپ کا عام چرچا ہوا تو مخالفین نے خلیفۂ وقت کو کہا کہ ان کو قتل کرا دینا چاہیے، خلیفہ نے الزام لگانے کے واسطے ایک خوبصورت حور سیما نازنین لونڈی آپ کے پاس بھیجی، اُس نے خانقاہ میں آکر کہا کہ مجھے بھی اپنی صحبت میں رہنے کی اجازت دیجئے، آپ اُس کی فریب دہ باتوں کو سر جھکائے ہوئے سنتے رہے، جب

وہ معشوقہ

وہ معشوقہ گفتگو کر کے خاموش ہوئی تو آپ نے سر اٹھایا، اور نگاہِ غضب سے اُس کی طرف دیکھا، اور آہ کر کے اس پر پھونک ڈالی، وہ ماہ جبین غش کھا کر گر پڑی اور مر گئی۔ خلیفہ نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ آپ نے ایسی حسین محبوبہ کو مار ڈالا، فرمایا امیر المومنین تم نے کوشش کی تھی کہ میری چالیس برس کی ریاضتیں آن واحد میں ہٹا دیویں، ہو میرے خدا نے کیا جو کیا۔

سزائے مخالفت | شیخ ابو العباس بن عطار رح کہتے ہیں کہ حضرت سید الطائفہ رح کا قول تھا "فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے" میں نے اس کے خلاف کہا کہ "غنی شاکر فقیر صابر سے افضل ہے" آپ اس سے ناراض ہوئے، اور میرے حق میں بد دعا کی میں نہایت سختیوں میں مبتلا ہوا، میرا مال جاتا رہا، اولاد قتل ہو گئی، چودہ سال تک میری عقل پریشان ہو گئی، آخر میں اپنے قول سے باز آیا، اور آپ کے ارشاد کو ترجیح دی۔

طئے ارض | شیخ کہمش بن حسین رح نے ایک مرتبہ ہمدان میں بیٹھے ہوئے رات کو آپ کو یاد کیا، اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، جب دیکھا تو وہ آپ ہی تھے، دوسرے روز ہمدان میں پتہ کیا تو کسی نے آپ کا نشان نہ دیا، بغداد کے لوگوں نے کہا کہ آپ اُس روز بغداد سے کہیں غائب نہیں ہوئے۔

عملیات

رویت خداوندی و فرمان حق تعالیٰ | کتاب جواہر الاولیا جو ہر نجم میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ رح نے ایک لاکھ ننانوے ہزار مرتبہ خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، ہر بار فرمان ہوتا اے جنید رح! ہمارے حضور سے کیا چاہتا ہے، عرض کیا یا الٰہ العالمین

عاقبت بالخیر چاہتا ہوں، فرمان ہوا اے جنیدؒ! جو شخص اس دعا کو ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھے یا اپنے پاس رکھے وہ ہمیشہ امن و امان میں رہے گا، اور عاقبت بخیر ہو گی، دعائے مکرم و معظم یہ ہے۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یامن قامت السمٰوٰت والارضون بامرہٖ یامن تمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہٖ یامن امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہٗ کن فیکون فسبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شئ و الیہ ترجعون برحمتک یا ارحم الراحمین۔

برائے صفائی قلب | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جمالی نماز فجر کے بعد سو بار پڑھے، خدا تعالیٰ اس کے دل کو سیاہی اور زنگ سے صاف کر دیتا ہے، اسم جمالی یہ ہے یاقدوس اجب یا عطرائیل یاحروزائیل بحق یاقدوس عہ

برائے کشادگی بخت | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ تیسواں اسم باموکلات چہار شنبہ کے دن نوّے بار پڑھے، اگر اس کے بخت بستہ بھی ہوں گے تو کھل جائیں گے، اسم یہ ہے یاعالی الشامخ فوق کل شئ علوّ ارتفاعہ اجب یا عطرائیل یاحروزائیل بحق یاعالی عسہ

برائے حصول دولت | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس چودھویں اسم کو شب یکشنبہ کو اسّی بار پڑھے، خدا تعالیٰ اس کو دولت بےشمار عطا فرماتا ہے، چودھواں اسم یہ ہے یا وھاب انت الذی تھب لمن تشاء الاناث وتھب لمن تشاء الذکور بعزتہٖ۔

برائے شفا مریض | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دوگانہ نماز ادا کرکے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھے، اور سلام کے بعد مصلّے پر بیٹھ کر ایک ہزار بار یہ تسبیح پڑھے، اور تا اختتام کسی سے کلام نہ کرے، تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مریض کو شفا دے گا، اور اس کی عمر لمبی کرے گا، تسبیح یہ ہے، یابدیع العجائب بالخیر ارحمنی الیٰ یوم الدین سہ

عہ جواہر الاولیا جوہر دوم ۱۲ عسہ ایضاً جوہر سوم ۱۲ سہ سہ ایضاً جوہر پنجم ۱۲ تصرفات۔

تصنیفات

کتاب مسالک السالکین جلد اول میں ہے کہ آپ کی تصانیف اشارات وحقایق ومعانی میں بہت ہیں، اول جس نے علم اشارات کو منتشر کیا وہ آپ ہیں، آپ شریعت و طریقت وحقیقت ومعرفت میں انتہائی درجہ پر تھے، اور عشق وزہد میں بے نظیر اور طریقت میں مجتہد تھے، معروف ترین طریق طریقت، اور مشہور ترین مذہب، مذہب آپ کا ہے، بہت سے مشائخ رہ نے آپ کا مذہب اختیار کیا ہے۔

عمدة السلوک خواجگان چشت رحمہم اللہ کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تصنیف سے ایک کتاب عمدة السلوک نام ہے چنانچہ بعض مضامین اس کے یہ ہیں۔

خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رہ نے فرمایا کہ کتاب عمدة السلوک میں سید الطائفہ جنید بغدادی رہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز شیطان علیہ اللعنۃ کو دیکھا کہ دبلا اور زرد رنگ ہو رہا ہے، آپ نے سبب دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ میں آپ کی امت کی چار باتوں سے ازحد تنگ آگیا ہوں منجملہ اس کے اول یہ ہے کہ آپ کی امت میں موذن ہیں وقت نماز آنے پر اذان دیتے ہیں، جو شخص اذان سنتا ہے جواب اذان میں مصروف ہو جاتا ہے، اور نماز کی تیاری کرتا ہے، اذان دینے والا اور سننے والے سب بخشے جاتے ہیں، دوسرا یہ کہ غازیوں کے گھوڑے ہنہناتے ہیں، اور وہ تکبیریں کہتے ہوئے راہ خدا میں میدان جنگ میں آتے ہیں، خدا تعالےٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ میں نے ان کو ان کے اہل سمیت بخش دیا تیسرا کسب حلال درویشوں کا ہے وہ اپنے کسب حلال میں سے اوروں کو بھی دیتے

دینوری ۲۶۔ بنام ابوبکر کسائی ۲۷۔ بنام عمرو بن عثمان مکی ۲۸۔ بنام یوسف بن حسین رازی ۲۹۔ ۳۰۔ یحییٰ بن معاذ رازی ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ بنام یاران طریقت ۳۴۔ منتخب الاسرار فی صفات الصدیقین والابرار۔ المنقولۃ عما تور عن الجنید والشبلی وابی یزید البسطامی ۳۶۔ شرح اقوال جنید بغدادی۔ شہرانف

ہیں ، خداتعالےٰ ان کو بھی ان درویشوں کی وجہ سے بخش دیتا ہے ، چوتھا میری
کمر ان لوگوں کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے جو نماز صبح پڑھکر اشراق کے وقت تک اسی جگہ
بیٹھے رہتے ہیں ، جب میں فرشتوں میں رہتا تھا اُس وقت میں نے ایک صحیفہ میں لکھا
دیکھا تھا کہ جو شخص نماز صبح پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے اور
وہ نمازِ اشراق پڑھے ، حق تعالےٰ اس کو معہ ستر ہزار آدمیوں کے جو اس کے اہل سے ہوں
بخش دیتا ہے ؎

خواجہ فریدالدین گنجشکر اجودھنی رہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے قیام بغداد کے ایام میں
مجلس حضرت خواجہ اجل شیرازی رہ میں سنا تھا ، آپ فرماتے تھے کہ کتاب عمدۃ السلوک کی مصنف
حضرت سیدالطائفہ میں مرقوم ہے کہ درویش کو مطلق حرام ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے
آمیزش کرے ، اور امراء کے پاس آوے جاوے ؎

شعر | ایک مرتبہ شیخ شبلی رہ دریائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ، اور عشق الٰہی سے
بیتاب وبیقرار آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے ، اور جوش وخروش کی حالت میں یہ
اشعار پڑھے ۔

شعر

عوّد وني الوصال والوصل عذب — ورموني بالصد والصد صعب
زعموا حين ازمعوا ان ذنبي — فرط حبي لهم وماذاك ذنب
لا وحق الخضوع عند التلاقي — ماجزا من يحب الا يحب

یہ اشعار سن کر آپ کو بھی حالتِ ذوق وارد ہوئی اور بیتابی میں یہ شعر پڑھا ۔

شعر

وتمنيت ان اراك فلما رأيتكا — غلبت دهشة السرور فلم املك البكا

یعنی مجھے تیرے دیکھنے کی تمنا تھی لیکن جب تجھے دیکھا تو مسرت کی حیرت اسقدر طاری
ہوئی کہ جوش

سہ دلیل العارفین ۱۲ سہ راحت القلوب ۱۲ سہ [illegible]

ہوئی کہ جوشِ گریہ کو نہ روک سکا۔ ؎

مناجات | شیخ ابوبکر قلیبی رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے حضرت سیدالطائفہ رح کو سنا کہ اس طرح مناجات کر رہے تھے، یامَن ھو کلّ یوم ھو فی شان اجعل لی من بعض شانک۔ ؎

ایک مرتبہ آپ مناجات میں فرماتے تھے اے اللہ! قیامت کے روز مجھے نابینا اٹھانا کیونکہ جسے تیرا دیدار حاصل نہ ہو، اُس کا اندھا ہونا اچھا ہے۔ ؎

آپ کی زبان مبارک کے اشعار فارسی بطور مناجات منقول ہیں۔ وہو ہذا۔

ؔ

الٰہی واقفی بر حالِ زارم	ہمیدانی کہ جز تو کس ندارم
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر	وزاں حضرت بغایت شرمسارم
الٰہی رفتہ ام در خوابِ غفلت	بدہ بیداریٔ زیں کار بارم
الٰہی بر کشا از غیب راہے	کہ چندیں سالہ رہ در انتظارم
الٰہی گر بخوانی در برانی	تو دانی بندۂ بے اختیارم
الٰہی چوں عزیزم کردی امروز	مکن فردا بنزدِ خلق خوارم
الٰہی غرقم اندر بحرِ عصیاں	ز دستِ رحمت افگن بر کنارم
الٰہی از کمالِ ضعف و پیری	دل سوزان و چشم اشکبارم
الٰہی نفس و شیطاں در کمین ست	ز تقوٰے و عنایت کن حصارم
الٰہی گر نہ توفیق از تو باشد	بر آرد دیو نفس از جاں دمارم
الٰہی گرچہ مردن سخت راہ ست	تو آساں بگذراں زیں رہگذارم
الٰہی بر یکے گفتن مدد بخش	کہ نامِ جان آں جانی سپارم

ے نفحات الانس ۱۲ ے نفحات الانس ۱۲ ے تذکرۃ الاولیاء ۱۲ خزینت

الٰہی چوں دریجا زستہ کردی — قیامت ہمچناں امید وارم
الٰہی درشب سرمنزلِ گور — تو لطفِ خویش گرداں غمگسارم
الٰہی خاطرم راجمع گرداں — کہ مسکین و پریشاں روزگارم
الٰہی بر جُنیدا یماں نگہدار — کہ ایں ست حاصل حالِ اعتبارم

مکتوبات

آپ کے مراسلات مملو از حقائق و معارف و نصائح ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک خط درج کیا جاتا ہے۔

مکتوب یہ خط آپ نے اپنے مرید شیخ ابوبکر واسطی، المعروف بہ ابن الفرغانی کو لکھا کہ لوگوں کے فہم و ادراک کے مطابق ان سے کلام کیا کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلامٌ علیک یا ابابکر ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عافانا اللہ وایاک بالکرامۃ۔ علماء و حکماء از اللہ تعالیٰ برخلق رحمت اند، چناں کن در سخن خویش کہ خلق را رحمت باشی وخود را بلا، از حالِ خویش بیروں آے و با حالِ ایشاں شوکہ با ایشاں چوں سخن میگوئی بقدرِ طاقت و حالِ ایشاں سخن گوئی، وخطاب براں موضع نہ کہ ایشاں را براں مے یابی، ھٰذا ابلغ لک ولھم وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغاً والسلام۔ ؏

کلماتِ طیبات

آپ کا کلام طریقِ محبت میں حُجّت اور تمام زبانوں میں تعریف کیا گیا ہے، کوئی شخص بخلاف سنت سنیہ آپ کے ظاہر و باطن پر انگشت نمائی اور اعتراض نہیں کرسکا مگر وہ شخص کہ تمیز سے

بے بہرہ اور

بے بہرہ اور عقل کا اندھا تھا۔

اخلاص۔ پوچھا گیا اخلاص کیا ہے، فرمایا فنا ہے اپنے فعل سے، اور اس کو آگے سے اٹھا دینا اور پھر نہ دیکھنا، اور اخلاص یہ ہے کہ تو خلق کو معاملہ نفس سے باہر نکال دے، اس لئے کہ نفس دعوٰے ربوبیت کرتا ہے۔

اشارات۔ فرمایا ہمت اشارت خدا کی ہے، اور ارادت اشارت فرشتہ کی، اور خاطر اشارت معرفت کی، اور وصیت اشارت شیطان کی، اور شہوت اشارت نفس کی، اور لہو اشارت کفر کی۔

اقرار و تصدیق وعمل۔ فرمایا اقرار زبان کو نہ زیادتی ہے نہ نقصان، اور تصدیق کو زیادتی ہوتی ہے اور نقصان نہیں ہوتا، اور عمل ارکان کو زیادتی ہوتی ہے اور نقصان بھی پہنچتا ہے۔

اُنس۔ فرمایا اُنس یہ ہے کہ وحشت اُٹھ جائے۔

فرمایا۔ اہل انس خلوت اور مناجات میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو عوام کو کفر معلوم ہوں، اگر عوام ان کی باتوں کو سنیں تو ان کی تکفیر کریں، اور وہ اپنے احوال میں اس پر زیادتی کرتے ہیں، اور جو کچھ ان کو کہیں اس کی برداشت کرتے ہیں، اور ان کے لائق بھی یہی ہے۔

بقا و فنا۔ فرمایا بقا حق کے واسطے ہے اور فنا اس کے غیر کے واسطے۔

بلا۔ فرمایا۔ بلا عارفوں کا خلع ہے اور مریدوں کو بیدار کرنے والی اور غافلوں کو حلال کرنے والی ہے۔

تجرد۔ فرمایا تجرد یہ ہے کہ ظاہر اس کا اعراض سے مجرد ہو، اور باطن اغراض سے۔

تصوف۔ فرمایا۔ تصوف ایک ذکر ہے اجتماع سے، اور ایک وجد ہے استماع سے

اور ایک عمل ہے اتباع ہے۔

فرمایا۔ تصوف ایسی نعمت ہے کہ بندہ کا قیام اس پر موقوف ہے، پوچھا گیا نعمت حق ہے یا نعمتِ خلق، فرمایا اس کی حقیقت نعمتِ حق ہے، اور اس کی رحمت نعمتِ خلق۔

فرمایا۔ تصوف وہ ہے کہ تو سارے علاقوں کو ترک کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوجائے

فرمایا۔ تصوف وہ ہے کہ تجھ کو تجھ سے مارے اور اپنے ساتھ زندہ کرے۔

فرمایا۔ تصوف ایک ذکر ہے، پھر ایک وجد ہے، پھر نہ یہ ہے اور نہ وہ، نیست ہوجاتا ہے جیسا کہ تھا۔

فرمایا۔ تصوف کی حقیقت دل کا صاف کرنا ہے مخلوق کی طرف رجوع ہونے سے، اور علیحدگی اختیار کرنا طبیعت کی پیروی اور خواہش سے، اور مار ڈالنا صفاتِ بشری کا، اور دور رہنا خواہشاتِ نفسانی سے، اور قایم ہونا صفاتِ روحانی پر، اور بلند ہونا علوم حقیقی پر، اور عمل میں لانا اُس چیز کو کہ قیامت تک فائدہ دینے والی ہے، اور نصیحت کرنا تمام امت کو، اور بجا لانا حقیقت کا، اور پیروی کرنا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام شریعت کا۔

فرمایا۔ تصوف ایک غیرت ہے جس میں مصالحت نہیں۔

شیخ زویم رہ نے ذاتِ تصوف کی نسبت پوچھا، فرمایا خدا تعالیٰ تجھ کو اس کے دریافت سے دور رکھے، خبردار تصوف کو ظاہر میں ڈھونڈنا، ذات سے ہرگز نہ پوچھنا جب انہوں نے بہت الحاح کیا تو فرمایا کہ صوفی ایک قوم قایم بخدا ہے کہ اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

تفکر۔ پوچھا گیا تفکر کیا ہے، فرمایا اس کی کئی قسمیں ہیں، ایک تفکر ہے حق تعالیٰ کی آیات میں اس سے معرفت پیدا ہوتی ہے، ایک تفکر ہے حق تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات پر

احسانات پر اس سے اس کی محبت پیدا ہوتی ہے، ایک تفکر ہے حق تعالیٰ کے وعدہ میں اس سے ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ ایک تفکر ہے نفس کی صفات اور حق تعالیٰ کے اُن احسان میں جو نفس پر ہے اس سے حیا پیدا ہوتی ہے۔

تواضع - پوچھا گیا تواضع کیا ہے؟ فرمایا سر کا جھکانا، اور پہلو کا نیچا رکھنا۔

فرمایا۔ تواضع یہ ہے کہ تو ہر دو جہان میں سے کسی پر تکبر نہ کرے، اور حق تعالیٰ کے ساتھ مستغنی رہے۔

توبہ - فرمایا توبہ کے تین معنے ہیں، اول ندامت، دوم قصد بہ ترک معاودت۔ سوم مظالم و خصومت سے اپنے آپ کو پاک کرنا۔

توحید - فرمایا توحید کے یہ معنی ہیں کہ علوم اس میں ناچیز و ناپید ہو جاویں، اور حق تعالیٰ موجود ہووے جیسا کہ ہمیشہ تھا۔

فرمایا توحید خدا تعالیٰ کو جاننا ہے اور اس کے قدم کو اس کے حدوث سے پہچاننا، یعنی تو جانے اگر دریا میں ہو لیکن نہ دریا ہو۔

فرمایا۔ غایت توحید انکار توحید ہے یعنی ہر توحید کہ تو جانے انکار کرے کہ نہ توحید ہے۔

توکل - فرمایا۔ توکل بغیر کھانے کے کھانا ہے یعنی کھانا درمیان نہ ہو۔

فرمایا۔ توکل یہ ہے کہ تو خدا کا اس طرح سے ہو جائے جیسا کہ جب موجود نہ تھا خدا کا تھا۔

فرمایا۔ توکل پہلے حقیقت تھا اب علم ہے۔

فرمایا۔ توکل نہ کسب کرنا ہے نہ نکرنا۔ صرف حق تعالیٰ کے وعدہ پر جو اس نے کیا ہے دل کا ساکن رہنا ہے۔

جمع و تفرقہ - فرمایا قرب ساتھ وجد کے جمع ہے، اور غیبت بشریت میں تفرقہ ہے۔

حال - فرمایا۔ حال ایک چیز ہے کہ دل میں آتی ہے، لیکن ہمیشہ نہیں رہتی۔

حجاب ۔ پوچھا گیا کہ آپ فرماتے ہیں حجاب تین ہیں ، نفس ، خلق ، دنیا ، فرمایا یہ حجاب عام کے لئے ہیں ، لیکن وہ حجاب جو خاص کے لئے ہیں وہ بھی تین ہیں ، عبادت کا دیکھنا ، ثواب کا دیکھنا ، کرامت کا دیکھنا ۔

حیا ۔ فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنی تقصیروں کے دیکھنے سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے ، اس کو حیا کہتے ہیں ۔

حیات ۔ فرمایا ۔ جس کی حیات سانس پر ہے اُس کی ممات جان نکلنے پر ہے ، اور جس کی حیات خدا تعالیٰ پر ہے وہ حیاتِ طبعی سے حیاتِ اصلی کی طرف انتقال کرتا ہے ، اور اصل حیات یہی ہے ۔

خطرات ۔ فرمایا ۔ خطرات چار قسم کے ہیں ، ایک خطرہ حق کی طرف سے کہ بندہ کو طرف آگاہی کے دعوت کرتا ہے ، دوسرا خطرہ فرشتے کی طرف سے کہ بندہ کو عبادت کی طرف رغبت دلاتا ہے ، تیسرا خطرہ نفس کی طرف سے کہ بندہ کو آرائش و تنعم دنیا کی طرف بلاتا ہے ، چوتھا خطرہ شیطان کی طرف سے کہ بندہ کو ظلم و حسد و عداوت کی طرف پکارتا ہے ۔

خُلق ۔ فرمایا ۔ خُلق کی چار قسمیں ہیں ، سخاوت ، الفت ، نصیحت ، شفقت ، میں نیک خُلق فاسق کی صحبت کو بدخلق اقربا کی صحبت سے بہتر سمجھتا ہوں ۔

خوف ۔ فرمایا ۔ خوف یہ ہے کہ تو خوف سے بےخوف ہو جائے تاکہ خوف پر تیرا عمل نہ رہے ؟

ذکر ۔ فرمایا ۔ ذکر کی حقیقت ذاکر کا ذکر میں فانی ہونا ہے ، اور مشاہدہ مذکور کا ۔

راہِ خدا ۔ پوچھا گیا خدا کی طرف کیا راستہ ہے ؟ فرمایا دنیا کو ترک کر تو پائے گا ، اور نفس کو خلاص کر تو واصل بخدا ہوگا ۔

رضا ۔ فرمایا ۔ رضا اختیار کا اٹھا دینا ہے ۔
فرمایا ۔ رضا یہ ہے کہ تو بلا کو نعمت شمار کرے ۔

روزہ۔ فرمایا روزہ نصف طریقت ہے۔

زُہد۔ فرمایا۔ زہد کی حد یہ ہے کہ تہی دست رہنا اور اس کے مشغلہ سے خالی رہنا۔

سَماع۔ لوگوں نے پوچھا کہ آدمی آرام سے ہوتا ہے، جب سماع سنتا ہے تو اس میں اضطراب کیوں پیدا ہو جاتا ہے؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بروزِ میثاق ذریت حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ الست بربکم (الاعراف ع ۲۲) کے خطاب فرمایا، تمام ارواح اس کی لذت میں ڈوب گئے، جب اس جہان میں سماع سنتے ہیں، اسی کی یاد و اثر سے جوش میں آتے ہیں، اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا۔ فقیروں کے اوپر تین موقعوں پر رحمتِ آلٰہی نازل ہوتی ہے اوّل سماع میں کہ اُس وقت وہ سوا حق کی آواز کے کچھ نہیں سنتے ہیں، اور جو کچھ ان کی زبان سے نکلتا ہے عالمِ وجد میں نکلتا ہے، دوم کھانا کھاتے وقت کیونکہ وہ تب ہی کھاتے ہیں جب فاقہ ہو چکتا ہے سوم علم کا چشمہ جاری کرتے وقت کیونکہ وہ سوا اولیاء اللہ کی صفتوں کے اور کچھ نہیں بیان کرتے۔

فرمایا: سماع تین چیزوں کا محتاج ہے، زمان کا، مکان کا، اخوان کا۔

فرمایا۔ سماع اس شخص کے لئے فتنہ ہے جو اس کی تلاش میں رہتا ہو، اور اس کے لئے ترویح ہے جو اس کی مزاحمت کرے۔

شکر۔ فرمایا۔ شکر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اہلِ نعمت سے نہ شمار کرے۔

فرمایا۔ شکر کے واسطے ایک علت ہے، اور وہ یہ کہ اپنے نفس کی خوب مطالبت کرے اور نفس بحظ تمام خدا کے ساتھ رہے۔

صبر۔ فرمایا۔ صبر کی انتہا توکل ہے، ارشاد آلٰہی ہے الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون۔ (النحل ع ۶)

فرمایا۔ صبر پھیر لانا نفس کا ہے طرف خدا تعالےٰ کی بے اس کے کہ جزع کرے۔

فرمایا۔ صبر تلخیوں پر تحمل کرنا ہے، اور ناخوشی کا اظہار نہ کرنا۔

صدق صادق صدیق - فرمایا صدق کی حقیقت یہ ہے کہ تو دشوار ترین کام میں بھی جس میں بغیر جھوٹ نجات ناممکن ہو سچ بولے۔

فرمایا۔ کوئی ایسا نہیں جس نے صدق کو طلب کیا اور نہیں پایا، اگر بالکل نہیں تو کچھ تو ضرور پایا۔

فرمایا۔ صادق ایک روز میں چالیس بار ایک حال سے دوسرے حال پر پہنچتا ہے، اور ریاکار چالیس برس تک ایک ہی حالت پر رہتا ہے۔

فرمایا۔ صدق صفت صادق کی ہے، اور صادق وہ ہے کہ تو اس کو ویسا ہی دیکھے جیسا کہ تو نے اس کو سنا ہو، اور تمام عمر اس کو ویسا ہی پائے جیسا کہ ایک بار اس کی خبر تجھے ملی ہو، اور صدیق وہ ہے کہ اس کے اقوال وافعال واحوال میں ہمیشہ صدق ہو۔

صوفی - فرمایا۔ صوفی مثل زمین کے ہے کہ تمام پلیدی اس میں ڈالتے ہیں، اور ساری نیکوئی باہر لاتے ہیں۔

فرمایا۔ صوفی وہ ہے جو داہنے ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں سنت نبوی لیوے۔

فرمایا۔ صوفی وہ ہے کہ دل اس کا مثل دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دنیا کی دوستی سے سلامت ہو، اور خدا کا حکم بجا لانے والا ہو، اور تسلیم اس کی مثل تسلیم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہو، اور اندوہ اس کا مثل اندوہ حضرت داؤد علیہ السلام کے، اور فقر اس کا مثل فقر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے، اور صبر اس کا مثل صبر حضرت ایوب علیہ السلام کے، اور شوق اس کا مثل شوق حضرت موسےٰ علیہ السلام کے، اور مناجات کے وقت اخلاص اس کا مثل اخلاص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو۔

فرمایا۔ صوفی

فرمایا۔ صوفی وہ ہیں کہ قیام ان کا خدا کے ساتھ ہے۔ اس لئے کہ وہ نہیں جانتے سوائے اس کو۔

پوچھا گیا سب برائیوں سے زیادہ برائی کیا ہے؟ فرمایا صوفی کے لئے بخل۔

معارف۔ فرمایا عارف کے کم و بیش ستر مقام ہیں، ان میں سے ایک اس جہان کی مراد نہ پانا ہے۔

فرمایا۔ عارف کو ایک حال ایک حال سے اور ایک منزلت ایک منزلت سے جدا نہیں کرتی۔

فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کے سر سے بات کہے اور وہ خاموش ہو۔

فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ درجات میں گردش کرے اس طرح سے کہ کوئی چیز اس کے درمیان حاجب نہ ہو، اور اس کو جدا نہ رکھے۔

عبودیت۔ فرمایا۔ عبودیت دو خصلت میں ہے، ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ ظاہر و باطن میں صدق اختیار کرنا، دوسرے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹھیک ٹھیک پیروی کرنا۔

فرمایا۔ عبودیت شغلوں کا ترک ہے، اور مشغول ہونا اس کے ساتھ جو اصل فراغت ہے۔

فرمایا۔ عبودیت چھوڑنا ان دو نسبتوں کا ہے، ایک سکون در لذت۔ دوسرے اعتماد بر حرکت، جب یہ دونوں تجھ سے دور ہوئیں پس تو عبودیت کا حق بجالایا۔

پوچھا گیا بندہ کون ہے؟ فرمایا جو دوسروں کی بندگی سے آزاد ہو۔

علم۔ فرمایا۔ تمام علم عالموں کا دو حرف پر منحصر ہے، ایک تصحیح ملت، دوسرا تجرید خدمت۔

فرمایا۔ جس کا علم یقین کو نہیں پہنچا ہے، اور یقین خوف کو، اور خوف عمل کو، اور عمل ورع کو، اور ورع اخلاص کو، اور اخلاص مرعی مشاہدہ کو، وہ ہلاک ہونے والوں سے ہے۔

عنایت۔ فرمایا عنایت کا وجود آب و گل کے پہلے سے ہے۔

فتوت۔ فرمایا۔ فتوت یہ ہے کہ تو فقیروں کے پرکھنے اور امیروں سے جھگڑنے میں نہ پڑے۔

فرمایا۔ فتوّت یہ ہے کہ تو اپنا بوجھ کسی پر نہ رکھے، اور جو کچھ تیرے پاس ہو اسکو بخشش کرے۔

فقر۔ فرمایا۔ فقر بلا کا دریا ہے، اور خالی ہونا دل کا اشکال ہے۔

فقیر۔ فرمایا۔ فقرائے صادق کی علامت یہ ہے کہ سوال نہیں کرتے، اور معارضہ نہیں کرتے، اور اگر کوئی شخص ان کے ساتھ معارضہ کرتا ہے تو وہ خاموش رہتے ہیں۔

لغزش۔ فرمایا۔ لغزش عالم کی رغبت ہے حلال سے طرف حرام کے، اور لغزش زاہد کی رغبت ہے بقا سے طرف فنا کے، اور لغزش عارف کی رغبت ہے کریم سے طرف کرامت کے۔

محبّت۔ پوچھا گیا محبّت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ محبوب کی صفات محب کی صفات کے عوض قایم ہوں، جیسا کہ فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاذا احببتہٗ کنت لہٗ سمعًا وبصرًا۔

فرمایا۔ محبت خدا کی امانت ہے۔

فرمایا۔ محبت جو عوض میں ہوتی ہے، جب عوض نہیں رہتا چلی جاتی ہے۔

فرمایا۔ محبت درست نہیں ہوتی درمیان دو شخصوں کے لیکن ایسے کہ ایک دوسرے کو کہے اے میں، اور جب محبت درست ہو جاتی ہے شرط ادب اٹھ جاتی ہے۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب علایق کی محبت حرام کی ہے۔

فرمایا۔ محبت افراطِ میل ہے بے مثل پر، کوئی خدا کی محبت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اپنی جان اس کی راہ میں سخاوت نہ کرے۔

مراقبہ۔ پوچھا گیا حقیقتِ مراقبہ کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک حال ہے، جس میں مراقب کو اس چیز کا انتظار ہو، جس کے وقوع سے ڈرتا ہے۔ اس لئے وہ ایک حالت ہوتی ہے جیسے کوئی شبخون سے ڈرے اور نہ سوئے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے فارتقب

یعنی فانتظر

یعنی فانتظر۔ جس کے معنی ہیں انتظار کر۔

پوچھا گیا مراقبہ اور حیا میں کیا فرق ہے؟ فرمایا۔ مراقبہ غائب کا انتظار ہے، اور حیا حاضر مشاہدہ سے خجلت۔

فرمایا۔ مراقبہ یہ ہے کہ تو ڈرنے والا ہو اور فوت شدہ کے۔

مرید و مراد۔ فرمایا۔ مرید وہ ہے کہ سیاست میں ہو علم سے، اور مراد رعایت میں حق تعالٰے کے، اس لئے کہ مرید دوڑنے والا ہے اور مراد اڑنے والا، دوڑنے والا اڑنے والے تک کب پہنچ سکتا ہے۔

مشاہدہ۔ فرمایا۔ مقامات ساتھ مشاہدوں کے ہیں، جس کو مشاہدہ احوال ہے وہ رفیق ہے، اور جس کو مشاہدہ صفات ہے وہ اسیر ہے، کیونکہ یہاں رنج پہنچتا ہے اس لئے کہ اپنی خودی باقی ہوتی ہے، اس کو رات دن میں ہزار بار مرنا چاہیئے جب کہ وہ فانی ہوا اور حضورِ حق حاصل ہوا اسیر ہوا۔

فرمایا۔ نبیوں کا کلام خبر ہے حضور سے، اور صدیقوں کا کلام اشارہ ہے مشاہدہ سے۔

فرمایا۔ مشاہدہ غرق ہے، اور وجد ہلاک۔

فرمایا۔ وجد زندہ کرنے والا سب کا ہے، اور مشاہدہ مارنے والا سب کا۔

فرمایا۔ مشاہدہ ربوبیت کو قائم کرنا ہے، اور عبودیت کو دور کرنا ہے، لیکن اس شرط پر کہ تو اپنے آپ کو درمیان میں مطلق نہ دیکھے۔

فرمایا۔ کسی چیز کا دکھائی دینا ساتھ پانے ذات اس چیز کے مشاہدہ ہے۔

معرفت۔ فرمایا۔ معرفت کی دو قسم ہیں، معرفت تعرّف، اور معرفت تعریف، معرفت تعرف یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کے ساتھ آشنا کرے، اور معرفت تعریف یہ ہے کہ اس کو اپنے ساتھ شناسا کرے۔

فرمایا۔ معرفت مکرِ خدا ہے، یعنی جو خیال کرے کہ عارف ہے ممکور ہے، یعنی مکر سے پُر ہے۔

فرمایا۔ معرفت وجودِ جہل ہے تیرے حصولِ علم کے وقت، لوگوں نے کہا زیادہ کیجئے؟ فرمایا عارف اور معروف وہی ہے۔

فرمایا۔ علم ایک چیز ہے محیط، اور معرفت ایک چیز ہے محیط، پس خدا کہاں ہے اور بندہ کہاں، یعنی علم خدا کے واسطے ہے، اور معرفت بندہ کے واسطے، اور دونو محیط ہیں، اور یہ محیط اس سبب سے ہے کہ عکس اس کا ہے، جب یہ محیط اُس محیط میں غرق ہوجاتا ہے شرک نہیں رہتا، اور جب تک کہ تو خدا اور بندہ کہتا ہے شرک ہے، بلکہ عارف و معروف ایک ہے۔

مکر۔ فرمایا۔ مکر یہ ہے کہ کوئی پانی پر چلتا ہے، کوئی ہوا پر اڑتا ہے، اور سب اُس کی اِس امر میں تصدیق کرتے ہیں، اور اس کے اشارہ کی یہ حالت دیکھ کر تصحیح کرتے ہیں، یہ اُس شخص کے نزدیک کہ جانتا ہے بالکل مکر ہے۔

فرمایا۔ مرید کا مکر سے بیخوف رہنا گناہ کبیرہ ہے، اور واصل کا مکر سے بیفکر رہنا کفر ہے۔

مُوحد۔ فرمایا صفت بندگی کی تمام تر ذلت اور عاجزی و ضعف ہے، اور صفت خداوند کی تمام تر عزت و قدرت ہے، اور جو کوئی یہ جدا کر سکے باوجودیکہ گم ہوا ہو تو وہ موحد ہے۔

مومن و منافق۔ فرمایا مومن کا دل ایک ساعت میں ستر بار گردش کرتا ہے اور منافق کا دل ستر برس میں ایک بار بھی نہیں پھرتا۔

وجد۔ فرمایا۔ وجد علیٰحدگی اوصاف کی ہے ظہورِ ذات میں اور سرور، یعنی کچھ اوصاف توئی کے تجھ میں ہیں جدا ہو جائیں، اور وہ چیز کہ تیری ذات ایک نا

ایک ناچیز دکھائی دیوے ۔

وقت ۔ فرمایا۔ جو وقت کہ گذر جاتا ہے ہرگز اس کو نہیں پاسکتے ، اور کوئی چیز عزیز اور قیمتی زیادہ وقت سے نہیں ۔

فرمایا۔ اولیاء اللہ رح پر اوقات میں انفاس کی نگہداشت سے زیادہ سخت کوئی شے نہیں ۔

یقین ۔ فرمایا۔ یقین علم کا دل میں قرار پکڑنا ہے ایسا کہ تغیر نہ آوے ، اور دل اس سے خالی نہ ہو ۔

فرمایا۔ یقین یہ ہے کہ تو ارادہ رزق کا نہ کرے ، اور غم رزق کا نہ کھائے ، اور اس علم کے ساتھ کہ یقیناً تیرا رزق تجھ کو ملے گا مشغول رہے ۔

مُعرّفینِ کمال

۱ ۔ ایک روز کسی نے حضرت شیخ سری سقطی رح سے پوچھا کہ کوئی مرید درجہ میں پیر سے بھی بڑھ گیا ہے؟ فرمایا۔ جنید رح اپنے پیر کے مرتبہ سے بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

۲ ۔ حضرت مؤمل جصاص شیرازی رح کا قول ہے کہ حکمت جنید رح کو دی گئی اور وجد شاہ شجاع کرمانی رح کو دیا گیا ، اور اخلاق ابو حفص رح کو عطا ہوا ، اور بایزید منزل حیرت سے مشرف ہوئے۔

۳ ۔ حضرت ابو جعفر حدّاد رح کہتے ہیں کہ اگر عقل مشخص ہوتی تو حضرت سید الطائفہ کی صورت میں نمایاں ہوتی ۔

۴ ۔ حضرت ابو سعید خراز رح فرمایا کرتے کہ میں نے دو ہی صوفی دیکھے ، ایک حضرت سید الطائفہ رح اور دوسرے ابن عطار رح ۔

۵ - حضرت ابو عثمان حیری رح فرماتے ہیں کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ساری دنیا میں صرف تین شخص ہیں جن کا چوتھا نہیں ، ابو عثمان رح (راوی مذکور) نیشا پور میں ، جنید رح بغداد میں ، ابو عبد اللہ بن جلا رح شام میں ۔[1]

۶ - خلیفہ بغداد نے ایک دن حضرت رویم رح کو کسی بات پر کہا او بے ادب انہوں نے فرمایا میں ایک دن دوپہر تک جنید رح کے پاس بیٹھا رہا ہوں ، اور جس کو نصف یوم جنید رح کی صحبت نصیب ہو وہ بے ادب نہیں ہو سکتا ۔[2]

۷ - قاضی ابن سریج فقیہ شافعیہ آپ کی تقریر سنکر بے اختیار بول اٹھے کہ یہ شوکت جھوٹ بولنے والے کے کلام میں نہیں ہو سکتی ، اور پھر حضرت جنید رح کے بعد اپنی خوش بیانی پر کبھی نازاں ہوتے تو کہا کرتے کہ یہ صرف حضرت سید الطائفہ کی صحبت کا فیض ہے ۔[3]

۸ - حضرت ابو علی حسن المسوحی رح نے انس کے بیان میں آپ کی تقریر سنی تو فرمایا کہ آسمان کے نیچے جتنے ہیں سب مر جائیں تو بھی یہ پر اثر تقریر سن لینے کے بعد مجھے وحشت نہ ہوگی ۔[4]

۹ - حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خفیف ضبی شیرازی رح اپنے مریدوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہمارے شیوخ سابقہ میں سے پانچ بزرگ ایسے ہیں جن کی تم ہر امر میں اقتدا کیا کرو ، حارث بن اسد محاسبی رح ، سید الطائفہ جنید بن محمد بغدادی رح ، ابو محمد رویم رح ، ابو العباس ابن عطا رح ، عمرو بن عثمان مکی رح ، اس لئے کہ یہ سب بزرگ علم ظاہر و باطن کے جامع تھے ۔[5]

۱۰ - ایک دن حضرت ابو عبد اللہ بن خفیف رح اور شیخ علی بن بندار صوفی رح شیراز کی گلیوں میں گذر رہے تھے ، ابو عبد اللہ رح نے علی بن بندار رح کو کہا کہ آپ آگے چلئے ، انہوں نے کہا کہ مجھ میں کونسی فضیلت ہے کہ آگے چلوں ؟ تو ابو عبد اللہ رح نے جواب دیا کہ اس سے

[1] رسالہ قشیریہ [2] نفحات الانس ۱۲ [3] مرآۃ الجنان ۱۲ [4] نفحات الانس ۱۲ [5] رسالہ قشیریہ ۱۲ مترجم

کہ اس سے بڑی کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ تمہاری آنکھوں کو حضرت سیدالطائفہؒ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔[1]

۱۱۔ حضرت ابوالعباس احمد ابن عطا رحؒ کہتے ہیں کہ ہمارے امام اور وہ مرکز جس کی پیروی کی جائے حضرت سیدالطائفہ رحؒ ہیں۔[2]

۱۲۔ حضرت ابوعمرو محمد بن ابراہیم الزجاجی رحؒ کہا کرتے کہ میں نے تیس[3] سال تک حضرت سیدالطائفہ رحؒ کی بیعت اخلاص کی ہے، اور اس پر فخر کیا کرتے۔

اولادِ کرام

آپ کے دو بیٹے تھے۔ اوّل حضرت شیخ قاسم رحؒ انہیں کے نام سے آپ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی۔

دوم۔ حضرت شیخ عثمان رحؒ۔ ان کی اولاد میں سے شاہ منوّر علی مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ ابن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ عثمان رحمہم اللہ[4]

حضرت سیدالطائفہ رحؒ کی اولاد سے بڑے بڑے مشاہیر اولیاء اللہ رحؒ ہوتے رہے چنانچہ بعض کے حالات یہ ہیں۔

(۱) حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ کے زمانہ میں ایک بزرگ شیخ عبدالقادر بن شیخ عارف بغدادی رحؒ مشہور تھے۔

(۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحؒ کتاب انیس الارواح میں لکھتے ہیں۔

بعد اس کے ہم (خواجہ عثمان ہارونی رحؒ و خواجہ معین الدین رحؒ مدینہ طیبہ سے) روانہ ہو کر شہر بدخشان میں آئے، ایک بزرگ سے ملاقات کی، وہ اولاد خواجہ جنید بغدادی رحؒ سے تھے، عمر ان کی ایک سو[5] چالیس برس کی تھی، از حد مشغول مع اللہ

[1] عوارف المعارف ۱۲ [2] ، [3] نفحات الانس [4] حضرت گنج اسرار ... برزخ

تھے ۔ وہ ایک پاؤں سے لنگڑے تھے ، وہ پاؤں جڑ سے کٹا ہوا تھا ، ہمیں دیکھنے اِس امر سے تعجب ہوا ، سبب قطع ہونے پاؤں کا دریافت کیا ، فرمانے لگے کہ میں ایک مدت سے اِس صومعہ میں معتکف ہوں ، کبھی خواہش نفس سے ایک قدم بھی اس صومعہ سے باہر نہیں رکھا ، ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہوائے نفسانی سے یہ بُریدہ پاؤں باہر نکالا ، اور دوسرا نکال کر ارادہ روانگی کا تھا کہ ہاتف نے آواز دی "اے مدعی ہمیں عہد بود کہ فراموش کردی" یہ آواز سن کر متنبہ ہوا ، اور اپنی وعدہ خلافی سے پشیمان ہوا ، چھری میرے پاس تھی ، فی الفور نیام سے نکالی ، اور اس پاؤں کو جو باہر نکالا تھا کاٹ کر باہر پھینک دیا ، اِس واقعہ کو چالیس برس ہو گئے ہیں ، اس وقت سے عالم تحیر میں مبتلا ہوں ، اور نہایت شرمندہ ہوں کہ کل کیونکر درویشوں میں منہ دکھاؤں گا ، یہ سن کر ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور بخارا پہنچے ۔"

(۳) کتاب راحت القلوب میں ہے ۔

اس کے بعد (خواجہ فریدالدین گنجشکر رحمہ نے) ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں جانب بغداد مسافر تھا ، جب بغداد میں پہنچا ، اور وہاں کی سیر کی ، اور مطلب اِس سیر و سیاحت سے یہ تھا کہ کسی اہل اللہ کی زیارت نصیب ہو ، چنانچہ میں اپنا یہ ارادہ ہر کس و ناکس کے آگے ظاہر کرتا ، اور ان سے بزرگانِ دین کا سراغ پوچھتا ، الغرض مجھے ایک بزرگ کا حال معلوم ہوا کہ کنارہ دریائے دجلہ پر مسکن گزین ہیں ، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا ، وہ نماز میں معروف تھے ، مجھے اِس قدر انتظار کرنا پڑا کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے ، اس وقت میں نے سلام کیا ، وہ جواب سلام دے کر فرمانے لگے کہ بیٹھ جاؤ ، میں حسب الامر بیٹھ گیا ، ان کے چہرہ سے عظمت و ہیبت طاری تھی اور منہ ان کا مانند چاند چودھویں رات کے تاباں و درخشاں تھا ، الغرض وہ میری جانب مخاطب ہوئے

مخاطب ہوئے ، اور ارشاد فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا اجودھن سے آتا ہوں ، ارشاد فرمایا کہ اگر بزرگوں کی زیارت کی غرض سے یہ سفر اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو بھی بزرگی عنایت فرما دے گا ، جب انہوں نے یہ فرمایا ، میں نے سر تسلیم خم کیا ، اس کے بعد انہوں نے اپنی حکایت بیان کرنا شروع کی کہ اے مولانا فرید! مجھے پچاس برس یا اس سے کچھ کم و بیش اس غار میں رہتے ہوئے گذر رہے ہیں ، میں حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہوں ، جڑی بوٹی میری خورش ہے ، شب گذشتہ کو ستائیسویں رجب کی شب تھی ، میں شب بیدار تھا ، اے فرید! اگر تم آج کی رات کی حکایت سنو تو میں بیان کروں ، میں نے عرض کیا کہ بسر و چشم سنوں گا ، فرمانے لگے کہ عرصہ بیس سال سے شب زندہ دار ہوں ، لیکن شب گذشتہ اتفاقاً میری آنکھ مصلے پر لگ گئی ، کیا خواب دیکھتا ہوں کہ آسمان اول سے ستر ہزار فرشتے اُترے اور میری روح کو عالم بالا میں لے گئے ، جب آسمان اوّل پر پہنچا ، فرشتوں کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر یہ تسبیح پڑھ رہے ہیں ، سبحان ذی الملك والملكوت میں نے پوچھا یہ کب سے اس طور پر کھڑے ہیں؟ آواز آئی جس روز سے مخلوق ہوئی اسی روز سے اس طرح کھڑے ہیں ، اور عبادت ان کی یہی تسبیح ہے ، بعدہٗ اس آسمان سے آسمان دوم پر پہنچا ، اور عجائبات قدرت الٰہی مشاہدہ کئے کہ وصف اور حال ان کا بیان نہیں ہو سکتا ، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا اشیاء عجیبہ پیدا کی ہیں ، القصہ زیر عرش پہنچا ، آواز آئی کہ وہیں ٹھہراؤ ، میں ٹھہرایا گیا ، جملہ انبیاء و اولیاء اس جگہ حاضر تھے ، میں نے اپنے دادا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا کہ متفکر سر نیچا کئے ہوئے کھڑے ہیں ، اُس وقت میرا نام لے کر پکارا ، میں نے جواب میں لبیک عرض کی ، فرمان ہوا اچھے آئے اور عبادت کا حق خوب بجا لائے ، اب تم پر عنایت کی جاتی ہے ، تمہارا مقام علیین ہوا ،

میں اس امر کے سننے سے بہت خوش ہوا ، اور سر سجدہ میں رکھا ، فرمان ہوا سر اٹھاؤ ، میں نے سر اٹھایا اور عرض کی اس سے بالاتر رتبہ کا خواستگار ہوں ، حکم ہوا اے فلانے اس جگہ سے آگے نہ جاسکوگے ، معراج تمہارا اسی جگہ تک ہے ، جب اپنا کام زیادہ کروگے اعلیٰ رتبہ کے مستحق ہوگے ، جب میں نے یہ آواز سنی واپس ہوا ، اور نزدیک جد اپنے حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے آیا ، اور پیروں میں گر پڑا ، اور دریافت کیا کہ آپ متفکر اور سرافگندہ کس واسطے تھے ؟ ارشاد فرمایا کہ جب تجھے اس جگہ لائے میں متحیر ہوا کہ شاید اس سے کوئی خلاف امر صادر ہوا ہو ، اور اس وجہ سے لائے ہوں کہ مجھے شرم دلائی جاوے کہ یہ تمہارا پوتا ہے جو تمہارے طریقہ کے خلاف تھا ، میں یہ سن کر بیدار ہوگیا ، اور اپنے تئیں اس مقام میں پایا ، پس اے فرید ! جو طلب خدا کرتا ہے حق تعالیٰ بھی اس کا طالب ہوتا ہے ، آدمی کو لازم ہے کہ ہر وقت اپنی علو مرتبہ کی کوشش کرتا رہے ، جو شخص اس رات کو جاگے گا البتہ سعادت اس شب کی اس کو حاصل ہوگی ، یہ فرماکر خاموش ہو رہے ، میں (خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ) بوجہ ہو جانے رات کے ٹھہر گیا ، ان کا قاعدہ دیکھنے میں آیا کہ بعد نماز عشا کے نماز معکوس پڑھتے ہیں ، اور صبح تک نماز معکوس میں رہتے ہیں ، میں علی الصباح وہاں سے روانہ ہو کر بغداد واپس آیا۔[۵]

خلفائے عظام

آپ فرماتے ہیں کہ دس ہزار صادق مریدوں کو جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صدق کے طور پر لائے ، اور ان سب کو معرفت کی راہ میں قہر کے سمندر میں غرق کردیا ، آخر کار ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کو اوپر لائے ، اور ہماری ارادت کے آسمان کا آفتاب بنایا۔[۶]

(۱) حضرت

۵ راحت القلوب ، ۶ عنہ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ فرزند

(۱) حضرت شیخ ابوبکر شبلی رح

ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) حضرت شیخ ابوالحسین احمد بن سعد المالکی البغدادی رح

نوری رح سے بھی صحبت رکھتے، فصیح الکلام تھے، طرسوس میں بروز چہار شنبہ ۱۴ محرم ۲۷۲ھ کو انتقال کیا۔

ان کے ایک مرید شیخ ابوبکر علی بن احمد بن محمد طرسوسی رح الملقب بہ طاؤس الحرمین متوفی ۳۷۴ھ اکابر مشائخ سے تھے۔

(۳) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن عبد اللہ دقاق رح

جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، ابوحمزہ خراسانی رح اور نوری رح کے اقران سے تھے، ۲۹۰ھ میں وفات پائی۔

(۴) حضرت شیخ ابوحمزہ خراسانی نیشاپوری رح

جوانمردان مشائخ سے تھے، ابوتراب نخشبی رح اور ابوسعید خراز رح سے بھی صحبت رکھی، ہوا کا جھونکا آنے پر ان کو وجد ہو جایا کرتا، ایک بار حارث محاسبی رح کے گھر بکری کی آواز سن کر ان کو وجد ہو گیا، اور بیساختہ کہہ اٹھے عزاللہ جل جلالہٗ۔ ۲۹۰ھ میں وفات پائی۔

(۵) حضرت شیخ ابواسحاق ابراہیم بن احمد خوّاص رح

توکل و تجرید میں شان بلند رکھتے تھے، معاصرین ان کو رئیس المتوکلین کہا کرتے، نوری رح سے بھی فیض پایا تھا، صحبت دار حضرت خضر علیہ السلام تھے، فرمایا ہے العلم کلّہٗ فی کلمتین لاتتکلف ماکفیت ولاتضیع مااستکفیت۔ ۲۹۱ھ میں فوت ہوئے، یوسف بن حسین رح نے غسل دیا، قبر رَے میں زیر حصار طغرک ہے۔

اِن کے ایک مرید شیخ ابو الحسن دراج بغدادی متوفی ۳۲۰ھ کامل بزرگ تھے۔ عہ

(۶) حضرت شیخ ابو عبد اللہ عمرو بن عثمان مکّی صوفی رح

یمنی الاصل محترم محدث تھے، صحیح بخاری کی روایت کرتے تھے عہ ابو سعید خراز رح اور ابو عبد اللہ نباجی رح سے بھی صحبت رکھی، اِن کا کلام لوگوں کے فہم سے بلند ہوا تو مکہ مکرمہ سے نکالے گئے، پھر جدہ میں چلے گئے، اور وہاں کے قاضی مقرر ہوئے، علم حقایق کے عالم تھے عہ فرمایا ہے المروۃ التغافل عن زلل الاخوان۔ اور فرمایا لا یقع علی کیفیۃ الوجد عبارۃ لانہ سر اللہ عند المؤمنین عہ ۲۹۷ھ میں انتقال کیا عہ

(۷) حضرت شیخ ممشاد دینوری رح

مشایخ عراق سے تھے، علم و کرامات و احوال نیک میں یگانہ وقت تھے، یحییٰ جلاء رح سے بھی صحبت رکھی، ایک دن راستہ میں جا رہے تھے، ایک کتا بھونکا، انہوں نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کتا وہیں مر گیا۔ فرمایا ہے چالیس سال سے بہشت کو تمام نعمتوں سمیت مجھ پر پیش کر رہے ہیں، لیکن میں نے گوشہ چشم سے بھی اس کی طرف التفات نہ کی، اور فرمایا عارف کو بستر میں ایک آئینہ دیا گیا ہے، جس وقت اس میں دیکھے اللہ کو دیکھتا ہے، اور فرمایا طریق الحق بعید والسیر مع الحق شدید عہ اور فرمایا۔ ادب المرید فی التزام حرمات المشائخ وخدمۃ الاخوان والخروج عن الاسباب وحفظ اداب الشرع، ۲۹۹ھ میں وفات پائی عہ

ف سلسلہ چشتیہ میں بھی ایک بزرگ خواجہ علو ممشاد دینوری رح کا نام آتا ہے جن کا سنہ وفات بھی یہی ہے جس سے عام مورخین کو اشتباہ واقع ہوا ہے، لیکن صاحب سفینۃ الاولیا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے تصریح کی ہے کہ وہ علیحدہ بزرگ تھے اُن کا نام خواجہ علو دینوری رح تھا۔ فقیر شرافت عافاہ اللہ کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔

(۸) حضرت

عہ سفینۃ الاولیا ۱۲ عہ طبقات الکبریٰ ۱۲ عہ خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص۱۷۱ عہ نفحات الانس ص۸۵ عہ صفۃ الصوفیہ ۱۲ عہ نفحات الانس ص۲۴ شرافت۔

(۸) حضرت شیخ ابو محمد رُوَیم بن احمد بن یزید بن رُوَیم بغدادی رح

بغداد کے علمائے مشایخ سے تھے، فقہ داؤد اصفہانی رح کے فقیہ و عالم تھے، صایم الدہر رہتے، ابو عبداللہ خفیف رح کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے رُوَیم جیسا کوئی نہیں دیکھا جو توحید میں کلام کرتا ہو، اخیر عمر میں اپنے آپ کو دنیا داروں میں پوشیدہ رکھا، اِن کو تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ھوالذی لایملك شیئًا ولا یملکہ۔ اور فرمایا۔ التصوف ترك التفاضل بین الشیئین [۱]

۳۰۲ھ میں وفات پائی، قبر شونیزیہ بغداد میں ہے [۲]

ان کے سلسلہ میں شیخ ابو عبداللہ حموی رح مقتدائے سلسلہ حمویہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ ابو علی رح کے، وہ مرید شیخ ابو القاسم سندوسی رح کے، وہ مرید شیخ رُوَیم رح کے، [۳] رحمۃ اللہ علیہم۔

(۹) حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف بن حسین الرازی رح

اعاظم مشایخ رَے سے تھے، عمر دراز پائی، ادیب اور عالم تھے، ذوالنون مصری سے بھی صحبت رکھی، حضرت سید الطائفہ رح کی ان سے مراسلت تھی، طریق ملامتیہ رکھتے تھے، ۳۰۴ھ میں وفات پائی [۱]

(۱۰) حضرت شیخ قاضی ابو العباس احمد بن عمران بن سُرَیج فقیہ رح

علم ظاہری کے بڑے عالم اور فقیہ عراق تھے، لوگ ان کو شافعی صغیر کہتے تھے، [۲] ان کا سلسلہ تلمذ امام شافعی رح تک اس طرح پہنچتا ہے کہ یہ قاسم انماطی رح کے شاگرد تھے، اور وہ اسمٰعیل مزنی رح کے، اور وہ شافعی رح کے، [۳] ابو عبداللہ خفیف رح کہتے ہیں کہ ابن سُریج رح کے شیراز جانے سے پہلے سب علما صوفیوں کو جاہل خیال کرتے تھے، جب یہ شیراز گئے تو سب کو صوفیہ کے مراتب کی پہچان ہوئی [۴]، ایک دن علما

کے ساتھ مشغول رہتے ، اور ایک دن صوفیا کے ساتھ ، انہوں نے چار سو کتا بیں تصنیف کیں ، فقہ شافعیہ کو اِن سے بہت تقویت ہوئی ، محمد بن داؤد ظاہری رحمہ ان کا مناظرہ بھی رہا تھا[۱] ۳۰۵ھ میں وفات پائی ۔[۲]

(۱۱) حضرت شیخ ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج بیضاوی رحمہ

فارس کے شہر بیضا میں پیدا ہوئے ، اور عراق کے شہر واسط میں نشو و نما ہوئی ، عمرو بن عثمان مکی رحمہ کے شاگرد تھے ، نوری رحمہ سے بھی صحبت رکھتے ، ابوعبداللہ خفیف رحمہ نے ان کو امام ربانی کہا ہے ، شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمہ کہتے ہیں کہ ان کے عہد میں مشرق سے مغرب تک کوئی شخص علوِ حال میں ان جیسا نہ تھا ، ہر دن رات میں ہزار رکعت نفل پڑھتے ، جس روز شہید ہوئے اُس روز بھی پانسو رکعت پڑھی تھیں[۳] ، بوقت محویت و استغراق ان سے نعرۂ انا الحق صادر ہوا جس کی وجہ سے علمائے ظاہر نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا[۴] ، اور بروز سہ شنبہ ۲۴ ذیقعد ۳۰۹ھ میں بغداد کے باب الطاق میں ہاتھ پاؤں کاٹ کر نہایت بے رحمی سے شہید کئے گئے ۔[۵]

ان کے چار مرید اکابر مشائخ سے تھے شیخ احمد بن حسین حلاج رحمہ ، شیخ عبدالملک اسکاف رحمہ ، شیخ ابراہیم بن فاتک رحمہ ، شیخ ابوالقاسم فارس بن عیسیٰ بغدادی متوفی ۳۴۲ھ ۔[۶]

(۱۲) حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء الآدمی البغدادی رحمہ

علمائے مشائخ اور صوفیائے ظرفا سے تھے ، ان کا کلام نیک اور زبان فصیح ہے ، ابراہیم مارستانی رحمہ اور خراز رحمہ سے بھی صحبت رکھتے ، قرآن مجید کی تفسیر اول سے آخر تک بزبانِ اشارات کی ہے ، آیت شریف یمیتنی ثم یحیین (الشعراء) کی تفسیر میں

[۱] تفسیر بغدادی ص۱۰۸ ، مرآۃ الجنان ۲ ، [۲] نفحات الانس ص۱۰۱ ، [۳] نفحات الانس ص۱۴۰ ، [۴] خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص۱۴۳ ، [۵] وفیات الاعیان ۲ ، [۶] نفحات الانس ، [۷] سفینۃ الاولیاء ، مرآۃ

کی تفسیر میں لکھا ہے یمیتنی عنی ثم یحیینی بہٖ ۔ نیز آیہ کریمہ اِنَّ الّذین قالوا ربّنا

اللہ ثُمّ استقاموا کے ترجمہ میں کہا ہے ثم استقاموا علیٰ انفراد القلب باللہ تعالیٰ (الاحقاف ع ۲)

ابن العطا رہ نے پوچھا افضل طاعات کیا ہے؟ فرمایا ۔ ملاحظۃ الحقّ علیٰ دوام الاوقات

اِن کو خلفائے عباسیہ کے وزیر علی بن عیسٰے نے حلاج کے بعد شہید کروایا ، ماہ ذیقعد

۳۰۹ھ میں شہادت ہوئی ۔[عہ]

اِن کے ایک مرید شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن سہیل الصّوفی الفوشنجی رہ متوفی

۳۴۸ھ مشہور بزرگ تھے ۔[عہ]

(۱۳) حضرت شیخ ابومحمد احمد بن محمد بن حسین الجُرَیری رہ

حضرت سیّد الطائفہ رہ کے کبار اصحاب سے تھے ، اُن کے بعد خانقاہ کے جانشین ہوئے

سہل بن عبداللہ تُستری رہ اور ابوبکر خبّاز رہ سے بھی صحبت رکھی ، فقہ و اصول میں امام

تھے ، ایک سال مکہ مکرمہ میں رہے ، اتنا عرصہ نہ سوئے نہ لیٹے نہ پاؤں دراز کئے ،

اور نہ ہی کلام کیا ۔[للعہ]

جنگ قرامطہ میں پیاس سے شہید ہوئے ، ایک درویش کہتا ہے کہ میں نے قرامطہ

کے کشتوں میں اِن کو دیکھا کہ جان توڑ رہے ہیں ، میں نے کہا یا شیخ ! دعا کرو کہ

خدا بلا کو دفع کرے ، فرمانے لگے نزولِ بلا سے پہلے دعا کا وقت ہے ، اور جب بلا

نازل ہو جائے تو پھر تسلیم و رضا کا وقت ہے ، فرمایا ہے ۔ التصوّف عنوۃ لاصلح ۔

انہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی ، ۳۱۴ھ میں شہید ہوئے ۔[صہ]

اِن کے سلسلہ میں شیخ ابوعلی زرگر رہ مشہور بزرگ گذرے ہیں ۔ وہ مرید شیخ ابوالعبّاس

احمد بن محمد بن عبدالکریم القصّاب آملی رہ کے ، وہ مرید شیخ محمد بن عبداللہ الطبری

کے ، وہ مرید شیخ ابومحمد جُریری رہ کے ۔[سہ]

عہ نفحات الانس ص ۹۴ عہ نفحات الانس ص ۱۵۵ سہ نفحات الانس ص ۹۶ للعہ سفینۃ الاولیاء ۱۲ صہ نفحات الانس ص ۹۶ سہ نفحات الانس ۱۲ شرافت ۔

(۱۴) حضرت شیخ بُنان بن محمد الحمّال رحمۃ اللہ علیہ

واسطی الاصل تھے، لیکن مصر میں رہتے ۔ فقہ، حدیث، تفسیر، تصوف کے عالم تھے۔
ایک دن کسی کو امرِ شرعی میں احتساب کیا، اُنہوں نے ایک کمرہ میں شیر کے آگے ڈال دیا
شیر اِن کو چاٹنے لگا، جب باہر نکالے گئے تو پوچھا کہ آپ کس خیال میں تھے؟ تو فرمایا کہ شیر
کے لعاب کے مسئلہ میں خیال کر رہا تھا کہ یہ پاک ہے یا نہیں ؎
اِن کو پوچھا گیا کہ صوفیوں کے بزرگتر احوال کیا ہیں؟ فرمایا ۔ الثقۃ بالمضمون
والقیام بالاوامر والمراعات السرّ والتخلی من الکونین بالتشبث بالحق
تعالیٰ ۔ رمضان ۳۱۶ھ میں وفات پائی، قبر مصر میں ہے ؎

(۱۵) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن موسےٰ الواسطی المعروف بہ ابن الفرغانی رحمۃ اللہ علیہ

اصل وطن خراسان کا شہر فرغانہ تھا ؎ علمائے مشائخ سے تھے، اصول و فروع میں عالم
تھے، نوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحبت رکھتے، اصولِ تصوف میں اِن جیسا کلام کسی نے نہیں
کیا، شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ واسطی رحمۃ اللہ علیہ امام توحید ہے، فرما
ہے ۔ مَیں اور وُہ اور مَیں اور میرا کام اور اس کی جزا اور میری دعا اور اس کی
قبولیت وعطا سب ثنویت اور دوگانگی ہے، نیز فرمایا ۔ جو کہتا ہے میں نزدیک ہوں
وہ دور ہے اور جو کہتا ہے میں ہستی میں دور ہوں وہ نیست ہے اور یہی تصوف ہے
۳۲۰ھ میں وفات پائی، قبر مرو میں ہے ؎
ان کے سلسلہ میں شیخ ابو علی محمد بن محمد عمر بن شبّویۃ المروزی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں
وہ مرید شیخ ابوالعباس قاسم بن مہدی سیّاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۴۲ھ مقتدائے سلسلہ
سیّاریہ کے، وہ مرید شیخ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

(۱۶) حضرت شیخ ابو علی احمد بن محمد بن ابوالقاسم بن منصور رودباری رحمۃ اللہ علیہ

نشوونما

؎ خزینۃ الاصفیاء جلد دوم صفحہ ۱۸۶ ؎ نفحات الانس صفحہ ۱۰۹ ؎ جنید بغدادی صفحہ ۱۰۱ ؎ نفحات الانس صفحہ ۱۳۲ ؎ نفحات الانس ۱۲ مرتب۔

نشو ونما بغداد میں ہوئی، آخر مصر میں اقامت گزین ہوئے، حافظِ حدیث، عالم، فقیہ، ادیب، امام، سیّد قوم تھے۔ نوری رح اور ابو حمزہ رح اور مسُوحی رح سے بھی صحبت رکھی، ابو علی کاتب رح کہا کرتے ہیں نے علمِ شریعت وحقیقت کا جامع ابو علی رودباری کے سوا کوئی نہیں دیکھا، اور جب کبھی اِن کا نام لیتے سیّد نا کہتے ؏

یہ اپنے اساتذۂ علوم پر فخر وناز کیا کرتے تھے کہ تصوّف میں میرے استاد حضرت جنید بغدادی رح، اور فقہ میں ابو العباس سُریج رح، اور ادب میں ثعلب رح، اور حدیث میں ابراہیم حربی رح تھے۔ فرمایا ہے علامة اعراض اللہ تعالٰی عن العبد ان یشغله بما لا ینفعه۔ اور فرمایا۔ مالم تخرج من کلیتك لم تدخل فی حد المحبة۔

نزع کے وقت فرمایا۔ ؎

وحقك لا نظرت الی سواکا بعین مودة حتی اراکا

۳۲۱ھ میں وفات پائی ؏

اِن کا سلسلہ فقر دنیا میں کافی ہے چنانچہ اِس سلسلہ کے ایک بزرگ ہماری دیار میں مشہور گذرے ہیں جن کا نام شیخ اسمٰعیل المعروف شاہ نعمت اللہ ولی الملقب حاجی دیوان بن سلیمان بن شاہ دِتہ بن بھٹی بن لاڈو قوم ڈوگر عرف سوہن تھا، ۹۰۰ھ میں مقام لاڈوآنہ متصل ننکانہ پیدا ہوئے، لاہور میں تعلیم ظاہری پائی، مقبول اولیا راللہ سے صاحب خوارق وکرامات تھے، اِن کے دو بیٹے شیخ صدر الدین رح اور شیخ کالا رح بھی کامل درویش تھے، ۱۰۰۱ھ میں انتقال کیا، اور قصبہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں مزار مبارک مرجع عوام ہے، روضہ شریف پر یہ تاریخ درج ہے۔

آفتاب حقیقت وعرفاں	نعمت اللہ پیر قطب زماں
از مریدانِ خاص حضرتِ نوح	آنکہ بود دست مقتدائے جہاں

؏ نفحات الانس ص۱۲۱ ؏ سفینۃ الاولیاء ص۱۲۲ ؏ نفحات الانس ص۱۲۱ ؏ خزینۃ

از حضورِ جنابِ مرشد خود	شد ملقب بہ حاجی دیوان
نائبِ سہروردیانِ عظام	خطۂ ڈوگراں بدو نازاں
روضہ اش راکہ نورِ تربِ بہشت	رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ جَنَّت داں
گر تو خواہی خبر ز سالِ وصال	روضہ اش را ببین و رَوْضَہ بخواں
ہمہ اولادِ او گرامی باد	بحرِ فیضش ہمیشہ باد رواں

حضرت حاجی دیوان رح کی اولاد بہت ہے، صاحبِ مخزنِ پنجاب نے لکھا ہے کہ ان کی اولاد کے واسطے ایک ہزار تیس روپیہ سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے۔

زمانہ حاضرہ میں ان کی اولاد میں سے میاں حاتم علی صاحب اہلِ علم و فقر و زُہد صوفی مشرب مہمان نواز ہیں، اکثر مطالعہ کتب میں معروف رہتے ہیں، فقیر شرافت عافاہ اللہ کے بھی خاص کرم فرما ہیں سلّمہ اللہ تعالیٰ۔ خلف الرشید میاں حیات شاہ بن میاں حسین شاہ بن میاں امام شاہ بن میاں پیر شاہ بن میاں محمد غوث بن شاہ نور جلال بن شیخ صدر الدین معلّے دیوان (متوفی ۱۰۹۳ھ) بن حضرت حاجی دیوان رحمہم اللہ۔

حاجی صاحب رح کا سلسلہ طریقت اِس طرح پر ہے، وہ مرید مخدوم شیخ نوح بالاکنڈی سندھی رح کے، وہ مرید مخدوم فخر الدین رح کے، وہ مرید مخدوم جلال الدین رح کے، وہ مرید مخدوم تاج الدین رح کے، وہ مرید شیخ عز الدین محمود الکاشی رح کے، وہ مرید شیخ نور الدین عبد الصمد نطنزی رح کے، وہ مرید شیخ ابو سعید رح کے، وہ مرید شیخ نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی رح (متوفی شعبان ۶۷۸ھ) کے، وہ مرید شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رح (متوفی ۶۳۲ھ) کے، وہ مرید شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رح (متوفی ۱۲ جمادی الآخر ۵۶۳ھ) مقتدائے سلسلہ سہروردیہ کے، وہ مرید شیخ ابو الفتوح شہاب الدین احمد بن محمد غزالی طوسی رح (متوفی ۵۱۷ھ) کے،

وہ مرید

عہ شیخ شہاب الدین سہروردی، سوائے نسبت سہروردیہ کے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رح کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے چنانچہ ان کا تذکرہ خلفائے غوثیہ میں بھی آئے گا ۱۲ شرافت۔

وہ مرید شیخ ابوبکر بن عبداللہ نُستاج طوسیؒ (متوفی ۴۸۷ھ) کے، وہ مرید شیخ ابوالقاسم علی گُرگانی رح (متوفی ۴۵۰ھ) کے، وہ مرید شیخ ابوعثمان سعید بن سلام مغربی رح (متوفی ۳۷۳ھ) کے، وہ مرید شیخ ابوعلی کاتب مصری رح (متوفی ۳۴۶ھ) کے، وہ مرید شیخ ابوعلی رودباری رح کے۔

(۱۷) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن علی بن جعفر الکتّانی البغدادی رح

نوری رح اور خرّاز رح سے بھی برکت حاصل کی، مدت تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے مرتعش رح کہا کرتے الکتّانی سراج الحرم۔ تمام رات نماز پڑھتے، بارہ ہزار ختم قرآن مجید بحالتِ طواف کئے، تیس سال تک پشت زمین پر نہ لگائی، اور کعبہ شریف کے پرنالہ کے نیچے مصروف عبادت رہے۔

صحبت دار حضرت خضر علیہ السلام اور حضوری نبوی تھے، اس لئے معاصرین ان کو شاگرد مصطفےٰ کہا کرتے، جو کچھ کوئی سوال کرتا آپ بالمشافہہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر جواب بتا دیتے۔ ایک مرتبہ ایک رات میں ان کو اکاون مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔

ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ جو شخص روزانہ یاحيّ یاقیّوم یالا الٰہ الّا انت اکتالیس بار پڑھا کرے اُس کا دل نہیں مرتا، فرمایا ہے۔ الصّوفیۃ عُبَید الظواھر احرار البواطن۔ اور فرمایا۔ مَن لَم یتادّب باستاذٍ فھو بطّالٌ۔ اور فرمایا۔ کن فی الدّنیا ببدنك وفی الاٰخرۃ بقلبك۔ ۳۲۲ھ میں وفات پائی، قبر مکہ معظمہ میں ہے۔

(۱۸) حضرت شیخ ابواسحاق ابراہیم بن داؤد القصار الرّقی رح

اجلہ مشایخ شام سے تھے، ذوالنون مصری رح اور ابوعبداللہ جلّا رح کو بھی دیکھا تھا

فرمایا ہے۔ قیمۃ کل انسان بقدر ھمتہ فان کانت ھمتہ الدنیا فلا قیمۃ لہ وان کانت ھمتہ رضی اللہ فلا یمکن استدراک غایۃ قیمتہ ولا الوقوف علیہا اور فرمایا۔ دنیا سے تجھ کو دو چیزیں کافی ہیں، ایک صحبت درویش دوسری حرمت ولی، اور فرمایا۔ درویشوں کا کفاف توکل ہے اور تونگروں کا کفاف ملکیت واسباب پر اعتماد کرنا، ۳۲۶ھ میں وفات پائی۔[۱]

(۱۹) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد المزین بغدادی رح

اتقاد ورع میں بے مثل تھے۔ مدت تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے، سہل تستری رح سے بھی صحبت رکھی، صاحب خوارق تھے، ایک بار شیر سامنے آگیا تو پڑھا ثم اماتہ فاقبرہ۔ شیر اسی جگہ مرگیا، پھر جب پہاڑ پر چڑھ کے تو پڑھا ثم اذا شاء انشرہ۔ تو اسی وقت شیر زندہ ہوگیا۔ فرمایا ہے الکلام من غیر ضرورۃ مقت من اللہ تعالیٰ بالعبد۔ ۳۲۸ھ میں وفات پائی، قبر مکہ مکرمہ میں ہے۔[۲]

(۲۰) حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد مُرتعش نیشاپوری رح

نیشاپور کے محلہ حیرہ کے رہنے والے تھے، وہاں سے بغداد چلے آئے، ابوحفص حداد رح اور ابوعثمان رح کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے، مشائخ عراق کے اماموں میں سے تھے، ہر سال ننگے پاؤں اور ننگے سر ہزار فرسنگ سفر کرتے، اور کسی جگہ دس روز سے زیادہ قیام نہ کرتے۔[۳] تیرہ سال متواتر متوکلانہ شرف حج سے مشرف ہوتے رہے۔[۴] کسی نے پوچھا تصوف کیا ہے؟ فرمایا۔ اشکال وتلبیس وکتمان۔ کسی نے پوچھا افضل اعمال کونسا ہے؟ فرمایا۔ رویۃ فضل اللہ۔[۵] اور فرمایا۔ ہوائے نفس کے خلاف چلنا پانی یا ہوا پر چلنے سے بہتر ہے، ۳۲۸ھ میں وفات پائی۔ قبر بغداد میں ہے۔[۶]

ان کے سلسلۂ

۱؎ نفحات الانس ص ۱۲۱ ۲؎ نفحات الانس ص ۱۱۱ ۳؎ نفحات الانس ص ۱۲۳ ۴؎ خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص ۱۹۳ ۵؎ نفحات الانس ص ۱۲۳ ۶؎ سفینۃ الاولیاء ۱۲ شرافت۔

ان کے سلسلہ میں حضرت خواجہ ابو نصر احمد بن ابو الحسین النامقی الجامی رح (متوفی ۵۳۶ھ) مقتدائے سلسلہ جامیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ ابو سعید فضل اللہ بن ابوالخیر رح (متوفی شب جمعہ ۴ شعبان ۴۴۰ھ) کے، وہ مرید شیخ ابو الفضل محمد بن الحسن السرخسی رح کے، وہ مرید طاؤس الفقرا شیخ ابو نصر سراج طوسی رح (متوفی ۳۷۸ھ) کے، وہ مرید شیخ ابو محمد مرتعش رح کے۔ رحمہم اللہ۔

(۲۱) حضرت شیخ ابو یعقوب اسحاق بن محمد نہر جوری رح

علمائے مشائخ سے تھے، ابو یعقوب سوسی رح اور عمرو بن عثمان مکی رح کی صحبت میں بھی رہے، کئی سال تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے، فرمایا ہے۔ الدنیا بحرٌ والاٰخرۃ ساحلٌ والمرکب التقوٰی والناسُ علیٰ سفرٍ۔ اور فرمایا۔ من اخذ التوحید بالتقلید فھو من الطریق بعید۔ ۳۳۰ھ میں وفات پائی، قبر مکہ مکرمہ میں ہے۔

(۲۲) حضرت شیخ ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد الاعرابی البصری رح

بصری الاصل تھے، مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، شیخ الحرم تھے، عمرو بن عثمان مکی رح اور ابو الحسن نوری رح اور حسن مسوحی رح اور ابو جعفر حفار رح اور ابو الفتح حمال رح کے قریب ہیں، عالم و فقیہ تھے، علم تصوف میں کئی تصنیفیں کیں، فرمایا ہے۔ التصوّف کلّہٗ ترک الفضول والمعرفۃ کلھا الاعتراف بالجہل۔ اور فرمایا۔ لا یکون الشوق الّا الی الغائب۔ ۳۴۱ھ میں وفات پائی۔

(۲۳) حضرت شیخ ابو محمد جعفر الحذّاء رح

شیخ شبلی رح سے بھی فیض پایا تھا، اور وہ ان کے فضائل بیان کیا کرتے تھے، ایک دن ایک شخص صوفیوں کے لباس میں آیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب سے اس طائفہ کے باطن خراب ہوگئے ہیں انہوں نے ظاہر کو آراستہ کر لیا ہے، ۳۴۱ھ میں

ے نفحات الانس ۲۱ ے سفینۃ الاولیاء ۲۱ ے نفحات الانس ص ۸۹ ے نفحات الانس ص ۱۵۲ ے خزینۃ

وفات پائی، قبر تبریز میں ہے عہ

(۲۴) حضرت شیخ ابوالخیر حمّاد الاقطع التّیناتی رح

توکل و تجرید میں عالی مرتبہ تھے، ابو عبداللہ جلّاء رح سے بھی صحبت رکھی خلقت کے لوا
پر مشرف تھے، ان کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے، باوجود اس کے زنبیل بافی کیا کرتے
کبھی کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ کس طرح بنتے ہیں، درندے مثل شیر وغیرہ کے ان سے
موانست رکھتے، ان سے کہا گیا سنا ہے کہ درندے آپ سے اُنس رکھتے ہیں، فرما
کُتّے کُتّوں سے اُنس رکھتے ہیں، فرمایا ہے۔ جو شخص اپنا عمل ظاہر کرے وہ ریا کا
ہے، اور جو اپنا حال ظاہر کرے وہ مدعی ہے، عسہ ۳۴۳ھ میں وفات پائی، قبر
موضع تیناتی توابع مصر میں ہے۔ سہ

ان کے سلسلہ میں شیخ الاسلام شیخ ابو اسمٰعیل عبداللہ الانصاری رح (متوفی ۹ ربیع الا
۴۸۱ھ) مقتدائے سلسلہ انصاریہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید اپنے والد شیخ
ابو منصور محمد بن علی الانصاری رح (متوفی شعبان ۴۳۰ھ) کے، وہ مرید شریف حمز
عقیلی ہروی رح کے، وہ مرید شیخ ابوالخیر تیناتی رح کے۔ علعہ رحمہم اللہ۔

(۲۵) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم مصری رح

ابوالحسن نوری رح سے بھی صحبت رکھی، رمضان ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔ صہ

(۲۶) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن علی بن حسین بن وہب غطوفی رح

انہوں نے بھی ۳۴۵ھ میں انتقال کیا، قبر رملہ ملک شام میں ہے۔ سہ

(۲۷) حضرت شیخ ابو عمرو محمد بن ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن محمد زجاجی نیشاپوری
ابو عثمان حیری رح، رُوَیم رح اور خواص رح سے بھی صحبت رکھی، چالیس سال تک
کعبہ شریف کے مجاور رہے، اور کبھی حرم کی سرحد میں بول و براز نہ کیا، ساٹھ
ادا کئے

عہ نفحات الانس ص۱۹۲ عسہ نفحات الانس ص۱۹۳ سہ سفینۃ الاولیا ۳ علعہ نفحات الانس ۲ صہ نفحات الانس ص۱۹۲ سہ نفحات الانس ص۱۲۹ شرافت۔

اولکے، شیخ الحرم کہے جاتے تھے۔ تیس سال تک حضرت سید الطائفہ رح کی جائے خلا کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا، فرمایا ہے۔ لان ینتقص من البشریۃ شئی احب الی من ان من ان امشی علی الماء۔ ۳۴۸ھ میں وفات پائی ہے۔

(۲۸) حضرت شیخ ابو محمد جعفر بن محمد بن نُصیر الخوّاص الخُلدی رح

خلد بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے، وہاں حصیر بافی کیا کرتے، ابراہیم خواص رح نوری رح رُوَیم رح، سمنون رح، جُرَیری رح سے بھی صحبت رکھی، اِس طائفہ کے علوم سے متبحر عالم تھے، صاحب جمع کتب و تواریخ و حکایاتِ مشائخ تھے، فرماتے تھے کہ میں دو سو دیوان رکھتا ہوں مشائخ سے، اور دو ہزار پیروں کو پہچانتا ہوں۔ اور فرماتے میں نے چھپّن حج کئے ہیں۔ اِن سے پوچھا گیا عارف کون ہیں؟ فرمایا۔ ھم ما ھم ولو کانوا ھم لما کانوا ھم۔ اور فرمایا۔ الفتوۃ احتقار النفس وتعظیم حرمۃ المسلمین۔ اور فرمایا۔ کن شریف الھمۃ فان الھمم تبلغ بالرجال لا المجاھدات۔ ۳۴۸ھ میں بعمر پچانوے سال فوت ہوئے، قبر بغداد کے گورستان شونیزیہ میں حضرت شیخ سری سقطی رح اور حضرت سید الطائفہ رح کے پاس ہے۔

اِن کے سلسلہ میں حضرت شیخ علاؤالدین طوسی رح مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ وجیہ الدین بغدادی رح کے، وہ مرید شیخ ابواسمٰعیل احمد بن محمد بن حمزۃ الصوفی رح الملقب بہ شیخ عمو رح (متوفی رجب ۴۴۱ھ) کے، وہ مرید شیخ ابو العباس احمد بن محمد بن الفضل نہاوندی رح (متوفی ۳۷۰ھ) کے، وہ مرید شیخ جعفر خُلدی رح کے، رحمہم اللہ۔

(۲۹) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن عطا الرّازی الشّعرانی نیشاپوری رح

ابو عثمان حیری رح، محمد بن الفضل رح، رُوَیم رح، سمنون رح، ابو علی جوزجانی رح، محمد حامد رح

حاشیہ: ملفوظات، نفحات الانس، سفینۃ الاولیاء، نفحات الانس، سفینۃ الاولیاء، نفحات الانس، سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء، خزینۃ الاصفیاء

سے بھی صحبت رکھی، فقیہ اور عالم علوم تصوّف تھے۔ حدیث میں ثقہ اور متبحر فاضل تھے فرمایا ہے۔ معرفت بندہ اور حق تعالیٰ کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتی ہے، اور فرمایا۔ دنیا وہ ہے جو تجھے اللہ تعالےٰ سے محجوب کرے، اور فرمایا۔ شکایت و تنگدلی معرفت کے کم ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے، ۳۵۳ھ میں انتقال فرمایا۔¹

(۳۰) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن بُندار بن حسین الصوفی الصیرفی رح

اصول تصوّف کے گراں پایہ عالم، نیشاپور کے معظم ترین مشایخ سے تھے، حدیث تفسیر فقہ میں ثقہ وقت تھے، اکابر اولیاء اللہ سے صحبت رکھی، نیشاپور میں ابوعثمان حیری رح اور محفوظ رح کو دیکھا، اور سمرقند میں محمد حامد رح کو، اور جوزجان میں ابوعلی رح کو، اور رَے میں یوسف بن الحسین رح کو، اور بغداد میں رُوَیم رح، سمنون رح، ابن عطا رح جریری رح کی زیارت کی، شام میں مقدسی رح اور ابن جلاّ رح، ابوعمرو دمشقی رح کی صحبت میں پہنچے، اور مصر میں ابوبکر رح زقاق رح ورودباری رح سے ملے، فرمایا ہے۔ خلقت کی مشغولی سے دور رہو کیونکہ آج مشغولی میں کوئی فائدہ نہیں، ۳۵۹ھ میں وفات پائی۔²

ان کا ایک بیٹا شیخ محمد رح مقبول اولیاء اللہ سے تھا۔

(۳۱) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن احمد بن ابراہیم مُفید رح

خراسانی الاصل شہر جرجرآباد میں پیدا ہوئے۔ بزرگان مشایخ سے تھے، ابوعثمان حیری رح اور یوسف بن الحسین رح سے بھی صحبت رکھی، مودب، شریف ہمت، مستقیم الاحوال تھے، عمر دراز پائی، ۳۶۴ھ میں انتقال کیا۔³

(۳۲) حضرت شیخ ابوعمرو اسمٰعیل بن نُجَید بن احمد السُلمی نیشاپوری رح

شیخ خراسان تھے، ابوعثمان حیری رح سے بھی فیض پایا، حدیث میں ثقہ تھے، روایت حدیث کیا کرتے تھے

¹ نفحات الانس ۲۵۰ ² نفحات الانس ۲۴۱ ³ نفحات الانس ص ۱۲۲، سفینۃ الاولیاء ۱۲ شرافت

حدیث کیا کرتے، ان سے پوچھا گیا وہ کیا ہے جس سے بندہ کو چارہ نہیں، فرمایا۔ ملازمۃ العبودیۃ علی السنۃ ودوام المراقبۃ۔ اور فرمایا الانس بغیر اللہ وحشۃ۔ اور فرمایا۔ من کرمت علیہ نفسہ ھان علیہ دینہ۔ اور فرمایا۔ تربیۃ الاحسان خیر من الاحسان۔ اور فرمایا۔ رب سکوت ابلغ من کلام۔ ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

(۳۳) حضرت شیخ ابوبکر قطیعی رح

حافظ و امام بغداد تھے، حدیث میں حضرت عبداللہ بن امام احمد حنبل رح کے شاگرد تھے، حضرت سید الطائفہ رح کا کلام سنا تھا، ماہ ذی الحجہ ۳۶۸ھ میں وفات پائی۔

(۳۴) حضرت شیخ ابواسحاق ابراہیم بن ثابت رح

بغداد کے اجلہ مشائخ سے تھے، شیخ ابوعبدالرحمن سلمی رح نے کہا میرے لئے دعا کرو، فرمایا جو کچھ ازل سے تیرے اختیار کیا گیا ہے وہ معارضۂ وقت سے بہتر ہے، پھر کہا مجھے کوئی وصیت کرو، فرمایا۔ ایسا کام مت کرو جس سے بعد میں پشیمان ہونا پڑے، ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

(۳۵) حضرت شیخ ابوبکر فائز بن بخاری رح

اصحاب حضرت سید الطائفہ رح سے عمر دراز پائی، ۳۷۰ھ میں شیخ عمو رح ان کی زیارت کو گئے دیکھا کہ ایک حجرہ میں بیٹھے ہیں۔

(۳۶) حضرت شیخ ابوبکر کسائی دینوری رح

قہستان عراق سے تھے، دینور میں رہتے، ان کی ریاضات بہت اور سفر مشہور ہیں، حضرت سید الطائفہ رح کہتے ہیں کہ اگر ابوبکر کسائی رح نہ ہوتے تو میں عراق میں نہ رہتا، آپس میں ان کے درمیان خط و کتابت تھی، انہوں نے ہزار مسئلہ پوچھا حضرت سید الطائفہ رح نے سب کا جواب لکھ کر بھیجا، ابوبکر عسقلانی رح کہتے ہیں کہ جب

ابو بکر رح سوتے تو ان کے سینہ سے قرآن کی آواز سنائی دیتی، حضرت سیّد الطائفہ

کی زندگی میں انتقال کیا۔[۱]

(۳۷) حضرت شیخ ابو جعفر حفّار بغدادی رح

یہ حضرت سیّد الطائفہ رح کے ہمعمر اور اُن کے اقران میں سے تھے، اور یہ خود اپنے

آپ کو اصحابِ سیّد الطائفہ رح سے شمار کرتے تھے، کسی نے پوچھا خدا کی طرف راہ

کیا ہے؟ فرمایا۔ اگر وہ تیرا خریدار نہ ہوتا تو تو اُس کا خریدار نہ ہوتا، اور اگر وہ

تجھے نہ چاہتا تو تو کبھی اُس کو نہ پوچھتا۔[۲]

(۳۸) حضرت ابو بکر احمد زقّاق کبیر بن نصر مصری رح

مصر کے اعلیٰ مشائخ میں سے تھے، فرمایا ہے۔ ثمن هٰذا الطریق روح الانسان

اور فرمایا۔ یہ باتیں اُس کو کرنی لائق ہیں جس نے کئی سال تک خدا تعالیٰ کے واسطے

جان کے ساتھ مزبلہ صاف کیا ہو،[۳] اور فرمایا۔ جس میں فقر کے ساتھ اتقا نہیں وہ حرام

کھانا کھاتا ہے۔[۴] جس وقت اِن کا انتقال ہوا، ابو بکر کتّانی رح نے کہا انقطع

حجّۃ الفقراء فی دخولھم مصر۔[۵]

اِن کے مریدوں میں سے شیخ ابو بکر زقّاق صغیر رح مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔[۶]

(۳۹) حضرت شیخ زیاد الکبیر ہمدانی رح

فقیہ مستجاب الدعوات تھے، کہمش ہمدانی رح کہتے ہیں کہ ایک دن میں جامع مسجد

گیا، دیکھا کہ زیاد رح محراب میں بیٹھ کر دعائے استسقا کر رہے ہیں، ابھی

پوری نہ ہوئی تھی کہ مینہ زور سے برسا۔[۷]

(۴۰) حضرت شیخ ثابت الخبّاز رح

رُوَیم رح کی صحبت میں بھی رہے، ہمیشہ اپنے پیر کی باتیں کرتے رہتے۔[۸]

(۴۱)

۱ نفحات الانس ص۸۹ ۲ نفحات الانس ص۱۱۵ ۳ نفحات الانس ص۱۲۳ ۴ السبعہ جنید بغدادی ص۱۳۲ ۵ ۶ نفحات الانس ص۱۲۳ ۷ نفحات الانس ص۱۲۳ ۸ نفحات الانس ص۶۰ ۹ نفحات الانس ص۶۰ خزینہ

(۴۱) حضرت شیخ غیلان السمرقندی رح

کبار مشائخ سے تھے، معارف میں کلام عالی تھا، فرمایا ہے، عارف حق سے حق کو دیکھتا ہے، اور عالم دلیل سے حق کو جانتا ہے، اور صاحب وجد دلیل سے مستغنی ہوتا ہے عہ

(۴۲) حضرت شیخ ابوجعفر محمد بن عبداللہ الفرغانی رح

نزیل بغداد تھے، ابوعثمان حیری رح سے بھی صحبت رکھی، حضرت سید الطائفہ رح کے کلام کے روایت کرنے والے تھے، فرمایا ہے۔ التوکل باللسان یورث الدعوٰی والتوکل بالقلب یورث المعنیٰ عہ

(۴۳) حضرت شیخ ابوبکر احمد بن محمد بن ابی سعدان محمد البغدادی رح

مشائخ وقت سے علوم باطن میں عالم تر تھے، ابوالحسین حدیق رح اور ابوالعباس فرغانی رح کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں صوفیوں سے دو شخصوں کے سوا کوئی نہیں، ابوعلی رودباری رح مصر میں، اور ابوبکر بن ابی سعدان عراق میں، اور ابوبکر رح لائق تر ہیں ابوعلی رح سے، فرمایا ہے۔ جو شخص صوفیوں سے محبت رکھے چاہیئے کہ اُس کا دل نہ ہو، نفس نہ ہو، ملک نہ ہو، کیونکہ جب اسباب میں سے کسی چیز پر نظر رکھے گا، تو مقصود کو نہ پائے گا۔ اور فرمایا۔ الصوفی ھوالخارج عن النعوت والرسوم والفقیر ھوالفاقد الاسباب ففقد السبب وجب لہٗ اسم الفقر وسھل لہ الطریق الی المسبب۔ اور فرمایا۔ من لم یتطرف فی التصوف فھو غبیٌّ اے جاھل عہ

ان کے سلسلہ میں حضرت شیخ ابوالخیر اقبال حبشی طاؤس الحرمین رح (متوفی ۳۸۳ھ) مقتدائے سلسلہ طاؤسیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ موسیٰ لینا رم کے،

عہ نفحات الانس ص۹۴ عہ نفحات الانس ص۱۲۳ عہ نفحات الانس ص۱۲۴ عہ سفینۃ الاولیاء ص ۲۰ نزانہ

وہ مرید شیخ ابوبکر بن ابی سعدان رحمہ کے ۔

(۴۴) حضرت شیخ ابوطالب خزج بن علی رحمہ

ابو عبداللہ خفیف رحمہ کہتے ہیں کہ ان کو علت شکم تھی ، رات کو سولہ سترہ بار اٹھتے اور میں ہر بار ساتھ اٹھتا ، اور خدمت کیا کرتا ، ان کی شیراز میں اس حد تک قبولیت تھی کہ لوگ ان کے قدموں کی خاک کو شفائے بیماروں کے لئے لے جاتے تھے۔

ان کے سلسلہ میں شیخ بدرالدین زاہد رحمہ مقتدائے سلسلہ زاہدیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں ، وہ مرید شیخ فخرالدین زاہد سمرقندی رحمہ کے ، وہ مرید شیخ محمد صدرالدین روزبہان رحمہ کے ، وہ مرید شیخ ابوبکر محمد طیب قرشی رحمہ کے ، وہ مرید شیخ ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی (متوفی ۵ ذیقعدہ ۴۲۶ھ) مقتدائے سلسلہ گازرونیہ کے ، وہ مرید شیخ ابوعلی حسین بن محمد الاکار فیروزآبادی رحمہ کے ، وہ مرید شیخ ابوعبداللہ بن خفیف بن اسفکشار الضبی الشیرازی رحمہ (متوفی ۳۳۱ھ) مقتدائے سلسلہ خفیفیہ کے ، وہ مرید شیخ ابوطالب خزج کے ۔ رحمہم اللہ ۔

(۴۵) حضرت شیخ ابوالقاسم قصری رحمہ

کبار اصحاب حضرت سید الطائفہ رحمہ سے تھے ، ہفتہ کے بعد افطار کیا کرتے ، ایک مومن جن ان کی خدمت میں آیا کرتا ، ایک دن کہنے لگا کہ مجلس میں جو لوگ آتے ہیں کچھ ان کے سروں پر بھی دیکھتے ہو ؟ انہوں نے فرمایا نہیں ، اس نے ان کی آنکھوں کو ملا تو نظر آنے لگا کہ ہر ایک آدمی کے سر پر ایک کوا بیٹھا ہے ، پوچھا یہ کیا ہے ؟ اس جن نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین (الزخرف ع ۴) یہ ہر ایک آدمی کے سر پر شیطان سوار ہیں ۔

(۴۶) حضرت

ہ خلاصۃ الشمائل ۱۲ ع ہ نفحات الانس صفحہ ۱۶۷ ۱۲ ے خلاصۃ الشمائل سے نقل کیا گیا ہے ۱۲ ۸ نفحات الانس ۱۲ ۹ نفحات الانس صفحہ ۱۶۸ خزانہ ۔

(۴۶) حضرت شیخ ابوالحسین حکیمی رح

(۱) ایک دن انہوں نے حضرت سیّد الطائفہ رح سے پوچھا کہ فلاں شیخ کا اقتدا کرنا چاہیئے یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر پرہیزگاری اور طلب قوتِ حلال اُس میں ہے تو اقتدا کرنا چاہیئے ورنہ چھوڑ دینا چاہیئے۔؎

(۴۷) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن سہل الازہر الاصفہانی رح

اصفہان کے بزرگ مشائخ سے تھے، محمد بن یوسف رح، ابوتراب نخشبی رح سے بھی صحبت رہی، حضرت سیّد الطائفہ رح کی ان سے خط وکتابت رہتی، ریاضات شاقہ کرتے، بیس روز کے بعد افطار کرتے۔

ایک بار عمرو بن عثمان مکی رح کو تیس ہزار درم قرض ہو گیا، ان کو پتہ چلا تو اُن سے مخفی ہی تمام قرض اُتار دیا۔ فرمایا ہے۔ اعاذنا الله وایاکم من غرور حسن الاعمال مع فساد بواطن الاسرار۔ اور فرمایا۔ درویش تونگر ترینِ خلائق ہیں۔؎

(۴۸) حضرت شیخ ابویعقوب اقطعؒ رح

مکہ معظمہ میں سکونت رکھتے تھے، حضرت سیّد الطائفہ رح کی ان سے خط وکتابت رہتی، ابوالحسن مزین رح کہتے ہیں کہ میں ان کی نزع کی حالت میں پاس گیا اور کہا ایھا الشیخ تشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ انہوں نے فرمایا ایای تعنی بعزۃ من لایذوق الموت مابقی بینی وبینہ الاحجاب العزۃ۔؎

(۴۹) حضرت شیخ ابوالحسین علی بن ہند الفارسی رح

کبار مشائخ فارس سے تھے، جعفر حداد رح اور عمرو بن عثمان رح سے بھی صحبت رکھی، فرمایا ہے۔ اجتھد ان لاتفارق باب سیدک بحال فانہ ملجاء الکل فمن فارق تلک السدۃ لایری بعدھا قرارًا ولا مقامًا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن خلق

؎ نفحات الانس صفحہ ۱۶۵ ؎ نفحات الانس صفحہ [illegible] ؎ نفحات الانس صفحہ [illegible]

یہ ہے کہ تو اُس کی شکایت نہ کرے، اور اس کے اوامر کو بطیبِ نفس و خوشنودیِ دل قیام کرے، اور اس کی مخلوق سے نیکی و بردباری کرے۔[1]

(۵۰) حضرت شیخ ابو عمرو حماد قریشی بغدادی رح

بزرگانِ مشائخ سے تھے، جعفر خلدی رح ان کے پاس جایا کرتے، ایک بار ان سے ملنے گئے، کوئی چیز گھر میں موجود نہ تھی، اپنی اہلیہ کا مقنعہ (دوپٹہ) بیچ کر کھانا لائے اور کھلایا۔[2]

(۵۱) حضرت شیخ ابو یعقوب مزابلی رح

ان سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے؟ فرمایا۔ حال تضمحل فیہا معالم الانسانیۃ۔[3]

(۵۲) حضرت شیخ عبد العزیز بحرانی رح

قاضی ابو العباس بریح رح کے پاس بھی آیا جایا کرتے، جو کچھ فتوح پہنچتی صرف فقرا کر دیتے۔[4]

(۵۳) حضرت شیخ ذو النون فرافلیج مجنون رح

صاحب باطن بزرگوں سے تھے، بظاہر دیوانہ بنے رہتے، ایک دن حضرت سید الطائفہ رح نے پوچھا کہ تم مجنون کیونکر ہو گئے؟ کہا میں دنیا میں قید کیا گیا تو اُس (محبوب حقیقی) کے فراق میں مجنون ہو گیا۔[5]

(۵۴) حضرت شیخ عبد اللہ بغدادی رح

اربابِ طریقت و حقیقت سے تھے، کتاب روزِ روشن میں ان کی یہ رُباعی مذکور ہے۔

رباعی

بے تو نفسے قرار و آرام نیست ۔۔۔ بے نام تو ذات و صفتِ نامم نیست

بے چاشنی تو ور جہاں کام نیست ۔۔۔ بے روئے تو صبح و زلفِ تو شامم نیست

(۵۵) حضرت فاطمہ زینونہ رح

عارفاتِ کاملات سے تھیں، ابو حمزہ رح اور نوری رح سے بھی مستفیض ہوئیں۔[6]

اس کے علاوہ

۱ نفحات الانس ص۱۵۱ ۲ نفحات الانس ص۱۶۵ ۳ نفحات الانس ص۱۶۸ ۴ نفحات الانس ص۱۴۵ ۵ نفحات الانس ص۱۶۶ ۶ نفحات الانس ص۲۲۵ تذکرت۔

اس کے علاوہ بعض مشائخ وقت جو دوسروں کے مرید تھے انہوں نے بھی حضرت سید الطائفہ کی ذات سے فیوض حاصل کئے۔ مثلاً شیخ ابو عبد اللہ احمد بن یحییٰ جلاّ رح (متوفی ۳۰۶ھ) اور شیخ ابو مزاحم شیرازی رح (متوفی ۳۴۵ھ) اور شیخ ابو بکر محمد بن داؤد الدمشقی الدقی رح (متوفی ۳۵۹ھ) اور شیخ مومل جصاص رح اور شیخ ابو عبد اللہ مکانسی رح اور شیخ ابن شاہین رح اور شیخ ابو محمد کہمش بن حسین ہمدانی رح اور شیخ ابو حاتم عطار رح وغیرہم فیضیابِ صحبت تھے۔

سلسلہ جنیدیہ آپ سے جو سلسلہ فقر چلا اس کا نام صنفِ فقراء میں جنیدیہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ الاولیاء میں ہے کہ سلسلہ جنیدیہ کے درویش اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں گوشہ نشین رہتے ہیں، اور آدمیوں کی صحبت سے دور رہتے ہیں، اور ایک ہفتہ کے بعد فقط سبزی سے افطار کرتے ہیں، اور حیوانات کو نہ ستانا ان کا طریقہ ہے۔

راحت القلوب میں ہے کہ طبقہ جنیدیہ میں مدت خلوت کی بارہ سال ہے۔

فوائد السالکین میں ہے کہ اولیاء طریقہ جنیدیہ نے سلوک کا سو درجہ لکھا ہے جن میں ستّرواں درجہ کشف و کرامت کا ہے۔

واقعۂ وفات

جب آپ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کرادو۔ لوگوں نے وضو کرایا مگر انگلیوں کا خلال کرنا بھول گئے۔ آپ نے یاد کرایا تب خلال کیا، پھر آپ سجدہ میں پڑ کر زار زار رونے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا اے سیدِ طریقت! اس تمام طاعت و عبادت کے ہوتے ہوئے جو آپ آگے بھیج چکے ہیں، یہ کیا سجدہ کا وقت ہے؟ فرمایا جنید رح اس وقت سے زیادہ کسی وقت محتاج نہیں تھا،

اور قرآن مجید پڑھنے لگے ۔ ایک مرید نے کہا آپ قرآن پڑھتے ہیں؟ فرمایا اس وقت میرے واسطے اس سے بہتر کیا ہوگا ۔ کیونکہ وہ وقت قریب ہے کہ میرا نامۂ اعمال طے کریں ۔ اور میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ میری ستر برس کی عبادت ہوا میں ایک بال میں لٹک رہی ہے ۔ اور ایک ہوا اُس کو آکر ہلاتی ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ یہ ہوا قطعیت کی ہے یا وصلت کی ۔ اور ایک طرف جو نظر کرتا ہوں پل صراط ہے ۔ اور دوسری طرف ملک الموت اور قاضی ہے جس کی صفت عدل ہے ۔ وہ متوجہ ہیں راہ میرے سامنے ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں لے جانا چاہتے ہیں ۔ پھر آپ نے قرآن مجید ختم کیا ۔ اور سورہ بقرہ سے ستر آیتیں پڑھیں اور حالتِ سکرات طاری ہوئی۔

وصایائے آخرین | آپ کے مرید خاص ابو محمد جُریری رح نے کہا کچھ وصیت فرمائیے فرمایا۔ میں جب مرجاؤں تو نہلا کفنا کے میری نماز پڑھ دینا ۔ پھر فرمایا میرے دوستوں کے لئے دعوتِ ولیمہ کا سامان مہیا رکھنا کہ مجھے دفن کرکے جب واپس آویں تو کھانا کھلا دیا جائے ۔

حالت نزع میں لوگوں نے کہا فرمائیے اَللّٰہُ ۔ فرمایا مجھے یاد ہے ۔ میں نے اُس کو فراموش نہیں کیا ۔ پھر تسبیح انگلیوں کے پوروں پر پڑھنے لگے ۔ جب انگشت شہادت پر پہنچے تو اس کو اٹھا کر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ پھر آنکھیں بند کرلیں اور واصل بحق ہوئے ۔

غسل تجہیز | غسّال نے غسل دینے کے وقت چاہا کہ آپ کی آنکھوں میں پانی پہنچائے ہاتف نے آواز دی کہ اپنے ہاتھوں کو ہمارے دوست کی آنکھوں سے علٰحدہ رکھ کیونکہ جو آنکھیں ہمارے نام کے ذکر میں بند ہوئی ہیں بغیر ہمارے دیدار کے وا نہ ہوں پھر غسّال نے کوشش کی کہ انگلیاں جو شمار تسبیح کے وقت بند ہوئی تھیں کھولے نہ کھول سکا

نہ کھول سکا، ندا ہوئی کہ جو ہاتھ ہمارے نام پر بند ہوا ہے وہ ہمارے حکم کے بغیر نہ کھلے گا۔

جنازہ | جب جنازہ اٹھایا گیا ایک سفید کبوتر آیا اور جنازہ کے ایک گوشہ پر بیٹھ گیا لوگوں نے کوشش کی کہ اڑ جائے پر وہ نہ اڑا، اور گویا ہوا کہ مجھ کو اور اپنے آپ کو رنج مت دو، میرے پنجے مسمار عشق سے جنازہ کے گوشہ پر جڑے ہوئے ہیں، اور تم جنازہ اٹھانے کی تکلیف گوارا مت کرو کیونکہ آج حضرت جنید رح کا قالب نصیب کروبیاں ہے، اور اگر تمہاری زحمت و غوغا کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان کا کالبد باز سفید کی طرح ہوا میں اڑ جاتا۔

واقعات بعد از وفات | ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ آپ نے منکر نکیر کا کیا جواب دیا، فرمایا جب وہ دونوں شوکت و عظمت سے میرے پاس آئے اور کہا مَن ربّک میں نے کہا اُس روز کہ وہ خود پوچھنے والا تھا الست بربکم میں نے جواب دیا بلیٰ۔ اب تم پوچھتے ہو کہ تیرا خدا کون ہے؟ پس جس نے بادشاہ کا جواب دیا ہو اُس کو غلام کا کیا اندیشہ ہے، پس میں اسی کی زبان سے کہتا ہوں الذی خلقنی فھو یھدین۔ وہ حرمت کے سبب سے چلے گئے، اور آپس میں کہتے گئے کہ یہ اب تک محبت کے نشہ میں ہے۔

ایک اور شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، فرمایا مجھ پر رحمت کی، اور تمام اشارات و عبادات برباد گئے، اور کام بھی میرا اُس کے قیاس پر نہ تھا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ جہاں ہزاروں نقطہ نبوت سرافگندہ اور خاموش ہیں وہاں میرا کیا کہنا ہے؟

جریری رح کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، فرمایا رحمت کی اور بخش دیا، اور کوئی چیز کام نہ آئی سوائے

دو رکعت نماز کے جو آدھی رات کو پڑھا کرتا تھا۔"

شیخ ابو بکر شبلی رح ایک دن مرقد مبارک کے سامنے کھڑے تھے، کسی نے اُن سے مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا۔ ؎

انی لاستحییت فی التراب بیننا ۔۔۔ کما کنت استحییت وھو یرانی

یعنی مجھے اس شخص سے جو قبر میں ہے اُسی طرح شرم آتی ہے جیسا کہ وہ میری طرف دیکھتا تھا اور مجھے شرم آتی تھی۔"

تاریخ وفات حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رح کی وفات بقولِ صاحب رسالہ قشیریہ و نفحات الانس و سفینۃ الاولیا و تحفۃ الابرار بروز جمعہ وقتِ نمازِ ظہر ستائیسویں[۲۷] ماہِ رجب المرجب ۲۹۷ھ دو سو ستانوے ہجری مطابق [۱۸ اپریل] ۹۱۰ء نو سو دس عیسوی میں بعہد خلافت المقتدر باللہ جعفر بن المعتضد خلیفہ ہژدہم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ دوسرے دن بروز ہفتہ اپنے پیر روشن ضمیر حضرت شیخ سری سقطی کے پہلو میں مدفون ہوئے، مزار پر انوار بغداد شریف گورستان شونیزیہ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مرثیہ

طبقات الکبریٰ میں بروایت جریری رح منقول ہے کہ حضرت جنید رح کے پڑوس میں ایک گھوڑا تھا، جہاں ایک مجنون پڑا رہتا تھا۔ جنازہ کے ساتھ وہ بھی قبرستان میں گیا، بعد دفن جب ہم پلٹے تو وہ بڑھ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا۔ اور مجھ سے کہا اے ابو محمد جُریریؒ! کیا تمہارا خیال ہے کہ اپنے اس سردار کو ہاتھ سے کھونے کے بعد میں پھر اس گھورے پر جاؤں گا؟ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

؎ وااسفا من فراق قوم ۔۔۔ ھم المصابیح والحصون والمدن

والمدن والمزن والرّوالسی — والخیر والامن والسّکون
لم تتغیّر لنا اللّیالی — حتّیٰ توفتھم المنون
فکل جمر لنا قلوب — وکلّ ماء لنا عیون

یہ اشعار ختم کرتے ہی وہ ایک طرف بھاگا اور چلا گیا، اس کے بعد کبھی اس کی صورت دکھائی نہ دی۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

سیّد الطائفہ جنید ولی — شد بجنّت زخود نہا محروس
سالِ ترحیلِ پیر نوشاہی — گفت ہاتف زواصلِ قدوس ۲۹۷

منہ

رحلتِ پیر خواں بصد شادی — سیّد الطائفہ جنید ہادی ۲۹۷

منہ

وصالِ پیر کہ بود آں منیرِ ہمچوں ماہ — حبیب زاہد علاّمہ ولی اللہ ۲۹۷

منہ

بجنّت چو حضرت نمودہ ورود — زوصلش بخواں نور طیّب ودود ۲۹۷

منہ

پیشوا ما چو رفت اندر جناں — وصل گفتم ہادی و پیر جہاں ۲۹۷

منہ

چوں ز دنیا گذشت پیر منیب
سالِ رحلت ولی بزرگ جنیب ۲۹۷

منہ

رفت در عدن پیرِ ما مکرم ۔ رحلتِ شیخ کاملؔ و منعم ۲۹۷

منہ

درجناں شد بہ پیرِ فضلِ جلی ۔ رحلتِ پیرِ خوان امیرؔ ولی ۲۹۷

دیگر

از اسمارالحسنٰے

اکرمؔ اللہ ۲۹۷ ۔ کبیرؔ دیّان ۲۹۷ ۔ صانع بدیعؔ ۲۹۷ ۔ مقسطؔ ابہم ۲۹۷

مالکؔ جبّار ۲۹۷ ۔ مقدّمؔ باقی ۲۹۷ ۔ معزؔ سمیع ۲۹۷ ۔ مومنؔ مانع ۲۹۷

عفوّؔ منّان ۲۹۷ ۔ قیّومؔ منّان ۲۹۷

فصل نہم

حالاتِ حضرت شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ سلطان الملۃ الاولیاء الراسخین، برہان الاصفیاء والمتقین مشتاقِ لقاء رب العالمین، عاشقِ دیدارِ سیّد المرسلین، قطب العالم، کاشف اللوح والقلم، امامِ اہلِ تصوف و عرفان، یگانۂ دورِ زمان، معتبران و محتشمانِ طریقت کے مقتدا، علم و حال میں بے ہمتا تھے، آپ کے نکات و عبارات اور رموز و اشارات اور ریاضت و کرامات احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہیں، آپ حضرت سیّد الطائفہ خواجہ شیخ جنید بغدادی رحہ کے مرید و خلیفہ بزرگ تھے۔

نام و نسب آپ کا اسمِ گرامی دُلَف اور بقولے جعفر، کنیت ابوبکر، ابوالمکارم القاب بزرگ عبداللہ، حجۃ اللہ، کہف الدین۔

والد بزرگوار کا نام شیخ یونس رحہ اور بقولے جُحْدَر بن خَلَف بن محمد بن جُحْدَر تھا۔ آبا و اجداد موضع شبلہ میں سکونت گزین تھے جو علاقہ ماوراء النہر میں سُرُوشَنَہ کے مضافات سے ہے، اسی گاؤں سے نسبت کرتے ہوئے آپ کو شبلی کہا جاتا ہے۔

ولادت آپ کے والد ماجد خلیفۂ وقت کے دربار میں بعہدہ حاجب الحجاب مقرر تھے، آپ کی ولادت باسعادت بقول صاحب تاریخ الاولیا ۲۴۶ھ دو سو سولہ ہجری مطابق ۸۶۰ء آٹھ سو ساٹھ عیسوی میں شہر سامرہ میں ہوئی۔

تعلیم آپ کا خاندان فقہ مالکیہ کا پیرو تھا، لہٰذا ابتدائی تعلیم کے بعد فقہ پڑھنا شروع کی، اور بیس سال اس میں صرف کرکے کمال تبحر حاصل کیا، حدیث میں بھی ممتاز

زمانہ ہوئے، موطائے امام مالک رح جو حدیث کی افضل ترین کتاب تصور کی جاتی ہے
اور جس کو حضرت امام شافعی رح نے قرآن مجید کے بعد اصح الکتب کا خطاب دیا ہے،
وہ تمام و کمال آپ کو حفظ تھی، آپ نے احادیث لکھیں، اور محدثین میں شامل ہوئے۔

عہدہ گورنری | آپ بعد تحصیل علوم ظاہری اپنے خاندان کی طرح خلیفۂ وقت کی طرف سے بعہدۂ گورنری نہاوند سرفراز ہوئے، اور کچھ عرصہ تک اس عہدہ پر مقرر رہے۔

واقعہ توبہ | ایک بار خلیفہ نے کل امرائے سلطنت کو طلب کیا، آپ بھی حاضر ہوئے، خلیفہ نے کل امرا کو خلعت دئیے اور رخصت کیا، اتفاقاً ایک امیر کو چھینک آئی، اس نے اسی خلعت کی آستین سے ناک اور منہ صاف کیا، یہ خبر خلیفہ کو پہنچی تو اس کا خلعت واپس کر لیا، اور اس کو عمل سے معزول کر دیا، آپ نے یہ معاملہ دیکھا تو متنبہ ہوئے کہ جو شخص مخلوق کے خلعت کو دست مال کرتا ہے معزولی اور خواری کا مستوجب ہوتا ہے، اور اس کا خلعت چھینا جاتا ہے، اور جو شخص تمام جہانوں کے بادشاہ کے خلعت کو دست مال کرے گا اس کا کیا حال ہوگا، آپ اسی وقت خلیفہ کے حضور میں واپس گئے، اور فرمایا ایّھا الامیر تو ایک مخلوق ہے اور اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تیرے خلعت کے ساتھ کوئی بے ادبی کرے، حالانکہ تیرے خلعت کی قدر جو ہے وہ بھی معلوم ہے، پس سارے جہان کے بادشاہ نے جو اپنی دوستی و معرفت کا خلعت مجھکو عنایت کیا ہے وہ کب پسند کرے گا کہ میں اس کو مخلوق کی خدمت میں دست مال کروں، یہ کہکر آپ باہر نکلے اور حکومت کو ترک کیا۔

بیعت و خلافت | کچہری سے نکلتے ہی آپ حضرت خیر نساج رح کی مجلس میں گئے اور توبہ کی، انہوں نے آپ کو حضرت شیخ ابو القاسم جنید رح کی خدمت میں بھیجا، جب آپ ان کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ لوگوں نے گوہر کا نشان آپ کے پاس دیا ہے

آپ یا تو مجھے

؎ نفحات الانس ۱۲ ؎ ؎ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ تذکرہ

آپ یا تو مجھے بخشدیویں یا فروخت کریں، انہوں نے فرمایا اگر میں فروخت کروں تو تو خرید نہ سکے گا، کیونکہ تیرے پاس اس قدر سرمایہ نہیں، اور اگر بخش دوں تو تو مفت سمجھ کر اس کی قدر نہ کرے گا، اور ضائع کر دے گا، لیکن اگر خواہش ہے تو مردوں کی طرح سر سے قدم بنا، اور اپنے آپ کو اس دریا میں ڈال تاکہ صبر و انتظار کے بعد گوہر تیرے ہاتھ میں آوے، تو پھر آپ نے سید الطائفہ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، اور خرقہ خلافت و اجازت حاصل کیا[عہ]

بیعتِ رُوحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضےؓ اور حضرت انس بن مالک رضؓ سے تھی[عہ]

مشایخِ صحبت | آپ نے حضرت شیخ ابوالحسن خیر نساج رہ اور شیخ عبداللہ فیض بن مکرم اصفہانی رہ اور شیخ عبداللہ قرشی رہ کی صحبت سے بھی فیض کامل پایا[عہ]

تعلیمِ رُوحانی | آپ نے فرمایا ہے کہ تیس برس تک میں نے علم فقہ و حدیث پڑھا، یہاں تک کہ میرے سینہ میں ایک آفتاب طلوع ہوا، پھر میں اپنے اساتذہ کے پاس گیا اور ان سے خدا کے علم کا خواستگار رہوا، مگر کسی نے کچھ نہ بتایا کیونکہ وہ خود نہیں جانتے تھے، کہنے لگے کہ ہر ایک چیز کا ایک نشان ہے مگر غیب کا کچھ نشان نہیں، یہ جواب سن کر مجھے تعجب ہوا، اور میں نے کہا کہ آپ سب بزرگ اندھیرے میں ہیں اور میں اپنے آپ کو صبح روشن میں پاتا ہوں، مگر افسوس کہ میں اپنی اس حالت پر شکر گذار نہ ہوا اور اپنی ولایت چوروں کے سپرد کر دی، میری زبان سے یہ کلمات سن کر لوگ بگڑے اور عداوت پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد آپ سب مشائخ زمانہ کی خدمت میں گئے، اور ان کی صحبتوں میں رہے اور ان سے علوم طریقت بدرجہ کمال حاصل کئے[عہ]

عہ تذکرۃ الاولیاء ،، عہ شجرۂ تصوف ،، عہ تذکرۃ الاولیاء ،، عہ خزائن

تحقیرِ نفس | گوہرِ مقصود ملنے کے لئے حضرت سیّد الطائفہ رح نے جو سب سے پہلے سبق دیئے وہ تحقیرِ نفس کے طریقے تھے، چنانچہ فرمایا کہ ایک سال کبریت فروشی کر، آپ نے ایسا ہی کیا، پھر فرمایا جا ایک سال دریوزہ گری کر، لیکن اس طرح پر کہ کسی چیز کے ساتھ مشغول نہ ہونا، آپ نے وہ بھی کیا، آخر سال میں یہ حالت ہوئی کہ بغداد کے تمام بازاروں میں دریوزہ گری کی مگر کسی نے کچھ نہ دیا، آپ نے یہ حالت پیرِ روشن ضمیر کے آگے بیان کی، فرمایا تجھے اپنی قدر و قیمت معلوم ہوئی کہ خلق کے نزدیک تیری کچھ بھی وقعت نہیں، اب دیکھ ان میں دل نہ لگا، اور ان کو کسی چیز پر فوقیت نہ دے پھر فرمایا کہ تو نے نہاوند میں امارت و حکومت کی ہے جا اور وہاں کے لوگوں سے معافی لے، آپ گئے اور سارے شہر میں گھر گھر پھرے، اور ہر ایک مرد و عورت و بچہ سے معافی چاہی، مگر ایک مظلمہ نہ ملا، آپ نے بعوض اس کے لاکھ درم خیرات کئے، مگر آپ کو تسکین نہ ہوئی، جب آپ کو اس شغلہ میں چار سال گذر ے تو حضرت سیّد الطائفہ رح نے فرمایا کہ ابھی تجھ میں بوئے امارت باقی ہے، جا ایک برس اور گدائی کر، آپ نے پھر ایک برس گدائی کی، جو کچھ ملتا حضرت شیخ رح کی خدمت میں لے جاتے، وہ درویشوں کو تقسیم کر دیتے، اور آپ کو ہر رات بھوکا رکھتے، پھر انہوں نے آپ کو اپنی صحبت میں جگہ دی، اور آپ سے ایک سال تک درویشوں کی خدمت لی، بعد ایک سال کے فرمایا اے ابو بکر! تیرے نفس کا مرتبہ تیرے نزدیک کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا اب میں اپنے آپ کو ساری مخلوق سے کمتر اور ادنیٰ درجہ جانتا اور دیکھتا ہوں، حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ اب تیرا ایمان درست ہوا۔

مجاہدہ | آپ شروع میں سخت مجاہدہ کرتے، رات کو آنکھوں میں نمک پیس کر ڈالا کرتے تاکہ نیند نہ آوے، کہتے ہیں کہ سات من نمک آپ نے تازمانہ مجاہدہ آنکھوں میں ڈالا تھا،

تذکرۃ الاولیاء ملخصاً

ڈالا تھا، ایک بار لوگوں نے کہا کہ نمک ڈالنے سے نابینا ہو جانے کا خوف ہے، آپ نے فرمایا نابینا ہونے سے میرا کچھ نقصان نہیں، کیونکہ جس چیز کا میرا دل شائق ہے وہ ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔

گریہ و بکا آپ ابتدائے حال میں زار زار روتے اور آہ آہ کیا کرتے تھے، حضرت سید الطائفہ رح نے فرمایا کہ حضرت حق سے ایک امانت بطور ودیعت کے شبلی رح کو دی گئی اس نے چاہا کہ اس میں خیانت کرے اس کو آہ وزاری میں مبتلا کر دیا ہے، کیونکہ شبلی رح عین اللہ ہے درمیان خلق کے۔

ریاضت آپ نے ایک تہ خانہ بنایا ہوا تھا، اُس میں جاتے اور ایک دستۂ چوب ساتھ رکھتے، جس وقت ایک ذرا بھی غفلت اپنے دل میں پاتے اس دستۂ چوب سے اپنے آپ کو پیٹتے، یہاں تک کہ لکڑی ٹوٹ جاتی، پھر آپ ہاتھ پاؤں دیوار پر دے مارتے۔

محبتِ الٰہی آپ ابتدا میں جس کو اَللّٰہ کہتے سنتے اُس کا منہ شکر سے بھرتے، اور لڑکوں کو شکر بانٹا کرتے کہ وہ اَللّٰہ کہیں، پھر یہ دستور رہا کہ جو اَللّٰہ کہتا تھا اُس کا منہ روپے اشرفی سے بھرتے تھے، پھر آپ میں ایسی غیرت سمائی کہ ننگی تلوار لیے پھرتے تھے کہ جو اَللّٰہ کہے گا میں اُس کا سر کاٹوں گا، لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ پہلے اَللّٰہ کہنے پر شکر و زر دیتے تھے اب سر کاٹتے ہیں، فرمایا مجھے شروع میں گمان تھا کہ لوگ اس کا نام حقیقت و معرفت کی راہ سے لیتے ہیں، لیکن اب معلوم ہوا کہ غفلت اور عادت کی رُو سے کہتے ہیں، اور میں جائز نہیں رکھتا کہ اُس عزاسمہٗ کا نام غفلت سے لیا جائے۔

غلبۂ عشق آپ جہاں اسم اَللّٰہ لکھا ہوا دیکھتے بوسہ دیتے، اور بہت تعظیم کرتے،

۵۸۶

[illegible] تذکرۃ الاولیاء [illegible]

پس ہاتف نے آواز دی کہ تو کب تک اسم میں مشغول رہے گا، اگر تو طالب ہے تو مسمیٰ کو پہنچ۔ اس آواز کے سنتے ہی پھر تو عشق کا وہ غلبہ ہوا اور ایسا شوق چھایا کہ اپنے آپ کو جاکر دجلہ میں ڈال دیا، ایک لہر نے کنارے پر پھینک دیا، پھر آگ میں کود پڑے، اُس نے بھی نہ جلایا، اسی طرح آپ نے بہت سے مہلک مقاموں میں اپنے آپ کو ڈالا اور ہلاک کرنا چاہا، لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو تمام ہلاکتوں سے بچالیا، اور آپ کی بیقراری بڑھتی گئی، جب اضطراب سے لاچار ہوتے تو بآوازِ بلند فرماتے ویل لمن لایقتلہ الماء والنار والسباع والجبال۔ یعنی افسوس ہے اس شخص پر کہ جس کو پانی اور آگ اور درندے اور پہاڑ بھی قتل نہ کریں، ایک ندا سنی من کان مقتول الحق لایقتلہ غیرہٗ یعنی جو مقتولِ حق ہے اس کو سوا اُس کے کوئی قتل نہیں کرسکتا۔[۱]

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان کو میری گردن میں طوق بناکر ڈال دے اور زمین کو بیڑی کی طرح میرے پاؤں میں پہنا دے، اور تمام عالم کو میرا دشمن کردے تب بھی میں اُس سے روگردان نہ ہوں گا۔[۲]

جوشِ جنون | پھر آپ ایسے دیوانہ وار ازخود رفتہ ہوگئے کہ زنجیروں سے باندھے گئے مگر کچھ قرار نہ آیا، پھر آپ کو شفاخانہ میں لے جاکر ایک کوٹھری میں مدت تک قید رکھا، جب کوئی کہتا کہ شبلیؒ دیوانہ ہوگیا ہے، آپ فرماتے کہ تمہیں دیوانہ ہو جو مجھے دیوانہ سمجھتے ہو، اور انشاء اللہ تمہاری دیوانگی سے میری دیوانگی کا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے زائد رتبہ ہوگا۔[۳]

آزمائشِ احباب | ایک روز ایک جماعت آپ کے پاس آئی جہاں آپ قید تھے، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے دوست ہیں۔ آپ نے ایک پتھر اٹھاکے ان کی طرف پھینکا، وہ سب بھاگ گئے۔ آپ نے پکار کر کہا اے جھوٹو! میری دوستی کا

دعوائے کرتے

۱؎ ۲؎ ۳؎ تذکرۃ الاولیاء

دعوے کرتے ہو اور میری بلا پر صبر نہیں کرتے ہو۔[۱]

ذکرِ اسمِ ذات ایک روز آپ نے مجلس میں چند مرتبہ اَللّٰہ اَللّٰہ فرمایا، ایک درویش نے کہا شبلی رحمۃ اللہ علیہ! تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں لَا اِلٰہَ کہوں اور فوراً مر جاؤں، آپ کے ارشاد سے درویش پر ایسا اثر ہوا کہ خوفِ الٰہی سے کانپنے لگا اور اسی وقت جان بحق ہوا۔[۲]

وضو ایک بار آپ نے وضو کرکے مسجد میں جانے کا ارادہ کیا تو آواز آئی کہ ایسا وضو اور پھر یہ گستاخی کہ ہمارے گھر کو جانا چاہتا ہے۔ آپ لوٹے تو پھر ندا آئی کہ اب ہمارے گھر سے پھرا جاتا ہے۔ لوٹ کر کہاں جائے گا؟ آپ نے نعرہ مارا تو ندا آئی کہ ہم پر طعنہ کرتا ہے۔ آپ اس وقت خاموش ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گئے، تو ندا آئی کہ صبر و تحمل کا دعوے کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا المستغاث بك منك۔[۳]

ذوق ایک روز آپ ایک درخت کے نیچے سے گذرے، اُس پر ایک فاختہ بیٹھی ہوئی کُوکُو کر رہی تھی، آپ سنتے ہی بیخود ہوگئے، اور کئی روز تک اس درخت کے نیچے ھُوھُو کہتے اور رقص کرتے رہے، لوگوں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا فاختہ کُوکُو (کہاں کہاں) کہتی ہے، میں ھُوھُو (وہی وہی) کہتا ہوں، کہتے ہیں کہ جب تک آپ خاموش نہ ہوئے، فاختہ بھی خاموش نہ ہوئی، اُس میں بھی ایک شوق سما گیا تھا۔[۴]

بیخودی ایک روز آپ عالمِ بیخودی میں حضرت سیّد الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر گئے، اُن کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھیں، چاہا کہ پردہ میں ہو جائیں، انہوں نے فرمایا بیٹھی رہو پردہ کی حاجت نہیں، کیونکہ اس گروہِ مجاذیب کو دوزخ کی بھی خبر نہیں رہتی، آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ اثنائے کلام میں خود بخود رونے لگے اُس وقت حضرت سیّد الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو فرمایا کہ اب پردہ میں ہو جاؤ کیونکہ

اب شبلیؒ کو اصلی حالت پر لا رہے ہیں۔

انکسار ایک بار آپ کئی روز تک غائب رہے ملتے نہ تھے۔ آخر کار مخنث خانہ میں پائے گئے۔ لوگوں نے کہا یہ آپ کے رہنے کی کونسی جگہ ہے؟ فرمایا جس طرح یہ مخنث دنیا میں نہ مرد ہیں نہ عورت، ایسا ہی میں بھی دین میں نہ مرد ہوں نہ عورت، پس میرے لئے اس سے مناسب تر کون جگہ ہو سکتی ہے۔

ایک بار آپ نے بازار سے ایک پورانی گودڑی ڈیڑھ دانگ کو، اور ٹوپی نصف دانگ کو خرید کر پہنی، اور با آواز بلند فرمانے لگے کون ہے جو ایک صوفی کو دو دانگ کے عوض خریدے۔

شوقِ محبوب ایک دن راستہ میں چلے جاتے تھے، ایک شربت فروش نے صدا لگائی لم یبق الا واحد یعنی سوائے ایک (پیالہ) کے اور باقی نہیں رہا، آپ یہ سنتے ہی بیتاب ہو گئے، اور بار بار یہی کہتے ھل یبقی الا واحد۔ بس ایک ہی رہ گیا ہے۔

لذتِ توحید اسی طرح ایک دن راستہ میں جنازہ جا رہا تھا، اُس کے پیچھے پیچھے ایک شخص روتا اور حسرت و اندوہ کے ساتھ کہتا جاتا تھا آہ من فراق الولد۔ آپ نے جب یہ سنا تو اپنا منہ اور سر پیٹ پیٹ کر چلّانا شروع کیا آہ من فراق الاحد۔

ترکِ ماسوی اللہ ایک روز آپ نیا لباس پہنے ہوئے تھے، یکبارگی اس کو اتار کر آگ میں جلا دیا، لوگوں نے کہا کہ مال کا ضائع کرنا شریعت میں روا نہیں، آپ نے فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (الانبیاء ۷) یعنی جس چیز پر تیرا دل مائل ہو اُس کو تیرے ساتھ آگ میں جلاؤں گا، اس وقت میرا دل اس لباس پر مائل ہوا اس لئے میں نے اس کو جلا دیا۔

ماتمِ اہلِ دنیا ایک روز آپ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی، بجائے چار تکبیروں کے پانچ تکبیریں کہیں، لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا چار تکبیریں مُردہ پر تھیں، اور ایک

عالم و عالمیان پر ہے۔

ایک بار آپ عید کے دن سیاہ لباس پہنے ہوئے وجد و حال میں تھے، لوگوں نے پوچھا عید کے دن سیاہ لباس کا کیا مطلب؟ فرمایا۔ میں نے خلق کے ماتم میں سیاہ لباس پہنا ہے، اس لئے کہ یہ اللہ سے غافل ہیں۔

ایک بار آپ نے ایک جماعت کو عیش و عشرت دُنیوی میں دیکھ کر نعرہ مارا اور فرمایا۔ افسوس ہے ان دلوں سے جو دنیا پر فریفتہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اُس کے احکام بجا لانے سے غافل ہیں۔

وحشت عن الغیر | ایک روز آپ انگارہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ یہ آگ کیوں لی ہے؟ فرمایا۔ کعبہ کو جلانے جاتا ہوں تاکہ سب لوگ خداوند کعبہ کی طرف رجوع لاویں۔ پھر ایک روز ایک لکڑی لئے ہوئے تھے جس کے دونوں سرے دھڑ دھڑ جل رہے تھے، فرمایا بہشت اور دوزخ دونو کو جلا دوں گا، تاکہ سب لوگ بغیر سبب کے اللہ کی عبادت کریں۔

طریق سلوک | جو شخص آپ کے پاس آ کر توبہ کرتا اور طریقت کا طالب ہوتا تو آپ اس کو نصیحت کرتے کہ جنگل میں چلا جا اور توکل سے بسر کر، اور بغیر زاد و راحلہ کے حج کر، جب توکل و تجرید حاصل ہو جائے تو میری صحبت اختیار کرنا۔

ایک بار آپ نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ابوالحسن حصری رہ کو اپنے پاس رہنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ اگر اس عرصہ میں تم نے سوائے خدا کے کسی دوسرے کا خیال کیا تو میری صحبت میں بیٹھنا تم پر حرام ہے۔

قبولیت بدربار رسالت | ایک روز حضرت سید الطائفہ رہ نے دیکھا کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا، اُنہوں نے آپ

سے پوچھا تمہارا ایسا عمل کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا، میں نمازِ مغرب کی سنت کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور فاتحہ کے بعد اس میں یہ آیت شریف پڑھتا ہوں،

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ (توبہ ع ۱۶) حضرت سید الطائفہ رح نے فرمایا کہ تم نے واقعی یہ مرتبہ اسی کی بدولت پایا ہے؂

مسئلہ زکوٰۃ شیخ ابراہیم خواص رح کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے آپ سے پوچھا کہ دو سو درم سے کیا زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا مسئلہ تو یہ ہے کہ دو سو درم سے پانچ درم دو، اور ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ دو سو درم بھی دیں اور پانچ درم بھی دیں، میں نے کہا آپ اس مسئلہ میں کس کے مذہب پر ہیں؟ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رض کے مذہب پر؂

سماع ایک دن مغنی کو گاتے سن کر عین حالتِ سماع میں بیخود ہو کے زور و شور سے ایک نعرہ مارا، لوگوں نے کیفیت پوچھی تو بجائے اس کے کہ کچھ بیان کریں مشہور شاعر عرب کثیر کا یہ عشقیہ شعر پڑھا۔ ؂

لو یسمعون کما سمعت کلامہا — خروا لعزۃ رکعا و سجودا

یعنی جس طرح میں نے اس کی باتیں سنی ہیں اگر یہ سب لوگ سن پاتے تو عزہ (معشوقہ) کے آگے رکوع و سجود میں گر پڑتے؂

وجد احمد بن مقاتل عکی رح کہتے ہیں کہ میں ماہِ رمضان میں ایک رات امام کے پیچھے آپ کے برابر صف میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، امام نے تلاوت کرتے کرتے آیۂ کریمہ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک (بنی اسرائیل ع ۱۰) پڑھی، یعنی اگر ہم چاہیں تو لے محمد (صلے اللہ

۵ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ ۵ نفحات الانس ۱۲ ۵ عوارف المعارف ۱۲ تذکرۃ

محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو وحی ہم نے تجھ پر بھیجی ہے واپس لے لیں، یہ آیت سنتے ہی آپ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں سمجھا اس چیخ کے ساتھ ہی آپ کی روح پرواز کر گئی، تھوڑی دیر بعد آپ کی یہ حالت تھی کہ کانپتے تھے اور بار بار کہتے تھے، دوستوں سے یوں خطاب کیا جاتا ہے تو پھر بھلا ہم جیسے لوگوں سے کیا خطاب ہوگا۔

مقاماتِ فقر

تجلیٔ ذات ایک مرتبہ آپ نے بحرِ معرفت میں غرق ہو کے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر طلوع کیا اور ارشاد کیا جو سو گیا غافل ہوا، اور جو غافل ہوا وہ حجاب میں ہو گیا۔

ظہورِ حقیقت ایک روز آپ موچنہ لئے ہوئے اپنے ابرو کا گوشت نوچ رہے تھے۔ حضرت سید الطائفہ رح نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ عرض کیا ایک حقیقت ظاہر ہوئی ہے اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، اس لئے یہ کام کرتا ہوں کہ شاید ایک دم مجھے دیویں۔

مقامِ لی مع اللہ ایک بار آپ گوشہ تنہائی میں عبادت الٰہی کر رہے تھے کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا ابوبکر! آپ نے فرمایا اگر اس وقت ابوبکر صدیق رض بھی ہوں تو میں دروازہ نہ کھولوں گا، اور اندر آنے کی اجازت نہ دوں گا۔

مقامِ فنا ایک بار لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیشہ بے چین و بیقرار رہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں؟ یا آپ اس کے ساتھ نہیں ہیں؟ فرمایا اگر میں اس کے ساتھ ہوتا تو میں مَیں ہوتا، لیکن میں محو ہوں ہمہ میں کہ وُہ ہے۔

مقامِ توحید آپ اکثر وعظ میں عوام الناس کے روبرو حقیقت کی باتیں بیان

[حاشیہ: صفحہ ۱۵ ... صفحہ تذکرۃ الاولیاء ...]

فرماتے تھے، ایک بار حضرت سید الطائفہ رح نے فرمایا کہ میں نے جن باتوں کو تہ خانہ میں پوشیدہ رکھا تھا تو ان کو عوام الناس کے روبرو بیان کرتا ہے۔ آپ نے عرض کیا میں ہی کہتا ہوں، میں ہی سنتا ہوں، میرے سوا دونو جہان میں کون ہے؟ یہ بات حق سے کہتا ہوں، اور حق ہی کی طرف جاتی ہے، اور شبلی رح درمیان میں نہیں، حضرت سید الطائفہ رح نے فرمایا اے شبلی رح! اگر یوں ہے تو تجھکو سزاوار ہے[۱]

ایک روز آپ حضرت سید الطائفہ رح کے مکان پر حاضر ہوئے اور دستک دی، انہوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا حق، انہوں نے فرمایا تو حق نہیں ہے بلکہ بحق ہے[۲]

کرامات

کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ آپ سے دو سو خوارق ظہور میں آئے۔ ازانجملہ

صفائے باطن آپ فرماتے تھے کہ جب میں بازار سے گذرتا ہوں تو اکثر لوگوں کی پیشانیوں پر سعید یا شقی کا لفظ لکھا ہوا دیکھتا ہوں[۳]

درخت کا بولنا آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عہد کیا کہ سوائے حلال کے نہ کھاؤں گا، ایک دن صحرا نوردی میں مجھے سخت بھوک لگی تھی کہ ایک درخت انجیر سامنے آیا، میں نے چاہا کہ اس کے چند پھل توڑ کر کھالوں، ناگہاں درخت سے آواز آئی کہ شبلی رح! اپنے عہد کو نہ توڑو، میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں اس لئے میرا پھل نہ کھاؤ، یہ صدائے غیب سنتے ہی میں نے ہاتھ روک لیا[۴]

کشف قلوب ابو عبداللہ رازی رح بیان کرتے ہیں کہ ابن انباری رح نے مجھے صوف کا کپڑا پہنایا، وہ پہنکر میں حضور کی خدمت میں گیا، آپ کے سر پر ایک عمدہ کلاہ تھی، دیکھتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کلاہ میرے کپڑے کا جوڑ ہے، میرے پاس ہوتی تو کیا

[۱] تذکرۃ الاولیاء ۱۲ [۲] نفحات الانس ۱۲ [۳] تذکرۃ الاولیاء ۱۲ [۴] طبقات الکبریٰ ۱۲ [۵] مرآۃ تصوف

ہوتی تو کیا اچھا ہوتا، آپ میرے دل کی یہ بات پہچان کر مجھے گھر میں لے گئے، اور
دروازہ بند کر دیا، اور فرمایا یہ صوف کا کپڑا اتار دو، میں نے اتار کے حوالے کیا
پھر اپنی ٹوپی بھی اتاری اور دونو کو یکجا بیٹ کے آگ میں جلادیا۔[۱]

کشفِ روح | ایک بار آپ چند مریدوں کے ہمراہ جنگل میں جارہے تھے، وہاں
ایک کھوپری دیکھی کہ اس پر لکھا تھا خسر الدنیا والآخرۃ (پ ۱۷ ع ۲) آپ نے
نعرہ مارا اور فرمایا کہ یہ سر کسی نبی یا ولی کا ہے، مریدوں نے پوچھا یہ کیسے معلوم
ہوا، آپ نے فرمایا اس میں ایک راز ہے، جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں دنیا و
آخرت کو برباد نہ کیا جائے اُس کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔[۲]

جانوروں کا مرنا اور زندہ ہونا | ایک بار آپ اکیلے بیٹھے تھے، سَو سے زیادہ
پرندے وہاں اتر آئے، ان کی آوازوں سے آپ کی توجہ منتشر ہوئی، آپ نے
قہر سے ان کی طرف دیکھا، وہ سب کے سب فوراً مر کر گر پڑے، پھر آپ نے فرمایا
میرا یہ مقصود نہ تھا، اور دوبارہ نظرِ رحم ڈالی وہ سب زندہ ہو کر اُڑ گئے۔[۳]

شفائے مریض | ایک بار خلیفۂ وقت سخت بیمار ہوا، ہر چند علاج کئے مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا، چھ ماہ کی علالت کے بعد نہایت ضعف اس پر غالب ہوا، ایک دن آپ
اُس کے محل کے نیچے سے گذرے، خلیفہ کو معلوم ہوا، وزیر کو بھیجکر نہائت منت
و سماجت سے آپ کو بلوایا، آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ، تو
بالکل اچھا ہے، اور کئی مرتبہ درود شریف پڑھ کر اُس کے منہ پر دَم کیا، خلیفہ اُسی
وقت تندرست ہو گیا۔[۴]

تصرف فی الاجسام | ایک بار آپ نے شیخ ابو یعقوب ہمدانی رح کے سر پر ہاتھ
رکھکر فرمایا خیراک اللہ انہوں نے کہا آمین بلکہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے تمام

[illegible]

جسم کے بالوں سے آمین کی صدا آئی، اور آپ اس کو سن رہے تھے[1]

نقش اسم ذات | ایک بار لڑکوں نے آپ کو پتھر مارے آپ کا پاؤں زخمی ہو گیا؛ جو قطرہ خون کا زمین پر ٹپکتا تھا اُس سے نقش اسم اَللہ لکھا جاتا تھا[2]

عملیات

برائے کشفِ قبور | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جلالی دوپہر کے وقت قبر کے پاؤں کی طرف ہزار بار پڑھے، قبر سے جواب باصواب پائے گا، اسم جلالی یہ ہے

یامعید اجب یا کلکائیل یا دردائیل بحق یامعید[3]

برائے قیامِ سلطنت | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ پندرھواں[15] اسم دوشنبہ کے دن ستر بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کی بادشاہی اور ملک کو ہمیشہ قائم و مستقیم رکھے گا اور کبھی زوال نہ ہوگا، پندرھواں اسم یہ ہے۔ یا مالک انت الذی لم یزل ملکہ ولا یزال عزہ وعلوہ[4]

برائے افاقت جنون | آپ ایک دیوانہ کے پاس گئے جس کا عقل مخبوط ہو گیا تھا آپ نے اس کی ہتھیلی پر حرف قؔ لکھ کر اس کے گرد سات گول دائرے کھینچے اور اُس کو فرمایا کہ چاٹ لے، اس نے چاٹا تو فوراً تندرست ہو گیا[5]

نقش اسم اعظم | آپ نے فرمایا ہے کہ اس نقش میں اسم اعظم ہے، اور جس شخص کے پاس یہ نقش ہو وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے خدا اس کو پورا کرتا ہے، اور اگر یہ نقش پیاسے کے منہ میں رکھیں تو اس کی پیاس رفع ہو، اور یہ حق تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار سے ہے۔

کہیعص الر	طس	حم عسق
احسبک	معملیک انی	ناقع رحمن
محمد صکرم	دبما الله	کفیل الله

[1] نفحات الانس [2] تذکرۃ الاولیاء [3] جواہر الاولیاء جواہر دوم [4] ایضاً جواہر پنجم [5] مآثر الاعلام [6] ثمرات القدس۔

تصنیفات

(کتابوں سے آپ کی دو تصنیفوں کا پتہ چلتا ہے ۔

اسرار الحروف کتاب مباہج الاعلام میں ہے کہ آپ نے ایک کتاب جلیل الشان باہر البرہان علم اسرار الحروف میں تصنیف فرمائی ہے جس میں حروف کی ہیئات و ترکیبات پر بحث کی ہے ۔

اسرار العارفین فوائد السالکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار دہلوی رح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تصنیف سے ایک کتاب اسرار العارفین نام ہے جس میں سے خواجگان چشت رح نے فوائد حاصل کئے ہیں ۔

شاعری آپ خداپرستی و حق شناسی کے جذبات کو اکثر اوقات اشعار کے ذریعہ ظاہر کرتے تھے ، منجملہ ان کے آپ کے بعض اشعار یہ ہیں ۔

طاہر خشعی رح کہتے ہیں کہ حضرت شیخ شبلی رح نے مجھے اپنے یہ دو شعر سنائے ۔

۵

مضت الشبیبة والحبیبة فانبرٰی — دمعان فی الاجفان یزدحمان

ما انصفتنی الحادثات برمیتی — یمود عین ولیس لی قلبان

یعنی جوانی رخصت ہوئی اور معشوقہ بھی ، تو پلکوں میں دو آنسو ایکدوسرے کے معارض ہوئے اور نکلنے کے لئے ہجوم کرنے لگے ، حوادث زمانہ نے میرے حق میں انصاف نہیں کیا کہ دو دو کے رخصت کرنے پر مجبور کیا حالانکہ میرے پاس دل ایک ہی ہے ، دو نہیں ۔ بعض لوگوں نے آپ کو عالم وجد میں دیکھا کہ کپڑے پھاڑ ڈالے اور مستانہ وار اشعار پڑھے ۔

سه

شققتُ جَیبی علیك شقًا | وما لجَیبی علیك حقًا
ارہدتُ قلبی فصاد فتہ | یداي بالجیب ذ توقی
لو كان قلبی مكان جیبی | لكان للشق مستحقًا سه

یہ دو شعر بھی آپ کی نازک خیالی کا نتیجہ ہیں۔

سه

ان صوت المحبّ من الم الشوق | وخوف الفراق یورث غدرًا
صابر الصّبر فاستغاث الصّبر | وصاح المحبّ بالصّبر صبرًا سه

ذکر رویتِ باری کے نازک مسائل کو کس خوبی سے بیان کیا ہے۔

سه

ذكرتك لا انی نسیتك لمحة | وایسر ما فی الذكر ذكر لسانی
وكنتُ بلا وجدٍ اموتُ من الهوی | وهام علی القلب بالخفقان
فلما ارانی الوجد انك حاضری | شهدتك موجودًا بكل مكان
فخاطبت موجودًا بغیر تكلّم | ولاحظتُ معلومًا بغیر عیان سه

خطیب بغدادی رح اپنی کتاب تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ ایک دن ابوالحسن نیمی رح شیخ شبلی رح کے گھر گئے، دیکھا کہ جوش میں آ آ کر یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔

سه

علیٰ بعدك لا یصبر | من عادته القرب
ولا یقوی علیٰ هجرك | من تیمه الحبّ
فان لم ترك العین | فقد یبصرك القلب سه

سه روض الریاحین ۱۲ سه عوارف المعارف ۱۲ سه رسالہ قشیریہ ۱۲ سه وفیات الاعیان ۱۲ شرافت۔

یہ دو شعر

یہ دو شعر بھی آپ ہی کی جانب منسوب ہیں۔

ـــ

تسرمد وقتی فیك فھو مسرمد	وافنیتنی عنی فعدت مجردا
تغرب امری فانفردت بغربتی	فصرت غریبا فی البریۃ اوحدا عه

اکثر آپ کہا کرتے خداوندا ، کاش یہ معلوم ہو تا کہ تیرے نزدیک میرا کیا نام ہے ؟ میرے ساتھ تو کیا کرنے والا ہے ؟ اور میرے عمل کا خاتمہ کس چیز پر کرے گا ؟

پھر یہ اشعار پڑھتے۔

ـــ

لیت شعری کیف ذکری	عند من یعلم سری
امر جمیل امر قبیح	امر بخیر امر بشر
لیت شعری کیف حالی	یوم موتی یوم حشر
لیت شعری کیف موتی	بیقین امر بکفر
اتری یقبل قولی	امر تری یشرح صدری
لیت شعری کیف امضی	بنعیم او بجمر
فدعوا مدحی ووصفی	فانا اعرف قدری عه

یہ شعر بھی آپ پڑھا کرتے۔

ـــ

یا ایھا السید الکریم	حبك بین الحشی مقیم
یا رافع النوم عن جفونی	انت بما مر بی علیم سه

ایک دن نماز عصر پڑھنا بھول گئے اور وقت آخر ہو گیا ، جب خیال آیا تو اٹھ کے نماز پڑھی اور ہنس کے یہ اشعار پڑھے۔

ـــ

نسیت الیوم من عشقی صلاتی	فلا ادری غدائی من عشائی

عه لواقح الانوار ۱۲ عه روض الریاحین ۱۲ سه ریاض الصالحین ۱۲ ترجمہ

فذکرک سیدی اکلی وشربی ‏ ‏ ‏ ‏ ووجھک ان رأیت شفاء دائی[1]

لوگوں نے کسی موقعہ پر کہا کہ آپ موٹے نظر آتے ہیں، حالانکہ جس محبت کا آپ کو دعوٰے ہے اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ دبلے ہو جاتے۔ فرمایا۔

سہ

احب قلبی ومادری بدنی ‏ ‏ ‏ ‏ ولودری ما اقام فی السمن[2]

سفرِ حج یوں تو آپ کئی مرتبہ زیارتِ حرمین الشریفین زادھما اللہ تکریماً سے مشرف ہوئے، لیکن منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ حج کو تشریف لے جا رہے تھے، دور سے جب مکہ معظمہ کی عمارت نظر آئی ذوق وشوق کا ایسا ہیجان ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر جاری تھا۔

سہ

ھذہٖ دارھم وانت محب ‏ ‏ ‏ ‏ ما بقاء الدموع فی الاماق[3]

کلماتِ طیبات

نسخۂ طریقت ایک روز آپ بغداد کے شفاخانے میں جا نکلے، طبیب مریضوں کے لئے نسخے تجویز کر رہا تھا، آپ نے اس کو کہا اے طبیب! تجھکو معلوم ہے کہ تیری اپنی صحت کیسی ہے؟ وہ بھی صاحبِ ذوق تھا، کہنے لگا میری طبیعت گناہ کے مرض میں مبتلا ہے، آپ ہی اس کا کوئی نسخہ تجویز کر سکتے ہیں، آپ نے فرمایا جاؤ، حیا کے پھول، صبر وشکر کا پھل، عجز ونیاز کی جڑ، غم کی شاخ، صدق کے پتے، ادب کی چھال، حسنِ اخلاق کے تخم، یہ کر آنسوؤں کے پانی میں تر کرو، چالیس روز کے بعد ان کو دل کی دیگچی میں ڈال کر، شوق کے چولہے

[1] ص ۵ نفحات الانس ۱۲ [2] ابوبکر شبلی بحوالہ ... [illegible] ۱۲ مترجم

کے چوبیے پر رکھکر، اس کے نیچے جان کی آگ جلاؤ، جب وہ خوب پک جائے، تو اس کو تقوئے کی ہوا سے ٹھنڈا کر کے، شیریں زبانی کی شکر ملا کر، حفظ کی ڈبیہ میں رکھو، اور اپنی طبیعت کے موافق نوش کرو، انشاءاللہ شفا پا جاؤ گے۔

استقامت - فرمایا۔ استقامت دنیا میں قیامت کا دیکھنا ہے، اور جو کچھ وقت کہے اس پر قیام کرنا۔

اشارت - فرمایا۔ خلق جو اشارت حق کی طرف کرتی ہے وہ بالکل مردود ہے تاوقتیکہ حق سے اشارت طرف حق کے نہ ہو۔

اُنس - فرمایا۔ انس یہ ہے کہ تجھے اپنے سے وحشت ہو۔

تصوّف - فرمایا۔ تصوّف یہ ہے کہ تو ایسا ہو جائے جیسا کہ قبل از وجود تھا۔

فرمایا۔ تصوّف ترک ہے، اس لئے کہ تصوّف دل کی حفاظت ہے غیر سے، اور غیر کوئی نہیں۔

فرمایا۔ تصوّف ضبط رکھنا قوئے کا ہے اور مراعات نفس کی۔

فرمایا۔ تصوّف عصمت ہے کائنات کے دیکھنے سے، اور ایک برق سوزندہ ہے، اور حق تعالٰی کی درگاہ میں بے غم بیٹھنا ہے۔ اور حق تعالٰی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ میرا ذکر خاص ہے واسطے ذاکروں کے، اور بہشت خاص ہے واسطے مطیعوں کے، اور زیارت میری خاص ہے واسطے مسافروں کے، اور محبت میری خاص ہے واسطے محبوں کے۔

توحید - لوگوں نے توحید مجرّد کی نسبت سوال کیا، فرمایا افسوس ہے اس پر کہ توحید سے خبر دیوے، جو عبارت میں خبر دے وہ ملحد ہے، جو اس کی طرف اشارہ کرے وہ ثنوی ہے، جو ایما کرے وہ بت پرست ہے، جو اس میں کلام کرے وہ غافل ہے جو اس سے خاموش رہے وہ جاہل ہے، جو گمان کرے کہ اس کو پہنچا اور حاصل کیا وہ

بیجا صل ہے ، جو اس کی نزدیکی کا اشارہ کرے وہ دور ہے ، جو اپنے سے وجد کرے وہ گم گشتہ ہے ، اور جو ان معنوں میں وہم سے تمیز کرے ، اور عقل سے ادراک کرے وہ بالکل مردود و محدث و مصنوع ہے۔

فرمایا۔ جس کے نزدیک توحید نے صورت نہ باندھی اس نے بوئے توحید ہرگز نہ سونگھی ہوگی۔

فرمایا۔ توحید حجاب موحد کا ہے جمالِ احدیت سے۔

فرمایا۔ تجھ سے توحید اس سبب سے درست نہیں آتی کہ تو اُس کو اپنی طرف طلب کرتا ہے۔

جوانمردی۔ فرمایا۔ جوانمردی یہ ہے کہ خلق کی صلاح مثل اپنے چاہے بلکہ اپنے سے بھی بہتر۔

حقیقت۔ فرمایا۔ جمعیت کلی کو حقیقت کہتے ہیں اور وہ فردانیت کی ایک صفت ہے۔ اور فرمایا۔ شریعت یہ ہے کہ تو اس کی عبادت کرے ، طریقت یہ ہے کہ تو اس کو طلب کرے ، اور حقیقت یہ ہے کہ تو اس کو دیکھے۔

دعوت۔ فرمایا۔ دعوت تین قسم ہے ، دعوتِ علم ، دعوت معرفت ، دعوت معائنہ۔

دُنیا۔ فرمایا۔ اگر ساری دنیا ایک لقمہ بنا کر کسی طفل شیرخوار کے منہ میں دیدیں تو مجھے اُس طفل پر رحم آوے کہ وہ بھوکا ہے ، اور اگر ساری دنیا مجھے ہو تو میں ایک جہود کو دے دوں ، اگر وہ مجھ سے قبول کرے تو میں اس کا احسان مند ہوں۔

فرمایا۔ کائنات کی وہ مقدار نہیں کہ میرے دل پر گذر سکے ، اور کیونکر کائنات اس کے دل پر گذرے جس کے دل میں وہ مکون ہو۔

ذکر۔ فرمایا۔ مذکور کے مشاہدہ میں اُس کے ذکر کا بھولنا فاضلترین ذکر ہے۔

زہد۔ فرمایا

زھد۔ فرمایا۔ زہد غفلت ہے کیونکہ دنیا ناچیز ہے، اور ناچیز میں زہد کرنا غفلت ہے۔

فرمایا۔ زہد یہ ہے کہ دنیا کو فراموش کرے، اور آخرت کو یاد نہ کرے۔

فرمایا۔ جو تیرے لئے ہے وہ تجھکو ضرور پہنچے گا، اور جو تیرا نہیں ہے وہ کوشش سے بھی نہ پہنچے گا، پس زہد تیرا کس چیز پر ہے۔

فرمایا۔ زہد دل کا پھرنا ہے اشیاء سے طرف خالق اشیاء کے۔

شکر۔ فرمایا۔ شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ منعم کو دیکھے۔

صابر۔ فرمایا۔ صابر اہل درگاہ سے ہے، اور راضی اہل پیشگاہ سے اور مفوض اہل البیت ہے۔

صادق۔ فرمایا، علامت صادق کی یہ ہے کہ اپنے آپ کو حرام سے دور رکھے۔

صوفی۔ فرمایا۔ صوفی اس وقت ہوتا ہے کہ تمام خلایق کو اپنا عیال سمجھے۔

فرمایا۔ صوفی وہ ہے کہ منقطع ہو خلق سے اور متصل ہو حق سے جیسا کہ حضرت موسے علیہ السلام کو خلق سے منقطع کیا کہ واصطنعتك لنفسی (طٰہٰ ع ۲) اور اپنے ساتھ ان کو پیوند دیا کہ لن ترانی (الاعراف ع ۱۷) اور یہ محل تحیر ہے۔

فرمایا۔ صوفی اطفال ہیں کنار لطف حق تعالیٰ میں۔

عارف۔ فرمایا۔ جب حق تعالےٰ چاہتا ہے کہ بلا کو عذاب کرے تو اس کو عارف کے دل میں لاتا ہے۔

فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ کبھی تاب ایک پشہ کی نہ لا سکے۔ اور کبھی ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو نوک مژہ پر اٹھائے۔ لوگوں نے پوچھا کبھی ایسا اور کبھی ویسا اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا جب وہ آپ ہو تو وہ، اور جب آپ نہ ہو تو یہ۔

فرمایا۔ عارف کو نشان نہیں، محب کو گلہ نہیں، بندہ کو دعوے نہیں، ترسندہ کو

فرار نہیں، اور کسی کو حق تعالےٰ سے گریز نہیں۔

فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ دنیا کو ازار کرے اور آخرت کو چادر، پھر دونوں سے مجرّد ہو، اور حق تعالےٰ کے ساتھ منفرد ہو۔

فرمایا۔ عارف وہ ہے کہ سوائے حق تعالےٰ کے بینا و گویا نہ ہو، اور سوائے اس کے اپنے نفس کا محافظ کسی کو نہ جانے، اور اس کے غیر سے بات نہ سنے۔

فرمایا۔ عارف کا وقت موسم بہار کی طرح ہے، رعد گرجتا ہے، ابر ہنستا ہے، بجلی جلتی ہے، ہوا چلتی ہے، شگوفے نکلتے ہیں، مرغان چہکتے ہیں، پس عارف کا بھی یہی حال ہے کہ آنکھ روتی ہے، لب ہنستا ہے، دل جلتا ہے، سر کے ساتھ ناز کرتا ہے، ہمیشہ دوست کا نام لیتا ہے، اور اس کے دروازہ پر پھرتا ہے۔

عبودیت۔ فرمایا جب تک بندہ کی آنکھوں میں بندہ ظاہر ہے عبودیت ہے، اور جب صفات حق تعالےٰ کی ظاہر ہوں مشاہدہ ہے۔

فرمایا۔ عبودیت اٹھ جانا تیرے ارادہ و مراد کا ہے اس کے ارادہ میں، اور تیرے اختیار کا فسخ ہونا ہے اس کے اختیار میں، اور تیری آرزوؤں کا ترک ہے اس کی قضا میں۔

علم۔ فرمایا۔ علم ایک ہے وہ یہ کہ اپنی ذات سے اپنے نفس کو پہچانے۔

فرمایا۔ عبارت زبان علم ہے، اشارت زبان معرفت۔

فرمایا۔ علم الیقین وہ ہے کہ ہم کو پیغمبروں کی زبان مبارک سے پہنچا، اور عین الیقین وہ کہ نور ہدایت سے بطور اسرار کے قلوب میں بواسطہ پہنچا۔ اور حق الیقین وہ کہ اس عالم میں اس کی طرف راہ نہیں۔

فقیر۔ فرمایا۔ فقیر وہ ہے جو ہر ایک چیز سے مستغنی ہو سوائے حق تعالیٰ کے۔

فرمایا۔ درویشوں کے چار سَو درجہ ہیں، ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ اگر ساری دنیا اس کی

ہو اور وہ لوگوں کو نفقہ کر دے، اور دل میں خیال کرے کہ کاش میں بقدر قوت

یکروزہ کے باقی رکھ لیتا، تو وہ حقیقت میں فقیر نہ ہوگا۔

فنا۔ فرمایا۔ فنا ناسوتی ہے اور ظہور لاہوتی۔

قرب۔ فرمایا۔ علامت قرب کی سب چیزوں سے منقطع ہو جانا ہے سوائے خدا کے۔

قلب۔ فرمایا۔ دل دنیا و آخرت سے بہتر ہے، اس لئے کہ دنیا سرائے محنت ہے

اور آخرت سرائے نعمت، اور دل محل معرفت۔

محبت۔ فرمایا۔ حب ایک دہشت ہے لذت میں، اور ایک حیرت ہے نعمت میں۔

فرمایا۔ محبت ایثار ہے جو کچھ کہ تو دوست رکھے واسطے محبوب کے۔

فرمایا۔ جو شخص کہ دعوئے محبت کا کرے، اور سوائے محبوب کے دوسرے میں مشغول

ہو، اور حبیب کے سوا دوسرے کو چاہے وہ دوست نہیں ہے، بلکہ محبوب پر

استہزا کرتا ہے۔

فرمایا۔ ہیبت دلوں کی گلانے والی، اور آتش محبت جانوں کی گلانے والی،

اور شوق نفسوں کے گلانے والا ہے۔

مرید۔ فرمایا۔ مرید کا کام اس وقت تمام ہوتا ہے، جب اس کا حال سفر

وحضر میں یکساں، اور حاضر و غائب میں یکرنگ ہو۔

معرفت۔ فرمایا۔ معرفت تین ہیں ایک معرفت حق وہ محتاج اسی کی ہے، دوسری

معرفت نفس وہ محتاج ادائے فرائض کی ہے، تیسری معرفت وطن وہ محتاج ہے

اس کی قضا اور احکام پر رضا دینے کی۔

فرمایا۔ حق تعالیٰ کی معرفت کا اول ہے آخر نہیں، کسی نے حق تعالےٰ کو پہچانا

نہیں، اگر پہچانتا تو غیر کے ساتھ ہرگز نہ مشغول ہوتا۔

فرمایا۔ اہلِ معرفت کے لئے ایک گھڑی کی بھول بھی شرک ہے۔

مکر۔ فرمایا۔ ہر نعمت کے نیچے تین مکر ہیں، اور ہر طاعت کے نیچے چھ مکر۔

وقت۔ فرمایا۔ ہزار سال گذشتہ اور ہزار سال آئندہ سے یہ وقت کہ جس میں تو ہے تیرے لئے غنیمت ہے، یعنی عالمِ ارواح میں ماضی و مستقبل یکساں ہیں، ہوشیار کہ تجھے کوئی جسمانی شے دھوکا نہ دے۔

فرمایا۔ جو رات میں ایک گھڑی بھر غفلت سے سوتا ہے، وہ آخرت کی ہزار سالہ راہ سے پیچھے پڑتا ہے۔

ورع۔ فرمایا۔ ورع یہ ہے کہ کل ماسوی اللہ سے تو پرہیز کرے۔

ہمت۔ فرمایا۔ ہمت خداوندی کی طلب ہے، اور جو اس کے سوا ہے وہ ہمت نہیں ہے

فرمایا۔ صاحب ہمت کسی چیز پر مائل نہیں ہوتا۔ صاحب ارادہ مائل ہو جاتا ہے۔[۵۵]

معرفینِ کمال

۱۔ حضرت سیدالطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر قوم کا ایک تاج ہے اور اس قوم کا تاج شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔[۵۶]

۲۔ حضرت سیدالطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے لوگو! شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ان آنکھوں سے نہ دیکھو جن سے عوام کو دیکھتے ہو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ ہے فانہ عین من عیون اللہ تعالیٰ۔[۵۷]

۳۔ شیخ ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عجائب بغداد تین ہیں، نعرۂ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نکتۂ مرتعش رحمۃ اللہ علیہ (قائل مذکور) حکایاتِ خلدی رحمۃ اللہ علیہ۔[۵۸]

۴۔ شیخ جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دو ہزار مشائخ دیکھے ہیں مگر عراق میں تین عجائبات

۵۵ کلمات طیبات کا یہ مجموعہ تذکرۃ الاولیاء اور رسالہ قشیریہ سے نکالا گیا ہے۔ ۵۶ ۵۷ ۵۸ نفحات الانس ۵۹ ایضاً۔

میں تین عجائبات نظر آئے ۔ نعرۂ شبلی رح ، نکتۂ مرتعش رح ، حکایات خلدی رح (فائل مذکور) ؎

۵ ۔ شیخ خرقانی رح فرمایا کرتے کہ ابوبکر شبلی رح ہی تھے جو مست جئے اور مست مرے ، اس لئے کہ میں نے عالم مکاشفہ میں انہیں اس وضع میں دیکھا ہے کہ میرے سامنے ہوا میں رقص کر رہے ہیں ؎

۶ ۔ شیخ عمو رح کہتے ہیں کہ اگر میں ابوبکر شبلی رح اور ابوبکر الفرا رح کو نہ دیکھتا تو صوفی نہ ہوتا ؎

۷ ۔ متقدمین نے تسلیم کیا ہے کہ اصول تصوف کو پہلے شیخ ذوالنون مصری رح نے بیان کیا ، پھر حضرت جنید بغدادی رح نے انہیں ترقی دی ، اور ان کو مدون و منضبط کیا ، اور شیخ شبلی رح نے بآواز بلند منبر پر ان کی علانیہ تبلیغ فرمائی ؎

اولادِ کرام

آپ کے دو فرزند ارجمند تھے ۔

اول ۔ حضرت شیخ ابوالحسن رح

یہ والدین کی زندگی میں ہی انتقال فرما گئے ؎

دوم ۔ حضرت شیخ یونس رح

یہ والد بزرگوار کے بعد بھی زندہ رہے ؎

حضرت شیخ شبلی رح کی اولاد امجاد میں کبار مشائخ و اولیاء اللہ ہوتے چلے آئے ، چنانچہ آپ کی اولاد میں ایک بزرگ شیخ عثمان رح نامی تھے جن سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رح مستفیض ہوئے ، چنانچہ یہ واقعہ فوائد السالکین میں خواجہ صاحب موصوف کی زبان سے اس طرح نقل ہے ۔

میں (خواجہ قطب الدین رح) اور قاضی حمید الدین ناگوری رح طواف خانہ کعبہ میں مصروف تھے، ہمارے آگے ایک بزرگ جن کا نام شیخ عثمان رح تھا، اور وہ شیخ ابوبکر شبلی رح کی آل (اولاد) میں سے تھے طواف کر رہے تھے، ہم نے ان کی ہمقدمی اختیار کی، ان کے نقشِ پا پر اپنا قدم رکھتے تھے۔ شیخ عثمان رح نے روشنضمیری سے ہمارا حال دریافت کیا، اور فرمایا متابعت ظاہری کیا کرتے ہو؟ لازم ہے کہ میری متابعت باطنی اختیار کرو، میں نے کہا آپ کی متابعت باطنی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ میں ہر روز ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتا ہوں، مجھے اور قاضی حمید الدین ناگوری رح کو اُن کے اس کلام سے تعجب ہوا کہ یہ طاقتِ بشری سے باہر ہے، شاید ہر سورہ کی آیات شروع پڑھ لیتے ہوں گے، ہم ابھی اسی اندیشہ میں تھے کہ انہوں نے مڑ کر ہماری طرف دیکھا، اور فرمایا جیسا تم خیال کرتے ہو غلط ہے، میں ہزار مرتبہ روزانہ قرآن شریف حرفاً بعد حرف پڑھتا ہوں۔عہ

خلفائے عظام

صاحبِ آئینۂ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفۂ اکبر آپ کا ایک، اور خلیفۂ اصغر سات، اور صاحبِ مجاز بارہ تھے۔

دیگر کتبِ تاریخ میں آپ کے یہ خلفاء مذکور ہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت شیخ یونس شبلی رح

یہ آپ کے صاحبزادے اکابر اولیاء اللہ سے تھے۔عہ

عہ انوار العاشقین ۔ علی ۔ ابوبکر شبلی

(۳) حضرت

(۳) حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث بن اسد یمنی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

مشاہیر مشائخ یمن سے تھے[عہ]، بروز پنجشنبہ ۱۱ ذی الحجہ ۳۳۲ھ میں انتقال کیا، مزار یمن میں قریب کوہستان کے ہے[عہ]، ان کے فرزند شیخ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ اکابر خلفائے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے تھے۔

(۴) حضرت شیخ ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ

کبار مشائخ فارس سے تھے، ابراہیم دباغ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحبت رکھی، صاحب آیات وکرامات اپنے وقت میں یگانہ تھے، شکر و محبت اِن پر غالب تھا، حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ان کی قدر کیا کرتے، رموز و کلام عالی رکھتے تھے، فارس میں کوئی ان کا کلام نہیں سمجھ سکتا تھا، اس لئے خراسان چلے گئے، مشائخ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے، کسی نے کہا مجھے وصیّت کرو، فرمایا۔ الہمّۃ الہمّۃ فان علیہا مدار الامر والیہا یرجع الامر۔ اور فرمایا ہے ما الحیٰوۃ الّا فی الموت یعنی ما حیات القلب الّا فی اماتۃ النّفس۔ ۳۴۰ھ میں وفات پائی، قبر نیشاپور میں ہے[عہ]۔

(۵) حضرت شیخ حسین بن محمد بن موسےٰ السّلمی رحمۃ اللہ علیہ

مشائخ کبار میں سے تھے، ابوعبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحبت رکھی، علوم معاملات میں کامل تھے، مجاہدہ دائم رکھتے، جب اِن کے فرزند شیخ ابوعبدالرّحمٰن السّلمی رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو انہوں نے گھر کی تمام ملکیّت صدقہ کر دی، کسی نے کہا تم اپنے لڑکے کے لئے تو کچھ رکھ لیتے، فرمایا اگر صالح ہوا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وھو یتولّی الصّٰلحین (اعراف ع ۲۴) اور اگر مفسد ہوا تو میں اُس کو فساد پر اعانت نہیں کر سکتا، ۳۴۷ھ میں وفات پائی[عہ]۔

عہ مرآۃ الاسرار ۲ عہ خزینۃ الاصفیاء ۲ عہ نفحات الانس صفحہ ۱۲۱ عہ ایضاً صفحہ ۲۱۶ خزینۃ

(۶) حضرت شیخ ابوالحسین بُندار بن حسین بن المهلب الشیرازی الارّجانی رح

ابوجعفر حدّاد رحمہ سے بھی صحبت رکھی، اصولِ حقیقت کے عالم اور محدّث تھے، اِن کا کلام عالی تھا، حضرت شیخ شبلی رح اِن کو بہت بزرگ رکھتے تھے، علمِ ظاہر میں امام المتکلمین امام ابوالحسن اشعری رح کے شاگرد تھے۔ اِن سے پوچھا گیا تصوّف کیا ہے؟ فرمایا وفا بعہد، اور فرمایا ہے من لم یترك الكل ھمًّا فی جنب الحق لا یحصل له الكل حقیقة وھو الحق سبحانہ۔ ۳۵۳ھ میں وفات پائی، شیخ ابوزرعہ طبری رح نے غسل دیا، قبر ارّجان میں ہے۔

(۷) حضرت شیخ ابوسہل محمد بن سلیمان بن ہارون بن عیسٰی بن ابراہیم بن بشر حنفی صعلوکی نیشاپوری رح

ابوالحسن بوسنجی رح اور ابوعلی ثقفی رح اور ابونصر صفار نیشاپوری رح اور مرتعش رح کی صحبت میں بھی رہے، علومِ شریعت میں امامِ وقت اَوحدِ زمانہ تھے، مشائخ ہمدان کی ولایت پر متفق اللفظ تھے، اِن سے سماع کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا۔ یستحب لاھل الحقائق ویباح لاھل العلم ویکرہ لاھل الفسق والفجور۔ بروز سہ شنبہ پندرھویں ذیقعدہ ۳۶۹ھ میں بعمر اُناسی سال انتقال کیا، قبر نیشاپور میں ہے۔ اِن کا ایک بیٹا شیخ ابوالطیب سہل متوفی ۴۰۴ھ

(۸) حضرت شیخ ابوبکر محمد بن احمد بن حمدون الفرّاء رح

خراسان کے عالی مرتبہ بزرگانِ دین اور مسلم الثبوت اولیاء اللہ میں سے تھے، ابوعلی ثقفی رح، ابوعبداللہ منازل رح، ابوبکر طاہر ابہری رح کی صحبت میں بھی رہے، یکتائے عصر تسلیم کئے جاتے تھے، فرمایا ہے۔ کتمان الحسنات اولٰی من کتمان السیئات فانك بذلك ترجوا النجاۃ۔ ۳۷۰ھ میں وفات پائی۔

(۹) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم الحُصری البصری رح

بصری الاصل تھے، شیخِ عراق لسان الوقت یگانہ مشائخ تھے، علمِ توحید میں مخصوص تھے، توحید

له ابوبکر شبلی ص۱۲۰ سه نفحات الانس ص۱۵۶ سه خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص۲۰۴ لله نفحات الانس ص۲۱۶ صه ایضاً ص۱۳۲ شرافت۔

تھے، توحید و تفرید میں کوئی ان جیسا کلام نہ کرتا تھا، منظورِ شیخ تھے، حضرت شبلیؒ
ان کو فرمایا کرتے انت دیوانة مثلی بینی وبینك تالیف ازلی۔ حنبلی المذہب
تھے، فرمایا ہے۔ الصوفی لاینزعج فی انزعاجه ولا یغتر فی قراره۔ اور فرمایا۔
الصوفی الذی لایوجد بعد عدمه ولا یعدم بعد وجوده۔ اور فرمایا۔ علیکم
فی اول الامر بالانفراد ثم تزورون المشائخ فی المعارف ثم تقفون علی المفرد
باسقاط الحدثان۔ بروز جمعہ ماہ ذی الحجہ ۳۷۱ھ میں وفات پائی، قبر بغداد میں ہے۔

ان کے سلسلہ فقر میں حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمہ اکابر اولیاء اللہ سے گذرے ہیں، ابن سید عثمان جلابی الغزنوی بن سید علی بن سید عبدالرحمٰن بن سید شاہ شجاع بن سید ابوالحسن علی بن سید حسین اصغر بن سید ابوالحسن زید بن حضرت امام حسن مجتبیٰ بن حضرت امام علی المرتضیٰ علیہم السلام۔

ان کی کتاب کشف المحجوب علمِ تصوف میں معتبر و مسلمہ اولیاء اللہ ہے، ۴۶۵ھ میں وفات پائی آپ کا مزار لاہور کے مغربی جانب زیارتگاہِ خلائق ہے، بڑے بڑے اولیاء ربانی ان کے مرقد منور کی زیارت و روحانیت سے مستفیض ہوئے ہیں۔

مولفِ کتاب ہذا فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی بہت دفعہ فیضانِ زیارت سے سیراب ہوا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلك۔

حضرت داتا صاحب رحمہ مرید شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمہ (متوفی ۴۵۳ھ) کے وہ مرید شیخ ابوالحسن علی حصریؒ کے۔ رحمہم اللہ۔

(۱۰) حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمویہ نصرآبادی رحمہ

خراسان کے محترم شیوخ سے تھے، مولد نیشاپور تھا، ابراہیم شیبان رحمہ اور واسطیؒ اور رودباری رحمہ اور مرتعش رحمہ اور ابوبکر طاہر ابہری رحمہ سے بھی صحبت رکھی، اشارات

له نفحات الانس ص۱۵۴ له خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص۲۳۲ له ایضاً ص۲۳۱ ترجمہ

وحقائق میں شیخ اور لسانِ تصوف میں بے نظیر تھے۔ انواع علوم، حفظِ سنن، عا
تواریخ، علمِ حقائق میں یگانۂ وقت تھے۔ علمِ حدیث میں اعلیٰ پایہ رکھتے، اور بکثر
حدیث روایت کرتے، کرامات وخوارق میں مشہور تھے، وجد وسماع بھی کیا کرت
مدت تک مکہ مکرمہ میں مجاور رہے، فرمایا ہے۔ اذا ابدا لك شیٔ من بوادی الحو
فلا تلتفت بھا الی جنۃٍ ولا الی نارٍ ولا تخطرھما ببالك واذا رجعت عن ذٰلك
الحال فعظم ما عظمہ اللہ تعالیٰ۔ اور فرمایا۔ الرّاغب فی العطاء لامعدل
لہٗ والرّاغب فی المعطی عزیزٌ۔ ۳۶۷ھ میں وفات پائی، قبر مکہ معظمہ میں ہے
ان کا ایک بیٹا شیخ ابونصر اسمٰعیلؒ شیخِ وقت تھا۔
اور ان کے دو مرید مقتدائے قوم گذرے ہیں۔
اوّل شیخ ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین بن محمد بن موسےٰ السُّلَمی نیشاپوریؒ (متو
۴۱۲ھ) صاحبِ تفسیرِ حقائق وطبقاتِ مشائخ۔
دوم شیخ ابو علی حسن بن محمد دقاق سالوریؒ (متوفی ذیقعدہ ۴۰۵ھ)۔ ان ک
مریدوں سے شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیریؒ، صاحبِ رسالہ وتفسی
لطائف الاشارات (متوفی ربیع الآخر ۴۶۵ھ) مشہور بزرگ گذرے ہیں۔

(۱۱) حضرت شیخ ابو عبداللہ بن ابی ذُہلؒ

خراسان کے اہلِ ہمت مشائخ سے تھے۔ عالم وحافظ وثقہ کثیر الحدیث تھے، روای
حدیث کیا کرتے، حضرت شیخ شبلیؒ ان کو جوادِ خراسان کہا کرتے، تمام مال واسبا
حضرت شیخؒ کی خدمت میں نذر کر دیا، اور چار سال خدمت میں رہے، اتنا
بوجہ ادب کے کوئی عرض وسوال کبھی نہ کیا۔ اکیسویں ماہ صفر ۳۷۵ھ میں
وفات پائی۔

(۱۲) حضرت

ے نفحات الانس صفحہ ۱۵۱ ے ... صفحہ ۲۳۲ ... نفحات الانس صفحہ ۱۵۱ ے ایضاً صفحہ ۲۳۶ ے ایضاً صفحہ ۲۳۲ ے ایضاً صفحہ ۲۳۲ ے خزینۃ الاصفیاء جلد دوم صفحہ ۲۱۵ ے نفحات الانس صفحہ ۲۳۶ ے ایضاً صفحہ ۲۵۲ ے ... الکبریٰ

(۱۲) حضرت شیخ ابو طالب محمد بن علی بن عطیۃ الحارثی المکی رح

مکہ میں نشو ونما پائی، پھر بصرہ میں تشریف لے گئے، ابو الحسن محمد بن ابی عبد اللہ بن احمد بن سالم بصری رح سے بھی فیض پایا، وہاں سے بغداد رونق افروز ہوئے، اسرارِ تصوف میں کتاب قوۃ القلوب تصنیف فرمائی، جس کے متعلق مشائخ رح نے کہا ہے۔ لم یصنف فی الاسلام مثلہ فی دقائق الطریقۃ۔ ماہِ جمادی الآخر ۳۸۶ھ میں وفات پائی، قبر بغداد میں ہے۔

ان کے سلسلہ میں حضرت شیخ ابو مدین شعیب بن حسین المغربی رح (متوفی ۵۹۰ھ) مقتدائے سلسلہ مدینیہ مغربیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ ابو یعزی بلنور مغربی رح کے، وہ مرید شیخ فقیہ ابو الحسن علی بن حرزہم رح کے، وہ مرید قاضی ابو بکر محمد معافری رح کے، وہ مرید حجۃ الاسلام امام زین الدین ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی رح (متوفی ۱۴ جمادی الآخر ۵۰۵ھ) کے، وہ مرید شیخ الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن رکن الاسلام شیخ ابو محمد عبد اللہ الجوینی رح کے، وہ مرید شیخ ابو طالب مکی رح کے رحمہم اللہ۔

(۱۳) حضرت شیخ ابو الحسین محمد بن احمد بن اسمٰعیل بن سمعون رح

اعاظم مشائخ بغداد سے تھے، ان کا کلام بہت نیک تھا، بچپن میں ہی حضرت شیخ شبلی رح کے منظور نظر ہوئے، ان کا علم وفضل اس درجہ تھا کہ لوگ ان کو الناطق بالحکمۃ کے لقب سے پکارتے۔ فرمایا ہے۔ جو کلام ذکر سے خالی ہے وہ لغو ہے، اور جو خاموشی ذکر سے خالی ہے وہ سہو ہے، اور جو نظر عبرت سے خالی ہے وہ لہو ہے، بر وزِ جمعہ ذیقعدہ ۳۸۷ھ میں بعمر چھیاسی سال وفات پائی، مدفن منتقل کرنے کے واسطے چالیس سال کے بعد نکالے گئے، جسم بالکل صحیح وسالم تھا۔ مزارِ شریف بغداد میں ہے۔

(۱۴) حضرت شیخ ابو العطار نفیس عجمی رح

اکابر اولیاء اللہ تھے، سلسلہ علویہ حُسینیہ میں بھی خلافت پائی تھی۔

اِن کے سلسلہ میں حضرت شیخ بدر الدین عمر شاذلی رح مقتدائے سلسلہ بدریہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ ابو العباس احمد مریسی رح کے، وہ مرید شیخ علی بن خلیل مزرعی رح کے، وہ مرید شیخ ابو عبد اللہ محمد مغربی تلمسانی رح کے، وہ مرید شیخ شہاب الدین احمد زاہد رح کے، وہ مرید شیخ علان واسطی رح کے، وہ مرید شیخ فضالہ دیلمی رح کے، وہ مرید شیخ ابو علی ترکمانی رح کے، وہ مرید شیخ مسعود برازی کے، وہ مرید شیخ ابو العطار نفیس عجمی رح کے، رحمہم اللہ۔

(۱۵) حضرت شیخ مملے العجمی رح

مقبولانِ درگاہ سے تھے۔

اِن کے سلسلہ میں حضرت سید ابو العباس احمد بن ابو الحسن رفاعی رح (متوفی پنجشنبہ ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ) مقتدائے سلسلہ رفاعیہ مشہور بزرگ گذرے ہیں، وہ مرید شیخ علاء الدین علی انقاری الواسطی رح کے، وہ مرید شیخ ابو الفضل بن کامخ رح کے، وہ مرید شیخ ابو علی بن ترکمان رح کے، وہ مرید شیخ علی بازیاری رح کے، وہ مرید شیخ مملے العجمی رح کے، رحمہم اللہ۔

(۱۶) حضرت شیخ ابو الحسن علی بن مثنّٰی استرآبادی رح

با فضل و پر شکوہ تھے، ابو سعید ابو الخیر رح ایک مرتبہ استرآباد میں ان کی زیارت کو گئے، اور ان سے حضرت شیخ شبلی رح کے حالات سنے ہیں۔

(۱۷) حضرت شیخ احمد نجار استرآبادی رح

خراسان کے شیخ تھے، مرتعش رح سے بھی صحبت رکھی، ایک روز حضرت شیخ شبلی

نے اپنے

۱؎ یہ سلسلہ رفاعیہ کی کتاب خلاصۃ مفاخر الشمائل اور رسائل نفحات الانس [illegible] نفحات الانس مطبوعہ صفحہ ۲۱۹ [illegible]۔

۲؎ خلاصۃ مفاخر الشمائل ۳؎ حضرت سید احمد رفاعی رح [illegible] حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رح کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ۔

نے اپنے ہاتھ سے اِن کی مونچھیں کتر دیں ، اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی کو مونچھوں پر ہاتھ لگانے نہیں دیا ، اور ادب کی وجہ سے نہ کتروائیں۔

(۱۸) حضرت شیخ ابو ذُرعہ احمد بن محمد رازی رح

اِن کو کہا گیا کہ تم ہر وقت خوش طبعی کیا کرتے ہو ، فرمایا میں سوائے اس کے اپنے پاس کوئی چیز نہیں رکھتا کہ درویش میری باتوں سے خوش ہوں۔

(۱۹) حضرت شیخ ابو علی بوتہ گر رح

بہت سفر کئے ، اور بہت مشائخ کی زیارات کیں ، ابو عمرو اسکاف رح اور ابو عمرو نجید رح اور ابو نصر عبداللہ مانک رح کو دیکھا تھا۔

(۲۰) حضرت شیخ ابو الحسین مرو الرّودی رح

مخلص اولیاء اللہ سے تھے ، ایک روز حضرت شیخ شبلی رح کو پوچھا کہ اکرم الاکرمین کون ہے ، فرمایا ، وہ ہے جس نے کسی خطا پر ایک شخص کو معاف کر دیا ، تو پھر اُس گناہ کی وجہ سے کسی پر عذاب نہ کرے۔

(۲۱) حضرت شیخ ابو بکر صیدلانی رح

اجلّہ مشائخ و اعلام قوم سے تھے ، حضرت شیخ شبلی رح ان کو بزرگ رکھتے ، فارسی الاصل تھے ، فرمایا ہے ۔ عاقل وہ ہے کہ کلام بقدر حاجت کرے ، اور جو زیادہ ہو اُس سے باز رہے ۔ نیشاپور میں وفات پائی۔

(۲۲) حضرت شیخ ابو بکر رازی رح

مردِ متورع و مجتہد تھے ، نہایت رقیق القلب تھے ، جو کوئی اِن کو دیکھتا اِن کا شیفتہ ہو جاتا ، سماع میں نہایت گریہ و بے صبری و اضطراب ان کو رونما ہوتا ، ایک سال مکہ مکرمہ میں مجاورت کی۔

نفحات الانس ص [illegible] ، ایضاً ص [illegible] ، ایضاً ص [illegible] ، ایضاً ص [illegible] ، ایضاً ص [illegible] ، ایضاً ص [illegible]

(۲۳) حضرت شیخ ابوالعباس دامغانی رح

ایک روز حضرت شیخ شبلی رح نے اِن کو نصیحت کی تھی کہ خلوت اختیار کرو، لوگوں کے درمیان سے اپنا نام مٹا دو، دیوار کی طرف منہ کرکے بیٹھ جاؤ یہانتک کہ موت آپہنچے۔

(۲۴) حضرت شیخ ابومقاتل احمد بن مقاتل عکی رح

ایک مرتبہ حضرت شیخ شبلی رح کے ساتھ ایک صف میں جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے، امام نے قرأت میں یہ آیت پڑھی، ولئن شئنا لنذھبنّ بالّذی اوحینا الیک (بنی اسرائیل - ع ۱۰) یہ سن کر شیخ شبلی رح بے اختیار ہوگئے، ادھر اِن کو بھی تاثیر ہوئی۔

(۲۵) حضرت شیخ ابوعبداللہ رازی رح

ابتدا میں تو حضرت شیخ شبلی رح کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے پھر نیشاپور چلے گئے۔

(۲۶) حضرت شیخ عبدالرحمٰن خراسانی رح

حضرت شیخ شبلی رح کے واقعات وحالات روایت کیا کرتے تھے۔

(۲۷) حضرت شیخ بکیر دینوری رح

مرض موت میں حضرت شیخ شبلی رح کی خدمات انجام دیتے رہے۔

(۲۸) حضرت شیخ ابومحمد ہروی رح

شب رحلت حضرت شیخ شبلی رح کے پاس رات بھر خدمت کی۔

(۲۹) حضرت شیخ ابوبکر اصفہانی رح

خادمانِ شیخ سے تھے۔

(۳۰) وزیر علی بن عیسےٰ رح

معتقدین شیخ سے تھے، المقتدر باللہ عباسی نے اِس قابل ونیک مشرب شخص کو ۳۱۴ھ میں دمشق سے بلواکر خلعتِ وزارت سے سرفراز کیا، مگر اِس نے اُسکی بے اعتدالیوں

عہ سہ ۵ہ رسالہ قشیریہ ۔ عہ ابوبکر شبلی ص۱۳۶ ۔ مہ روض الریاحین ص۱۹۰ ۔ سہ ۔ مہ ابوبکر شبلی ص۱۲۸ شرافت ۔

بے اعتدالیوں کی وجہ سے دو سال کے بعد استعفٰی دے دیا۔

ان کے علاوہ بھی کئی بزرگ آپ کے مصاحبوں سے تھے۔ مثلاً۔

(۳۱) حضرت شیخ احمد بن محمد بن زید رح (۳۲) حضرت شیخ محمد بن محمد بن عبدالوہاب رح (۳۳) حضرت شیخ ابو علی مغازنی رح (۳۴) حضرت شیخ عبداللہ بن علی رح (۳۵) حضرت شیخ ابوالحسن تمیمی رح (۳۶) حضرت شیخ طاہر خثعمی رح (۳۷) حضرت شیخ ابن بشار رح (۳۸) حضرت شیخ ابو نصر قبانی رح (۳۹) حضرت شیخ حسین بن احمد صفار رح (۴۰) حضرت مولانا شیخ عمران رح مدرس جامع مسجد بغداد۔

(۴۱) حضرت فاطمہ نیشاپوریہؒ۔

اس کے علاوہ بھی بعض مشائخ وقت و معاصرین جو اکابر اولیائے ربانی و علمائے لاثانی سے تھے، حضرت شیخ شبلی رح کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے، مثلاً شیخ ابوبکر احمد بن موسےٰ بن عباس بن مجاہد مقری رح (متوفی ۳۲۴ھ) اور شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی رح (متوفی شب جمعہ ۲۳ جمادی الاول ۳۲۸ھ) اور شیخ ابوبکر عبداللہ بن طاہر بن حارث طائی ابہری رح (متوفی ۳۳۰ھ) اور شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن سہیل فوشنجی رح (متوفی ۳۴۸ھ) اور شیخ ابوبکر حسین بن علی بن یزدانیار ارموی اور شیخ ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم رح وغیرہم فیضیاب صحبت تھے۔

واقعۂ وفات

آپ جب بیمار ہوئے تو آپ کو اٹھا کر شفاخانہ میں لے گئے، علی بن عیسےٰ وزیر نے خلیفہ کو اطلاع کی، خلیفہ نے علاج کے لئے افسر الاطبا کو بھیجا جو نصرانی تھا، اس نے بہت علاج کیا مگر کچھ نفع نہ ہوا، طبیب نے عرض کیا کہ اگر میں جانتا کہ آپ کا علاج

میرے جسم کے گوشت کے ٹکڑے میں ہے تو مجھ کو کاٹ دینے میں کچھ دریغ نہ ہوتا، آپ نے فرمایا میری دوا تو اور چیز ہے ۔طبیب نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا تو زنار کو توڑ ڈال، طبیب نے فوراً کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ ۔خلیفہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے رو دیا اور کہا ہم نے تو طبیب کو مریض کی طرف بھیجا تھا، ہم نہیں جانتے تھے کہ مریض کو طبیب کی طرف بھیجا ہے ۔ؔ

قرب وصال جب آپ کے وصال کا زمانہ قریب آیا تو اکثر یہ شعر آپ کی زبان فیض ترجمان پر جاری رہتا تھا۔

شعر

وکم من موضع لو مت فیہ   لکنت بہ نکالاً للعشیرۃ

یعنی بہت سے مقامات ہیں کہ اگر میں وہاں مروں تو وہاں کے لوگوں کے لئے ایک مصیبت ہو جاؤں ۔ؔ

شیخ ابو محمد ہروی رحمہ کہتے ہیں کہ جس دن آپ نے سفر آخرت کیا، اُس سے پہلی شب کو آپ ساری رات یہ شعر بار بار پڑھتے تھے۔

شعر

کل بیت انت ساکنہ   غیر محتاج الی السرج

وجھک المامول حجتنا   یوم یاتی الناس بالحجج

یعنی جس گھر میں تو رہتا ہو اُسکو چراغ کی ضرورت نہیں، تیرا چہرہ جو امیدگاہ ہے اُس روز ہماری حجت ہو گا جس دن سب لوگ اپنی اپنی حجتیں لے کر حاضر ہوں گے ۔ؔ

آخری لمحات جب آخری وقت قریب ہوا تو آپ بیقرار ہوئے اور فرمایا دو ہوائیں چل رہی ہیں ایک لطف کی، ایک قہر کی، ہوائے لطف مقصود کو پہنچاتی ہے، اور ہوائے قہر حجاب میں پھنساتی ہے۔ دیکھئے مجھے کس ہوا سے سابقہ پڑتا ہے؟ اگر ہوائے لطف نے گذر کیا۔

ؔ روض الریاحین ص ۔ ؔ وفیات الاعیان جلد اول ص ۳۲۵ ؔ رسالہ قشیریہ ص ۱۶۱ مترجم

نے گذر کیا تو یہ سب نامرادی اور سختی اس کی امید پر کھینچ سکتا ہوں، اور اگر عیاذاً باللہ ہوا ے قہر کا گذر ہوا تو اس کے آگے کسی سختی اور بلا کی ہستی نہیں ہے۔

ابھی حالتِ نزع میں تھے کہ بہت سے لوگ جمع ہو کر جنازہ کے واسطے آگئے۔ آپ نے فراست سے دریافت کیا اور فرمایا، تعجب ہے کہ مُردوں کی جماعت زندہ پر نماز پڑھنے آئی ہے۔

تلقینِ ذکر اس وقت حاضرین میں سے کسی نے کہا فرمائیے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ فرمایا جب غیر ہے ہی نہیں تو نفی کس کی کروں؟ کہا حکم شریعت یوں ہی ہے کہ آپ کلمہ پڑھیں تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

قال سلطان حبہ انا لا اقبل الرشا ‌ ‌ ‌ ‌ فسئلوہ بحقہ لم بقتلی تحرشا

یعنی اُس کی محبت کے سلطان نے کہا کہ میں رشوت نہیں قبول کرتا تو اسی کے حق کا واسطہ دلا کے اُس سے پوچھو کہ پھر میرے قتل کے بارے میں کیوں لوگوں کے کہنے میں آگیا۔

شیخ بکیر دینوری رح کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے آپ کا وضو کروایا، اور داڑھی کا خلال بھول گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داڑھی پر رکھا چنانچہ میں نے آپ کا خلال کیا۔ پھر ایک شخص نے بلند آواز سے کلمہ پڑھنے کو کہا، فرمایا ایک مردہ زندہ کو تلقین کرتا ہے، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے، کچھ دیر کے بعد لوگوں نے پوچھا اب مزاج کیسا ہے؟ فرمایا "میں محبوب سے جا ملا" اسی فقرہ پر روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

غسل تجہیز شیخ بکیر دینوری رح سے روایت ہے کہ وفات سے ایک دن پہلے آپ مجھ پر سہارا دے کے جامع مسجد کی طرف روانہ ہوئے کہ نماز جمعہ میں شریک ہوں جب کتب فروشوں کے بازار میں پہنچے تو ایک تازہ رو شخص ملا جو رصافہ سے آیا ہوا تھا آپ نے اُس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ کل مجھے اس شخص سے سابقہ پڑے گا، میں نے اس بات کا کوئی خیال نہ کیا، اور آپ کو جامع مسجد میں لے جا کے نماز پڑھائی، پھر گھر میں

واپس لایا، خدا کی قدرت اُسی رات کو آپ کا انتقال ہو گیا، اور کسی اچھے غسل دینے والے کی تلاش ہوئی، لوگوں نے بتایا کہ بہشتیوں کے محلہ میں ایک جوان پرہیزگار ہے جو غسل میت دیتا ہے، میں نے اُس کے دروازہ پر جا کر دستک دی، اور السلام علیکم کہا، فوراً اندر سے آواز آئی کہ کیا شبلیؒ کا انتقال ہو گیا؟ جب وہ باہر نکلا تو وہی جوان تھا جو بازار میں ملا تھا، آخر اُس بزرگ نوجوان نے آپ کو غسل دیا۔

واقعات بعد از وفات اکثر بزرگانِ دین اور اہلِ طریقت نے آپ کے انتقال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا مگر وہاں بھی وہی شانِ جوش و خروش اور ذوق و شوق کے جذبات نظر آئے، چنانچہ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ منکر نکیر سے کیا سوال و جواب ہوا؟ فرمایا وہ میرے پاس آئے اور پوچھا تیرا خدا کون ہے؟ میں نے کہا میرا خدا وہ ہے جس نے تم کو اور تمام فرشتوں کو حکم دیا تو تم نے میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، اور میں اس وقت ان کی صلب میں تھا، اور تمہیں دیکھ رہا تھا یہ جواب سن کے وہ بولے کہ اس نے تو ساری نسل آدمؑ کی طرف سے جواب دے دیا، یہ کہکر چلے گئے۔

ایک دوسرے شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، فرمایا باوجود ان تمام دعووں کے جو مجھ سے ظاہر ہوا کرتے تھے مجھ سے کچھ مطالبہ نہ فرمایا، مگر اس بات پر کہ ایک روز میں کہہ بیٹھا تھا کہ کوئی نقصان اس سے بڑھ کر نہ ہوگا کہ تو بہشت سے باز رہے اور دوزخ میں جائے، حق تعالیٰ نے مجھ پر عتاب فرمایا کہ کوئی نقصان اس سے زیادہ نہیں کہ میرے دیدار سے باز رہے، اور محجوب ہو وے۔

ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ آپ نے آخرت کے بازار کو کیسا پایا؟ فرمایا بالکل بے رونق، سوائے سوختہ جگروں اور شکستہ دلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا

کیونکہ یہاں

ہ جواہر المعارف ۱۲ ہ ہ تذکرۃ الاولیاء ۱۲ مرتب

کیونکہ یہاں سوختہ جگروں پر مرہم رکھتے ہیں، اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو پھر جوڑتے ہیں اور کسی چیز کی طرف التفات نہیں کرتے ؎

تاریخ وفات | حضرت شیخ ابو بکر شبلی رح کی وفات بقول صاحب تذکرۃ الاولیاء ونفحات الانس و وفیات الاعیان وابوبکر شبلی شب شنبہ اٹھائیسویں ماہ ذی الحجہ ۳۳۴ھ تین سو چونتیس ہجری اور بقول صاحب قاموس المشاہیر ماہ جولائی ۹۴۶ء نو سو چھیالیس عیسوی میں بعہد خلافت المطیع باللہ فضل بن المقتدر خلیفہ بست سوم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف مقبرہ خیزران میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ف: فقیر شرافت عافاہ اللہ کے ایک دوست حاجی غلام محمد صاحب درویش نوشاہی ساکن جھلیاں ضلع امرتسر سیاح ممالک عراق عرب شام بیان کرتے تھے کہ آپ کا روضہ شریف زمانہ حاضرہ میں بغداد شریف سے تین میل باہر بجانب شمال مغرب قریہ امام اعظم کے متصل جنوبی طرف واقع ہے، حضرت امام ابو حنیفہ رح کے پائین کی طرف گنبد بنا ہوا ہے، دروازہ عموماً بند رہتا ہے، پنجرہ کے سوراخوں سے مزار کی زیارت ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص اس روضہ کے اندر جاتا تھا وہ بسبب جلالیت عشق شبلی رح ذوق و شوق سے تڑپ اٹھتا تھا، اس لئے عرصہ دراز سے دروازہ بند کیا گیا ہے۔ رح

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہ

جناب شیخ شبلی در جناں رفت	بصد لطف و کرم با عز و توقیر
چو نوشاہی ز تاریخ سفر جست	ندا آمد حبیب اہل دیں پیر ۳۳۴

منه

در جناں رفت شیخ شبلی پیر　　ترک کردہ بفرح دارِ عدم
ازولی جست سال نو شاہی　　رحلتِ خویش گفت مرحوم
۳۳۴

منه

چو شبلی رخت عمرِ خویش بر بود　　وصالش شد مکرم ایزد بود
۳۳۴

منه

زدنیا کرد شبلی جائے خالی　　وصالش سالکِ اعلیٰ اعالی
۳۳۴

منه

بجنات چوں یافت دیدار رب　　وصالش بخواں شاہِ زاہد احب
۳۳۴

دیگر

از اسمار الحسنےٰ

ودود قدیر ۳۳۴ - ہادی قدیر ۳۳۴ - بدوح قدیر ۳۳۴ - اللہ صبور ۳۳۴

اللہ رحمٰن ۳۳۴ - والی رؤف ۳۳۴ - اکرم جلیل ۳۳۴ - نور حکیم ۳۳۴

کبیر مبین ۳۳۴ - منعم صمد ۳۳۴ - مقدم علیم ۳۳۴

فصلِ دہم

فصل دہم

حالات حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ امام الصدیقین، شمس العارفین، ہادی الموحدین، سلطان المتعبدین، خلاصۂ اہلِ عرفان، سلالۂ اربابِ ایقان، خادمِ شریعتِ غرّا، سالکِ طریقتِ بیضا، واقفِ حقیقتِ علیا، عارفِ معرفتِ کبرا، امامِ اہلِ سنت وجماعت تھے، حضرت شیخ ابوبکر شبلی رہ کے مرید وخلیفہ اکبر تھے۔

نام ونسب آپ کا نام نامی احمد، عبدالواحد، عبدالقادر، کُنیت ابوالفضل، لقب زین الدین۔ [عه]

والد بزرگوار کا نام شیخ عبدالعزیز بن حارث بن اسد تھا۔

آپ قبیلہ بنی تمیم میں سے تھے جو کہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے، اسی نسبت سے آپ کو تمیمی کہتے ہیں، آپ کے آباواجداد ملکِ یمن میں سکونت رکھتے تھے اس واسطے بعض کتابوں میں آپ کو یمنی لکھا ہے۔ [سه]

بیعت وخلافت آپ نے بیعت طریقت حضرت شیخ ابوبکر کہف الدین دُلف شبلیؒ کے دستِ حق پرست پر کی، اور انہیں کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ [سه]

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضہ سے تھی۔ [سه]

مشایخ صحبت آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت شیخ عبدالعزیز یمنی تمیمی رہ سے بھی فیض کامل پایا، بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رہ نے کتاب

عه نزہۃ الخواطر ۲ سه مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۳۲ سه سفینۃ الاولیاء۔ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۹۵ لمعه نزہۃ الخواطر ۲ تذکرہ

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں حضور کو اپنے والد کا ہی مرید لکھا ہے، اور اُن کو حضرت شیخ شبلی رح سے خلافت پہنچنا تحریر کیا ہے۔

نیز آپ کو سید داؤد بن احمد جوزقی ابدال رح اور شاہ رحیم الدین ابو العباس احمد بن اسمٰعیل مکی رح سے بھی نعمتِ باطنی حاصل ہوئی، اور بہرہ وافر عطا ہوا۔

مذہب | آپ مذہب حنفیہ رکھتے تھے، اور اصول طریقت میں مشرب جنیدیہ کے پابند تھے۔ واقف اسرارِ حقیقت اور امام علمائے اہل سنت والجماعت تھے۔

متابعتِ شیخ | آپ راہِ شریعت و طریقت میں اپنے پیر دستگیر کے قدم بقدم چلے، کسی مقام میں اُن سے پیچھے نہیں رہے۔

سجادہ مشیخت | جب آپ کے پیر روشنضمیر حضرت شیخ ابوبکر شبلی رح نے وفات پائی تو آپ اُن کے مسندِ ارشاد اور سجادہ مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے، اور خلقِ کثیر کو ہدایتِ ظاہری و باطنی کو پہنچایا۔

مصاحبتِ خضر | آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی مصاحبت حاصل تھی، انہوں نے ایک روز آپ کو ایک خرما دیا، اور اجازتِ ارشاد عطا فرمائی، اور آپ کے حق میں دعائے خیر فرمائی کہ تو عبدِ واحد ہے، اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت کرے۔

کرامات

کتاب آئینۂ تصوف میں ہے کہ آپ سے پانچ سو سات خوارق ظہور میں آئے۔

عملیات

برائے حصول وحدانیت | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ ستارہواں اسم منگوا کر کے دن ٹوٹنا ہے

له آئینۂ تصوف ص ۱۳ عه عه عه خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۲۹ ه آئینۂ تصوف ص ۱۳ ...

دن نوّے بار پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی وحدانیت عطا فرما وے گا، ستائیسواں اسم یہ ہے یا احد انت الذی تثبت ضمائر عباد علیٰ وحدانیتہٖ ۔ عہ

خلفائے کرام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے اس سلسلہ خاص میں صرف ایک حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رح ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور خلیفہ اصغر پندرہ اور صاحب مجاز اٹھارہ تھے۔

تاریخ وفات | حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رح کی وفات بقول صاحب سفینۃ الاولیا و آئینہ تصوف و خزینۃ الاصفیا جلد اول و مسالک السالکین جلد اول بروز جمعہ وقت عصر بتاریخ نہم جمادی الآخر ۴۲۵ھ چار سو پچیس ہجری مطابق ۱۰۳۴ء ایکہزار چونتیس عیسوی میں بعہد خلافت القایم بامر اللہ ابوجعفر محمد الذخیرۃ بن القادر خلیفہ بست و ششم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف میں اندرون مقبرہ حضرت امام احمد حنبل رح کے ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ عہ

قطعہ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

عبد واحد گذاشت چوں دنیا	جنتش داد ایزد معبود
وصل حضرت چو جست نوشاہی	شد ندا ز آسماں کہ بیت جود ۴۲۵

منہ

ز دنیا چو شد عبد واحد ولی	بخلد بریں یافت عالی مقام
ز نوشاہی پیر خواہی چو سال	وصالست ما وائے دار السلام ۴۲۵

منہ

رحلتِ عاشق خدا اعلےٰ ۔ گفت ہاتف مرا بحق شیدا ۱۴۲۵

منہ

چوں بجنت یافت حضرت جاشنے ۔ گشت وصلش مطلعِ انوارِ حے ۱۴۲۵

منہ

چو شیخ زماں کرد عمرے بسر ۔ وصالت محبوب و طیب قمر ۱۴۲۵

منہ

کرد پدرود چوں امیر جہاں ۔ سالِ ترحیل واصلِ رحمٰن ۱۴۲۵

دیگر

از اسمار الحسنے

اعلیٰ قدیر ۱۴۲۵ ۔ باقی رقیب ۱۴۲۵ ۔ باقی قریب ۱۴۲۵

مالک الملک باری ۱۴۲۵ ۔

فصلِ یازدہم

فصل یازدہم

حالاتِ حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ امام العاشقین، امیر المتورعین، سلطان الواصلین، رئیس السالکین، حجت رب العالمین، قطب الدنیا والدین، قدوۂ اولیائے زمان، زبدۂ مشائخ جہان، سلطانِ طریقت، برہانِ حقیقت، صاحبِ مقاماتِ بلند و کراماتِ ارجمند تھے، حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی رح کے اعاظم خلفا میں سے تھے۔

نام و نسب آپ کا نام نامی محمد، یوسف، کنیت ابو الفرح، لقب علاؤ الدین۔

والد بزرگوار کا نام شیخ عبد اللہ بن یونس تھا۔

آپ کے آبا و اجداد کا مسکن شہر طرطوس[۱] تھا جو ملکِ اندلس[۲] کا ایک پُر رونق شہر ہے۔

بیعت و خلافت آپ کی بیعتِ طریقت حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد یمنی تمیمی رح سے تھی، انہیں کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔[۳]

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خواجہ فضیل بن عیاض رح سے تھی۔[۴]

مشائخ صحبت آپ نے اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبد اللہ طرطوسی رح سے فیض کامل پایا، نیز سید موسےٰ مخزومی رح سے بھی نعمتِ باطنی حاصل ہوئی۔[۵]

توکل و تجرید آپ صبر و ریاضت و توکل میں قدم محکم رکھتے تھے، اور تجرید و تفرید میں یگانۂ وقت تھے۔[۶]

۱ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۹۰ ۲ تحفۃ الابرار ۱۲ ۳ مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۳۲۷ ۴ آئینہ تصوف ۱۲ ۵ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۹۰ ۶ شرافت۔

کرامات

کتاب آئینہ تصوف میں ہے کہ آپ سے سات سو خوارق ظہور میں آئے۔

عملیات

برائے رحمتِ الٰہی | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اٹھارہواں اسم منگلوار کی رات کو اسی بار پڑھے، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی، اٹھارہواں اسم یہ ہے۔ یا رءوف انت الذی لاترد المحتاجین والمساکین محروماً من بابہ۔

خلفائے کرام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے اس سلسلۂ خاص میں صرف ایک حضرت شیخ ابوالحسن ہکاری رح ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور خلیفۂ اصغر نو، اور صاحب مجاز سات تھے۔

شیخ ابو اسمٰعیل احمد بن محمد بن حمزۃ الصوفی الملقب بہ شیخ عمو رح (متوفی رجب ۴۴۱ھ) نے شیخ ابوالفرح طرطوسی رح کو دیکھا اور فیض پایا تھا۔ [عہ]

سلسلہ طرطوسیہ | آپ سے جو سلسلہ فقر چلا اُس کا نام صنف فقرا میں طرطوسیہ کہا جاتا ہے۔ بعض طوسیہ بھی کہتے ہیں۔

تاریخ وفات | حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رح کی وفات بقول صاحب مسالک السالکین جلد اول و انوار العارفین و تحفۃ الابرار بتاریخ سیوم ماہ شعبان المعظم ۴۴۷ھ چار سو سینتالیس ہجری مطابق ۱۰۵۵ء ایکہزار پچپن عیسوی ۲۸ اکتوبر میں بعہد خلافت القائم بامر اللہ

عہ جواہر الاولیا جواہر پنجم۔ مگر اس میں آپ کا نام شیخ یوسف بن یونس رح لکھا ہے ۱۲ عہ نفحات الانس ص۳۳۷ شرافت۔

القائم بامر اللہ ابوجعفر محمد الذخیرۃ بن القادر خلیفہ بست ۲۶ ششم عباسی کے ہوئی۔

(مدفن پاک) آپ کا مزار پُرانوار شہر طرطوس میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ

ازمولانا شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی ادام اللہ برکاتہ

بوالفرح چوں رفت از دنیائے دُوں گشت در فردوس طیّب غیر پاک

جست نوشاہی ز ہاتف وصل پیر زود گفتا ہادیٔ ابرار پاک

منہ

چوں رفت پیر از ما شد در جناں چو ماہ تاریخ انتقالش خواں شایقِ الٰہ

منہ

الوداع چوں گشت پیر رہنما سالِ رحلت قطب زاہد پیشوا

منہ گشت از ما جدا چو آں اعظم ہست تاریخ عالم و مکرم

منہ در جناں خورد شیخ جام ز حق وصل او گشت پیر واصل حق

منہ چو رخصت شد ولی پاک اکرم بگفتم انتقالش شاہ عالم

دیگر

ازاسماء الحسنیٰ

شافی مبدی ۔ رفیق مجید ۔ مصوّر اعلیٰ

موصل معزّ ۔ قہار متّان ۔ قاہر منّان

بصیر مہیمن ۔ مدبّر نافع ۔ کبیر طاہر

کبیر اطہر

فصل دوازدہم

حالات حضرت شیخ ابو الحسن ہکاری قدس سرہٗ

اوصاف جمیلہ آپ قطب العالمین، بدر السالکین، سلطان الاولیاء والمتقین، غوث الاسلام والمسلمین، امام الملۃ والھدیٰ محی الشریعۃ الغرّا، مقتدائے اہل زمان، سرگروہ مشائخ دوران، واقف رموز حقیقت کاشف غوامض معرفت، عظمائے اولیاء اللہ سے تھے، حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی رح کے اکابر خلفا میں سے تھے۔

نام ونسب آپ کا اسم گرامی علی، ابراہیم، کنیت ابو الحسن۔ القاب بزرگ شیخ الاسلام اور شرف الدین۔

قاضی ابن خلکان رح نے وفیات الاعیان میں، اور امام ابن اثیر جزری رح نے کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب میں لکھا ہے۔

ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف بن عرفہ ہکاری۔ عتبہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ کی اولاد سے تھے عہ

مفتی غلام سرور لاہوری رح نے آپ کے والد کا نام محمد لکھا ہے بن یوسف بن جعفر بن شریف عمر بن عبد الوہاب بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم عہ

مگر پہلی روایت قدیم اور صحیح ہے۔

ہکاری نسبت کی تحقیق تمام مورخین آپ کو ہا کے بعد نون کے ساتھ ہنکاری لکھتے ہیں

عہ وفیات الاعیان جلد اول ص ۳۴۲۔ کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب قلمی ورق ۹۶ ب۔ مخزونہ کتب خانہ گنج بخش اسلام آباد عہ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۲۶۲

لکھتے ہیں ۔

پیر غلام دستگیر نامی لاہوری تاریخ جلیلہ میں لکھتے ہیں کہ آپکے

دادا شیخ یوسف مدینہ منورہ کو چھوڑ کر جبل ہنکار میں جو قبۃ الاسلام

بغداد شریف کے حوالی میں واقع ہے سکونت گزین ہوئے تھے ۔

علامہ جمال الدین ہشام الانصاری رح نے کتاب مغنی اللبیب

میں لکھا ہے کہ یہ لفظ ہنکار بکسرہ نون وسکون ہا ہے اور جو لوگ

ہینکار ہا کے اول سے پڑھتے ہیں یہ غلط ہے ۔ ایسا ہی صاحب

اقرب الموارد نے لکھا ہے ۔

سید عبد الرحمٰن بسطامی رح نے کتاب مصابیح الاعلام

میں عکاری عین مہملہ سے لکھا ہے ۔

اور منتخب اللغات والے نے لکھا ہے کہ عکار بالفتح وتشدید

کاف ایک قبیلہ کا باپ گزرا ہے ۔

مگر قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے

کہ ھکاری، فتح ہا اور تشدید کاف ۔ اور الف کے بعد را، یہ نسبت

ہے کردوں کے ایک قبیلہ سے جو صاحب معاقل وحصون وقریٰ

(قلعوں، عمارتوں، گاؤں والے) ہیں، موصل کے شرقی جانب والے

شہروں میں ۔ عہ

اور امام ابن الاثیر جزری رح نے کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب

عہ وفیات الاعیان جلد اول ص ۳۴۶ ۔ شرافت ۔

میں لکھا ہے " ھکاری ، فتح ھا ، اور کاف مشدّدہ ، اور الف کے بعد راء
یہ نسبت ہے ہکاریہ کی طرف ، آپ وہاں تولد ہوئے . جو موصل کے
اعمال (اضلاع) میں قلعوں اور مواضعات پر مشتمل ہے۔ عہ
حافظ محمد حسین چشتی صابری رح نے انوار العارفین میں لکھا ہے
کہ ہکار بفتح ہا و تشدید کاف بمعنی باغبان ہے۔
لیکن ان سب میں سے قاضی ابن خلکان اور ابن الاثیر رح
کی توجیہ و تحقیق صحیح ہے۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت بقول قاضی ابن خلکان رح و
ابن الاثیر رح ۴۰۹ھ چار سو نو ہجری - مطابق ۱۰۱۸ء ایکہزار اٹھارہ
عیسوی عہ میں ھکاریہ میں ہوئی۔

تحصیل علوم آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے کئی بلاد کا سفر کیا ، اور
کئی علما و مشائخ سے ملے ، اور اُن سے احادیث اخذ کیں ، پھر اپنے
وطن کو واپس آئے ۔ لوگوں میں آپ کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی ،
سب کو آپ کی نسبت بڑا اچھا اعتقاد تھا ، آپ بڑے کثیر الخیر
والعبادت تھے ، شیخ ابا العلاء معری کو ملے ، اُن سے حدیث سنی
پھر اُن سے جدا ہو گئے ، آپ کے بعض دوستوں نے آپ سے پوچھا کہ
آپ نے اُن کو کیسے دیکھا ، اور اُن کا عقیدہ کیا تھا ، آپ نے فرمایا

عہ کتاب اللباب فی معرفۃ الانساب (اختصار انساب السمعانی قلمی ورق ۲۹۷ ب
عہ عیسوی سال کی مطابقت تقویم تاریخی ص ۱۰۳ سے کی گئی ہے۔ مترادف

خورجل

ھو رجل من المسلمین (وہ ایک شخص ہے مسلمانوں میں سے) عـ۵

امام ابن الاثیر رہ نے لکھا ہے کہ آپ بڑے خوبیوں والے اور عبادت والے تھے، مکہ مکرمہ میں شیخ ابوالحسن محمد علی بن صخر الازدی رہ سے، اور مصر میں شیخ ابا عبداللہ محمد الفضل بن نظیف سے، اور بغداد میں ابی القاسم بن بشران وغیرہ علماء و فضلاء سے احادیث سنیں۔ اور آپ سے ابوزکریا یحیٰی بن عطاف الموصلی وغیرہ نے استماع کیا۔ عـ۶

بیعت و خلافت | آپ نے بیعت طریقت حضرت شیخ ابوالفرح علاء الدین محمد یوسف طرطوسی رہ کے ہاتھ مبارک پر کی۔ اور انہیں کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔

بیعت روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت شیخ امام حسن بصری رہ اور سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رہ، عـ۷ اور خواجہ بایزید بسطامی رہ سے تھی۔ عـ۸

مشایخ صحبت | آپ نے اپنے والد ماجد رہ اور سید داؤد رہ کی صحبت سے بھی فیض کامل پایا۔ عـ۹

عبادت و ریاضت | آپ بڑی خیر کے مالک جامع عبادت و ریاضت و علم و حلم، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ تین روز کے بعد ایک لقمہ

عـ۵ وفیات الاعیان جلد اول ص ۲۴۳ عـ۶ کتاب اللباب ورق ۷۹۴ ب عـ۷ آئینہ تصوف عـ۸ تحفۃ الابرار عـ۹ اذکار قلندری عـ۱۰ آئینہ تصوف۔ تحرافت۔

طعام سے افطار فرماتے۔ نماز عشاء و تہجد کے درمیان دو ختم قرآن مجید کے کرتے۔ عہ

مقامات فقر

مقام محبوبیت | آپ نے جبل سنگار پر متواتر چالیس برس تک چلہ کیا۔ اس عرصہ میں آپ پر تجلی ذات کا ظہور ہوا اور عرش سے فرش تک سب کچھ منکشف ہو گیا اور درگاہِ الٰہی سے آپ کو مقام محبوبیت عطا ہوا۔ عہ

کرامات

۔ کتاب آئینہ تصوف میں لکھا ہے کہ آپ سے ایکسو گیارہ خوارق ظہور میں آئے۔

عملیات

برائے حفظ ایمان | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جمالی نماز ظہر کے بعد ستر مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالےٰ اس کو ایمان کے ساتھ محشور فرمائے گا۔ اسم جمالی یہ ہے

یا مہیمن اجب یا ردمائیل بارفتمائیل بحق یا مہیمن عہ

کلماتِ طیبات

ایک بزرگ نے آپ سے سوال کیا انت شیخ الاسلام یعنی آپ شیخ الاسلام ہیں۔ آپ نے جواب دیا انا شیخ فی الاسلام وخرج من اولادہ وحفدہ جماعۃ تقدموا عند الملوک وعلت مراتبہم منہم فقہاء ومنہم امراء

عہ مسالک السالکین ج ۱ ص ۳۶۲ عہ تاریخ جلیلہ عہ جواہر الاولیا جواہر دوم۔ شرافت

یعنی میں بوڑھا

یعنی میں بوڑھا ہوں اسلام میں ۔ اور میری اولاد و احفاد سے ایک جماعت نکلی ہے ، جو بیٹھی چاہتی ہے نزدیک بادشاہوں کے ، اور بلند ہوتا ہے مرتبہ اُن کا ، بعض اُن میں سے فقہا ہیں ، اور بعض امرا ؎ ۔

اولادِ کرام

آپ کے ایک فرزند شیخ ابو طاہر رح مشاہیر وقت سے تھے ، نیز ممکن ہے کہ آپ کے کسی فرزند کا نام حسن بھی ہو ، کیونکہ آپ کی کنیت ابو الحسن تھی ، یا اُنہیں شیخ ابو طاہر کا نام ہی حسن ہو ۔ واللہ اعلم ۔

آپ کی اولاد میں سے بعض لوگ دیہات پنجاب میں پائے جاتے ہیں ، چنانچہ زمانہ حاضرہ میں ایک بزرگ حضرت پیر غلام دستگیر صاحب نامی لاہور میں سکونت رکھتے ہیں ، اور صاحب علم و فضل و حسن خلق ہیں ، کئی کتابیں تالیف کی ہیں مثلاً تاریخ مکہ معظمہ ، تاریخ مدینہ منورہ ، گنجینہ اخلاق ، نسب نامہ رسول مقبول ، تیر و شکر ، تاریخ جلیلہ وغیرہ ۔ سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ خلف الرشید پیر حامد شاہ بن پیر غلام محمد بن نبی بخش بن نیاز بخش بن خدا بخش بن ابو الحسن ثانی بن فخر اللہ بن ابو الفتح ثالث بن برخوردار بن عبد الجلیل ثانی بن ابو الفتح ثانی بن حضرت شیخ عبد الجلیل قطب العالم چوہڑ بندگی لاہوری (متوفی غرہ رجب ۹۱۰ھ) بن ابو الفتح بن عبد العزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن سلطان التارکین ابو الغیث حمید الدین حاکم شاہ کیچکران ؎ (متوفی ۲۲ ربیع الاول ۷۳۰ھ) بن بہاؤ الدین بن قطب الدین بن رشید الدین بن ابو علی بن شیخ موسےٰ بن شیخ ابو طاہر بن شیخ ابو الحسن ہکاری رحمہم اللہ تعالیٰ ؎

؎ سالک السالکین جلد اول ص ۳۷۹ ، ؎ ... ص ... ، ؎ خزائن ...

خلفائے عظام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے اس سلسلہ خاص میں صرف ایک حضرت شیخ ابو سعید مخزمیؒ ہوئے ہیں، ان کا ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، اور خلیفہ اصغر پانچ، اور صاحب مجاز سترہ تھے۔

بعض شجروں میں آپ کے خلفائے اصغر کے یہ نام لکھے ہیں۔ (۱) شیخ ابو طاہر قرشیؒ فرزند آنذات (۲) خواجہ گنج بخش ہوزیانیؒ۔ (۳) خواجہ ولیؒ (۴) شیخ مکیؒ (۵) شیخ کرام الدین رحمہم اللہ۔

تاریخ وفات حضرت شیخ ابو الحسن ہکاریؒ کی وفات بقول صاحب سفینۃ الاولیا و مسالک السالکین جلد اول وفیات الاعیان بتاریخ یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ چار سو چھیاسی ہجری اور بقول صاحب تاریخ جلیلہ یکم فروری ۱۰۹۳ء ایک ہزار ترانوے عیسوی میں بعہد خلافت المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن القائم خلیفہ بست و هفتم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

چو حضرت بو الحسن از ازقر بارفت ... بہشت پاک شد جائش معظم
وصالش گفت نوشاہی حبیبا ... وفات پیر خواں صوفی مکرم ۴۸۶

منہ

بجنت رفت چوں آں پیر ماہرو ... وصالش گشت شمس الاولیا او ۴۸۶

منہ

منہ

۴۸۶

بفردوس بریں چوں گشت آں میر وصالِ شاہ محقق ہادی و پیر

منہ

۴۸۶

ز دنیا چو رفت آں مکرّم ولی وصالش بخواں اہل شوق ولی

منہ

۴۸۶

چوں بجنت پیر ما رحلت نمود سال وصلش ہادی و مہتاب بود

منہ

چوں بجنت رفت شہ بعد از ممات
کن الف را دور بعدش خواں وفات
۴۸۶

دیگر

از اسماء الحسنٰی

۴۸۶ مولا تواب - ۴۸۶ مومن نصیر - ۴۸۶ ناصر مہیمن
۴۸۶ علیم مصوّر - ۴۸۶ مرسل قیّوم - ۴۸۶ مرسل عفو -
۴۸۶ مقدّم بصیر

از آیت شریف - فیوفیهم اجورهم - ۴۸۶

فصل سیزدہم

حالاتِ حضرت قاضی شیخ ابوسعید مُخَرِّمی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ سراج العالمین، فخر السالکین، قطب الاقطاب، مظہرِ رب الارباب، مُمہّدِ قواعدِ اسلام، مُبَیّن الحلال والحرام، سلطان الاولیا، بُرہان الاتقیا، قدوۂ عارفان، قبلۂ سالکان، پیرِ طریقت، واقفِ حقیقت، جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہکّاری رحہ کے بڑے خلیفوں سے تھے۔

نام ونسب آپ کا اسمِ گرامی مبارک، محمد، کنیت ابوسعید، القاب بزرگ مصلح الدینؒ، قاضی القضاۃ۔

والد بزرگوار کا نام شیخ علی بن حسین بن بندار المخرمی البغدادی تھا۔ مُخَرِّم بکسرِ راے مہملہ مشدّدہ بغداد شریف کے ایک محلہ کا نام ہے، اس محلہ میں بعض اولاد یزید بن مُخَرِّم کے اترے تھے، اسی وجہ سے اس محلہ کا یہ نام ہوا۔ اس کو ذکر کیا ہے منذری رحہ نے، اور ایسا ہی لکھا ہے حافظ زین الدین ابن رجب حنبلی رحہ نے اپنی کتاب طبقات میں۔[1]

اور جو لوگ مخدومی یا مخزومی کہتے ہیں وہ محض غلط ہے۔ واللہ اعلم۔

بیعت وخلافت آپ کی بیعت طریقت حضرت شیخ ابوالحسن شرف الدین علی القرشی الہکّاری رحہ سے تھی، اٹھارہ سال ان کی خدمت میں رہ کر ریاضات کیں، اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔[2]

بیعتِ ر...

[1] بغدادی ۱۲ [2] مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۳۲۳ [3] اذکار قلندری ۱۲ شرافت۔

بیعتِ روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابِ شبعہ رضا اور ائمہ اثنا عشر سے تھی ؎

مشایخ صحبت | آپ نے سیّد یونس رح اور شیخ صمد ابدال رح اور شیخ ابوالفضل سرخسی رح کی صحبت سے بھی فیضِ کامل پایا؎

مذہب | آپ حنبلی المذہب تھے ۔ اور جماعتِ حنابلہ کے اصول و فروع میں شیخ و امام تسلیم کئے جاتے تھے ۔ خلیفہ وقت کی طرف سے قاضی القضاۃ کا منصب آپ کو ملا ہوا تھا ؎

بنائے مدرسہ | آپ نے مدرسہ باب الازج بغداد کی بنیاد رکھی ، اور علوم شرعیّہ کی تعلیم و تدریس شروع کی ، اکثر فضلائے زمانہ آپ کے تلامذہ میں سے تھے ۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی یہ مدرسہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دیا ؎

مصاحبتِ خضر ع | آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی مصاحبت حاصل تھی ، اُن سے بہت فوائد علم ظاہری و باطنی اخذ کئے ؎

کرامات

کتاب آئینہ تصوّف میں ہے کہ آپ سے سات سو خوارق ظہور میں آئے ۔

مکاشفہ | حضرت غوث الثقلین رض سے منقول ہے کہ میں نے ابتدائے حال میں اللہ تعالےٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلائیں گے ، اور نہ ہی کچھ پیوں گا جب تک مجھے نہ پلائیں گے ۔ چنانچہ اسی طرح برج عجمی میں مجھے فاقہ سے چالیس دن گذر گئے ۔ بعد اس کے ایک شخص آیا ۔ اور کچھ کھانا پانی میرے سامنے رکھ کر چلا گیا ۔ شدّت بھوک سے قریب تھا کہ میرا نفس طعام پر جا پڑے لیکن میں نے

سلہ سفینۃ الاولیاء ۱۲ سلہ سفینۃ الاولیاء جامع کرامات اولیاء ۱۲ سلہ سلہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ۱۲ شرائف

کہا واللہ جو عہد میں نے خدا سے کیا ہے وہ کبھی نہ توڑوں گا، آخر میرا نفس الجوع الجوع کی فریاد کرنے لگا، مگر میں نے کچھ لحاظ نہ کیا، اسی اثنا میں حضرت قاضی القضاۃ شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رح میرے پاس سے گذرے، اور وہ آواز گوش باطن سے سُن کر فرمایا اے عبدالقادر! کیا حال ہے؟ میں نے کہا یہ اضطراب و بیتابی نفس کی ہے، لیکن روح ابھی اپنے وعدہ پر قائم ہے، اور اپنے خداوند کے مشاہدۂ انوار میں ہے، آپ نے فرمایا ہمارے گھر چلو، میں نے دل میں کہا کہ مجھے جب تک کوئی ساتھ نہ لے جائے گا میں نہ جاؤں گا، ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے، اور مجھے اپنے ساتھ حضرت شیخ ابو سعید رح کے گھر لے گئے، دیکھا کہ حضرت شیخ رح میرے انتظار میں دروازہ پر کھڑے ہوئے ہیں، دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر تم نے میرے کہنے پر اکتفا نہ کی کہ حضرت خضر علیہ السلام کو آنا پڑا، پھر مجھ کو گھر کے اندر لے گئے، اور اپنی مسندِ خاص پر بٹھایا، اور اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلایا، تا آنکہ میں سیر ہو گیا، پھر مجھے خرقۂ فقر پہنایا، اور میں نے آپ کی صحبت کو لازم پکڑا۔[۴]

عملیات

برائے حصولِ حوائج آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جلالی نماز فجر کے بعد سَو بار پڑھے اس کے تمام دینی دُنیوی حاصل ہوں گے، اسم جلالی یہ ہے۔

یا بدوح اجب یا جبرائیل یا رفتمائیل بحق یا بدوح[۵]

برائے رُشد آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اُنیسواں اسم بدھوار کے روز ستر مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کو مرشدِ کامل ملا دیوے گا، جو اس کو ہر بات میں ارشاد کرے گا، اُنیسواں اسم یہ ہے یا رشید انت الذی ترزق لاھل معرفتہ قربۃ ووصالۃ

تصنیفات

[۳] نفحات الانس صفحہ ۲۵۳ [۴] جواہر الاولیاء جزو (دوم) ۱۲ [۵] ایضاً جزو پنجم ۲ [۶] ایضاً

تصنیفات

تحفہ مرسلہ | علم الحقائق میں یہ ایک عربی رسالہ ہے جو آپ کی طرف منسوب ہے حضرت سید محمد صالح شاہ صاحب نوشاہی نے مجموعہ وظائف قادری نوشاہی میں اس کو چھپوایا ہے، اور مولوی عبدالعزیز صاحب قادری منشی فاضل جالندہری نے اس کی شرح بھی بہت عمدہ لکھی ہے۔

لیکن فقیر شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حضور کا کلام نہیں، بلکہ یہ شیخ محمد بن فضل اللہ صدیقی چشتی برہانپوری رح (متوفی شب دوشنبہ ماہ رمضان ۱۰۲۹ھ) کی تصنیف ہے۔ جیسا کہ ۱۳۰۴ھ کے ایک مطبوعہ نسخہ سے ظاہر ہے جو حافظ محمد انور علی رہتکی اکسٹرا اسسٹنٹ کشنر بہادر ضلع جالندہر نے ترجمہ کیا ہوا ہے، اور مطبع صدیقی فیروزپور میں طبع ہوا ہے۔

نیز دیباچہ سے بھی ظاہر ہے کہ مصنف رسالہ کا نام شیخ محمد مبارک ابوسعید بن علی فضل اللہ بن رضی الدین ابی خالد بن مہران الطوسی ہے۔ حالانکہ آپ کا نسب اس سے علٰحدہ ہے جیسا کہ ذکر ہذا کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔

خلفائے کرام

صاحب آئینۂ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے اس سلسلہ خاص میں صرف ایک محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین حضرت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رض ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور خلیفہ اصغر پینتالیس، اور صاحب مجاز ستائیس تھے۔

تاریخِ وفات حضرت شیخ ابو سعید مخزمی رح کی وفات بقولِ صاحبِ سفینۃ الاولیاء
و تحفۃ الابرار بتاریخ ہفتم محرم الحرام ۵۱۳ھ پانسو تیرہ ہجری مطابق ۱۱۱۹ء (۲۰ اپریل) اکہتر
ایک سو انیس عیسوی میں بعہدِ خلافت المسترشد باللہ ابو المنصور الفضل بن المستظہر
خلیفہ بست نہم (۲۹) عباسی کے ہوئی۔

مدفنِ پاک آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف باب الازج میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

شیخ ما بوسعید از دنیا — رفت در خلد طالبِ مولےٰ
از خرد جست سالِ نوشاہی — نیک فرمود سرورِ اولےٰ ۵۱۳

منہ

بوسعید از جہاں چو کرد گریز — در جناں رفت باخرد صاحب
رحلتِ پیر جست نوشاہی — از دل آمد کہ اہلِ دین تائب ۵۱۳

منہ

بوسعید از عالمِ دنیا برفت — گشت در جنت خراماں سروقد
گفت نوشاہی ز وصلِ مردِ رب — شمسِ اقطاب و دگر مستِ احد ۵۱۳

منہ

سالِ فوتِ امیر و پیرِ زماں — صاحبِ سکر و صحو حبیب بخواں ۵۱۳

منہ

وصالِ جنابِ معظم عیاں — ز طیب محقق مدقق بخواں

منہ

۵۱۳
بفردوس پیرزماں کرد رو — وصالش منعم مکرم بہو

منہ

۵۱۳
ز دنیا رفت چوں شیخ مدبر — وصالش گفت ہاتف نور انور

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

۵۱۳ احد متین ۔ ۵۱۳ تواب عدل ۔ ۵۱۳ معبود شافی

۵۱۳ صدق شہید ۔ ۵۱۳ نافع قریب ۔ ۵۱۳ نافع رقیب

۵۱۳ صانع بصیر ۔ ۵۱۳ صبور اطہر ۔ ۵۱۳ صبور طاہر

۵۱۳ رحمٰن اطہر ۔ ۵۱۳ رحمٰن طاہر ۔ ۵۱۳ صابر طہور

فصلِ چہاردہم

حالات حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ سر دفترِ اہلِ ایمان، مقدمِ اصحابِ عرفان، معدنِ صدق وصفا، خزینہ حلم وحیا، افضل الاولیا، سلطان الاصفیا، مالکِ مُلکِ مروّت خورشیدِ سپہرِ فتوت، منظہرِ عز وکمال، شاہدِ ذوالجلال، مقربِ بارگاہِ احدیت، مقدسِ درگاہِ صمدیت، اجلّہ اربابِ ولایت، گوہرِ کانِ ہدایت، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، معشوقِ حقانی، مطلوبِ یزدانی، عارفِ لاثانی، حضرت سید سلطان مخدوم شیخ عبدالقادر محی الدین الحسنی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ کمال اولیا اہلِ بیتِ نبویہ واعاظمِ ساداتِ حسنیہ سے ہیں، خرقۂ خلافت وارشاد حضرت قاضی شیخ ابوسعید مصلح الدین مبارک بن علی المخزمی سے حاصل کیا تھا۔

نام وکنیت آپ کا نامِ نامی عبدالقادر، کنیتِ سامی ابومحمد، القابِ گرامی محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الثقلین وغیرہ تھے۔

آپ کے ننانوے نام طالبانِ حقیقت کے فائدہ کے واسطے آگے لکھے جاویں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

نسب نامۂ پدری آپ کے والد بزرگوار کا اسم شریف حضرت سید ابوصالح نورالدین موسیٰ جنگی دوست تھا، بن سید عبداللہ ثالث بن سید ابوعمر و یحییٰ زاہد بن

زاہد بن سید محمد رومی بن سید داؤد امیر الاکبر بن سید ابو عمر و موسیٰ ثانی (متوفی ۲۵۶ھ) بن سید عبداللہ ثانی بن سید ابو الحسن موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض شیخ العترۃ (متوفی ۱۴۵ھ) بن سید ابو محمد حسن المثنیٰ بن سید امام حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین مظہر العجائب حضرت امام علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہم۔

مادری نسبنامہ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حضرت ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ثانی تھا، بنت سید عبداللہ الصومعی الزاہد بن سید ابو الجمال محمد بن سید ابو محمود طاہر بن سید ابو العطا عبداللہ بن سید ابو الکمال عیسیٰ رومی اکبر بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد بن سید ابو الحسن علی العریضی (متوفی ۲۱۶ھ) بن سید امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن حضرت امام علیؑ المرتضیٰ علیہم السلام۔

تاریخ ولادت آپ کی ولادت باسعادت بوقت شب بتاریخ یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ چار سو ستر ہجری مطابق ۱۰۷۱ء ایکہزار اکہتر عیسوی میں بمقام گیلان ہوئی، اور آپ کی پیدائش از قسم خرق عادت ہوئی کیونکہ آپ کی والدہ محترمہ کی عمر اُس وقت ساٹھ سال تھی جو کہ سن یاس ہے۔

علامہ شیخ شمس الدین بن ناصر الدین محدث دمشقی رح نے بیان کیا ہے کہ گیل دو مقام کا نام ہے، اوّل ایک وسیع ناحیہ کا جو بلاد دیلم سے قریب واقعہ ہوا ہے، اور بہت سے شہروں پر مشتمل ہے مگر ان میں کوئی بڑا شہر نہیں، دوم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے شہر کا نام ہے، جسے جیل بکسرہ جیم اور کیل بکاف عربی اور گیل بکاف فارسی بھی کہتے ہیں۔

کتاب الرّوض الزّاہر کے مصنف نے لکھا ہے کہ آپ مقام جیل کی طرف منسوب ہیں، جسے گیل وگیلان بھی کہتے ہیں۔

مؤلف بہجۃ الاسرار نے شیخ ابوالفضل احمد بن شافع رح کا قول نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت بمقام نیق جو بلادِ جیلان سے متعلق ایک قصبہ کا نام ہے ہوئی، اور جیلان طبرستان سے قریب ایک چھوٹے سے حصہ کا نام ہے جو شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے۔

تعلیم وتربیت | آپ ولی مادر زاد تھے بچپن میں ہی والد بزرگوار کا سایۂ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ رح کی آغوش میں تربیت پائی۔ شروع سے ہی آپ کی طبیعت مشاغل دنیا سے کنارہ کش تھی، اور اگر کبھی صغرسنی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتے تو غیب سے آواز آتی اِلَیَّ یَا مُبَارِکُ یعنی ادھر آؤ اے برکت والے آپ یہ آواز سُن کر مائیصاحبہ رح کی گود میں چلے جاتے۔

آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے۔ فرشتے آپ کے گرد چلتے۔ جب مدرسہ میں پہنچتے تو فرشتے کہتے افسحوا لِوَلیّ اللہ۔ حضور فرماتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو میں پہچانتا نہ تھا۔ اس نے مجھکو دیکھ کر اور فرشتوں کی آواز سُن کر کہا سیکون لہ شان عظیم یعطی فلا یمنع ویمکن فلا یحجب ویقرب فلا یمکثہ بعد چالیس برس کے میں نے اس شخص کو پہچانا کہ ابدال میں سے تھا۔

آپ نے قرآن مجید جیلان میں ہی حفظ فرمایا۔

سفر بغداد | جب آپ کی عمر اٹھارہ برس ہوئی تو آپ نے تحصیل علم کیلئے بغداد کا قصد کیا، اس کی وجہ ریاض الحیات میں شیخ عبداللہ فارمدی رح سے یوں منقول ہے کہ فرمایا

ہے کہ فرمایا حضور نے کہ میں ایک روز ایام طفولیت میں عرفہ کے دن باہر شہر سے نکلا، اور ایک بیل کے پیچھے اُسکے پکڑنے کو دوڑا، اس نے میری طرف پھر کر کہا اے عبدالقادر! مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِھٰذَا اُمِرْتَ میں یہ سن کر ڈرا اور ترساں و لرزاں گھر آیا، اور کوٹھے پر چڑھا تو دیکھا کہ حاجی لوگ عرفات میں کھڑے ہیں یہ حالت دیکھکر والدہ ماجدہ کے پاس آیا، اور گذشتہ ماجرا سنا کر بغداد جانے کی اجازت چاہی تاکہ وہاں جاکر تحصیل علم شریعت و طریقت و زیارت صالحین بجا لاؤں، والدہ صاحبہ رو رونے لگیں اور اسّی دینار جو میرے باپ کی میراث تھے لائیں، اُس میں سے چالیس دینار میرے پیراہن میں زیر بغل سی دئیے، اور چالیس دینار میرے بھائی کے واسطے رکھے۔ اور مجھ سے عہد لیا کہ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ بات کبھی منہ سے نہ نکالنا، پھر مجھے رخصت کرنے کے لئے دروازہ تک آئیں، اور آہِ سرد کھینچ کر خدا کے سپرد کیا، اور فرمایا اب سوائے قیامت کے ہماری ملاقات نہ ہوگی۔ بعد ازاں حضور ایک قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے جب ہمدان سے آگے بڑھے تو ایک گروہِ قزاقاں مزاحم حال ہوا، اور سب قافلہ کا مال اسباب لوٹ لیا، ایک سوار نے آپ سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس دینار زیر بغل سلے ہوئے ہیں، پھر ایک دوسرے سوار نے پوچھا اُس کو بھی یہی جواب دیا، پھر سردار قزاقاں نے پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا، الغرض وہ سب ڈاکو جو گنتی میں ساٹھ تھے آپ کی صداقت دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے ۔

استفادہ آپ چار سو میل سے زائد اور تکلیف دہ اور خطرناک سفر طے کرکے ۴۸۸ھ میں شہر بغداد میں پہنچے۔ اعلام محدثین و اعاظم مستندین و علمائے متقین

سے استفادہ علوم کیا، قرآن مجید حفظ تو پہلے ہی سے تھا، اب اس کو روایتاً و درایتاً ولغتاً و قراءتاً تجوید کیا ؎

علمِ فقہ و اصول کے اساتذہ پھر علمِ فقہ و اصول کی طرف متوجہ ہوئے، اور عرصہ دراز تک ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی رح، ابوالخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی الحنبلی، ابوالحسن محمد بن قاضی ابویعلے رح، محمد بن حسین بن محمد الفرا الحنبلی رح، قاضی ابوسعید مبارک بن علی المخرمی الحنبلی رح، سے پڑھتے رہے۔ مگر بعض اصولی و فروعی مسائل میں ان کے مخالف بھی تھے ؎

علمِ حدیث کے اساتذہ علم حدیث تو آپ نے بہت سے مشایخ سے پڑھا، ازانجملہ چند ایک شیوخ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی رح، ابوسعید محمد بن عبدالکریم بن خشیس رح، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی رح ابوبکر احمد بن المظفر رح، ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین القاری السراج رح، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رح، ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن جعفر الاصبہانی رح، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رح، ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر رح، ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن المبارک بن موسےٰ سقطی رح، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی رح ابونصر محمد بن امام ابی علی حسن بن البنا رح، ابوغالب احمد برادر وے، ابوعبداللہ یحییٰ رح برادر وے۔ ابوالحسن مبارک بن عبدالجبار صیرفی المعروف بہ ابن الطیوری رح، ابومنصور عبدالرحمٰن بن ابی غالب القزاز رح، ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولی رح ؎

علمِ ادب کا استاد علم ادب آپ نے علامہ ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی رح سے حاصل کیا، غرضیکہ تمام علوم وفنون میں اصولاً و فروعاً و مذہباً و خلافاً وہ کمال حاصل کیا کہ اپنے تمام اقران واہلِ زمان پر سبقت لیگئے حتّی فاق الکل فی الکل وصار مرجع الجمیع فی الجمیع ؎

تکالیف کی

تکالیف کی برداشت شیخ ابو عبداللہ نجار سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے مجھ پر ایسی سختیاں گذری ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پر گذرتیں تو پھٹ جاتے، مجھ پر جب سختیوں کا ہجوم ہوتا تو میں زمین پر لیٹ جاتا اور یہ آیۂ کریمہ پڑھتا تھا فاِنّ مع العُسر یُسرًا ان مع العُسر یُسرًا (الانشراح) پس میری ساری کلفتیں دور ہو جاتیں۔

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب میں طالبعلمی کے زمانہ میں مشایخ واساتذہ سے علم فقہ پڑھا کرتا تھا تو سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، اور بغداد میں نہ رہا کرتا تھا، صرف جنگلوں بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات میں دن ہو یا رات، آندھی ہو یا جھکڑ، موسلا دھار مینہ ہو یا اولوں کی بارش، اپنی زندگی بسر کیا کرتا تھا، اُس وقت میں سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا اور صوف کا جُبہ پہنا کرتا تھا، برہنہ پا کانٹوں اور پتھریلی زمینوں پر گھومتا رہتا تھا، کاہو ساگ اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے مل جایا کرتیں کھا لیا کرتا تھا، الغرض کوئی مصیبت مجھ پر ایسی نہ گذرتی تھی جس کو میں نبھا نہ دیتا۔

تکمیل علم باوجود اِن جانکاہ مصائب اور تکالیف کے آپ نے علاوہ دیگر علوم کے علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علم لغت، علم ادب، علم نحو، علم صرف، علم عروض، علم مناظرہ، علم تاریخ، علم انساب، علم فراست وغیرہ علوم میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی کہ علمائے بغداد کیا علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔

اِن علوم کی سندِ تکمیل آپ نے ماہ ذی الحجہ ۴۹۶ھ میں حاصل کی۔

آثارِ ولائیت بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثارِ تقدس و بزرگی، علاماتِ اتقاء و پرہیزگاری نمایاں اور انوارِ معرفت و ولایت تاباں تھے جو بڑے زور سے

اِس امر کی شہادت دیتے تھے کہ یہ ہلال عنقریب اقطابِ عالم پر بدر ہو کر چمکے گا۔[۱]

جہاد بالنفس | آپ نے فرمایا ہے کہ ابتدا میں میرا نفس اگر مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا تو اس پر ہمیشہ قائم رہتا، شہروں کے ویرانوں اور خراب مقامات میں بسر کرتا تھا، اور ہر طرح کی مصیبتیں جو مجھ پر گذرتیں ان کو نباہتا اور اپنے نفس کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتا، چالیس چالیس روز تک بے آب و دانہ بسر کرتا، اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا، اور ایسا بھی ہوتا کہ ایک سال ساگ پات اور ردی چیزیں کھاتا، اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال صرف پانی پیتا اور کچھ نہ کھاتا، اور ایک سال بلا کچھ کھائے پیئے بسر کرتا، اور سونا ترک کر دیتا تھا۔[۲]

سیاحتِ عراق | شیخ ابوالسعود احمد بن ابوبکر خزیمی رح کا بیان ہے کہ فرمایا حضور نے کہ میں مدت پچیس سال تک صحرائے عراق اور ویران مقامات میں اِس صورت و حیثیت سے پھرتا رہا ہوں کہ نہ مجھ کو کوئی جانتا تھا، اور نہ میں کسی کو پہچانتا تھا، رجال الغیب اور جنات گروہ کے گروہ میرے پاس آتے، اور میں طریقِ حق اور وصول الی اللہ کی ان کو تعلیم دیتا تھا۔[۳]

ملاقاتِ خضر | اثنائے سیاحت میں آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی، انہوں نے تین سال تک ایک جگہ ٹھیرے رہنے کا آپ سے عہد لیا، آپ باقاعدہ وہیں ٹھیرے رہے، پھر بحکم الٰہی بغداد میں آئے۔[۴]

برج عجمی | شیخ ابوالعباس احمد بن یحییٰ بغدادی المعروف بہ ابن الدبیقی رح سے روایت ہے کہ میں گیارہ سال برج قلعۂ بغداد میں ریاضت و عبادت میں مشغول رہا کہ بوجہ میرے قیام کے وہ برج عجمی مشہور ہو گیا۔[۵]

بیعتِ طریقت | اسی برج عجمی میں ایک مرتبہ آپ نے چالیس روز بلا خورد و نوش چلہ کیا تو

[Margin note: سیرت غوث اعظم ص ۵۲ ۔۔۔ بہجۃ الاسرار ۱۲ سیرت غوث]

چلا گیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو بل کر شیخ ابو سعید رہ کے گھر جانے کو
کہا، چنانچہ آپ وہاں حاضر ہوئے، اور حضرت قاضی شیخ ابو سعید مبارک مخرمیؒ
کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، اور ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔
یہ مفصل واقعہ حضرت شیخ رہ کے ذکر میں گذر چکا ہے ؎

خرقۂ خلافت | پیر روشن ضمیر نے آپ کو اپنے مسندِ خاص پر بٹھایا، اور اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو کھانا کھلایا، اور آپ کو خرقہ ولایت و خلافت عطا کیا اور فرمایا اے عبدالقادر یہ وہ خرقہ ہے جو حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتوسط حضرت امیر رض و خواجہ حسن بصری رہ دست بدست مجھ تک پہنچا ہے۔ اس خرقہ کے پہنتے ہی آپ پر اور بھی برکات و تجلیاتِ الٰہیہ نے ظہور کیا ؎

بیعتِ روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات خلفائے اربعہ رض سے تھی ؎

مشائخِ صحبت | آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید ابو صالح نورالدین موسیٰ جنگی دوست محبوب الحسنی الجیلانی رہ اور حضرت شیخ ابوالخیر حماد بن مسلم دباس بغدادی رہ اور حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رہ اور حضرت شیخ تاج العارفین ابوالوفا اویسی رہ اور حضرت شیخ احمد اسود دینوری رہ کی صحبت سے بھی فیض کامل پایا ؎

آپ نے جمیع سلاسل صدیقیہ، فاروقیہ، عثمانیہ، علویہ حسنیہ جدیہ، علویہ حسینیہ علویہ حبیبیہ میں خلافت پائی تھی ؎

کثرتِ فیوض | آپ کا فیضانِ علم ظاہر و باطن اس قدر شہرہ آفاق ہوا کہ ہر چہار طرف سے لوگ آپ کے پاس آکر جمیع ہوگئے، اور ایک بڑی جماعت فضلا و صلحا

کی آپ کے پاس تیار ہوگئی، لوگ آپ سے علم حاصل کرکے اپنے شہروں کو گئے، اور آپکے مرید تمام ملکوں میں پھیل گئے، ہر شخص آپ کے اوصاف پسندیدہ اور خصائل حمیدہ کی نسبت رطب اللسان ہوا، کسی نے ذوالبیانین، کسی نے صاحب برہانین، کسی نے کریم الجدین والطرفین، کسی نے امام الفریقین والطریقین، کسی نے ذوالسراجین والمنہاجین آپ کو کہا، اور خلق کثیر نے آپ سے علم و فضل حاصل کیا ہے جس کی تعداد شمار سے باہر ہے، اور بہت سے علماء و فضلاء و صلحائے امت آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔[۱]

پیشینگوئیاں

آپ کے متعلق قبل از ولادت و پیش از ظہور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم[۲] اور حضرت خضر علیہ السلام[۳]، اور حضرت امام حسن مجتبےٰ[۴]، اور حضرت امام زین العابدین رض[۵] اور حضرت امام حسن عسکری رض[۶]، اور شیخ ابوبکر بن ہوار بطائحی رح[۷]، اور شیخ جنید بغدادی رح[۸]، اور شیخ ابو احمد عبداللہ بن علی بن موسےٰ رح[۹]، اور شیخ عقیل منبجی رح[۱۰] اور شیخ علی بن وہب رح[۱۱]، اور شیخ ابوبکر حرار رح[۱۲]، اور شیخ منصور بطائحی رح[۱۳]، اور شیخ ابو عبداللہ علی رح[۱۴]، اور شیخ خلیل بلخی رح[۱۵]، اور شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رح[۱۶] اور شیخ تاج العارفین ابوالوفا رح[۱۷]، اور شیخ حماد بن مسلم دباس رح[۱۸] وغیرہ بزرگان دین نے پیشینگوئیاں فرمائی تھیں، جو حرف بحرف پوری ہوئیں۔

معمولات

عبادت و ریاضت | آپ کثرت عبادت و شدت ریاضت میں نہایت مستقل مزاج و راسخ قدم تھے۔ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن تھی، اوائل حال میں بھی آپ کبھی

بھی آپ کبھی سست نہیں ہوئے، اکثر دن کو روزہ رکھتے، شام کو آدھ سیر بغدادی جس کا وزن سات روپیہ بھر ہوتا ہے غذا تناول فرماتے، اور ہر نماز پنجگانہ کے لئے تازہ وضو اور غسل کرتے ہیں۔

شیخ ابوالحسنؒ کہتے ہیں کہ فرمایا آپ نے میں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، اور پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ بعد نماز عشاء کے ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر قرآن مجید شروع کرتا، اور تا وقت سحر ختم کر دیتا، ایک رات میرے نفس نے بہت آرزو کی کہ اگر ایک لحظہ آرام کر کے تازہ ہو کر نماز پڑھے تو کیا مضائقہ ہے مگر میں نے کچھ لحاظ نہ کیا، اور اسی طرح ایک پاؤں پر کھڑا رہا، اکثر اوقات خواب مجسم ہو کر میرے سامنے آتا، میں اس پر خفا ہوتا تو وہ دفع ہو جاتا۔

شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابوالفتح ہروی رح کہتے ہیں کہ میں چالیس سال تک آپ کی خدمت میں رہا، ہمیشہ آپ کو دیکھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے، اور ہر وقت باوضو رہتے، اگر احیاناً وضو ٹوٹ جاتا تو فوراً تجدید فرماتے، اور جب وضو کرتے دو رکعت نفل پڑھتے، اور بعد نماز عشاء کے خلوت میں تشریف لے جاتے اور صبح تک باہر نہ آتے، اگر رات کو خلیفہ بھی آتا تو سوائے صبح کے ملاقات نہ ہوتی۔

اشغال و اوراد | آپ اول شب میں نماز پڑھتے پھر ذکر میں مشغول ہوتے، جب تہائی شب گذر جاتی تو فرماتے اَلْمُحِیْطُ الْعَالِمُ الْحَسِیْبُ الْفَعَّالُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ اور ہوا میں اڑتے اور نگاہ سے غائب ہو جاتے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نماز میں مشغول پائے جاتے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جب دو تہائی رات گذر جاتی سجدۂ طویل کرتے، اور روئے مبارک زمین پر رکھتے اور پھر طلوع فجر تک مراقبہ اور مشاہدہ میں منہ ڈھانک کر روبقبلہ بیٹھے رہتے۔

بعد طلوعِ فجر کے دعا و عجز میں مشغول ہوتے، اس وقت آپ کو انوارِ الٰہی ایسا چھپا
لیتے کہ اگر کوئی شخص آپ کو نظر بھر کر دیکھتا تو غالباً اس کی بصارت جاتی رہتی
اکثر آپ کی خلوت سے آواز السلام علیک آتی اور آپ وعلیکم السلام اُس کا
جواب دیتے، پھر خلوت سے باہر آکر نمازِ صبح ادا کرتے ۔

شیخ عثمان بغدادی رحہ سے مذکور ہے کہ آپ ہر شب دو سو رکعت نماز نفل پڑھتے
اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ مزمل یا سورۂ الرحمٰن پڑھتے، اور جب سورۂ
اخلاص پڑھتے تو کم از کم سو سو بار پڑھتے، پھر ایک قرآن ختم کرکے نماز تہجد ادا کرتے
اور بعد تہجد کے چہل اسماء کو تین سو ساٹھ بار پڑھ کے فجر کی نماز پڑھتے، اور دعائے
سیفی، اور دعائے بانۃ العظمت، اور بانۃ القدرت، اور بانۃ الکرامت
اور دعائے سیف اتقد، اور دعائے عظمت کبیر بعد نمازِ چاشت یا مابین ظہر و عصر
ورد کیا کرتے، اور شجرۂ طیبہ جنیدیہ جو آپ کو اپنے پیر طریقت حضرت شیخ ابو
مخرمی رحہ سے ملا تھا، اور درود اکبر، اور نود و نہ نام جناب باری تعالیٰ، اور نود و نہ
نبوی کو بعد عصر کے پڑھا کرتے ۔

مجاہدہ | اور مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ ایک بار چار برس تک چلہ سے نہیں نکلے
اس درمیان میں سات سات روز کا روزہ ہوتا تھا، اور نفاست طبیعت
کی یہ کیفیت تھی کہ اگر مقتضائے جسم عنصری وقوع حدث ہو جاتا تو آپ بجائے
وضو کے غسل کرتے، اور غسل کیلئے دریا یا تالاب پر تشریف لے جاتے،
میں کہ ایک دن آپ کو اسہال معدہ ہوا، ایک رات میں باون بار قضائے حاجت
کی نوبت پہنچی، آپ نے باون مرتبہ ہی غسل کیا، ایسا کبھی اتفاق نہیں ہوا
نے بلا غسل اور تازہ وضو کے نماز پنجگانہ پڑھی ہو ۔

تدریس

تدریس | آپ چونکہ مجمع علوم وفنون اور نہایت عالی ہمت اور سیر چشم تھے ، جو طلبا آپ کے پاس آجاتے ان کو پھر کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی ، آپ کثرت سے طلبا کو پڑھایا کرتے تھے ، چھ سو طلبا ایسے تھے جن کو آپ علم تصوف و توحید کی تعلیم دیتے تھے ۔[1]

شریف ابو العباس حسینی موصلی رح کہتے ہیں کہ آپ کو تمام علوم میں مہارتِ کامل حاصل تھی ، آپ کے مدرسہ میں صبح کے وقت ایک درس حدیث کا ، ایک درس فروعاتِ مذہبی کا ، اور ایک درس خلافیات پر ہوا کرتا تھا ، پھر سہ پہر کو تفسیر وحدیث و مذہب وخلافیات واصول وعلم نحو کا سبق دیتے تھے ، اور ظہر کے بعد قرآن مجید ہفت قرات سے اور اس کا ترجمہ پڑھایا کرتے تھے ، جو کوئی آپ کے پاس علوم دینیہ میں سے کوئی علم حاصل کرنے آتا وہ آپ کے علم میں تو آپ کا ہمیشہ محتاج رہتا ، مگر تھوڑے عرصہ میں دوسروں پر فایق ہو جاتا ۔[2]

افتا | آپ کی ذات چونکہ مرجع علمائے آفاق تھی ، آپ کے پاس دور دراز شہروں اور ملکوں سے مسائل لاینحل آتے تھے ، اور آپ فوراً بلامطالعۂ کتب اور خوض وفکر کے اس کا جواب باصواب لکھ دیتے کہ علمائے حذاق کو بھی اس میں مجال چون وچرا کی نہ ہوتی ۔[3]

ایک بار ملک عجم سے ایک استفتا آیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین کہ ایک شخص نے ساتھ تین طلاق کے قسم کھائی ہے کہ وہ ایسے وقت میں عبادت کرے گا کہ افراد انسانی میں سے کوئی شخص کسی جگہ اُس کا شریک نہ ہو ، پس وہ کونسی عبادت کرے کہ عہد حنث اس حلف کے سے پاک ہو ؛ علمائے عراقین اس سوال کے جواب سے عاجز آئے ، جب وہ استفتا حضور کے

له عه سه مسالک السالکین جلد ۲ ص ۲۱۲ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، خزائن

پاس آیا تو آپ نے فوراً یہ جواب باصواب ثبت فرمایا کہ اُس شخص کے لئے مطافِ کعبہ خالی کرا دیا جاوے، اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے، اور طلاق سے محفوظ رہے، اس واسطے کہ طوافِ کعبہ خود عبادت ہے، تمام دنیا میں کوئی شخص اس عبادت میں اُس کا شریک نہ ہوگا۔ ؎

آپ حنبلی مذہب رکھتے تھے، اور حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد حنبلؒ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

سماع و وجد ایک مرتبہ آپ باب الازج میں ایک حویلی کے اندر تشریف فرما تھے، بعض خواص اصحاب بھی حاضر تھے، آپ نے شیخ علی بن الہیتیؒ کو فرمایا کہ کچھ کلام کرو، انہوں نے عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کروں، پھر شیخ بقا بن بطوؒ کو فرمایا کہ تم بولو، انہوں نے بھی ایسا ہی عرض کیا، پھر شیخ ابوسعید قیلویؒ کو فرمایا کہ تم کلام کرو، وہ تھوڑا سا بول کر خاموش ہوگئے، اور عرض کیا کہ آپ کا حکم بجا لانے کی خاطر اتنا بولا ہوں پس آپ کے جلال سے خاموش ہوگیا ہوں۔ پھر حضور نے خود حقایق میں ایسا کلام فرمایا جو حاضرین نے بڑا جانا، پھر سب نے اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو قوال بلایا جاوے، آپ نے اجازت دی تو قوال آیا، اور یہ اشعار پڑھے۔ ؎

وبدا لہ من بعد ما اندمل الھوی	برق تألق موھن لمعانہ
یبدو کحاشیۃ الرداء ودونہ	صعب الذری متمنع ارکانہ
فبدا لینظر کیف لاح فلم یطق	نظرا الیہ وردہ اشجانہ
فالنار ما اشتملت علیہ ضلوعہ	والماء ما سمحت بہ اجفانہ

یہ اشعار سنکر حضور کو ایسا وجد ہوا کہ آپ ہوا میں پرواز کر گئے، اور حکم بانذ حتیٰ کہ ا

ہنتے کر اُس حویلی کے بام سے بلند چلے گئے ۔جب تمام حاضرین مدرسہ میں آئے تو آپ وہاں موجود تھے ۔

اخلاق وعادات

آپ شریف اخلاق کے مجسمہ تھے ۔ باوجود اس جلالت قدر اور علو رفعت اور وسعت علم کے ہمیشہ ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے ۔ اور فقرا و مساکین کے ساتھ تواضع و تکریم سے پیش آتے ۔ بڑوں کی عزت کرتے ، چھوٹوں پر شفقت فرماتے ، مہمانوں اور ہمنشینوں کو عزیز رکھتے ۔ سب کے ساتھ نہایت شگفتہ روئی اور دلجوئی سے پیش آتے ، ہر ایک کو یہی معلوم ہوتا کہ حضور مجھ سے ہی زیادہ شفقت و محبت رکھتے ہیں ۔ اگر اپنے ہمنشینوں میں سے کسی کو غائب پاتے تو اس کا حال پوچھتے ۔ اگر احیاناً کسی سے کوئی قصور سرزد ہو جاتا تو آپ اس سے درگذر فرماتے ، اگر کوئی کسی بات پر قسم کھا لیتا تو آپ اس کو سچ مان لیتے ۔ اور اپنے علم و کشف کو چھپاتے ۔ آپ کی زبان سے کلمۂ بد کبھی نہیں نکلا ، اپنے نفس کے لئے کبھی کسی پر غصہ نہیں کیا ، مگر جب کوئی محارم الٰہی کی بحرمتی کرتا تو آپ سختی سے گرفت کرتے ۔ آپ کو اہل علم و طالبانِ حق و اہل مجاہدہ و مراقبہ سے نہایت انسیت اور اہل ہوا و بدعت سے سخت نفرت تھی ۔ آپ کے مزاج میں حد درجہ کی حیا تھی ۔ اور آپ بڑے زاہد و متقی ، وسیع الصدر ، کریم النفس ، رحیم القلب ، راستگو ، اور اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے والے تھے ۔ فروتنی و کسرنفسی کا یہ حال تھا کہ اکثر بازار جا کر اشیائے ضروری خود خرید لاتے ، یہانتک کہ اگر لونڈی غلام بیمار ہوتے تو آٹا بھی چکی میں پیس لیتے ۔ اور خود گوندھ کر روٹیاں پکا کے ہر ایک کو تقسیم کرتے ۔ اور جو شخص بارادۂ سلوک داخل سلسلہ عالیہ ہوتا اس کو شجرہ طیبہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر عنایت فرماتے ، اور جب کوئی خرد یا بزرگ آپ کی زیارت

کو آتا تو آپ اس کی تکریم کرتے، اور تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے، اور ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ ابتدا اسلام کی آپ ہی فرماتے، آپ نے کسی صاحبِ حشمت و اہلِ دولت کی کبھی تعظیم نہیں کی، اور نہ کبھی امراء و وزراء کے گھر گئے، آپ جب امراء سے کلام کرتے تو اس میں کچھ سختی اور نصیحت میں مبالغہ ہوتا، اگر آپ خلیفہ کو کچھ لکھتے تو اس طرح تحریر فرماتے کہ "عبد القادر تجھ کو یوں فرماتا ہے اور اس کا فرمان تجھ پر نافذ اور تیرے لئے سودمند ہے، اور وہ تیرا پیشوا اور تجھ پر حجت ہے" خلیفہ جس وقت تحریر مبارک کو پاتا چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور کہتا کہ اعلیٰحضرت ٹھیک فرماتے ہیں، آپ نے کبھی کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا، اپنا کپڑا تک دے دیتے، اگر صبح آپ کے پاس ہزار دینار بھی ہوتا تو شام تک سب خیرات کر دیتے، سو سو غلام خرید کر شرفِ بیعت سے مشرف فرما کر اور مقامِ ولایت سے مستفیض فرما کر آزاد کر دیتے، ہر ایک شب کو آپ کا دسترخوان وسیع کیا جاتا تھا، جس پر آپ کے مہمان کھانا کھاتے، آپ نذرانہ قبول کرتے، فتوح کو رد نہ کرتے، اور حاضرین پر تقسیم کر دیتے۔[مد]

مواعظِ حسنہ

وعظ کی ابتدا روزِ شنبہ سولہویں شوال ۵۲۱ھ کو آپ نے سرورِ کائنات حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے لختِ جگر عبد القادرؓ تم کیوں لوگوں سے کلام نہیں کرتے اور وعظ و نصیحت نہیں کہتے، آپ نے عرض کیا اے پدر مہربان میں ایک عجمی شخص ہوں فصحائے عرب کے سامنے کس طرح زبان کھولوں، اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے لعابِ دہن آپ کے منہ میں ڈالے، اس کے بعد دریائے سخن آپ کے منہ سے موجزن ہو

مد۔ مسالک السالکین جلد اول، مترجم

موجزن ہوا، اور ربطِ کلام کا وہ غلبہ ہوا کہ ضبط کا یارا نہ رہا۔ ؎

ہجومِ خلق آپ نے جب اپنی زبان مبارک وعظ میں کھولی تو خاص و عام کے اژدحام کی یہ کیفیت ہوئی کہ مجلس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی، آخر عیدگاہ میں جو بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع تھی جا کر وعظ کہنا شروع کیا، وہاں بھی باوجود وسعت کے تنگی ہوئی، پھر شہر سے باہر بڑی عیدگاہ میں جا کر جلسہ وعظ و پند کا قائم کیا، وہاں بھی خلائق بیشمار پیادہ و سوار آتی، اور مجلس میں چاروں طرف کھڑے رہتے تھے، اس وقت مجلس میں ستر ہزار آدمی ہوتے تھے ؎

حاضرینِ مجلس آپ کی مجلس میں بالعموم علمائے کرام و مشائخ عظام میں سے حضرات ذیل موجود ہوا کرتے تھے۔

(۱) شیخ فقیہ ابو الفتح نصر المنی رحمۃ اللہ علیہ (۲) شیخ ابو محمد محمود بن عثمان البقال رحمۃ اللہ علیہ (۳) امام ابو حفص عمر بن ابو نصر بن علی الغزال رحمۃ اللہ علیہ (۴) شیخ ابو محمد الحسن الفارسی رحمۃ اللہ علیہ (۵) شیخ عبد اللہ بن احمد الخشاب رحمۃ اللہ علیہ (۶) امام ابو عمرو عثمان الملقب بہ شافعی زمانہ رحمۃ اللہ علیہ (۷) شیخ ابن الکیرانی رحمۃ اللہ علیہ (۸) شیخ فقیہ رسلان عبد اللہ بن شعبان رحمۃ اللہ علیہ (۹) شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) شیخ عبد اللہ بن سنان الردینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) شیخ حسن بن عبد اللہ بن رافع الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) شیخ طلحہ بن مظفر بن غانم العلثمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) شیخ احمد بن سعد بن وہب بن علی الہروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) شیخ محمد بن اظہر الصیرفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) شیخ یحییٰ بن البرکہ محفوظ الدبیقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) شیخ علی بن احمد بن وہب الازجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) قاضی القضاۃ عبد الملک بن عیسیٰ بن ہرباس المارانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) شیخ عثمان بن کالبائی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) شیخ عبد الرحمٰن بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) شیخ عبد اللہ بن نصر بن حمزۃ البکری رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) شیخ عبد الجبار بن ابو الفضل القفصی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) شیخ علی

بن ابو طاہر الانصاری رح (۲۳) شیخ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظ رح (۲۴)
امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد قدامۃ المقدسی الحنبلی رح (۲۵) شیخ ابراہیم
بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی رح (۲۶) شیخ ابو یعلےٰ رح ؎

رجال الغیب آپ کی مجلسِ وعظ میں علاوہ بیشمار حضار و ابرار و اخیار کے اُن سے
سو چند بڑھ کر وہ ہوتے تھے جو نظر نہیں آتے تھے۔ اور ہوا پر صف بستہ کھڑے رہتے
تھے۔ ارواح انبیائے کرام ؑ و اولیائے عظام رح اور اکثر ملائکہ و جنات بھی حاضر رہتے
تھے۔ شیخ ابو سعید قلوی رح کہتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس عالی میں جلوہ فرما دیکھا ہے۔ اور
ملائکہ و بنی جان و رجال الغیب بھی گروہ درگروہ حاضر رہتے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام
تو ہمیشہ تشریف لایا کرتے تھے ؎

کیفیتِ سامعین آپ جب منبر پر جلوہ افروز ہو کر انواع علوم شتہر و غیر شتہر سے
تکلم فرماتے تھے، جس وقت یہ کلمہ ارشاد فرماتے مضی القال وعطفنا بالحال
یعنی چھوڑا ہم نے قال کو اور پھرے ہم طرف حال کے، پھر تو یہ حال ہوتا کہ سامعین
وجد میں آکر بیخود و بےحال ہو جاتے۔ کوئی زار زار روتا، کوئی آہیں بھرتا، کوئی
نعرہ مارتا، کوئی مدہوشانہ سر کو پیٹتا، کوئی مرغ نیم بسمل کی طرح زمین پر لوٹتا۔ کوئی
بیہوش ہوتا، یہاں تک کہ اکثر دو چار جنازے مجلسِ مقدس سے دست بدست اٹھائے جاتے۔

تاثیرِ وعظ شیخ عبداللہ جبائی رح کہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ مبارک پر پانچ ہزار یہود
ونصاریٰ ایمان لائے۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ قطاع الطریق وارباب الحاد و اہل
فساد تائب ہوئے۔

حضرت شیخ ابو عبداللہ عبدالوہاب رح سے روایت ہے کہ آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے
تھے۔ جمعہ کی

؎ قلائد الجواہر ۱۱ ؎ ایضاً ؎ مسالک السالکین جلد اول ۳۱۲ ؎ ایضاً

رکھتے، جمعہ کی صبح اور شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ میں، اور بڑے بڑے علما و فقہا حاضر مجلس مبارک رہتے، دو قاری ترتیل کے ساتھ بغیر الحان کے قرأت کرتے، اور شریف ابوالفتح مسعود بن عمر والہاشمی مصری رح بھی کبھی قرأت فرماتے، اور آپ اکثر بحالت وعظ ہوا پر اڑتے، اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوتے، اور چار سو محرّر قلم و دوات لئے ہر وقت حاضر رہتے، جو کلام معجز نظام آپ فرماتے اُس کو اُسی وقت بصحت تمام لکھ لیتے تھے [1]

حلیۂ اقدس | آپ کا رنگ مبارک گندم گوں تھا، قد میانہ، بدن نحیف و نازک سینہ عریض، پیشانی کشادہ، ابرو پیوستہ، لب شگفتہ، رخسارے نورانی، داڑھی لمبی چوڑی، آواز پُر اعجاز بلند، سماعت دور و نزدیک میں یکساں، کلام معجز نظام میں نوع از سرعت اور غایت تاثیر و قبولیت، جمال با کمال کا یہ حال کہ جس کے دیکھنے سے کیسا ہی سنگدل ہوتا نرم ہو جاتا، اور اس میں خشوع و خضوع اور درد پیدا ہو جاتا تھا [2] ۔

شیخ خضر حسینی رح سے منقول ہے کہ میں تیرہ سال حضرت شیخ رح کی خدمت میں رہا، کبھی آپ کو مخاط و بصاق ڈالتے یا کھانسی کرتے نہ دیکھا، اور نہ ہی کبھی آپ کے وجود مسعود پر مکھی بیٹھی دیکھی [3]

لباس | آپ علما کا لباس زیب تن فرمایا کرتے، آپ کی پوشاک مقبول و ضع و بیش قیمت ہوتی تھی، ایک گز کپڑا دس دینار کو خریدا جاتا تھا، ایک مرتبہ عمامہ حضور کا ستر ہزار دینار کو خریدا گیا تھا، ہر روز آپ نیا لباس تبدیل فرماتے، اور پہلا لباس فقرا و مساکین کو خیرات کر دیتے، جس وقت کوئی فقیر و مسکین آپ کا مستعمل کپڑا زیب بدن کرتا اسی وقت اس کو صفائی قلب نصیب ہوتی تھی [4]

[1] مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۵۵ [2] ایضاً صفحہ ۲۳۲ [3] فتح البین ۱۷ [4] مسالک السالکین جلد اول صفحہ ۲۵۶ نزہت

اور آپ کی نعلین مبارک تمام مطلا ہوتی ، یاقوت سرخ و سبز و زمرد و الماس اُس پر جڑے
ہوتے ۔ تمام کام مرصع ہوتا ، اُس کے تلوں میں چاندی اور سونے کی میخیں لگی ہوئی
ہوتی تھیں ، کوئی جوتوں کا جوڑا آپ نے آٹھ دن سے زیادہ نہیں پہنا ، جمعہ کے دن
نیا جوتا پہنتے ۔ اور اگلا جوتا کسی سائل محتاج کو دے دیتے ، جو دولتِ ظاہری و باطنی
سے مالا مال ہوجاتا ہے

فضائل و کمالات

آپ کے فضائل و کمالات لاتعد و لاتحصٰی ہیں ۔ ازانجملہ

(۱) لطائف لطیفہ میں ہے کہ جب بروزِ میثاق صفوفِ انبیائے کرام و اولیائے عظام
اور جمیع خاص و عام تین صفوں میں اس طرح مرتب ہوئیں کہ صفِ اوّل میں انبیائے
مرسلین ، صفِ دوم میں اولیائے کاملین ، صفِ سوم میں عامہ مخلوقین ، اس وقت
روح پرفتوح حضرت غوث صمدانی رح کی بمقتضائے شرافتِ ابدی و نجاتِ سرمدی اور
بلندیٔ حوصلہ کے صفِ دوم سے منتقل ہوکر بار بار صفِ اوّل میں جا کھڑی ہوتی تھی ،
اور کارکنانِ قضا و قدر صفِ اوّل سے لاکر صفِ دوم میں کھڑی کرتے تھے ، مگر وہ
اس صف میں قرار نہ پکڑتی تھی ، آخر الامر ملائکہ نے یہ کیفیت جنابِ رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کی ، انہوں نے تبسم فرما کے اس روح مطہر کو صفِ دوم
میں درمیان صدیقین و محبوبین کے داخل کیا ۔ اور فرمایا اے لختِ جگر ! نورِ بصر ! آج
تیری جگہ بحکم خدا صفِ اولیا میں مقرر ہے ۔ کل قیامت کے دن تیری جگہ مقامِ محمود
میں خاص میرے پہلو میں ہوگی ۔

(۲) تشریح الاولیا و انیس القادریہ میں ہے کہ فرمایا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ میں نے شبِ معراج میں متصل سدرۃ المنتہیٰ کے ایک بارگاہِ عالی دیکھی کہ

بہ انوارِ

بہ انوارِ لاتدرکہ الابصار آراستہ اور تجلیاتِ قدس پر آراستہ تھی، اُس میں دو مرغ خوش پیکر ایک سبز دوسرا سفید بجائے خود متمکن تھے، مرغ سبز پرواز کرکے عرش پر جاتا اور پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتا تھا، میں نے درگاہِ باری عزاسمہٗ میں عرض کیا یا خداوندا یہ دونوں مرغ کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ مرغ سفید بایزید بسطامی رح اور مرغ سبز عبدالقادر جیلانی رح ہے، اور ان دونوں کا ظہور تیری امت میں ہوگا۔

(۳) مناقب غوثیہ میں ہے کہ آپ شبِ معراج میں زیارتِ حضرت شاہِ رسالت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوئے، اور آپ کو ولایتِ مطلقہ محمدی عطا ہوئی اور حضرت رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا نے وراثتِ محبوبیت کے لئے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے جدِ امجد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لیلۃ الاسرٰے میں بمعیت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے، وہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام رخصت ہوئے، تب اللہ تعالےٰ نے میری روح کو بھیجا تاکہ شرفِ قدم مبارک سے مشرف ہو، پس میں نے وراثتِ اعلیٰ اور خلافتِ کبرٰے حاصل کی، اور میرے جدِ امجد نے اپنا قدم مبارک میری گردن پر رکھا اور مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچ گئے۔ اور فرمایا اے لختِ جگر و نورِ بصر جس طرح آج میرا قدم تیری گردن پر ہے کل تیرا قدم کُل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔

منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو نشان قدمِ نبویؐ آپ کے کندھے پر موجود تھا۔

(۴) مناقب غوثیہ میں ہے کہ آپ نے ایامِ طفولیت میں ہاتفِ غیب کی آواز سنی کہ اے عبدالقادر! مقام عاشقی و معشوقی میں سے جو تجھے مرغوب ہو اس کی درخواست کر، آپ نے یہ حال اپنی والدہ ماجدہ پر ظاہر کیا، انہوں نے فرمایا تو مقام معشوقی کی درخواست کر، آپ نے عرض کیا اے مادرِ مہربان بندہ کی کیا مجال کہ ایسی نعمتِ عظمٰے

و دولت کبریٰ کی طلب میں مبادرت کرے، جو کچھ وہ دے اس کی عین عنایت ہے بندہ کو سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں، یہ تقریر دلپذیر آپ کی والدہ ماجدہ رح کو بہت خوش آئی اور فرمانے لگیں، اے فرزندِ دلبند عجب نہیں کہ تجھے دونو نعمتیں عطا ہوں، پس ندا ہوئی کہ ہم نے دونو نعمتیں عطا فرمائیں۔

(۵) تلخیص القلائد میں ابن سقا رح سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت غوث الاعظم رح نے کہ میں نے ایک شب عالم رؤیا میں دیکھا کہ مجھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض نے اپنی گود مبارک میں لیا، اور اپنا دودھ خوب سیر کرکے پلایا، اسی اثنا میں حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اور حضرت ام المؤمنین رض سے فرمانے لگے یا عائشۃ ھٰذا ولدنا وقرۃ اعیننا وجیھًا فی الدنیا والاٰخرۃ۔

(۶) تلخیص القلائد میں شیخ ابوزکریا رح سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت محبوب سبحانی رض نے کہ میں نے ایک شب عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تختِ مرصع پر سوار تشریف لائے، اور مجھے نہایت الفت و محبت سے اپنے پاس بٹھایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا، اور اپنے جسمِ اقدس سے پیراہن مبارک اتار کر مجھ کو پہنایا، اور فرمایا ھٰذا خلعۃ الغوثیۃ علی الاقطاب والابدال والاوتاد۔

(۷) مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رح میں ہے، کہ فرمایا حضرت محبوب سبحانی رح نے کہ میں نے ایک بار عالم مراقبہ میں اپنے پروردگار کو دیکھا، ارشاد ہوا اے محبوبِ مرغوب تجھکو جو مرتبہ مطلوب ہو اس کی درخواست کر، میں نے عرض کیا یا آلٰہ العالمین جو مرتبے اعلیٰ و افضل تھے، وہ مجھ سے پیشتر تقسیم ہوگئے، نبوت سرورِ انبیاء کو، ولایت حضرت شیرِ خدا کو، شہادت سید الشہدا کو، قادریت ذات پاکِ کبریا کو، اب کون مرتبہ باقی ہے جس کی درخواست کروں، ارشاد ہوا کہ

ہم نے ہر مرتبہ

ہم نے مرتبہ قادریت تجھکو عنایت کیا، اور تمام عالم پر متصرف فرمایا، اور تمام عارفوں وسالکوں وواصلوں ومحبوں کا تجھے شاہنشاہ بنایا۔

(۸) زبدۃ الابرار میں حضرت شیخ عبدالوہابؒ وحضرت شیخ عبدالرزاق رہ فرزندان آنذات سے منقول ہے کہ ایک دن مدرسہ باب الازج میں بیٹھے ہوئے آپ دودھ نوش فرمارہے تھے۔ ناگاہ حالت مراقبہ کی طاری ہوئی، اور دیر تک آپ عالم استغراق میں رہے، جب فرصت ہوئی فرمایا کہ اس وقت میرے دل پر ستر دروازے علم لدنی کے کھلے، جس کے ہر ایک دروازہ کی وسعت برابر زمین و آسمان کے ہے، اور مشرق سے مغرب تک ہر ایک شے میری مطیع ومنقاد کی گئی، اور پردۂ زمین پر جسقدر اولیاء اللہ ہیں سب نے میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔

(۹) قلائد الجواہر میں شیخ ابوالبرکات بن صخر بن مسافر رہ سے مروی ہے کہ اولیائے زمانہ میں سے ہر ایک کے ساتھ اس بات کا عہد تھا کہ وہ ظاہر یا باطن میں بغیر اجازت آپ کے کچھ تصرف نہ کرسکیں گے، آپ کو حضرت قدس میں ہمکلام ہونے کا مرتبہ حاصل تھا، آپ ان اولیائے کرام میں سے ہیں جن کو حیات وممات دونوں میں تصرف تام حاصل ہے۔

ف جماہیر علما وفقرا اس بات پر متفق ہیں کہ جو اولیاء اللہ صاحب تصرف تام ہوتے ہیں ان سے تصرفات وخوارق عادات جس طرح کہ زندگی میں صادر ہوتے ہیں اسی طرح بعد وفات کے بھی ظہور میں آتے ہیں۔

(۱۰) قلائد الجواہر میں حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رہ سے منقول ہے کہ حضرت قطب العالم غوث الاعظم رہ کا مقام مع اللہ و فی اللہ و باللہ تھا، جس کے مقابل

بڑی بڑی قوتیں بیکار تھیں، آپ اولیائے متقدمین سے سبقت لیکر ایسے مقام میں پہنچے تھے جہاں تنزل ممکن نہیں، خدا تعالیٰ نے آپ کی تحقیق و تدقیق کے باعث آپ کو ایک بہت بڑے مقام پر پہنچایا تھا۔

(۱۱) قاضی شہاب الدین جونپوری رح ملفوظ قطب الابرار حضرت شاہ بدیع الدین مدار رح میں لکھتے ہیں کہ بعد صحابہ کرام رض وائمہ عظام رح کے کوئی قطب یا ولی سوائے حضرت قطب العالم غوث الاعظم رح اور خواجہ اویس قرنی رح اور شیخ جنید بغدادی رح اور بہلول دانا رح کے مرتبہ ورا ر الورا کو نہیں پہنچا، اور ورا ر الورا وہ مرتبہ عالی ہے کہ ولایت میں اس سے بالاتر کوئی مرتبہ نہیں، اور حضرت غوث الاعظم رض اس مرتبہ عالی میں مثل شاہنشاہ کے ہیں، مثل ان کے کوئی ولی آج تک پیدا نہ ہوا، اور نہ قیامت تک ہوگا۔

(۱۲) رسالۃ الاولیا میں ہے کہ جب کوئی شخص منصب ولایت پر منسوب ہوتا ہے تو پہلے بحکم ایزدی حضرت خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر کیا جاتا ہے، حضور علیہ السلام اس کو آپ کی خدمت میں بھیج دیتے ہیں۔ آپ اس کو اگر لایق ولایت کے پاتے ہیں تو اس کا نام دفتر اولیا میں درج کرتے ہیں، اور یہ دستور آپ کے عہد غوثیت مہد سے جاری ہے، اور تا قیامت جاری رہے گا۔

فرمانِ غوثیہ

لطائف الغرائب وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت صمدیت سے مرتبہ غوثیت و محبوبیت آپ کو عنایت ہوا۔ آپ روز جمعہ کو منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، ناگاہ کیفیت استغراق کی آپ پر طاری ہوئی، اسی حالت میں زبان معجز بیان پر یہ کلمہ جاری ہوا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہے معاً مناد

معاً منادیٔ غیب نے تمام عالم میں ندا کر دی کہ جمیع اولیاء اللہ محبوب پاک کی اطاعت کریں، اور آپ کے ارشاد کو بسر و چشم بجا لائیں، یہ سنتے ہی جملہ اولیاء اللہ جو زندہ تھے یا مردہ سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں، اور ارشادِ واجب الانقیاد کی تعمیل کی۔

آپ کا یہ فرمان کثرت کے ساتھ آپ کے ہمعصر اکابر مشائخ سے مروی ہے، چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادی رح نے ۶۲۰ھ میں بغداد کے اندر، اور شیخ محمد بن علی التبکی رح نے ۶۲۱ھ میں، اور فقیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر، اور شیخ ابو محمد عبد اللہ البغدادی رح و شیخ ابو بکر عبد اللہ بن نصر التیمی البکری رح نے ۶۶۴ھ میں، اور حافظ ابو العز عبد المغیث بن حرب البغدادی الحنبلی رح نے ۵۷۳ھ میں بغداد کے اندر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم آپ کی ایک مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپ کے مہمانخانہ میں منعقد ہوئی تھی حاضر تھے، اس مجلس میں حضرت غوث الاعظم رح نے دوران وعظ میں فرمایا تھا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ۔

تسلیمِ مشائخ کرام یہ کلام سنکر شیخ علی بن ابی النصر الہیتی رح اٹھے، اور منبر کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھ کر اپنی گردنیں خم کر دیں۔

اس مجلس میں عراق کے قریباً تمام مشائخ موجود تھے، جن میں سے بعض کے اسماء گرامی بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر سے درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) شیخ علی بن ابی النصر الہیتی رح (۲) شیخ بقا بن بطو رح (۳) شیخ ابو سعید قیلوی رح (۴) شیخ موسےٰ بن ماہین رح (۵) شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رح (۶) شیخ ابو الکرم رح (۷) شیخ ابو العباس احمد بن علی جوسقی صرصری رح (۸) شیخ ماجد

الکردی رح (۹) شیخ ابو حکیم بن نہروانی رح (۱۰) شیخ ابو عمرو عثمان القرشی رح
(۱۱) شیخ مکارم الاکبر رح (۱۲) شیخ مطر البازانی رح (۱۳) شیخ جاکیر کردی رح
(۱۴) شیخ خلیفہ بن موسے الاکبر رح (۱۵) شیخ صدقہ بن محمد البغدادی رح
(۱۶) شیخ یحیےٰ المرتعش رح (۱۷) شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونی رح (۱۸)
شیخ ابو عبداللہ محمد القزوینی رح (۱۹) شیخ ابو عمرو عثمان البطائحی رح (۲۰)
شیخ قضیب البان موصلی رح (۲۱) شیخ ابو العباس احمد القزوینی رح (۲۲) شیخ
داؤد رح (۲۳) شیخ ابو العباس احمد الیمانی رح (۲۴) شیخ ابو عبداللہ محمد الخاص رح
(۲۵) شیخ ابو عمرو عثمان بن احمد العراقی الشوکی رح (۲۶) شیخ سلطان المزین رح
(۲۷) شیخ ابو بکر الشیبانی رح (۲۸) شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذ رح
(۲۹) شیخ ابو محمد احمد بن عیسےٰ معروف بالکوبجی رح (۳۰) شیخ مبارک بن
علی الحمیری رح (۳۱) شیخ ابو البرکات بن معدان عراقی رح (۳۲) شیخ عبدالقادر
بن حسن البغدادی رح (۳۳) شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حزیمی عطار (۳۴)
شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی رح (۳۵) شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزار رح
(۳۶) شیخ شہاب الدین عمر السہروردی رح (۳۷) شیخ محمود بن عثمان نعال رح
(۳۸) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر الغزالی رح (۳۹) شیخ ابو محمد حسن الفارسی رح
(۴۰) شیخ ابو محمد علی بن ادریس الیعقوبی رح (۴۱) شیخ ابو حفص عمر الکیمانی رح
(۴۲) شیخ ابو بکر المزین رح (۴۳) شیخ جمیل صاحب الخلوۃ والزعقہ رح
(۴۴) شیخ ابو عمرو عثمان الصریفینی رح (۴۵) شیخ ابو الحسن الجوسقی رح
(۴۶) شیخ ابو محمد الحریمی رح (۴۷) قاضی ابو یعلےٰ الفرا رح۔
حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت
گردنیں جھکا

گردنیں جھکا دی تھیں، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں، اور شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے طفسونج میں، اور شیخ محمد بن موسٰے بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں، اور شیخ حیات بن قیس حرّانی رحمۃ اللہ علیہ نے حرّان میں، اور شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے سنجار میں، اور شیخ رُسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق میں، اور شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے مغرب میں، اور شیخ عبدالرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ نے قنا میں، اور شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے بالس میں، اسی تاریخ کو اسی وقت روحانی قوّت اور مکاشفات سے معلوم کر کے اپنی گردنیں خم کر دی تھیں۔

غرض تین سو تیرہ ۳۱۳ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

حرمین شریفین میں سترہ اولیا نے، عراق میں ساٹھ نے، عجم میں چالیس نے، شام میں تیس نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تیئیس نے، حبشہ میں گیارہ نے، سدّ یاجوج ماجوج میں سات نے، کوہِ قاف میں سینتالیس نے، وادی سراندیپ میں سات نے، جزائر بحر محیط میں چوبیس نے۔

رجال الغیب کا مبارکباد دینا | شیخ لؤلؤ الارمنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کلّ ولیّ اللہ فرمایا تو رجال الغیب کی چالیس صفیں ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئیں، ہر ایک صف میں ستّر مردانِ خدا تھے، یہ جماعت بحکم حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور آپ کو مبارکباد دی۔

غوثیت و قطبیت | شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضور نے قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کلّ ولیّ اللہ فرمایا

اس روز تمام اولیاء اللہ نے معائنہ کیا کہ قطبیت کا نشان آپ کے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا آپ کے سر پہ رکھا گیا، یہ دیکھ کر دسوں ابدالوں نے سر تسلیم خم کیا، اور وہ دسوں ابدال یہ ہیں، (۱) شیخ بقا بن بطور رح (۲) شیخ ابو سعید قیلوی رح (۳) شیخ علی بن ہیتی رح (۴) شیخ عدی بن مسافر رح (۵) شیخ موسے زولی رح (۶) شیخ احمد رفاعی رح (۷) شیخ عبد الرحمٰن طفسونجی رح (۸) شیخ ابو محمد عبد البصری رح (۹) شیخ حیات بن قیس حرانی رح (۱۰) شیخ ابو مدین مغربی رح۔

اس فرمان کے متعلق مشائخ کے اعتقاد شیخ ابو سعید قیلوی رح فرماتے ہیں کہ جب آپ نے قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا اس وقت آپ کے قلب مبارک پر تجلیات الٰہی ہو رہی تھیں، اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خلعت بھیجا تھا کہ ملائکہ مقربین نے مجمع عام میں آپ کو پہنایا، اس وقت ملائکہ و رجال الغیب صف باندھے ہوئے اس کثرت سے ہوا میں کھڑے تھے کہ افق سا نظر نہیں آتا تھا، اور اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔

خواجہ سید محمد گیسو دراز رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رح سے سنا ہے کہ جب آپ نے قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا، اس وقت قطب العارفین حضرت خواجہ معین الدین رح جوان تھے، اور ملک خراسان کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے، بمجرد سننے اس ارشاد واجب الانقیاد کے اپنی گردن مبارک جھکا دی، یہاں تک پیشانی زمین سے لگ گئی، اور فرمایا قدمك على رأسي وعيني حضرت غوث الاعظم رض نے یہ حال معلوم کر کے فرمایا

کرکے فرمایا کہ خواجہ غیاث الدین سجزی رہ کے بیٹے نے گردن جھکانے میں تمام اولیائے عصر سے سبقت کی ہے۔ لہذا قریب ہے کہ وہ صاحب ولائت ہندوستان کا ہوگا، پس ایسا ہی ہوا۔ عہ

جب ندائے منادی غیب عالم ارواح میں پہنچی تو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رہ کی روح پاک نے درگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ یا احکم الحاکمین تیرا فرمان واجب الاذعان ہے مگر سید عبدالقادر رح کو بایزید رہ پر کونسی فوقیت و ترجیح ہے، ارشاد ہوا دو فوقیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ فرزند دلبند حضرت خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، دوسرے یہ کہ تو فارغ مشغول ہے، اور وہ مشغول فارغ۔ اور تو عاشق ہے اور وہ معشوق، یہ سنتے ہی حضرت بایزید رہ نے گردن جھکادی اور فرمایا سمعنا واطعنا۔ عہ

شیخ ابو البرکات صخر بن صخر رہ نے اپنے عم بزرگوار شیخ عدی بن مسافر رہ سے پوچھا کہ سوائے حضرت محبوب سبحانی رہ کے کسی اور ولی نے بھی قدمی هٰذه علی رقبة کل ولی اللہ کہا ہے، فرمایا نہیں، پوچھا کہ پھر حضور کے ارشاد کا کیا سبب ہے؟ فرمایا یہ کلمہ ان کے مقام فردیت کی خبر دیتا ہے، کہا کہ فرد تو ہر زمانہ میں ہوتا ہے فرمایا ہوتا تو ہے مگر کسی کو سوائے حضرت محبوب سبحانی رہ کے یہ کہنے کا حکم نہیں ہوا عرض کیا کیا آپ اس کہنے پر مامور ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں، اور تمام اولیاء اللہ رہ نے اپنی گردنیں نہیں جھکائیں مگر بحکم خدا۔ عہ

شیخ احمد رفاعی رہ سے پوچھا گیا کہ حضرت محبوب سبحانی رہ نے جو قدمی هٰذه علی رقبة کل ولی اللہ فرمایا ہے تو کیا آپ اس کہنے پر مامور ہوئے تھے، فرمایا بیشک وہ مامور ہوئے تھے۔ عہ

ازالۂ اعتراض بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امر غوثیہ صرف اولیائے وقت کے ساتھ

عہ مطالع الانوار ۱۲ عہ قلائد الجواہر ۱۲ عہ بہجۃ الاسرار ۱۲ عہ رسالہ [illegible]

مخصوص ہے ، اور اولیائے متقدمین و متاخرین اس سے خارج ہیں ، اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ متقدمین میں صحابہ کرام رض و خلفائے عظام رض بھی شامل ہیں ، جو بالاتفاق از روئے احادیث حضرت غوث الاعظم رح سے افضل ہیں ، اور متاخرین میں حضرت مہدی رح و حضرت عیسےٰ ع شامل ہیں ، ان کی فضیلت بھی حدیث سے ظاہر ہے ۔

اس کے بارہ میں یہ عرض ہے کہ جب حضور کا ارشاد علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ تو کل کا لفظ عام ہے ، اس میں کسی زمانہ کی تخصیص نہیں ، اور جو شخص اس کو محض حضور کے زمانہ سے خاص سمجھتا ہے وہ کیونکر صواب ہو سکتا ہے ، حالانکہ بقول صاحب خلاصۃ القادریہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رح نے عالم ارواح میں اپنی گردن جھکا دی اور سمعنا و اطعنا فرمایا ، اور ایسا ہی بقول صاحب مکاشفات اولیا حضرت سیّد الطائفہ شیخ جنید بغدادی رح نے اپنی زندگی میں بحالت مکاشفہ اپنا سر جھکا لیا ، اور دو بار فرمایا قدمہٗ علیٰ رقبتی اور یہ دونو حضرات کبار اولیائے متقدمین سے تھے ۔

باقی رہا صحابہ کرام رض و خلفائے عظام رض والا اعتراض تو اس کے متعلق مقامات دستگیری میں لکھا ہے کہ اس حکم میں صحابہ کرام رض و ائمہ عظام ع داخل نہیں ، اور ان کے نہ داخل ہونے کی وجہ صاحب محبوب المعانی نے یہ لکھی ہے کہ جو ولایت ساتھ نبوت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولائت خاص انبیا کی ہے ، اور جو ولائت ساتھ خلافت و صحبت و امارت و امامت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولائت صحابہ کرام رض اور دوازدہ امام کی ہے ، اگرچہ ولائت میں سب شریک ہیں مگر عرف میں انبیا کو انبیا صحابہ کرام کو اصحاب ، دوازدہ امام کو امام کہتے ہیں ، ولی نہیں کہتے ، پس حضرت غوث الاعظم رح کا قول مبارک مخالف شرع شریف و عقل و نقل کے نہیں ہو سکتا ، اسی

واسطے حضور

واسطے حضور کے ارشاد پاک میں تخصیص ولی اللہ کی ہے، خواہ متقدمین سے ہو، خواہ ہمعصر ہو، خواہ متاخرین سے ہو، صحابہ کرام رض و ائمہ عظام رح کا اس میں ذکر ہی نہیں عہ

مقاماتِ فقر

آپ کے مدارج و مقامات ادراکِ انسانی سے بالاتر ہیں، حضور کا اپنا کلام اپنے متعلق یہاں تبرکاً درج کیا جاتا ہے۔

شیخ صدقہ بغدادی رح سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت محبوب سبحانی رح نے منبر پر۔

انا سیفی مشہور وقوسی موتور ونبالی موفوقة وسهامی صائبة ورمحی مصوب وفرسی مسرج انا نار الله الموقدة انا سلاب الاحوال انا بحر بلا ساحل انا دليل الوقت انا المتكلم فى غيرى انا المحفوظ انا الملحوظ انا المحظوظ یا صوام یا قوام یا اهل الجبال دكت جبالكم یا اهل الصوامع هدمت صوامعكم اقبلوا الى امر من امر الله انا امر من امر الله یا بنيات الطريق یا رجال یا ابطال یا اطفال هلموا وخذوا عن البحر الذى لا ساحل له یا عزیز انت واحد فى السماء وانا واحد فى الارض یقال لى بين الليل والنهار سبعین مرة وانا اخترتك لنفسى ولتصنع على عينى يقال لى يا عبد القادر تكلم يسمع منك يقال لى يا عبد القادر بحقى عليك كل بحقى عليك اشرب بحقى عليك تكلم وامنتك من الردى عہ

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزاز رح اور شیخ ابوحفص عمر الکیمانی رح سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نے انا غائص فى بحار علم الله ومشاهدته انا حجة الله عليكم انا نائب رسول الله صلى الله عليه وسلم ووارثه فى الارض عہ

عہ مسالک السالکین جلد اول۔ عہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۔ عہ ایضاً صفحہ ۲۲ ترازت۔

حافظ عبدالعزیز ابن الاخضر رحمہ کہتے ہیں میں نے حضرت غوث الاعظم رحمہ سے سنا کہ فرما
تھے میں خلقت کے امور و عقول سے پرے ہوں، کُل رجال الحق جب تقدیر حق تک
پہنچتے ہیں تو رُک جاتے ہیں، اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک
روزن کھُلا، اور میں اُس روزن میں داخل کیا گیا، اور تقدیر میں میں نے خدا
کے ساتھ منازعت کی، ساتھ قوت خدا کے، واسطے رضامندی خدا کے، پس مرد
ہے کہ تقدیر حق کا منازع ہو نہ موافق کہ وہ مرد نہیں ہے

آپ نے بارہا فرمایا مجھکو کسی پر قیاس مت کرو، اور نہ دوسرے کو مجھ پر، میں وراء الو
ہوں، میرے کلام کی تصدیق کروگے تو اس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب
کرنی زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمہ آپ کا یہ کلام سن کر متعجب ہوئے، اور عرض کیا
یا شیخ عبدالقادر آپ مکر الٰہی سے خائف نہیں۔ آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ
فرمایا حماد! دل کی آنکھ سے دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ حماد رحمہ بیہوش ہو
جب آپ نے ہاتھ اٹھایا تو ہوش میں آئے، اور کہا میں نے حضور کے ہاتھ میں ستر عہد
خدا تعالیٰ کے دیکھے، کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ مکر نفرما وے گا ۔

آپ نے فرمایا اے اہل زمین مشرق و مغرب کے اور اے اہل آسمان کے سنو فرمایا اللہ تعا
نے ویخلق مالا تعلمون یعنی اللہ تعالیٰ وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے
اور میں انہیں چیزوں میں سے ہوں ۔

کرامات

حضرت مخدوم گنج بخش رحمہ صاحب مقامات عالیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات و منا
کثیرہ اسقدر ہیں کہ اگر تمام سرزمین کے درختوں کے پتے کاغذ اور شاخیں قلم بن ج
اور تمام م

اور تمام مخلوق زمین و آسمان کی جمع ہو کر ان کو لکھے تو ہرگز ختم نہ ہوں بلکہ لکھنے والے عاجز و قاصر آجائیں۔ؔ

حضرت شیخ علی بن ابی النصر الہیتی رح فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ائمہ شیوخ کو کثیر الکرامات حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح سے نہ کہیں دیکھا، اور نہ کہیں سنا، آپ کی کرامات کثیرہ کا یہ حال تھا کہ ہر وقت صدہا کرامات و خوارق عادات ظاہراً و باطناً قولاً و فعلاً آپ سے ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ؔ

حضرت امام یافعی رح فرماتے ہیں کہ کرامات حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کی حد تواتر کو پہنچی ہیں، اور بالاتفاق معلوم ہے کہ کسی اولیائے زمانہ سے اسقدر کرامتیں ظاہر نہیں ہوئیں جیسا کہ آپ سے۔ؔ

حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رح کا قول ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کی کرامتیں سلک مروارید کی طرح تھیں، جس میں یکے بعد دیگرے لگا تار موتی ہوں، اگر ہم میں سے ہر روز کوئی شخص کئی کرامتیں دیکھنی چاہتا تو دیکھ لیتا۔ؔ

شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام رح نے بیان کیا ہے کہ جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کی کرامات منقول ہیں اور کسی ولی کی نہیں۔ؔ

امام نووی محدث رح فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی کرامتیں بنقل ثقات اس کثرت سے ہم تک نہیں پہنچیں، جس کثرت کے ساتھ سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رح کی پہنچی ہیں۔ؔ

شیخ عبد الحق محدث رح دہلوی فرماتے ہیں کہ کرامتیں آپ کی بیحد و حساب تھیں، جیسا کہ معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاتعداد و بیشمار تھے، پس آپ غوث الثقلین و شیخ الکل ہوئے جیسا کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام رسول الثقلین تھے۔ؔ

آپ کی ذات بابرکات سے ہر قسم کی کرامات کا صدور بحد تواتر ہوا ہے جیسا کہ خلقت

کے بنا پر ... میں تصرف، جنوں وانسانوں پر حکم کا اجرا، پوشیدہ باتوں پر اطلاع،
اسرار کا ظاہر کرنا، دلوں کے بھیدوں سے آگاہ ہونا، ملک و ملکوت کے مخفیات
سے خبر رکھنا، حقایق جبروت و اسرار لاہوت کا مکشوف ہونا، مواہب غیبیہ کا اعطا
حوادث کی تقلیب، محو و اثبات الٰہی سے اکوان کی تصریف، اماتت و احیا کی صفت
سے متصف ہونا، اکمہ و ابرص کا اچھا کرنا، بیماروں کو صحت دلانا، طی زمان و
مکان، اور زمین و آسمان میں امر کا نافذ کرنا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، لوگوں
کے ارادوں کو پھیر دینا، اشیا کی طبائع کو منقلب کرنا، غیب سے اشیا کا حاضر کرنا
گذشتہ و آئندہ خبروں سے بلا شک و ریب واقف ہونا، وغیرہ تمام اقسام کے کرامات
وخوارق عادات بر سبیل اتصال و دوام بین الخاص والعام ارادتاً اظہار دعویٰ بر حق
کے طور پر آپ کو حاصل تھیں۔

اس جگہ چند کرامات تبرکاً درج کی جاتی ہیں۔

احیائے دجاجہ شیخ محمد بن قائد الاوانی رح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ
خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو لیکر آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے اس
لڑکے کو دیکھا کہ وہ آپ سے بہت انسیت رکھتا ہے، اسی لئے میں اپنا حق چھوڑ
اسے محض لوجہ اللہ آپ کو دیتی ہوں، آپ نے اس لڑکے کو لے لیا، اور اسے
و مجاہدہ میں مشغول کیا، ایک بار وہ عورت آئی تو بھوک اور بیداری کے سبب
لڑکے کو دبلا پتلا اور زرد پایا، اور جو کی روٹی کھاتے دیکھا، پھر وہ حضور کی
میں آئی تو دیکھا کہ آپ مرغی کے گوشت سے روٹی کھا رہے ہیں، اس عورت
کہ آپ تو مرغی کے سالن سے روٹی کھاتے ہیں، اور میرے لڑکے کو جو کی رو
کھلاتے ہیں، آپ نے اس کی ہڈیاں جمع کیں اور ان پر اپنا ہاتھ رکھ کر ف

تو

قومی باذن اللہ الذی یحی العظام وھی رمیم - تو اسی وقت وہ مرغی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الشیخ عبد القادر ولی اللہ آپ نے اس عورت کو فرمایا کہ تیرا لڑکا جب اس قابل ہو جائے گا، تو اس وقت اسے اختیار ہے جو چاہے سو کھائے ؎

احیائے اموات غریقِ دریا ایک روز آپ تفریحاً دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لیگئے، دیکھا کہ چند عورتیں دریا پر آئیں، اور پانی لے کر چلی گئیں، مگر ایک ضعیفہ نے اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھدیا، اور منہ چھپا کے زار زار رونے لگی، دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عرصہ بارہ سال کا ہوا کہ اس کا بیٹا اپنی دلہن کو لئے ہوئے گھر آرہا تھا کہ معہ دلہن اور براتیوں کے دریا میں ڈوب گیا، اس وقت سے اس ضعیفہ کا معمول ہے کہ ہر روز دریا پر آتی ہے، اور زار زار روتی ہے، یہ سُنکر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا، اور ضعیفہ کو کہلا بھیجا کہ تو تسکین رکھ، تیرا بیٹا معہ بہو اور براتیوں کے ابھی آیا جاتا ہے، اور خود دعا میں مصروف ہوئے، تھوڑی دیر گذر گئی اور دعا کا اثر ظاہر نہ ہوا، تب آپ نے بناز معشوقانہ درگاہ باریتعالٰے میں عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین عبد القادر کے کام میں اسقدر کیوں دیر ہوئی، دفعۃً دریائے دجلہ موجزن ہوا، اور اس میں جوش و خروش پیدا ہوا، اور کشتی ضعیفہ کے بیٹے کی معہ دلہن اور براتیوں کے پانی کے اوپر آگئی، اور آناً فاناً کنارے آلگی، یہ دیکھکر ضعیفہ فرط مسرت سے بیہوش ہوگئی، ہوش آئی تو اپنے بیٹے اور بہو وغیرہ کو لیکر اپنے گھر چلی گئی، اس کرامت کو دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے ؎

ف فقیر شرافت عفی عنہ کہتا ہے کہ بعض مخالفین اس کرامت پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بارہ سال کے مردے زندہ ہو گئے۔ اس کے متعلق منقول ہے کہ

ایک مرتبہ صاحبزادہ خواجہ محمد الدین صاحب نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ شمس الدین چشتی نظامی سیالوی رح سے پوچھا کہ یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت غوث الاعظم رح نے بارہ سال کی غرق شدہ کشتی کو بمعہ مسافروں کے صحیح سالم نکال لیا ، یہ ممکنات سے ہے یا نہیں ، انہوں نے فرمایا کہ بارہ سال کا عرصہ زیادہ ہوتا ہے یا سو سال کا ، کیا تم نے قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ نہیں پڑھا ، کہ خدا تعالےٰ نے ان کو سو سال کے بعد زندہ کیا ، صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے ، مگر کشتی والا معاملہ حضرت پیر دستگیر سے منسوب ہے ، حضرت خواجہ سیالوی رح نے فرمایا کہ حضرت پیر صاحب صاحب منزل بقا باللہ تھے ، جو بزرگ اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ اوصاف الٰہی سے متصف ہو جاتے ہیں ، صورت بشری کا ایک پردہ درمیان رہ جاتا ہے ورنہ ہر ایک فعل جوان سے سرزد ہوتا ہے ، اس میں وہ اختیارات ربانی سے مختار ہوتے ہیں ، قرآن مجید میں ارشاد ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی (الانفال ع ۲)۱

امکنہ متعددہ میں ظہور | شیخ عبدالقادر شامی رح سے منقول ہے کہ ایک بار ماہ رمضان المبارک میں ستر آدمیوں نے علیحدہ علیحدہ آپ کی دعوت کی ، اور آپ نے سب کی دعوت قبول فرمائی ، اور ایک ہی وقت میں ہر ایک مکان پر اور خانقاہ میں مریدوں کے ساتھ روزہ افطار کیا ۔۲

درختوں کا سرسبز ہونا | آپ ایک دن شیخ علی بن الہیتی رح کی عیادت کو گئے ان کے مکان میں دو درخت خرمے کے مدت سے خشک ہو چکے ہوئے تھے ، آپ نے ایک درخت کے نیچے وضو کیا ، اور دوسرے کے نیچے نماز پڑھی ، دونو درخت فوراً سرسبز و شاداب ہو گئے ۔۳

۱ نزہت حصہ دوم ۲ عمدہ ملخص تفریح الخاطر ۱۲ سہ خلاصۃ المفاخر ۱۲ نزہت

تصرف پر

تصرف فی الاجسام | ایک عورت کے بطن سے بیس لڑکیاں پیدا ہوئیں، اُس کا شوہر بیٹیوں کی کثرت سے ناراض ہو کر اس کو طلاق دینے پر آمادہ ہوا، وہ گھبرا کر آپ کی خدمت میں التجا لائی، آپ نے فرمایا جا تیرا مقصد پورا ہو گا، جب وہ گھر آئی دیکھا کہ سب لڑکیاں لڑکے ہو گئے ہیں۔

ایک اعتراض کا جواب | بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت غوثیہ رح کے کرامات میں مداحین نے مبالغے کئے ہیں، اور ایسے ایسے واقعات آپ سے منسوب کئے ہیں جو شایانِ بارگاہِ ربوبیت ہیں، اسی قسم کا اعتراض بہجۃ الاسرار پر بھی کیا گیا ہے جو آپ کے حالات میں جامع و مفصل کتاب ہے، اس کا جواب علامہ کاتب چلپی رح نے کشف الظنون میں اس طرح دیا ہے۔

"میں کہتا ہوں کہ ایسے مبالغات کون سے ہیں جو آپ کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں، اور آپ پر اُن کا اطلاق جائز نہیں، میں نے ہر چند جستجو کی مگر مجھے کوئی نقل ان میں ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے اس کی متابعت نہ کی ہو، ان حالات کا اکثر حصہ جس کو صاحب بہجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے، وہی ہے جس کو امام یافعی رح نے اسنے المفاخر، نشر المحاسن، روض الریاحین میں، اور شمس الدین الزکی الحلبی رح نے کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے، اور بڑی سے بڑی شئے جو آپ سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے مُردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا، مجھے اپنی حیات کی قسم کہ اس قصہ کو امام تاج الدین سبکی رح نے بھی نقل کیا ہے، اور یہ ابن الرفاعی رح وغیرہ سے بھی منقول ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے اولیا کو دنیا اور آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اسے وہ غبی، جاہل، حاسد کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے اپنی عمر مضامین کتب کے سمجھنے میں ضائع کی، اور تزکیہ نفس اور اللہ تعالیٰ کی طرف

ٮہ رسائل الاولیاء ٮحر ٮرں

توجہ کو چھوڑ کر اسی پر قناعت کی، اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اپنے اولیاء کو تصرف سے کیا کچھ عطا فرمایا ہے، اسی لئے حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے طریقہ کی تصدیق ولایت ہے۔

عملیات

برائے زیارتِ اولیا | آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ اموات سے کسی امر کے متعلق جواب حاصل کرے، پس چاہیے کہ وہ مقبرہ میں جائے، اور قبر کی چاروں طرف اذان دیوے، پہلے قدموں کی طرف، پھر سر کی طرف، پھر دائیں، پھر بائیں، اور ہر طرف میں آیۃ الکرسی اکتالیس بار پڑھے، مگر بائیں جانب گیارہ مرتبہ پڑھے، پھر سات قدم چل کر سو جائے، انشاء اللہ تعالیٰ صاحبِ قبر کو خواب میں دیکھے گا، اور وہ اس کے سوال کا جواب دیوے گا۔

نمازِ استخارہ | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تین رات متواتر اعتقادِ درست اور اخلاص سے یہ استخارہ کرے اس کا جو مقصود ہو گا حاصل ہو گا، اول پنج پاؤ چاول یا گندم کا آٹا لے۔ اس میں سوا پاؤ قند سیاہ، اور سوا پاؤ زیرہ، اور سوا پاؤ مویز اور سوا پاؤ روغن ڈالے، یہ سب چیزیں کورے برتن میں ڈال کر، اس پر حضرات پنجتن پاک رضہ کا فاتحہ دلوائے، اور وہ چیزیں اپنے استاد کے پاس لے جاوے اور اس سے استخارہ کا اذن لیوے، اس کے بعد شبِ چہارشنبہ و شبِ پنجشنبہ و شبِ جمعہ کو عمل شروع کرے، سونے کے وقت چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۂ اخلاص سات بار، اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث

لا یحتسب

لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل
شیءٍ قدرًا (الطلاق ع۱) ایک بار اور سورہ اخلاص سات بار پڑھے، تیسری رکعت مثل
پہلی کے، اور چوتھی رکعت مثل دوسری کے پڑھے، سلام کے بعد سات بار سورہ
زلزال پڑھ کر سو رہے، جس نیت کے لئے پڑھے گا پوری ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ بعہ

برائے جمیع حاجات | آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو گیارہ اسماء حق تعالیٰ سے نازل ہوئے
ہیں، جو شخص ان کو کسی حاجت و مہم کے واسطے پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت
پوری فرمائے گا، چاہیئے کہ خلوت میں بیٹھ کر سر برہنہ کرکے ہزار بار یا سو بار یا گیارہ
بار یہ گیارہ اسماء پڑھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٰہی بحرمۃ میراں محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ غوث محی الدین۔
الٰہی بحرمۃ قطب محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ ولی محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ شیخ محی الدین
الٰہی بحرمۃ مخدوم محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ مولانا محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ خواجہ
محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ سلطان محی الدین۔ الٰہی بحرمۃ فقیر محی الدین۔ الٰہی
بحرمۃ غریب محی الدین اقض حاجتی یا قاضی الحاجات برحمتک یا ارحم الراحمین۔

برائے دفع وساوس شیطان | آپ نے فرمایا ہے جو شخص سونے کے وقت بستر پر
لیٹ کر یہ درود شریف سات بار پڑھا کرے، اس کو اللہ تعالیٰ تمام بلیات سے محفوظ
رکھے گا، اور وہ شیطان کے وسوسوں سے بچ جائے گا، درود شریف یہ ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد صلوۃ انت لھا اھل وھو لھا اھل اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد صلوۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء برحمتک
یا ارحم الراحمین ۔

برائے عزت | آپ نے فرمایا ہے جو شخص یکشنبہ کے روز نماز اشراق چہار رکعت پڑھے

اور ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے، اور بعد سلام کے سو بار اسم جلالی پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کو درمیان خلقت کے عزیز اور مکرم رکھے گا اور تمام مخلوق اس کی مطیع و منقاد ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ، اسم جلالی یہ ہے۔

یا عزیز اجب یالوماثیل یاحرونائیل بحق یا عزیز۔ سہ

برائے امراض لاعلاج | آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ طبیب اس کے علاج سے مایوس ہو چکے ہوں تو چاہیے کہ ذیل کی آیات بطہارت کاملہ چینی کی طشتری میں لکھ کر اکتالیس روز تک دھو کر پلایا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ شفائے کامل نصیب ہوگی، اگر بارش کا پانی میسر ہو تو نہایت سریع التاثیر ثابت ہوگا، آیات یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین۔ یشف صدور قوم مؤمنین۔ یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور۔ فیہ شفاء للناس ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون۔ وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین۔ واذا مرضت فھو یشفین۔ قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سہ

برائے نظر بد | آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی بچہ کو نظر بد لگ جائے تو یہ آیت شریف معہ بسم اللہ شریف کے سات بار پڑھ کر اس پر دَم کرے، اور یہی آیت لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دے شفا پائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، آیت یہ ہے

وما انفقتم من نفقۃ او نذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ وما للظلمین من انصار (البقرۃ۔ ع ۳۷) سہ

سہ جواہر الاولیا جوہر دوم ۱۲ سہ سہ رسالہ مولوی ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ نگاشتہ قلم سید نذیر الحق گیلانی مؤلف کتاب الاسلام ۱۲ شرافت۔

تصنیفات

آپ کی تصنیفات زمانہ میں موجود ہیں ، ان کے مطالعہ سے قلب کو جو لذت ، حلاوت اور سرور حاصل ہوتا ہے ، اس کا نقشہ اتارنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے ، آپ کے کلمات یا الفاظ کے پڑھنے سے آج بھی مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں ۔ آپ کے کلام میں اسقدر تاثیر ، ذوق ، شوق ، دلسوزی ہے کہ بسا اوقات پڑھنے والا وجد میں آکر بے اختیار ہو کر تڑپنے لگتا ہے ۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں ۔

۱ ۔ غنیۃ الطالبین | اس کتاب میں زیادہ تر شرعی مسائل کی بحث ہے ، اس کا فارسی زبان میں حضرت مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی رح نے ترجمہ کیا ہے ، اور اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جس کا نام تحفہ دستگیر ہے ۔

اکثر علمائے اہل سنت اس کتاب کو حضرت غوث الاعظم رح کی تصنیف نہیں جانتے ، بلکہ کسی دوسرے شیخ عبدالقادر رح کی تصنیف جانتے ہیں ، ایسا ہی لکھا ہے مولوی عبدالعزیز ملتانی پرھاری رح نے کتاب کوثر النبی میں ۔

۲ ۔ فتوح الغیب | یہ کتاب علم تصوف و معرفت میں بڑے پایہ کی ہے ، اٹھتر مقالات پر مشتمل ہے ، ہر ایک مقالہ معرفت و حقیقت کا خزانہ ہے ، ان مقالات کے جامع حضرت غوث الاعظم رح کے صاحبزادہ شیخ شرف الدین عیسٰے رح تھے ، اور انہیں کی خاطر حضور نے یہ تصنیف فرمائی تھی ۔

اس کتاب کی فارسی شرح بنام مفتاح الفتوح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے بہت عمدہ لکھی ہے ۔

اور اس کتاب کے متعدد اردو ترجمے بھی ہوئے ہیں ، ازانجملہ ایک ترجمہ مولانا مولوی

ابوالحسن محدث سیالکوٹی رح نے کیا ہے۔

اور دوسرا ترجمہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں محدث بھوپالوی رح نے بنام مقالات الاحسان فی مقامات العرفان لکھا ہے۔

اور تیسرا ترجمہ مولوی حکیم سید سکندر شاہ قادری ابوالعلائی جہانگیری کانپوری رح نے بنام کلام الطیب ترجمہ فتوح الغیب لکھا ہے، یہ ترجمہ سب سے اچھا ہے۔

اور چوتھا ترجمہ پیر عالم شاہ بن پیر غلام محمد قریشی ہکاری رح نے بزبانِ پنجابی منظوم کیا ہے۔

۳۔ فتح الربانی والفیض الرحمانی | یہ حضور غوثیہ کے مواعظ وارشادات کا مجموعہ ہے، اس کا طرزِ بیان فتوح الغیب کی طرح نہایت پسندیدہ اور دل آویز ہے۔ اس میں حضور کی باسٹھ[۶۲] مجلسوں کے وعظ درج ہیں، ان مواعظ کو آپ کے خلیفہ شیخ عفیف الدین ابن المبارک رح نے جمع کیا ہے۔

اس کا اردو ترجمہ مولوی محمد عبدالعزیز بن حافظ محمد عبدالرحیم حنفی قادری چشتی رح نے بنام تحفہ سبحانی فیض سبحانی لکھا ہے۔

۴۔ مکتوباتِ غوثیہ | یہ مکاتیب فارسی ہیں، تصوف وعرفان کا مخزن ہیں، تمام تر آیاتِ قرآنی سے مملو ہیں، یہ پندرہ مکتوبوں کا مجموعہ ہے، ان کا ترجمہ بھی اردو میں ہو چکا ہے۔

۵۔ الہاماتِ غوثیہ | یہ وہ کلام پاک ہے جو حضور غوثیہ پر جناب باریتعالےٰ سے بطورِ الہام وارد ہوئی۔ بعض الہامات رسالہ نور ربانی میں بنام رسالہ غوثیہ درج ہیں۔

الہامات کی شرح بنام حقایق الدقایق فارسی زبان میں ہو چکی ہے۔

۶۔ دیوان

۶۔ دیوان محی | یہ دیوان فارسی زبان میں ہے، رموزِ عشق کا دفتر ہے، پڑھتے ہی بے اختیار انسان پر وجد آفریں کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ اس کو حضرت غوث الاعظم رح کی تصنیف نہیں جانتے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی تصانیف از قسم قصائد و وظائف و اشغال حضرت غوث الاعظم رح کی طرف منسوب ہیں۔ از انجملہ۔

(۷) قصیدہ خمریہ مجوبیہ (۸) قصیدہ قطبیہ (۹) قصیدہ روحیہ (۱۰) قصیدہ طالبیہ (۱۱) جلاء الخواطر فی الباطن والظاہر (۱۲) یواقیت الحکم (۱۳) درود کبریت احمر (۱۴) درود اکسیر اعظم (۱۵) دعائے بدرقۃ الایمان (۱۶) دعائے فتح البصائر (۱۷) اسبوع شریف (۱۸) چہل کاف (۱۹) اسمائے سبعہ مع توجہات۔

مکتوبات

آپ عربی و فارسی دونوں زبانوں میں کلام فرمایا کرتے تھے، اسی لئے حضور کو ذوالبیانین واللسانین کہا جاتا تھا، آپ کے مکتوبات بزبانِ فارسی مشہور ہیں، جن میں لفظ لفظ پر قرآن مجید سے استشہاد کیا گیا ہے، یہاں تین مکتوب آپ کے درج کئے جاتے ہیں۔

مکتوبِ اوّل | اے عزیز چوں برافقِ شہود از خرقِ غمامِ فیض یھدی اللہ لنورہٖ مزیشاء درخشیدن گیرد، ورائح وصول از مہبِ عنایت یختص برحمتہ من یشاء در وزیدن آید، ریاحینِ انس در ریاضِ قلوب بشگفد، و بلابلِ شوق در بساتینِ ارواح بنغمات یاسفی علیٰ یوسف چوں ہزار داستان در ترنم آید، و نیرانِ اشتیاق در کوانینِ سرائر شعلہ بر زند، و الطیارِ افکار در فضائے عظمت از غایتِ طیران بے پر شود، و فحولِ عقول در وادی معرفت پے گم کند، و قواعدِ ارکانِ افہام از صدمت

ہیبت در تزلزل آید، وسفن عزائم در بحار ماقدروا اللہ حق قدرہٖ بریاح وھی
تجری بہم فی موج کالجبال در بحر حیرت فرو ماند، امواج دریائے عشق یحبھم د
ویحبونہٗ در تلاطم آید، ہر یکے بر زبان حال ندا کند رب انزلنی منزلاً مبارکاً
وانت خیر المنزلین سابقۂ عنایت ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی در رسد
وایشاں را بر ساحل جودی فی مقعد صدقٍ فرود آرد، و در مجلس مستان بادۂ الست
رساند، مادۂ نعیم للذین احسنوا الحسنٰی وزیادۃ را در پیش کشد، وکئوس وصول
از جام قرب بایدی سفرۃٍ وسقاھم ربھم شرابًا طھورًا گردان شود وملک
ابدی و دولت سرمدی واذا رایت ثمّ رایت نعیمًا وملکًا کبیرًا مشاہدہ گردد۔

مکتوبِ دوم | اے عزیز قلبے سلیم باید کہ تا بر رموزِ فاعتبروا یا اولی الابصار
اطلاع یابد، وعقلے کامل باید تا دقائق اسرار سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی
انفسھم را ادراک کند، ویقینے صادق تا شواہد معرفت وان من شیئٍ الا یسبح
بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم را بعینِ قلب مشاہدہ بیند، وبدواعی وصول
واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان مستقبل شود
واز زواجر تبنیہ افحسبتم انما خلقنٰکم عبثًا وانکم الینا لا ترجعون از خواب
غفلت ویلھھم الامل فسوف یعلمون بیدار گردد، وبعروۃ الوثقٰی ومالکم
من دون اللہ من ولیٍّ ولا نصیر چنگ در زند، وبر سفینۂ ففروا الی اللہ سوار گردد
و در دریائے معرفت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مردانہ وار بغواصی فرو
آید، واگر گوہر مطلوب بچنگ افتد فقد فاز فوزًا عظیمًا واگر جان در طلب رود
فقد وقع اجرہٗ علی اللہ۔

مکتوبِ سوم | اے عزیز چوں عساکر جذبات اللہ یجتبی الیہ من یشاء بر ولایت
قلوب در تاخت

قلوب درتازد طوائع نفوس آتاره را بلجام ریاضت وجاهدوا فی اللہ حق جہادہ
مرتاض ومذلل گرداند، وجبابرہ فراعنہ را در مجلس تقوٰے بسلاسل مجاہدہ درکشد،
اُمنیہ را با غلال واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول بیروں گرداند، واعمال ارادت
واختیارات را بتادیب فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ سزادہد، وابنیہ
رسوم وعادات وقواعد ارکان تلبیس وطامات را بکلی ازمیان بردارد، ومنادی
حال بزبان صدق مقال ندا کند کہ ان الملوک اذا دخلوا قریۃً افسدوھا وجعلوا
اعزۃ اھلھا اذلۃ۔ وچوں مرضیہ اراضی صفائے قلوب ازلوث شہوات بگذرد
ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ مصفا گردد، وحدائق ارواح ازنسائم
الطاف ومن یھد اللہ فھو المھتد سراسر معطر ومروح شود، وصفحات اوراق سرائر
ازنقائش رقوم لطائف اولئک کتب فی قلوبھم الایمان مرقوم گردد، وشہود
یوم تبدل الارض غیر الارض صفت حال گردد، ورواسی اشواق چوں ھباءً
منثورًا درہوا شود وبزبان صدا بازگوید وتری الجبال تحسبھا جامدۃً وھی
تمر مر السحاب اسرافیل عشق صور دردمد ونفخ فی الصور تاثیر صاعقہ فصعق
من فی السموٰت ومن فی الارض بظہور انجامد، ومبشر اقبال لا یحزنھم الفزع الاکبر
دررسد تو ایشاں را تمکین دہد وبعلیین فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
داعی شود، رضوان باشارت بشرٰی لکم الیوم پیش آید، وابواب جنات نعیم بکشاید وگوید سلامٌ
علیکم طبتم فادخلوھا خالدین وایشاں گویند وقالوا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض
نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین۔

مقالات

آپ کی کتاب فتوح الغیب سے تین مقالوں کا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مقالہ اول | فرمایا حضورؒ نے ہر ایماندار کے لئے تین چیز کا ہونا ہر حال میں ضرور ہے
ایک یہ کہ خدا کے حکم کی تعمیل کرے، دوم یہ کہ جس چیز سے اُس نے منع کیا ہے اُس سے
باز رہے، سوم یہ کہ تقدیر سے راضی ہووے، پس اونیٰ درجہ یہ ہے کہ ایماندار ان
تینوں چیزوں سے کسی وقت خالی نہ ہو، پس مومن کو لائق ہے کہ ان تین چیز کا قصد
اپنے دل میں لازم کرے، اور ہمیشہ اُن کے قصد میں رہے، اور اپنے جی سے اُن
کے ساتھ بات چیت کرے، یعنی اپنے دل میں اُن کا ہمیشہ خیال رکھے، اور اپنے
اعضا سے ہر حال میں ان کو پکڑے رہے، اور ان پر کاربند ہو۔

در فتوح الغیب مقالہ اول ۱۲ مترجم

مقالہ دوم | فرمایا حضورؒ نے سنت کی پیروی کرو، اور بدعت نہ نکالو، اور
خدا و رسولؐ کا کہا مانو، اور ان کے حکم سے باہر نہ نکلو، اور خدا کو ایک جانو،
اس کے ساتھ شرک نہ کرو، اور خدا کو ہر عیب اور نقص سے پاک جانو، اور
اس پر کوئی تہمت نہ رکھو جو اُس کی درگاہِ بے پروا کے لائق نہیں، اور دین
اسلام کو سچ مانو، اور اس میں شک نہ کرو، اور مصیبتوں میں صبر کرو، بیصبری
نہ کرو، اور اپنی جگہ میں ثابت رہو بھاگو نہیں، اور خدا سے فضل مانگو، اور مانگنے
سے غمناک نہ ہو واسطے نہ حاصل ہونے مطلب کے، اور انتظار کرو اور امید رکھو
اور ناامید نہ ہو جاؤ، اور ایکدوسرے کے بھائی بنو، اور آپس میں دشمنی نہ رکھو،
اور بندگی پر اکٹھے رہو جدا جدا نہ ہو جاؤ، اور آپس میں محبت رکھو یعنی خدا کے
واسطے، اور ایکدوسرے کو نفسانیت کے واسطے دشمن نہ جانو، اور گناہوں
سے پاک رہو، اور ان سے میلے اور آلودہ نہ ہو جاؤ، اور اپنے رب کی بندگی
کے ساتھ زینت اور آراستگی حاصل کرو، اور اپنے مالک کے دروازے سے جد
نہ ہو، اور اس کی طرف توجہ کرنے سے منہ نہ پھیرو، اور توبہ کرنے میں دیر نہ کر

اور را

اور رات کے لحظوں اور ان کی طرفوں میں اپنے پیدا کرنے والے کے آگے عذر کرنے سے سستی نہ کرو، شائد تم پر رحم ہو اور تم نیک بخت ہو جاؤ، اور دوزخ کی آگ سے دور کئے جاؤ، اور بہشت کے اندر تم کو نعمت اور خوشی ملے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے جاؤ، اور جنت میں نعمتوں اور کنواری بیبیوں کی صحبت کے ساتھ مشغول رہو، اور ہمیشہ اسی حال پر رہو، اور عمدہ گھوڑوں پر سوار کئے جاؤ، اور ساتھ نہایت خوبصورت حوروں اور طرح طرح کی خوشبوؤں اور گانیوالی لونڈیوں کی آواز کے سمیت ان نعمتوں کے کہ مذکور ہوئیں خوشحال کئے جاؤ، اور ہمراہ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں کے بلند مرتبے پر اٹھالئے جاؤ۔ عہ

مقالہ سوم | فرمایا حضور رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک بوڑھے مرد نے خواب میں پوچھا کہ کون سی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ طرف نزدیک کرتی ہے؟ تو میں نے کہا اس کے واسطے ابتدا اور انتہا ہے، پس ابتدا اس کا پرہیزگاری ہے، اور انتہا اس کا رضا اور تسلیم اور توکل ہے۔ عہ

خطبات

آپ کے خطبے نہایت فصیح و بلیغ ہوا کرتے، آپ کے وعظ کی شان حکیمانہ اور جلال کا رنگ لیے ہوتی۔ آپ کا وعظ فتوحاتِ ربانی، الہاماتِ یزدانی، ارشاداتِ سبحانی کا بحرِ ذخار ہوتا تھا، آپ کا کلام رشتہ دُر یا سلکِ گوہر ہوتا تھا، جو مسلسل دریا کی طرح رواں چلا جاتا۔ آپ کے کلام میں ذرا سرعت تھی۔

آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ وعظ سے قبل خطبہ یوں شروع کیا کرتے، الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ اس کے بعد خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے الحمد للّٰہ رب العٰلمین، پھر خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے

عہ فتوح الغیب [illegible] عہ ایضاً [illegible]

الحمد للہ رب العلمین پھر خاموش ہو جاتے، پھر آگے خطبہ شروع فرماتے، ایک خطبہ بیان درج کیا جاتا ہے۔

خطبہ | الحمد للہ رب العلمین عدد خلقہٖ وزنۃ عرشہٖ ورضا نفسہٖ ومداد کلماتہٖ ومنتہیٰ علمہٖ وجمیع ماشاء وخلق وذرأ وبرأ عالم الغیب والشہادۃ الرحمٰن الرحیم الملک القدوس العزیز الحکیم واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لہ الملک وله الحمد یحیی ویمیت وھو حیّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیٔ قدیر ولا ندّ لہٗ ولا شریک لہٗ ولا وزیر ولا عون وظہیر لواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوًا احد لیس بجسم فیسمن ولا جوہر فیحس ولا عرض فیکون منتقصًا منا لک ولا وزیرلہٗ ولا مشارک جل ان یشبہ بما صنعہ او یضاف لما اخترعہٗ لیس کمثلہٖ شیٔ وھو السمیع البصیر واشہد ان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ورسولہٗ وحبیبہٗ وخلیلہٗ وصفیہٗ ونجیہٗ وخیرتہ من خلقہٖ ارسلہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون اللّٰھم ارض عن الرفیع العماد الطویل النجاد، المؤید بالتحقیق، المکنیٰ بالعتیق الخلیفۃ الشفیق، المستخرج من الھراصل عریق، الذی اسمہٗ باسمہٖ مقرون وجسمہٗ مع جسمہٖ مدفون، الامام ابی بکر الصدیق، رضی اللہ عنہ، وعن القصیر الامل، الکثیر العمل، الذی لاخامرۃ وجل، ولا عارضۃ زلل، ولا داخلۃ ملل، المؤید بالصواب، الملھم الفصل الخطاب، حنیفی المحراب، الذی وافق حکمہٗ نص الکتاب، الامام ابی حفص عمر ابن الخطاب، رضی اللہ عنہ، وعن مجھز جیش العسرۃ، وعاشر العشرۃ، من شید الایمان، ورتل القراٰن وشتت الفرسان، وضعضع الطغیان، مزین المحراب بامامتہٖ،

والقراٰن

والقرآن بتلاوتہ، افضل الشھداء، واکرم السعداء، المستحیی منہ ملئکۃ
الرحمٰن، ذی النورین ابی عمرو عثمان ابن عفان، رضی اللہ عنہ، وعن البطل
البھلول، وزوج البتول، وابن عم الرسول، وسیف اللہ المسلول، قالع
الباب، وھازم الاحزاب، امام الدین وعالمہ، وقاضی الشرع وحاکمہ
والمتصدق فی الصلوٰۃ بخاتمہ، مفدی رسول اللہ بنفسہ، ومظہر العجائب
الامام ابی الحسنین علی ابن ابیطالب، وعن السبطین الشھیدین الحسن و
الحسین، وعن العمین الشریفین الحمزۃ والعباس، وعن الانصار والمھاجرین
وعن التابعین لھم باحسان الی یوم الدین یا رب العٰلمین، اللھم اصلح الامام
والامۃ والراعی والرعیۃ والف بین قلوبھم فی الخیرات وارفع شر بعضھم
عن بعض اللھم وانت العالم بسرائرنا فاصلحھا، وانت العالم بعیوبنا فاسترھا
وانت العالم بحوائجنا فاقضھا، لاترانا حیث نھیتنا، ولا تفقدنا حیث امرتنا
واعزنا بالطاعۃ ولا تذلنا بالمعصیۃ، واشغلنا بک عمن سواک، واقطع عنا
کل قاطع یقطعنا عنک، والھمنا ذکرک وشکرک وحسن عبادتک لا الٰہ الا
اللہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
اللھم لا تحینا فی غفلۃ ولا تاخذنا علی غرۃ، ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او
اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ
لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین۔

مجلس وعظ | آپ کی ایک مجلس کا وعظ بغرض تبرک تحریر کیا جاتا ہے۔
آپ نے اتوار کے دن صبح کے وقت تیرہویں جمادی الآخر ۵۴۵ھ کو مسافرخانہ میں
ارشاد فرمایا۔

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے محب کو دیکھا، تو اس نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنے دل سے اللہ کو دیکھا، اور اپنے باطن سے اللہ پر داخل ہوا، ہمارا پاک پروردگار موجود مبصر ہے، حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ستروں ربکم کما ترون الشمس والقمر لاتضامون فی رؤیتہ یعنی عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے چاند اور سورج کو دیکھتے ہو، اس کے دیدار میں ایکدوسرے پر گرے نہ پڑو گے، دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو، اور قیامت کو سر کی آنکھوں سے دیکھو گے، لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر یعنی اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے، اس کی محبت والے اسی سے راضی ہیں دوسرے سے نہیں، ماسوی اللہ کو ترک کرکے صرف اللہ سے مدد چاہتے ہیں، فقر کی تلخی ان کے نزدیک شیرینی ہے، ان کے پاس دنیا میں فقر اور رضائے الٰہی اور نعمتِ خداوندی اور فقر میں غنا اور بیماریوں میں نعمت اور وحشت میں اُنس اور بُعد میں قرب اور مصیبت میں راحت ہے، صبر والو! رضا والو! اپنے نفسوں اور خواہشوں سے مٹنے والو! تمہارے لئے بشارت ہے۔

اے قوم! اللہ کے موافق بنو، اس کے افعال سے اپنے اور بیگانے میں راضی رہو، جو تم سے زیادہ عقل والا ہے اس پر اپنے علم اور عقل کو ظاہر نہ کرو، اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنی اللہ کو علم ہے اور تم کو علم نہیں ہے، اللہ کے سامنے اپنی عقلوں اور علموں سے افلاس کے قدموں پر کھڑے رہو، تاکہ علم الٰہی حاصل ہو، حیران بنو خود مختار نہ بنو، اس میں حیران ہو جاؤ تاکہ تمہیں اس کا علم آئے پہلا مرتبہ حیرت اور دوسرا مرتبہ علم ہے، پھر معلومات پر پہنچ جانا تیسرا مرتبہ ہے، پہلے ارادہ پھر مقصود پر وصول ہے، پہلے ارادہ پھر مراد پر حصول ہے، سنو! اور عمل کرو، بیں تعالیٰ رسول

رسیوں کے بٹنے میں لگ رہا ہوں، تمہاری رسیاں ڈھیلی بٹ رہا ہوں، اور شکستہ کو جوڑ لگاتا ہوں، مجھے اپنا فکر نہیں تمہارا فکر ہے، مجھے اپنا غم نہیں تمہارا غم ہے، میں پرندے کی طرح ہوں جہاں گرا اٹھالیا، تمہاری اصلاح میں لگ رہا ہوں، پھینکے ہوئے پتھرو! بے کارو! سستی والو! نفس کے قیدیو! خواہشوں کے ساتھ بندھے ہوؤ! اے اللہ مجھ پر اور ان پر رحم فرمائے۔

الہامات

آپ کو ذاتِ حق تعالیٰ کے ساتھ ایک وقتِ خاص حاصل تھا۔ اس وقت میں درمیان محب و محبوب کے کلمہ و کلام بطور الہام ہوا کرتا تھا، یہ الہامات کتاب ارشاد الطالبین میں مذکور ہیں، ان میں سے چند الہام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ہر ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا غوث الاعظم کہہ کر خطاب کیا ہے۔

الہام ۱۔ یا غوث الاعظم کل طور بین الناسوت والملکوت فھی شریعۃ وکل طور بین الملکوت والجبروت فھی طریقۃ وکل طور بین الجبروت واللاھوت فھی حقیقۃ۔

۲ - یا غوث الاعظم الانسان سری وانا سرہٗ لو عرف الانسان منزلتہٗ عندے لقال فی کل نفس من الانفاس انا الملک لاملک الیوم الا لی۔

۳ - یا غوث الاعظم ما اکل الانسان طعامًا وما شرب شرابًا وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلًا وما توجہ لشیٔ وما غاب عن شیٔ الا انا فیہ مسکنہ ومحرکہٗ۔

۴ - یا غوث الاعظم جسم الانسان وقلبہٗ ونفسہٗ وروحہ وسمعہٗ وبصرہٗ ولسانہٗ ویدہٗ ورجلہٗ کل ذالک اظہرت لہ بنفسی لنفسی لا ھو الا انا ولا انا غیرہٗ۔

تذکرہ ابراہیمی صفحہ ۱۲۲ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

۵ - یا غوث الاعظم المحبۃ حجاب بین المحب والمحبوب فاذا فنی المحب عن المحبۃ وصل بالمحبوب۔

۶ - یا غوث الاعظم من سألنی عن الرؤیۃ بعد العلم فھو محجوب بعلم الرؤیۃ ومن ظن ان الرؤیۃ غیر العلم فھو مغرور برؤیۃ الرب تعالیٰ

۷ - یا غوث الاعظم من رأنی استغنیٰ عن السوال فی کل حال ومن لم یر فلا ینفعہ السوال فھو محجوب بالمقال۔

۸ - یا غوث الاعظم لیس الفقیر عندی من لیس لہٗ شئ بل الفقیر الذی لہٗ امر فی کل شئ ان قال لشئ کن فیکون۔

۹ - یا غوث الاعظم جعلتُ فی النفس طریق الزاھدین وجعلت فی القلب طریق العارفین وجعلتُ فی الروح طریق الواقفین وجعلتُ نفسی محل الاسرار

۱۰ - یا غوث الاعظم ان لی عبادا سوی الانبیاء والمرسلین لا یطلع علیٰ احوالھم احد من اھل الدنیا ولا من اھل الاخرۃ ولا احد من اھل الجنۃ ولا احد من اھل النار ولا مالک ولا رضوان وما خلقتھم للجنۃ ولا للنار ولا للثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا للقصور ولا للغلمان فطوبیٰ لمن امن بھم یا غوث انت منھم ومن علاماتھم فی الدنیا ان اجسامھم محترقۃ من قلۃ الطعام ونفوسھم محترقۃ عن الشھوات وقلوبھم محترقۃ عن الخطرات وارواحھم محترقۃ عن الخطیات وھم اصحاب اللقاء المحترقین بنور اللقاء

۱۱ - یا غوث الاعظم اخرج عن الاجسام والنفوس ثم اخرج عن القلوب والارواح ثم اخرج عن الامر والحکم فصل الیّ۔

۱۲ - یا غوث

۱۲ - یاغوث الاعظم ان تدخل حرمی فلا تلتفت الی الملک والملکوت ولا الجبروت لان الملک شیطان العالم والملکوت شیطان العارف والجبروت شیطان الواقف فمن رضی بواحدٍ منها فھو عندی من المطرودین۔

۱۳ - یاغوث الاعظم المجاھدۃ بحر من بحر المشاھدۃ وحیتانہ الواقفون فمن اراد الدخول فی بحر المشاھدۃ فعلیہ باختیار المجاھدۃ لان المجاھدۃ بذر المشاھدۃ۔

۱۴ - یاغوث الاعظم ان احب العباد الی اللہ العبد الذی کان لہ الوالد والولد وقلبہٗ فارغ منھا فلو مات الولد فلیس لہٗ حزن بموت الولد ولو مات لہ الوالد فلیس لہ ھم بفوت الوالد فاذا بلغ العبد بھذہ المنزلۃ فھو عندی بلا ولد ولا والد ولم یکن لہ کفوًا احد۔

۱۵ - یاغوث الاعظم من لم یختر فناء الولد بمحبتی وفناء الوالد بمودتی لم یجد لذۃ الوحدانیۃ والفردانیۃ۔

۱۶ - یاغوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الیّ فی محلٍّ فاختر قلبًا حزینًا لی فارغًا عن سوائی۔

کلماتِ طیبات

آپ جب کوئی بڑا کلام فرماتے، تو اس کے بعد یہ بھی فرماتے، قسم ہے اللہ کی تم پر کہو آپ نے سچ کہا ہے، میں یقین سے بولتا ہوں جس میں کوئی شک نہیں، مجھ کو بلایا جاتا ہے تو بولتا ہوں، دیا جاتا ہے تو تقسیم کرتا ہوں، اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں، ذمہ اس کا ہے جس نے مجھ کو امر کیا اور دیت عاقلہ پر ہے، میرے کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سمِ قاتل ہے، اور تمہاری دنیا

اور عاقبت خراب ہوجانے کا سبب ہے ، میں بڑا شمشیر زن ہوں ، میں بڑا قتل کرنیوالا ہوں ویحذرکم اللہ نفسہ (آل عمران ع۳) یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے ، اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا جو تم کھاتے ہو ، اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو ، اور تم میرے سامنے مثل شیشوں کانچ کے ہو ، تمہارے اندر و باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں ، اور اگر حکمِ خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاعِ یوسف خود بتاتا جو اس میں ہے یعنی میرا بدن سوائے زبان کے رونگٹا رونگٹا اپنے بھید بتا دیتا لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے تاکہ عالم اس علم کا راز فاش نہ کرے ہے

آپ کا کلام معرفت وحقایق کا دریا ہوتا ، تصوّف وسلوک کے اصطلاحات و رموز کی تشریح ایسے اعلیٰ پایہ پر بیان فرماتے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں ۔

انابت ۔ فرمایا ۔ درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کرکے اعلیٰ مقامات میں ترقی کرنے ، مجالس میں حضرت القدس میں جاکر ٹھیرنے ، اور اس مشاہدہ کے بعد کل کو چھوڑ کر حق کی طرف رجوع کرنے کا نام انابت ہے ۔

بقا ۔ فرمایا ۔ بقا حاصل نہیں ہوتی مگر لقا سے ، جس کے ساتھ فنا و انقطاع نہ ہو ، اور یہ نہیں ہوتی مگر ایک لمحہ کیلئے ، بلکہ اس سے بھی کم ، اہلِ بقا کی یہ علامت ہے کہ اس کے وصولِ بقا میں کوئی شے فانی نہ رہے ، کیونکہ یہ آپس میں ضد ہیں ۔

تجرید ۔ فرمایا محبوب کو پاکر استقلال کے ساتھ مقام ستر کو غور و فکر سے خالی رکھنا ، اور تنزل میں اطمینان کے ساتھ مخلوق کو چھوڑ کر نہایت خلوص سے حق کی طرف رجوع کرنا تجرید ہے ۔

تصوّف۔ فرمایا۔ قالب کی تمام کدورتوں سے قلب کو صاف کرنے کا نام تصوّف ہے اور یہ آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔ سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ رضائے حضرت اسحاق علیہ السلام۔ صبر حضرت ایّوب علیہ السلام۔ اشارت حضرت زکریا علیہ السلام۔ تجرّد و تضرع حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ صوف حضرت موسےٰ علیہ السلام۔ سیاحت حضرت عیسےٰ علیہ السلام فقر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تعزّز۔ فرمایا۔ تعزز یہ ہے کہ عزّت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل کی جائے، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہی صرف کی جائے، اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے، اور ارادت الی اللہ بڑھتی ہے۔

تفرقہ۔ فرمایا۔ جو قول و فعل غیر ذات باریتعالیٰ سے متعلق ہو اس کو تفرقہ کہتے ہیں۔

تکبّر۔ فرمایا۔ تکبّر یہ ہے کہ عزّت اپنے نفس کے لئے حاصل کی جائے، اور اپنی خواہشات میں صرف کی جائے، کبر دو قسم ہے، ایک طبعی، دوسرا کسبی، کبر طبعی کبر کسبی سے کم درجہ کا ہوتا ہے۔

تلوین۔ فرمایا۔ تلوین قلب کی حالت بدلتے رہنے کو کہتے ہیں، جب قلب پردوں کے باہر ہو کر صفات کی طرف جاتا ہے تو چونکہ صفات گوناگون ہیں۔ اس لئے قلب کی حالت بھی دیگر گون ہوتی رہتی ہے، اس لئے اہل قلوب کبھی بیقرار و مضطرب ہوتے ہیں، کبھی ان پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے، کبھی ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوتے ہیں اور کبھی وہ خوش اور شادمان ہوتے ہیں۔

تمکین۔ فرمایا۔ تمکین سے مراد تجلّےٰ صفات سے گذر کر تجلّےٰ ذات کے مشاہدہ تک پہنچنا ہے، اس میں حالت نہیں بدلتی، کیونکہ صفات کی طرح ذات میں تغیّر نہیں ہوتا۔

تواجد۔ فرمایا۔ ذکر و شغل و تفکر و مراقبہ کے ذریعہ سے وجد حاصل کرنا تواجد ہے۔

توبہ۔ فرمایا۔ توبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم عنایت و توجہ اپنے بندہ پر مبذول فرماکر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے، اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کرے، اور اسے اپنی طرف کھینچ لے۔ اس وقت بندہ کا دل اپنے مولا کی طرف کھچ جاتا ہے، اور روح، قلب، عقل اس کے تابع ہوجاتی ہیں، پھر وجود میں امرِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا، یہی صحت توبہ کی دلیل ہے۔

توحید۔ فرمایا۔ دل و جان سے صرف خدا کا ہوجانا اور ماسوی اللہ سے قطع کرنا توحید ہے۔

توکل۔ فرمایا۔ اغیار کو چھوڑ کر صرف خدائے عزوجل سے لو لگانا اور اسباب ظاہری کو بھول جانا، اور اکیلے اسی کی ذات پر بھروسا کرکے اس کے غیر سے بے پروا ہوجانا توکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متوکل مقامِ فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے، اور توکل کی حقیقت بعینہ اخلاص کی حقیقت ہے۔ اور حقیقتِ اخلاص یہ ہے کہ اعمال سے معاوضہ کا خیال بالکل نہ ہو، یہ وہ توکل ہے جس میں اپنی قوت سے نکل کر خاص ربُّ الارباب کی قوت میں آجاتا ہے۔

جمع۔ فرمایا۔ جس قول و فعل کا تعلق ذاتِ باریتعالیٰ سے ہو وہ جمع ہے۔

حجاب۔ فرمایا۔ حجاب ان کونیہ صورتوں کے دل میں واقع ہوجانے کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کے قرب کو روکنے والی ہیں۔

حق الیقین۔ فرمایا۔ مشاہدہ جمالِ حقیقی میں جب کوئی شے حائل نہ ہو یہاں تک کہ آدمی کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہ ہو، تو اس کو وصال اور حق الیقین کہتے ہیں۔

حقیقت۔ فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے متضاد اس کے منافی نہیں ہوتے۔ اور نہ اس کے مقابلہ میں باقی رہ سکتے ہیں، بلکہ اس کے اشارات سے باطل و فنا ہوجاتے ہیں۔

حیا۔ فرمایا۔ حیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا کہ وُہ

اہل نہ ہو

اہل نہ ہو، چاہیئے کہ تمام گناہوں کو صرف حیا کی وجہ سے چھوڑے نہ کہ خوف کی وجہ سے، اس کی طاعت وعبادت کرتا رہے اور جانتے رہے کہ خدا تعالے اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اس لئے اس سے شرماتا رہے۔

فرمایا۔ قلب اور ہیبت کے درمیان سے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتا ہے۔

خوف۔ فرمایا۔ خوف کے کئی اقسام ہیں، گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے، عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب نہ ملنے یا کم ملنے کے سبب سے ہوتا ہے، عاشقوں کا خوف لقائے آلہی کے نہ میسر ہونے کے خیال سے ہوتا ہے عارفوں کا خوف عظمت وہیبت آلہی کے سبب سے ہوتا ہے، اور یہی اعلے درجہ کا خوف ہے، کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے، دوسرے تمام خوف رحمت آلہی کے مقابلہ میں ساکن ہوجاتے ہیں۔

دعا۔ فرمایا۔ دعا کے تین درجے ہیں، اول تعریض، دوم تصریح، سوم اشارہ، تعریض سے مراد دعا بہ کنایہ کرنا۔ اور امر ظاہر کو ذکر کرکے امر مخفی طلب کرنا ہے، تصریح یہ ہے کہ اس کا تلفظ ہو، اور اشارہ وہ ہے جو قول میں مخفی ہو۔

دنیا۔ فرمایا۔ جو شے انسان کو خدا سے باز رکھے وہ دنیا ہے۔

ذکر۔ فرمایا۔ اعلیٰ درجہ ذکر یہ ہے کہ اشارات آلہیہ سے دل متاثر ہو، یہی ذکر دائمی ہے، جیسے نسیان کچھ نقصان نہیں پہنچاتا، اور نہ غفلت اس میں کچھ کدورت پیدا کرسکتی ہے، اس صورت میں سکون، نفس، خطرہ سب ذاکر ہوجاتے ہیں۔

ذوق، شرب، ری۔ فرمایا۔ ذوق سے مراد ایمان، شرب سے مراد علم، اور ری سے مراد حال ہے، ایمان لانے سے انسان صرف معرفت کا مزہ

چکھتا ہے ، علم حاصل ہونے سے معرفت کا ایک حصہ ملتا ہے ، اور حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہوتی ہے ۔

رجاء ۔ فرمایا ۔ رجا یہ ہے کہ بلا کسی امید نفع یا ضرر کے حق تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو ، اور رجا کیلئے خوف کا ہونا لازم ہے ، کیونکہ امید کی حالت میں خوف محرومی کا ضرور ہوتا ہے ، مگر وہ صفاتِ الٰہیہ پر نظر رکھ کر حق تعالےٰ سے حسن ظن رکھے ، اور پھر محض اس کی عظمت وجلال کی وجہ سے ڈرے ، اور اپنی ہمتوں کو عنایات و توجہات الٰہیہ پر چھوڑ کر دل کو بلا کسی طمع وغرض کے اس کی طرف متوجہ کرے ، رجا بلا خوف کے امن ، اور خوف بلا رجا کے قنوط ہے ، اور یہ دونو مذموم ہیں ۔

رضاء ۔ فرمایا ۔ محبت الٰہی میں اپنے کو ڈال دینا ، اور علم الٰہی کو کافی ووافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا ، یہی رضائے الٰہی ہے ۔

رؤیا ۔ فرمایا ۔ خواب میں جو کچھ دکھائی دے وہ رؤیا ہے ۔

زُہد ۔ فرمایا ۔ فانی چیزوں سے دل کا سرد ہوجانا زہد ہے ۔

سُکر ۔ فرمایا ۔ ذکر محبوب سے دل میں جوش پیدا ہوجانے کا نام سکر ہے ۔

شُکر ۔ فرمایا ۔ حقیقت شکر کی یہ ہے کہ تونہائت عاجزی وانکساری سے نعمت کا اعتراف کرے ، اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھ کر منت واحسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت وحرمت باقی رکھے ، شکر کے کئی اقسام ہیں ، شکر لسانی ، وہ یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے ، شکر بالارکان ، وہ یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے ، شکر بالقلب ، وہ یہ ہے کہ بساطِ شہود پر معتکف ہو کر حرمت وعزت کا نگہبان رہے ، پھر اس مشاہدہ کے بعد نعمت دیکھ کر دیدار منعم کی طرف ترقی

طرف ترقی کرے، شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے، اور شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر بجالاوے، حامد وہ ہے کہ منع کو عطا، اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے، اور دونو صفتوں کو برابر جانے، محمد یہ ہے کہ بساطِ تقرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصاف جمالی وجلالی کا مشاہدہ کرکے اس کا اعتراف کرے۔

شوق۔ فرمایا۔ بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے، اور بدون بقا کے کسی طرح تسکین نہیں پاتا، اور بقا کے اوپر اس کی اور بھی ترقی رہتی ہے، وہ اسباب موافقتِ روح، یا متابعت ہمت، یا حفظ نفس سے بالکل پاک رہتا ہے، اس وقت مشاہدہ دائمی حاصل ہوتا ہے، اور مشاہدہ سے مشاہدہ کا شوق بڑھتا ہے۔

شہود۔ فرمایا۔ جب مراقبہ کے ذریعہ سے بندہ خدا کے حضور میں حاضر رہتا ہے تو اس کو ایک قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اس کو شہود کہتے ہیں۔

صبر۔ فرمایا۔ صبر یہ ہے کہ تو مصیبت و بلا میں استقلال سے رہے، اور آدابِ شریعت کو کسی وقت ہاتھ سے نہ دے، بلکہ نہایت خوشدلی و خندہ پیشانی سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر قائم رہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں، صبر للہ یہ ہے کہ اوامر الٰہی کو بجالاوے، اور اس کی نواہی سے دور رہے، اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی و ثابت رہے، ذرا بھی چون وچرا نہ کرے، اور فقر سے نہ گھبرائے، اور بغیر کسی ترشروئی کے اظہار غنا کرتا رہے، اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدۂ الٰہی کو مدنظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے، یہ صبر بہت مشکل ہے۔

صدق۔ فرمایا۔ صدق یہ ہے کہ تو اپنے اقوال وافعال میں رویت الٰہی کو مدنظر رکھکر ان کو وقوع میں لائے، اور احوال میں ہر ایک حال کو خواطرِ الٰہیہ سے گذارے۔

صوفی۔ فرمایا۔ صوفی وہ ہے جو اپنے مقاصد کی ناکامی کو خدائے عزوجل کا مقصد جانے، دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ خادم بنے، اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں فائز المرام ہو جائے۔ تو ایسے شخص پر خدا کی سلامتی نازل ہوتی ہے۔

علم الیقین۔ فرمایا۔ علم الیقین اُس یقین کو کہتے ہیں جو غور و فکر و استدلال سے حاصل ہو۔

عین الیقین۔ فرمایا۔ جو یقین بذریعہ کشف و بخشش و عطا کے حاصل ہو وہ عین الیقین ہے۔

غیبت۔ فرمایا۔ جب بندہ مراقبہ و مشاہدہ کی حالت سے باہر نکل جاتا ہے تو اس حالت کو غیبت کہتے ہیں۔

فنا۔ فرمایا فنا یہ ہے کہ ولی کا سِرّ ادنے تجلّے سے حق کا مشاہدہ کرے اور تمام اکوان کو حقیر جان کر اس کے اشارہ سے فنا ہو جائے۔ یہی فنا عین بقا ہے۔ کیونکہ اشارۂ حق اسے فنا کرتا ہے، اور اس کی تجلّے بقا کی طرف لے آتی ہے، اور وہ فنا ہو کر باقی رہتا ہے، مخلوقات سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ اُن سے تیرا تعلق منقطع ہو جائے، اور ان کے نفع سے نا امید اور ان کے ضرر سے بےخوف ہو اور اپنی ہستی اور اپنے نفس و خواہش سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہر پر مطلق نظر نہ رہے، اور اپنے سبب سے کچھ نہ کرے، اور نہ اپنے لئے اپنا کچھ بھروسا سمجھے، بلکہ اپنے تمام امور اسی کے حوالے کر دے، جس نے اوّلاً اس میں تصرّف کیا وہی اب بھی تصرّف کرے گا، اور اپنے ارادہ سے فنا ہونے کی یہ علامت ہے کہ مشیّت ایزدی کے سامنے تیرا ارادہ کچھ بھی [illegible] بلکہ اسی کا فعل تیرے اندر جاری رہے، اور تیرے اعضا اس کے فعل سے خاموش اور دل مطمئن و خوش رہے، ایک ذرہ بھی منقبض نہ ہو، اور باطن معمور اور تمام چیزوں سے مستغنی رہے، اور تو خود قدرتِ الٰہی کے ہاتھ میں ہو جائے، یہاں تک کہ تیرے [illegible]

کہ تیرے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو اس وقت تجھے بقا حاصل ہو گی، کیونکہ فنا حد ہے اور تو حقیقی زندگی کو پہنچے گا، اور وہ غنا حاصل ہو گی جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا جس کے بعد رکاوٹ نہیں، اور وہ امن جس کے بعد خوف نہیں، اور وہ سعادت جس کے بعد شقاوت نہیں، اور وہ عزت جس کے بعد ذلت نہیں، اور وہ قرب جس کے بعد بُعد نہیں، اور وہ عظمت جس کے بعد حقارت نہیں، اور وہ طہارت جس کے بعد نجاست نہیں۔

محاضرہ۔ فرمایا۔ ارباب تلوین کی حضوری کو محاضرہ کہتے ہیں۔

محبت:۔ فرمایا۔ محبت دل کی اُس تشویش کا نام ہے جو فراق محبوب سے حاصل ہوتی ہے، اس وقت دنیا انگوٹھے کے حلقہ یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

فرمایا۔ محبت محبوب سے خلوص نیّتی کا نام ہے۔

فرمایا۔ محبت سوائے محبوب کے سب سے آنکھ بند کر لینے کا نام ہے۔

فرمایا۔ محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اترتا، مدہوش محبت ایسے ہوتے ہیں جن کو سوائے مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا، اور ایسے مریض ہوتے ہیں کہ بغیر دیدار محبوب کے کبھی صحت نہیں پاتے، ان کو غیر محبوب سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے، اور سوائے محبوب کے کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔

محو و اثبات۔ فرمایا۔ خودی کو مٹانا اور خدا کو قائم رکھنا یہی خلاصہ محو و اثبات ہے۔

مراقبہ۔ فرمایا۔ سب طرف سے کنارہ کش ہو کر خالق میں محو ہونے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مسامرہ۔ فرمایا۔ مشاہدہ جمال میں جو پُر لطف باتیں ہوتی ہیں ان کو مسامرہ کہتے ہیں۔

مشاہدہ۔ فرمایا۔ مشاہدہ یہ ہے کہ تو دل کی آنکھ سے دو نو جہان کو نہ دیکھے،

اور معرفت کی آنکھ سے صرف حق تعالےٰ کو دیکھے، اور جو کچھ اس نے غیب کی
خبریں دی ہیں دل سے ان کا یقین جانے۔
فرمایا۔ اہل تمکین کی حاضری کو مشاہدہ کہتے ہیں۔
معرفت۔ فرمایا۔ معرفت یہ ہے کہ مشیئات آلٰہی میں سے ہر ایک کے اشارت
جو وہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات اور شواہد حق پر
مطلع ہو، اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے، اور اس میں
ہیبت ربوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے دیکھے۔
مکاشفہ۔ فرمایا۔ تلوین و تمکین کے درمیان کی حضوری کو مکاشفہ کہتے ہیں۔
وجد۔ فرمایا۔ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت اور نفس لذت طرب میں مشغو
ہو جاوے، اور باطن سب سے فارغ ہو کر صرف حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اور وہ
شراب محبت آلٰہی ہے جو حق تعالیٰ اپنے بندہ کو پلاتا ہے، جس سے وجود بندہ
سبک ہو جاتا ہے، اور اس کا دل محبت کے بازوؤں پر پرواز کر کے حضرت قدس
میں پہنچ کر دریائے ہیبت آلٰہی میں گر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ واجد گر جاتا ہے
اور غشی اس پر طاری ہو جاتی ہے۔
فرمایا۔ بندہ کے کسی عمل مثلاً تلاوت وغیرہ سے اس کے قلب پر مسرت دینے
یا رنج و ملال کی کیفیت کا طاری ہونا، جس سے بندہ کی حالت متغیر ہو جاتی ہے
اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔
وَرع۔ فرمایا۔ وَرع اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ تمام اشیائے
رُکا رہے، شریعت جس کی اجازت دے اُسے اختیار کرے، اور باقی سب
چھوڑ دے، وَرع کے تین درجے ہیں، اول ورع عوام، وہ یہ ہے کہ حرا
اور ش

اور شبہ کی چیزوں سے دور رہے، دوم ورع خواص، وہ یہ ہے کہ نفس اور خواہش کی کل چیزوں سے دور رہے، سوم ورع خواص الخواص، وہ یہ ہے کہ بندہ ہر ایک چیز سے جس کا ارادہ کر سکتا ہے دور رہے، اور ورع کی اور بھی دو قسمیں ہیں، ورع ظاہر، وہ یہ ہے کہ بجز امر الٰہی کے حرکت نہ کرے، ورع باطن، وہ یہ ہے کہ دل پر سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی کا گذر نہ ہو۔ جو شخص ورع کی باریکیوں کو مدنظر نہیں رکھتا، وہ اس کے مراتب اعلیٰ تک نہیں پہنچ سکتا، ورع زبان و امارت و ریاست کے ساتھ بہت مشکل ہے، اور زہد ورع کی پہلی سیڑھی ہے، جیسے کہ قناعت رضا کی، ورع کے قوانین کھانے، پینے اور بیٹھنے کی چیزوں میں بھی ہیں، متقی کا کھانا مطلق کے کھانے کے برخلاف ہوتا ہے، نہ شریعت کو اس پر گرفت ہوتی ہے، اور نہ کسی کو اس میں نزاع ہوتی ہے۔ ولی کا کھانا وہ ہے جس میں اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا محض فضل الٰہی سے اس کو کھانا ملتا ہے، حلال مطلق یہ ہے کہ اس میں کسی طرح معصیت الٰہی متصور نہ ہو، اور نہ اس کی وجہ سے کسی وقت خدا کو بھولے، لباس تین طرح پر ہیں لباس انبیاء، لباس اولیاء، لباس ابدال۔ لباس انبیاء حلال مطلق ہے۔ خواہ روئی یا سن یا کسی چیز کا ہو۔ لباس اولیا یہ ہے جس سے ستر پوشی ہو سکے، اور ضرورت پوری ہو جائے، اور شریعت اس کا حکم دے، اور لباس ابدال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو کچھ انہیں عطا فرمائے پہنتے ہیں، خواہ کم قیمت ہو یا بیش قیمت، خود ان کو نہ اعلیٰ کی خواہش ہے نہ ادنیٰ سے نفرت۔ اور ورع کامل نہیں ہوتا تا وقتیکہ یہ دس صفتیں اپنے نفس پر لازم نہ کر لی جائیں، اول زبان قابو میں رکھنا، دوم غیبت سے بچنا، سوم کسی کو حقیر نہ جاننا، چہارم محارم پر نظر نہ ڈالنا، پنجم راستی و راستبازی کو اختیار کرنا، ششم انعامات و احسانات الٰہی کا اقرار

کرنا تاکہ نفس عجب وغرور میں مبتلا نہ ہو، ہفتم مال و متاع کا راہِ خدا میں صرف کرنا
نہ اپنے نفس و خواہش میں، ہشتم اپنے نفس کے لئے بہتری و بھلائی نہ چاہنا، اور کبر
وغرور سے بچنا، نہم نمازِ پنجگانہ کی محافظت کرنا، دہم سنتِ نبوی و اجماعِ مسلمین پر قائم [illegible]

وصل۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ کے شہود میں پہنچکر اپنے وجود کو فراموش کر دینے کا نام وصل ہے۔

وفا۔ فرمایا۔ وفا یہ ہے کہ تو حقوقِ الٰہی کی پوری رعایت کرے، اور قولاً
و فعلاً اس کی حدود کی محافظت کرے، اور ظاہراً و باطناً اس کی رضامندی کا پابند [illegible]

ہمت۔ فرمایا۔ نفس کو حبِ دنیا اور روح کو تعلقِ عقبیٰ سے دور رکھنا اور ارادۂ
عقبیٰ کو ارادۂ مولیٰ سے تبدیل کرنا، اور سر کو اشارۂ کون سے خالی کرنا ہمت ہے۔

معترفینِ کمال

آپ کی تعریف میں ہر زمانہ کے اولیاء رطب اللسان ہیں، اور آپ کی تعریف کا احصا
کرنا طاقتِ تحریر سے بعید بلکہ ابعد ہے، یہاں صرف چند معاصرین اولیاء کے معروضات
جو حضور کی صفت میں وارد ہوئے ہیں لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ شیخ ابو یعزیٰ مغربی رحمہ نے فرمایا ہے کہ فی الحقیقت عرب و عجم میں
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی ولی، کوئی بزرگ، اور
کوئی شیخ نہیں ہے۔

۲۔ شیخ ابو القاسم عمرو بن مسعود رحمہ ایک بار شیخ عدی بن مسافر اموی [illegible]
کی زیارت کو گئے، تو وہ دیکھ کر فرمانے لگے اے عمرو! تو سمندر کو چھوڑ کر نہر کے
پاس آیا ہے، حضرت شیخ عبد القادر رحمہ تو اس وقت تمام محبین کی سواریوں کے
قائد ہیں، اولیاء کی عنان ان کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ شیخ ابو [illegible]

[illegible]

٣۔ شیخ ابو سعید قیلوی رح نے وفات کے وقت اپنے صاحبزادہ شیخ ابو الخیر سعید رح کو وصیت فرمائی کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی تعظیم وتکریم کرتے رہنا، ان کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، وہ سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے محبوب ومقرب ہیں [۳]

٤۔ شیخ مطر الباذرانی رح نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ تم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کا اتباع کرنا، عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب سوائے ان کے کسی کا اتباع نہ کیا جائے گا [۴]

٥۔ شیخ ماجد الکُردی رح فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ محی الدین رح اہالیانِ ارض کے امام وپیشوا ہیں، اولیا کی گردنیں اُن کے آگے خم ہیں، انہیں کے نور سے اہلِ دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں [۵]

٦۔ شیخ جاگیر کُردی رح فرمایا کرتے کہ میں نے تاج العارفین ابوالوفا رح کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی بزرگ نہیں دیکھا فی الحقیقت ان کا طریقہ دوسرے طریقوں سے اعلےٰ ہے، اولیاء اللہ اسی سمندر کی نہریں ہیں [۶]

٧۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رح بارہا فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح اس زمانہ کے امام اور سردار ہیں، آپ طریقت میں سب اولیاء اللہ پر سبقت لے گئے ہیں [۷]

٨۔ شیخ سُوید سنجاری رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح سب کے شیخ، سردار، امام، پیشوا ہیں، اور وہ حضرت قدس کے اہل کے صدر ہیں [۸]

٩۔ شیخ حیات بن قیس حَرانی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح

سے نزہۃ الخاطر ص۲۲ سے ایضاً ص۲۲۲ سے ایضاً ص۲۲۲ سے ایضاً ص۲۲۲ سے ایضاً ص۲۲۱ سے ایضاً ص۲۲۲ ایضاً

اِس زمانہ کے سلطان العارفین ہیں، اور اللہ تعالیٰ اِس وقت اُنہیں کی وجہ سے تھنوں میں دودھ دیتا، اور بارش اتارتا، اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے، اور وہ اِس وقت اولیا و مقربین کے سردار ہیں عہ

۱۰ - شیخ ارسلان دمشقی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح تیغ حضوری کے صدر اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں، سالکین کے سردار، اور عارفین کے امام ہیں، ان کے آگے سب اولیا کی گردنیں خم ہیں عہ

۱۱ - شیخ شہاب الدین عمر سُہروردی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رح پیشوائے سالکین، حجۃ العارفین، امام الصدیقین، اور صدر المقربین ہیں سہ

۱۲ - شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی رح فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح اصفیا، اتقیا، بُدلا، نُجبا، اوتاد، اقطاب کے امام و پیشوا و معلم ہیں، آپ شرافت، عظمت، بزرگی، علم، تقوے، طہارت، پاکدامنی، عفت، احسان، عصمت، عفاف، کرم، جود، سخاوت، حلم، عمل میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں عہ

۱۳ - شیخ ابو النجیب عبد القاہر سُہروردی رح فرمایا کرتے کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کا ادب کیوں نہ کروں جبکہ تمام اولیا اللہ اپنی گردنیں اُن کے آگے خم کئے ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اُن کو مالک بنا دیا ہے، عالم موجودات میں وہ اِس وقت فرد یگانہ ہیں ھہ

۱۴ - شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی اغرب رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر رح ہمارے سردار اور ہمارے شیخ ہیں، سید المحققین، امام الصدیقین، حجۃ العارفین، پیشوائے سالکین ہیں۔ آسمان بھی ایک سورج رکھتا ہے لیکن اِس وقت زمین کے سورج آپ ہیں ے

۱۵ - شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبی رح فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ عبد القادر

عہ بحوالہ تحفۂ غوث اعظم صفحہ ۲۲۳ عہ ایضاً صفحہ ۲۲۳ سہ ایضاً صفحہ ۲۲۶ عہ ایضاً صفحہ ۲۲۶ ھہ ایضاً صفحہ ۲۲۷ ے ایضاً صفحہ ۲۲۸ مرتب۔

جیلانی رح

جیلانی رح نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین کے مجدد ہیں؎

۱۶ - شیخ تضیب البان موصلی رح فرمایا کرتے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح مقربین کے صدر، سالکین کے پیشوا، صدیقین کے امام، عارفین کے سردار اور دنیائے شریعت و طریقت کے منور آفتاب ہیں؎

۱۷ - شیخ مکارم بن ادریس النہر خالصی رح فرمایا کرتے کہ میری آنکھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے پایہ اور مرتبہ کا کوئی شخص دنیا میں نہیں دیکھا؎

۱۸ - شیخ خلیفہ بن موسے النہر ملکی رح فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح اولیا، اقطاب، ابدال، انجاب، اصفیا، اتقیا کے حاکم ہیں؎

اقوال اکابر مصنفین

۱ - کتاب تاریخ الاسلام میں ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ جنگا دوست الجیلی الزاہد رح صاحب کرامات ومقامات تھے، فقہا و فقرا کے شیخ و امام و قطب وقت اور شیخ المشائخ تھے۔ علم و عمل میں کامل تھے، آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں۔ زمانہ نے آپ جیسا پھر نہیں پیدا کیا۔

۲ - کتاب سیرۃ النبلا میں ہے کہ شیخ الامام العالم الزاہد العارف شیخ الاسلام علم الاولیا تاج الاصفیا محی الدین شیخ عبدالقادر بن صالح الجیلی الحنبلی رح شیخ بغداد تھے۔ بدعت کو مٹاتے اور سنت کو جاری کرتے تھے۔ آپ حسیب ونسیب و نجیب الطرفین تھے۔ اپنے جدامجد سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے۔

۳ - کتاب العبر میں ہے کہ شیخ عبدالقادر بن ابی صالح عبداللہ بن جنگی دوست

؎ زبدۃ الآثار ؎ ایضاً ؎ ایضاً ؎ ایضاً ؎ زبدۃ الآثار

الجیلی شیخ بغداد الزاہد رح شیخ وقت قدوۃ العارفین صاحب مقامات وکرامات تھے، اور مذہب حنبلی کے ایک بہت بڑے مدرس تھے، وعظ گوئی اور معانی الفہیم بیان کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔

۴۔ کتاب الانساب میں ہے کہ ابو محمد شیخ عبد القادر رح جیلان سے تھے، اور حنابلہ کے امام، اور ان کے شیخ وقت وفقیہ وصالح اور نہایت ہی رقیق القلب تھے، ہمیشہ ذکر وفکر میں رہا کرتے تھے۔

۵۔ کتاب طبقات ابن رجب میں ہے کہ شیخ عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنکی دوست بن ابی عبد اللہ الجیلی ثم البغدادی الزاہد رح شیخ وقت وعلامۂ زمان قدوۃ العارفین سلطان المشائخ سردار اہل طریقہ تھے، آپ کو خلق اللہ میں قبول عام حاصل ہوا، اہل سنت نے آپ کی ذات بابرکات سے تقویت پائی، اور اہل بدعت ومتبعان خواہش نے ذلت اٹھائی۔ آپ کے اقوال وافعال، آپ کے مکاشفات اور آپ کی کرامات کی لوگوں میں شہرت ہوگئی، دور وقریب کے بلاد وامصار سے آپ کے پاس فتوے آنے لگے، خلفاء، وزراء، امراء، غرباء، سب کے دل میں آپ کی عظمت وہیبت بیٹھ گئی۔

۶۔ کتاب المشیخۃ البغدادیہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح بغداد میں حنابلہ وشافعیہ کے فقیہ، اور ان دونو مذہب والوں کے شیخ تھے۔ آپ کو فقہا وفقرا خاص وعام غرض سب کے نزدیک قبولیت عامہ حاصل تھی، خاص وعام آپ سے مستفید ہوا کرتے تھے، آپ مستجاب الدعوات اور نہایت رقیق القلب علم دوست خلیق اور سخی تھے، آپ کا پسینہ خوشبو دار تھا، ہمیشہ آپ ذکر وفکر میں مشغول رہتے، عبادت کی محنت ومشقت برداشت کرنے میں آپ نہایت مستقل مزاج اور راسخ القدم تھے۔

ازواجِ مطہرات

حضور غوثیہ رح سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت! آپ نے نکاح کیوں کیا؟ فرمایا کہ بیشک میں نکاح نہیں کرتا تھا، لیکن حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم نکاح کرو۔

آپ کی چار اہلیہ محترمہ تھیں، جو چاروں کبار نسار عارفات اہلِ کرامات سے تھیں جن کے اسمارِ گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت مدنیہ بنت میر محمد رح

ان کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے، سید سیف الدین رح، سید شرف الدین رح، سید عیسٰے رح، سید عبد الرزاق رح

(۲) حضرت صادقہ بنت محمد شفیع رح

ان کے بطن سے چھ صاحبزادے پیدا ہوئے۔ سید عبد العزیز رح، سید عبد الوہاب رح، سید سراج الدین رح، سید عبد الجبار رح، سید شمس الدین رح، سید تاج الدین رح۔

(۳) حضرت مومنہ رح

ان کے بطن سے سات صاحبزادے پیدا ہوئے، سید عبد اللہ رح، سید ابراہیم رح، سید ابو الفضل رح، سید محمد زاہد رح، سید ابو بکر زکریا رح، سید عبد الرحمٰن رح، سید محمد رح

(۴) حضرت محبوبہ رح

ان کے بطن سے دس صاحبزادے پیدا ہوئے، سید یحییٰ رح، سید ضیاء الدین رح، سید یوسف رح، سید عبد الخالق رح، سید سیف الرحمٰن رح، سید محمد صالح رح، سید حبیب اللہ رح، سید منصور رح، سید عبد الجبار رح، سید ابو نصر موسٰے رح

یہ سب ستائیس صاحبزادے ہوئے ۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ عبدالرزاق رح سے سنا وہ فرماتے تھے ، کہ میرے والد ماجد رح کی کل اولاد کی تعداد اُنچاس تھی ، جن میں ستائیس ذکور تھے ، اور باقی اناث ۔

آپ کی صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں (۱) بی بی عافیہ رح (۲) بی بی یٰسین رح (۳) بی بی حلیمہ رح (۴) بی بی تاج رح (۵) بی بی زاہدہ رح (۶) بی بی ذاکرہ رح (۷) بی بی ام الفضل رح (۸) بی بی شریفہ رح (۹) بی بی عابدہ رح (۱۰) بی بی خدیجہ (۱۱) بی بی رجی رح (۱۲) بی بی ام الفتح رح (۱۳) بی بی زہرا رح (۱۴) بی بی جمال رح (۱۵) بی بی خیر النسا رح (۱۶) بی بی حاتم رح (۱۷) بی بی شاہ رح (۱۸) بی بی فاکرہ رح (۱۹) بی بی فاطمہ رح (۲۰) بی بی ام سلمہ رح (۲۱) بی بی فضل النساء رح (۲۲) بی بی تاج النساء رح

مترجم غنیۃ الطالبین نے آغاز کتاب میں حضرت غوث الاعظم رح کے مختصر حالات درج کئے ہیں ، یہ ازواج و اولاد کے اسماء وہیں ضمناً لکھے ہیں ، مؤلف کتاب ہٰذا فقیر شرافت عفا اللہ عنہ نے اُسی سے نقل کئے ہیں ، لیکن فقیر کے نزدیک یہ روایت چنداں قابل وثوق نہیں کیونکہ غیر مشہور رہے ، اور مشہور وہی دس صاحبزادے ہیں جو آگے ذکر کئے جاویں گے ، ہاں یہ ممکن ہے کہ اُن دس صاحبزادوں کے سوا باقی اولاد بچپن میں فوت ہو گئی ہو ، اس لئے ان کا کوئی تذکرہ کتابوں میں موجود نہ ہو ، اور فی الواقعہ وہ پیدا ہوئے ہوں ، اور صغر سنی میں انتقال فرمایا ہو ۔ واللہ اعلم ۔

اَولادِ کرام

کتاب بہجۃ الاسرار میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح سے منقول ہے کہ حضرت غوث الاعظم رح کے دس فرزند ارجمند تھے ۔

۱ ۔ حضرت شیخ سید ابو عبد اللہ سیف الدین عبد الوہاب رح

یہ سب سے بڑے صاحبزادے حضور کے اور سجادہ نشین تھے ، اِن کا مفصل ذکر آگے آئے گا ، انشاء اللہ تعالےٰ ۔

۲ ۔ حضرت سید ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ رح

اپنے والد بزرگوار اور سعید بن البنا رح سے حدیث سنی[۱] ظاہری و باطنی علوم کے جامع ، اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے ، ستائیسویں صفر ۵۸۷ھ میں انتقال کیا ، اور بغداد میں مدفون ہوئے ۔[۲]

ان کے دو بیٹے ابو محمد عبد الرحمٰن رح اور ابو محمد عبد القادر رح بھی عالم کامل تھے ۔[۳]

۳ ۔ حضرت سید ابو اسحاق ابراہیم رح

۵۲۷ھ میں متولد ہوئے ، اپنے والد بزرگوار و دیگر شیوخ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا ،[۴] صاحب اذواق و مواجید اور اہل ستر و ولولہ تھے ، رات کا وقت توبہ واستغفار و گریہ و زاری میں گذارتے ، غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے[۵] شرم و حیا کی وجہ سے تیس سال تک سر اوپر نہ کیا ، اکثر لوگوں کو ان کے ذریعہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہوا ،[۶] واسط چلے گئے تھے ، وہیں پچیسویں ذیقعد ۵۹۲ھ کو انتقال کیا ۔[۷]

۴ ۔ حضرت سید ابو الفرح سراج الدین عبد الجبار رح

اپنے والد بزرگوار اور قزاز رح وغیرہ سے حدیث سنی ، اور تفقہ حاصل کیا ، خوشنویس بھی تھے ، صوفی منش صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے ، تشرع واتباع ، تبتل و انقطاع ، فقر و قناعت ، انکسار و مسکنت میں یگانہ وقت تھے ، ابو منصور محدث رح اور سید عبد الرزاق رح برادر خورد حدیث میں ان کے شاگرد تھے ، انیسویں

ذیحجہ ۵۶۳ھ میں انتقال کیا ، بغداد کے مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے ۔

۵ ۔ حضرت سید ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق رح

اٹھارہویں ذیقعدہ ۵۲۸ھ میں متولد ہوئے ، اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا ، اور حدیث سنی ، اس کے علاوہ ابوالحسن محمد بن الصائغ رح ، قاضی ابوالفضل محمد الارموی رح ، ابوالقاسم سعید بن البنا رح ، حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر رح ابوبکر محمد بن الزاغونی رح ، ابوالمظفر محمد الہاشمی رح ، ابوالمعانی احمد بن علی السمین رح ابوالفتح محمد بن البطر رح وغیرہ شیوخ سے بھی حدیث سنی ۔

صاحب روض الزاہر کا بیان ہے کہ حافظ ذہبی رح وابن النجار رح وعبداللطیف وتقی البلدانی رح وغیرہ بہت سے مشاہیر نے ان سے روایت کی ہے ۔
اور شیخ شمس الدین عبدالرحمن رح اور شیخ کمال عبدالرحیم رح اور احمد بن شیبان رح اور خدیجہ بنت شہاب رح اور اسمٰعیل عسقلانی رح وغیرہ کو انہوں نے اجازت حدیث دی ہے ۔

ثقاہت وصداقت وتواضع وانکسار میں مشہور تھے ، صبر وشکر واخلاق حسنہ وعفت شعاری میں معروف تھے ، زہد وخاموشی ان کا شیوہ تھا ، عموماً لوگوں سے کنارہ کش رہتے ، سوائے ضرورت دینی کے گھر سے نہ نکلتے ۔

کتاب جلاء الخواطر ملفوظات حضرت غوث الاعظم رح انہیں نے ترتیب دی ہے ۔
بروز شنبہ چھٹی شوال ۶۰۳ھ میں وفات پائی ، بغداد باب الحرب میں مدفون ہوئے ۔
ان کے پانچ فرزند مقبول بارگاہ ہوئے ، قاضی سید ابونصر صالح رح اور سید ابوالقاسم عبدالرحیم (متوفی ۶۰۰ھ) اور سید ابوالمحاسن فضل اللہ شہید رح (متوفی صفر ۶۰۶ھ) اور سید ابومحمد اسمٰعیل رح اور سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر ۔

۶ ۔ حضرت

ترجمہ جلاء الخواطر صفحہ ۱۱۱ ۔ ایضاً صفحہ ۱۱۲ ۔ فرحۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۱۰۱ ۔ مزارات

۶ - حضرت سید ابوبکر شمس الدین عبدالعزیز رح

ستائیسویں شوال ۵۳۲ھ میں متولد ہوئے، اپنے والدِ بزرگوار اور ابن منصور رح اور عبدالرحمٰن بن محمد القزاز رح وغیرہ سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، بڑے عالم فاضل اور علوم دینی و دنیوی میں کامل ہوئے، بہت سے علماء و فضلاء اِن سے مستفید ہوئے سہ
نہایت متدین، متشرع، صالح، پرہیزگار، اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے، انکسار وافتقار اور غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے سہ
۵۸۰ھ میں بغداد سے جبال میں چلے گئے، اور وہیں اٹھائیسویں ربیع الاول ۶۰۲ھ کو انتقال کیا، اور وہیں مدفون ہوئے سہ
اِن کے ایک فرزند سید محمد الہتاک رح جید عالم مستقیم الاحوال تھے سہ

۷ - حضرت سید ابو نصر ضیاء الدین موسےٰ رح

سلخ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں متولد ہوئے، اپنے والدِ بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا، اور اُنہیں سے اور سعید بن البنا رح سے حدیث سنی، کثیر السکوت طویل المراقبہ تھے، انکسار وافتقار سے متصف زاہد، متورع تھے، دمشق میں چلے گئے، اور وہیں توطن اختیار کیا، غرہ جمادی الآخر ۶۱۸ھ میں وفات پائی، مدرسہ مجاہدیہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی، اور جبل قاسیون میں مدفون ہوئے، اپنے سب بھائیوں سے اخیر فوت ہوئے سہ

۸ - حضرت سید ابو عبدالرحمٰن شرف الدین عیسےٰ رح

اپنے والدِ بزرگوار اور ابوالحسن بن صرما رح سے حدیث سنی، اور تفقہ حاصل کیا، پھر درس و تدریس کا کام شروع کیا، حدیث بیان کی، فتوے دئیے، وعظ کہا، اور تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتابیں تصنیف کیں، حضرت غوث الاعظم رح نے فتوح الغیب انہیں کے لئے تصنیف فرمائی تھی سہ

پھر یہ بغداد سے مصر چلے گئے ، اہالیانِ مصر میں سے ابو تراب ربیعہ بن الحسن الحضرمی الصنعانی رح ، مسافر بن یعمر المصری رح ، حامد بن احمد الارتاجی رح ، محمد بن محمد الفقیہ المحدث رح ، عبد الخالق بن صالح القرشی الاموی المصری رح وغیرہ نے ان سے حدیث سنی ؎

ان کو شعر و سخن کا مذاق بھی تھا ، چنانچہ یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

؎

تحمّل سلامی نحو ارضٍ احبّتی	وقل لهم انّ الغریب مشوقٌ
فان سئلوا کم کیف حالی بعدهم	فقولوا بنیران الفراق حریقٌ
فلیس لهٗ اِلفٌ یسیرُ بقربهم	ولیس لهٗ نحو الرّجوع طریقٌ۔
غریبٌ یقاسی الهمّ فی کلّ بلدةٍ	ومَن لِغریبٍ فی البلاد صدیقٌ ؎

بارھویں رمضان ۵۷۳ھ میں وفات پائی ، قبر مصر میں ہے ؎

۹ - حضرت سید ابو الفضل محمد رح

اپنے والد ماجد سے تفقہ حاصل کیا ، سعید بن البنا رح اور ابو الوقت رح وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی ، بہت سے لوگ ان سے مستفیض ہوئے ، پچیسویں ذیقعدہ ۶۰۰ھ میں وفات پائی ، اور مقبرہ حلبہ بغداد میں مدفون ہوئے ؎

۱۰ - حضرت سید ابو زکریا یحییٰ رح

چھٹی ربیع الاول ۵۵۰ھ میں متولد ہوئے ، اپنے والد ماجد اور محمد بن عبد الباقی رح سے تفقہ حاصل کیا ، اور حدیث سنی ، حسنِ سیرت و مکارمِ اخلاق میں یگانہ ، اور انکسار و ایثارِ نفس میں منفرد تھے ، بہت سے لوگ ان سے مستفید ہوئے ، صغر سنی میں ہی مصر چلے گئے ، پھر کبر سنی میں معہ اپنے فرزند سید عبد القادر رح کے واپس بغداد تشریف لائے ، اور شبِ برات ۶۰۰ھ میں انتقال کیا ، اور اپنے برادرِ مکرم سید عبد الوہاب رح کے پہلو میں مدفون ہوئے ؎

؎ جواہر نفاوہ ص ۱۱۱ ؎ ایضاً ص ۱۱۲ ؎ ایضاً ص ۱۱۳ ؎ ایضاً ص ۱۱۳ ؎

ساداتِ بغداد بغداد شریف کے سادات میں سے ایک بزرگ کا شجرہ نسب لکھا جاتا ہے جو زمانہ حاضرہ میں موجود ہیں۔

حضرت سیّد علی حید رگیلانی سلمہ اللہ تعالیٰ بن سید احمد بن سید علی بن سید سلمان بن سید مصطفیٰ بن سید زین الدین بن سید محمد درویش بن سید حسام الدین بن سید نورالدین بن سید ولی الدین بن سید زین الدین بن سید شرف الدین بن سید شمس الدین بن سید محمد الھتاک بن سید عبدالعزیز بن سیّد السادات قطب الوجود الدرّۃ البیضاء، مالک ازمّۃ المتصرفین، رئیس المحبوبین، الامام الجوہر الفرد، سلاب الاحوال، قطب الاقطاب، الغوث الاعظم، السیّد الشیخ عبدالقادر الجیلانی قدس سرہم

تلامذہ معظام

آپ کے وہ تلامذہ جنہوں نے باقاعدہ حضور سے علم شریعت و طریقت حاصل کیا ہے بیشمار تھے۔ یہاں صرف چند مشاہیر محدثین وفقہا کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں جو حضور غوثیہ کے اکابر تلامذہ سے تھے، اور جن کو علم وفضل کی وجہ سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

(۱) محمد بن احمد بن بختیار رح (۲) ابو محمد عبداللہ بن ابوالحسن الجبائی رح (۳) فرزند عباس المصری رح (۴) عبدالمنعم بن علی الحرانی رح (۵) ابراہیم الحداد الیمنی رح (۶) عبداللہ الاسد الیمنی رح (۷) عطیف بن زیاد الیمنی رح (۸) عمرو بن احمد الیمنی الہجری رح (۹) رافع بن احمد رح (۱۰) ابراہیم بن بشارۃ العدلی رح (۱۱) عمر بن مسعود البزاز رح (۱۲) استاذ میر محمد الجیلانی رح (۱۳) عبداللہ بطایحی رح نزیل بعلبک (۱۴) مکی بن ابو عثمان السعدی رح (۱۵) عبداللہ بن الحسین بن العکبری رح

(۱۶) ابو القاسم بن ابو بکر (۱۷) احمد بن ابو بکر (۱۸) عتیق بن ابو بکر (۱۹) عبد العزیز بن ابو نصر الجنابذی (۲۰) محمد بن ابو المکارم (۲۱) انجۃ الیعقوبی (۲۲) عبد الملک بن دیال (۲۳) ابو احمد الفضیلہ (۲۴) عبد الرحمن بن نجم الخزرجی (۲۵) یحیٰی التکریتی (۲۶) ہلال بن امیۃ العدنی (۲۷) یوسف بن مظفر العاقولی (۲۸) احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ (۲۹) عبد اللہ بن المنصوری (۳۰) عثمان الیاسری (۳۱) محمد الواعظ الخیاط (۳۲) تاج الدین بن بطہ (۳۳) عمرو بن المدائنی (۳۴) عبد الرحمن بن بقا (۳۵) محمد النحال (۳۶) عبد العزیز بن کلف (۳۷) عبد الکریم بن محمد المصری (۳۸) عبد اللہ بن محمد بن الولید (۳۹) عبد المحسن بن دُویرہ (۴۰) محمد بن ابو الحسین (۴۱) دلف الجبری (۴۲) احمد بن الدیبقی (۴۳) محمد بن احمد المؤذن (۴۴) یوسف ہبۃ اللہ الدمشقی (۴۵) احمد بن ملیح (۴۶) علی بن النفیس المامونی (۴۷) محمد بن اللیث الضریر (۴۸) شریف احمد بن منصور (۴۹) علی بن ابو بکر بن ادریس (۵۰) محمد بن نصرہ (۵۱) عبد اللطیف محمد الحرانی (۵۲) سدونۃ العریفینی (۵۳) شمس الدین عبد الرحمن بن ابو عمرو المقدسی وغیرہم۔

مریدین

رسالہ غوثیہ شیخ احمد مغربی گنج بخش کبیر میں ہے کہ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ نے بروئے آب سجادہ بہشتی سبز رنگ پر نماز ظہر ادا کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہاتھ مبارک اٹھا کے یہ دعا کی: "اے میرے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق اپنے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو تیرے حبیب اور بہترین خلائق ہیں، کہ نہ قبض کی جاوے روح میرے مرید اور میرے اولیا کے مرید کی مگر اوپر توبہ کے" اور فرشتے آمین آمین

آمین آمین کہتے جاتے تھے، پس غیب سے آواز آئی، بشارت ہو تم کو اے میرے حبیب ساتھ قبول ہونے دعا کے ؎

شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا آپ نے مجھے میرے پروردگار نے ایک سجل عنایت کی ہے کہ طول اس کا مثل طول نظر کے ہے، اس میں نام میرے اصحاب کے اور اُن لوگوں کے لکھے ہیں جو قیامت تک میرے سلسلہ میں مرید ہوں گے، اور لکھا ہے کہ ہم نے اُن سب کو بخشا، اور میں نے مالکؑ سے جو داروغہ دوزخ ہے پوچھا کہ میرے اصحاب میں سے بھی کوئی شخص تیرے پاس دوزخ میں ہے؟ اُس نے کہا نہیں، اور فرمایا کہ میرا دست حمایت میرے مریدوں کے سر پر اس طرح ہے، جیسے آسمان زمین پر، اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں، خدا تعالیٰ کے نزدیک مجھے تو عالی مرتبہ حاصل ہے، قسم ہے مجھے اپنے پروردگار کی عزت و جلال کی کہ نہ جاؤں گا میں طرف جنت کے تاوقتیکہ مطابق اس سند کے جو میرے پروردگار نے مجھے دی ہے اپنے اصحاب و مریدوں کو ساتھ نہ لے لوں، اور فرمایا کہ میں ضامن ہوں اپنے مریدوں کا اور ان کے کل امور کا۔ اگر مشرق میں میرے مرید کا ستر کھل جاوے، اور میں مغرب میں ہوں تو بھی چھپاؤں ؎

شیخ ابوالقاسم عمرو بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ لغزش میں اس کی دستگیری کرتا، اگر میں ہوتا تو ضرور دستگیری کرتا، اور میرے اصحاب و مریدوں سے جس کو ایسی لغزش ہو، میں قیامت تک اس کی دستگیری کروں گا ؎

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضرت! آپ کے مریدوں میں پرہیزگار و گنہگار دونوں ہی ہوں گے، آپ نے فرمایا پرہیزگار میرے لئے ہیں، اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں ؎

خلفائے ذوالاحترام

آپ کے خلفائے کرام لاتعداد ہوئے ہیں، کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں اولیاء اللہ نے حضور سے خرقے حاصل کئے، ہر ایک سلسلہ کے اکابر مشائخ نے آپ سے فیض پایا، اور خلافتیں حاصل کیں، یہاں صرف مشاہیر خلفا کے حالات لکھے جاتے ہیں۔

(۱۰) حضرات صاحبزادگانِ والاتبار رح

آپ کے دونوں بیٹے آپ کے ہی خلیفہ تھے۔

(۱۱) حضرت سید جلال اللہ الملقب بہ حیات المیر زندہ پیر

ابن سید تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم رح۔

یہ حسن و جمال میں حضرت جدّ امجد رح سے مشابہت رکھتے تھے[1]۔ ایک روز حضرت غوثیہ رح نے فرمایا، اس وقت کوئی شخص موجود ہے جو میرا اسلام امام مہدی ع کو پہنچائے؟ یہ حاضر تھے، عرض کیا میں پہنچا دوں گا، چنانچہ حضور کی دعا سے عمر دائمی پائی[2]، اکثر ان کی سکونت دیار سمرقند میں ہوتی ہے، رجال الغیب کی طرح زندگی بسر فرماتے ہیں، اور تاحال زندہ موجود ہیں، ان سے کئی مشائخ مستفیض ہوئے[3]۔

اِن کے سلسلہ فقر میں سے ایک بزرگ ہماری دیار میں مشہور گذرے ہیں، جن کا نام حضرت سید شاہ شریف عُریضی خوارزمی قادری رح تھا، ابن سید عبدالملک بن سید اسمٰعیل بن سید رکن الدین بن سید سلیمان بن سید نظام الدین بن سید میاں تلنبی بن سید لیٰسین تلنبی بن سید جلال الدین تلنبی بن سید بہاؤالدین تلنبی بن سید جلال الدین ملتانی بن سید حمیدالدین ملتانی بن سید محمد صدر اجل ملتانی بن سید احمد ملتانی بن سید عبداللہ ملتانی بن سید محمد خوارزمی بن سید علی مستان غزنوی خوارزمی

[1] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۱۰۹ [2] ملفوظات خواجہ غلام نبی صاحب نقشبندی مجددی للّٰہی رح صفحہ ۲۰ [3] خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۱۰۹ شرافت۔

خوارزمی بن سید محمد خوارزمی بن سید عبداللہ مصری بن سید حسن بغدادی بن سید
محمد بغدادی بن سید علی العریضی بن حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام ۔
۹۶۱ھ میں متولد ہوئے۔ بچپن میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، سیالکوٹ
کبوترانوالی مسجد میں تحصیل علم کی، بڑے فاضل جید ہوئے۔ خرقہ خلافت حضرت
شاہ بالا ارائیں قادری رح سے حاصل کیا۔ وہ مرید شیخ بہلول دریائی رح (متوفی ۹۸۳ھ)
کے، وہ مرید سید حیات المیر زندہ پیر کے۔

اپنے شیخ کے پاس مدت تک لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور رہے۔ پھر ان
کی اجازت سے مکھووال میں تشریف لائے۔ وہاں ایک ہندو فقیر بابدا بھارتھی
نام رہتا تھا، اس کو بزور کرامت شہر سے نکال کر باہر جگہ دی، اور خود شہر میں
مقام کیا، کمل پوش رہا کرتے، حضرت نوشہ گنج بخش رح کے معاصر و دوست تھے۔

ان کے چار مرید خاص تھے۔ شاہ آلہداد بن سید کبیر خوارزمی رح، میاں حسو تارڑ رح
چوہدری تیر محمد وڑائچ رح چوہدری خان زاد وڑائچ ہریوالیہ۔

بقول صاحب تاریخ ساداتِ خوارزمیہ انہوں نے جمعرات ماہ شعبان ۱۰۶۲ھ کو
انتقال کیا، اور مکھووال ضلع گجرات پنجاب میں مدفون ہوئے۔

شاہ صاحب رح کی اولاد بہت ہے۔ اور مختلف مواضعات میں سکونت رکھتی ہے
ان میں سے مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب (متولد ۱۳۰۱ھ) آج کل جہام والہ
ضلع گوجرانوالہ میں سکونت رکھتے ہیں، علم صرف، نحو، منطق، فلسفہ، اصول
فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، حکمت، طب، جغرافیہ، تصوف وغیرہ میں ملکہ
خاص رکھتے ہیں، فقیر شرافت عافاہ اللہ کے احباب سے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔
ابن سید عبدالرحمٰن (متوفی ۱۳۳۹ھ) بن سید عمر گنڈپوری (متوفی ۱۲۸۱ھ)

بن سید محمد قاسم بن سید لطف اللہ بن سید عبد الرسول بن سید عبد اللہ بن
سید شاہ شریف عرَیضی مکھوِ والی رحمہم اللہ۔

(۱۲) حضرت سید عون قطب شاہ علوی عباسی بغدادی رح

ان کی مشہوری کئی ناموں سے تھی، مثلاً. علی، عون، عبد الرحمٰن، عبد العلی، ابراہیم، قطب شاہ وغیرہ۔ والد کا نام یعلےٰ قاسم بن حمزہ ثانی بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزۃ الاکبر بن حسن بن عبید اللہ مدنی بن عباس علمدار بن حضرت علی المرتضیٰ تھا۔[۱]

۴۱۹ھ میں بغداد شریف میں پیدا ہوئے، بڑے دانا، صاحب علم، حاضر جواب دقیقہ شناس تھے۔ ابتدا میں مذہب شیعہ تھا، لیکن حضرت غوث الاعظم رح کے ہاتھ پر بیعت ہو کر زمرۂ اہل سنت میں داخل ہوئے، اور اس جماعت میں رئیس الطائفہ شیخ جلیل القدر عظیم المنزلت ہوئے، حضور غوثیہ نے ان کو خرقۂ خلافت عطا فرما کر تبلیغ اسلام کے واسطے ہندوستان بھیجدیا، اور یہ قطب الہند اور قطب شاہ کے نام سے مشہور ہوئے، ان کے وجود کی برکت سے صدہا لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، بلکہ کئی راجگانِ ہنود سے جنگ بھی کئے، پھر واپس بغداد شریف پہنچ کر بعمر ایک سو سینتیس ۱۳۷ سال بروز پنجشنبہ سوم ۳ رمضان ۵۵۶ھ میں انتقال کیا، اور مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔[۲]
ان کی اولاد عرب وایران وہندوستان میں کثیر التعداد موجود ہے۔[۳]

(۱۳) حضرت شیخ ابو سعید قُلُوری رح

مفتی زمانہ فقہائے معتبرین سے تھے، نہر الملک کے قریٰ میں سے موضع قُلُوریہ میں سکونت رکھتے تھے، صاحب خوارق وکرامات تھے۔[۴]

ایک روز

[۲] [۳] [۴] نزہۃ الاخوان بحوالہ بحر زخار قلمی ۔ [illegible] جادوانی صفحہ ۲۲ نزہت ۔

ایک روز ایک چٹان پر کھڑے ہو کر اذان کہی، تکبیر کا پُرجلال نعرہ سنتے ہی زمین لرز گئی، اور چٹان کے پانچ ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

ایک روز طہارت کے لئے نکلے تو ان کے مرید کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا تھا، اتفاقاً وہ گر کر ٹوٹ گیا، انہوں نے جب ہاتھ بڑھایا تو وہ فوراً درست ہو کر جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی پانی سے لبریز ہو گیا، اور اسی سے طہارت کی ہے ۵۵۷ھ میں انتقال کیا، اور قلوریہ میں مدفون ہوئے ہیں۔

(۱۴) حضرت شیخ شرف الدین عدی بن مسافر الاموی الشامی الہکاری رح

دادا صاحب کا نام اسمٰعیل تھا، ابن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان بن ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد المناف القرشی ہیں۔

مضافات بعلبک میں قریہ بیت فار میں پیدا ہوئے، شباب میں بغداد شریف وارد ہو کر ملازمت غوثیہ سے مشرف ہوئے، حماد دباس رح، عقیل منبجی رح، ابوالوفا رح، ابوالنجیب رح سے بھی صحبت رکھی، پھر ہکار میں اپنا زاویہ بنایا اور مقیم ہوئے ہیں۔ علم وفضل میں یگانہ، اور طریقت کے اعلےٰ رکن تھے، سراپا خیر وبرکت، نہایت متدین، متشرع عابد وزاہد تھے، حضرت غوث الاعظم رح ان کی تکریم کیا کرتے اور فرماتے کہ اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی تو بیشک عدی بن مسافر رح پالیتے ہیں۔

شیخ ابو عبداللہ بطائحی رح کا بیان ہے کہ میں شیخ عدی رح کے پاس پانچ سال رہا، اس عرصہ میں میں نے دیکھا کہ جب یہ نماز پڑھتے تو شدت مجاہدہ کی وجہ سے ان کے سر کے مغز سے ایسی آواز آیا کرتی جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز ہوتی ہے ہیں۔

[illegible]

ان کے ایک خادم نے قرآن مجید حفظ کرنے کا ارادہ کیا، سوائے سورہ فاتحہ و
اخلاص کے اس کو کچھ یاد نہ تھا، انہوں نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا، تو اس کو
سارا قرآن مجید ازبر ہو گیا۔[۱]

فرمایا ہے۔ شیخ وہ ہے جو اپنے حضور میں تمہیں خاطر جمع رکھے، اور اپنی غیبت
میں تمہیں محفوظ رکھے، اپنی اخلاق و آداب سے تمہاری تربیت کرے، اور
اپنے اشراق سے تمہارے باطن کو منور کرے، اور مرید وہ ہے جو ہر حال میں
تواضع اختیار کرے، فقرا کے ساتھ انسیت سے، صوفیا کے ساتھ ادب و حسن
اخلاق سے، علما کے ساتھ تعمیل ارشاد سے، اہل معرفت کے ساتھ سکون و وقار
سے، اور اہل مقامات کے ساتھ توحید سے پیش آئے۔[۲]

۵۵۷ھ میں وفات پائی، بلدہ ہکاریہ میں مدفون ہوئے۔[۳]

(۱۵) حضرت شیخ ماجد الکردی رح

عراق کے اکابر مشائخ سے صاحب کراماتِ ظاہرہ و احوالِ فاخرہ تھے۔[۴] موضع
قوسان میں سکونت پذیر رہتے، تاج العارفین ابو الوفا رح سے بھی فیض پایا۔[۵]
ایک بار ایک شخص نے کہا کہ میں حج کیلئے جا رہا ہوں، اور بر قدم تجرید سفر کرنا
چاہتا ہوں، انہوں نے اس کو اپنا ایک پیالہ عطا فرمایا کہ اگر تم وضو کرنا چاہو تو
پانی، اور اگر تم کو پیاس لگے تو دودھ، اور اگر تم کو بھوک لگے تو ستو اِس پیالے سے
تم کو ملا کریں گے، پس اسی طرح وقوع میں آیا۔[۶]

۵۶۱ھ میں وفات پائی، جبل حمرین پر مدفون ہوئے۔[۷]

(۱۶) حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامۃ القرشی الحنبلی رح

مصر کے اکابر مشائخ سے تھے، شریعت و طریقت کے جامع، نہایت منکسر المزاج

سلیم الطبع

۱ھ بہجۃ غوث اعظم ص ۲۱۱ ۲ھ ایضاً ص ۳۰۴ ۳ھ نفحات الانس ص ۴۹۹ ۴ھ حجاب بجاوردی ص ۱۴۲ ۵ھ سفینۃ الاولیاء ص ۱۴۰-۱۴۱ ۶ھ ایضاً ص ۳۰ ثمرات ۷ھ

حلیم الطبع تھے، مراقبہ، گوشہ نشینی، قطع علائق میں مشہور تھے۔[۱]

ایک سال دریائے نیل میں سخت طغیانی آئی، بلادِ قریب کے غرق ہوجانے کا اندیشہ تھا، لوگوں نے دعا کی درخواست کی، یہ دریا کے کنارے آئے، اور وضو کیا، اسی وقت پانی نیچے اتر گیا، اسی طرح ایک مرتبہ دریائے نیل میں پانی بہت کم ہوگیا، تو لوگوں کے التماس کرنے پر دریا پر جاکر وضو کیا، تو پانی فوراً بڑھ گیا، اور کناروں تک پہنچ گیا۔[۲]

معارف و حقائق میں اِن کا کلام عالی تھا، فرمایا ہے، فکرِ معرفتِ آلٰہی کا راستہ ہے، عقول واذہان کو اس کی ذات کی حقیقت دریافت کرنے کی مطلقاً طاقت نہیں کیونکہ اگر خدائی حکمتیں حدِ اذہان وافہام تک منتہی ہوتیں، یا قدرتِ ربّانیہ علوم میں منحصر ہوتی تو یہ اس کی حکمت و قدرت میں ایک بڑا نقص ہوتا، تعالی اللہ عن ذٰلك علوًا کبیرًا اسی لئے اسرارِ ازلی و اسرارِ جلالی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔[۳]

۵۶۴ھ میں انتقال کیا، قبر مصر میں ہے۔[۴]

(۱۷) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابی النصر الھیتی رح

عراق کے اکابر مشائخ اور مشہور عارفین اور ائمہ محققین سے تھے، نہر الملک کے قریہ زریران میں سکونت پذیر رہتے، کراماتِ ظاہرہ، افعالِ خارقہ، احوالِ جلیلہ، اخلاقِ پسندیدہ، مقالاتِ عالیہ کے مجسمہ تھے، تاج العارفین ابوالوفا رح سے بھی فیض پایا، حضرت غوث الاعظم رح اِن کی تعظیم کیا کرتے۔[۵]

ایک روز کسی گاؤں سے گذرے، وہاں ایک مقتول پر دو فریق آپس میں جھگڑ رہے تھے، کیونکہ قاتل کسی کو معلوم نہیں تھا، انہوں نے مقتول کو پیشانی سے پکڑ کر فرمایا، اے بندۂ خدا! تجھ کو کس نے مارا ہے؟ فوراً وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا کہ مجھ کو فلان بن فلان نے قتل کیا ہے، اتنا کہہ کر پھر مر گیا۔[۶]

---

[۱] حیات جاودانی صفحہ ۲۵۲ [۲] سفینۃ الاولیاء [۳] حیات جاودانی صفحہ ۲۵۲ [۴] سفینۃ الاولیاء [۵] خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۱۲ [۶] سفینۃ الاولیاء [۷] خزینۃ

ایک روز انہوں نے وضو کے لئے کنویں میں پانی کے واسطے ڈول لٹکایا۔ تو وہ سونے کا بھرا ہوا آیا۔ پھر لٹکایا تو پھلوں کا بھرا ہوا آیا۔ عرض کیا اے رب! میں تو وضو کے لئے پانی چاہتا ہوں، پھر تیسری بار ڈول ڈالا تو پانی آیا۔[۱]

ان کا کلام حقائق میں عالی تھا، فرمایا ہے، شریعت وہ ہے جس کے ساتھ تکلیف آئی ہو، اور حقیقت وہ ہے جس سے معرفت و تعریف حاصل ہو، شریعت کی تائید حقیقت سے ہوتی ہے، اور حقیقت شریعت کے ساتھ مقید ہے، شریعت افعال کا توجہ الی اللہ پایا جانا ہے، اور حقیقت احوال کا اللہ عزوجل کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہے۔[۲]

۵۶۴ھ میں وفات پائی، زریران میں مدفون ہوئے۔[۳]

(۱۸) حضرت شیخ ابو عبد اللہ قضیب البان موصلی رح

مشاہیر علماء و مشائخ موصل سے تھے، مجاہدہ اور تزکیۂ نفس میں مشہور تھے، شیخ ابو البرکات صخر بن صخر رح بیان کرتے ہیں کہ یہ قریباً ایک ماہ تک ہمارے زاویہ کے قریب ٹھہرے رہے، اس عرصہ میں ہم نے ان کو کبھی کھاتے، پیتے، سوتے، لیٹتے نہیں دیکھا۔[۴]

موصل کا قاضی ان کی کرامات سنکر ان سے بدظن ہوگیا، ایک دن کوچہ میں سامنے سے آتے نظر آئے تو قاضی نے خیال کیا کہ میں ان کو پکڑ کر بادشاہ کے حوالے کرتا ہوں تاکہ ان کو شہر بدر کردیوے، بمجرد اس خیال کے دیکھا کہ سامنے سے ایک بڑا پہلوان آرہا ہے جب ذرا قریب ہوئے، تو ایک اعرابی کی شکل میں متمثل ہوگئے، جب بالکل قریب آگئے تو فقیہ کی صورت میں ظاہر ہوئے، اور فرمانے لگے اے قاضی! ان میں سے کس قضیب البان کو حاکم کے پاس لیجاؤگے؟ یہ کرامت دیکھکر قاضی ان کا مرید ہوگیا۔[۵]

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت غوث الاعظم رح کے روبرو بیان کیا کہ قضیب البان نماز نہیں پڑھتا، حضور نے فرمایا کہ ہمیشہ اس کا سر خانہ کعبہ کے اندر سجود میں ہے۔[۶]

۵۷۰ھ

ـه نزہۃ الخاطر ص۲۱۲ ـه نفحات ص۲۱۰ ـه ایضاً ص۲۱۱ ـه ایضاً ص۲۱۱ ـه نفحات الانس ص۳۴۷ ـه ایضاً ص۳۴۷

۵۷۰ھ میں انتقال کیا۔

(۱۹) حضرت شیخ احمد بن مبارک رح

خادم غوثیہ تھے، جب حضرت غوث الاعظم رح وعظ کے واسطے کرسی پر جلوس فرماتے تو یہ اپنا مرقع کرسی پر بچھا دیا کرتے، ۵۷۰ھ میں انتقال کیا۔

(۲۰) حضرت شیخ ابوالفتح صدقہ بن حسین بغدادی رح

اکثر محفل غوثیہ میں مستفید ہوتے رہتے، ان کا کلام عوام الناس کے عقول و افہام سے بلند ہوتا تھا، اس لئے ان پر علما کی گرفت ہوتی تھی، ایک مرتبہ ان کو پکڑ کر خلیفۂ وقت کے سامنے لے گئے، ان کا سر برہنہ کرکے تازیانے لگوانے کا حکم ہوا، اسی وقت ان کے ایک مرید نے بلند آواز سے پوکارا۔ واشیخا واشیخا۔ اسی وقت جلاد کا ہاتھ شل ہوگیا، اور تمام حاضرین پر ہیبت چھاگئی، خلیفہ نے ان کو چھوڑ دیا، اور عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا، ان کی وفات ۵۷۳ھ میں ہوئی۔

(۲۱) حضرت شیخ ابوعمرو عثمان الصریفینی رح

اعاظم خلفائے غوثیہ سے تھے، اپنی ہدایت کا واقعہ اس طرح پر بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز میں صریفین میں آسمان کی طرف منہ کرکے لیٹا ہوا تھا، ہوا میں اڑتے ہوئے پانچ کبوتر آئے، ایک نے کہا، سبحان من عندہٗ خزائن کل شیءٍ وما ننزلہٗ الا بقدرٍ معلوم۔ اور دوسرے نے کہا، سبحان من اعطیٰ کل شیءٍ خلقہٗ ثم ھدیٰ، تیسرے نے کہا، سبحان من بعث الانبیاء حجۃ علیٰ خلقہٖ وفضل علیھم محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم، چوتھے نے کہا، کل ما فی الدنیا باطل الا ما کان للہ و لرسولہٖ، پانچویں نے کہا یا اھل الغفلۃ عن مولٰکم قوموا الیٰ ربکم رب کریم یعطی العطاء الجزیل ویغفر الذنوب العظیم، میں یہ سن کر بیخود ہوگیا،

سفینۃ الاولیاء، سفینۃ الاولیاء، نفحات الانس صفحہ ۳۵۷، سفینۃ الاولیاء، تذکرۃ...

جب ہوش میں آیا تو دنیا کی دوستی میرے دل سے چلی گئی، میں نے خدا سے عہد کیا کہ میں کسی ایسے شخص کو ملوں گا، جو مجھے خدا کی طرف راہنمائی کرے، یہ کہکر چل پڑا، راستہ میں مجھے حضرت خضر علیہ السلام ملے، انہوں نے مجھے حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں جانے کا ارشاد فرمایا، اور خود غائب ہوگئے، میں نے دیکھا تو میں بغداد میں کھڑا تھا، حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے میرے سر پر اپنی ٹوپی (طاقیہ) رکھی، اسی وقت مجھ پر عالم ملکوت کشف ہوگیا، اور میں نے سنا کہ تمام عالم کی ہر ایک چیز حق تعالیٰ کی تسبیح پڑھ رہی ہے[1]

اِنہوں نے ۵۶۱ھ میں وفات پائی[2]

(۲۲) حضرت شیخ محمد الاوانی المعروف بہ ابن القائدؒ

بزرگانِ صوفیہ سے صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے، حضرت غوث الاعظمؒ ان کو مؤید الحضرۃ فرمایا کرتے، نیز فرماتے ابن القائدؒ مفردوں سے ہے۔[3]

ابن القائدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر ایک چیز سے منہ موڑ کر اپنا رُخ حضرت حق تعالیٰ کی طرف کیا، میں نے دیکھا کہ میرے مقام سے آگے کسی کا نقش قدم ہے، مجھے غیرت ہوئی کہ یہ کس کا نقش قدم ہے، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ مجھ سے آگے کسی کا گذر نہیں، تو اسی وقت مجھے بتلایا گیا کہ یہ تیرے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقش قدم ہے، اس وقت میرے دل نے تسکین پائی۔[4]

۵۷۶ھ میں وفات پائی۔[5]

(۲۳) حضرت سخی سرور سلطان سید احمد قادریؒ

ابن سید زین العابدین بن سید عمر بن سید عبد اللطیف بن سید بہاؤ الدین بن سید غیاث الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سید علیؒ

[1] نفحات الانس ص۵۶۴ [2] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۰۱ [3] نفحات الانس ص۵۶۲ [4] ایضاً [5] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۰۱ مترجم۔

بن سید عیسٰی بن سید صالح بن سید عبد الغنی بن سید جلیل بن سید خیر الدین بن سید ضیاء الدین بن سید داؤد بن سید عبد الجلیل رومی بن سید اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام عہ

ان کے والد عرب سے آئے، اور کُرسی کوٹ مضافاتِ ملتان میں تشریف رکھی، یہ وہیں متولد ہوئے، بغداد شریف جاکر حضرت غوث الاعظم رح سے خرقہ ارادت و خلافت حاصل کیا، نیز شیخ شہاب الدین سُہروردی رح اور خواجہ مودود چشتی رح سے بھی فیض پایا، رجال الغیب اور حضرت خضر علیہ السلام سے بھی فوائد اٹھائے، ابدال و اوتاد کو جس وقت یاد کرتے، وہ اُسی وقت حاضر ہوجاتے عہ

لاہور میں مولوی محمد اسحاق رح سے ظاہری علم کی تحصیل کی، پھر بمقام سوہدرہ دریائے چناب کے کنارہ پر چند سال تک عبادت کرتے رہے، اس کے بعد بمقام دھونکل متصل وزیرآباد چندے قیام کیا، وہاں اِن کے عصا گاڑنے سے ایک چشمہ جاری ہوا جو تا زمانہ حاضرہ بصورتِ چاہ موجود ہے، قوتِ حلال حاصل کرنیکے لئے زراعت کیا کرتے عہ

بسبب کثرتِ فیضان کے لوگ اِن کو لکھ داتا، لکھے خاں، پیر خابو، سخی سرور سلطان، کے القاب سے یاد کرتے ہیں عہ

۵۷۷ھ میں بمعہ اپنے بیٹے سید سراج الدین رح کے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بمقام نگاہہ ضلع ڈیرہ غازیخاں میں مدفون ہوئے عہ

(۲۴) حضرت سید ابو العباس احمد الرّفاعی رح

ابن سید ابو الحسن علی بن سید احمد بن سید یحیٰی بن سید حازم بن سید علی بن سید رفاعۃ المغربی العراقی البطائحی رحمہم اللہ عہ

عہ تذکرۃ الانساب ص ۲۳، عہ ایضاً، عہ ایضاً، عہ خزینۃ الاصفیاء جلد ۲ ص ۲۳۶، عہ حیاتِ جاودانی ص ۱۹۵ تذکرۂ [illegible]

صاحبِ مقاماتِ علیہ و احوالِ سنیہ شیخ الصلحا، ہادی الاتقیا، امام الاولیا تھے، حضرت امام موسٰے کاظم رضی کی اولاد حق یاد سے تھے، شیخ علاء الدین علی القاری الواسطی رح سے بھی فیض پایا۔[عه]

حضرت غوث الاعظم رح اِن کی والدہ کو ہمشیرہ کہا کرتے۔ اور اِن کو ہمشیرہ زادہ فرماتے۔ اِن کی نسبت جناب غوثیت مآب رح نے فرمایا ہے۔

عه كذا ابن الرفاعي كان مني   ليسلك لي طريقي واشتغالي[عه]

مناقب غوثیہ میں ہے کہ حضرت غوث الاعظم رح کے حکم سے ایک شخص نے جاکر سید احمد سے پوچھا ما العشق۔ انہوں نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا، العشق نار یحرق ما سوی اللہ۔ اس تقریر سے سامنے کے ایک درخت کو آگ لگ گئی، اور جل گیا۔ اور خود بھی جل کر خاکستر ہو گئے، پھر وہ خاکستر بصورت آب ہو گئی، پھر پانی جم کر برف ہو گیا۔ پھر زندہ ہو گئے۔

اِن کے اشعار بھی نہایت لطیف ہوتے تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

عه اذا جن ليلي هام قلبي بذكركم   انوح كما ناح الحمام المطوق
وفوقي سحاب يمطر الهم والاسى   وتحتي بحار الهوى تتدفق[عه]

حالتِ سماع میں بروز پنجشنبہ بائیسویں جمادی الاول ۵۷۸ھ کو انتقال کیا، قریہ ام عبیدہ بطائح میں مدفون ہوئے[عه]

اِن کے تین خلیفہ مشہور ہوئے ہیں۔

اول۔ شیخ تقی الدین علی مبارک الواسطی رح۔

اِن کے سلسلہ میں شیخ صفی الدین احمد بن علوان رح مقتدائے سلسلہ علوانیہ مشہور گذرے ہیں، وہ مرید شیخ شریف الدین عیسٰے عجلونی رح کے، وہ مرید شیخ الخطیب شمس الدین

عه نفحات الانس ص۲۹۰ عه خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۰۱ عه لمعۃ [illegible] نفحات الانس ص۲۹۰ عه حیات جاودانی ص۱۹۵ [illegible]

شمس الدین محمد خاپوری رح کے ، وہ مرید شیخ تقی الدین علی مبارک واسطی رح کے ۔ رحمہم اللہ علیہ

دوم ۔ سید محمد معدن اسرار آلہ رح

ان کے سلسلہ میں میراں سید حسین ابدال رح مقتدائے سلسلہ ابدالیہ مشہور گذرے ہیں ، وہ مرید اپنے والد سید نور الہدے ابدال رح کے ، وہ مرید سید امیر الدین رح کے ، وہ مرید سید صدر الدین رح کے ، وہ مرید سید حسین رح کے ، وہ مرید سید جلال الدین رح کے ، وہ مرید سید حسن رح کے ، وہ مرید سید جلال الدین احمد سیاہ پوش رح کے ، وہ مرید سید حسین بن ابراہیم کثر اللہ رح کے ، وہ مرید سید محمد معدن اسرار آلہ کے ۔ رحمہم اللہ علیہ

سوم ۔ شیخ عثمان البطائحی رح

ان کے سلسلہ میں سید مبارک نوبی عرف شیخ باباغور رح مقتدائے سلسلہ غوریہ مشہور گذرے ہیں ، وہ مرید شیخ اسمٰعیل جبروتی رح کے ، وہ مرید شیخ برہان الدین علوی رح کے ، وہ مرید شیخ شریف محمد حسن سمرقندی رح کے وہ مرید سید حسین رفاعی رح کے ، وہ مرید سید احمد رح کے ، وہ مرید سید تاج الدین رح کے ، وہ مرید سید احمد اول رح کے ، وہ مرید سید نجم الدین اخضر رح کے ، وہ مرید سید قطب الدین علی رح کے ، وہ مرید سید شمس الدین محمد رح کے ، وہ مرید سید محی الدین ابراہیم رح کے ، وہ مرید سید مہذب الدین عبد الرحیم رح کے ، وہ مرید سید یوسف الدین علی رح کے ، وہ مرید شیخ عثمان البطائحی کے رح

(۲۵) حضرت شیخ ابو السعود بن الشبلی رح

کبار مشائخ زمان اور صاحب کرامات جلیہ و مقامات علیہ تھے ، فصوص الحکم

له شعلہ ۔۔۔ (حاشیہ غیر واضح)

میں ہے کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو فرمایا کہ پندرہ سال سے خدا تعالےٰ نے مجھے اپنی مملکت میں تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے، لیکن میں نے تصرف نہیں کیا۔ ابن القائد رح نے پوچھا کہ کیوں تصرف نہیں کیا؟ فرمایا میں نے تصرّف کو حق تعالےٰ پر چھوڑ دیا ہے جیسا چاہے تصرف کرے۔[1]

طعام ولباس بے تکلف استعمال فرماتے، جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے پہنچتا رد نہ کرتے، ۵۷۹ھ میں انتقال کیا۔[2]

(۲۶) حضرت شیخ حیات بن قیس حرّانی رح

صاحبِ کرامات راسخہ و انفاس صادقہ و احوالِ فاخرہ و انوارِ باہرہ اکابر عرفائے محققین سے تھے، شیخ ابوالحسن علی قرشی رح فرماتے ہیں کہ مشائخ میں سے چار شخص اپنی قبروں میں بھی تصرّف کرتے ہیں، جیسے زندگی میں تصرّف کرتے تھے، شیخ معروف کرخی رح، سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رح، شیخ عقیل منبجی رح، شیخ حیات حرّانی رح۔[3]

انہوں نے حرّان میں ایک مسجد بنوائی، محراب بنانے کے وقت ایک ریاضی دان عالم نے کہا کہ قبلہ کا رُخ یہ ہے، انہوں نے فرمایا نہیں، بلکہ اس طرف ہے اس بات پر تنازعہ ہوا، انہوں نے اُس کو کھڑا کرکے فرمایا دیکھ کعبہ تیرے سامنے ہے، اُس نے دیکھا تو کعبہ شریف عین سامنے تھا، یہ دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔

ایک روز اثنائے سفرِ حج میں راستہ میں ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ خادم نے کہا حضور میرا دل کھجور کھانے کو چاہتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس درخت کو ہلاؤ، اُس نے ہلایا تو ببول پر سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں، جو سب قافلہ والوں نے سیر ہو کر کھائیں۔[4]

[1] نفحات الانس ص۴۶۹ [2] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۰۱ [3] لمعہ حجابا ودانی ص۲۱۵ [4] ایضاً ص۲۵۵ مختصراً۔

ان کا کلام

اِن کا کلام عالی تھا، فرمایا ہے۔ چھلکوں کی قیمت ان کے مغز سے۔ مُردوں کی قیمت ان کی عقل سے، مکانوں کی قیمت ان کے مکینوں سے، احباب کی عزت احباب سے ہُوا کرتی ہے عه

ایک مرتبہ بوقتِ صبح یہ مناجات کر رہے تھے، یا حبیب التائبین ویا سرور العارفین ویا قرۃ عین العابدین ویا انیس المفردین ویا حرز اللاجئین ویا ظہر المنقطعین ویا من حنت علیہ قلوب الصدّیقین ویا من انست بہٖ افئدۃ المحبّین وعلیہ عکف ھمۃ الخاشعین پھر سخت روئے، اسی وقت انوارِ ربّانی ظاہر ہوئے، اور مکان روشن ہوگیا سه

بروز چہار شنبہ سلخ جمادی الاخریٰ ۵۸۱ھ میں انتقال کیا، اور حرّان میں مدفون ہوئے سه

(۲۷) حضرت شیخ ابو مَدیَن شعیب بن الحسین المغربی رح

اکابر مشایخ مغرب سے تھے، شیخ ابو یعزیٰ مغربی رح سے بھی فیض پایا عه، کشف وکرامت وخوارق و ولایت میں درجہ بلند رکھتے تھے، اسرار ومعارف وحقائق و فنون حکمیہ کے خزانہ تھے، شریعت وطریقت کے جامع، بلادِ مغرب کے مفتی تھے، مذہب مالکیہ رکھتے تھے عه

ایک بار کفّارِ فرنگ نے اِن کو کئی مسلمانوں سمیت قید کر کے کشتی (جہاز) پر بٹھالیا ہر چند کشتی کو چلانا چاہا پر کشتی نہ چلی، آخر سمجھا کہ یہ اِس درویش کا تصرّف ہے اِن کو رہا کر دیا، انہوں نے فرمایا کہ جب تک تمام مسلمانوں کو نہ چھوڑوگے کشتی نہ چلے گی، چنانچہ سب مسلمانوں کو رہا کروا دیا، پھر کشتی چلی سه

فرمایا ہے، اذا ظہر الحق لم یبق معہٗ غیرہٗ، ۵۹۰ھ میں وفات پائی معه
اِن کے تین خلیفہ مشہور ہوئے ہیں۔

عه سیرت غوث اعظم ص۳۳۴ عه نفحات الانس ص۳۷۱ سه سیرۃ غوث اعظم ص۳۳۵ لله سفینۃ الاولیا ۱۲ صه حیاتِ جاودانی ص۲۴۲ سه ایضاً ص۲۴۴ معه نفحات الانس ص۳۶۷ شرافت۔

اوّل : شیخ ابو الفتوح سعید بغدادی رح

ان کے سلسلہ میں شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی رح مقتدائے سلسلہ کرمانیہ مشہور گذرے ہیں ، وہ مرید شیخ علی بن عبد اللہ نواشی رح کے ، وہ مرید شیخ المجذوب صالح بربری رح کے ، وہ مرید شیخ کمال الدین کوفی رح کے ، وہ مرید شیخ ابو الفتوح سعید بغدادی رح کے۔[1]

دوم : شیخ عبد الرحمٰن المقعدی رح

ان کے سلسلہ میں سید عبد اللہ عیدروس حضرمی رح مقتدائے سلسلہ عیدروسیہ مشہور گذرے ہیں ، وہ مرید شیخ ابو بکر سکران الحضرمی رح کے ، وہ مرید سید عبد الرحمٰن سقاف[2] کے ، وہ مرید اپنے والد سید محمد مولی الدویلہ رح کے ، وہ مرید اپنے والد سید علی رح کے وہ مرید اپنے والد سید علوی رح کے ، وہ مرید اپنے والد سید الفقیہ المقدم محمد رح کے ، وہ مرید شیخ عبد اللہ صالح رح کے ، وہ مرید شیخ عبد الرحمٰن المقعدی رح کے۔[3]

سوم : شیخ عبد الرزاق الجزولی رح

ان کے سلسلہ میں شیخ محمد سخاوی رح مقتدائے سلسلہ سخاویہ مشہور گذرے ہیں ، وہ مرید شیخ طاہر ردادی رح کے ، وہ مرید شیخ احمد بہتے بہشتی رح کے ، وہ مرید شیخ احمد مرزوق رح کے ، وہ مرید شیخ ابو الحسن نبشتی رح کے ، وہ مرید شیخ ابو حفص عمرو نبشتی رح کے ، وہ مرید شیخ مہبط الدین حسن صالح رح کے ، وہ مرید شیخ محمد مغلس طیبی رح کے ، وہ مرید شیخ شرف الدین عادلی رح کے ، وہ مرید شیخ کمال الدین بکری رح کے ، وہ مرید شیخ جمال الدین محمد قناوی رح کے ، وہ مرید شیخ عبد الرحیم قناوی المصری رح کے ، وہ مرید شیخ عبد الرزاق الجزولی رح کے۔[4]

(۲۸) حضرت شیخ جاگیر کردی رح

عراق کے مشہور مشائخ سے تھے ۔ قنطرۃ الرصاص کے پاس سکونت پذیر رہتے ، رحمہ اللہ

حضرت

[1] [2] [3] خلاصۃ الاثر ص ۲۱۲-۲۰ ج ۲ الملحق جواہر غوث ص ۱۵۱ خزینہ

[4] ...

حضرت غوث الاعظم رہ نے اپنا طاقیہ شیخ علی بن ہیتی رہ کے ہاتھ اِن کو روانہ فرمایا، اور حضور میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اِن کو محض غیب سے روزی ملتی تھی، ظریف الشمائل، کامل الادب، شریف الصفات تھے

ایک شخص نے عرض کیا مجھے ہرن کا گوشت کھلائیے، اِنہوں نے سر نیچا کیا، اُسی وقت ایک ہرن آکر سامنے کھڑا ہو گیا، اِنہوں نے اُس شخص کو فرمایا کہ اِس کو ذبح کر کے کھالے

فرمایا ہے، من شاهد الحق عزّ وجلّ فی سرّہٖ سقط الکون من قلبہٖ۔ اور فرمایا ما اخذتُ العهد علی احدٍ حتّی رأیتُ اسمہٗ مرقومًا فی اللوح المحفوظ من جملۃ مریدی

۵۹۰ھ میں وفات پائی، نواح سامرہ میں مدفون ہوئے

(۲۹) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابو الفضل جبائی رح

عظمائے اولیائے کرام سے تھے، اصل میں طرابلس کے رہنے والے تھے، اِن کے والد عیسائی تھے، اِنہوں نے صغر سنی میں اسلام قبول کیا، پہلے قرآن مجید حفظ کیا، پھر تحصیلِ علم کے واسطے بغداد تشریف آئے، اور حضرت غوث الاعظم رح کی ذات اطہر سے ظاہری باطنی علوم حاصل کئے، اُن کے علاوہ قاضی ابو الفضل محمد بن عمر الارموی رح، شیخ ابو العباس احمد بن ابی غالب بن الطلایہ رح، شیخ ابو بکر محمد بن الزاغوانی رح، ابن البنا رح، شیخ ابو الفضل محمد بن ناصر الحافظ رح وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی، پھر اصبہان گئے، وہاں شیخ ابو الخیر محمد بن الباغان رح، شیخ ابو عبد اللہ حسن الرسیمی رح، شیخ ابو الفرج مسعود الثقفی رح وغیرہ سے حدیث سنی، اعلیٰ درجہ کے متدین صاحب خیر و برکت عابد و زاہد بزرگ تھے

ذہبی رح نے تاریخ الاسلام میں لکھا ہے کہ موفق الدین رح و ضیاء الدین رح و ابن خلیل رح
و ابو الحسن القطیعی نے ان سے روایت کی ہے ۵۵
ابن رجب رح نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ ابن جوزی رح نے اپنی کتابوں میں
اکثر مقامات پر ان سے روایت کی ہے ۵۶
۵۰۶ھ میں اصبہان میں ہی انتقال کیا، اور خانقاہ بہاؤ الدین الحسن ابن ابی الہیجا
میں مدفون ہوئے ۵۷

(۳۰) حضرت شیخ ابو القاسم عمر و بن مسعود بن ابی العز البزاز البغدادی رح
۵۳۲ھ میں تولد ہوئے، بڑے زاہد عابد صاحب کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ
تھے، حضرت غوث الاعظم رح سے تفقہ حاصل کیا، اور شیخ ابو القاسم سعید بن
البنا رح، شیخ ابو الفضل محمد بن ناصر الدین الحافظ رح، شیخ عبد الاول السنجری رح
وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی ۵۸
پہلے بغداد میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے، پھر ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے،
ان کا کلام نہایت موثر ہوا کرتا تھا، جو کچھ فتوح پہنچتی فقرا پر ایثار کر دیتے،
اکثر اوقات یہ اشعار پڑھا کرتے۔ ؎

الٰھی لک الحمد الذی انت اھلہ ۔۔۔ علیٰ نعمٍ ما کنتُ قط لھا اھلاً
اذا زدتُ تقصیراً تزدنی تفضلاً ۔۔۔ کانی بالتقصیر استوجب الفضلا ۵۹

۶۰۸ھ میں انتقال کیا، اور اپنے زاویہ میں بمقام بغداد مدفون ہوئے ۶۰

(۳۱) حضرت شیخ ابو الثنا محمود بن عثمان بن مکارم النعال البغدادی الازجی رح
۵۲۳ھ میں تولد ہوئے، شیخ ابو الفتح بن البطی رح اور شیخ ابو الفتح بن المنے رح
سے حدیث سنی، فقیہ، واعظ، زاہد، صاحب کرامات و ریاضات و مجاہدات
نہایت

ــہ ــہ ــہ جواہر ص ۲۶۲ ــہ ــہ ــہ ایضاً ص ۲۶۲، ۲۶۳ شذرات

نہایت ظریف الطبع تھے، صایم الدھر رہتے، ایک ختم قرآن مجید روزانہ کرتے، اپنی رباط میں ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے، شیخ حنابلہ مشہور تھے، امر بالمعروف سختی سے کرتے، خلق کثیر نے اِن سے نفع پایا۔

۶۰۹ھ میں وفات پائی، اور اپنی رباط میں مدفون ہوئے۔

(۳۴۲) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

عراق کے کبار مشائخ سے تھے، احوال وکرامات فاخرہ اور مقامات عالیہ رکھتے تھے، شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض پایا۔ آسمان کے فرشتوں اور اُن کے مقامات ولغات وتسبیحات کو جانتے پہچانتے تھے۔

فرمایا ہے، میں نے دس برس تک نفس کی خواہشوں سے محافظت کی، پھر دس برس تک قلب کے نفس سے، پھر دس برس تک قلب کے سِرّ سے، اِس کے بعد مجھ پر مقام رجوع الی اللہ وارد ہوا، اور اُس نے میری سر سے پاؤں تک حفاظت کی، واللہ خیر الحافظین۔

ایک مرتبہ لوگوں نے ایک ظالم حاکم کی اِن سے شکایت کی، اِنہوں نے ایک درخت پر اپنا قدم مارا، اور فرمایا ہم نے اس کو مار ڈالا ہے، پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی وقت وہ مرگیا تھا۔

کوئی بچہ مرض وجع المفاصل سے بیمار تھا، اِن کے پاس لائے، اِنہوں نے اُس کو ایک نارنگی ماری، وہ اسی وقت تندرست ہوکر دوڑنے لگا۔

فرمایا ہے، تمام کائنات کا اول سے آخر تک مجھ پر کشف ہوگیا، اور میں نے اہل جنت واہل دوزخ کو دیکھ لیا۔ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے۔

غرست الحب غرسًا فی فوادی ٭ فلا اسلوا الی یوم التنادی

عہ جامع کرامات اولیاء ص۲۵۹ سہ ایضاً ص۲۶۲ عہ ایضاً ص۲۵۹ ہہ بہجۃ الاسرار ص۲۲۵

جرحت القلب منی باتصال	فشوقی زائد والحب بادی
سقانی شربۃ احیی فؤادی	بکاس الحب من بحر الودادی
ولولا اللہ یحفظ عارفیہ	لھام العارفون بکل وادی عـه

سلخ ذیقعدہ ۶۱۹ھ میں وفات پائی، یعقوبا میں مدفون ہوئے عـه

(۳۳) حضرت شیخ ابو محمد یونس بن یوسف شیبانی رح

صاحب اسرار و معارف و کرامت تھے، شیخ علی بن ہیتی رح سے بھی فیض پایا، سلسلہ یونسیہ انہیں کی طرف منسوب ہے، سلخ ذیقعدہ ۶۱۹ھ میں انتقال کیا، قبر رباطِ یعقوبی میں ہے عـه

(۳۴) حضرت شیخ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلی رح

جامع علوم ظاہر و باطن صاحبِ تصانیف عالیہ تھے، فقر میں مقاماتِ ارجمند رکھتے، ۶۲۲ھ میں وفات پائی عـه

(۳۵) حضرت شیخ ابو المعالی صدر الدین محمد بن اسحاق قونیوی رح

علوم ظاہری و باطنی وعقلی ونقلی میں کامل اور تقوےٰ و ریاضت ومجاہدہ و زہد میں اکمل تھے، شیخ سعد الدین حموی رح و مولانا جلال الدین رومی رح کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے عـه

علامہ قطب الدین شیرازی رح حدیث میں اِن کے شاگرد تھے، اور موید الدین جندی رح و مولانا شمس الدین ایکی رح و شیخ فخر الدین عراقی رح و شیخ سعید الدین فرغانی رح اِن کے فیضیابانِ صحبت سے تھے، ۶۳۰ھ میں وفات پائی عـه

(۳۶) حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد البکری السہروردی رح

قطبِ وقت غوثِ زمان، عالم عامل و شیخ کامل تھے، علومِ ظاہر و باطن کے جامع اور مشائخ

عـه جا بر بار و وانی صفحہ ۲۰۴ عـه سفینۃ الاولیا ۱۲ عـه خزینۃ الاصفیا جلد دوم صفحہ ۲۶۱ عـه ایضاً جلد اول صفحہ ۱۱۱ عـه ایضاً صفحہ ۱۱۲ شرافت۔

اور مشائخ کے استاد تھے، حضرت غوث الاعظم رح کے خاص خدام و جلیسوں سے تھے، جناب غوثیہ ان کے حق میں فرمایا کرتے، انت اٰخر المشہورین بالعراق؂
اپنے چچا بزرگوار شیخ ابو النجیب سہروردی رح سے بھی خلافت پائی، کتنی مدت تک جزیرہ عبادان میں بدلا رکے ساتھ صحبت رکھی، حضرت خضر علیہ السلام کی معیت بھی کئی بار نصیب ہوئی، صاحبِ تصانیف تھے، کتاب عوارف المعارف اور رشف النصائح، اعلام الہدیٰ، بہجۃ الابرار وغیرہ تصوف میں تصنیف فرمائیں ۶۳۲ھ میں انتقال فرمایا، اور بغداد شریف میں مدفون ہوئے ؂
ان کے خلفا مثلِ شیخ بہاوالدین زکریا ملتانی رح و شیخ حمید الدین ناگوری رح و شیخ نجیب الدین علی بزغش رح و شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رح کے بہت کامل اکمل گذرے ہیں ؂

(۳۷) حضرت شیخ سوید سنجاری رح

دیارِ بکر کے کبار مشائخ سے تھے، جامع شریعت و طریقت اور صاحب کراماتِ ظاہرہ و مقاماتِ رفیعہ تھے ؂
ایک شخص کی کسی نے ناک کاٹ ڈالی، انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جوڑ دی تو وہ ویسی ہی تندرست ہوگئی جیسی پہلے تھی ؂
ایک روز مسجد میں نماز پڑھنے گئے، وہاں ایک نابینا غیر قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا تھا، ان کو رحم آیا، اس کے حق میں دعا فرمائی، چنانچہ وہ اسی وقت بینا ہوگیا، اور بیس سال تک زندہ رہا، اور بدستور آنکھیں روشن رہیں ؂
یہی ایک مجذوم کے وجود سے پیپ اور خون بہتا تھا، اور زخموں میں کیڑے پڑے تھے، اس کے حق میں دعا فرمائی تو وہ تندرست ہوگیا ؂

ان کا کلام عالی تھا، فرمایا ہے، آنکھیں تین قسم ہیں، بصر کی آنکھ جو محسوسات کو
معلوم کرتی ہے، بصیرت کی آنکھ جو معنویات کو معلوم کرتی ہے، روح کی آنکھ
جو مخفیات کو دیکھتی ہے[۵]

ان کا مدفن سنجار میں ہے، ان کے دو مرید شیخ حسن التلعفری رہ و شیخ عثمان
بن عاشور السنجاری رہ مشہور ہوئے ہیں[۶]

(۳۸) حضرت علامہ ابوبکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراق
پہلے حضرت غوث الاعظم رہ سے علم حاصل کیا، محدث و فقیہ کمال ہوئے، پھر خرقہ پہنا
سب سے پہلے جس شخص نے حضرت غوثیت مآب رہ کے حالات میں کتاب لکھی وہ
یہی ہیں، ان کی کتاب انوار الناظر فی معرفۃ اخبار الشیخ عبد القادر رہ مقبول
و مستند ہے، اور بعد کی کتابوں کا ماخذ یہی ہے[۷]

(۳۹) حضرت شیخ امام ابو البقا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصری رہ
مختلف علوم کے عالم، فقیہوں، نحویوں، فرضیوں، لغویوں، اصولیوں کے اما
اور متعدد تصانیف کے مصنف تھے، ظاہری آنکھوں سے نابینا تھے، جب پہلی مرتبہ
حضرت غوث الاعظم رہ کی مجلس وعظ میں گئے، تو دل میں کہا کہ میں اس عجمی کے کلام
کو سنکر کیا کروں گا، حضور غوثیہ نے ان کا مافی الضمیر معلوم کرکے فرمایا لے دل ا
آنکھ کے اندھے! تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا، یہ سن کر رہ نہ سکے، ا
منبر کے قریب جاکر حضور کے قدموں پر گر پڑے، اور ارادتمندوں میں داخل ہوئے
حضور نے ان کو خلعت خرقہ سے سرفراز فرمایا[۸]

(۴۰) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ اسدی رہ
انہوں نے حج کے موقعہ پر حضرت غوث الاعظم رہ سے خرقہ حاصل کیا تھا، اکابر اولیاء اللہ
(۴۱) حض

[۵] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴۲ [۶] حیات جاودانی صفحہ ۲۵۴ [۷] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴۳ [۸] ایضاً صفحہ ۲۴۲ و سفینۃ الاولیاء

(۴۱) حضرت علامہ شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجی رح
اصحاب غوثیہ سے تھے، شیخ عبدالرحمن طفسونجی رح نے ان کے متعلق کہا کہ میں
ان کا ایک بال بھی عنایت الٰہی سے خالی نہیں دیکھتا۔

(۴۲) حضرت شیخ ابومحمد جمال الدین یونس بن یحییٰ بن ابی البرکات ہاشمی رح
ان کے مریدوں سے شیخ اکبر محی الدین العربی رح رئیس المکاشفین گذرے ہیں۔

(۴۳) حضرت شیخ ابوعبداللہ بطائحی بعلبکی رح
ان کے مریدوں سے شیخ محمد حیات بن احمد الجوینی رح مستجاب الدعوات تھے۔

(۴۴) فخر الفقہا حضرت قاضی ابویعلیٰ رح (۴۵) حضرت شیخ ابوالفتح نصر بن
فتیان بن مطر مثنی رح (۴۶) حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ بن خشاب رح (۴۷) حضرت
حافظ ابوالخیر عبدالمغیث بن زہیر بن زراد بن علوی حربی رح (۴۸) حضرت امام
ابوعمرو عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ملقب بہ شافعی زمان رح (۴۹) حضرت
شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن ثابت المعروف بہ ابن الکیزانی رح (۵۰) حضرت
شیخ ابومحمد رسلان بن عبداللہ بن شعبان رح (۵۱) شیخ العارفین ابوالسعود احمد
بن ابی بکر خزیمی عطار رح (۵۲) حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی اوانی رح
(۵۳) حضرت شیخ ابوعبداللہ بن سنان رح (۵۴) حضرت شیخ ابوعلی حسن
بن عبداللہ بن رافع انصاری رح (۵۵) حضرت شیخ محمد ابوطلحہ بن مظفر رح (۵۶)
حضرت شیخ ابوالخلیل احمد بن سعد بن وہب بن علی بغدادی رح (۵۷) تاج العلماء
حضرت شیخ ابوالبقا محمد ازہری رح (۵۸) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابوالحسن علی رح
(۵۹) قاضی القضاۃ علامہ ابوالقاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن ادریس ماردینی شافعی رح
(۶۰) حضرت قاضی ابوطالب عبدالرحمن مفتی عراق رح (۶۱) حضرت شیخ امام

نفحات الانس ص۵۱۲ ، سفینۃ الاولیاء ، نزہت

ابو اسحاق ابراہیم بن مرجیل بن نصر مخزومی ؒ (۶۲) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد
بن رسلان بن عبد اللہ فقیہ شافعی ؒ (۶۳) حضرت شیخ ابو محمد عبد الجبار بن ابی الفضل
بن فرج بن حمزہ ازجی ثقفی حصری ؒ (۶۴) حضرت علامہ فقیہ ابو الحسن علی بن ابی طاہر
بن ابراہیم ؒ (۶۵) حضرت امام ابو عبد اللہ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی ؒ (۶۶) حضرت
امام ابو عمرو محمد بن احمد بن محمد قدامہ مقدسی ؒ (۶۷) حضرت امام ابو اسحاق ابراہیم بن
عبد الواحد مقدسی ؒ (۶۸) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابو الفتح محمد بن قاضی ابو العباس
احمد ؒ (۶۹) فخر القراء والفقہا حضرت شیخ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبد العزیز
مصری ؒ (۷۰) راس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین ابو الفرج عبد المنعم بن علی بن نصیر
بن صیقل حرانی ؒ (۷۱) استاذ الفقہا حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم بن حدادی ؒ
(۷۲) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن احمد یمنی ؒ (۷۳) حضرت شیخ ابو محمد رافع بن احمد ؒ
(۷۴) حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن بشارۃ بن یعقوب عدنی ؒ (۷۵) حضرت
شیخ صالح ابو عبد اللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان جیلانی ؒ (۷۶) حضرت شیخ علامہ
امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بعلبکی ؒ (۷۷) حضرت شیخ امام ابو الحرم مکی بن امام
ابو عمرو بن عثمان بن اسمٰعیل بن ابراہیم سعدی ؒ (۷۸) حضرت شیخ ابو البقا صالح
بہاؤ الدین نور الاسلام ؒ (۷۹) حضرت شیخ ابو محمد عبد الرحمن بن امام ابو حفص عمر بن
غزال واعظ ؒ (۸۰) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن امام ابو محمد محمود نعال ؒ (۸۱)
حضرت شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابو بکر احمد ؒ (۸۲) حضرت شیخ ابو بکر عتیق بن
ابی الفضل ؒ (۸۳) حضرت امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن ابی نصر محمود بن المبارک جنابذی ؒ
المعروف بہ تاج الحفاظ ؒ (۸۴) حضرت شیخ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی المکارم فضل
بن بختیار بن ابی نصر یعقوبی ؒ (۸۵) حضرت علامہ ابو عبد الملک ذیال بن ابی المعالی
بن راشد

بن راشد بن بنان عراقی رحمۃ اللہ علیہ (۸۶) حضرت شیخ امام ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ (۸۷) حضرت شیخ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن شیخ ابو العلےٰ نجم بن شرف الاسلام ابو البرکات عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۸۸) حضرت شیخ ابو المجد عیسےٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (۸۹) حضرت شیخ ابو موسےٰ عبد اللہ بن حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰) حضرت حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمٰن مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱) حضرت شیخ ابو الفتوح یحیےٰ بن شیخ ابو السعادات سعد اللہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ (۹۲) حضرت شیخ ابو الفتوح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۹۳) حضرت شیخ ابو محمد یوسف بن المظفر بن شجاع عاقولی ازجی صَہار رحمۃ اللہ علیہ (۹۴) حضرت شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل بن ابی البرکات مبارک بن حمزہ بن حسین ازجی رحمۃ اللہ علیہ (۹۵) حضرت شیخ فقیہ ابو الفضل اسحاق بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (۹۶) حضرت شیخ امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (۹۷) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سمدویہ صریفینی رحمۃ اللہ علیہ (۹۸) حضرت شیخ علامہ اسحاق بن ابراہیم بن سعد داری علثی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (۹۹) حضرت شیخ ابو طاہر بن شیخ ابو العباس احمد بن علی بن خلیل بن ابراہیم بن خلیل جوسقی صرصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۰) حضرت شیخ ابو بکر محمد بن عمرو بن ابی بکر بن عبد اللہ ازجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱) حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر بن عثمان بن ابی البرکات رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۲) حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز بن دُلف بن ابی طالب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۳) حضرت شیخ ابو محمد عبد العظیم بن شیخ ابو محمد عبد الکریم بن محمد مصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۴) حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبد اللہ بن محمد بن ولید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۵) حضرت شیخ ابو الفرج عبد المحسن رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۶) حضرت شیخ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۷) حضرت شیخ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن عبد اللہ بن عیسےٰ بن ابی الرجال یونینی بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۸) حضرت شیخ صوفی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الصمد بن ابی عبد اللہ بن حائل بن خلیل

بن راشد الانصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔[۵۰]

خلفائے باطنی آپ کے باطنی یار پانچ تھے، (۱) شیخ احمد بدوی رح (۲) شیخ احمد علوان یمنی رح (۳) شیخ احمد نقاش حبشی رح (۴) شیخ احمد وفائی بصری رح (۵) شیخ احمد ضلعی رح۔[۵۱]

خلفا از قسم جنات ایک روز حضرت غوثیت مآب رح بوقت تہجد شب جمعہ تیرہویں[۱۳] محرم ۵۴۲[۵۲] ھ کو عبادت میں مشغول تھے کہ قوم جنات کا سردار بَفْقَرُوشَا نام مع تریپن[۵۳] ہمراہیوں کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اُس کو، اور اُس کے سات فرزندوں کو خلافتِ ارشاد عطا کی، اور اُس کے پانچ ہمراہیوں کو مجاز کیا۔

(۱) بَفْقَرُوشَا۔ سردار جنات رح (۲) دُرْفِقْشَا رح (۳) غُومُرفِقْتِیشَا رح (۴) جَغْوَاقِفُشَا رح (۵) مُضَرَاضِغْشَا رح (۶) جُغْفِقُوْاشَا رح (۷) فَرُضُغْفِشَا رح (۸) طُفَاطَغْرُوشَا رح۔

یہ ساتوں بَفْقَرُوشَا رح کے بیٹے اور خلیفۂ ارشاد تھے، اِس کے علاوہ۔

(۹) قُطِرَہ ضَاغَا رح (۱۰) شَرْخَفْرَامُوغ رح (۱۱) بَجَاغُوقَا رح (۱۲) فَرُحُومِغْشَا رح (۱۳) قِطَوَاجُوغَا رح۔

یہ موخر الذکر پانچوں حضرات مجاز تھے۔[۵۴]

سلسلۂ قادریہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے جو خانوادہ فقر چلا، اس کا نام صنفِ فقرا میں قادریہ کہا جاتا ہے۔ اِس سلسلہ کی بہت شاخیں مختلف ناموں سے دنیا میں پھیلی ہیں۔

تبرکات حضور غوثیہ کی کئی چیزیں اب تک دنیا میں یادگار موجود ہیں، مثلاً لاہور شاہی مسجد میں مندرجہ ذیل تبرکات ہیں۔

۵۰ سیرت غوث اعظم صفحہ ۲۴۲ ۵۱ نفحات غوثیہ صفحہ ۲۰ ۵۲ یوسف ۱۲ فیوض غوثیہ صفحہ ۱۱ مرغوب القلوب ۵۳ فیوض غوثیہ ۵۴ مرقومات

(۱) جائے

(۱) جائے نماز (۲) رضائی مبارک (۳) غلافِ روضہ شریف۔

فقیر شرافت عفا اللہ عنہ بھی بارہا ان کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔

اوچ بخاری میں حضرت مخدوم سید ناصر الدین ثانی سجادہ نشین درگاہ جلالیہ کے در دولت میں مندرجہ ذیل تبرکات موجود ہیں۔

(۱) تسبیح (۲) کلاہ (۳) کلاہِ دیگر (۴) مقراض [۱]

اوچ گیلانی میں حضرت مخدوم سید شمس الدین ثانی سجادہ نشین درگاہِ غوثیہ محبوبیہ کے دولتخانہ میں تبرکاتِ ذیل موجود ہیں۔

(۱) جبہ مبارک، یہ وہ جبہ ہے جو چوروں نے ڈاکہ مارتے وقت سرقہ کیا تھا، اور پھر اس کی طفیل وہ سب چوری سے تائب اور مسلمان ہوئے تھے۔ (۲) دستہ نے، یہ ایک دستہ ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان غیاث الدین نے حضور انور کو دیا تھا [۲]

مدحیات

آپ کی تعریف میں ہزاروں شعرا و مداحین نے قصائد و اشعار لکھے، یہاں صرف ایک قصیدہ میر مومن رہ کا لکھا جاتا ہے۔

قصیدہ

زہے امیر سریرِ عظمت کہ سکہ برزد بملک کبریٰ — قدم نہادہ بفرقِ عرش و علم کشیدہ باوجِ اعلیٰ

بروئے یوسف بلب مسیحا بپائے خضر و بدست موسیٰ — نبی نگویم ولی ست لیکن صفاتِ ہر دو در وست پیدا

زبطنِ پاکِ بتول زادہ جمالِ صورت کمالِ معنے — ز پشتِ حیدر نژادِ عالی بخلقِ احسن چو جدِ والا

نمود خوبی کشود پردہ و رود برکت صعودِ رتبہ — حصولِ مقصد وصولِ قرب و نزولِ رحمت قبولِ مولا

وفائے ظاہر صفائے باطن ضیائے دیدہ رضائے خاطر   رواجِ حُسن و علوّ عشق و فروغِ دین و فراغِ دُنیا
قوامِ بخت و دوامِ دولت علوِّ جاہ و نظامِ عالم   صوابِ فکر و بنائے علم و پناہِ شرع و اساسِ تقویٰ
ہزار قطبِ زمانہ یابد علوّ درجہ زفضلۂ تو   تو بادشاہِ جہاں نوازی تراست برتر مقامِ عُلیا
چرا نروبد چرا نہ بوسد چرا نہ سازد طواف گردوں   کہ خاکِ پائے تو توتیائے بچشمِ انجم کند تمنّا

فکیف یفنی قتیل عشقک حیات بالھوا وفیہ   بای قلب بمیل حبک الی القیامۃ فصار حیّا

رخت ہمیشہ بہارِ جنّت خطِ تو در وے چو سبزہ در وے   لبِ تو گویا زلالِ کوثر قدت چہ گویم مثال طوبےٰ
بذاتِ پاکت کنم تصوّر منزہ گویم صفاتِ باری   بقُربِ وصلِ تو واصلاں اکجا بجز حق بغیر پروا
نبی از آں زد قدم مبارک برقبۂ آں بلند تارک   کہ ہر ولیِ زمانہ گردن بعزّت آرد فرود آں پا
سیاہ مست و نگاہ ساقی شکست خم و سبو و ساغر   بدورِ چشمش بچرخ گردش فتادہ ہر سو خراب و رسوا
غریقِ بحرِ عمیق حیرت کہ غرق گشتہ بقطرۂ او   ہزار نوح و ہزار کشتی نشاں نیابد پدید اصلا

کشیدہ صمصامِ لا و الّا بدل فنا کردہ ما سوی اللہ   فاین یمکن بقا و شیئا قسمت باللہ وھو یبقی
فتادہ بروئے زمیں چو سایہ بفرقِ گردوں نہادہ پایہ   گہے مخاطب شاہِ شاہاں گہے مسکیں تہ دستے
شہے ولایت بلند رائت جلیل قدر و رفیع منزل   بہر گدائے ز دستِ جودش دو عالم آمد عطائی صُغرا
ولیِ کامل فقیہِ عامل دلیلِ عرفاں قوی بُرہاں   حقائقِ دیں سرائرِ دل عیاں نماید برمز و ایما
بصد ہزاراں چراغِ انجم ہمیں سپنجی سرا فروزد   ز آفتابِ رخت منوّر ہزار عالم بیک تجلّےٰ
رَوم بگردونِ دوں بمنت کہ گوہرِ خود بدہ بوامم   ز قلزمِ دل بروں کشیدم پئے نثارِ تو دُرِّ یکتا
ترا ز دادِ خدا خزائن کہ نیست آں را زوال و نقصاں   زکوٰۃِ مالِ تو گنجِ قاروں عطار دستِ تو کانِ دریا
بر آستانِ تو شیرِ گردوں بصبح دُم شد بخاک روبی   شکارگاہِ سگانِ کویت بہر زمانہ سپہرِ خضرا
سرم چو خاکِ او فتادہ بر در کہ گشتہ پامالِ خاص و عام   قدم مبارک فتد بروم شوم زیارت گہے جہاں را
بروضۂ او کند پرستش چو کعبہ ہر دو ہزار عالم   ملائک آید پئے زیارت فلک بخدمت مجاورآسا

چو چشم ہر سو

چو چشم بہر سو نظر بگرداں بروب خاکِ درش بمژگاں — مگر کہ از فدا بر نوازش ترا بہ بخشد عطائے کبریٰ [۱]

بیا برو و رُخ ارادت کہ تا کشاید دَرِ سعادت — لب و وہاں گو مباد سائل زبانِ حال ترا است دانا

محبّ مومن بصدق باطن بفتح قبل تراب عتبہ

فنہ یحصل بعنقریب مرید ما ذا ارید شیئاً

اسمائے غوثیہ

آپ کے اسماء و القاب کتب تصوف میں بکثرت منقول ہیں، ان میں سے ننانوے ۹۹ نام بغرض افادۂ طلابِ حق لکھے جاتے ہیں، جو سالک روزانہ ایک مرتبہ تلاوت کرے فیضانِ قادریہ و رویتِ غوثیہ سے مشرف ہوتا ہے، چنانچہ فقیر شرافت عافاہ ربہٗ بھی عالمِ رویا میں جمالِ باکمال حضور سے مفتخر ہوا ہے۔

ننانوے ۹۹ نام | (۱) قادر القدرۃ بقدرۃ اللہ (۲) قاضی الحوائج بقضاء اللہ (۳) قوام الروح بامر اللہ (۴) قیوم العظام الرمیم بحکم اللہ (۵) قدوس الارواح بصنعۃ اللہ (۶) قدیر الاقلام بید اللہ (۷) قابض البسط باسرار اللہ (۸) قاہر بالجلال بنور اللہ (۹) قہار علی الباغین بعدل اللہ (۱۰) قائم بالرجل علی رقاب کل اولیاء اللہ (۱۱) قائل لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (۱۲) قاتل الاعداء بسیوف اللہ (۱۳) ناصب القطب عند عرش اللہ (۱۴) ہادی الطرق الی اللہ (۱۵) محی القلوب بانوار اللہ (۱۶) مقدم النفوس بنفس اللہ (۱۷) کشاف الظلام من سراج اللہ (۱۸) نور خاتم الانبیاء من الاولین (۱۹) خاتم الاولیاء علی الآخرین (۲۰) غیاث الملہوفین (۲۱) مغیث المندوبین (۲۲) منجی المغرقین (۲۳) امان الطالبین (۲۴) قرۃ عیون النبیین

(۲۵) عزیز عند المقربین (۲۶) وسیلۃ الطالبین (۲۷) محبوب رب العلمین (۲۸) معشوق جمیع العاشقین (۲۹) مقضی المرام للمریدین (۳۰) کفیل المعتقدین (۳۱) وکیل عند الشدائد المذنبین (۳۲) مسکن قلوب الذاکرین (۳۳) مزین لوجہ المشتاقین (۳۴) فرط المحبین (۳۵) مَن لرویتہ المجلاین (۳۶) محب المحب لحبیب اللہ (۳۷) معز الخلیل لخلیل اللہ (۳۸) مَن لہ الکل (۳۹) ہادی السبل (۴۰) مقصود العباد (۴۱) سید الاوتاد (۴۲) شیخ الرجال (۴۳) انیس الابدال (۴۴) واہب الارشاد (۴۵) حاکم الافراد (۴۶) مقدم النجباء (۴۷) سید النقباء (۴۸) امام الشہداء (۴۹) اسعد السعداء (۵۰) انقی الاتقیاء (۵۱) اصفی الاصفیاء (۵۲) ولی الکونین (۵۳) والی الثقلین (۵۴) شیخ الکل لجمیع عباد اللہ (۵۵) مَن لہٗ مطاف بیت اللہ (۵۶) نور اللہ فی الافادۃ (۵۷) نار اللہ الموقدۃ (۵۸) مطلوب المطلوب (۵۹) محبوب المحبوب (۶۰) نائب رسول اللہ فی الخلق (۶۱) خلیفۃ اللہ بالحق (۶۲) باز الاشہب (۶۳) واہب الطرب (۶۴) حافظ الہالکین (۶۵) امام السالکین (۶۶) ماء العاطشین (۶۷) مشبع الجائعین (۶۸) خیر الناصرین۔ (۶۹) دلیل الحائرین (۷۰) مکمل الکاملین (۷۱) سر المخلوقین (۷۲) معطی الرجاء (۷۳) منور الملاء (۷۴) غوث الاعظم (۷۵) ناموس الاکرم (۷۶) عالی الہمم (۷۷) سر المصطفیٰ (۷۸) ولد المرتضیٰ (۷۹) صاحب الوفاء (۸۰) ثمرۃ اہل العباء (۸۱) عضد الغرباء (۸۲) ظہر الفقراء (۸۳) معین المساکین (۸۴) امان الہالکین (۸۵)

مفرح

مفرج الھمّ (۸۶) دافع السّمّ (۸۷) ابو الفتح والنصر (۸۸) شیخ الازمنة واھل العصر (۸۹) نور الساطع (۹۰) برھان القاطع (۹۱) قطب الاقطاب (۹۲) مَن له بیت الاحباب (۹۳) سید اولاد الحسن (۹۴) شمس الافلاك والزمن (۹۵) لبّ لبّ الحسین (۹۶) من ارسل روحه یوم بدرٍ وحنین (۹۷) غیاث المستغیثین (۹۸) دلیل المتحیّرین (۹۹) مقبول ربّ الجنان ولد حبیب الرّحمٰن محبوب السبحان غوث الثقلان محی الملة والدّین سید عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنه وارضاہ عنا۔ ؎

سند رویت غوثیہ | حضرت شاہ ابو المعالی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تحفۃ القادریہ میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے طُوبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ یعنی جنّت کی بشارت ہو جس نے مجھ کو دیکھا، اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا، اور جس نے اُس کو دیکھا، اور جس نے اُس کو دیکھا، اور جس نے اُس کو دیکھا، اور جس نے اُس کو دیکھا، اور جس نے اُس کو دیکھا۔ مطلب یہ کہ سات واسطوں سے بھی جس نے حضور غوثیہ کو دیکھا، وہ داخلِ بشارت ہے۔

الحمد للہ کہ فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی متعدد سندوں سے رویت غوثیہ سے مفتخر ہے۔

اوّل۔ مولفِ کتاب ہذا فقیر شریف احمد شرافت قادری نوشاہی نے حضرت میاں محمد الدین صاحب متولی جامع مسجد شرقپور کو دیکھا، انہوں نے حضرت حافظ عبد اللہ المعروف حافظ بلہا شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، انہوں نے حضرت شاہ مراد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، انہوں نے حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، اور انہوں نے حضرت شاہ دولا دریائی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، اور انہوں نے بقولِ صاحب آئینہ تصوف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

دوم ۔ فقیر سراپا آفت نے حضرت میاں محمد الدین سرقپوری رح مقدم الذکر کو دیکھا، انہوں نے حضرت سید مددعلی شاہ گیلانی حجروی رح کو دیکھا، انہوں نے اپنے دادا حضرت سید صدرالدین شیر خدا حجروی رح کو دیکھا، انہوں نے اپنے پر دادا حضرت سید نور محمد المعروف شاہ نور بہریور حجروی رح کو دیکھا، انہوں نے اپنے پر دادا حضرت سید محمد مقیم محکم الدین حجروی رح کو دیکھا، انہوں نے حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر کو دیکھا، انہوں نے اپنے جدامجد حضرت غوث الاعظم رح کو دیکھا۔

سوم ۔ فقیر سراپا آفت عافاہ ربہٗ نے حضرت حافظ محمد الدین مجددی سوہائی کو دیکھا، انہوں نے حضرت مولانا غلام نبی مجددی للہی رح کو دیکھا۔ انہوں نے حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رح کو دیکھا، انہوں نے اپنے عم بزرگوار رح کو دیکھا، انہوں نے ملتان کے مضافات میں حضرت مائی صفورہ صاحبہ رح کو دیکھا، انہوں نے حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر کو دیکھا، انہوں نے حضرت غوث الاعظم رح کو دیکھا۔

واقعۂ وفات

حضور غوثیہ رح نے اپنی عمر کے ابتدائی سترہ سال تو اپنے مولد و مسکن میں گذارے، نوسال بغداد شریف علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و تکمیل کی، پچیس سال عراق کے جنگلوں بیابانوں میں ریاضات کاملہ اور مجاہدات شاقہ سے منازل سلوک طے کئے، پھر چالیس سال تک ارشاد و تلقین، اعلائے کلمۃ الحق، اصلاح خلق میں مصروف رہے۔

علالت طبع ۔ آخر اکانوے سال کی عمر میں محبت ذات الٰہی نے کشش فرمائی، آپ کی طبیعت کچھ علیل ہوگئی، آپ نے تمام گھر والوں کو اطلاع کر دی کہ ہمارا وصال ہونیوالا ہے، آپ کے فراق سے سب کے اجسام پر لرزہ طاری ہوگیا۔ ماہ ربیع الآخر کے آغاز میں مرض نے

میں مرض نے طول پکڑا، آپ نے ایامِ مرض میں کئی وصیتیں فرمائیں۔

وصایائے آخرین | آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت سیّد عبدالوہاب رحمہ نے عرض کیا اے میرے قبلہ گاہ! مجھے کوئی ایسی وصیت فرمائیے، جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا رہوں تو حضور نے فرمایا: "اللہ کا تقوٰے اور اُس کی طاعت کو لازم کرلے، نہ کسی سے خوف رکھ اور نہ طمع، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالہ کر، اور اُسی سے مانگ، حق تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ اور اعتماد نہ رکھ، توحید، توحید، توحید، سب چیزوں کا مجسمہ توحید ہے۔"

پھر فرمایا: "جب قلب حق تعالےٰ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے تو نہ کوئی شے اُس سے خالی رہتی ہے، اور نہ کوئی چیز اُس سے باہر نکلتی ہے۔"

پھر فرمایا: "میں سراسر مغز بے پوست ہوں۔"

پھر اولاد کو فرمایا: "میرے اِرد گرد سے دور ہٹ جاؤ، کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں کسی اَور کے ساتھ۔"

پھر فرمایا: "میرے پاس بغیر تمہارے کوئی اَور (فرشتے) آتے ہیں، پس ان کے لئے جگہ فراخ کردو، اور ان کے ساتھ ادب سے رہو، یہاں رحمتِ عظیم ہے، اُن پر جگہ تنگ نہ کرو۔"

آپ ایک دن اور ایک رات یہ الفاظ فرماتے رہے: "وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالٰی میری اور تمہاری مغفرت کرے، مجھ پر اور تم پر رحمت سے رجوع فرماوے، آؤ اللہ کے نام سے، درانحالیکہ تم وداع نہیں کئے گئے۔"

پھر فرمایا: "مجھے کسی چیز کی کچھ پرواہ نہیں، نہ کسی فرشتے کی، اور نہ ملک الموت کی، اے ملک الموت! تم ہٹ جاؤ، ہم پر اُس نے عطا کی ہے جو تیرے سوا ہمارا متولی ہے۔"

سیرت غوث اعظم از منظور احمد

اس کے بعد آپ نے ایک بڑا نعرہ مارا۔ آپ کے صاحبزادگان سید عبدالرزاق رح اور سید موسٰی رح روایت کرتے ہیں کہ آپ قبل از وفات بار بار ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ توبہ کرو، اور صف میں داخل ہوجاؤ میں تمہاری طرف آتا ہوں"۔

اس کے بعد آپ پر سکرۃ الموت کا وقت آیا، فرمانے لگے "میرے اور تمہارے اور تمام خلقت کے درمیان آسمان و زمین جتنا بُعد ہے۔ مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو"۔

پھر آپ کے صاحبزادہ سید عبدالعزیز رح نے آپ سے طبیعت کا حال پوچھا تو فرمانے لگے "مجھ سے کوئی کسی چیز کا سوال نہ کرے، خبردار! میں اللہ تعالیٰ کے علم میں حالتیں بدل رہا ہوں، ایک حال سے دوسرے حال میں پھرتا ہوں، میرے مرض کو آدمیوں جنوں، فرشتوں سے کوئی نہیں جانتا، اور نہ کوئی سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا علم اُس کے حکم سے نہیں ٹوٹتا، اس واسطے کہ حکم متغیر ہوتا ہے، اور علم متغیر نہیں ہوتا، اور حکم منسوخ ہوتا ہے، اور علم منسوخ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے محو کرتا ہے اور جس چیز کو چاہے ثابت رکھتا ہے، اور اُس کے پاس اُم الکتاب ہے، اور وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے پوچھا نہیں جاتا، اور وہ (بندے) پوچھے جاتے ہیں، صفات کی خبریں جیسی آئی ہیں ویسی ہی جاری ہوتی ہیں"۔

پھر آپ کے صاحبزادہ سید عبدالجبار رح نے پوچھا کہ آپ کے بدن سے آپ کو کیا چیز ضرر دیتی ہے؟ فرمایا "میرے تمام اعضا مجھ کو تکلیف دیتے ہیں، مگر میرا دل کہ اُس کو کوئی تکلیف نہیں، اور وہ ثابت ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ"۔ ؏

اس کے بعد آپ کے عالم جاودانی کو رخصت ہونے کا وقت آگیا، حضرت عزرائیل علیہ السلام بشکل اعرابی

بشکل اعرابی حاضر ہوئے، اور آپ کو ایک نورانی مکتوب دکھلایا، جس میں لکھا تھا،

یصل ھٰذا المکتوب من المحب الی المحبوب کلّ نفس ذائقۃ الموت۔

اس کے بعد آپ نے تازہ غسل کیا، اور نمازِ عشا ادا فرمائی، اور دیر تک سجدہ میں پڑے رہے، اور تمام گھر والوں اور ارادتمندوں کے لئے دعا مانگی، اور کئی مرتبہ یہ الفاظ پڑھے

اللھم اغفر لامّۃ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم علیٰ امّۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھمّ تجاوز عن امّۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عہ

ندائے غیب جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو غیب سے ایک ندا آئی یَا ایّتھا النفس المطمئنّۃ ارجعی الیٰ ربّکِ راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۔ (الفجر) یہ سنکر حضور پُرنور بستر پر دراز ہوگئے۔ عہ

آخری کلمات اور یہ کلمات زبان سے نکالے، استعنت بلا الٰہ الّا اللہ الحیّ الذی لایموت ولا یخشیٰ سبحان من تعزّز بالقدرۃ وقھر العباد بالموت لآ الٰہ الّا اللہ محمّد رّسول اللہ عہ

آپ کے صاحبزادہ سید موسےٰ رہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے تَعَزَّزَ کا لفظ فرمایا تو آپ کی زبان اُس کو ٹھیک طور پر ادا نہ کرسکی، پس آپ بار بار اُس کو دُھراتے رہے یہاں تک کہ آپ نے بآوازِ بلند اُس کو صحیح طور پر ادا کردیا، پھر تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر جان بحق تسلیم کی۔ عہ

تاریخِ وفات حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رہ کی وفات بقول صاحب قلائد الجواہر و تاریخ ابن نجار و اورادالقادریہ و ماثبت من السنۃ شب شنبہ* بعد از نمازِ عشا بتاریخ یازدہم ماہِ ربیع الآخر ۵۶۱ھ پانسو اکسٹھ ہجری مطابق ۱۱۶۶ء ایکہزار ایک سو چھیاسٹھ عیسوی میں بعہدِ خلافت المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی

عہ عہ عہ عہ سیرۃ غوثِ اعظم ص۱۵۱ شرافت۔ * تقویم تاریخی کی رو سے ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو دوشنبہ کا دن تھا، شرافت

خلیفہ سی و دوم عباسی کے ہوئی۔

مدفنِ پاک آپ کی نماز جنازہ حضرت سید عبدالوہاب رحمہ نے پڑھائی، اور اشرف البلاد بغداد کے مدرسہ باب الازج میں مدفون ہوئے، روضہ مطہرہ مسجد کے کونہ جیب میں مرجع خلائق ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔

لنگر و سجادگی درگاہ عالیہ غوثیہ پر لنگر عام ہے، صبح کو روٹی اور رات کو چاول زائرین کو ملتے ہیں، زمانہ حاضرہ میں حضرت سید محمد عاصم صاحب گیلانی سجادہ نشین ہیں جن کو نقیب صاحب کہا جاتا ہے، اور کلید بردار روضہ عالیہ سید احمد شرف الدین ہیں۔ سلمہما اللہ تعالیٰ۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

شیخ عبدالقادر از دنیا چو رفت ۔۔۔ یافت فردوس بریں، شد شادماں
گفت نوشاہی وصالِ غوثِ پاک ۔۔۔ آہ طیبِ پیرِ پیرانِ جہاں ۵۶۱

منہ

غوثِ اعظم چو رفت در فردوس ۔۔۔ گشت محظوظ عاشق و عابد
سالِ وصلِ جناب نوشاہی ۔۔۔ خوب گفتہ کہ مرشدِ زاہد ۵۶۱

منہ

بجنت رفت چوں آں غوثِ اعظم ۔۔۔ وصالش گشت ہادی شمسِ عالم ۵۶۱

منہ

سالِ وصلِ دستگیرم بر مَلا
ہادی و طیبِ سرورِ اولیا ۵۶۱

منہ بعلیین

منہ

بعلیین چو رفت آں پیر نادر ــــ زتر حیلش معلم عبد قادر
۵۶۱

منہ

زدنیا پیر پیراں رفت و در جنت منیر آمد ــــ سفر محبوب سبحانی گیلانی امیر آمد
۵۶۱

مادہ ہائے تاریخ

ھو متقی
۵۶۱

گیارہویں والے پیر
۵۶۱

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

ھو مغیث ۵۶۱ - رشید والی ۵۶۱ - رشید اولیٰ ۵۶۱ - قادر نور ۵۶۱

فتاح باسط ۵۶۱ - شافی یقین ۵۶۱ - شافی نعیم ۵۶۱ - شافی قدوس ۵۶۱ -

نافع رفیع ۵۶۱ - نصیر صانع ۵۶۱ - رازق مجید ۵۶۱ - رزاق مجید ۵۶۱ -

ناصر ظہور ۵۶۱ - قاھر نادر ۵۶۱ - قہار نادر ۵۶۱

مکرم اکرم ۵۶۱ - منیر اکرم ۵۶۱

فصل پانزدہم ۱۵

حالات حضرت سید عبدالوہاب گیلانی قدس سرہ

اوصافِ جمیلہ | آپ شمس المقربین، سراج العارفین، شیخ الاسلام والمسلمین، فخر المتکلمین، سلطان المشائخ والاصفیا، قدوۃ العلماء والفضلاء، مخزنِ مشاہداتِ ربانی، مورد تجلیاتِ سبحانی، صاحبِ علومِ ظاہری و باطنی تھے حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے فرزند اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام ولقب | آپ کا اسم گرامی عبدالوہاب، کنیت ابو عبداللہ، لقب شریف سیف الدین اور جمال الاسلام تھا۔ قدوۃ العلماء اور فخر المتکلمین بھی کہے جاتے تھے۔

ولادت | آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان ۵۲۲ھ پانسو بائیس ہجری عه مطابق اگست ۱۱۲۸ء گیارہ سو اٹھائیس عیسوی عمه میں بمقام بغداد شریف ہوئی۔ نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالوی رح نے تاج المکلل میں ۵۴۲ھ پانسو بیالیس ہجری سه پیدائش لکھی ہے جو صریح غلط ہے۔

جس روز سے آپ نے والدہ کے شکم میں قرار پکڑا اس روز سے جناب غوثیہ اُم الخیر پشت نہ کرتے تھے۔ لعه

تحصیل علوم | آپ نے اپنے والد ماجد سے تفقہ کیا اور حدیث سُنی۔ اس کے بعد ابو غالب احمد بن علی

عه بہجۃ الاسرار ص ۴۲ ۔ قلائد الجواہر ۔ بحر السرائر خطی ۔ عمه تقویم تاریخی ۔ ص ۱۳۱ ۔
سه التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول مطبوعہ صدیقی بھوپال ۱۲۹۹ھ ص ۱۴
لعه حقیقت گلزار صابری ص ۵۴ ۔ شرافت

بن علی بن احمد المعروف بہ ابن البناءؒ اور ابو القاسم سعید بن الحسینؒ اور ابو بکر محمد بن الزاغوانیؒ وغیرہ سے بھی استماعِ حدیث کیا۔ نیز طلبِ علم کے لئے بلادِ عجم کے دُور دراز شہروں کا سفر کیا اور بڑے بڑے علماء سے استفادے کئے اور فاضلِ متبحر ہوئے۔ عمہ

سید سعد اللہ الموسوی الرضوی القادریؒ نے کتاب بحر السرائر میں آپ کے اساتذہ میں ابی منصور عبد الرحمٰن بن محمد بن الواحد القزازؒ اور ابی الحسن محمد بن احمد بن صرفارؒ اور ابی الفضل محمد بن عمر الارموی اور ابی الوقت عبد الاول بن عیسیٰ السجزیؒ کے نام بھی تحریر کئے ہیں۔

نواب سید صدیق حسن خاں نے بھی تاج المکلل میں آپ کے اساتذہ میں ابن البناء۔ قزاز۔ ارموی اور ابی الوقت کے نام لکھے ہیں۔

آپ نے اپنے وقت کے جمیع ائمہ حدیث سے حدیث سُنی۔ عمہ

بیعت و خلافت آپ نے بعمر پندرہ سال (۵۴۷ھ میں) اپنے والد بزرگوار قطب الافخم حضرت سید شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کے ساتھ بمقام بغداد شریف بیعتِ توبہ کی اور کیفیتِ باطن سے فیضیاب ہوئے۔ ترقیِ مدارج کے واسطے متوجہ ہوئے، بعرصہ چار سال میں قربِ حضرت احدیت سے مستفیض ہو گئے اور جمیع مراتبِ مستلزمہ قُرب حاصل کئے۔ بعمر انیس سال (۵۵۱ھ میں) بیعتِ امامت و ارشاد سے مشرف ہو کر خلافت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے عام مجلس میں آپ کو اپنی کُلاہ پہنا کر اُس پر عمامہ سبز رنگ اپنے ہاتھ سے باندھا، اور جملہ اہلِ مجلس کو سُنا کر آپ کو خلافتِ کبریٰ سے نوازا۔ عمہ

عمہ بحر السرائر ص ۱۱۱ ۔ طبقات ابن رجب ۔ عمہ تحفۃ الاولیاء ص ۲۰۵ ۔ [illegible]

بیعت روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی عہ

نوشاہی سلسلہ کی بشارت | حضرت سید عمر بخش رسولنگری رح نے کتاب مناقب نوشاہیہ میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رح نے آپ کو اُس وقت فرمایا کہ تمہارے سلسلہ فقر میں بارہویں۱۲ پشت بعد ایک درویش حاجی نوشہ نام ہوگا۔ اُس کے ذریعہ تمہارا فقر دنیا میں بے شمار جاری ہوگا اُس وقت حضرت نوشہ صاحب رح کی صورت مبارک آپ کو دکھائی گئی۔ عہ

اور نورانی صورت ظاہر ہوئی حضرت نوشہ والی حضرت پیرا دنویں فرمایا یہ ہے قرب کمالی عہ

تدریس | آپ نے تحصیل علوم و فنون کے بعد ۵۲۱ھ میں اپنے والد بزرگوار کے سامنے اُن کی نیابت میں مدرسہ سعیدیہ غوثیہ باب الازج میں درس و تدریس کا کام نہایت سرگرمی اور خوبی و جد و جہد کے ساتھ شروع کر دیا تھا عہ اُس وقت آپ کی عمر بتیس سال سے زیادہ تھی۔ للعہ

وصایائے غوثیہ | کتاب فتوح الغیب میں ہے کہ جب حضرت غوث الاعظم مرض الموت کی حالت میں تھے۔ تو صاحبزادہ شیخ عبد الوہاب رح نے عرض کیا یا سیدی! کچھ وصیت فرمائیے۔ جس پر میں آپ کے بعد عمل کیا کروں حضرت پیر دستگیر رح نے فرمایا۔ برخوردار! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اپنے اوپر لازم جان اور اللہ تعالیٰ کے سوا [illegible] خوف اور امید نہ رکھ۔ اور اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسا نہ کر۔ اور توحید کو مضبوط پکڑ لے جس پر کہ سب کا اتفاق ہے۔ التوحید۔ التوحید۔ التوحید۔ عہ

نیابت غوثیہ | جب حضرت غوث اعظم رح کا اس دار فانی سے انتقال ہوا تو آپ ان کے

عہ آئینہ تصوف عہ مناقبات نوشاہی خطی ص۲۲ عہ حیات جاودانی ص۱۹ للعہ تاج الکمال ص۴۲ عہ زبدۃ الآثار اردو ص۱۲۶ شرافت

ان کے سجادہ ہدایت پر متمکن ہوئے اور بے شمار مخلوقِ خدا کو فیضِ قادریہ سے نوازا۔ عہ

مواعظ آپ وعظ گوئی و خوش بیانی و مسائل خلافیہ میں ید طولےٰ رکھتے تھے۔ دلچسپ اور ظرافت آمیز فقرے آپ کے زبانزد تھے۔ آپ کا وعظ نہایت مقبول و پُرتاثیر ہوتا تھا۔ عہ

ظریفانہ کلام اہلِ بغداد کے ظرفا میں سے آپ بڑے ظریف الطبع تھے۔ وعظ میں آپ کی زبان فصیح اور کلام ملیح تھا۔ آپ کے الفاظ شستہ اور پسند خاطر ہوتے۔ آپ بڑے لطیف نادر الوجود، حاضر جواب اور لطیفہ گو تھے۔ مروّت و سخاوت والے تھے۔

ابو شامہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجلسِ وعظ میں کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اہلِ بیت کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ فرمایا اُنہوں نے مجھے اندھا کردیا آپ نے ازراہِ ظرافت اپنے گھر والوں (اہلِ بیت) کے متعلق جواب دیا۔

ایک روز کسی نے کہا کہ آپ سچ اور جھوٹ کو کس چیز سے پہچانتے ہیں۔ فرمایا لیموں سے۔ اس سے مطلب آپ کا یہ تھا کہ جھوٹا خضاب لیموں سے زائل ہو جاتا ہے۔

ابن البزوری نے کہا ہے کہ ایک روز آپ کا وعظ سُن کر کسی شخص نے کہا کہ ہم نے آج تک ایسا کلام کبھی نہیں سُنا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک پھر تو یہ ہذیان ہوگا۔ ایسا ہی آپ کے ہاں عجائبات کثیرہ تھے۔ عہ

افتاء آپ نے حدیث بھی بیان کی ہے اور فتوے بھی دیئے ہیں۔ فتوے میں آپ کا قلم سخت تھا۔ آپ کی صحبت سے بہت لوگ عالم و عارف ہوئے۔ للعہ

عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۱۱۰ عہ تحفۃ الابرار عہ تاریخ الکامل ص ۱۲۶ للعہ

اخلاق و عادات | آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ، محدث، فاضل، زاہد، عابد شیریں کلام، متقی اور واعظ تھے۔ آپ کے برادران میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جس کو آپ پر ترجیح دی جا سکے۔ آپ نہایت بامروت، کریم النفس حلیم الطبع، منکسر المزاج، صاف گو، صاحب جود و سخا، ادیب کامل اور متین تھے۔

اعانت مظلومین | آپ کو قبولیت عامہ حاصل تھی۔ ۶۰۳ھ میں خلیفہ الناصر لدین اللہ عباسی نے مظلوموں کی امداد و معاونت اور ستم رسیدہ لوگوں کی فریاد رسی پر آپ کو مقرر کیا تھا۔ دیوان شاہی سے آپ کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے۔ عہ

کرامات

آپ سے بکثرت خوارق و کرامات ظاہر ہوتے تھے۔

تصرفات قویہ | حضرت محبوب سبحانی رح نے آپ میں ایسی نسبت روحانی ودیعت رکھی تھی کہ آپ جس طالب خدا کو سامنے بٹھا کر توجہ فرماتے تو اس کا قلب روشن و منور و ذاکر ہو جاتا تھا۔ اور یہ تصرف آپ کے بعد آپ کے سلسلہ میں بھی جاری رہا ہے

عملیات

برائے فتح الباب | آپ نے الہامات غوثیہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ جو شخص اس کلام کو جو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اور میرے والد ماجد کے درمیان ہوئی ہے با تجدید وضو خلوت میں پڑھے اور معنی اس کے لفظاً لفظاً دل میں جماوے تو ضرور چالیس روز تک فتح الباب و کشادِ مہمات ہو لیکن اول فقیروں و مسکینوں کے واسطے طعام تیار رکھے اور کھلائے۔ کیونکہ حق تعالیٰ

حضرت

عہ طبقات ابن رجب عہ قلائد الجواہر صفحہ آئینہ تصوف ص ۹۹، مرآۃ...

حضرت غوثِ اعظم رح کو فرمایا ہے کہ اپنے اصحاب کو کہو کہ دعوت فقراکی غنیمت جانو کہ میں اُن کے پاس ہوں اور وہ میرے پاس ہیں ، کھانا کھلا کر نیم شب یا آخیر شب میں پڑھنا شروع کرے ۔ جسقدر ممکن ہو اُسی قدر پڑھے ۔ انشاء اللہ تعالےٰ کشود فتح ظاہر و باطن ہوگا ۔ عہ

برائے رفع تکبر | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جلالی نماز فجر کے بعد دس بار پڑھے اُس کے دل سے تکبر دور ہو جاوے گا ۔ اسم جلالی یہ ہے ۔

یا متکبر یالوخائیل یادرد ائیل بحق یا متکبر ۔ عہ

فضائل و کمالات

حضرت سید سعد اللہ الموسوی الرضوی رح نے لکھا ہے کہ آپ حضرت غوثِ اعظم رح کے سب فرزندوں میں بمنزلہ بادشاہ تھے ۔ اور سب بھائیوں میں سے سرداری اور امارت کا تاج آپ کے سر پر ہی تھا ۔

سید سعد اللہ رح نے عربی عبارت آپ کے فضائل و کمالات میں لکھی ہے جس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے ۔

" قطب الاولیا ، جمال الحق والاسلام ، قدوۃ العلماء ، فخر المتکلمین ، شیخ امام سیف الدین ابو عبد اللہ سید عبد الوہاب ابن شیخ الآفاق ، قطب الاقطاب غوث الثقلین ، سید محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہو ۔

آپ باخبر فاضل جلیل و جمیل ، اہل علم و خیر کی تعظیم کرنے والے تھے ۔ بڑے عقلمند ، متقی اور عزت و فضیلت کے مالک تھے ۔ بڑے عارفوں کے شیخ

عہ ارشاد الطالبین ملفوظ ۳ ۔ عہ اخبار الاخیار ملفوظ ۳ ، [illegible]

بزرگ واصلوں اور مقربین کے پیشواؤں میں سے تھے۔ واضح کرامات، قابل
فخر مقامات، شگفتہ اسرار، روشن بصیرت، عظیم حالات، گرانقدر احوال خرق
عادات افعال، سچی باتوں، بلند ہمتوں اور قیمتی رتبوں کے مالک تھے، نورانی
اشارات، رُوحانی خوشبوؤں، مخفی اسرار اور پاکیزہ محاضرات کے صاحب تھے، آپ
کو معارف میں کمال عروج، حقائق میں بہترین راستہ، بلندیوں میں مہبت عالی طریقہ
سابقین کے مراتب میں پیشقدمی، اہم منازل کی طرف سبقت۔ انتہائی حالات
میں ثابت قدمی، علوم شریعت میں یدبیضا (دسترس) نافذ تصرف میں یدطولیٰ
قدرت میں وسیع سینہ حاصل تھا، آپ حقائق آیات کو بے نقاب کرنے والے وسیع
کشف اور مشاہدات کے معانی کو کھولنے کی زبردست قدرت رکھتے تھے۔ آپ
ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہیں اللہ تعالےٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا
اور مخلوق پر منکشف فرما دیا، ان کے سینوں میں آپ کی ہیبت اور ان کے
دلوں میں آپ کی محبت بھر دی، اور آپ کو خواص وعوام کے نزدیک قبولیت
عامہ عطا فرمائی، آپ کو عالم میں تصرف عطا فرمایا، احکام ولایت میں
آپ کو قدرت دی، حقائق اشیاء کو آپ کے لئے تبدیل کر دیا، عادتوں
کو بدل دیا، آپ کی زبان پر غیب کی باتیں جاری کیں۔ آپ کے ہاتھوں
پر امور عجیب ظاہر کئے، آپ کی زبان پر حکمتیں جاری کیں، اور اہل
شان کی مٹی ہوئی علامتیں آپ کے ذریعہ زندہ فرمائیں، اور آپ کو قدوۃ
السالکین، حجۃ علی الصادقین اور امام اہل طریق کا لقب دیا۔ آپ پہلے
بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت غوث اعظم رہ کے وصال کے بعد ان کی اولاد میں
سلسلہ رشد وہدایت کی بنیاد رکھی، اس طریقہ کو قائم کیا اور سلف کا طریقہ واضح کیا

اولاد کرا

اولادِ کرام

آپ کی اہلیہ کا نام تاج النساء تھا۔ بنت محمد بن علی بن طاہر بن یحییٰ بن ابراہیم الدینوری رح۔ اِن کے بطن سے اولاد ہوئی۔ عہ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ امام سید ابو النصر۔ ابو المنصور صفی الدین عبد السلام صوفی رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) سید ابو الفتح ضیاء الدین سلیمان رح

بعض کتابوں میں اِن کا نام شہاب الدین سلیمان۔ اور بعض میں سلیمان عبد الملک لکھا ہے۔ یہ ۵۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ واعظ، سخی، جامع علوم ظاہر و باطن شیخ عراق تھے۔ عہ بڑے فقیہ تھے۔ بہت سے اساتذہ سے حدیث سنی اور بیان کی۔ علم، نیکی اور سخاوت میں بے نظیر تھے۔ بدھ وار بیستم جمادی الآخرہ ۶۱۱ھ کو وفات پائی مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔ سید ابی البرکات محمد نظر بن عبد الرحیم حسن الحسینی رح کی صاحبزادی اِن کے نکاح میں تھی۔ اُس کے بطن سے ایک فرزند ہوئے جن کا نام شیخ الاصیل ابو سلیمان داؤد تھا۔ جمال الاسلام والفقہا تھے۔ عہ اپنے جد امجد سید سیف الدین عبد الوہاب رح سے حدیث سنی اور تفقہ کیا۔ حدیث روایت کیا کرتے تھے۔ شریف عز الدین کہا کرتے کہ سید داؤد بن سلیمان رح صلاح و زہد و حدیث کا گھر ہیں۔ حافظ دمیاطی نے اِن سے حدیث سنی۔ اٹھارہویں ربیع الاول

۱۲۴۸ھ کو انتقال کیا۔ اور اپنے باپ دادا کے پاس دفن ہوئے۔ عـه

شیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحنبلی رح کتاب قلائد الجواہر میں لکھتے ہیں کہ میں نے معرۃ النعمان تابع حماہ میں شیخ عبدالکریم سے ملاقات کی۔ اُن کا نسب یہ ہے۔ ابن عبدالوہاب بن صدقہ بن احمد بن حسن بن داؤد بن احمد بن منصور بن سلیمان بن داؤد بن سلیمان بن عبدالوہاب رح

نیز مولا بخش سیفی تذکرہ سیفیہ میں میر سیف الدین شاہ سجادہ نشین گاندربل کشمیر کا شجرہ نسب اس طرح لکھتے ہیں۔ ابن میر حسن بن احمد اللہ بن عبداللہ بن مرزا بن عبدالرزاق بن جعفر بن حسن بن محمد بن احمد قاسم بن میرک بن شمس الدین بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن کمال الدین بن داؤد بن ابوالفتح سلیمان بن عبدالوہاب رح

سید علی اصغر گیلانی رح نے شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ سید ابوالفتح سلیمان عبدالملک کی اولاد میں سے سید احمد قادری رح کے ساتھ ۱۱۹۵ھ میں میری ملاقات ہوئی۔

ان کے علاوہ بیگووالہ ضلع سیالکوٹ کے سادات اپنا شجرہ اس طرح بتلاتے ہیں۔ احمد شاہ بن حسن شاہ بن محمد علی شاہ بن وزیر شاہ بن امام شاہ بن سید محمد بن عبداللطیف بن شاہ مرید بن عبداللہ بن حاجی شاہ بن نعمت اللہ بن حامد شاہ بن سید نقا بن زندہ پیر بن عبدالقادر بن محمود بن نورالدین بن اصغر علی بن علی اکبر بن علی اصغر بن شہاب الدین سلیمان بن عبدالوہاب رح عـه

حالانکہ کتب انساب میں شہاب الدین سلیمان بن عبدالوہاب کا کوئی بیٹا علی اصغر نام نہیں پایا جاتا۔

عـه قلائد الجواہر مطبوعہ مصر ۔ عـه تاریخ مخزن ... عـه گلزار آزاد (قلمی) صـ ... مرقوم

لیکن سید سعد اللہ الموسوی الرضوی رہ نے بحر الاسرار میں سید داؤد بن سلیمان کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ نہ اولاد رکھتے تھے نہ احفاد مَن یقول انا من اولادہ او احفادہ فھو کذاب عند اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی جو شخص اُن کی اولاد بیری یا دُختری ہونے کا دعویٰ کرے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک جھوٹا ہے یعنی وہ بے اولاد دنیا سے بندھارے۔

سید سیف الدین عبدالوہاب رہ کی بیٹی کا نام ام الحسنات سیّدہ عائشہ تھا۔ ام العفیف بھی کہتے تھے۔ بڑی صالحہ وَلیہ صاحب کرامات تھیں۔ ان کا نکاح سید مبارک بغدادی رہ سے ہوا تھا۔ ان کا ایک لڑکا شیخ امام عالم فاضل عفیف الدین عفیف تھا۔ جس نے فقہ اپنے نانا سید سیف الدین عبدالوہاب سے پڑھی۔ بہ ثقہ، پاکباز، فقیہ، عقلمند، اہل علم کو دوست رکھنے والے خواص و عوام میں مقبول، سخاوت کے اوصاف سے موصوف، خوشنویس اور زود نویس تھے۔ عہ

ف

بروایت صحیح و معتبر تو سید سیف الدین عبدالوہاب رہ کی ایک اہلیہ تھیں اور اُن سے یہی اولاد تھی جو دو بیٹے اور ایک بیٹی لکھے جا چکے ہیں مگر بعض تحریروں میں آپ کی دو اور بیویوں کے نام بھی درج ہیں۔

۱۔ سیدہ نور جنت بنت شاہ فتح اللہ بغدادی رہ عہ

۲۔ سیدہ شام بی بی بنت سید عثمان بن سید عبداللہ بن سید اسمٰعیل بن سید شمس الدین بغدادی رہ عہ

عہ بحر الانساب قلمی عہ تاریخ سادات قلمی عہ تحفۂ گلزار ابرار ص ۵۲۸ قلمی

متذکرہ بالا دو بیٹوں کے علاوہ دیگر دس بیٹوں کے نام کتب ذیل سے

ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ سید عبد الصمد متولد ۱۲ / شوال ۱۱۵۵ھ متوفی ۱۲ / رجب ۱۲۱۶ھ

بقول صاحب آئینہ تصوف یہ صاحب اولاد بھی تھے۔

صحیح یہ ہے کہ یہ آپ کے خلیفہ کا نام ہے۔

۲۔ سید محمد کریم الدین۔ مؤلف شرف الانساب نے شجرہ نسب اِن سے

ملایا ہے۔ تاج الدین ساکن شکر کھیرا بن محمد حسین بن عبد القادر بن علی محمد

بن تاج الدین بن لطیف محمد بن جمال محمد بن پیر محمد بن عزیز محمد بن نور محمد

بن امین الدین بن رکن الدین بن عبد القادر بن عبد النبی بن امین الدین

بن جمال محمد بن حسین صادق بن عزیز محمد بن امان اللہ بن محمد بن ابو طاہر

ضیاء الدین محمد بہت بن محمد ابو عبد اللہ زین الدین محمد عزمش بن ابو الحسن محمد

قریش بن محمد نعیم اللہ بن محمد امین الدین بن محمد حسن بن محمد کریم الدین

بن سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ عـــہ

۳۔ سید ابو نصر فیض ربی ۴۔ سید علی اکبر ۵۔ سید حسین اصغر عـــہ

۶۔ سید محمد حسن ۷۔ سید علی مرتضیٰ ۸۔ سید جمال ۹۔ سید رکن عالم ۱۰۔ سید حبیب اللہ۔ عـــہ

میرے (شرافت کے) نزدیک موخر الذکر دونوں بیویاں اور دسوں بیٹے

جو متاخرین نے بلا تحقیق اور بلا سند شجروں میں درج کردئیے ہیں بالکل صحیح نہیں۔

اور کسی معتبر تاریخ و تذکرہ میں اِن کا کوئی ثبوت نہیں۔

عـــہ شرف الانساب ص۱ عـــہ باغ سادات قلمی سہ گلشن دگلزار فی نسب آلِ المختار خطی۔ شرافت

نلامذہ کرام

تلامذہ کرام

آپ سے اکثر اکابر نے علم و فضل حاصل کیا۔ اور مرتبہ ولایت کو پہنچے۔ منجملہ ان کے۔

۱۔ شریف ابوجعفر بن ابی القاسم لبیب بن النفیس بن ابی الکرم یحییٰ الحسنی البغدادیؒ

۲۔ شیخ ابوالعباس احمد بن عبدالواسع بن امیرکاہ بن شافع الجیلی رح

۳۔ سید عفیف الدین عفیف بن سید مبارک بغدادی آپکے نواسے نے آپ سے فقہ سیکھی عہ

۴۔ سید ابوصالح نصر بن سید عبدالرزاق رح آپ کے بھتیجے نے آپ سے حدیث سنی۔

۵۔ سید داؤد بن سید سلیمان رح آپ کے پوتے نے آپ سے حدیث سنی۔

۶۔ امام ابن خلیل محدث رح نے آپ سے حدیث روایت کی۔

۷۔ علامہ دبیثی محدث رح نے آپ سے حدیث روایت کی۔

۸۔ امام محمد بن یعقوب بن ابی الدنیا کو آپ نے حدیث کی اجازت دی عہ

۹۔ امام ابن القطیعی رح نے آپ سے حدیث سنی۔ سہ

صاحب بحر السرائر نے لکھا ہے کہ آپ کے شاگردوں کا سلسلہ ایک لاکھ نفوس سے زیادہ تھا۔

خلفائے عظام

حضرت سیف الدین عبدالوہاب رح کے خلفا بہت تھے۔ چند اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام شیخ ابوالمنصور، ابونصر صفی الدین عبدالسلام صوفیؒ فرزند اکبر آنجناب۔ ان کا ذکر آگے لکھا جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت شیخ سید ابوالفتح ضیاءالدین سلیمان عبدالملکؒ فرزند اصغر آنجناب

عہ بحر السرائر عہ قلائد الجواہر سہ تاریخ الکامل ص ۱۲۶ ج ۱۲ نمبر

۳ - سید عبد الصمدؒ

ان کے سلسلہ میں ایک بزرگ سید علی ترمذی گذرے ہیں ، وہ مرید سید قم علی
ترمذی کے وہ مرید سید عبد الصمدؒ کے ۔

۴ - سید ابو نصر صالح عماد الدین لقوبے ابو صالح نصر بن سید عبد الرزاق
برادر زادہ آنجناب رحؒ انہوں نے اپنے دادا صاحب اور عم بزرگوار حضرت سید عبد الوہاب
سے حدیث سنی اور تفقہ کیا ۔ حافظ ابو العلا حسن الھمدانی رحؒ ۔ ابو موسیٰ المدینی رح
ابو طاہر احمدؒ سے بھی حدیث کی اجازت لی ۔ فیض صحبت اپنے عم بزرگ کے سوا
ابی ہاشم عیسےٰ رح ابی شجاع سعید رح ابی احمد الاسودؒ ابی العباس احمد
ابی الحسن عبد الحق رح ابی عبد اللہ یوسف رح کاتبۃ الشہیدہ بنت ابی نصر الاثری
فخر النسا خدیجہ بنت احمد النہروانی رح سے بھی حاصل کیا ۔

شیخ الوقت ، فقیہ ، مناظر ، محدث ، زاہد ، عابد ، واعظ تھے ۔
خلیفہ الظاہر بامر اللہ نے ان کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا ۔ اور ان کے پاس
دس ہزار دینار مقروضوں اور مفلسوں کے اخراجات کے واسطے بھیجے ۔ نیز
اوقاف عامہ منشلہ مدارس شافعیہ و حنفیہ و جامع السلطان و جامع ابن المطلب
وغیرہ کا ناظر بنایا ۔ اور مدرسہ نظامیہ بھی انہیں کے متعلق کیا گیا ۔ نہایت خلیق
کریم النفس ، متواضع ، منکسر المزاج تھے ۔ فروعات مذہبیہ میں ان کے معلومات
وسیع تھے ۔ علم فقہ میں کتاب ارشاد المبتدین لکھی ۔ یہ شعر انہیں کے ہیں ۔

٥

انا فی القبر مفرد و رھین	عازم مفلس علی د یون
قد اخفت الرکاب عند کریم	عتق مثلی علی الکریم ھون

علامہ عرم

علامہ صرصری رح نے ان کی تعریف میں ایک قصیدہ لامیہ لکھا ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

ہ

وفی عصرنا قد کان فی الفقہ قدوۃ ابو صالح نصر لکل مؤمل

ولادت ۱۴ ربیع الاول ۵۶۴ھ اور وفات ۷ شوال ۶۳۲ھ کو ہوئی۔ بغداد باب الحرب میں مدفون ہوئے۔ عہ

ان کی اولاد ممالک عرب، عراق، ہند میں بہت ہے۔ ہماری دیار میں بھی متعدد خاندان ان کے موجود ہیں۔ ان میں سے آجکل صاحبزادہ سید امداد علی شاہ صاحب حجرہ منورہ ضلع منٹگمری میں اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ابن سید عارف علی شاہ (متولد ۱۲۸۹ھ متوفی ۔۔۔ھ) بن سید امیر علی بن سید مدد علی المعروف مدد یاسین مصنف مثنوی مددی بن سید سردار علی شہید عہ (متولد ۱۱۹۵ھ متوفی ۱۲۲۸ھ) یہ سید مدد علی، سید قطب الدین قطب الانام (متولد ۱۱۸۲ھ متوفی ۶ رجادی الاخرے ۱۲۵۰ھ) کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ابن سید صدر الدین شیر خدا (متوفی ۱۱۹۰ھ) بن سید عبد الرزاق رزاق بخش (متولد ۱۱۲۴ھ متوفی ۱۱۸۴ھ) بن سید محمد ہاشم (متولد ۱۰۹۹ھ متوفی ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۵۸ھ) بن سید نور محمد المعروف نور محمد پور (متوفی ۱۹ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ) بن سید علی امیر بالا پیر (متوفی ۲۷ رجادی الاخرے ۱۱۰۲ھ) بن سید محمد مقیم محکم الدین صاحب حجرہ (متولد ۱۰۰۰ھ متوفی ۹ شوال ۱۰۵۰ھ) بن سید ابو المعالی بعمر ۲۱ سال انتقال کیا) بن سید محمد نور (متوفی ۹۹۸ھ) بن سید بہاؤ الدین بہاول شیر قلندر (متوفی ۱۸ شوال ۹۷۳ھ) بن سید تاج محمود سرخرو ثانی

عہ خلاصۃ الاخبار عہ تذکرہ الانساب اردو

بن سید علاؤ الدین بن سید زین العابدین بن سید فتح اللہ بن سید صدر الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شمس الدین بن سید عبد المومن بن سید مشتاق بن سید علی بن سید ابو نصر صالح گیلانی رح عہ

۵ ۔ **سید ابو المحاسن فضل اللہ بن سید عبد الرزاق رح** برادر زادہ آنجناب

انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور عم بزرگ حضرت سید عبد الوہاب رح اور دیگر شیوخ سے حدیث سنی ۔ تاتاریوں کے ہاتھ سے صفر ۶۰۶ھ میں شہید ہوئے اور بغداد میں دفن ہوئے ۔ عہ

ان کے مریدوں سے شیخ رحمت اللہ قادری رح مشہور بزرگ تھے ۔ عہ

۶ ۔ **سید شیخ محمد بن سید عبد العزیز رح** برادر زادہ آنجناب

جید عالم ، مستقیم الاحوال ، قائم اللیل ، صائم النہار تھے ۔ بہت لوگ ان سے مستفیض ہوئے عہ شاہ محمد حسن صابری رام پوری رح کا سلسلہ بیعت قادریہ طریقہ میں ان کو ملتا ہے وہ مرید مولوی نیاز احمد بریلوی رح کے ۔ وہ مرید سید عصمت اللہ دہلوی رح کے وہ مرید سید محی الدین سمنانی رح کے ۔ وہ مرید شاہ سوندھا حق نما کے ۔ وہ مرید سید شیخ محمد گیلانی رح کے ۔ صہ

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ ان میں سے بعض بزرگوں نے طویل عمریں پائی ہیں اس لئے تھوڑے واسطوں سے شجرہ موصول ہوا ہے ۔

۷ ۔ **سید داؤد بن سید سلیمان بن سید عبد الوہاب رح** نبیرہ آنجناب

ان کا تذکرہ اولاد کے ضمن میں گذر چکا ہے ۔

۸ ۔ **شیخ عنایت اللہ رح** محتشمان روزگار سے تھے ۔

ان کے سلسلہ فقر میں ایک بزرگ شیخ قادر بخش نام گذرے ہیں وہ مرید شیخ محمد عاقل

عہ خزینۃ الاصفیاء ج ۱ ۔ مقدمہ دُرّ العجائب عہ سیرۃ غوث اعظم ص ۲۶۳ عہ گلزار فقر اتمی عہ سیرۃ غوث اعظم ص ۲۶۴ صہ آئینہ تصوف ۔ شرافت

محمد عاقل کے۔ وہ مرید شیخ محمد عارف کے۔ وہ مرید شاہ نصیر الدین کے۔ وہ مرید شاہ یعقوب کے۔ وہ مرید شاہ شبیر محمد کے۔ وہ مرید شیخ عنایت اللہ کے۔

۹۔ شیخ ابوالفرح رح ان کے مریدوں سے سید اصغر صاحب فیض گزرے ہیں۔

۱۰۔ سید محمد باصفا رح ان کے مرید شاہ حسین صوفی مشہور تھے۔ عہ

۱۱۔ شیخ عبدالواحد صوفی رح ۱۲۔ شیخ عبدالرحیم رح۔ ان کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۲۔ شیخ سیف الدین رح ایک درویش میاں غلام حسین نام احمد پور شرقیہ میں

۱۳۔ شیخ بہاء الدین رح رہتا ہے۔ اس کا شجرہ بیس واسطوں سے ان کو ملتا ہے۔

سلسلہ وہابیہ آپ سے جو سلسلہ فقر چلا اُس کا نام صنف فقراءمیں وہابیہ یا وہاب شاہی کہا جاتا ہے جو قادریہ سلسلہ کی ایک شاخ ہے۔ عہ

تاریخ وفات حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی رح کی وفات بقول صاحب قلائد الجواہر و بحر السرائر و تاج المکلل و مسالک السالکین جلد اول وسیرۃ غوث اعظم شب پنجشنبہ بتاریخ بست پنجم ۲۵ ماہِ شوال المکرم ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مطابق یازدہم ستمبر ۱۱۹۷ء ایکہزار ایک سو ستانوے عیسوی میں بعہد خلافت الناصر لدین اللہ احمد بن المستضئی خلیفہ سی و چہارم ۳۴ عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پُرانوار بغداد شریف مقبرہ حلبیہ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا شاہ غلام مصطفٰی نوشاہی دلکم بر

جو رحلت کرد حضرت عبد وہاب ۔۔۔ سکونت کرد در فردوس اعظم
ز نوشاہی چو پرسی سال نقلش ۔۔۔ حبیب اہل دیں عاشق نوشتم

عہ ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۱۲۷ و انوار سلسلہ عالیہ قادریہ صفحہ و انوار الفقراء ص ۴ بحرالانوار

منہ

عبد و محب عالم و عارف — رفت در عدن با فزون شاہی
انتقالش چو جست نوشاہی — شد ندا قادری رحیم ہادی
۹۹۳ھ

منہ

زہد و تقویٰ چو شیخ نا بر بود — انتقال جناب اشرف بود
۹۹۳ھ

منہ

در جہاں رفت بیر با خوشحال — صاحب شوق بود سید سال
۹۹۳ھ

مادۂ تاریخ

— ہادی ثانی بود —

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

باعث ودود۔ باعث ھادی۔ بر شافی۔ رب شافی۔
متعالی طالب۔ شکور محیط۔ فتاح عدل۔ تواب مقدم۔
رءوف قھار۔ رءوف قاھر۔ صابر مکرم۔ صابر منیر۔
باعث بدوح

از آیت شریف

اتہ اللہ الملک

۹۹۳

ھ

فصل شانزدہم

فصل شانزدہم

حالات حضرت سید صفی الدین صوفی گیلانی قدس سرہٗ

اوصاف جمیلہ آپ قدوۃ الفقہا والمحدثین، زبدۃ العلما والمفسرین فخر المشائخ والاصفیا، بدر الاولیا والاتقیا، سید الاقطاب، فرد الاحباب صاحب مقامات بلند وکرامات ارجمند تھے۔ حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی رح کے فرزند اکبر ومرید وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین تھے۔

نام ولقب آپ کا نام نامی قلائد الجواھر وغیرہ میں مع کنیت ولقب اس طرح لکھا ہے " ابو المنصور صفی الدین عبدالسلام صوفی " اور شجرۃ الانوار میں ہے۔ " ابو المنصور فضل اللہ عبدالسلام صوفی صفی الدین " تواقب المناقب میں ہے۔ " ابی نصر فضل اللہ " عہ اسرار المعرفت میں " ابو الفرح صوفی " لکھا ہے۔ عہ بعض کتابوں میں نام حسن، محمد اور عبدالرحیم سہ اور کنیت ابو النصر بھی لکھی ہے۔ میرے نزدیک پہلی روایت زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔

آپ کے القاب جمال الفقہا، زین الصلحا اور زین المحدثین تھے۔ للعہ

تاریخ ولادت آپ کی ولادت باسعادت آٹھویں ذی الحجہ وقت آخر شب ۵۴۸ھ (پانسو اڑتالیس) مطابق چوبیسویں [۲۴] فروری ۱۱۵۴ء ایکہزار ایک سو چون عیسوی بمقام بغداد شریف ہوئی۔ صہ

جب تک آپ والدہ ماجدہ کے شکم میں رہے حضرت سید عبدالوہابؒ آپ کی طرف پشت نہ کرتے تھے۔ سہ

عہ تواقب المناقب خطی نسخہ الف ص ۱۲ نسخہ ب ق ۹ عہ بیاض خزینۃ العلوم خطی ص ۱۷۵ سہ حقیقت گلزار صابری للعہ بحر السرائر خطی، غوث اعظم ص ۳۰۲۔
صہ تحفۃ القادریہ۔ انیس القادریہ۔ تاج المکلل سہ حقیقت گلزار صابری ص ۶۲ شرافت

تربیت آپ کو حضرت جد بزرگوار غوث الاعظم رح نے اپنے کنار عاطفت میں پرورش کیا۔ آپ کو گود میں لے کر آپ کی پشت کو بوسے دیا کرتے۔ اکثر اوقات حضور غوثیہ کو وجد ہو جایا کرتا اور بے اختیار فرمایا کرتے الحمد للہ۔ عہ

تحصیل علوم آپ نے اپنے جد امجد حضرت غوث الثقلین رح اور اپنے والد بزرگوار سے تفقہ کیا اور حدیث سُنی۔ نیز شیخ ابی الحسن محمد بن اسحاق بن العتابی رح اور ابو الفتح محمد بن عبد الباقی احمد وغیرہ سے بھی استماع حدیث کیا۔ عہ اپنے زمانہ کے فقہا و محدثین کے سردار اور علمائے زمان کے سالار ہوئے سہ آپ نے اپنے چچا سید ابو اسحاق ابراہیم رح سے۔ اور شیخ ابو طالب عبد الرحمٰن بن محمد ہاشمی واسطی رح سے روایت کی ہے۔ للعہ

افتا آپ نے حدیث کا بکثرت مطالعہ کیا اور اپنے قلم سے لکھیں۔ اور حدیث بیان کی اور فتوے دیئے۔ اہل بغداد کی ایک جماعت آپ کے علوم سے مستفید ہوئی صہ

نواب سید صدیق حسن خاں بخاری بھوپالوی رح نے لکھا ہے کہ آپ نے حدیث اپنے جد امجد سے سُنی اور پڑھی اور اپنے ہاتھ سے لکھی۔ اور تفقہ اپنے والد ماجد سے کیا۔ اور درس دیا۔ آپ بڑے ادیب، متین، سنجیدہ تھے۔ منطق، فلسفہ وغیرہ علوم میں کامل تھے۔ سہ

اخلاق عالیہ آپ زیادہ تر خاموش رہنے والے، علم کو دوست رکھنے والے، کثیر الحلم، پسندیدہ اخلاق والے، اہل علم کا احترام کرنے والے اور صلحا کی عزت کرنے والے۔ اپنے قول وفعل میں ثقہ تھے عہ

آثار جذب ابتدا سے ہی آپ کی طبیعت میں آثار جذب و ولایت پائے جاتے تھے

عہ تحقیقات تذکرۂ رضا، بزرگی ص ۲۳ عہ مخزن الاسرار، حظ سہ قلائد الجواہر ص ۵۲ للعہ الانوار العظم ص ۲۹۵ عہ مخزن الاسرار، سہ تاج المکلل ص ۱۵۹ عہ مخزن الاسرار، قرۃ

تھے ۔ حضرت جد بزرگوار کبھی کبھی آپ کو پیار سے فرمایا کرتے "میرے مست مجنون جلالی" آپ اکثر غیبی احوال بیان فرمایا کرتے جس طرح زبان مبارک پر آتا اسی طرح ظہور میں آجاتا تھا۔

بیعت و خلافت | آپ نے بعمر اٹھارہ سال اپنے والد مکرم حضرت سید السادات شیخ ابو عبد اللہ سیف الدین عبد الوہاب گیلانی بغدادی رح کے ہاتھ مبارک پر بیعت توبہ و امامت و ارشاد کی۔ انہوں نے آپ کو ایک ہی نگاہ سے فائز المرام کر کے خلافت کبریٰ سے نوازا۔ اپنی کلاہ آپ کے سر پر رکھ کر اس پر عمامہ سبز رنگ اپنے ہاتھ سے باندھا۔ اور خرقہ پہنا دیا اور ایک پٹکہ سرخ رنگ کمر سے باندھ کر مثال خلافت اہل مجلس کو سنا کر عطا فرمائی۔ عہ

فیضان غوثیہ | صاحب تاریخ الاولیا نے لکھا ہے کہ آپ کو خرقہ ولایت و ارشاد بلا واسطہ بھی اپنے جد امجد حضرت غوثیت مآب پیر دستگیر سے حاصل ہوا

بیعت روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت امام حسین شہید کربلا رض اور حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رح سے تھی۔ عہ

مشائخ صحبت | آپ نے اپنے ابن العم حضرت سید عماد الدین ابو نصر صالح بن سید عبد الرزاق رح سے بھی فیض حاصل کیا۔ نیز دوسرے مشائخ کبار شیخ ابو الحسن محمد رح اور شیخ ابو الفتح محمد رح اور شیخ رحمت اللہ قادری رح کی صحبت سے بہرہ وافر عطا ہوا۔ عہ

جوشش جذب | آپ جب ترقی باطن کی طرف متوجہ ہوئے تو جذب حقیقی دامنگیر ہوا اور ہوش و حواس نے مفارقت کی۔ آپ یَا ھُوَ یَا مَنْ ھُوَ

عہ حقیقت گلزار صابری ص ۲۳۲ عہ تذکرۂ صوفیہ عہ تاریخ الاولیاء ۔ ثمرات القدس

یَامَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ زبان سے کہتے ہوئے اور گریبان چاک کرتے ہوئے
ایک طرف کو نکل گئے۔ اور شطحیات آپ کی زبان سے بے اختیار صادر ہوتے تھے۔

معیتِ ابدال | حضرت والد بزرگوار رح نے سید علیم اللہ ابدال رح کو نگرانی
احوال کے واسطے آپ کے ہمراہ بھیج دیا۔ گیارہ مہینے تک اسی حالت میں
سیر و سیاحت کرتے رہے۔

ہرات میں ورود | اس کے بعد آپ شہر ہرات میں وارد ہوئے۔ شیخ محمد
بن اسحاق رح نے نہایت تعظیم و تکریم سے آپ کو اپنے مکان پر ٹھہرایا۔ آپ
دس سال تک وہیں سکونت گزین رہے۔ اس عرصہ میں سید علیم اللہ ابدال رح
گاہ بگاہ بغداد شریف میں آپ کے حالات پہنچاتے رہتے تھے۔

ترقی سلوک | حضرت والد بزرگوار رح غائبانہ توجہ سے آپ کو مستفیض اور
کیفیاتِ باطن سے سرفراز فرماتے رہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ آپ کی حالت
مبدل بہ سلوک ہوگئی۔ اور ہر طرح کے فضائل و کمالات نقدِ وقت ہوئے۔

سیرِ ہند | تیس سال کی عمر میں آپ ملکِ ہند کی سیاحت کے لئے روانہ
ہوئے اور ملتان کے مضافات میں تشریف لے گئے۔ اور اٹھارہ مہینے تک
اس علاقہ کو اپنے یمن و برکات سے سیراب کیا۔

معاودتِ بغداد | اس کے بعد آپ پھر اپنے وطن مالوف میں تشریف لائے۔
اور اپنے والد بزرگوار رح کی خدمت میں بشاشانِ سترگی حاضر ہوکر آداب بجالائے
انہوں نے اپنے بلند اقبال بیٹے کے کمالات دیکھ کر درگاہِ الٰہی میں شکریہ ادا کیا۔ عہ

اوراد و وظائف | آپ نماز فجر سے پہلے ہمیشہ یہ وظیفہ پڑھا کرتے۔

الٰھی بحرمۃ قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محیی الدین ابو محمد

سید عبد القادر

عہ تحفۂ گلزارِ صابری شریف

سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی امد دنی یا مصوّر ۔ نیز آپ

سجدہ شکر بھی کیا کرتے اور چار رکعت نماز صلوٰۃ الصلوٰۃ بھی پڑھا کرتے ۔ عه

مذہب آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرح حنبلی مذہب کے پابند تھے ۔ اور اسی

مذہب کے مطابق فتوٰی دیا کرتے تھے ۔ بہت مدت تک بغداد شریف کے مفتی رہے ۔

نیابت غوثیہ آپ اپنے والد اکرمؒ کے بعد سجادہ نشین درگاہِ عالیہ غوثیہ ہوئے

اور مسندِ ارشاد پر متمکن ہو کر طالبانِ خدا کو منزلِ مقصود پر پہنچاتے رہے ۔ عه

وجہ لقب صوفی چونکہ آپ ہمیشہ خدا کی طرف دھیان رکھتے اور دل کو

بُری باتوں یعنی ماسوی اللہ سے پاک رکھتے تھے اس لئے آپ کا لقب صوفی

پڑ گیا تھا ۔ عه

تدریس آپ مدت دراز تک مدرسہ عالیہ غوثیہ میں درس و تدریس کرتے رہے

اور خدمتِ وعظ و نصیحت کو انجام دیا اور کمالاتِ صوری و معنوی سے مالامال ہوئے

حج حرمین الشریفین آپ متعدد امورِ مذہبی کے متولی رہے منجملہ اُن کے کسوت

بیت اللہ شریف کی تولیت بھی آپ کے متعلق تھی ۔ اسی اثنا میں حرمین الشریفین

زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کا حج بھی ادا کیا ۔ للعه

کرامات

آپ کثیر الخوارق والکرامات تھے ۔

طیِّ ارض منقول ہے کہ آپ جب ھرات سے علاقہ ملتان میں تشریف

لے گئے تو بزورِ ولایت تیسرے ہی دن وہاں پہنچ گئے ۔ سید علیم اللہ

ابدال آپ کے ہمراہ تھے ۔ عه

عه حقیقت گلزار صابری ص ۹۵ عه تذکرہ ... ص ۹۵ عه الانوار ... ص ۱۱۵ ... عه ... ص ۲۵ ... الاسرار ... ص ۱۱۵

عه حقیقت گلزار صابری ص ۲۰۲ ، تذکرہ

اثرِ جلالیت | جن ایام میں آپ ہرات میں تھے، مولوی حاجی بُرہان بن منصور تاجر وہاں آیا، اثنائے کلام میں آپ کی اور آپ کے آباؤ اجداد کی مذمت کرنے لگا۔ اُسی رات قدرتِ الٰہی سے اُس پر بجلی گری اور فوراً ہلاک ہوگیا۔

عملیات

برائے خلاصی از مصائب | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر پانچ نمازوں کے بعد یہ وظیفہ پڑھا کرے وہ ہر قسم کی سختیوں اور مصیبتوں سے خلاصی پاوے گا، بعد نمازِ فجر کے ھوالحیّ القیوم سَو بار، اور بعد نمازِ ظہر کے ھوالعلی العظیم سَو بار، اور بعد نمازِ عصر کے ھوالرحمٰن الرحیم سَو بار، اور بعد نمازِ مغرب کے ھوالغنی الحمید سَو بار، اور بعد نمازِ عشا کے ھو اللطیف الخبیر سَو بار پڑھے۔ عہ

کلماتِ طیبات

نصائح | آپ نے طالبانِ حق کو فرمایا ہے: ظاہرِ شریعت پر عمل کرو، اور کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمسک رکھو، سلف صالحین کے طریق پر چلنا اپنا شعار بناؤ، اعتقاد اہلِ سنت جماعت رکھو، نفس کو ریاضت سے مطیع کرو۔ طلب ہونے میں صبرِ جمیل اختیار کرو، بلاؤں پر تحمل کرو، خدا تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہو، اللہ تعالیٰ کے افعال میں فنا حاصل کرو، سنت کا اتباع کرو، بدعت سے اجتناب رکھو، اللہ تعالیٰ پر ہر کام میں توکل رکھو، اُسی سے مدد مانگو اور ہر حال و ہر وقت اُسی سے نصرت طلب کرو دیم

عہ تحفۂ حنفیہ ... ص ۹، عہ مرقع ... عہ ... فتح الفتح ... تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۹۰ موجودہ کتب خانہ ...

اولادِ کرام

بقول صاحب بحرالسرائر آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ سید ابوالمسعود علم الدین احمدؒ

ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت سید ابوالجبار بدرالدین حسنؒ

یہ بلا تزویج فوت ہوئے۔ بحرالسرائر میں ہے "وازوے خلیفے نماندہ"۔

بیٹی کا نام سیدہ فاطمہ تھا۔ جوانی میں بے اولاد فوت ہوئیں۔ بحرالسرائر میں ہے "اما فاطمہ ازوے عقیبے نماند"۔ نیز اس میں لکھا ہے کہ جو شخص ان کی اولاد ہونے کا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

ف

آپ کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کا جو ذکر کیا جا چکا ہے یہ مستند و صحیح ہے۔ مگر بعض تحریروں اور شجروں میں سید صفی الدین صوفی رح کی تین عدد اہلیہ اور آٹھ اور بیٹوں کے نام بھی پائے جاتے ہیں۔ بیویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سیدہ نور بی بی بنت شاہ کبیر حسن لاہوریؒ

۲۔ سیدہ فاطمہ بنت شاہ عبداللہؒ عہ

۳۔ بی بی ہاجرہ الملقب بہ خاتون جمیلہ بنت شیخ جمال الدین محمود سلیمان بن شعیب فاروقی رحؒ عہ

عہ تاریخ سادات کی علمی تحقیق تنقیدی جائزہ از ڈاکٹر

اور ان بیٹوں کے نام بھی پائے جاتے ہیں۔

۱ - سید ابو سلیمان احمد رح، صاحب شجرۃ الانوار نے لکھا ہے کہ شیخ
سلیم چشتی رح کا قادریہ شجرہ ان سے ملتا ہے۔

۲ - سید عیسےٰ رح - کتاب نسبنامہ سادات میں ہے کہ شاہ قمیص قادری
سادھوروی رح کا نسب اس طرح ہے۔ ان کے والد کا نام سید تاج الدین تھا۔ ابن
حیات الدین بن بہاء الدین بن داؤد بن سید عیسےٰ بن سید صفی الدین صوفی رح عه
لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ
"شاہ قمیص رح ابن سید ابی الحیٰوۃ، ایشاں نیز سلسلہ نسب خود بحضرت سید
عبدالرزاق میرسانند" عه مفتی غلام سرور لاہوری رح بھی ان کو سید عبدالرزاق
بن غوث اعظم رح کی اولاد لکھتے ہیں عه شاہ قمیص کی وفات ۳ ذیقعدہ ۹۹۲ھ
میں ہوئی۔ مزار سادھورہ خضر آباد میں ہے۔

ان کا سید صفی الدین صوفی کی اولاد سے ہونا قطعاً صحیح نہیں۔

۳ - سید محمد فاروق رح ملک محمد ظفر الدین قادری نے اپنا شجرہ نسب ان
اس طرح ملایا ہے۔ ظفر الدین بن منشی عبدالرزاق بن کرامت علی بن احمد علی
بن غلام قادر بن سعادت یار بن حسین بن رضا بن محمد علی بن فتح اللہ بن
غلام نبی بن محمد معصوم بن ملک محمد سعید الدین عرف ملک محمد بن احمد اللہ
بن تاتار بن بہاؤ الدین بن محمد اسمٰعیل بن اللہ داد بن غلام محی الدین عرف ملک کرم
بن خطاب الملک بن ملک عطاء الملک بن ملک داؤد بن ابراہیم ملک بیا غازی
متوفی ۱۳ ذی الحجہ ۷۵۳ھ (مدفون بہار) بن ابوبکر (مدفون بت نگر صفا قاتل
غزنی) بن ابو القاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق بن سید صفی الدین صوفی عه

عه نسب نامہ سادات مرتبہ گوہر سرحدی ضلع جھنگ مکتوبہ ۱۳۰۲ھ عه اخبار الاخیار ص ۲۰۸ عه خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۲۰۸ عه حیات علی ...
۹۱

۴ - سید عبدال...

۴ ۔ سید عبد الوہاب رح متوفی ۱۲ ارشعبان ۵۹۹؁ھ عہ

۵ ۔ سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رح ۔ حقیقت گلزار صابری

والے نے ان کو سید صوفی گیلانی رح کا بیٹا لکھا ہے لیکن یہ صریح غلط ہے ۔ حالانکہ

حکیم واجد علی خاں دہلوی رح نے کتاب مطلع العلوم میں صابر صاحب رح کو بنی اسرائیل

میں سے لکھا ہے ۔ یہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی رح کے خواہرزادہ اور مرید تھے ۶۹۰ ھ میں فوت ہوئے عہ

۶ ۔ سید میراں تاج الدین رح ۷ ۔ سید علی اصغر رح ۸ ۔ سید حسین علی رح

میرے نزدیک صاحب بحر السرائر کی تحقیق صحیح ہے کہ سید صفی الدین صوفی کے

صرف دو ہی بیٹے اور ایک بیٹی تھی ۔ ان میں سے صرف فرزند اکبر سید ابو المسعود

علم الدین احمد رح کی اولاد باقی ہے ۔ دوسرا بیٹا لاولد رہا ۔

باقی آٹھ بیٹے جو دوسری تحریرات میں آئے ہیں ان کی صحت مشکوک

ہے ۔ بلکہ اُن کی اولاد کے اسماء سے اُن کے نسبوں کی جعلسازی ثابت ہو رہی ہے

ایسا ہی تینوں بیویوں کے نام بھی غیر ثابت ہیں ۔

تلامذہ عظام

صاحب کتاب غوث اعظم رح نے لکھا ہے کہ خلیفہ الناصر باﷲ ابو العباس احمد

بن الناصر بن المستضئی عباسی علوم ظاہر میں آپ کا شاگرد تھا ۔

اور الدر المنظم میں ہے کہ شیخ ابو الغنائم رزق اللہ بن محمد بن احمد نے

آپ سے روایت کی ہے ۔

خلفائے ذوالاحترام

صاحب آئینہ تصوف نے لکھا ہے کہ خلیفہ اکبر آپ کے ایک اور خلیفہ اصغر

گیارہ اور صاحب مجاز سات تھے ۔ از انجملہ ۔

عہ آئینہ تصوف ص ۱۶۲ عہ باغ سادات ص ... نمبر ...

۱ ۔ حضرت سید ابو المسعود علم الدین احمد ۔ فرزند اکبر آنجناب رح

ان کا نام بعض تذکروں میں ابوالعباس حسمید الدین احمد مذکور ہے ۔

۲ ۔ حضرت سید ابو سلیمان احمد رح ان کا سلسلہ جاری ہے ۔

۳ ۔ سید عبدالوہاب رح شاہ محمد حسن صابری رامپوری رح کا شجرہ قادریہ ان سے بھی ملتا ہے ۔ وہ مرید شاہ محمد حسین کے ۔ وہ مرید شاہ محمد امیر کے ۔ وہ مرید میاں غلام شاہ کے ۔ وہ مرید شاہ عبدالکریم قطب الدین کے ۔ وہ مرید شاہ مصطفےٰ کے ۔ وہ مرید شاہ عثمان کے ۔ وہ مرید شاہ عبداللہ وحدت پوش کے ۔ وہ مرید سید احمد یحییٰ الخلیفہ کے ۔ وہ مرید سید صالح پاک کے ۔ وہ مرید سید ظاہر کے ۔ وہ مرید سید یٰسین کے ۔ وہ مرید سید شرف الدین کے ۔ وہ مرید سید تاج الدین کے ۔ وہ مرید سید نور الدین کے ۔ وہ مرید سید محمد یحییٰ کے ۔ وہ مرید سید عبدالوہاب موصوف کے ۔ عہ

۴ ۔ سید علی قادری رح صاحب فیضان جاریہ تھے ۔ عہ

واقعۂ وفات

آپ کو ناف کے نیچے درد شروع ہوا اور ساعت بساعت بڑھتا گیا اُس وقت یہ کلمہ آپ کی زبان پر جاری تھا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد باذن اللہ ۔ آپ کے فرزندانِ عالی شان اور شیخ ابوالقاسم اور سید عبداللہ بن احمد رح اور سید یٰسین بن شرف الدین رح اور سید ابوالفضل بن شمس الدین صحرائی رح تیمارداری میں مشغول رہے سہ

آخری لمحات جب آپ کا وقت اخیر ہوا تو آپ کے صاحبزادہ عالیجاہ رح نے فرمایا کہ

عہ اخبار تصوف ص ۲۶ عہ مرآۃ الاصفیا جلد اول ص ۱۱۸ سہ حقیقت گلزار صابری ص [illegible]

فرمایا کہ اس وقت آسمانوں میں غل ہو رہا ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری آرہی ہے۔ ہمارے والد بزرگوار کو خلعتِ نور پہنا کر ساتھ لے جاویں گے چنانچہ اُسی وقت آپ کی رُوحِ مطہر جسمِ عنصری سے مفارقت کر کے اپنی حقیقت سے جا واصل ہوئی۔

خوشبو کا ظہور اس وقت نہایت لطیف خوشبو سے مکان معطر ہو گیا، اور پھر چند لمحہ میں دُور دُور تک وہ خوشبو پھیل گئی۔ چنانچہ اُسی خوشبو سے اکثر لوگ جوق در جوق زیارتِ آخری کے لئے حاضر ہوئے۔

تجہیز و تکفین شیخ ابو احمد بن اسحاق ہروی رح نے آپ کو غسل دیا اور آپ کے بیٹے اور گیسوؤں کو شانہ کیا۔ آپ کے صاحبزادے بھی شریک کار ہوئے شیخ حسام الدین حنبلی رح اور شیخ رضی الدین رح نے قبر میں اُتارا۔

نمازِ جنازہ صدہا مخلوق کے علاوہ بزرگان اولیاء اللہ حسبِ ذیل بھی شریکِ جنازہ تھے۔ شیخ بہاؤ الدین رح، شیخ عثمان بن داؤد رح، شیخ صدر الدین رح خواجہ یعقوب بن ایوب رح، شیخ ہوسے رح، شیخ ابو البرکات بن احمد رح، شیخ عبد المجید بن ابو العباس رح، شیخ عبد اللہ رح، شیخ ابو العلےٰ بن محمود رح، شیخ ابو مسعود بن احمد رح، شیخ شمس الدین بن شہاب الدین رح، شیخ قاسم بن عثمان رح، شیخ نصیر الدین بن عبد القادر رح، شیخ ابو بکر بن احمد رح، شیخ عبد الکریم بن عمر بن ابراہیم رح عہ

تاریخِ وفات حضرت سید ابو المنصور صفی الدین عبد السلام صوفی گیلانی رح کی وفات بقولِ صاحبِ قلائد الجواہر و انیس القادریہ و بحر العرائر و شجرۃ الانوار و تاج المکلل بتاریخ سوم رجب ۱۱۰۶ھ چھ سو گیارہ ہجری۔ مطابق شنبہ

عہ حقیقتِ گلزارِ صابری، بزم صوفیہ

آٹھویں نومبر ۱۲۱۴ء ایکہزار دو سو چودہ عیسوی میں بعہد خلافت الناصر لدین اللہ احمد بن المستضیئی خلیفہ سی و چہارم عباسی کے ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پُر انوار بغداد شریف مقبرہ حلبہ میں اپنے والد بزرگوار کے پاس ہے۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ نوشاہی دام برکاتہ۔

صوفی الدین چو شد بدار قرار | اہلِ جنت شدند زو خوش حال
رحلتِ پیر گفت نوشاہی | قادریِ پیرِ ہادیِ دین سال

منہ

چو رحلت کرد سید صوفیِ پاک | بجنات المعلےٰ گشت مالک
ز ہاتف جست نوشاہی وصالش | بگوش جاں ندا شد منتسبِ سالک

منہ

ز دنیا چو شد ذاتِ احسن لطیف | خرد رحلتش گفت طیبِ شریف

منہ — ز دنیا سفر کرد حضرت عجب | بخواں رحلتِ پیرِ باشوقِ رب

منہ — بجنت چو شد پیرِ با دلپذیر | وصال است اولیٰ سراجِ منیر

منہ — درجہاں آمد ولیِ بالیقیں | سالِ وصلش شمسِ قطبِ اہلِ دیں

دیگر از اسماء الحسنےٰ

یا عتقِ زاکی ۔ رشیدِ وافی ۔ متینِ اعلےٰ ۔ متینِ عالی
متینِ کافی ۔ ممیتِ سبحان ۔ فتاحِ معبود ۔ شفیعِ قائم
توابِ رب ۔ توابِ بر ۔ شافی ظہور ۔ نصیرِ اکرم
ناصر کریم

فصل ہف

فصل ہفدہم

حالات حضرت سید ابو العباس حمید الدین احمد گیلانی قدس سرہ

اوصاف جمیلہ | آپ معدن العلوم والانوار، مخزن الفضائل والاسرار، سلطان الطریقت، برہان الحقیقت، قبلہ مقبلان عالم، کعبہ محققان بنی آدم، خقیدا لفاضل، محدث الکامل، غوث العالمین تھے۔ حضرت شیخ سید ابو المنصور صفی الدین عبد السلام صوفی گیلانی رح کے فرزند اکبر و مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام و لقب | آپ کا اسم گرامی احمد عه، کنیت ابو العباس عمه، ابو المسعود سه ابو نصر لله، لقب شریف حمید الدین صه، علم الدین سه، گنج بخش عمه، فیض اللہ عسکری له، شیخ شیوخ العالم تھا۔ له

کتاب بحر السرائر میں آپ کا پورا نام سید ابو المسعود علم الدین احمد لکھا ہے۔

ولادت | آپ کی ولادت باسعادت بقول صاحب بحر السرائر ۵۵۸ھ پانسو اٹھاون ہجری مطابق ۱۱۶۳ء ایک ہزار ایک سو تریسٹھ عیسوی میں بعہد خلافت مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی بن المستظہر عباسی بمقام بغداد شریف ہوئی۔

تحصیل علوم | آپ نے علوم متداولہ فقہ و حدیث اپنے والد صاحب اور حسن بن ابی العلاء بن علی عبد اللہ وغیرہ اساتذہ سے حاصل کئے۔ ما

عه بحر السرائر۔ شجرۃ الانوار عمه شجرۃ الانوار سه بحر السرائر لله باغ سادات صه تذکرہ غوثیہ سه بحر السرائر عمه اسرار المعرفت له باغ سادات له بحر السرائر

ما بحر السرائر قلمی۔ غوث اعظم ص ۳۰۲۔ شرافت

اپنے جد بزرگوار حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب رح کو دیکھا تھا۔
اور حقائق توحید کا سبق اُن سے بھی پڑھا تھا۔ اُس وقت آپ کی عمر مبارک
پینتیس ۳۵ سال تھی۔

بیعت وخلافت | آپ نے بیعت طریقت اپنے پدر عالیقدر شیخ المشائخ
حضرت سید ابوالمنصور صفی الدین عبدالسلام صوفی گیلانی بغدادی رح کے
دست حق پرست پر کی۔ اور خرقہ خلافت وارشاد حاصل کیا۔ عہ

مشایخ صحبت | آپ نے سید اصغر قادری رح وغیرہ شیوخ کی صحبت سے
بھی فیض پایا عہ

نیابت غوثیہ | والد بزرگوار کے بعد مسند ارشاد غوثیہ پر بیٹھ کر بکمال ورع
وتقوائے خلقت کی رہنمائی کی۔ مدرسہ سعیدیہ غوثیہ کی تولیت بھی آپ کے
متعلق تھی۔ درس وتدریس سے اس کی رونق کو اپنے عہد میں دوبالا کیا۔
صاحب بحر السرائر نے لکھا ہے کہ ابوالمسعود علم الدین سید احمد کا
درس بہت بڑا تھا۔ صاحب علم وحلم ذی حال الفاخر تھے۔

رُوم تشریف لے جانا | ایک مرتبہ آپ ولایت رُوم کی طرف سیر کو تشریف
لے گئے۔ وہاں کی آب وہوا آپ کو بہت پسند آئی۔ آپ کا ارادہ ہوا کہ
اسی کو اپنا دارالارشاد مقرر کیا جائے۔ مگر متردد تھے۔ آخر آپ کو بیداری
میں حضرت غوث اعظم رض کی زیارت ہوئی۔ اُنھوں نے رُوم رہنے کی اجازت
دے دی۔ سید سعد اللہ رضوی رح لکھتے ہیں "بحسب امر پدر جد خود
کہ در لفظ بودہ شدہ بود در انجا مسکنت گرفت" یعنی اپنے دادا کے
باپ کی اجازت سے روم میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہ حضرت غوث اعظم ہی تھے
مگر قاضی

عہ بحر السرائر عہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۱۲۲ عہ بحر السرائر قلمی نسخہ

مگر قاضی برخوردار ملتانی نے کتاب غوث اعظم میں والد اور جد کی اجازت سے روم جانا لکھا ہے۔ ع۵۵

سید علی اصغر گیلانی رح نے شجرۃ الانوار میں لکھا ہے

"سید ابو العباس احمد (در ہنگامہ ہلاکو خاں و تاراجے و قتل عام بغداد از بغداد بروم رفت و بعد انطفائے آتش ہلاکو خاں در حلب کہ شہر شام و مملکت روم است توطن اختیار فرمود"	سید ابو العباس احمد ہلاکو خاں کے قتل و تاراج بغداد کے وقت بغداد سے روم چلے گئے اور اس ہنگامہ کی آگ سرد ہونے پر آپ حلب میں سکونت گزین ہو گئے۔ جو ملک شام کا شہر اور مملکت روم میں ہے۔

بعد کے مورخین مفتی غلام سرور لاہوری وغیرہ نے بحوالہ شجرۃ الانوار اپنی تصانیف میں اسی روایت کو درج کیا ہے۔

لیکن صاحب شجرۃ الانوار کا یہ لکھنا کہ ہلاکو خاں کے تاراج بغداد کے زمانہ میں حضرت سید ابو العباس احمد رح بغداد شریف سے روانہ ہوئے یہ درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ واقعہ بقول تاریخ الخلفا علامہ حافظ سیوطی ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری میں گذرا۔ اور حضرت سید احمد اس سے چھبیس ۲۶ سال پہلے ۶۳۰ھ چھ سو تیس ہجری میں روم میں وفات پا چکے تھے جیسا کہ بحر المراثر سے ثابت ہے۔

صاحب بحر المراثر کا یہ تحریر کرنا کہ سید ابو المسعود احمد حضرت غوث اعظم رح کے حکم سے جو یقظہ (بیداری) میں آپ کو ہوا۔ روم میں سکونت گزین ہوئے یہ بالکل صحیح اور قرین عقل ہے۔

ع۵۵ غوث اعظم ص ۳۰ سر ۱۰

نیز شجرۃ الانوار ۱۱۹۲ھ سے بعد کی تصنیف ہے۔ اور بحر السرائر کا زمانہ تصنیف حضرت مخدوم سید ابو الحسن جمال الدین محمد غوث ثانی گیلانی ملتانی رح کا عہد سجادگی ہے جو [۸۰۳ھ تا ۸۳۲ھ] ہے عـه یعنی اس سے تقریباً اسی سال پہلے تصنیف ہوئی اور مخادیم گیلانیہ ملتان کا کتب خانہ اس کے مصنف سید سعد اللہ الرضوی رح کے زیر مطالعہ تھا۔

شہرہ قطبیت | آپ صاحب وقار تھے، آپ کی ولایت عظمٰی اور قطبیت کبرٰی کا اکثر دُور دراز شہروں میں ڈنکا بج رہا تھا، چونکہ آپ سلسلہ قادریہ وہابیہ کے خلیفہ اعظم اور خاندان گیلانیہ صفویہ کے سجادہ نشین اجل تھے اس لئے دیار روم کے بے شمار لوگ جوق در جوق خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوتے تھے۔ عمـه

کرامات

نگاہِ شفقت | آپ کے چہرہ انور پر تجلیات ذاتی کا اتنا ظہور تھا کہ جو شخص آپ کو دیکھتا وہ عاشق ہو جاتا، اور اگر آپ کسی فاسق پر نظر شفقت ڈالتے تو وہ کامل ولی بن جاتا۔ حضرت مولانا سید حافظ محمد حیات نوشاہی رح لکھتے ہیں۔ ؎

ہر کہ دید سے روئے او عاشق شدے ۔۔۔ پاک گشتے گرچہ بس فاسق بُدے

کلمات طیبات

نصائح۔ آپ نے سالکانِ راہ حق کو فرمایا ہے۔ نفس اور اس کی خواہشوں

اور ارادوں

عـه غوث اعظم ص ۲۵۹ عمـه بحر السرائر طبع غوث اعظم ص ۳۰۲ شرافت

اور ارادوں اور نیتوں سے موتِ اختیاری حاصل کرو، تمام خلقت سے اور اپنے کاموں میں ان کی طرف رجوع لانے سے انقطاع اختیار کرو، لوگوں سے اور جو کچھ اُن کے قبضہ میں ہے اور اسباب کے تعلق سے بالکل قطع کرو۔ خدائے کریم اور وہاب پر توکل رکھو، اور ہمیشہ جدوجہد قوی رکھو۔ علوم دینیہ میں اشتغال رکھو، فقیروں کی مجالست اختیار کرو، بادشاہوں اور دولتمندوں سے مستغنی رہو، شیطانِ لعین کے مکائد سے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی جناب میں پناہ مانگتے رہو، اور خدا کریم کی مہربانیوں کی امید رکھو، دل میں حُزن طویل رکھو مگر چہرہ کو بشاش بشاش معلوم کراؤ۔ عہ

اولادِ کرام

بقول صاحب بحر السرائر حضرت سید احمد کی زوجہ خاندان قریشیہ ہاشمیہ اسدیہ سے تھیں۔ اُن کے بطن سے صرف ایک فرزند تولد ہوا۔ وہ بھی ضعیفی کے وقت "در وقتِ پیری تولد یافتہ بود" ان کا نام ابوالبرکات محی الدین سید مسعود تھا۔ اِن کے سوا آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

ف

بعض تحریرات اور شجرہ جات میں سید ابوالعباس احمدؒ کی دو بیویوں اور اولاد کے اسماء ذیل بھی پائے جاتے ہیں۔ بیویاں یہ ہیں

۱۔ سیدہ بخت بھری بنت شاہ نظر محمد لاہوریؒ

۲۔ سیدہ قدرت خاتون بنت سید فرید پشاوریؒ عہ

اور چھ بیٹوں کے یہ نام بھی پائے جاتے ہیں۔

عہ تکملہ انفاس العارفین قلمی مخطوطہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی عہ بیاض سادات قلمی فارسی

۱۔ سید علی بیابانی رح کتاب باغ سادات در تحفۂ ظہور ایمان میں ہے
کہ سید محمد صاحب کتاب بحر المعانی ان کی اولاد میں سے تھے۔ ابن سید احمد بن
سید علی بیابانی رح

مگر حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے بحر المعانی کے مصنف کا نام نامی
سید محمد بن جعفر المکی الحسینی لکھا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ انہوں نے کتاب بحر الانساب
میں اپنا نسب خود بیان کیا ہے۔ عـ۵

۲۔ سید زکی الدین رح ۔ کنز الانساب میں ایک نسبنامہ اس طرح آپ سے
ملایا ہے۔ سید امیر اللہ و عباد اللہ و نور اللہ و باب اللہ و نعیم اللہ فرزندان
سید نعمت اللہ بن محمد باقر بن محمود بن علی بن جلال الدین بن محمد فیروز
بن عثمان بن شمس الدین بن نور الدین بن ضیاء الدین بن سید زکی الدین بن سید احمد

۳۔ سید اسمٰعیل ۴۔ سید زین العابدین رح ۵۔ سید سلیمان

۶۔ سید عباس رح

مگر سید سعد اللہ الموسوی الرضوی رح نے بحر السرائر میں تصریح لکھا
کہ "سوائے یک پسر ابنا و بنات دیگر نداشتند" یعنی حضرت سید احمد
سوائے ایک بیٹے (سید مسعود) کے اور کوئی بیٹے اور بیٹیاں نہیں رکھتے
نیز نسب نامہ سادات پرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت
سید احمد کے صرف ایک ہی فرزند سید مسعود تھے۔ ان کا ذکر آگے لکھا جائے گا
میں نے (شرافت نے) یہ جو تفصیل دی ہے۔ محض ناظرین کے علم
اضافہ کرنے کے لئے کی ہے۔ تاکہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں ورنہ تحقیقی طور
دو نو بیویاں اور یہ چھیوں بیٹے ثابت نہیں۔

عـ۵ اخبار الاخیار ص ۱۳۶ عـ۵ باغ سادات المعروف در تحفۂ ظہور ایمان۔ مخطوطہ [illegible] ص [illegible] کنز الانساب ص [illegible] شرافت

خلفائے

خلفائے عظام

آپ کے مرید و خلیفے تو کافی ہوں گے کیونکہ صاحب بحر السرائر نے لکھا ہے کہ " بسیارے جماعت از دست حق پرست کہ ید اللہ فوق ایدیہم مشعر بر آنست برآمدہ و بیعت نمودہ " یعنی بڑی جماعت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مگر کسی کا نام دریافت نہیں ہو سکا۔

آپ کے بیٹے حضرت سید ابوالبرکات محی الدین مسعود رح کے سوا ایک بزرگ شیخ نور محمد قادری رح کا نام بعض شجروں میں دیکھا گیا ہے۔

تاریخ وفات

حضرت سید ابوالعباس حمید الدین احمد یعنی ابوالمسعود علم الدین احمد گیلانی رح کی وفات بقول صاحب بحر السرائر و غوث اعظم (شنبہ بست پنجم رجب ۲۵ ۶۳۰ سنہ چھ سو تیس ہجری بمطابق ہفتم مئی ۱۲۳۳ سنہ ایکہزار دو سو تینتیس عیسوی میں بعہد خلافت المستنصر باللہ ابو جعفر منصور بن الظاہر بن الناصر خلیفہ سی و ششم عباسی کے ہوئی۔

مدفن مبارک: آپ کا مزار اقدس شہر حلب ملک شام میں مرجع خلائق ہے۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفٰی نوشاھی دام برکاتہ

ھ

ز دار عدم سید احمد سعید	بفضل الٰہی بجنت رسید
چو جستم ز دل سال نقل بزرگ	ندا شد ولی متقی و وحید
	۶۳۰

منہ

۶۳۰

سید احمد رفت چوں از اقربا — انتقالش خواں حبیب با خدا

منہ

۶۳۰

چو رحلت کرد پیر ما ز احباب — وصالش گشت شوق قطب الاقطاب

منہ

۶۳۰

رفت از عالم فنا محبوب — ارتحالش بداں حبیب خوب

دیگر

از اسماء الحسنیٰ

۶۳۰	باعث مجید	حسیب مقیت	۶۳۰
۶۳۰	عدل شکور	قوی رشید	۶۳۰
۶۳۰	سلیم ممیت	فتاح منان	۶۳۰
۶۳۰	فتاح عالم	فتاح اعلم	۶۳۰
۶۳۰	شفیع نعیم	شفیع قدوس	۶۳۰
۶۳۰	شفیع یقین	کریم رفیع	۶۳۰

منتقم

۶۳۰

فصل ہژدہم

حالات حضرت سید ابو البرکات محی الدین مسعود گیلانی قدس سرہ

اوصاف جمیلہ | آپ سید الاولیا، سلطان الاصفیا، غوث المحققین، قطب المدققین، سراج العابدین، زین العارفین، پیشوائے اہل طریقت، مقتدائے اصحاب حقیقت، جمال المشایخ والعلماء تھے۔ حضرت سید ابو العباس ابو المسعود احمد گیلانی رہ کے فرزند یگانہ و مرید و خلیفہ اعظم اور سجادہ نشین تھے۔

نام ولقب | آپ کا نام نامی مسعود عہ، کنیت سامی ابو علی عہ ابو البرکات اور لقب گرامی محی الدین عہ نور الدین عہ شیخ الشیوخ اور سید السادات تھا عہ

ولادت | آپ کی ولادت باسعادت ۶۲۰ھ چھ سو بیس ہجری عہ مطابق ۱۲۲۳ء ایک ہزار دو سو تیئیس عیسوی میں بعہد خلافت الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن المستضیئ بن المستنجد عباسی بغداد شریف میں ہوئی۔

تحصیل علوم | آپ بچپن میں ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ بغداد سے روم چلے گئے عہ وہیں ظاہری علوم معقول و منقول کی تحصیل اپنے والد ماجد اور دیگر شیوخ سے کی۔ فقہ و حدیث میں یکتا ہوئے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے آپ نہایت فہیم اور صاحب اوصاف جمیلہ تھے۔ عہ

بیعت وخلافت | آپ نے بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار شیخ المشایخ حضرت سید ابو العباس حسام الدین احمد یعنی ابو المسعود علم الدین احمد گیلانی رہ کے

ہاتھ پر کی ۔ اور سلوک قادریہ پورا کر کے خرقہ خلافت وارشاد حاصل کیا۔

مشائخ صحبت آپ نے شیخ نور محمد قادری رح اور سید علی قادری رح کی صحبت

سے بھی فیض پایا عہ

تدریس آپ بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح درس و تدریس کا مشغلہ رکھتے تھے

تمام عمر تبلیغِ اسلام میں صرف کر دی۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا آپ کے

فیض سے سیراب ہوئی۔

ذکر وفکر آپ اکثر حلقہ ذکر کیا کرتے اور خالی اوقات میں بحکم حدیث شریف

تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین فکر میں محو و مستغرق رہتے۔

شعر ذکرِ مولا خوش بود وردِ زباں   خالی از فکرِ حق نبود زماں

اخلاق وعادات آپ عشقِ ذاتِ حق میں ہمیشہ محو و مستغرق رہتے۔ جس

نگاہ رحمت ڈالتے دو نوجوان کے غم سے نجات پاتا اور ابدی راحت اُس کو

نصیب ہوتی۔

کلماتِ طیبات

نصائح ۔ آپ نے سالکانِ طریقت کو فرمایا ہے۔ ہمیشہ خوش رہو۔ خاموشی

زیادہ رکھو، تفکر میں رہنا اختیار کرو۔ اخوانِ طریقت کو تلاش کر کے ملو

مسکینوں پر رحم کرو۔ جود و سخا کے اوصاف سے موصوف ہو، بخل سے اجتناب

کرو۔ امورِ شریعت کی پابندی میں کوشش کیا کرو۔ ہزلیات سے احتراز کرو

ہر ایک کام میں اعتدال کو ملحوظ رکھو۔ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اور امر

بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بناؤ۔ اگر کسی سے تنازعہ ہو جائے

تو اچھا طریقہ پکڑو، دین میں پختہ ہو جاؤ، نزاع کو ترک کرو۔ اپنی طبیعت

کو شگفتہ

عہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۱۱۸ مع ترمیم

کو شگفتہ بناؤ۔ نیک اخلاق سے برتاؤ کرو۔ اپنے احوالِ باطن کو پوشیدہ رکھو، حقائق و اسرار کو افشا نہ کرو۔ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ عہ

اولادِ کرام

صاحبِ بحر السرائر نے لکھا ہے کہ آپ کے تین بیٹے تھے۔

۱۔ شیخ ابو الحسن ضیاء الدین سید علی رح ان کا ذکر آگے لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

باقی دو نو بیٹوں کے اُس نے نام نہیں لکھے صرف اسی قدر لکھ دیا ہے کہ "اگرچہ دو پسر دیگر داشتند اما از انہا اولاد و احفاد نیست" یعنی اگرچہ دو بیٹے اور بھی تھے مگر اُن سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

ف

بعض تحریروں سے آپ کی اہلیہ اور بیٹوں کے یہ نام بھی ظاہر ہوتے ہیں،

اہلیہ کا نام سیدہ عائشہ بی بی بنت شاہ حیدر لاہوری رح

بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سید ابو علی صالح محمد رح

۲۔ سید عبد اللہ۔ ماسٹر غلام نبی ساکن وچھن پورہ لاہور نے اپنا نسب نامہ کتاب تذکرہ کا تتمہ میں اس طرح ان کے ساتھ ملایا ہے۔ غلام نبی بن غلام قادر بن نتھے شاہ بن پیر شاہ بن حکیم ہاشم شاہ تھرپالوی بن حاجی محمد شریف جگدیوی بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن موسیٰ بن محمد بن موسےٰ بن صالح بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن سید محی الدین مسعود گیلانی رح

عہ تکملہ مفتاح الفتوح قلمی بخط شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح مخزونہ کتب خانہ گیلانیہ اوچ مبارکہ شریف۔

مگر محققین کے نزدیک یہ نسب نامہ بالکل وضعی ہے کیونکہ بحر السرائر کے علاوہ نسب نامہ سادات پیرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ میں بھی سید مسعود کے ایک ہی فرزند سید علی لکھے ہیں۔ اور قاضی برخوردار ملتانی رح نے کتاب غوث اعظم میں بتصریح لکھا ہے کہ آپ کو (سید محی الدین مسعود کو) صرف ایک صاحبزادہ مسمی سید علی قدس سرہٗ خلاق عالم نے عطا کیا جو وارث خاندان ہوا اور انہیں سے یہ سلسلہ ولایت شروع ہو کر مزین عالم ہوا ہے۔

بلکہ ناشر غلام نبی کے مورث اعلیٰ حکیم میاں ہاشم شاہ شاعر کو پنجابی ادب تاریخ، فاضل پنجابی گائیڈ اور پنجابی صوفی پوئیٹس کے مصنفوں نے نجار (ترکھان) لکھا ہے۔

علے غوث اعظم ص ۲۰۵ خزانہ

تاریخ وفات حضرت شیخ سید ابو البرکات محی الدین مسعود گیلانی رح کی وفات بقول صاحب کتاب غوث اعظم (پنجم شعبان) ۶۶۰ھ چھ سو ساٹھ ہجری مطابق یکشنبہ بست و پنجم (۲۵) جون ۱۲۶۲ء ایکہزار دو سو باسٹھ عیسوی میں بعہد خلافت المستنصر باللہ ثانی ابو القاسم بن الظاہر خلیفہ سی و ششم (۳۶) عباسی مصری کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پر انوار شہر حلب ملک شام میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

ز دنیا رفت شاہ مسعود ذاکر — بباغ عدن شد مسرور صابر

وصالش مصرع گفتم عجیبہ — حبیب حامد و محبوب شاکر

منہ

از وصال سید مسعود دان — امجد با سید السادات خوان

منہ وصال ۷۹۶

منہ

۶۶۰

وصالِ حضرتِ مسعودِ عمدہ سرودشم گفت قبرِ قادریہ

منہ

زماکرو تفریق چوں خوش نصیب

وصالش عجب گفت رحلت حبیب

۶۶۰

دیگر

از اسمارِ الحسنےٰ

۶۶۰ حنّان متعالی — علی مقیت ۶۶۰

۶۶۰ صمد شکور — نعیم ممیت ۶۶۰

۶۶۰ قدوس ممیت — یقین ممیت ۶۶۰

۶۶۰ منعم شفیع — کریم رفیق ۶۶۰

۶۶۰ مکرم رفیع — منیر رفیع ۶۶۰

شاہد نصیر

۶۶۰

شہید ناصر

۶۶۰

ھ

فصل نوزدہم

حالات حضرت سید ابو الحسن ضیاء الدین علی گیلانی

قدس سرہ

اوصافِ جمیلہ آپ وارث الانبیاء والمرسلین، محبوبِ حبیب رب العالمین، مظہر کمالاتِ نبویہ، مزینِ اطوارِ غوثیہ، مہبطِ انوارِ تجلیاتِ الٰہی، مصدرِ فیوضاتِ نامتناہی، سلطان العرفا، فخرِ ملت تھے۔ حضرت سید ابو البرکات محی الدین مسعود گیلانیؒ کے فرزندِ اکبر اور مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام ولقب آپ کا نام نامی علیؒ کرم علیؒ کنیت سامی ابو الحسنؒ ابو المحسنؒ لقب گرامی ضیاء الدینؒ صالح الدین تھا۔

ولادت آپ کی ولادت با سعادت ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس ہجری مطابق ۱۲۴۷ء ایک ہزار دو سو سینتالیس عیسوی میں بمقام حلب ہوئی۔

تحقیق ولدیت حضرت سید ابو الحسن علیؒ کی ولدیت کے متعلق مورخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے آپ کو سید مسعود کا پوتا لکھا ہے اور اکثر نے بیٹا۔ پوتا لکھنے والوں کے اقوال یہ ہیں۔

۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری۔ کتاب گنج تاریخ المعروف گنجینہ سروری میں لکھتے ہیں۔ "سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی بن سید مسعود محمد"۔

۲۔ سید گل حسن قادری نے تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے۔ "سید ابو الحسن عرف کرم علی بن سید ابو علی عرف محمد صالح بن سید مسعود عرف نور الدین"

۳۔ میر انیس احمد

ـه بحر السرائر قلمی۔ ثواقب المناقب قلمی نسخہ الف ص ۱۳۔ تذکرہ نوشاہی قلمی نسخہ ج ص ۲۲۔ تحائف قدسیہ قلمی ص ۱۰۳۔ مراۃ الغفوریہ روٹو گراف ورق ۱۲۔ شجرۃ الانوار قلمی۔ کنز الرحمت ص ۹۱

ـه الاعجاز قلمی نسخہ الف ص ۶۔ لطائف گلشاہی قلمی ص ۵۲۔ ترویح القلوب قلمی ص ۱۹۔ تذکرہ غوثیہ۔ ـه بحر السرائر۔ شجرۃ الانوار۔ ـه سلسلہ عالیہ قادریہ ـه بحر السرائر۔ غوث اعظم ص ۲۰۵

ـه گنجینہ سروری ص ۳۰۔ شرافت

۳۔ میر انیس احمد نے کتاب اسرار الواصلین میں جو کتاب تذکرۃ الفقرا مولفہ مرزا احمد اختر گورگانی کا اردو ترجمہ ہے۔ لکھا ہے۔

"سید ابوالحسن علی بن سید ابوعلی بن سید مسعود" عـــہ

۴۔ مولوی غلام احمد اختر اوچی مولف سررشتہ تالیفات ریاست بہاولپور نے اپنی کتاب تاریخ اوچ میں لکھا ہے "سید ابوالحسن علی بن سید ابوعلی صوفی ابن سید مسعود"

اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چاروں حوالے ستر سال سے کم عرصہ کے ہیں۔ بلکہ آخری دونو میرے (شرافت کے) معاصرین کے ہیں۔ انہوں نے سید علی کو سید ابوعلی کا بیٹا اور سید مسعود کا پوتا لکھا ہے۔

بخلاف ان کے زیادہ تر محققین جن میں سے اکثر قدیم ہیں آپ کو حضرت سید مسعود رح کا حقیقی بیٹا لکھتے ہیں مثلاً،

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح تکملہ مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب میں جو ۳ شوال ۹۸۵ھ (۱۴ دسمبر ۱۵۷۷ء) کا لکھا ہوا ہے تحریر فرماتے ہیں

"علی بن مسعود بن احمد"

۲۔ شیخ صاحب موصوف اخبار الاخیار میں جو ۹۹۹ھ ۱۵۹۱ء کی تصنیف ہے۔ لکھتے ہیں۔ "سید علی بن سید مسعود بن سید احمد" عـــہ

۳۔ مولانا سید سعد اللہ القادری بن سید عبدالرحمن صفی الدین حسینی الموسوی الرضوی القسمی القبلوی ثم اشرف الاصل المازندرانی ثم الطلنبی الملتانی رح کتاب بحر السرائر فی مناقب سید عبدالقادر۔ الملقب بہ خوارق الغوثیہ فی سلسلۃ الحسنیۃ الجیلیہ میں جو بارہویں صدی ہجری کے آغاز

عـــہ اسرار الواصلین ص ۲۵۹ عـــہ اخبار الاخیار ص ۲۰۲۔ شرافت

کی تصنیف ہے لکھتے ہیں ۔

"شیخ الشیوخ سید السادات ابو البرکات محی الدین سید مسعود کہ پسر سید احمد است وے را عقبے ست از سید البہی الرضی الوفی ابو الحسن ضیاء الدین سید علی" یعنی سید مسعود جو سید احمد کے فرزند ہیں ۔ اُن کی نسل اُن کے بیٹے سید علی سے چلی ہے ۔

۴ ۔ مولانا سید گل محمد بن شاہ عصمت اللہ نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۰ھ کتاب لطائف گلشاہی میں جو بارہویں صدی کے وسط کی تصنیف ہے لکھتے ہیں ۔

" سیّد علی وایشاں از والد شریف سیّد مسعود " عـه

۵ ۔ مولانا عبد الفتاح بن محمد نعمان رحمتہ اللہ علیہ کتاب مفتاح العارفین میں جو بارہویں صدی ہجری کے اواخر کی تصنیف ہے لکھتے ہیں ۔ "سید علی بن سید مسعود" عـه

۶ ۔ میر علی شیر قانع ٹھٹوی سندھی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۲۰۳ھ کتاب تحفۃ الکرام میں جو بارہویں صدی ہجری کے آخری سالوں کی تصنیف ہے لکھتے ہیں ۔

" سید علی بن سید مسعود "

۷ ۔ سید جلال الدین حسین جعفری شیرازی تذکرۃ الائمہ میں لکھتے ہیں

" سید احمد ابنہٗ سید مسعود ابنہٗ شاہ علی " عـه

یعنی سید احمد کے بیٹے سید مسعود اور اُن کے بیٹے شاہ علی تھے ۔

۸ ۔ حاجی سید عطا حسین المشتہر بہ عبد الرزاق ۔ کتاب کنز الانساب میں لکھتے ہیں ۔ " میر سید علی قادری ابن سید میر مسعود قادری " عـه

۹ ۔ نسب نامہ سادات پرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ قلمی مکتوبہ ۱۲ ؍ شوال ۱۳۰۳ھ میں سید علی کو سید مسعود کا فرزند لکھا ہے ۔ للعـه

۱۰ ۔ قاضی

عـه لطائف گلشاہی قلمی ص ۹۵ ۔ عـه ذکر الائمہ قلمی ورق ۲۱/۱ ۔ عـه کنز الانساب مطبوعہ صفدری بمبئی ص ۲۳۲ ۔ للعـه نسب نامہ سادات قلمی ورق ۵ ب سطر ۱۲

۱۰۔ قاضی برخوردار ملتانی رح کتاب غوثِ اعظم میں جو ۱۳۲۳ھ کی تصنیف ہے لکھتے ہیں۔ "آپ کو (سید مسعود کو) صرف ایک صاحبزادہ مسمّی سید علی قدس سرہٗ خلاق عالم نے عطا کیا۔" عہ

۱۱۔ علامہ شریف عبدالحی بن سید فخر الدین الحسنی اللکھنوی (متولد ۱۲۸۶ھ متوفی ۱۳۴۱ھ) کتاب نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر جلد چہارم میں لکھتے ہیں "علی بن مسعود بن احمد" عہ

۱۲۔ علامہ عبدالحی موصوف رح کتاب معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف میں بھی اسی طرح لکھتے ہیں۔ "علی بن مسعود بن احمد" عہ

ان سب مورخین محققین نے حضرت سید ابوالحسن علی کو بلا واسطہ حضرت سید مسعود گیلانی رح کا فرزند ارجمند لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

۱۳۔ سید علی اصغر گیلانی رح کی کتاب شجرۃ الانوار سے جو ۱۱۹۳ھ کی تصنیف ہے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ انہوں نے نسب نامہ سید محمد غوث اوچی رح میں یہ اسماء اس طرح لکھے ہیں۔ "سید ابوالحسن علی بن ابوعلی سید مسعود" اس سے ثابت ہوا کہ ابوعلی، سید مسعود کی کنیت تھی۔ جن لوگوں نے ابوعلی کو الگ نام لکھا ہے۔ ان کو سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت سید علی رح، سید ابوعلی مسعود گیلانی رح کے بیٹے تھے۔ پوتے نہ تھے۔ جیسا کہ بہ تفصیل بیان کیا جا چکا ہے۔

تحصیل علوم | آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا۔ حدیث سنی علوم معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے، جامع العلوم تھے۔ للعہ

آپ بڑے عالم متقی اور پرہیز گار تھے عہ صاحب بحر السرائر نے جب

عہ غوث اعظم ص ۲۰۵ عہ نزہۃ الخواطر جلد ۴ ص ۲۹۷ عہ معارف العوارف ص ۱۸۰ للعہ تذکرہ غوث ص ۱۱ عہ غوث اعظم ص ۲۰۵، تذکرہ نیا

آپ کا نام تحریر کیا ہے تو ان القاب سے لکھا ہے۔ "السید البہی الرضی
الموفی ابو الحسن ضیاء الدین سید علی"

بیعت وخلافت | آپ نے بیعتِ طریقت اپنے والد اکرم حضرت شیخ المشائخ
سید ابو البرکات محی الدین مسعود گیلانی حلبی رح کے دستِ حق پرست پر کی۔
اور خرقہ خلافت واجازت حاصل کیا۔

سیر وسیاحت | آپ نے بہت ممالک کی سیر کی ہے۔ بالخصوص خراسان، روم
اور ہندوستان کی سیاحت کی۔ گلزارِ رحمت میں ہے۔

شعر
شد از رتبہ ذات جامع علوم — بسیر آمدہ در خراسان ز روم

ان ممالک کو اپنے فیض سے سیراب کیا۔ بڑے بڑے سلاطین وامرا آپ کے حلقہ
ارادت میں آئے۔ مولانا اشرف نوشاہی رح لکھتے ہیں

شعر
چو سلطانِ وقت از وے آگاہ شد — ز صدق وارادت کمر خواہ شد
بحلقہ مریدانِ او راہ یافت — مرادِ جہاں حسبِ دلخواہ یافت عہ

پھر آپ واپس حلب تشریف لے گئے۔

معارفِ توحید | اپنے بزرگوں کی طرح مشربِ توحید آپ پر غالب تھا جس وقت
منبر پر وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسے ایسے حقائق ومعارفِ توحید بیان
فرماتے جن کے ادراک سے علمائے ظاہری کے افہام قاصر رہتے۔

اخلاق وکمالات | آپ جامع کمالاتِ صوری ومعنوی تھے۔ وسیع الاخلاق
اشارات وحالاتِ عالیہ رکھتے، دنیا واہلِ دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے،
ہر دم ذاتِ حق کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے، معرفت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔
میدانِ حقیقت میں یکہ تاز تھے۔ عاجزوں کو نوازش کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ متقی وپرہیزگار تھے۔ عہ

عہ گلزارِ رحمت ص ۱۱۔ عہ ایضاً ص ۱۰ ، ثمر اول

عملیات

عملیات

برائے حصول مرادات آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جمالی نماز شام کے بعد سو بار پڑھے جو کچھ اس کے دل کا مقصد ہوگا پائے گا۔ اسم جمالی یہ ہے

یا غفار اجیب یا اموا کیل یا برطاثیل بحق یا غفار۔ عہ

برائے مغفرت آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ تئیسواں[۲۳] اسم جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد چالیس مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سب صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور وہ شخص جو کچھ حق تعالیٰ سے طلب کرے پا لیتا ہے۔

تئیسواں[۲۳] اسم یہ ہے یا غفور انت الذی تظہر الحسنات وتستر السیئات وتعفو اعنھا برافتہٖ عہ

کلماتِ طیبات

نصائح - آپ نے طالبانِ حقیقت کو فرمایا ہے۔ توحید کے راستہ پر چلو۔ اپنے اختیار و تدبیر کو ترک کر دو۔ قضا پر راضی رہو، خدائے قدوس کی تدبیر کو اپنے حق میں کافی سمجھو، اور اس راستہ میں افضل کام یہ ہے کہ اپنے شیخ کامل کی محبت میں مستغرق ہو جاؤ، اور ہمیشہ اس کی طرف دھیان رکھو، ہر حال میں مراقبہ شیخ کیا کرو، اور کل اوقات میں اس کی معیت کو لازم کرو، حتیٰ کہ مشاہدہ تک پہنچ جاؤ، اور غیر حق کی طرف سے اندھے ہو جاؤ، موت اختیاری یعنی موتوا قبل ان تموتوا کا مقام حاصل کرو، اور اس کے ماسوا سے استفادہ ترک کر دو، توحید میں ثابت رہو، اور وسواس کو دور کر دو

عہ جواہر الاولیاء، جواہر غیبی ... عہ ایضاً جواہر غیبی ...

تاکہ دائمی اشتیاق اور کامل عشق اور راسخ ایمان تم کو نصیب ہو۔ عہ

اولاد

بحر السرائر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سید ابو الحسن علی رح کے ایک ہی صاحبزادہ مخدوم الاولیا حضرت سید ابی محمد سراج الدین شیخ شاہ میر رح تھے اور انہیں سے ان کی اولاد کا سلسلہ چلا۔

ف

بعض کتابوں میں آپ کی ایک اہلیہ۔ اور دیگر دو بیٹوں کے نام پائے جاتے ہیں۔ اہلیہ کا نام

سیدہ نور بھری بنت شاہ حیدر لاہوری رح عہ

بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ میراں سید اسحاق رح سہ

۲۔ سید مبارک رح۔ نسب نامہ سادات پرکوٹ سدھانہ ضلع جھنگ میں ایک نسبنامہ اس طرح ان سے ملایا ہے۔ سید پیر محمد بن سید معروف شاہ بن مبارک بن سید علی صاحب ذکر ہوا۔ للعہ

اور سید جلال الدین حسین جعفری شیرازی رح نے ذکر الائمہ میں لکھا "حضرت نوشہ حاجی بن سید شاہ سلیمان بن سید شاہ معروف بن سید شاہ مبارک قادری بن شاہ علی رح۔ صہ

مگر بحر السرائر کے سامنے دوسرے حوالوں کی کوئی وقعت نہیں۔ قاضی برخوردار ملتانی بھی غوث اعظم میں یہی لکھا ہے کہ ان کا (سید علی کا) فرزند حضرت سید شاہ میر وارث خاندان خلفا

عہ تکملہ مفتاح الفتوح قلمی بخط شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مخزونہ کتب خانہ گیلانیہ اوچ متبرکہ۔ عمہ سہ باغ سادات قلمی للعہ نسب نامہ سادات پرکوٹ سدھانہ قلمی۔ ورق ۷ ب

صہ ذکر الائمہ قلمی ورق ۱/۲ نمبر کتاب ۲۲۰۹ موجودہ ذخیرہ شیرانی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاہور سہ غوث اعظم ص ۲۰۵۔ نمبر ۱

خلفائے عظام

آپ کا حلقہ خدام و مریداں بہت وسیع تھا مگر ہم کو اُن کے نام دستیاب نہیں ہو سکے۔ صرف تین خلیفوں کے نام معلوم ہوئے ہیں۔

۱۔ حضرت سید ابی محمد سراج الدین شیخ شاہ میر رح فرزند آنجناب

۲۔ شیخ محمود رح۔ ان کا نام تحائف قدسیہ عہ، سرِ مکنون عہ اور انوار القادریہ عہ میں آیا ہے۔ اور رسالہ الاعجاز عہ لطائف گل شاہی عہ اور ترویح القلوب عہ میں ان کا نام شیخ محمود بودلہ رح تحریر ہے۔

۳۔ شیخ عبدالقادر قادری رح ان کا سلسلہ فقر جاری ہے۔

ان کے سلسلہ میں سید محمود حضوری لاہوری رح مقتدائے سلسلہ سید شاہی مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہوتا وہ پہلے ہی دن حضور نبوی م سے مشرف ہو جاتا۔ ۹۲۲ھ میں انتقال کیا۔ یہ مرید اپنے والد سید شمس الدین المعروف شمس العارفین الحسینی الغوری رح کے۔ وہ مرید سید یعقوب رح کے۔ وہ مرید شیخ عبدالقادر قادری رح کے۔ عہ

مدحیات

غزل

از مولانا محمد اشرف فاروقی منیری رح

[illegible]ند سید علی از لطف و رحمت کارساز ما	ہمیشہ از کرم ہا میکند عاجز نواز ما
[illegible]لوم معرفت جملہ بیک نقطہ بیاں کردے	شدہ از شانہ کشتی زلف سخن از ما در از ما

عہ تحائف قدسیہ قلمی ص ۱۰۳ - عہ سرِ مکنون قلمی ص ۳۰ - عہ انوار القادریہ الف قلمی ورق [illegible] - عہ رسالہ الاعجاز قلمی ص [illegible] - عہ لطائف گل شاہی قلمی ص ۲۶ عہ لطائف اشرفی قلمی ص ۳۶

عہ ترویح القلوب قلمی ص ۱۹۵ عہ ترویح [illegible] الاصفیاء اردو ص ۱۲۲، شرافت

نگاہ از آرزو بر جیفۂ دنیا نمیکردے — سراسر بود در ذاتش خیالِ بے نیازی

نزادہ مادرِ ایام در عرفاں چو او دیگر — بمیدانِ حقیقت داشت سیر ترک تازی

بجاروبِ مژہ اشرف درش را خاکروبی کن

کہ یابی در رہِ ایزد ز رحمت سرفرازیہا عہ

دیگر

از حضرت سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی

کرم علی پیرِ جہاں بودہ است — نہ طبقِ فلک بپیمودہ است

راند جنیبت بجہاں آنچناں — رام بخود کرد زمین و زماں

نورِ جلینش زخور آمد فزوں — شرح و بیانش زعقالم بُرون

سید مسعود باو بہرہ داد — بود بعقبیٰ ازاں خیر زاد عہ

تاریخ وفات

حضرت سید ابوالحسن ضیاء الدین علی المعروف بہ کرم علی گیلانی کی وفات بقول صاحب کتاب غوث اعظم (سہ شنبہ، دوم محرم ۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری مطابق ہشتم اپریل ۱۳۱۵ء ایکہزار تین سو پندرہ عیسوی) میں بعہد خلافت المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن الحاکم خلیفہ چہلم عباسی مصری کے ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے پاس حلب میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ نوشاہی دام برکاتہ

ز دنیا رفت چوں سید علی پیر — بفردوسِ بریں آمد باخلاص

چو نوشاہی وصالش جست از دل — ندا از غیب شد "او زاہد خاص" ۷۱۵

منہ عہ

عہ گلزار رحمت ص ۱۰ عہ فروغ القلوب قلمی ص ۲۳ عہ غوث اعظم ص ۲۰۵ گلزار رحمت

منہ

بدارالجناں رفت سیّد علی فزوں عشرتے یافت از ذوالجلال

چو جستم زہاتف رحیل جناب جلیب سخی پاک گفتا وصال

دیگر

از اسمارالحسنے

دیّان مستقیم ۔ داعی منتقم ۔ حنان وتر

قائم باعث ۔ نافع رشید ۔ طاہر متین

اطہر متین نادر شفیع

قہار توّاب

قاہر تواب

فصل بستیم

حالاتِ حضرت سیدابومحمد سراج الدین شیخ شاہ میر گیلانی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ کاشفِ اسرار رب العالین، قدوۃ المتقدمین والمتاخرین، ماہر رموزِ مقطعات فرقانی، واقف اسرار متشابہاتِ قرآنی، امام الطریقت، سلطانِ حقیقت، زبدۃ الاصفیا تھے، حضرت سید ابوالحسن علی گیلانی رحمہ کے فرزند اکبر و مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام و لقب آپ کا اسم سامی حسن[1]، مشہور نام شاہ میر[2]، کنیت ابوعبداللہ[3] ابومحمد[4] لقب گرامی جمال الدین، اظہر[5]، سلطان المشائخ، مخدوم الاولیا تھا۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۶۷۶ھ چھ سو چھہتر ہجری مطابق ۱۲۷۸ء ایکہزار دو سو اٹھتر عیسوی میں بمقامِ حلب ہوئی ہے[6]

تحصیل علوم آپ نے فقہ و حدیث و تفسیر و علوم معقول اپنے والد بزرگوار رح اور علامہ سید ابوعلی صالح محمد گیلانی حلبی رح سے حاصل کئے، اور متبحر عالم ہوئے عام لوگ آپ کے حلقۂ درس سے استفادہ پاتے رہے۔

بیعت و خلافت آپ نے بیعت طریقت اپنے والد اکرم حضرت شیخ المشائخ سید ابوالحسن ضیاء الدین علی رح المعروف بہ کرم علی گیلانی حلبی رح کے دست مبارک پر کی، اور خرقۂ خلافت وارشاد حاصل کیا۔

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رح اور اپنے پردادا حضرت سید ابوالعباس حمیدالدین احمد گیلانی رح اور جدامجد حضرت سید ابوالبرکات

[1] تذکرہ غوثیہ ۱۲ [2] اخبار الاخیار ۱۲ [3] تذکرہ غوثیہ ۱۲ [4] الصعد غوث اعظم ۱۲ [5] گلشن ابرار ۱۲ [6] غوث اعظم ۱۲ باغ سادات قطبی ۱۲ مرآۃ الاسرار

سید ابو البرکات محی الدین مسعود گیلانی رح سے تھی ہے

استغراق | آپ کی ذات پر استغراقی حالت غالب رہتی تھی، سارا دن توجہ الی اللہ اور شہود حق میں ہی گذر جاتا ہے

اخلاق و کمالات | آپ نہایت پارسا، جلیل القدر، ذی مراتب، عالی مناقب، قدوۂ مشایخ و زبدۂ عبّاد و زہّاد تھے۔ ولایت کے مقام میں شاہباز تھے، صاحب مدرسہ و خانقاہ تھے، آپ کا دسترخوان عام تھا، لنگر ہر وقت جاری رہتا، امراء سے اجتناب رکھتے، غریب نواز و یتیم پرور تھے، علمائے عراق آپ سے سند فضیلت حاصل کرتے تھے ہے

سیر و سیاحت | آپ کو ملک آلٰہی کے سیر کا شوق ہوا تو والد بزرگوار رح کی طرح بعالم تجرید ہند میں تشریف لائے، اور پھرتے پھراتے ریاست پُون، کوہ ستّ پُڑا پر شہر کالی بوڑی میں پہنچے، چندے وہاں قیام کیا، اور اس علاقہ کو فیوض قادریہ سے لبریز کیا، اور پھر واپس حلب تشریف لے گئے ہے

کرامات

صاحب تکملہ غوث اعظم نے لکھا ہے کہ آپ صاحب خوارق و کرامات و عالی مقامات تھے۔

عملیات

برائے اولاد | آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سوموار کے دن باوضو یہ آیات چینی کے کاسہ میں لکھے، اور پانی سے دھو کر اُس عورت کو پلا دے جسکو کچا حمل گر جاتا ہو، تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس کو پوری میعاد کے بعد

ے خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ ے انوار القادریہ ص ۱۱۲ ے بحر الانوار ص ۱۱ ے غوث اعظم ص ۲۰۳ ے انوار القادریہ ص ۱۱۲ ے گلشن ابرار ص ۱۲ ے ...

بچہ پیدا ہوگا جو زندہ و صحیح سلامت ہوگا ، آیات یہ ہیں ، افرأیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون (الواقعہ۔ ع ۲)

کلمات طیبات

نصائح ۔ آپ نے سالکان طریقت کو فرمایا ہے ، خلق سے اعراض کرو خواہ وہ تم کو قبول کریں یا رد کریں ، ملامت کرنے والوں کی ملامت سے کچھ خوف نہ کرو ، اور قلب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضر رکھو ، اور معنوی طور پر صحبت نبوی کو ہر وقت لازم سمجھو ، شریعت کے مخالف اور بیجا کلام سے زبان کو بچاؤ ، لایعنی باتوں کو ترک کرو ، مسلمانوں کو نصیحت کیا کرو اور اپنے مشائخ سلسلہ کے لئے دعائے خیر کیا کرو ، اور پوشیدہ و ظاہر میں اُن سے نیک ارادت رکھو ، اور ظاہر و باطن میں ان کی خدمات کو لازم سمجھو ، اور حضور و غیبت میں اپنے دل کا تعلق ان کے ساتھ رکھو ، اور سب اولیاء اللہ سے اپنے مشائخ کے ساتھ زیادہ اختصاص رکھو ، اور جو کتابیں اُن کی طرف منسوب ہیں اُن کا مطالعہ کیا کرو ، اور اُن کی صحبت کو غنیمت جانو ۔ سہ

ازواج و اولاد

آپ کی اہلیہ محترمہ کا اسم گرامی حضرت سیدہ فاطمہ بنت سید حسن اوچی تھا ۔ سہ ان کے بطن سے اولاد ہوئی ۔ نسب نامہ سادات میں ہے کہ آپ کے دو بیٹے تھے ۔

(۱) حضرت سید ابو محمد شمس الدین محمد اعظم رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔

سہ جواہر الاولیاء جوہر اول ۱۲ سہ تحفۃ الفقراء الفتوح الغیبی گنجینہ مکتوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی ۱۲ سہ باغ سادات قلمی ۱۲ شجرۃ

(۲) حضرت سید

(۲) حضرت سید عبد اللہ رح

اپنے والد ماجد رح کے ہمراہ ریاست پُونچھ بمقام کوہِ سَنت پڑا شہر کالی پُوڑی میں آئے ، اور وہیں سکونت گزین ہوئے ۔

ان کی اولاد پنجاب میں اکثر جگہ پائی جاتی ہے ، چنانچہ موضع ٹوک احمد متصل گجرات میں اس خاندان کے کئی گھر موجود ہیں ، از انجملہ مولوی سید اکبر علی شاہ صاحب اہل علم نوجوان خوش اخلاق مہمان نواز اس وقت اپنے بزرگوں کی یادگار موجود ہیں ، امامیہ خیالات رکھتے ہیں ، اور سلسلہ عالیہ نوشاہیہ میں بیعت ہیں ، فقیر شرافت عافاہ اللہ کے احباب سے ہیں ، سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سید حاکم شاہ بن سید سوندھی شاہ بن سید بقا علی شاہ المعروف سَیند شاہ بن سید محسن شاہ بن سید مُلّا شاہ بن شاہ شریف بن شاہ افضل بن شاہ نُور (یہ سید علی امیر بالا پیر حجروی رح کے مرید تھے) بن سید ابو محمد بن سید اسمٰعیل سوکوی ؒ بن شاہ فتح اللہ (انہوں نے ضلع سیالکوٹ میں اپنے نام پر کوٹلی شاہ فتح اللہ آبادکی) بن سید سراج الدین سرہندی بن سید کمال بن سید ادہم بن سید عبد اللہ حلبی رحمہم اللہ ۔

حضرت سید سعد اللہ الرضوی رح بحر السرائر میں لکھتے ہیں کہ سید شمس الدین محمد نصر کے سوا آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا ۔

خلفائے عظام

(۲) حضرات صاحبزادگان والا تبار رح

آپ کے دونوں بیٹے آپ کے ہی خلیفہ تھے ۔

(۳) حضرت شاہ میا بجیو قادری رح

* نسب نامہ سادات سرکوٹ سدھاں ضلع جھنگ میں ان کا نام سلطان اوراد لکھا ہے ۔ شرافت

لہ بحر السرائر ۱۲/۱

ان کا سلسلۂ فقر موجود ہے، چنانچہ ایک بزرگ سید علی رح نام لاہور میں گذرے ہیں، وہ مرید سید غازی رح کے، وہ مرید شاہ اعظم رح کے، وہ مرید شاہ اکرم رح کے، وہ مرید شاہ خلیل رح کے، وہ مرید شاہ مُختار رح کے، وہ مرید سید مصطفےٰ رح کے، وہ مرید شاہ میانجیو رح کے۔

(۴) حضرت شیخ احمد قادری رح

ان کے سلسلۂ فقر میں سید عبدالحکیم گیلانی لاہوری رح باکمال ولی اللہ گذرے ہیں، جن کی اولاد اب تک اچھرہ متصل لاہور میں آباد ہے، ۱۰۰۰ھ میں انتقال کیا، یہ مرید شیخ عبداللہ قادری رح کے، وہ مرید میر سید شاہ فیروز لاہوری رح (متوفی ۹۳۳ھ) کے، وہ مرید اپنے دادا شاہ عالم رح کے، وہ مرید شاہ نورالدین رح کے، وہ مرید شیخ احمد رح کے، وہ مُرید شیخ حامد گیلانی رح کے، وہ مرید شیخ عبدالرزاق رح کے، وہ مرید سید عبداللہ گیلانی رح کے، وہ مرید شیخ احمد قادری رح کے عہ

تاریخ وفات حضرت سید ابو محمد سراج الدین شیخ شاہ میر اطہر گیلانی رح کی وفات بقول صاحب کتاب غوث اعظم ۷۶۶ھ سات سو چھیاسٹھ ہجری (۲۰ ذوالقعدہ) مطابق ۱۳۶۵ء (یکشنبہ، ۲۷ جولائی) ایک ہزار تین سو پینسٹھ عیسوی میں بعہد خلافت المتوکل علی اللہ ابو عبداللہ محمد بن المعتضد خلیفہ چہل چہارم عباسی مصری کے ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار پُرانوار شہر حلب میں اپنے والد ماجد رح اور جد امجد رح کے پاس ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفےٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہ

گشت در جنت

عہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۱۸۲ عہ ایضاً صفحہ ۱۱۸ شرافت۔

گشت در جنت چو سید میر پیر | خیر مقدم کرد وے را ذو الجلال
سالِ وصلِ آں حبیبِ کبریا | ہادی زاہد بہشتی بود سال

منہ

سید میر رفت از عالم | در جناں یافت جائے خوش اعظم
سالِ رحلت چو جست نوشاہی | ہاتفم گفت سرورِ مکرم

منہ

فوت شد شاہ میر مردِ معتبر | سالِ رحلت خواں حبیبِ مقتدر

منہ

نہاں شد ز ما منبعِ کرم وجود | سنِ فوت محبوبِ مخدوم بود

دیگر

از اسمار الحسنٰی

عدل متکبر۔ قوی مستقیم۔ مومن منتقم

طاھر متعالی۔ اطھر متعالی

قھار شفیع

قاھر شفیع

از آیت شریف

۔ وکفیٰ باللہ ولیّا وکفیٰ باللہ نصیرًا ۔

فصل بست یکم

حالاتِ حضرت سیّد ابو محمد شمس الدین محمد اعظم گیلانی قدس سرہ

اوصافِ جمیلہ آپ سلطان الاوتاد، رئیس الافراد، قطب الواصلین، غوث العالمین، مہرِ سپہرِ حقایق، بدرِ فلکِ دقایق، جمالِ شریعت و طریقت شاہبازِ حقیقت و معرفت، مہبطِ انوارِ الٰہی تھے۔ حضرت سیّد ابو محمد سراج الدین شاہ میر گیلانی رح کے فرزند اکبر و مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام و لقب آپ کا نام نامی محمد، نصر[عہ]، کنیتِ سامی ابو محمد، لقب بزرگ شمس الدین، اعظم[عہ] تھا۔

ولادت آپ کی ولادت باسعادت ۷۵۴ھ سات سوچون ہجری مطابق ۱۳۵۳ء ایکہزار تین سو ترپن عیسوی میں بمقام حلب ہوئی۔

تحصیلِ علوم آپ نے علوم ظاہری اپنے والد ماجد رح سے حاصل کرکے دستارِ فضیلت باندھی، بحر العلوم اور مرجع انام ہوئے، سلسلہ تدریس بھی جاری رکھا، اپنے آبائے کرام کی طرح جامع فضائل و کمالات ہوئے۔

بیعت و خلافت آپ نے بیعتِ طریقت اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ المشائخ سیّد ابو محمد سراج الدین شیخ شاہ میر اظہر گیلانی حلبی رح کے ہاتھ پر کی، اور خرقہ خلافت و اجازت حاصل کیا۔

اخلاق و کمالات آپ تصوف میں مقام بلند رکھتے تھے۔ خاندان اہلبیت رسالت میں یگانۂ روزگار تھے۔ اسم بامسمٰے یعنی دین کے آفتاب تھے۔ جو شخص خدمت میں آتا

عہ غوث اعظم ص ۲۰۲ عہ تذکرہ غوثیہ ۱۲ شرافت

خدمت میں آتا بامراد واپس جاتا، آپ کے دروازہ پر زائرین وارباب حاجات کا ہجوم رہتا، بڑے بڑے جلیل القدر صاحب شان و شوکت تھے، حلب میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، آپ کے کمالات کا بڑا شہرہ تھا۔[1]

کرامات

آپ صاحب تصرفات وکشف وکرامات تھے:

کشف وقائع آپ کے بیٹے حضرت سید محمد غوث اوچی رح سے روایت ہے کہ مجھے سیر وسیاحت کا شوق تھا، میں نے حضرت قبلہ گاہ بزرگوار رح سے ہندوستان جانے کی اجازت مانگی، تو حضور نے فرمایا کہ چند عرصہ تاخیر کیجئے ہماری عمر کا آفتاب غروب ہونے والا ہے، اس کے بعد پھر جہاں چاہو چلے جاؤ، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا، اور بعد ازاں میں ہندوستان چلا آیا۔[2]

افاضۂ روحانی آپ کی وفات کے بعد بھی مزار شریف سے فیض جاری ہے خانقاہ مبارک حلب میں مظہر فیوض مشہور رہے ہے۔[3]

آپ کی اولاد میں سے سید حاجی محمد ہاشم گیلانی لاہوری رح سیر وسیاحت کرتے ہوئے حلب میں تھے پہنچے، اور حضور کی قبر متبرک سے روحانی فیض حاصل کیا۔[4]

کلمات طیبات

نصائح - آپ نے روحانی ارتقا کے طالبوں کو فرمایا ہے، جو شخص طریق صوفیہ کا مخالف ہو اس کی صحبت سے اجتناب رکھو، جس کام سے دل

[1] مرآۃ الاعظم ص۲۶۳ [2] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۲۱ [3] تحفۂ ... ص۲۱۵ [4] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۲۱، تذکرہ ...

یں تشویش پیدا ہو اس سے احتراز کرو، اور سماع اور اس کے اعتبارات کو اختیار نہ کرو، اگرچہ لہو و لعب کے طور پر نہ ہو، خدا تعالےٰ کے ساتھ دِل حاضر رکھو، تلاوتِ قرآن پر مواظبت کرو، اور صلوٰۃ الاسرار کو پابندی سے ادا کیا کرو، جس کے بعد گیارہ قدم عراق کی طرف چلنا ہوتا ہے، احکامِ شریعت کی محافظت کرو، اور آدابِ طریقت کی رعایت رکھو، محبتِ شیخ میں استغراق حاصِل کرو، اور خدا کی طرف اس کا وسیلہ بناؤ، اور اس کے غیر سے انقطاع کرو، تمہارا جینا اور مرنا اُسی کی محبت میں ہونا چاہیئے۔[۱]

ازواج و اولاد و خلفا

آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت سیّدہ جنّت بنت سید شاہ لطیف اوچی رح تھا ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے تین فرزند ارجمند تھے۔

۱ - حضرت مخدوم سید ابو عبداللہ محمد غوث رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

۲ - حضرت سید ابو القاسم رح

یہ حلب سے بغداد تشریف لیگئے، اور وہیں برج اولیا میں مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد بہت ہوئی، چنانچہ پنجاب میں بھی اِن کی کچھ بستیاں موجود ہیں، زمانہ حاضر میں اِس خاندان کے ایک بزرگ خانصاحب سید سردار شاہ صاحب گیلانی پروفیسر پنجاب وٹرنری کالج لاہور، آج کل موضع پیر کوٹ سدھانہ ضِلع جھنگ میں اپنے آبا و اجداد کے جانشین ہیں، ایک کتاب انوار قادریہ نام بزبان اردو

[۱] [illegible] الفتوح [illegible] ۱۲۰ [illegible] شرافت

بزبانِ اردو اپنے بزرگوں کے حالات میں تالیف کی ہے۔ ابن سید حسن شاہ (متوفی ۲۷ رجمادی الاول ۱۳۲۳ھ) بن سید پیر شاہ (متوفی ۲۵ رجب ۱۲۹۰ھ) بن سید ابراہیم شاہ (متوفی ۱۲ رمضان ۱۲۴۳ھ) بن سید عبدالقادر آخریں کیمیا نظر پیر کوٹی (متوفی ۱۵ ر شوال ۱۱۹۱ھ) یہ باکمال اولیاء اللہ سے تھے، اِن کا ایک وصیت نامہ بنام قول معروف اولاد کے پاس محفوظ ہے۔ چوہدری علام محمد بن پیر محمد چٹھہ رئیس اعظم منچر ضلع گوجرانوالہ انہیں کا مرید تھا۔ ابن سید ابراہیم بن سید عبدالرزاق بن سید علی بن سید حاجی ہاشم بن سید ابراہیم طاہر بن سید مرتضٰے بن سید عیسٰے بن سید جعفر ربانی بن سید ابوالقاسم بغدادی رحمہم اللہ عہ

۳ - حضرت میراں سید یعقوب رح عہ

مگر صاحب بحر السرائر نے لکھا ہے کہ سوائے سید محمد غوث کے سید شمس الدین کے اور کوئی بیٹا بیٹی نہیں تھا۔

تاریخ وفات | حضرت سید ابو محمد شمس الدین محمد اعظم گیلانی رح کی وفات بقول صاحب کتاب غوث الاعظم ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری مطابق ۱۴۳۱ء ایکہزار چارسو اکتیس عیسوی میں بعہد خلافت المعتضد باللہ داؤد بن المتوکل خلیفہ چہل ہفتم عباسی مصری کے ہوئی مگر صحیح روایت یہ ہے کہ آپ کی وفات ۸۵۸ھ میں ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پُرانوار شہر حلب میں اپنے آبا و اجداد کے جوار میں ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

قطعۂ تاریخ

ازحضرت مولانا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

جناب پیر شمس الدین اعظم	بخلد پاک شد معمور عمدہ
بسال فوت نوشاہی بگفتا	ز کاملِ پاک شمس قادریہ ۸۳۴

عہ [illegible] تذکرہ گیلانی ۱۲ عہ باغ اولیاء [illegible]

منہ

شیخ عارف زیں جہان بلال — شاہ بابو پیر پیراں سال ۸۳۴

منہ

شد زدنیا چو پیر بس بیباک — سال فوتش بداں ضیا پاک ۸۳۴

منہ

وصال ولی گفتم اے یار غار — بخواں پاک مقبول پروردگار ۸۳۴

دیگر

از اسماء الحسنٰے

ماجد ذی الطول ۸۳۴ - امجد ذی الطول ۸۳۴

ناجی مذل ۸۳۴ - ملک مقتدر ۸۳۴

مقدم مستقیم ۸۳۴ - صدیق منتقم ۸۳۴

اکرم باعث ۸۳۴ - فرد محقیت ۸۳۴

رزاق شکور ۸۳۴

رازق شکور ۸۳۴

از آیت شریف - فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۸۳۴

فصل لبث

فصل بست دوم

حالات حضرت مخدوم سید ابوعبداللہ محمد غوث گیلانی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ | آپ وارثِ خاتم النبیین، امام الصادقین، جامع العلوم، والحکم، کاشف اللوح والقلم، زبدۃ الفقہا والمحدثین، سراج العلما والمفسرین قطب الاقطاب، غوثیت مآب، مرکزِ دائرہ ایمان، نورِ نقطۂ عرفان، شمس الہند، صاحبِ عظمت وکرامت وابہت وجلالت وولائت تھے۔ حضرت سید شمس الدین محمد اعظم گیلانی رہ کے فرزند اکبر و مرید و خلیفۂ اعظم وسجادہ نشین تھے۔

نام ولقب | آپ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابوعبداللہ، لقب غوث، مخدوم، بندگی، محبوب سبحانی تھا۔

ولادت وتربیت | آپ کی ولادت باسعادت ۸۰۳ھ آٹھ سو تین ہجری مطابق ۱۴۰۰ء ایک ہزار چار سو ایک عیسوی میں بمقام حلب ہوئی۔ بارخ اوچ میں ۸۰۳ھ بید پیش لکھی ہے۔

تحصیل علوم | آپ نے اپنے والد بزرگوار رہ سے ہی تفقہ حاصل کیا، اور حدیث سنائی، دوسرے علمائے عراق و حجاز سے بھی استفادہ کیا، جامع علوم معقول ومنقول تھے۔

بیعت وخلافت | آپ نے بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ المشائخ سید ابو محمد شمس الدین محمد اعظم گیلانی حلبی رہ کے ہاتھ مبارک پر کی، اور خرقہ خلافت وارشاد حاصل کیا۔

بیعتِ روحی | آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور حضرت علی المرتضیٰ رضہ اور حضرت غوث الاعظم رہ سے تھی ؎

حج حرمین الشریفین ابتدائے جوانی میں آپ نے دور دور ملکوں کے سیر کئے، اور کئی مرتبہ زیارت حرمین الشریفین زاد ھما اللہ تکریمًا و تشریفًا سے مشرف ہوئے، اور فریضہ حج ادا کیا ؎

اقامت لاہور اسی طرح سفر کرتے ہوئے لاہور پہنچے، اور کچھ مدت محلہ کوہ فتکراں میں توطن اختیار کیا، اکثر لوگوں کو اپنے فیض سے مستفیض کیا ؎

قیام ناگور اور پھر شہر ناگور کی طرف رُخ کیا، وہاں بھی چندے مقیم رہے اور اُس جگہ عبادت کے لئے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی ؎

سیاحت ممالک مختلفہ پھر سیر اکثر معمورہ عالم کیا، ہند، سندھ، خراسان ترکستان، عرب، عجم وغیرہ ممالک مختلفہ کی سیاحت کی، اور بشیار خلق اللہ کو دین اسلام و حلقہ قادریہ میں داخل کیا، پھر حلب میں مراجعت فرمائی، اور وال[illegible] بزرگوار رہ سے اجازت طلب کی، کہ میرا دل ہندوستان میں سکونت پکڑنے کو چاہتا ہے، اُنہوں نے فرمایا کہ میری زندگی تک یہیں رہو، بعد میں اختیار ہے جہاں چاہو رہنا ؎

سفر بغداد شریف چنانچہ بعد انتقال اُن کے آپ بغداد شریف میں اپنے جدامج[illegible] حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رہ کے آستانہ عالیہ پر پہنچے، او[illegible] زیارت سے مشرف ہوئے ؎

بشارت غوثیہ وہاں سے آپ کو حکم ہُوا کہ اے فرزند! آپ کا مکان سکو[illegible] ملک عجم میں ہے، جہاں آپ کی ناقہ بیٹھ جاوے، اور پھر نہ اُٹھے، اور عص[illegible] آپ کا زمین سے نہ نکلے، یقین جاننا کہ مکان سکونت آپ کا وہی ہوگا جاؤ میرا[illegible]

حاشیہ: ؎ مجمع الحسنات بحوالہ جامع الاقوال ۱۲ ؎ سلسلۃ الذہب ۱۲ ؎ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۱۱۱ ؎ بحوالہ ۱۲ [illegible]

جاؤ میرا نور ارشاد آپ کے ذریعہ ملکِ عجم میں شایع ہو گا ؂

ورودِ ملتان | حضورِ تعمیل ارشاد جدِ بزرگوار رح دوسری دفعہ مع خیل و حشم و توابع بیشمار کے روانہ ہوئے ، اور مخلوقِ خدا کو فیضانِ قادریہ سے مستفیض فرماتے ہوئے سیر کرتے ہوئے ملتان شریف رونق افروز ہوئے ؂

علمی مناظرہ | آپ جب ملتان پہنچے تو تمام اکابر فضلائے شہر والی ملتان سلطان الوقت کے ساتھ ہو کر آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے آئے ۔ اور بحث مسائل مشکلہ درمیان لائے ۔ حضور نے فرمایا کہ کُل جواب دیا جاوے گا ، اِسی فکر میں رات کو سو گئے ؂

کشفِ علوم | خواب میں حضرت شاہِ ولایت علی المرتضےٰ رض کی زیارت ہوئی ، انہوں نے فرمایا اے بیٹا ! جس بات کا جواب ذہن میں نہ آوے اُس کے لئے وعدہ فردا نہیں کرنا چاہیئے ۔ اب منہ کھول ، اور اپنا لعاب دہن حضور کے منہ میں ڈالا ۔ اور فرمایا جا جواب دے ۔ جب اٹھے تو علوم لدنیہ کے دروازے آپ پر مفتوح تھے ۔ پس صبح کو پھر جلسہ منعقد ہوا ، آپ نے کئی وجوہات سے ان مسائل کے جواب باصواب دیئے ۔ جن میں سے بعض اُن کے علم سے بالاتر تھے ، آپ کا علم و فضل و زہد و تقدس و تصرف دیکھ کر سب مطیع و خدمتگار ہو گئے ۔ سلطانِ وقت بھی حلقہ ارادت میں داخل ہوا ؂

سکونتِ اوچ | پھر آپ بہمراہی درویشوں کے اپنے مامورہ مکان کی تلاش کو نکلے ، رفتہ رفتہ با یمائے غیب ماہِ رمضان المبارک ۸۵۶ھ میں اوچ بخاری کے قریب دریائے گھارا کے کنارہ پر اتفاق شب گذاری ہوا ، علی الصباح پھر تیار ہوئے ، ناقہ اٹھانا چاہا پر وہ نہ اٹھی ، اور عصا کی میخ بھی زمین سے نہ نکلی ۔ اور دو بار پسوک

عہ مخزن [illegible] عہ اخبار الاخیار صفحہ ۲۰۲ [illegible] عہ [illegible]

کرکے چوب زمین میں گاڑی ، جو بامرِ الٰہی سرسبز ہوکر درخت اراک (وَن) بن گیا ، پس بفراست معلوم کیا کہ مکانِ مامورہ یہی ہے ، اور وہیں کنارہ دریا پر اوچ گیلانی کی بنیاد ڈالی ، اور سکونت اختیار کی[1]۔ اس دیار کے لوگوں نے آپ کی علو فطری اور عزت ذاتی کے باعث آپ کی بہت کچھ قدر کی ، اور آپ کے وجود مسعود کی برکت سے تمام ملک ہدایت و رشد سے بھر گیا ، اور سلسلہ قادریہ کو بہت فروغ ہوا[2]۔

کمالاتِ ذاتی آپ سطوتِ ظاہر و عظمتِ باہر رکھتے تھے ، فضائل حسبی و نسبی سے معمور ، اور نعمائے ظاہری و باطنی سے بھرپور تھے ، سخی ، جواد ، کریم النفس تھے[3]۔

کرامات

آپ صاحب خوارق ظاہرہ و کرامات باہرہ تھے ۔

دعائے فتح حضرت مخدوم سید عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے اپنے شہزادہ کو نوّے ہزار فوج جرار اور رسالہ فیلانِ جنگی دے کر ملتان پر دھاوا کرنے کے لئے بھیجا ، ادھر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کے پاس صرف دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ کی جمعیت تھی ، جب دونو لشکر رزمگاہ میں پہنچ گئے ، تو دشمن کی اکثریت دیکھ کر سلطان حسین کے ہوش و حواس اُڑ گئے ، مگر چونکہ حضور غوثیہ محبوبیہ کا مرید تھا ، اس لئے خدمت میں عریضہ بھیج کر حقیقت حال عرض کی ، آپ نے بشارت بھیجی کہ مقابلہ فریقین ضرور ہوگا ، لیکن غم نہ کرو دوسرے روز تم کو فتح نصیب ہوگی ، سلطان حسین کو اس خوشخبری سے بہت تسکین ہوئی ، مگر مزید اطمینان کے لئے خود خدمت عالی میں حاضر ہوا ، آپ نے فرمایا ، تم کیوں گھبراتے ہو ، حضرت غوث الثقلین نے ہم کو

[1] بحر السمار ۱۲ [2] خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۱۲۱ [3] اخبار الاخیار ص ۲۱۲ خزینۃ

نے ہم کو ارشاد فرمایا ہے کہ ہم خود دہلی کے لشکر کو منہزم کریں گے، سلطان کو یقین کامل ہوگیا۔ چنانچہ دوسرے روز مقاتلہ و محاربہ شدید شروع ہوا، آخر کار بقدرتِ حق لشکرِ دہلی کے پاؤں اکھڑ گئے، اور بھاگ گئے، سلطان حسین لنگاہ سجدہ شکر بجا لایا، اور حضور کی پابوسی کا فخر حاصل کیا۔[1]

عملیات

برائے مقہوریٔ اعدا آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ اسم جلالی نماز تہجد کے بعد اکتالیس[41] بار پڑھے۔ اُس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچا سکے گی، اور اس کے تمام دشمن مقہور رہوں گے، اسم جلالی یہ ہے۔ یا قہار راجب یا عطرائیل یا ھمرائیل بحق یا قہار۔[2]

برائے حصول سلطنت آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چوبیسواں[24] اسم جمعرات کو سو[100] بار پڑھے، اُس کو بادشاہی نصیب ہوگی، چوبیسواں اسم یہ ہے یا کبیر انت الذی تعالیٰ وتکبر بعظمتہٖ وجلالہٖ۔[3]

برائے بلندیٔ مرتبہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چونتیسواں[34] اسم اتوار کے دن نمازِ فجر کے بعد سو[100] بار پڑھے، درمیان خلقت کے بلند اور مکرم ہوگا، چونتیسواں[34] اسم یہ ہے یا عزیز انت الذی تذلّ الکافرین بعدلہٖ وتعزّ المؤمنین بفضلہٖ۔[4]

برائے حاجت روائی آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد نماز فجر کے ہمیشہ سورۂ مزمل ایک بار پڑھا کرے، اور اس سورہ میں چار جگہ پر ان آیتوں کو تین تین بار کہے، اور بعد ختم کرنے سورہ کے جو حاجت رکھتا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگے تو ان شاء اللہ پوری ہوگی، وہ چار جگہ یہ ہیں، اوّل۔ ربّ المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلاً تین بار۔ دوم۔ واللہ یقدّر الیل والنہار تین بار، سوم۔ یبتغون من فضل اللہ تین بار، چہارم۔

واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رّحیم تین بار عہ

تصنیفات

آپ کو عالم شعر میں بھی میل تھا۔ اپنا تخلص قادری کیا کرتے، عارفِ ربانی مولنا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فضائل سنکر اپنے اشعار حضور کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے عہ

مِفتاح الاخلاص | آپ اکثر مناقب حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ منظوم فرمایا کرتے آپ نے کتاب خلاصۃ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں سے ایک سو حکایت بلاکم وکاست فارسی میں نظم کرکے اس کا نام مفتاح الاخلاص رکھا، اور اس کو روض الریاحین یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تکملہ بنایا عہ

دیوانِ قادری | آپ نے غزلیات کا ایک دیوان بھی بزبانِ فارسی ترتیب دیا ہے جو صوفیوں میں متبرک ومقبول ہے للعہ

ترجیعات | دیوان وغزلیات کے علاوہ آپ کی ترجیعات بھی بڑے ذوقیہ اشعار ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے۔

ترجیع

رندیم و قلندریم و چالاک
مستیم و معربدیم و بیباک

جامیم و صراحیم و بادہ
دُرّ و صدفیم و بحر و خاشاک

والیٔ ولایتِ شش و پنج
حامیٔ بلادِ فہم و ادراک

مجموعۂ رازِ عالمِ دل
منصوبہ کشائے سرّ لولاک

بگذشتہ زخویش بے کدورت
نگذشتہ زعشق جوہرِ خاک

آئینۂ صاف بے غل وغش
صافی دل و پاک رائے تختاک

گر صاف شوی و پاک و الم
میگوے چو قادری تو ناپاک

ابلبل

عہ مرقع کلیمی ۱۲ عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۱۲ عہ تذکیر الشاغلین ۱۲ للعہ اخبار الاخیار ص۲۰۲ عہ تحقیقات چشتی ۱۲ شرافت۔

ما بلبلِ بوستانِ قُدسیم
شہبازِ سفید دستِ اُنسیم عہ

وراثت مرتبہ غوثیہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ ترجیع کا آخری شعر تلمیح ہے ساتھ وراثت نسبت شہبازیت کے جناب غوثیہ رح سے۔ کیونکہ بازِ اشہب جناب محبوب سبحانی رح کے القاب سے ایک لقب تھا، کہ بعض اولیائے متقدمین نے آنحضرت رضہ کے ظہور سے پہلے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ حضور غوثیہ رح کو ملکوتِ اعلےٰ میں بازِ اشہب کہتے ہیں، جیسا کہ خود حضرت غوثیت مآب رح نے اپنے قصیدہ قطبیہ میں فرمایا ہے۔ سہ

انا بلبل الافراح املاٗ دوحھا   طربا وفی العلیاء باز اشھب سہ

صوفیائے کرام رح کے نزدیک بازِ اشہب اُس ولی کو کہتے ہیں جو اپنے احوال میں متمکن ہو، اور طوارق و وارداتِ آلٰہیہ اُس کو درجات سے جنبش نہ دیویں، ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہو۔ اُس کی صورت روشن اور ہمت بلند ہو، اور وہ خائفوں کا مددگار، اور عارفوں کا حافظ ہو۔ سہ

ازواجِ محترمات

آپ کے تین حرم پاک تھے۔

(۱) حضرت بی بی دیس گسائن رح

سید علی اصغر گیلانی شجرۃ الانوار میں لکھتے ہیں کہ سلطان قطب الدین لنگاہ حاکم ملتان کو خواب میں حضرت غوث الثقلین رح کی زیارت ہوئی، انہوں نے فرمایا کہ اپنی بیٹی کا نکاح ہمارے فرزند سید محمد غوث رح سے کردو، تمہاری سعادت اسی میں

عہ سہ اخبار الاخیار صفحہ ۔۔۔ سہ نور ربانی مترجم

ہے۔ چنانچہ سلطان نے اپنی صاحبزادی بی بی دلیس گسائنؒ کا نکاح حضورؒ سے کر دیا، لیکن ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بقولِ دیگر سید عبداللہ و سید مبارک ان سے ہوئے

عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۲۳ ثمر فیض

(۲) حضرت بی بی خیر النساءؒ

سید محبوب شاہ گیلانی رئیس داتہ بحر الجمان میں لکھتے ہیں کہ بی بی خیر النسا شہزادہ جہان خاں بن شاہ ولی کلان لنگاہ ساکن شہر ابری کی بیٹی تھیں، ان کے بطن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۳) حضرت بی بی سیدہ فاطمہؒ

مفتی غلام سرور لاہوریؒ خزینۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں، کہ یہ بی بی صاحبہؒ حضرت سید ابو الفتح حسینیؒ کی صاحبزادی تھیں۔ جو حضرت سید صفی الدین گازرونی بانی اوچ کی اولاد سے تھے، انہیں کے بطن سے اولاد ہوئی۔

اولادِ کرام

آپ کے چار فرزند ارجمند تھے۔

۱۔ حضرت مخدوم سید عبد القادر ثانیؒ

ان کا ذکر آگے سجادہ نشینوں کے ضمن میں آئے گا، انشاءاللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت مخدوم سید عبداللہ ربانیؒ

جامع علوم معقول و منقول، حاوی مسائل فروع و اصول تھے، صاحبِ علم و عمل، اہل توکل، ولایت میں مقام بلند اور مرتبہ ارجمند رکھتے تھے، ۹۵۹ھ میں وفات پائی، قبر اوچ شریف مقبرہ قادریہ کے اندر ہے۔

ان کی اولاد لاہور و دیگر مواضعات میں پائی جاتی ہے، ان میں سے حضرت سید اصغر علی

سید علی اصغر صاحب رح فاضل مورخ بزرگ محتشم تھے، کتاب شجرۃ الانوار بزرگانِ گیلانیہ کے حالات میں بہت خوب لکھی ہے، ابن سید عبدالقادر المعروف شاہ گدا (متوفی شب شنبہ ۱۱۵۴ھ) بن سید عمر المعروف شاہ لالہ (متوفی یکشنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۱۵ھ) بن سید حاجی محمد ہاشم لاہوری (متوفی جمعہ ۷ محرم ۱۰۸۶ھ) بن سید صوفی علی لاہوری (متوفی ۱۰۰۲ھ) بن سید بدرالدین بن سید اسمٰعیل (متوفی ۵ ربیع الاول ۹۴۶ھ) بن سید عبداللہ ربانی رحمہم اللہ۔

(۳) حضرت مخدوم سید مبارک حقانی رح

ان کا ذکر آگے علٰحدہ فصل میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۴) حضرت مخدوم سید محمد نورانی رح

یہ لاولد فوت ہوئے۔

صحتِ نسب صاحبِ تحقیقاتِ چشتی نے لکھا ہے کہ صحیح النسبی میں ساداتِ اوچ مشہور وضرب المثل ہیں، فی زماننا اگرچہ صدہا سادات ہند و پنجاب میں ایسے ہیں جن کی صحیح النسبی میں عام و خاص کو جائے گرفت ہے، مگر ساداتِ اوچ کے باب میں کسی کو کلام نہیں، بلکہ اگر کسی سید کی صحتِ نسبی میں کچھ عقدہ پڑ جاتا ہے تو بشہادتِ ساداتِ اوچ طے ہوتا ہے، جس کو وہ حضرات سید صحیح النسب قبول کریں، پھر کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔

سلسلہ سجادہ نشینانِ اوچ متبرکہ

آپ کی اولاد و سجادہ نشینوں کے تمام حالات زمانہ حاضرہ تک کتاب تاریخ الاخبار مولفہ مولوی محمد ادریس اوچی رح اور کتاب تاریخِ اوچ مولفہ مولوی غلام احمد اختر اوچی مولف

سررشتہ تالیفات ریاست بہاولپور، اور کتب خانہ مخدوم صاحب سید حامد محمد شمس الدین
ثامن گیلانی سجادہ نشین دورِ حاضرہ اوچ شریف سے نقل کیے گئے ہیں۔

سجادہ نشین اوّل۔ حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح

صاحب ذکر ہذا، حضرات مخادیم گیلانیہ رح آپ کو پہلا سجادہ نشین شمار کرتے ہیں۔

سجادہ نشین دوم۔ حضرت مخدوم سید عبد القادر ثانی رح

اپنے والد بزرگوار حضرت مخدوم سید محمد غوث اوچی رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، ان کی نظرِ فیض اثر سے کفار اسلام قبول کر لیتے تھے، اور فساق و فجار کو توبہ نصیب ہوتی تھی، سلطان محمود لنگاہ والی ملتان اپنے خلافِ شرع مشاغل کے امتناع کے باعث اِن پر رنجیدہ ہو گیا، تو انہوں نے جاگیروں کی سندیں اُس کے پاس واپس بھیجدیں، اور لکھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے، سلطانی عطیہ کی کچھ ضرورت نہیں، والی ملتان اپنی غلطی اور حضور کی شان سے آگاہ ہوا، اور پھر کوشش کی کہ حضرت اس کی دعوت قبول فرما کر ملتان تشریف لائیں، مگر انہوں نے یہ قطعہ لکھ کر قاصد کو واپس کر دیا۔

ے

بہیچ باب ازیں باب رو نگشتن نیست ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارک باد،
ہر آنکہ خلعتِ سلطانِ عشق پوشیدست بحلہ ہائے بہشتی کجا شود دلشاد

ان کی ولادت بروز یکشنبہ وقتِ عشا نہم صفر ۸۶۲ھ اور وفات بعمر اسی سال بروز دوشنبہ وقتِ مغرب اٹھارھویں ربیع الاول ۹۴۰ھ میں ہوئی، مزار اوچ شریف مقبرہ قادریہ کے اندر اپنے والد بزرگوار رح کے متصل شرقی جانب ہے۔

ان کی تین بیویاں تھیں، اوّل دختر سید فخر الدین گاذرونی رح، دوم از قوم لنگاہ، سوم دخترِ سید محمد بخاری اوچی رح

ان کے سات

ان کے سات بیٹے تھے ، (۱) سید عبدالرزاق سجادہ نشین رح (۲) سید فتوح الملک رح
(۳) سید جلال رح (۴) سید حسن رح (۵) سید جعفر رح (۶) سید حسین رح
(۷) سید زین العابدین رح ۔

اس ساتویں صاحبزادے کی اولاد میں سے حضرت سید ریاض حسین صاحب و سید نوازش حسین صاحب دو بھائی صاحب علم وعمل و فضل و برکت نوجوان موضع جھیورانوالی ضلع گجرات پنجاب میں سکونت رکھتے ہیں ، متشرع وخوش اخلاق حامی اسلام ، دینی ودنیوی حیثیت میں نامور ہیں ، اس دیار میں ان کے ارادتمندوں کا سلسلہ ہزاروں تک پہنچا ہے ، مولف کتاب ہذا فقیر شرافت عافاہ اللہ کے محترم مہربان دوست ہیں ، سلمہما اللہ تعالیٰ - ہر دو پسران سید حیدر شاہ بن سید غلام قادر المعروف پیر بنے شاہ بن سید غلام مصطفیٰ بن سید غلام حسن بن سید عبداللہ المعروف سخی سیدن سائیں بن سید عبدالقادر بالپوری بن سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ (متوفی ۱۳ رشعبان ۱۰۸۴ھ) بن سید عبدالرزاق المعروف شاہ چراغ لاہوری (متوفی ۲۲ ر ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ) بن سید عبدالوہاب (متوفی ۱۰۳۷ھ) بن سید جیون المعروف شاہ عبدالقادر ثالث (متوفی ۱۰۲۴ھ) بن سید محمد غوث بالا پیر ستگھروی (متوفی ۵ رشوال ۹۵۹ھ) بن سید زین العابدین گیلانی رحمہم اللہ ۔

مخدوم سید عبدالقادر ثانی رح کے خلفا میں سے شیخ ابراہیم خلیل خدا ، مشہور بزرگ گذرے ہیں مخدوم صاحب رح کی زیارت سے فقیر شرافت عفی عنہ خواب میں مشرف ہوا ہے ۔

سجادہ نشین سوم ۔ حضرت مخدوم سید عبدالرزاق رح

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید عبدالقادر ثانی رح کے فرزند اکبر تھے ، فضائل وکمالات تامہ رکھتے تھے ، والد ماجد رح کی زندگی میں بمقام ناگور مقیم رہے ، شیخ ابوالفضل

علامی رح وزیر اکبر بادشاہ رح کا دادا ان کی خدمت میں مستفیض ہوتا تھا۔
ایک روز ناگور مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، فرمانے لگے اوچ سے مجھے کوئی بلا رہا ہے۔ روانہ ہوئے، راستہ میں ہی وفاتِ والد رح کی خبر ملی، حسبِ وصیتِ والد خود سجادہ نشین ہوئے۔
ان کی وفات پنجم جمادی الآخر ۹۴۲ھ میں ہوئی، مزار اوچ شریف مقبرہ قادریہ میں ہے۔
ان کے تین بیٹے تھے (۱) سید غلام علی طفولیت میں فوت ہوئے (۲) سید حامد محمد گنج بخش کلاں سجادہ نشین رح (۳) سید محمد شریف لاولد فوت ہوئے۔

سجادہ نشین چہارم۔ حضرت مخدوم سید حامد محمد گنج بخش کلاں رح

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید عبد الرزاق رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، عالم اجل تھے۔ یادِ خدا ان کا وظیفہ تھا، اللہ تعالیٰ نے استجابتِ دعا کا مرتبہ عطا کیا تھا، اپنے جد امجد مخدوم سید محمد غوث الحلبی الاوچی رح کے مزار پر ۹۷۵ھ میں گنبد تعمیر کیا جس کی تاریخ لفظ "جہد شیخ حامد" ۹۷۵ سے برآمد ہوتی ہے۔
ان کے معاصر مورخ مولانا شیخ عبد اللہ نو مسلم مارواڑی اوچی رح کتاب مناقب الاصفیا میں ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اور ظاہر کرتے ہیں کہ شیخ حامد رح اس وقت زیب افزائے وسادہ سجادۂ قادریہ ہیں۔
ان کی وفات انیسویں ۱۹ ذیقعدہ ۹۷۸ھ میں ہوئی، مزار مقبرہ قادریہ اوچ شریف میں ہے۔
ان کی اہلیہ محترمہ بی بی جاماں بنت سید صفی الدین گازرونی رح تھیں، انہیں کے بطن سے اولاد ہوئی۔
ان کے دو بیٹے تھے۔ (۱) سید عبد القادر ثالث رح (۲) سید موسےٰ پاک شہید رح سجادہ نشین۔

ان کے دو

اِن کے دو خلیفہ بڑے مشہور ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ شیر شاہ رح جن کے نام پر ریلوے سٹیشن شیر شاہ جنکشن بنا ہوا ہے، اِن کی قبر وہیں ہے۔

(۲) حضرت شیخ داؤد کرمانی رح شیر گڑھی صاحب حال صحیح و کشف صریح تھے، ریاضت و مجاہدہ بحد کمال کرتے۔ ۹۸۲ھ میں انتقال کیا۔ اِن کا نسب اسطرح پر ہے۔ ابن سید فتح اللہ بن سید مبارک بن سید فیض اللہ باقی بن سید صفی الدین آدم کرمانی بن سید تقی الدین احمد بن سید عبدالمجید بن سید عبدالحفیظ بن سید عبدالرشید بن سید ابوالغنائم بن سید ابوالمکارم بن سید ابوالمحاسن بن سید ابوالفیض بن سید ابو الفضل بن سید عبدالباقی بن سید ابوالمعالی محمد بن سید ابوالواہب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابواحمد بن سید داؤد بن سید ابوابراہیم اسمٰعیل بن سید محمد اعرج بن سید ابوعبداللہ احمد بن سید موسےٰ مبرقع بن حضرت امام محمد تقی علیہم الرضوان امام نہم۔

شیخ صاحب موصوف کی اولاد میں سے صاحبزادہ پیر ذاکر حسین صاحب نوجوان علم دوست خلیق حلیم فقیر شرافت عافاہ اللہ کے احباب خاص میں سے ہیں، سلمہ اللہ تعالےٰ۔

ابن سید خادم حسین بن سید بہادر علی شاہ بن سید غلام محی الدین بن سید فاضل شاہ بن سید قطب شاہ بن سید عظیم شاہ بن سید قایم شاہ بن سید غلام محی الدین بن سید محمد محسن بن دیوان سید ابوالبقا بن سید عبداللہ نورنگ نوری بن بندگی شیخ داؤد کرمانی رحمہم اللہ۔

نیز شیخ داؤد رح کے خلیفہ اور برادر زادہ سید خیرالدین ابوالمعالی لاہوری رح (متوفی ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۴ھ) صاحب کتاب تحفۃ القادریہ بڑے کامل اکمل غوث وقت

گذرے ہیں۔ جو شخص اِن کا مرید ہوتا، پہلی رات کو ہی زیارت حضرت غوث الاعظم سے مشرف ہوتا۔ فقیر شرافت عافاہ اللہ کئی مرتبہ اِن کے روضہ اطہر کی زیارت سے لاہور میں شرف اندوز ہوچکا ہے۔

نیز مؤلف فقیر شرافت عافاہ ربہٗ مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش کلاں رہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا ہے۔

سجادہ نشین پنجم۔ حضرت مخدوم سید ابو الحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہید رہ

حضرت مخدوم سید حامد محمد گنج بخش کلاں رہ کے فرزند اصغر تھے، چونکہ بڑے عالم اور زاہد اور متقی صاحبِ کمالات تھے، حسبِ ارشادِ روحانیتِ غوثیہ رہ والد بزرگوار نے اِن کو ولیعہدِ خلافت و سجادہ نشین کیا۔ یہ وارثِ نسبتِ قادریہ تھے۔ کتاب جامع الاقوال اور تیسیر الشاغلین اِن کی تصنیف ہیں۔ کتاب اخبار الاخیار میں اِن کی تعریف شیخ عبد الحق محدث دہلوی رہ اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔

سیّدی وسندی وشیخی مشکاۃ مصباح الاحدیّۃ مرآۃ جمال الحقیقۃ المحمدیّۃ النور الازھر والاظھر والسّر الاقدس الاطھر صاحب المجد والمفاخر کامل الباطن والظاھر المتحلّی بحلیۃ المصطفیٰ والمتخلق باخلاق المرتضیٰ الشیخ الوصیّ الرّضیّ البھی جمال الدین ابو الحسن شیخ موسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ وابقیٰ۔

اِن کے ساتھ اِن کے بڑے بھائی مخدوم سید عبد القادر ثالث رہ نے سجادہ نشینی کے متعلق تنازعہ کیا۔ انہوں نے بوجہ ادب و رفعِ نزاع خلافت اُن کے سپرد کردی تھی، خود نواحِ ملتان میں ۱۰۱۰ھ میں ضرب بندوق لنگاہاں سے شہید ہوئے، اِن کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں تھا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد اِن کی اولاد نعش مبارک

نعش مبارک کو وہاں سے نکال کر ملتان لے گئے، اور اندرون پاک دروازہ ملتان مدفون ہوئے۔
ان کے چار فرزند تھے، (۱) مخدوم سید حامد گنج بخش ثانی رح (۲) سید جان محمد خان رح مدفون دہلی متصل قلعۂ فیروز شاہ (۳) سید عیسےٰ رح (متوفی ۱۰۳۱ھ) (۴) نواب سید یحییٰ خان المعروف نواب سخی صوبہ دار ملتان۔

زمانہ حاضرہ میں حضرت سید محمد صدر الدین شاہ صاحب بلقب مخدوم محمد غوث رابع ملقب ہو کر ملتان میں اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین ہیں، علم و فضل و دیانت و تقویٰ و رعب و اقبال میں یگانہ ہیں سلمہ اللہ۔ ابن مخدوم سید ولایت شاہ عبد القادر خامس (متوفی ۱۲۹۵ھ) بن مخدوم سید نور شاہ حامد گنج بخش رابع (متوفی ۱۲۵۸ھ) بن مخدوم سید صدر الدین محمد غوث ثالث (متوفی ۱۲۶۹ھ) بن مخدوم سید جمال الدین عبد القادر رابع (متوفی ۱۲۲۸ھ) بن مخدوم سید دین محمد حامد گنج بخش ثالث (متوفی ۱۱۹۳ھ) بن مخدوم سید ابو الحسن جمال الدین محمد غوث ثانی (متوفی ۱۱۳۶ھ) بن مخدوم سید ابو الخیر نجیب الدین عبد القادر ثالث پانی (متوفی ۱۰۸۲ھ) بن مخدوم سید ابو الغایت فتح علی المعروف نواب موسےٰ پاک دین (متوفی ۱۰۴۷ھ) بن مخدوم سید حامد گنج بخش ثانی (متوفی ۱۰۱۶ھ) رحمہم اللہ۔

حضرت سید موسےٰ پاک شہید رح کے حلقہ بگوش جماعت علما و فضلا تھے، چنانچہ ان کے خلفا میں سے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح (متوفی ۱۰۵۲ھ بعمر چورانوے سال) اکابر علمائے محدثین و فقہا سے تھے، علوم معقول و منقول میں بلند پایہ تھے، ان کی تصانیف چھوٹی بڑی ایک سو کی تعداد میں ہیں، از انجملہ لمعات التنقیح عربی شرح مشکوٰۃ المصابیح، اور اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ، مدارج النبوۃ فی معارج الفتوۃ، اور اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، جذب القلوب الی دیار المحبوب، تکمیل الایمان فی تقویۃ الایقان، ما ثبت من السنۃ فی ایام السنۃ، شرح سفر السعادت، مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب وغیرہ مقبول خلایق ہیں۔

ان کے فرزند شیخ نور الحق بن عبد الحق محدث دہلوی رح نے کتاب تیسیر القاری شرح صحیح بخاری لکھی ہے۔

سجادہ نشین ششم حضرت سید نظام الدین المعروف مخدوم شیخ عبدالقادر ثالث الملقب بہ مخدوم الملک حضرت مخدوم سید حامد محمد گنج بخش کلاں رح کے فرزند اکبر تھے، سادہ لوح صاف طینت تھے، بعض خدام کی ترغیب سے اپنے چھوٹے بھائی سید موسےٰ پاک شہید رح کے ساتھ سجادگی کے متعلق نزاع برپا کر دیا، دونو بھائی جب بادشاہ کی کچہری میں حاضر ہونے لگے اور دروازہ سے گذرے تو سید موسےٰ رح نے طریق ادب کی رعایت کی، اور بھائی کے بعد دروازہ سے گذرے، حکومت نے اس پر فیصلہ صادر کر دیا، کہ سید موسےٰ رح نے ان کی بزرگی کا عملی طور پر اقرار کر لیا ہے، چنانچہ اوقاف و مزارات کی تولیت ان کو مل گئی، اور مخدوم الملک کا خطاب اسی وقت ملا، لنگر کی رونق اور صدقات وخیرات میں مبالغہ کرتے تھے، ان کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

ان کی دو بیویاں تھیں، اول بی بی صحت خاتون قوم کانجوں، دوم بی بی رکھو بنت حسن علی کھوکھر۔

ان کے چار بیٹے تھے۔

(۱) سید محمد شریف سجادہ نشین رح

(۲) سید محمد رح لاولد

(۳) سید شہاب الدین رح صاحب اولاد۔

(۴) سید عبدالرزاق الملقب بہ نواب عزت یار خاں رح

یہ لاولد فوت ہوئے۔

سجادہ نشین ہفتم۔ حضرت سید محمد شریف المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ثانیؒ

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید عبد القادر ثالثؒ کے بعد سجادہ نشین ہوئے، زاہد عابد دین کے کاموں میں رات دن منہمک رہتے تھے، سلسلہ قادریہ کی ترویج میں کوشاں رہتے اپنے جدِ امجد مخدوم سید محمد غوث گیلانی اوچیؒ کا روضہ جو گنبد بلند ان کے دادا سید حامد گنج بخش کلاںؒ نے تعمیر کروایا تھا، وہ چونکہ تنگ تھا، اس لئے اس کو گرواکر از سرِ نو ۱۰۶۸ھ میں وسیع محل مسقف تیار کروایا، جو تا زمانہ حال موجود ہے، اور پاس ہی ایک فراخ مسجد بھی ۱۰۸۲ھ میں تعمیر کروائی، ان کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

ان کے چار بیٹے تھے۔ (۱) سید عبد القادر رابع (لطف علی) سجادہ نشینؒ (۲) سید مہر شاہؒ (۳) سید محمد زمان کلاںؒ × (۴) سید محمدؒ

× ان کی اولاد بہاولپور میں موجود ہے، چنانچہ ان میں سے سید محمد شریف بہاولپوری زندہ موجود ہیں، ابن سید غلام علی بن سید فضل شاہ بن سید محمد زمان رابع بن سید محمد شریف بن سید محمد زمان ثالث بن سید کالو شاہ بن سید محمد زمان ثانی بن سید محمد شریف بن سید محمد زمان کلاں رحمہم اللہ۔

سجادہ نشین ہشتم۔ حضرت مخدوم سید عبد القادر رابعؒ اصلی نام لطف علیؒ

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید شمس الدین ثانیؒ کے بعد سجادہ نشین ہوئے، صاحبِ اخلاقِ حسنہ و صفاتِ حمیدہ تھے، آبا و اجداد کے پورے پورے متبع تھے، ان کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

ان کے دو فرزند تھے، (۱) سید شمس الدین ثالثؒ سجادہ نشین۔ (۲) سید محمد ثانیؒ بعد میں انہیں کے پوتا کو سجادگی کا منصب ملا تھا، اور زمانہ حال تک انہیں کی اولاد میں ہے۔

سجادہ نشین نہم۔ حضرت مخدوم سید حامد محمد شمس الدین ثالث رح

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید عبدالقادر رابع رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، سالک مسالک طریقت وحاوی علوم شریعت تھے، ان کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے، مخدوم سید شمس الدین ثانی رح کے غربی جانب ہے۔

ان کے چار بیٹے تھے، (۱) سید محمد علی رح (۲) سید مکھنہ شاہ رح (۳) سید گل شاہ رح (۴) سید محمد مراد شاہ سجادہ نشین رح

اور مخدوم سید شمس الدین ثالث رح کی پانچ بیٹیاں تھیں جو مندرجہ ذیل بزرگوں کے نکاح میں تھیں (۱) سید عبدالوہاب بن سید محمد شریف رح کی بیوی تھی۔ (۲) سید رسول شاہ بن سید مہر شاہ کلاں رح کی بیوی تھی۔ (۳) سید بہاؤالدین لاہوری رح کی بیوی تھی۔ (۴) سید مہر شاہ ثانی بن سید مصطفےٰ رح کی بیوی تھی۔ (۵) سید سلطان شاہ رح کی بیوی تھی۔

سجادہ نشین دہم۔ حضرت سید محمد مراد شاہ المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش ثانی رح

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید شمس الدین ثالث رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، ان کے زمانہ میں لنگر کی عسرت تھی، خرچ زیادہ اور آمدنی کم تھی، یہ اکثر مسجد دربار شریف میں معتکف رہا کرتے تھے۔

ایک بار خانصاحب محمد فتح خان عباسی وجہان خاں بمعہ علمہائے سیاہ عباسی بتقریب سیر وشکار معہ خدم وحشم ولشکر بغرض زیارت خانقاہ وملاقات حضور اوچ شریف آئے، اور ایک آہوئے بریاں (بھجی) بطور ہدیہ ان کے پیش کیا، اور دعائے خیر کروائی، ان کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے، مخدوم والد ماجد کے غربی جانب ہے، ان کا ایک ہی بیٹا سید خدا داد سجادہ نشین تھا۔

سجادہ نشین

سجادہ نشین یازدہم۔ حضرت سید خداداد المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین رابع نورانی ؒ

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید حامد گنج بخش ثانی رحؒ کے بعد سجادہ نشین ہوئے، نہایت نیکوکار زاہد عابد تھے، مشاغلِ روحانی کی وجہ سے اِن کا لقب شمس الدین نورانی اور صالح پڑ گیا، تھوڑی عمر میں لاولد فوت ہوئے، اِن کا مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

اِن کے ایک خلیفہ سید عبدالقادر آخرین کیمیا نظر گیلانی رحؒ موضع پیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ میں مشہور ولی اللہ گذرے ہیں۔

مخدوم نورانی رحؒ کے بعد سلسلہ سجادگی اِن کے دادا مخدوم سید شمس الدین ثالث ؒ کے چھوٹے بھائی سید محمد ثانی رحؒ کی اولاد میں منتقل ہوا، اور تا زمانہ حال انہیں میں ہے۔

سجادہ نشین دوازدہم حضرت سید سوہا زاشاہ المعروف مخدوم شیخ عبدالقادر خامس شہید ؒ

خلف الرشید سید مرتضیٰ علی بن سید محمد ثانی بن مخدوم سید عبدالقادر رابع ؒ گیلانی اوچی۔

مخدوم سید شمس الدین رابع نورانی رحؒ کی وفات پر باستحقاقِ وراثت سجادہ نشین ہوئے بڑے نیک اہلِ زہد و عبادت تھے، اپنی صاحبزادیوں کا نکاح بہاولپوری برادری میں کر دیا تھا۔ اِن کو ۱۱۶۳ھ میں حجام نے استرہ سے شہید کر ڈالا، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

اِن کے تین بیٹے تھے، دو لاولد فوت ہوئے، اور تیسرا سید فضل علی سجادہ نشین وارث چھوڑا۔

سجادہ نشین سیزدہم حضرت سید فضل علی المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش ثالث بانی قلعہ اوچ

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید عبدالقادر خامس رحؒ کی شہادت کے بعد بعمر چودہ سالہ سجادہ نشین ہوئے، اِن کی ولادت ۱۱۴۹ھ میں بمقام اوچ شریف ہوئی، اس قطعہ سے

تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ ۵ھ

خدائے کہ در خلقت ہر وجود — نیازش نباشد باسباب ورخت
شبے آفریدہ چناں گنج بخش — کز و رونق آمد بہر تاج و تخت
ز تاریخش از دل چو کردم سوال — بگفتا کہ آ ۔ ز نیک بخت

جب ان کے والد ماجد رہ کا انتقال ہوا تو نواب جان نثار خاں گوجر والی ڈیرہ غازیخان نے اپنی لڑکی کا نکاح ان کے ساتھ کرکے اپنے پاس خانہ داماد رکھا، چنانچہ سات سال تک وہاں رہے۔ بعد ازاں رخصت ہوکر ۱۱۱۱ھ میں اوچ تشریف لائے۔ اس قطعہ سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ از ملا محمد وارث رہ

چو مخدوم ہر دو جہاں شیخ حامد — بشہر کہ اوچ مبارک در آمد
ہمہ شہر معمور شد از قدومش — بفضل خدا بر سرش سرور آمد
بپرسیدم از ہاتف ایں سالِ شادی — بگفتا "شہ ملک در کشور آمد"

ان کو بوجہ تعلق رشتہ نوابان ڈیرہ غازیخان بہرہ ثروت وافی حاصل ہوا، نیز غلام شاہ کلہوڑہ والی سندھ ان کا ہمزلف (سانڈھو) تھا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ اُن دنوں میں حکومتوں کے درمیان انقلاب عظیم تھا، فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا، نوابان ریاست بہاولپور کی والی سندھ کے ساتھ عداوت تھی، مخدوم صاحب رہ چونکہ تعلق رشتہ کے باعث اُس کے ساتھ اتحاد رکھتے تھے۔ اس لئے نوابان بہاولپور کی طرف سے ان کو بھی خطرہ رہتا تھا، اس واسطے غلام شاہ کلہوڑہ نے بیش بہا اور قیمتی جواہرات اور زر کثیر بغرض تعمیر قلعہ و محلات عطا کئے، انہوں نے صرف کثیر سے قلعہ اوچ گیلانی ۱۱۹۵ھ میں تعمیر کروایا، اور قلعہ کے اندر رہائش کے لئے ایک عالیشان محل بھی تیار کروایا، جو تا حال موجود ہے۔

لیکن قلعہ

لیکن قلعہ منہدم ہو چکا ہے، قلعہ کا مشرقی دروازہ جس کو ہاتھی دروازہ کہا جاتا ہے
وہ اب بھی موجود ہے۔ تاریخ بنا اب تک اُس دروازہ پر ثبت ہے۔

سہ

درزمانِ جانشینِ غوثِ اعظم گنج بخش | رُخ نمود ایں قلعۂ دارالامانِ قادری
ہاتفم دربارۂ بدخواہ آں تاریخ گفت | از یزید آمد عدو خانداں قادری

ان کا نام اسی لئے مخدوم بانی قلعہ مشہور ہو گیا، اسی سال انہوں نے اپنی وزارت
کے واسطے میاں اللہ داد خاں کو منتخب کیا، چنانچہ اس قطعہ سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔

سہ

مبارک ست ترا دولتِ قوی بنیاد | وزارتِ شہِ عالم بتو مبارک باد
بوقتِ نیک نہادی قدم بمسند وجاہ | ہزار شکر برآمد ہر آنچہ بود مراد
بگوش گفت مرا خضر سالِ ایں شادی | کہ پیشِ پیر جہاں شد وزیر اللہ داد

میاں اللہ داد خاں کے اہتمام سے ہی قلعہ دارالامان مکمل ہوا، کہا جاتا ہے کہ حضرت
بانی قلعہ علم نجوم کے ماہر تھے۔

ان کے معاصر مؤرخ مولانا علی شیر قانع رحمۃ اپنی کتاب تحفۃ الکرام میں جو ۱۱۸۱ھ کی
تالیف ہے لکھتے ہیں کہ "سید گنج بخش ولد سید عبدالقادر اکنوں بنشانِ سترگی
ونشانِ متکسی صدر خلافتِ جدِ بزرگوار است"

ان کی وفات بعمر اٹھائیس سال تیئیسویں ربیع الآخر ۱۱۹۳ھ میں ہوئی، مزار مقبرہ
قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

ان کے دو بیٹے تھے (۱) سید غوث بخش رحمۃ (۲) سید حسن بخش رحمۃ دونو
یکے بعد دیگرے سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت بانی قلعہ کے خلفا میں سے سید نور اللہ شاہ خراسانی رح مشہور بزرگ گذرے ہیں،
اُن کا سلسلہ فقر موجود ہے، کتاب حدیقۃ الاسرار مصنفہ مولوی امام بخش جام پوری رح
میں ان کے حالات دیکھے گئے ہیں۔

سجادہ نشین چہارم حضرت سید غوث بخش المعروف شیخ عبدالقادر سادس ملقب مخدوم اولیا یا مخدوم علیا رح
اپنے والد بزرگوار مخدوم سید حامد محمد گنج بخش ثالث رح بانی قلعہ کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔
بڑے متقی متورع پابند شریعت غرا تھے، اِن کا نکاح نواب مولاداد خاں گوجر کی دختر
سے ہوا تھا، جس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو گیا، اور یہ لاولد رہے۔
ان کی وفات بمرض صرع ۱۲۰۱ھ میں ہوئی، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

سجادہ نشین پانزدہم حضرت سید حسن بخش المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش رابع ملقب مخدوم جنگاور رح
مخدوم سید حامد محمد گنج بخش ثالث رح بانی قلعہ کے فرزند اصغر تھے، اپنے بڑے بھائی مخدوم
سید عبدالقادر سادس اولیا رح کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے، اِن کی طبیعت زبردست
جنگجو واقع ہوئی تھی، اسی لئے ان کو مخدوم جنگاور کہتے تھے، متعلقین دربار شیخ
حبیب اللہ اور محمد عمر خاں ڈہر، اور فتح محمد غوری اِن کی طبیعت سے گھبرا کر ملازمت
چھوڑ گئے۔

ان کا نوابان ریاست بہاولپور سے مقابلہ ہو گیا، نواب محمد بہاول خاں ثانی والی
ریاست نے فوج کو آمادہ کیا، تو اِن کے ہمراہی آدھی رات کو بلا اجازت بھاگ
گئے، یہ قلعہ بلوٹی میں محصور ہوئے، وہاں بچاؤ نہ ہو سکا تو قلعہ ٹھٹھہ میں متحصن
ہوئے، یہ قلعہ بھی مفتوح ہوا تو قلعہ اوچ میں متمکن ہوئے، یہ قلعہ بھی توڑ دیا گیا۔
تو وہاں سے قلعہ رام کلی میں آرام کیا، وہاں بھی فوجوں نے محاصرہ کر دیا تو بطور
مہمان گڑھی اختیار خاں کا رُخ کیا، وہاں چند قیام کیا، اور پھر سندھ کو تشریف لیگئے۔

مخدوم شیخ حامد نوبہار سجادہ نشین جلالیہ اوچ بخاری، اور
گل محمد خاں داؤد پوترہ، اور اختیار خاں رئیس گڑھی جس کو
مخدوم جنگا ورح لالہ جی کہا کرتے تھے، اُن تینوں پر اِن کو اعتماد
تھا، لیکن جنگ کے وقت کسی نے امداد نہ کی، سب بیوفا ثابت
ہوئے تو انہوں نے اپنے حسب حال یہ شعر کہا۔

س

بہار سرکش و گل بیوفا و لالہ دورنگ
دریں چمن بچہ امید آشیانہ کنیم

ف اِس شعر میں مخدوم جنگا ورحہ نے بہار سے مراد مخدوم نوبہار
اور گل سے گل محمد خاں، اور لالہ سے اختیار خاں، اور
چمن سے ریاست بہاولپور مراد لی ہے۔

انہوں نے حکومت سندھ میں گھوٹکی کے قریب موضع قادر پور
میں سکونت اختیار کی، چھ سال وہاں رہ کر بروز سہ شنبہ چوبیسویں ۲۴
ذیقعدہ ۱۲۲۱ھ میں اپنی والدہ سے آٹھ دن بعد وفات پائی،
اور قادر پور میں مدفون ہوئے، اِن کے پوتے مخدوم سید حامد
محمد گنج بخش خامس رح نے اپنے عہد خلافت میں ان کا تابوت
اوچ شریف لاکر مقبرہ قادریہ میں دفن کیا۔

اِن کے دو بیٹے تھے (۱) سید تھل حسین علی رح جو اپنے والد ماجد
کے قادر پور چلے جانے کے بعد ملقب بہ مخدوم محمد غوث رح ہو کر
اوچ شریف میں متولی مزارات رہے، پانچ سال کے بعمر انیس ۱۹ سالہ

لا ولد فوت ہوئے۔ (۲) سید عباس علی سجادہ نشین جو والد صاحب رحہ کے ہمراہ سندھ چلے گئے۔

سجادہ نشین شانزدہم حضرت سید عباس علی المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین خامس رحہ اپنے والد بزرگوار مخدوم سید حامد محمد گنج بخش رابع جنگاور رحہ کی وفات کے بعد بمقام قادرپور سجادہ نشین ہوئے، قادرپور ان کی جاگیر تھا، وہاں کی آمدنی اور نذر و نیاز پر لنگر کا گذارہ تھا، بڑے زاہد عابد صاحب عصمت تھے۔

ان کی وفات ۱۲۳۱ھ میں ہوئی۔ مزار قادرپور میں والد صاحب کے پاس ہوا۔ بعد میں ان کے بیٹے مخدوم سید حامد محمد گنج بخش خامس رحہ نے اپنے ایام خلافت میں ان کا تابوت اوچ شریف لاکر مقبرہ قادریہ میں دفن کیا۔

ان کا ایک ہی بیٹا سید حسن بخش سجادہ نشین تھا۔

سجادہ نشین ہفدہم حضرت سید حسن بخش المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش خامس رحہ اپنے والد بزرگوار مخدوم سید شمس الدین خامس رحہ کی وفات کے بعد بعمر چار سالہ بمقام قادرپور سجادہ نشین ہوئے، جدہ صاحبہ کے زیر سایہ تربیت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مزاج میں حلم و وقار، ہمدردی و سخاوت کا جوہر ودیعت رکھا تھا، اہل علم و ہنر کی قدر دانی حوصلہ سے بڑھ کر کرتے تھے، افتادہ خاندانوں کی دل جوئی ان کا وظیفہ تھا۔

ان کے حسن خلق سے متاثر ہو کر والی بہاولپور رحہ نے پھر ان کو اوچ شریف میں لاکر آباد

یں لاکر آباد کیا ، انہوں نے اپنے جدامجد مخدوم جنگا ور رح
اور والد صاحب مخدوم شمس الدین خامس رح کے ہر دو تابوت
جو امانت دفن کئے گئے تھے ، قادر پور سے اوچ شریف لاکر
اندرون مقبرہ قادریہ کے دوبارہ دفن کئے ۔
ان کے طفیل ہی اجڑی بستی پھر آباد ہوئے اور یہ از سر نو
بانی خاندان ہوئے ۔
ان کی ولادت ۱۲۲۷ھ میں اور وفات بعمر ستاون سال ماہ
ربیع الاول ۱۲۸۴ھ میں ہوئی ، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ
شریف میں ہے ۔
ان کی اہلیہ محترمہ حضرت گامنوں بی بی بنت سید حیدر شاہ
گیلانی رح تھیں ، جو سید عبدالرزاق المعروف شاہ
چراغ لاہوری رح کی اولاد امجاد سے تھے ، انہیں
کے بطن سے اولاد ہوئی ۔
ان کے تین بیٹے تھے ، (۱) سید محمد شاہ سجادہ نشین
(۲) سید فیض محمد رح (۳) سید بھاون شاہ رح جو
بعد وفات والد کے لاولد فوت ہوئے ۔
ان کی دو صاحبزادیاں تھیں ، ایک تو نا کتخدا فوت
ہوئیں ، دوسری کی شادی سید اللہ ڈتہ شاہ بن سید
حسن شاہ بن سید محمد بخش بن سید محمد زمان ثالث بہاولپوری
کے ساتھ ہوئی ، ان کا ایک لڑکا مخدوم سید اللہ بچایا شاہ

بہاولپور میں زندہ موجود ہے۔

سجادہ نشین ہژدہم۔ حضرت سید محمد شاہ المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ساد ثؒ

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید حامد محمد گنج بخش خامسؒ

کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے، اولاً دونو بھایوں

کے درمیان غبار نزاع برپا ہوا، پھر صلح ہوگئی،

صاحب علم وفضل سخن سنج اور صاحب تصانیف

بھی تھے، شاعر بھی تھے، تخلص سید محمد تھا، ان کو

زیادہ تر کتب تصوف میں شغف تھا، کئی رسالے تالیف کئے

جن میں سے زیادہ تر حضرت شاہ امجد غوث شاہ مدنؒ

کے رسائل کو انہوں نے اردو کیا ہے۔

ان کے رسالہ جات مندرجہ ذیل راقم الحروف فقیر

شرافت عفا اللہ عنہ نے کتب خانہ قادریہ مخادیم گیلانیہ

اوچ شریف میں دیکھے تھے،

ان میں سے فارسی رسالے یہ ہیں۔

(۱) پند نامہ فارسی (۲) رسالہ مراقب (۳)

اسرار قادری (۴) تحفۃ العرفان منظوم۔

(۵) چند پند (۶) تزکیۃ الانفاس۔ (۷)

لطائف قادری (۸) زبدۃ الاخلاق۔

اور رسائل اردو یہ ہیں۔

(۹) زبدۃ السلوک ترجمہ اردو تحفۃ الملوک۔

(۱۰) میراث

(۱۰) میرات العاشقین (۱۱) نزھۃ العاشقین (۱۲) ترجمۃ الصلوٰۃ - (۱۳) چراغ العابدین ترجمہ اردو منہاج العارفین (۱۴) اسرار العشاق ترجمہ اردو بیسرنامہ (۱۵) مرأۃ الجمال (۱۶) مظہر الصفات ترجمہ اردو رسالہ شاہ شرف الدین ابو علی قلندر رح (۱۷) رسالہ موحدین ترجمہ اردو رسالہ شیخ الاسلام شیخ عبد اللہ انصاری رح (۱۸) جامع المواعظ - (۱۹) مواعظ الحسنیٰ (۲۰) آثار القادریہ (۲۱) اسرار الشہود ترجمہ اردو رسالہ شیخ عطار رح (۲۲) مفاد گیلانیہ (۲۳) نہال الانور کا الشجر الاطہر۔

(۲۴) پنج گنج عشق - مشتمل بر ابواب پنجگانہ ، اول تشریح عمل صالح ، دوم تعلیم علوم برخوردار سید حسن بخش شاہ رح ، سوم خیرات متعلقہ سیارگاں ، چہارم پند نامہ ، پنجم وصیت نامۂ مصطفوی بجناب مرتضوی ہے رح۔

یہ مخدوم صاحب رح اکثر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ، اور حضوری غوثیہ تھے۔

ان کی وفات ۱۳۰۳ھ میں ہوئی ، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔

ان کی اہلیہ محترمہ حضرت چنن بی بی بنت سید سلطان شاہ

ملتانی رح تھیں، جو کہ حضرت سید موسےٰ پاک شہید گیلانیؒ

کی اولاد سے تھے۔ انہیں کے بطن سے اولاد ہوئی۔

ان کے چار بیٹے تھے۔ (۱) سید حسن بخش سجادہ نشین

(۲) سید مراد شاہ رح (۳) سید جیون شاہ رح یہ

جوانی ہیں ناکتخدا فوت ہوئے (۴) سید ولایت شاہ رح

سجادہ نشین نوزدہم۔ حضرت سید حسن بخش المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش سادس رح

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید شمس الدین سادس رح کے

بعد سجادہ نشین ہوئے۔ نہایت عقلمند خوب صورت

اور صاحب ہمت بلند تھے۔ لوگ ان کو دُولا گنج بخش

کہا کرتے۔

ان کی ولادت بروز جمعہ وقت عصر بیسوئیں ذی الحجہ

۱۲۸۰ھ اور وفات بعمر تینتالیس سال ۱۳۲۳ھ

میں ہوئی۔ مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف

میں ہے۔

ان کی اہلیہ محترمہ حضرت پیڑاں بی بی بنت سید فیض محمد

بن مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش خامس رح تھیں۔ ان کے بطن

سے اولاد ذکور پیدا ہو کر فوت ہو گئی۔ صرف ایک دوشیزہ

لڑکی یادگار چھوڑی، جن کا اسم گرامی معصومہ تجمل بی بی

ہے، تارک الدنیا مجردہ زاہدہ عابدہ زندہ موجود

ہیں، فقیر شرافت مؤلف عافاہ اللہ کو قیام اوچ کے زمانہ میں

ایک ر

ایک روز حضرت معصومہ صاحبہ دامت عصمتہا نے اندرون محل شریف سے پلاؤ واحنی کا تبرک بھیجا تھا۔

سجادہ نشین بستیم۔ حضرت سید مراد شاہ المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین سابع رح مخدوم سید شمس الدین سادس رح کے دوسرے بیٹے تھے، اپنے بڑے بھائی مخدوم سید حامد محمد گنج بخش سادس رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، نہایت فیاض نیک طبع حلیم منکسر المزاج تھے۔

انہوں نے اپنے عہد خلافت میں خانقاہ مبارک جدّ بزرگوار حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح اور جامع مسجد گیلانیہ کی مرمت باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار ۱۳۲۴ھ میں کروائی، مسجد شریف اور خانقاہ معلے کے دروازوں پر کتبات تحریر ہیں۔

ان کی ولادت شب یکشنبہ وقت عشا چودھویں ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ میں اور وفات بعمر اکتالیس سال ۱۳۲۷ھ میں ہوئی، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔ ان کا کوئی فرزند نرینہ نہیں تھا، ایک لڑکی معصومہ گانوں بی بی یادگار چھوڑی، جو مجرد اہل عبادت زندہ ہیں۔

سجادہ نشین بست یکم۔ حضرت سید ولایت شاہ المعروف مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش سابع رح مخدوم سید شمس الدین سادس رح کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اپنے بڑے بھائی مخدوم سید شمس الدین سابع رح کے بعد سجادہ نشین ہوئے، خوبصورت ذہین فہیم صاحب لیاقت و دانش تھے۔ آخر عمر میں دائم المرض ہو گئے تھے۔

انہوں نے اپنے عہد خلافت میں حضرت سید صفی الدین حقانی گاذرونی رح بانی اوچ متبرکہ کی خانقاہ مبارک یعنی محل شریف از سر نو تعمیر کروایا، یہ تعمیر باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔

ان کی وفات بعالم شباب اٹھائیسویں ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ میں ہوئی، مزار مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے۔ انہوں نے ایک ہی فرزند سید خیرات حسین یادگار چھوڑا۔

فقیر شرافت عافاہ ربہ کو خواب میں مخدوم صاحب رو کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

سجادہ نشین بست و دوم حضرت سید خیرات حسین المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ثامن

اپنے والد بزرگوار مخدوم سید حامد محمد گنج بخش سابع رو کی وفات کے بعد بعمر چار سالہ سجادہ نشین ہوئے۔ اِن کی ولادت باسعادت یکم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ میں ہوئی، تاریخی ہجری نام "مخدوم عبدالقادر سابع جیلانی" ہے، خوبصورت نیک سیرت صاحب حسن خلق ہیں، بچپن سے ہی آثار رشد و ہدایت ان کے چہرہ انور سے درخشاں ہیں، فی الحال زیر تعلیم ہیں، مولوی محمد قطب الدین صاحب آلہ آبادی خطیب جامعہ مسجد گیلانیہ و مدرس مدرسہ دارالعلوم قادریہ سند یافتہ دیوبند، اور مولوی غلام رسول صاحب اتالیق بہاولپوری سند یافتہ بریلی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں، آج کل ان کی عمر ستر ہ سال ہے۔

ان کے وزیر اعلیٰ اور مدار الہام حضرت سید غلام زین العابدین شاہ صاحب ہیں، جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں، بڑے مدبر روشن دماغ لائق ہستی ہیں، بایں ہمہ متقی متورع بھی ہیں، ضعیف العمر مرتاض ہیں، سلمہ اللہ۔

مؤلف کتاب ہذا فقیر شریف احمد شرافت اصلح اللہ حالہٗ و مآلہٗ ماہ محرم ۱۳۵۳ھ میں اوچ شریف میں حضرت مخدوم صاحب دام برکاتہٗ کی ملازمت سے مشرف ہوا، اور یہ چند اشعار فارسی وارد وان کی تعریف میں لکھ کر حضور میں پیش کیے، جو انہوں نے کمال مہربانی سے پسند فرمائے، اور فقیر کے حق میں دعائے خیر مانگی۔ فللہ الحمد۔

اشعار

در اوصاف پاک برگزیدۂ درگاہ ذوالجلال، مقبول بارگاہ لایزال، قرۃ العینین حسنین نور نظر غوث الثقلین، سلالہ دودمان قادریہ محبوبیہ، زبدۂ خاندان گیلانیہ عالیہ، حضرت جناب مخدوم

جناب مخدوم الملت سید خیرات حسین عبدالقادر زاہد المعروف مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین ثامن سجادہ نشین درگاہِ عرش پائگاہ اوچ شریف گیلانی ادام اللہ برکاتہٗ وفیوضہٗ۔

فارسی

اے جنابِ شاہ شمس الدین خیرات حسین ۔ ذاتِ تو حضرت محمد مصطفٰے را نورِ عین
نورِ چشمِ شاہ اسد اللہ آں جانِ رسول ۔ ہم جگر بندِ جنابِ فاطمہ زہرا بتول
فخرِ اولادِ امام الاولیا حضرت علی ۔ غنچۂ گلزارِ حضرت شاہِ جیلانی ولی
مخزنِ علم وتحمل گنجینۂ صدق وصفا ۔ شاہبازِ اوجِ عزت صاحبِ لطف وسخا
گوہرِ دُرجِ سیادت اخترِ برجِ کمال ۔ خاندانِ قادری را ذاتِ تو حسن وجمال
ختم شد بر ذاتِ تو پیری ومیری در جہاں ۔ سیدالسادات ہستی اے امیر عارفاں
جلوۂ حق ست روشن از جبینِ پاکِ تو ۔ قُدسیاں را توتیائے چشم گشتہ خاکِ تو
خادمانِ درگہِ والائے تو شاہ وگدا ۔ نامِ تو ہر اہلِ دل را وِردِ ہر صبح ومسا
چونکہ ہستی بضعۂ از ذاتِ شاہِ مرسلین ۔ جانشینِ حضرتِ محبوبِ ربّ العالمین
ہر کہ آید بر درت از سائلانِ بے نوا ۔ از طفیلِ جدِّ امجد حاجتش سازی روا
جرعۂ از عشقِ حق دردِہ مرا شاہِ زماں ۔ تا شوم از لطفِ حضرت در گروہِ عاشقاں
التجا دارد شرافت در جنابِ داوری ۔ باد دائم در ترقی خاندانِ قادری

اُردو

نام ہے کیسا پیارا پیر شمس الدین کا ۔ خادموں کو ہے سہارا پیر شمس الدین کا
چہرۂ انور ہے ان کا مثلِ ماہِ چاردہ ۔ حُسن کا روشن ستارا پیر شمس الدین کا
گرم ہے بازارِ عرفاں حضرتِ مخدوم سے ۔ شیفتہ عالم ہے سارا پیر شمس الدین کا
زندۂ جاوید کر دے کھول دے قفلِ مراد ۔ ابروؤں کا اک اشارا پیر شمس الدین کا

سینکڑوں ہیں ان کے خاکِ آستاں پر جبہہ سا   ہو گیا جن کو نظارا پیر شمس الدین کا

حضرتِ حامد محمد شمس دیں محبوب پاک   نام نامی ہے پیارا پیر شمس الدین کا

خاندانِ قادری میں ہیں منور آفتاب   جلوہ نور آشکارا پیر شمس الدین کا

چشمہ فیضِ الٰہی تا ابد جاری رہے   اوچ میں ہو اونچا دوارا پیر شمس الدین کا

حضرتِ مخدوم جی کا ہے شرافت جاں نثار

آسرا رکھتا ہے ہمارا پیر شمس الدین کا

اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے آفتابِ قادریہ گیلانیہ کو تاباں رکھے، اور حضرت مخدوم صاحب عمر و اقبال میں برکت دیوے۔

خلفائے عظام

(۴) حضرات صاحبزادگانِ والاتبار رح

حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی رح کے چاروں بیٹے خود آپ کے ہی خلیفہ تھے

(۵) حضرت سلطان قطب الدین لنگاہ رح

ان کا پہلا نام رائے سہرہ تھا، قصبہ سیوی نواح سندھ کے حاکم تھے، پھر شیخ محمود ملتانی رح کو قید کر کے دہلی بھیجدیا، اور خود سلطان قطب الدین لنگاہ کا لقب اختیار کر کے بادشاہِ ملتان بن گئے۔ عہ حضرت غوث الاعظم رح کے روحانی ارشاد کے مطابق اپنی لڑکی کا نکاح حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح سے کر دیا، اور اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ۸۷۴ھ میں وفات پائی، قبر مقبرہ قادریہ کے اندر اوچ شریف میں ہے سہ

(۶) حضرت سلطان حسین لنگاہ رح

ابنِ سلطان قطب الدین لنگاہ رح، اپنے والد کی وفات کے بعد حکمران ہوئے، نیک دل قدردانِ علم تھے۔ عہ غازیخان سے قلعہ سور فتح کیا، پھر بھیرہ، چنیوٹ، خوشاب پر بھی تسلط جما

عہ تاریخ اوچ حنیفا ص۱۵۵ سہ شجرۃ الانوار ۱۲ سہ تاریخ فرشتہ جلد دوم ۱۲ للہ صہ تاریخ اوچ ص۵۵ شرافت۔

شاہ مہتاب الدین نے حاکمِ قلعہ کوٹ کروڑ کی بغاوت فرو کر کے بہلول لودھی کی فوج کا مقابلہ کیا ، جو ملتان پر چڑھ آئی تھی ، اور اُسے شکستِ فاش دی ، سلطان حسینؒ کو کیچ مکران کے بلوچوں سے بڑی تقویت پہنچی ، اس لئے اِنہوں نے سیت پور سے لے کر دھنکوٹ تک تمام علاقہ اُن کی جاگیر کر دیا ، ولایتِ بھکر اور ٹھٹھہ کے درمیان کا علاقہ قوم سمہ سے آباد تھا ، وہ جمشید کی نسل ہونے کی وجہ سے جام مشہور تھے ، اُن کے دو سرداروں نے باہمی مخاصمت کی وجہ سے اِن کی طرف رجوع کیا ، اِنہوں نے اُن میں سے جام ابراہیم کو ولایت سورا در اوچ کی جاگیر عطا کر دی۔[۲۷]

سلطان نے دہلی کی سلطنت کے ساتھ بھی باہم مصالحت کا عہد نامہ کیا ، اور حکومتِ گجرات واحد آباد کے ساتھ بھی اتحاد قایم کیا۔[۲۸] اور چھبیسویں[۲۶] صفر ۹۰۸ھ کو وفات پائی۔[۲۹]

چونکہ سلطان کا بیٹا فیروز شاہ اِن کی زندگی میں ہی فوت ہو چکا تھا ، اس لئے اُس کا بیٹا محمود شاہ تختنشین ہوا ، جو ۹۳۱ھ میں فوت ہوا ، اور اُس کے فرزند حسین ثانی سے مرزا شاہ حسین ارغون نے ۹۳۲ھ میں ملتان فتح کر لیا۔[۳۰]

(۷) حضرت سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھیؒ

اِن کا اصلی نام نظام خاں ، لقب علاؤالدین تھا ، ۸۹۴ھ میں تختِ دہلی پر جلوہ افروز ہوئے ، بہلول کے چھ لڑکے اور باون[۵۲] افسر وزرا و امرا و اراکینِ سلطنت تھے ، نہایت منصف تھے ، رات کو رعایا کی خود خبر گیری کرتے ، دور و دراز کے حالات کے واسطے جاسوس رکھے ہوئے تھے جو ہر ایک امر کی اطلاع پہنچاتے ، فضلا و اولیا کے پاس تشریف لے جایا کرتے ، اور ان سے استفاضہ کیا کرتے ، سال میں دو بار فقرا و مستحقین کو صدقات تقسیم کیا کرتے ، جمعہ کے روز فقرائے شہر کو زرِ نقد دیا جاتا ، عیدوں کے دنوں

میں قیدی رہا کئے جاتے ، شہر میں ہر روز مسکینوں و غریبوں کے واسطے مطبخ جاری تھے، محتاج
کے واسطے وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے ، اور تمام ملک کی مسجدوں میں موذن ، خطیب ، جاروب
کش متعین کر کے ان کے وظیفے معین کئے تھے ، ادنےٰ ادنےٰ موذنِ مسجد کی ملک میں تین
تین لاکھ کا سرمایہ و اثاثہ تھا ، بعد نمازِ عصر مسجد میں بزرگانِ دین صلحا و علما کی ملاقات
کر کے تا مغرب تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر و تسبیح و تہلیل و اوراد میں مشغول رہتے ، علم
دوست تھے ، امرا و ارکانِ دولت و سپاہ بھی بکسبِ فضائل اشتغال رکھتے ، اسلام کے
ازحد پابند تھے عہ

شاعرانہ مذاق بھی تھا ، گلرخی تخلص کیا کرتے ، اور اشعارِ لطیف کہتے تھے ، چنانچہ کہا ہے

ع مارا ز خاک کویت پیراہنیست برتن — آں ہم ز آبِ دیدہ صد چاک شد بدامن

ع مرا ز تیرہائے نگہ او بگشت ہر پہلو — کنوں پرواز خواہم کرد سوئے آں کماں ابرو

اٹھائیس سال پانچ مہینے تخت سلطنت پر رہ کر بروز یکشنبہ ساتویں ذیقعدہ ۹۲۳ھ کو
وفات پائی ۔ عہ

(۸) حضرت سید محمد قادری رح

(۹) حضرت شیخ غلام محمد قادری رح

(۱۰) حضرت شیخ علو قادری رح

(۱۱) حضرت سید میر بغدادی رح

تاریخ وفات | حضرت مخدوم سید ابو عبداللہ محمد غوث گیلانی اوچی رح کی وفات
بقولِ صاحب شجرۃ الانوار و تشریف الشرفا و خزینۃ الاصفیا جلد اول بعمر ایکیونس سال
گرما میں بوقت دوپہر بتاریخ ہفتم رجب المرجب ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مطابق ۱۵۱۷ء
ایکہزار پانسو سترہ عیسوی میں بعہد سلطنت سلطان ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ہوئی ۔

عہ گنجینۂ عرفان ۱۲ عہ رسالہ عالمگیر لاہور خاص نمبر ۴۵ بابت ۱۹۴۲ء ۱۲ عہ گنجینۂ عرفان ۱۲ للعہ تاریخ اوچ (بحوالہ شرافت) اختر و حفیظ دونوں سے آپ کی عمر نوے سال ثابت ہوتی ہے شرافت

مدفن

مدفنِ پاک آپ کا مزارِ مبارک اوچ شریف گیلانی، تحصیل احمد پور شرقیہ، ریاست بہاولپور میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اوچ شریف اوچ اسم مذکر ہندی زبان کا ایک لفظ ہے جو بلندی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ مقام چونکہ پنجاب کے متعدد دریاؤں کے ساحل پر ایک مرتفع موقعہ پر واقعہ ہوا ہے، اس لئے اس کا نام اوچ رکھا گیا، کننگھم صاحب نے بھی اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔ اور بھی تمام جغرافیہ نویسوں کا اسی پر اتفاق ہے کیونکہ سطح سمندر سے یہ مقام تین سو ۳۲۲ بائیس فیٹ بلند موقعہ پر واقعہ ہے۔

یہ شہر ہر زمانہ میں مختلف ناموں سے موسوم ہوتا چلا آیا ہے، مثلاً سکندر اعظم کے وقت اس کا نام الیگزینڈرہ، سکندرہ، اسکالندہ، کننگھم صاحب نے اپنے جغرافیہ ہند قدیم میں جو نقشہ دیا ہے، اس میں اس مقام کو اسکالنڈہ اوچ کے نام سے درج کیا ہے، راجہ دیو سنگھ بھٹی کے وقت اس مقام کا نام دیوگڑھ تھا۔

میر معصوم بھکری رح نے اور کرنل منچن سابق ایجنٹ بہاولپور نے اس مقام کو تلواڑا اور چاچ پور سے موسوم کیا ہے، نیز ہوڈ، بسمد، سندر، بانبیرا، بھاٹیہ، پیپیا، بچھی سید جلال، اوچ، اوچہ، اوسہ وغیرہ نام بھی بعض تواریخ میں پائے جاتے ہیں۔ علامہ ابن بطوطہ تنجیری سیاح رح اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں، ثمّ سافرتُ من

مدینۃ بکار فوصلتُ الیٰ مدینۃِ اوجہ وھی مدینۃٌ کبیرۃٌ علیٰ نھرِالسّندِ لھا اسواقٌ حسنۃٌ وعمارۃٌ۔

اکثر مورخین نے اپنی تاریخوں میں، اور سیاحین نے اپنے سفرناموں میں اوچ شریف کے تذکرے لکھے ہیں، چارلس میسن یوروپین سیاح نے اپنے سفرنامہ میں، اور مولانا علی شیر قانع رح نے کتاب تحفۃ الکرام میں، اور میر معصوم بھکری رح نے تاریخ سندھ میں،

اور مفتی غلام سرور لاہوری رحمہ نے مخزن پنجاب میں ، اور مرزا قلیچ بیگ نے تاریخ سندھ میں اوچ کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ہے ، بخوفِ طوالت درج نہیں کیا جاتا ، صرف مخزن پنجاب سے مضمون سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

"اوچ سیدوں کا بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہ ایک پورا نا شہر دریائے پنجند کے بائیں کنارہ سے بفاصلہ چار میل آباد ہے ، اُس کے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھ درختوں کے مجموعے لگے ہوئے ہیں ، اور علاقہ نہایت سرسبز و سیراب ہے ، تین آبادیاں شہر کی علیحدہ علیحدہ واقعہ ہیں ، اور تین آبادیوں کے گرد الگ الگ شہر پناہ بنے ہوئے ہیں ، آبادی شہر کی گنجان گلیاں تنگ ، بازار کشادہ اور بڑے ہیں ، برتن ہر ایک دھات کے عمدہ وخوبصورت بن کر یہاں سے اور ملکوں میں تحفہ بھیجے جاتے ہیں ، تجارت بھی اگرچہ یہاں ہر ایک قسم کی بہت ہوتی ہے مگر برتنوں کی تجارت بہت ہی وافر ہوتی ہے ، قدامت میں ملتان کی طرح یہ شہر بھی ضرب المثل ہے ، اگرچہ کئی مرتبہ یہ اُجڑا ، اور کئی دفعہ آباد ہوا ، مگر اخیر آبادی اس کی جو شیخ بہاوالدین زکریا ملتانی رح کے وقت ۶۳۲ھ میں ہوئی ، اس سے بعد بھی صدمات اس پر بہت آئے ، مگر ویران نہیں ہوا ، سکھوں کی فوج نے رنجیت سنگھ کے حملے کے وقت اس کو لوٹا ، اور قریب تھا کہ اُجڑ جائے ، مگر جب ریاست بہاولپور انگریزی حکومت کے تحت میں آکر محفوظ ہو گئی ، تو سکھوں کا دستِ غارت پھر اس پر نہ چلا ، یہ آبادیاں اونچے ٹیلے کے اوپر ہیں جو پہلے کھنڈرات سے بنے ہیں"

مولوی محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ بہاولپوری نے تاریخ اوچ میں زمانہ حاضرہ کی اوچ گیلانی کی کل آبادی ایکہزار پانسو بارہ نفوس کی لکھی ہے ، جن میں سے چھیاسٹھ ہندو ہیں ، باقی سب مسلمان ہیں۔

خانقاہ مبارک

خانقاہِ مبارک آپ کے مزار مبارک پر مخدوم سید حامد محمد گنج بخش کلاں سجادہ نشین چہارم رہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ۹۷۵ھ میں روضہ عالی اور گنبدِ بلند تعمیر کیا جس کی تاریخ لفظ "جہدِ شیخ حامد" سے نکلتی ہے، پھر مخدوم سید شمس الدین ثانی سجادہ نشین ہفتم رہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس گنبد کو تنگ ہونے کے باعث گرواکر از سرِ نو ۱۰۶۸ھ میں وسیع محل مسقف تیار کروایا، ابیات مشعرِ تاریخِ عمارت پتھر کی اینٹ پر کندہ کرکے محل شریف کی شمالی دیوار میں باہر کی جانب لگے ہوئے ہیں۔

یا اللہ

اے آمدنت مبارک بادا

حمد ایزد راکہ آخر گشت کار از ابتدا | در زمانِ صاحبِ سجادہ شیخ مقتدا
آنکہ شمس الدین محمد اسم او عالی قدر | کز اشاراتِ مشائخ بانیٔ جائے ہدا
چیست تاریخِ بنا پرسیدم از الہامِ غیب | گفت شاداں۔ خانقاہِ نادر آمد با بہا

پھر مخدوم سید حامد محمد گنج بخش ثالث بانیٔ قلعہ سجادہ نشین سیزدہم نے اپنے عہدِ خلافت میں اس محل شریف کی ترمیم و تزئین کی، اور ۱۱۹۳ھ میں دروازہ عالی از سرِ نو لگوایا چنانچہ دروازہ پر یہ تاریخ تحریر ہے۔

یا اللہ یا محمد

الٰہی بحق بنی فاطمہ | کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
حضرتِ گنج بخش پیر ھُدا | مقتدائے جمیع اہلِ تقا
کرد تعمیر طرفہ خاتقہے | کہ بود نورِ چشمِ صدق و صفا
عطرِ میل رواق او بخشد | اثرِ طولِ بخشمِ ضیا
طاقِ او چوں ہلالِ عید مدام | میکند حلِ عقدۂ دلہا

قرصِ خورشید شمع ایوانش — ذرہ ساں حاضر از یدِ بیضا
ہست مرات والی و منکر — گہ چو قبلہ گہے چو قبلہ نما
در فضائے حریم محترمش — باد منشم ہمیشہ نخلِ دعا
ہر کہ بکشاد دیدہ بر آں در — قال یا لیتہا نعیم لنا
روضۂ اصفیا ۔ خرد گفتا — بہرِ تاریخ ایں خجستہ بنا

کتبہٗ تراب اقدام کلابِ قفا در یہ فقیر محمد سعید مخدوم انہ

یا غوث الاعظمؒ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسول

پھر مخدوم سید شمس الدین سابع سجادہ نشین بشیتم نے اپنے عہدِ خلافت میں باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار ۱۳۲۴ھ میں دوبارہ مرمت کروائی، چنانچہ برآمدہ درگاہ کے دروازے پر یہ کتبہ تحریر ہے

"بعونہٖ تعالیٰ بنائے ایں خانقاہ مبارک در زمانِ مخدوم شیخ حامد محمد گنج بخش صاحب کلان سجادہ نشین چہارم در ۹۵۰ھ ہجری قرار یافت و پس در عہدِ حضرت مخدوم شیخ حامد محمد شمس الدین صاحب سابع سجادہ نشین بشیتم باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کار در ۱۳۲۴ھ مرمت یافت"

زمانہ حاضرہ میں یہی محل شریف فراخ مزین مسقف موجود ہے، نیچے منقش فرش ہے، خاص محل شریف میں ۱ نائی قبریں ہیں، جو دو قبریں بلند چبوترہ پر سنگِ مرمر کے کٹہرہ کے اندر ہیں مغربی مزار مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح کا، اور مشرقی مزار مخدوم سید عبد القادر ثانی رح کا ہے، باقی سب قبریں سجادہ نشینان و اولاد کی پست چبوترہ پر واقع ہیں، اُن کے گرد لکڑی کا کٹہرہ لگا ہوا ہے۔

مولفِ کتاب ہذا فقیر شرافت عافاہ اللہ ۱۳۵۳ھ کے آغاز میں دربار شریف گیلانیہ پر معتکف رہ کر زیارات اور فیوضات سے مشرف ہوتا رہا ہے۔

جامع مسجد گیلانی | دربار شریف کے شمالی جانب عظیم الشان جامع مسجد ہے۔ تین گنبد ہیں، سامنے کی دیوار پر کاشی کا کام بڑا خوبصورتی سے کیا ہوا ہے جو نہایت دیدہ زیب ہے، اس مسجد کی تعمیر مخدوم سید شمس الدین ثانی سجادہ نشین ہفتم نے ۱۰۸۲ھ میں کروائی، اس قطعہ سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔

از عنایاتِ خدا بیچون و چند | شیخ شمس الدین پیر اقبالمند
در جوار خانقاہِ غوثِ حق | کرد تعمیرِ عمارت دل پسند
مسجدِ عالی بہ از خلدِ بریں | صد چو رضوان خدمتش را دست بند
خوش نمائے بے ستونِ قبہ دار | قبہ ہائے چرخ پیشش او نژند
سالِ تاریخ خرد سنجیدہ گفت | وہ چہ مسجد رشکِ فردوسِ بلند

بعد ازاں مخدوم سید شمس الدین سابع رح سجادہ نشین ہشتم نے ۱۳۲۴ھ میں باہتمام منشی شاہ محمد خاں مختار کارمرمت کروائی۔

مسجد شریف کے تین دروازے ہیں، صحن وسیع ہے، صحن کے جنوبی طرف محل تہ ریف حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رح ہے، جس کا دروازہ خاص مسجد میں ہے، اور صحن کے شمالی حصہ میں حوض ہے، پانچوں وقت نماز باجماعت ہوتی ہے، جمعہ کے دن خلقت کا بہت ہجوم ہوتا ہے، حضرت مخدوم صاحب سجادہ نشین دام برکاتہٗ اندرون محلات سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ نماز جمعہ کے واسطے مسجد میں تشریف لاتے ہیں، اس وقت مسجد گیلانیہ کے خطیب مولوی حکیم محمد قطب الدین صاحب آکہ آبادی فاضل دیوبند ہیں سلمہ اللہ۔

دارالعلوم قادریہ | یہ دارالعلوم شروع سے ہی مخادیم گیلانیہ رح کے اہتمام سے جاری ہے، جامع مسجد گیلانی سے شرقی جانب، اور درگاہ شریف غوثیہ سے شمالی

جانب دروازہ کے سامنے ہے، وسیع اور بلند گنبد ہے، اس کے دو دروازے ہیں، ایک جنوب کو جو درگاہِ غوثیہ کو سامنا ہے، دوسرا مشرق کو جو بازار میں ہے اس دروازہ پر یہ تاریخ تحریر ہے "ربّ العٰلمین فیاض" اور یہ بھی ہے، "استقلال دارالعلوم قادریہ"

اکثر طلبہ اس مدرسہ میں پڑھتے ہیں، جن ایام میں فقیر شرافت عافاہ اللہ درگاہِ غوثیہ میں معتکف رہا، اُن دنوں مندرجہ ذیل طالب علم پڑھتے تھے، مولوی عبدالغنی خوانندہ شرح عبدالغفور، مولوی محمد ظریف خوانندہ مشکوٰۃ شریف، مولوی رحیم بخش خوانندہ کتب حدیث، میاں فیض بخش، سید غلام محی الدین وغیرہم۔

خدامِ درگاہ | زمانہ حاضرہ میں درگاہِ غوثیہ کے سجادہ نشین حضرت مخدوم سید حامد محمد شمس الدین تابن گیلانی ہیں، اور مدار المہام وزارت پناہ سید غلام زین العابدین شاہ ہیں، سب کاروبارِ جاگیرات وانتظام خانگی و درگاہ شریف انہیں کے اہتمام سے ہو رہا ہے، اور خلفائے مقربین میں سے خلیفہ دائم خاں، اور خلیفہ واحد بخش، اور خلیفہ احمد بخش قابل شخص ہیں، اور منشیان میں سے منشی حسن بخش، اور منشی بقا محمد ہیں، مخدوم صاحب کے اتالیق مولوی غلام رسول صاحب بہاولپوری ہیں، جامع گیلانی کے امام اور مدرسہ قادریہ کے مدرس مولوی محمد قطب الدین آلہ آبادی ہیں، درگاہِ غوثیہ کے مجاوران خلیفہ قادر بخش، اور خلیفہ اللہ بچایا خاں ہیں، اور جاروب کش کا نام میاں حاجی، اور لانگری کا نام میاں پیارا ہے۔

لنگر شریف | لنگر ہر ایک مسافر شب باش کو دو وقت ملتا ہے، رات کو شکر چاول اور دن کو دال روٹی، اور ہفتہ کے بعد ایک دن گوشت بھی ملتا ہے۔

عُرس مبارک | جو عُرس قمری تاریخ کو ہوتا ہے، وہ ساتویں محرم کو ہر سال ہوتا ہے اور جو میـ

اور جو میلہ شمسی تاریخ کو ہوتا ہے، وہ ہر سال ماہِ چیت کے اندر چار ہوں جمعہ کے دن ہوتا ہے۔ خصوصاً آخری جمعہ کو بہت ہجوم ہوتا ہے، میلہ کے دنوں میں گوشت روٹی کا لنگر ملتا ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰی صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

چو حضرت شاہ محمد غوث او چی رفت در جنت　　بقربِ غوثِ اعظم یافت منزل خوب سلطانی
چو نوشاہی زہاتف جست تاریخ وی گفتا　　بگو۔ محبوبِ سبحانی و گیلانی ولی ثانی ۹۲۳

منہ

چوں ز دنیا شاہ محمد غوث رفت　　در جناں فائز بشد پیرِ منیر
انتقالِ پیر نوشاہی چو جست　　گفت ہاتف۔ پیرِ زاہد دستگیر ۹۲۳

منہ

جنابِ شاہ محمد غوث حسنی　　ز دنیا رفت در جنت بہ ابرار
منور گشت نوشاہی از وخلد　　سرودیم گفت رحلت۔ قطبِ اخیار ۹۲۳

منہ

چوں رفت پیر ازما اعلیٰ بیافت جنت　　تاریخِ رحلتِ او گفتم۔ شہِ حقیقت ۹۲۳

منہ

بجنات چوں رفت شاہ بے ملال　　ز۔ مخدوم عالم محمد۔ وصال ۹۲۳

منہ

رحلتِ شاہِ ولی ہادری
ہادیٔ زتاہ دشاعر قادری ۹۲۳

منہ

بے سرِ اندیشہ نوشاہی بگفت شیخ اُچی گوہر تاریخ سفت

دیگر

از اسماء الحسنٰی

قابض ودود ۔ قابض ہادی ۔ قابض بدوح

خبیر اعلٰی ۔ خبیر عالی ۔ خبیر کافی

خیر باقی ۔ اخر معبود ۔ متکبر اکرم

ستار اکرام ۔ منتقم صابر ۔ مستعان بصیر

باعث نصیر ۔ رشید تواب

فصلِ بست سوم

حالاتِ حضرت مخدوم سید مبارک حقانی گیلانی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ سلطان المقبولین ، رئیس السالکین ، امام المتقین ، سراج المتعبدین ، شاہبازِ ملکِ ولایت ، آفتابِ فلکِ ہدایت ، مخزن العلوم والانوار مصدر الفیوض والاسرار ، غوثیت مآب ، قطبیت انتساب ، سید القوم صاحب ترک و تجرید تھے ، حضرت مخدوم سید محمد غوث گیلانی رہ کے فرزندِ ثالث اور مرید و خلیفہ اکبر تھے ۔

نام و لقب آپ کا اسم گرامی مبارک ، لقب حقانی ؒ سید السادات تھا سہ

تربیت و تعلیم آپ کی ولادت باسعادت اوچ شریف میں ہوئی ، جب سن تمیز کو پہنچے تو اپنے والدِ بزرگوار رہ سے ہی تعلیم شروع کی ، تھوڑے ہی عرصہ میں علوم متداولہ حاصل کئے ، اور معقول و منقول میں کمال دسترس پیدا کی ۔

بیعت و خلافت آپ نے بیعتِ طریقت اپنے والد اکرم حضرت شیخ المشائخ مخدوم سید ابو عبداللہ محمد غوث گیلانی حلبی اوچی رہ کے ہاتھ مبارک پر کی ، اور خرقہ خلافت وارشاد حاصل کیا ۔

بیعتِ روحی آپ کو روحی بیعت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید ابو الحسن علی بن سید مسعود گیلانی رح اور سید محمود بو دلہ خلیفہ سید علی گیلانی رہ سے تھی ؎

حالتِ جذب اپنے والدِ بزرگوار رہ کی توجہ سے آپ کے مزاج حق امتزاج پر سکر و جذبہ غالب ہوگیا ، اس لئے اکثر استغراقی حالت میں رہتے تھے سہ

تجرید آپ اسی حالتِ سکریہ کے غلبہ سے اوچ شریف سے نکلے ، اور بعالم تجرید لکھی جنگل

میں جا بیٹھے، کئی برسوں تک آدم زاد کی صحبت سے اجتناب رکھا، اور گوشۂ تنہائی میں یادِ الٰہی کرتے رہے ۔[1]

سیر و سیاحت | پھر آپ وہاں سے سیر و سیاحت فرماتے ہوئے خوشاب کے قریب ایسے جنگل میں پہنچے، جس کے نواح میں "بارہ بارہ" کوس تک آبادی کا نشان نہ تھا، مجردانہ وہاں ڈیرا ڈال دیا ۔[2]

ریاضت و مجاہدہ | آپ نے ریاضت و مجاہدہ کو اس حد تک پہنچایا تھا، کہ کبھی ہفتہ اور کبھی مہینہ کو روزہ افطار فرمایا کرتے، درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ آپ کی غذا ہوتی تھی ۔[3]

حرارتِ عشق | گرمیٔ شوق آپ کے وجود میں اس قدر تھی کہ جب نسبتِ جذبہ آپ پر غالب ہوتی، تو آپ کے جسمِ مبارک پر جو کپڑے ہوتے وہ جل جاتے، اس لئے اکثر لباسِ عُریانی ہی زیبِ تن ہوتا تھا ۔[4]

پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید   بے عیباں را لباسِ عُریانی داد

افاقہ کی حالت میں درختوں کے پتوں سے بقدرِ ضرورت سترِ عورت کر لیا کرتے تھے ۔[5]

کرامات

قضائے حوائج | آپ کی طبیعت میں جلال غالب تھا، کسی شخص کو خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی، اور اگر کوئی آدمی چاہتا کہ آپ کے پاس جا و… تو آپ اُس کو خواب میں اپنا جمالِ کمال دکھلاتے، اور اس کی حاجت پوری فرما…

تصرف فی الاجسام | جب کبھی آپ کو وجد ہوتا تو اس حالت میں جو لباس آپ… جسمِ اطہر پر ہوتا وہ خوشبودار ہو جاتا تھا، نیز آپ کے جوش ہوا اور تصرف تو یہ… گرد نو…

[1] خزینۃ الاصفیا ۱۲، [2] رسالہ [illegible] ۱۲، [3] ایضاً، ثواقب المناقب ۱۲، [4] ثواقب المناقب ۱۲، [5] رسالہ [illegible] ۱۲، مترجم۔

گرد و نواح کے جنگلی جانوروں کے چمڑے بھی خوشبودار ہوجاتے ؎

توجہ جلالی جب آپ کی خبر موہبت اثر دُور دُور تک پھیل گئی تو شیخ معروف چشتی رہ خوشاب سے چل کر آپ کی زیارت کو جنگل میں آئے، سامنے آتے ہی حضور کی توجہ سے ان کی حالت دگرگوں ہوگئی، اور اسی وقت قدموں میں گر پڑے تین روز کے بعد ہوش آئی تو بیعت ہوئے، آپ نے اُن کو سامنے بٹھا کر جلالی نظر سے دیکھا تو اُن کے بند بند ایکدوسرے سے جدا ہوگئے، دیر کے بعد جمالی اثر ڈالا تو اصلی حالت پر آئے، پھر آپ نے فرمایا اے فرزند! درویش کو شاہ کہلانا اُس وقت لازم ہے جب اس مرتبہ پر پہنچ جاوے، آگے تم شیخ معروف تھے، اب ہم نے تم کو شاہ معروف کر دیا ہے ؎

کلمات طیبات

نصائح- پھر آپ نے شاہ معروف رہ کو وصیتیں فرمائیں کہ اے فرزند! جہاں رہو خدا کی یاد میں رہو، اور تبلیغ اسلام میں کوشش کرو، اور جن لوگوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں، اُن کی صفائی باطن کر کے واصل باللہ کرو، فقراء کی محبت سے اپنے سینے کو روشن کرو، توکل و قناعت سے ہمیشہ خوش رہو تم سے بہت خلقت کو فیض حاصل ہوگا، اور فلاں پہاڑ کی غار میں ایک ضعیفہ یادِ الٰہی میں ایسی مستغرق ہے کہ اُس کو دنیا و اہل دنیا کی کوئی خبر نہیں رہی، اُس کو جا کر غار سے نکالو، اور پھر بار بار گوندلاں کی طرف سیر فرما کر مخلوق کو روحانی فیض سے سیراب کر دو ؎

پیشینگوئی- نیز آپ نے بشارت دی کہ تم سے ایک خانوادہ جدید پیدا ہوگا جسکو

؎ تذکرۃ الانساب ۱۲ ؎ ؎ رسالہ احوال ۱۲ [illegible]

لوگ خاندان نوشاہی کہیں گے۔

آپ نے یہ مواعظ و نصایح فرما کر شاہ معروف رح کو رخصت کیا، اور خود لاہور پہنچ کر وہاں سکونت اختیار کی، اور مدت العمر وہیں رہے۔

اولادِ کرام

آپ کے چار بیٹے تھے۔ (۱) سید میر میراں رح (۲) سید بقا محمد رح (۳) سید کرم علی رح (۴) سید بدر الدین رح۔

سلسلۂ سجادگی | آپ کے سجادہ نشین حضرت سید میر میراںؒ آپکے فرزند اکبر ہوئے ہیں ان کے القاب مصلح الدین، ایوب صابر، ناصر حسن بھی ہیں، لاہور میں سکونت رکھتے تھے، صاحبِ علم و حلم و شرافت و نجابت و عطا و سخاوت تھے، خوارق و ولایت موروثی رکھتے تھے، ۹۸۶ھ میں وفات پائی، گورستان میانی میں مدفون ہوئے۔ ان کے چھ بیٹے تھے، سید نظام الدین رح، سید عبد الرحمٰن رح، سید علاء الدین رح، سید رحمت اللہ رح، سید حسن رح، سید ابو سعید رح۔

ان کی اولاد میں سے حضرت سید جان امام المعروف پیر جانی شاہ ثانی لاہوری (متوفی شنبہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ) صاحبِ ولایت گذرے ہیں، فقیر شرافت عفی اللہ خواب میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہے، ابن سید نظام الدین ثانی المعروف پیر بودیا نوالہ رح (متوفی جمعہ ۱۲ رجب ۱۳۱۱ھ) بن سید احمد شاہ رابع بن سید قائم شاہ بن سید جانی شاہ اول بن سید احمد شاہ ثالث بن سید عبد الرسول بن سید احمد ثانی المعروف پیر بالو شاہ بن سید عبد الواحد بن سید نظام الدین بن سید مصلح الدین میر میراں گیلانی لاہوری رحمہم اللہ۔

زمانہ حاضر

سے خزینۃ الاصفیا۔ سے خاندانِ نوشاہیہ۔ تاریخ الاولیاء۔ سے خزینۃ الاصفیا۔ سے تاریخ اولیائے لاہور۔ سے تذکرہ مولفہ مرزا ...

زمانہ حاضرہ میں حضرت سید اصغر علی شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین ہیں، لاہور محلہ پیر گیلانیاں میں سکونت رکھتے ہیں۔ متیمن بابرکت بزرگ ہیں، فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی ان کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

انہوں نے لاہور گورستان میانی میں اپنے ماموں سید جانی شاہ ثانی رہ اور اپنے جدّ مادری سید نظام الدین بودیانوالہ رہ کے مزارات پر عالی شان گنبد تعمیر کروایا ہے، جس پر یہ شعر تحریر ہے۔

۵

شد بنا ایں روضہ در عہد جناب محترم   پیر سید حضرت اصغر علی شاہ ذی الکرم

نیز اُس کے متصل ہی ایک وسیع مسجد بھی تیار کروائی، جس کی تاریخ مولوی شمس الدین شایق لاہوری نے یہ لکھی ہے، دروازہ مسجد پر کندہ ہے۔

یادگار پیر سید حضرت جانِ امام   عُرف حضرت پیر جانی شاہ امام خاص و عام
ابن حضرت پیر سید شاہ نظام الدین ولی   عُرف گیلانی شہنشہ بودیانوالہ سخی
بانیِ ایں یادگار ست جانشینِ آں کبار   پیر سید حضرت اصغر علی شاہ ذی وقار
گفت تاریخ بنایش حق بہ شایق زآسماں   مسجد پیرانِ گیلانی بہشتِ قوم۔ داں

خلفائے عظام

(۴) حضرات صاحبزادگان والا تبار رہ

آپ کے چاروں بیٹے آپ کے ہی خلیفہ تھے۔

(۵) حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی رہ ان کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ

(۶) حضرت شاہ عبداللہ رہ۔ ان کا سلسلہ فقر جاری ہے۔

(۷) حضرت بی بی جیونی صاحبہ رہ

عارفِ کاملات سے تھیں، پیر روشن ضمیر کے حکم سے بہت عرصہ غار میں گوشہ نشین رہیں پھر حضرت شاہ معروف صاحب رح ان کو چلہ سے نکالا۔ بی بی صاحبہ رح ہر دم استغراق اور محویت میں رہتی تھیں، کسی کو سامنے ہونے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی، اگر کسی نے کوئی عرض کرنی ہوتی تو پشت کے پیچھے جرس بجاتا، اُس کی آواز سُن کر بی بی صاحبہ رح سر اٹھاتیں، اور جو کچھ منہ سے فرماتیں وہی ہو جاتا، سید شاہ محمد شیرازی شاہپوری رح کو انہوں نے منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا، خوارق و کرامات بے انتہا ان سے ظاہر ہوتے تھے۔

تاریخِ وفات حضرت مخدوم سید مبارک حقانی گیلانی رح کی وفات ۹۵۶ھ بجمعہ ۹ شوال نو سو چھپن ہجری مطابق ۱۵۴۹ء ۱۴ اکتوبر ایک ہزار پانسو انچاس عیسوی میں بعہدِ سلطنت سلطان نصیرالدین محمد ہمایون بن بابر بادشاہ بمقام لاہور ہوئی۔

مدفنِ پاک آپ کی نعش مبارک لاہور سے اوچ شریف گیلانی میں لے جا کر اپنے والد بزرگوار کے جوار میں مقبرہ قادریہ کے اندر دفن کی گئی۔عہ

نقشہ قبور مقبرہ قادریہ کے اندر بلند چبوترہ پر دو قبریں ہیں، مغربی حضرت سید محمد غوث گیلانی رح کی، اور مشرقی سید عبدالقادر ثانی رح کی، اور اس کے متصل پست چبوترہ پر بلا تفاوت مشرقی قبر سید عبداللہ ربانی رح کی، اور ان سے مشرقی سید محمد غوث ثانی کی، اور اُن سے مشرقی سید مبارک حقانی رح کی ہے، یعنی چاروں بزرگوں کی اکٹھی قبریں ہیں، فقیر شرافت عافاہ اللہ زیارت مزارات بزرگانِ گیلانیہ واقعہ اوچ شریف سے مشرف ہو چکا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

قطعہ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

بجنت رفت چوں سید مبارک   بالطافِ خدا و رحمت شاہی

بگفتا پیر نوشاہی   ۹۶۶

عہ رسالہ احمد بیگ ۱۲ عہ سہ خزینۃ الاصفیا ۱۲ شرافت۔

بگفتا پیر نوشاہی وصالش | حبیبِ عاشق و شایق الٰہی ۹۵۶

منہ

شاہ مبارک چو رفت در فردوس | مسندِ اولیا گرفت آں شہ
چوں بپرسی ز وصل نوشاہی | ہست سلطانِ ذوق و افضل مہ ۹۵۶ ۹۵۶

منہ

شاہ مبارک چو رفت در جنّات | گشت بر پیر فضل و رحم جلی
رحلتِ پیر جست نوشاہی | گُلِ خوش آمد از ندائے خفی ۹۵۶

منہ

ز ما رفت سید مبارک حقانی | وصالش ہست معصوم و مخدوم اُچی ۹۵۶

منہ

در بہشتِ پاک شد احسن جمیل و خوبرو | شاہ مبارک قادری محبوب اچی سالِ او ۹۵۶

منہ

بجنت گشت چوں داخل بزرگ و قبلہ معصومی | وصالِ شاہ مبارک پیر خوانی نور مخدومی ۹۵۶

منہ

پئے از وصالِ زاہد و پیرِ جہاں | تارکِ دنیا مجرد پاک خواں ۹۵۶

منہ

ذاکرِ نامِ حق چو گشت خفی | رحلتِ پیر ہست شیخ ولی ۹۵۶

منہ

رفت در فردوس چوں روشن ضمیر
سالِ حبیبِ ایزدی مخدوم پیر ۹۵۶

منه

بجنت رفت پیرے دستگیرے ۔ وفاتِ شیخ گفتم دلپذیرے
٩٥٦

منه

بجنت رفت چوں پیرِ مہذب ۔ وصالِ پیر خواں مجذوبِ یارب
٩٥٦

منه

چو پیرم کرد در جنات شاہی ۔ وصالِ پاک خواں فضلِ الٰہی
٩٥٦

منه

ز دنیا بعقبے چو رفت آں منیر ۔ وصالش بخواں پیرِ کُل دستگیر
٩٥٦

دیگر

از اسمار الحسنٰے

مؤخر علی ۔ مالک الملک مقتدر ۔ مستقیم قہار
٩٥٦ ٩٥٦ ٩٥٦

مستقیم قاھر
٩٥٦

از آیت شریف

۔ ان اللہ اصطفٰہ علیکم وزادہٗ بسطۃً ۔
٩٥٦

فصل بست چہارم

فصل بست چہارم

حالاتِ حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ | آپ غوث الدنیا والدین، قطب الاسلام والمسلمین، قاسم انوارِ ربانی، مورِدِ الطافِ یزدانی، سید العرفا، رئیس النجبا، شاہبازِ اوجِ چشتیہ، آفتابِ چرخِ قادریہ، سلطان العارفین، امام الواصلین، صاحبِ ترک و تجرید و عشق و محبت و وجد و سماع تھے، حضرت مخدوم سید مبارک حقانی گیلانی رح کے اجلّہ خلفا سے تھے۔

نام و نسب | آپ کا نام نامی محمد معروف، لقب مخدوم، مجمع البحرین، خطاب شاہ صاحب، مشہور نام شاہ معروف تھا۔[۱]

آپ فاروقی چشتی النسل تھے والد بزرگوار کا نام شیخ آدم تھا۔ ابن شیخ موسیٰ بن شیخ مودود بن شیخ بدرالدین سلیمان بن شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رح بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین علی بن شیخ احمد المشہور بہ فرخ شاہ بادشاہ کابل بن شیخ نصیرالدین بن شیخ محمود المشہور بہ رلیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ واعظ الاصغر بن عبداللہ واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن قطب العالم سلطان ابراہیم بادشاہِ بلخ بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن حضرت عبداللہ بن امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم۔[۲]

ولادت و تربیت | آپ کی ولادت باسعادت بستی چشتیاں نواحِ پاک پٹن میں ہوئی، اپنے والد بزرگوار رح کے آغوش میں تربیت پائی، اور علوم ظاہری و باطنی سے

[illegible]

کافی بہرہ حاصل کیا، اور طریق چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار رح سے ہی خلافت پائی مقاماتِ سلوک کو ابتدا سے انتہا تک طے کیا، بعد عطائے خلافت بہت عرصہ تک ترویج سلسلہ چشتیہ کرتے رہے، پھر وہاں سے باجازتِ روحانیت حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رح خوشاب شریف کے جنگل میں موضع بولا کے قریب وارد ہوئے، اور اس علاقہ میں سالکوں کی دستگیری کرتے رہے، چندے جنگل میں قیام فرما کر پھر خوشاب میں سکونت پذیر ہوئے ؎

واقعہ بیعت | اتفاقاً ۱۰۶۹ھ میں حضرت شیخ المشائخ مخدوم سید مبارک حقانی گیلانی اوچی رح سیر و سیاحت فرماتے ہوئے خوشاب شریف کے جنگل میں وارد ہوئے اُن کا آوازہ کرامت دور دور تک پھیل گیا۔ آپ بھی اُن کا شہرہ سُن کر زیارت کو گئے۔ آگے وہ مراقبہ میں بیٹھے تھے، نورِ باطن سے آگاہ ہو کر سر اُٹھایا، اور فرمایا اے معروف! شیر کے پنجہ میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہیئے، بہتر ہے کہ اس ہوش ربا جنگل سے چلے جاؤ، آپ چونکہ عاشق صادق تھے عرض کیا۔

ے

ہرچہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم
گر بود بیگانہ با ما شرط طوفاں آشناست

اُنہوں نے آپ کا رسوخِ عقیدت معلوم کر کے نظر اٹھا کر دیکھا، آپ اُسی وقت بیہوش ہو کر گر پڑے، تین روز تک اسی حالت میں زمین پر پڑے رہے، جب افاقہ ہوا تو حضرت مخدوم صاحب رح کی بیعت ہو گئے، اور نسبت قادریہ حاصل کی ؎

خلافت و اجازت | آپ چند روز ہی اپنے شیخ کی خدمت میں رہے، لیکن اس قلیل عرصہ میں وہ وہ حقائق و معارف پائے جو سالکوں کو کئی سال کی ریاضت سے بھی بمشکل حاصل ہو سکتے ہیں۔

ے رسالہ احوالیہ ۱۲ ے مناقب نوشاہیہ ۱۲ ے خزینۃ الاصفیا ۱۲ شرافت

سے انجا ک

۵ آنجا کہ زاہدان بہزار اربعینؔ رسند — مست شراب عشق بیک آہ میرسد

روز بروز آپ کا کمال و عروج بڑھتا گیا، آخر حضرت مخدوم صاحب رحمہ نے آپ کو خلعتِ خلافت و اجازتِ طریقۂ قادریہ سے مشرف فرمایا، اور رہدایت خلق اللہ کے واسطے سیر و سیاحت کا حکم فرمایا، اور چند نصیحتیں بھی فرمائیں، جن کا بیان پیش ازیں اُن کے ذکر میں ہوچکا ہے ۶؎

عطائے خطاب شاہی | جس وقت آپ وداع ہونے لگے تو حضرت مخدوم صاحبؒ نے آپ پر نگاہِ جلالیت ڈالی، تو اُس وقت آپ کا بند بند ایکدوسرے سے جدا ہو گیا پھر جب آپ اصلی حالت پر مجسم ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا اے فرزند! آگے تم شیخ معروف تھے، آج ہم نے تم کو شاہ معروف کر دیا ہے، اور فقیر کو اس وقت شاہ کہلانا جائز ہے، جب اِس مرتبہ پر پہنچے، اُسی دن سے ہر کہ ومہ آپ کو شاہ صاحب کہنے لگے ۷؎

بی بی صاحبہ معتکفہ کو مستفیض کرنا | بوقتِ رخصت آپ کو حضرت مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ فلاں غار ۸؎ میں ایک عورت چلہ کش ہے، اُس کو جا کر چلہ سے نکالو، آپ اُس غار مسکن الابرار کی طرف تشریف لے گئے، اور اُس کے دروازہ سے خس و خاشاک اپنے ہاتھ سے ہٹائے، دیکھا کہ بی بی صاحبہ رح مراقبہ میں بیٹھی ہیں، دنیا و اہل دنیا کی کچھ خبر نہیں، جب آپ کی آواز اُن کے کان میں پہنچی تو سر اٹھا کر دیکھا آپ نے بحفاظت تمام اُن کو غار سے نکالا، اور دو تین قطرے دودھ کے ان کے حلق میں ڈالے، اور روئی میں لپیٹا، چند لمحہ کے بعد بی بی صاحبہ رح کے وجود میں وجد و حال پیدا ہوا، ضعف و ناتوانی جاتی رہی، چونکہ ان کو از سر نو قوائے جسمانی نے عود کیا، آپ نے اُن کا نام بی بی جیونی یا بی بی جیوندی رکھا، اور ایک ہی

۶؎ ۷؎ رسالہ احمد بیگ ۱۲ ۸؎ وہ غار موضع نلی ناڑی کے قریب تھی ۱۲ شرافت

نظر سے بمقامِ علیا فائز کردیا ہے

سیر و سیاحت آپ نے حسب الارشاد پیر روشن ضمیر کے بار گوندلاں کا اکثر سیر فرمایا، اور آپ کی وضع یہ تھی کہ آبادی میں کم جاتے، اور جنگل میں رہنے کو پسند فرماتے تھے، بر لغت تجرید سیاحت فرماتے، کسی کو ساتھ نہ رکھتے ہے

عادات و خصائل آپ یادِ الٰہی میں ہر دم مستغرق رہتے، جس طرف تشریف لے جاتے، آپ کا عام شہرہ ہو جاتا، اور خلقت کا ہجوم آپ کے گرد جمع ہو جاتا، آپ ہر چند سترِ احوال میں کوشش کرتے مگر آفتاب کا چھپنا محال ہے، ندائے غیبی سے لوگوں کو اطلاع ہو جاتی، بیشمار لوگ آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے، اگر بیمار پر نظر کرتے تو شفا پا جاتا، اگر گدا پر نظر کرتے تو وہ بادشاہ ہو جاتا ہے

سماع و وجد آپ ابتدائی زمانہ میں بسبب توجہ پیران چشت اہلِ بہشت کے سماع سنتے اور وجد کرتے تھے، پھر قادری سلسلہ میں داخل ہو کر بھی سماع کو ترک نہ کیا ہے

ف اسی لئے آج تک خاندان قادریہ نوشاہیہ میں سماع و سرود مروج ہے ورنہ دوسرے قادریہ فقیر اس سے مجتنب رہتے ہیں۔

ایثار ایک رات چور آپ کے مکان میں گھس آیا، اور کچھ اسباب گٹھڑی باندھ کر لے جانے لگا تو اندھا ہو گیا، ہاتف سے ندا آئی کہ اسباب رکھ دے اور چلا جا، اُس نے گٹھڑی رکھدی اور بینا ہو کر چلا گیا، دوسری رات کو حضور نے وہی گٹھڑی اٹھائی اور اس چور کے پاس لے گئے، معذرت کی اور فرمایا کہ کل ساری رات تم نے محنت کی، اور خالی ہاتھ آیا، یہ تمہاری اجرت ہے، ہم نے تجھ کو بخش دی، آپ کی بخشش اور خُلق کو دیکھ کر وہ تائب ہوا، اور مرید ہو کر کامل کو پہنچا۔

لہ تہ سہ عہ رسالہ ... صحیفہ ۲۱ ... سلسلہ ۱۷ شرافت

کرامات

کرامات

آپ سے اکثر خوارق وکرامات ظہور میں آئے۔ ازانجملہ۔

تصرّف فی القلوب | آپ ایک دن مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، ایک ہندو لڑکا جو آپ سے محبت رکھتا تھا۔ وہاں آگیا، اور سطورِ قرآن پر انگلی لگا کر کہنے لگا کہ یہ فلاں حرف ہے، اور یہ فلاں حرف ہے، آپ نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ اے فرزند! تم تو حافظ معلوم ہوتے ہو، آپ کے فرمانے سے وہ اسی وقت کلام اللہ شریف کا حافظ ہو گیا، اور مسلمان ہو کر آپ کا مرید ہوا۔

نجاتِ سفینہ | ایک مرتبہ آپ دریائے جہلم میں کشتی پر سوار تھے، اتفاقًا ہوائے مخالف سے کشتی ڈگمگانے لگی، غرق ہونے کے قریب تھی کہ اہلِ کشتی رونے لگے، اور آپ کے آگے ملتجی ہوئے کہ کشتی پار لگ جائے، آپ نے فرمایا "رضائے مولےٰ از ہمہ اولےٰ" جب یہ الفاظ فرمائے تو ہوا ٹھہر گئی، اور کشتی بخیریت پار لگی۔

اعانتِ مرید | منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید معمار کسی رئیس کا محل تعمیر کر رہا تھا، دفعۃً بلندی سے اس کا پاؤں پھسل گیا، اور نیچے گر پڑا۔ فورًا اس نے کہا المدد یاشاہ معروف، آپ اسی وقت وہاں پہنچ گئے۔ اور فرمایا کوئی فکر نہ کر تو بچ گیا ہے، یہ کہہ کر غائب ہو گئے، اور اُس کو کچھ چوٹ نہ آئی۔

ظہورِ چشمہ | ایک مرتبہ آپ سفر کرتے ہوئے کسی گاؤں سے گذرے، وہاں چند آدمی کنواں کھود رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا، شاہ صاحب! ہم کنواں بہت گہرا کھود کر معمول سے بھی زیادہ نیچے لے گئے ہیں، لیکن پانی نہیں آتا، آپ نے فرمایا کہ پانی تو اوپر رہ گیا ہے، اور تم پانی کی حد سے نیچے چلے گئے ہو، چنانچہ

آدھا کنواں مٹی سے بھروا دیا، اور اس پر عمارت شروع کروا دی، اسی وقت کنواں پانی سے لبالب ہو گیا۔

سبحہ کا تعظیم کرنا | منقول ہے کہ ایک دن آپ طہارت خانہ میں غسل فرمانے لگے، اور اپنی سبحہ (تسبیح) وہیں کلی (میخ) پر لٹکا دی، جب غسل کر کے دیکھا تو صرف دھاگا لٹکا ہوا تھا، آپ نے متعجب ہو کر کہا، تسبیح کے دانے کہاں گئے؟ دانوں نے بآواز بلند پوکارا، شاہ صاحبؒ ہم آپ کے شرم سے دھاگا میں غائب ہو گئے ہیں، چنانچہ پھر دانے ظاہر ہو گئے، اور تسبیح بدستور ثابت ہو گئی۔

قضائے معلق کا تبدیل کرنا | منقول ہے کہ موضع بھلا کریالہ کا ایک برہمن پنڈت دُنی چند نام معہ اپنی اہلیہ مسمات نِدھاں کے حضور کی خدمت میں آیا، اور اولاد کے لئے التجا کی، آپ نے مراقبہ میں لوح محفوظ کا مطالعہ کیا، اور فرمایا کہ تمہاری قسمت میں کوئی لڑکا لکھا ہوا نظر نہیں آتا، انہوں نے نہایت تضرع و عاجزی سے عرض کیا یا شاہ! اگر قسمت میں لکھا ہوتا تو آپ کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی، آپ کو اُن کے حالِ زار پر رحم آگیا، اور بجمال شانِ محبوبی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا فرمائی، اور دو لڑکوں کی منظوری کروا کے اُس پنڈت کو بشارت دی، چنانچہ اس کے گھر دو لڑکے پیدا ہوئے۔

واقعہ عجیبہ | ایک دفعہ آپ سفر میں تھے، راستہ میں ڈاکو ملے، انہوں نے دولت کے شبہ سے آپ کو قتل کر کے دریائے جہلم میں ڈبو دیا، جب وہ آگے گذرے تو دیکھا کہ آپ زندہ و سلامت دوسرے کنارہ پر کھڑے ہیں، چنانچہ وہ سب سرنگوں ہوئے۔

آگ کا سرد ہو جانا | ایک مرتبہ بحالت جذب جلتی آگ میں بیٹھ گئے، اور تلاوت قرآن مجید

قرآن مجید کرنے لگے، آگ نے کچھ گزند آپ کو نہ پہنچایا۔

تسخیر حیوانات | منقول ہے کہ وحوش و طیور اور چہار پائے، درندے اور جنگلی جانور سب آپ کے مطیع و مسخر تھے۔[۲]

پیشینگوئی | منقول ہے کہ جس وقت آپ نے حضرت سخی بادشاہ رح کو بیعت کیا تو ان کو خلافت و اجازت دینے کے وقت فرمایا اپنے دائیں طرف دیکھو، جب دیکھا تو ایک نوجوان بلند قامت حسین و جمیل نورانی وجود نظر آیا، حضور نے فرمایا کہ یہ سب امانت اسی شخص کی ہے، اس کا نام حاجی محمد نوشہ گنج بخش رح ہوگا، اور تم سے فیضیاب ہوگا۔[۳]

خلفائے عظام

آپ کی صُلبی اولاد نہیں ہوئی، روحانی اولاد یعنی خلفائے کرام بہت تھے۔ از انجملہ:

(۱) حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) حضرت شیخ عبداللہ المعروف میاں منگو قریشی بھلوالی رح

یہ بزرگ نہایت عابد پاک طینت درویش مرد تھے، سخاوت و شجاعت میں مثیل تھے مسافروں کی خدمت کیا کرتے، اپنے شیخ کے نہایت مطیع فرمان تھے،[۴] ان کی قبر بھلوال شریف گورستان سلیمانیہ میں ہے، فقیر شرافت عافاہ اللہ زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔

ان کے چار بیٹے تھے (۱) حضرت شیخ سلیمان رح (۲) شیخ محمد عابد رح، ان کے دو بیٹے شیخ موسےٰ اور شیخ حسین رح نام تھے، (۳) شیخ سلطان رح (۴) شیخ محمد یار رح

(۴) حضرت سید عبداللطیف رح۔ ان کے سلسلہ فقر میں مولوی حاجی حافظ حکیم سید عبدالحق شاہ محدث ہمدانی قصور میں اسوقت بعمر چوراسی سال موجود ہیں۔

(۴) حضرت سید شاہ محمد شیرازی شاہپوری رح

المعروف شاہ محمد روڑا خلف الصدق سید شمس الدین بن سید شیر علی ترکمانی بن
سید بہاؤ الدین بن سید علاؤ الدین بن سید رکن الدین بن سید امیر امجد بن سید
امام الدین بن سید جلال الدین بن سید منصور بن سید نظام الدین بن سید خلیل اللہ
بن سید حبیب اللہ بن سید خلیل اللہ بن سید شمس الدین بن سید عبد اللہ بن سید
نور الدین بن سید کمال الدین بن سید اسد اللہ بن سید خسرو بن سید حارث بن
سید ابراہیم بن سید ابو طاہر بن سید حسین بن سید علی الحارضی بن سید محمد مامون
دیباج بن حضرت امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہم ۔

ان کے آبا و اجداد شیراز سے ملک پنجاب میں آئے ، اور قصبہ شاہ پور آباد کیا، ان کے
والد بزرگوار رح کا روضہ بھی شاہ پور میں شرقی جانب ہے ، بڑے غیور صاحب جذبہ
بزرگ تھے ، جو کوئی صاحب باطن فقیر اس علاقہ میں آتا ، اس کا فیض سلب کر لیتے
ہزاروں کی تعداد میں ان کے پاس ملنگ رہا کرتے تھے ، نذرانہ ان کا گائے اور
بکری ہوا کرتی تھی ، یہ حضرت بی بی جیونی صاحبہ رح کے منہ بولے بیٹے تھے[۲] ان کا
روضہ شاہپور میں مغربی جانب ہے ۔

ان کے تین بیٹے تھے (۱) سید کبیر رح جو روضہ میں ہی مدفون ہیں (۲) سید پیر شاہ
ان کے فرزند پیر سیدن شاہ رح ساکن چوہا تھے ، جن کا میلہ دھوم دھام سے لگتا ہے
(۳) سید جمال رح

سید شاہ محمد شیرازی رح کی اولاد بہت ہے ، اور جاگیر دار ہیں ، زمانہ حال میں قبر پر
قمر علی نام شیعہ ملنگ جاروب کش ہے ، روضہ کے پاس مسجد اور کنواں بھی ہے ،
راقم الحروف فقیر شرافت عفا اللہ عنہ بھی زیارت سے مشرف ہوا ہے ۔

(۵) حضرت

(۵) حضرت شیخ مہر علی رانجھہ رح

گوشہ نشین رہا کرتے تھے، قبر موضع جاوہ ضلع سرگودھا میں ہے۔

(۶) حضرت بی بی بھاگ بھری صاحبہ رح

یہ حضرت سخی بادشاہ رح کی والدہ تھیں، سخاوت وکرامت میں لاثانی تھیں، فقیروں و درویشوں کو اکثر طعام پکا کر کھلایا کرتیں، ایک مرتبہ ایک سیر دودھ میں نصف پاؤ چاول پکا کر چالیس ملنگوں کو کھانا کھلایا، ان کے سیر ہو جانے کے بعد بھی کچھ کھیر بچ رہی ئہ

(۷) پنڈت دُنی چند برہمن

موضع بھلا کر یالہ میں سکونت رکھتے تھے۔

(۸) مائی بدھاں

یہ پنڈت دُنی چند کی اہلیہ تھیں۔

مدحیات

آپ کی تعریف میں کئی بزرگوں نے نظمیں لکھی ہیں، یہاں صرف مولٰنا محمد اشرف فاروقیؒ کی ایک غزل لکھی جاتی ہے۔

غزل

شاہ معروف آنکہ زاؔوا دنے ست افسر برسرش
خلعتِ بختِ فنائے راست آمد در برش

شد زراہِ لطف غوّاصِ دو دریائے محیط
بگذرد از ساحلِ عرشِ معلےٰ افسرش

چوں مسیحا مید ہد مردہ دلاں را زندگی
زیرلبہا ہست از یادِ آلہی کوثرش

مو باشد ہر زماں از مستیٔ جامِ الست
ساقیٔ وحدت دہد ہر دم لبالب ساغرش

مقتدائے اہلِ ایقاں شاہِ تختِ معرفت
زیرِ حکمش عالمِ لاہوت باشد کشورش۔

ئہ [illegible]

صد سیاہ دل را کند روشن ز نورِ ایزدی	ہست از عینِ عنایت این نگاہِ کمترش

ہر کہ شد اشرف، غلامِ خاندانِ قادری

ہر قدم در راہِ حق باشد چو حج اکبرش ؎

تاریخ وفات حضرت مخدوم شاہ معروف چشتی فاروقی رح کی وفات بتاریخ دہم (ذی قعدہ)
محرم الحرام ۹۸۷ھ نو سو ستاسی ہجری مطابق ۱۵۷۹ء ایکہزار پانسو اُناسی عیسوی میں
بعہدِ سلطنت سلطان ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں بادشاہ ہوئی۔

مدفن پاک آپ کا مزار مبارک موضع کھرولی متصل خوشاب میں ہوا۔ زمانہ دراز
کے بعد دریائے جہلم کی طغیانی سے اکثر مزارات شہید ہوئے، تو آپ کی خانقاہِ معلٰے بھی
شہر خوشاب شریف سے شمال مشرق کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر بنی، الحال اُسی جگہ
موجود ہے۔

خوشاب شریف مولوی غلام محی الدین نے تاریخ پنجاب میں لکھا ہے کہ خوشاب مشہور
شہر ہے، اور اس قلعہ کا بانی جعفر بلوچ تھا، دو ہزار گھر اور دو سو دکان اس میں ہے
فقیر شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ دو دفعہ دریائے جہلم نے یہ شہر برباد کیا، اب تیسری
جگہ آباد ہے، یہ آبادی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء کی ہے۔

ظہورِ ثانی حافظ سلطان سکندر بن حافظ نور احمد قریشی خوشابی نے بیان کیا کہ جب شہر
خوشاب دریا برد ہو رہا تھا تو ہمارے نانا صاحب شیخ سلطان محمود بن شیخ نوری حضوری
کو حضرت شاہ معروف صاحب رح خواب میں ملے، اور فرمایا کہ دریا قریب آگیا ہے، ہم کو
پیچھے ہٹا کر دفن کرو، انہوں نے صبح کو قبر کھدوانی شروع کی، بہتیرا کھدوایا لیکن صندوق
کا کچھ پتہ نہ چلا، سب لوگ متحیر ہوئے، آخر انہوں نے دوگانہ نفل ادا کرکے حضور کی روح
کو ایصالِ ثواب کیا، اور دعا مانگی، اسی وقت ایک سانپ جنگل سے دوڑتا ہوا آیا

اور مرقدمنو

له گلزار حقیقت ص ۱۳ سے خزینۃ الاصفیا ۱۲ سے تذکرہ نوشاہی ۱۲

اور مرقد منوّر سے ایک جانب سوراخ میں داخل ہوا، اُنہوں نے کہا اب یہاں سے کھودو
چنانچہ اُس جگہ سے صندوق مل گیا، پاس ایک کوزہ تازہ پانی کا بھرا ہوا پڑا تھا، اور
ایک طرف نئی تسبیح لٹک رہی تھی، یہ واقعہ ۱۲۸۲ھ کا ہے، اور عام لوگوں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا۔

صاحب تحفۃ الابرار نے لکھا ہے کہ آپ کی زیارت بھی ہوئی، آپ کا وجودِ مسعود صحیح و
سلامت تھا، چہرہ میں نورانی چمک ویسی ہی تھی، کسی طرح کا تغیر نہ تھا۔

تعمیرِ روضہ پہلے آپ کی قبر شریف کچی چار دیواری میں محفوظ تھی، ۱۳۴۳ھ میں
شیخ فضل حسین صاحب بھلوالی نے بصرفِ زرِ کثیر مزار پر گنبد تعمیر کروایا ہے، گنبدِ سبز رنگ
زائرین کے لئے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے، پاس مسجد پختہ اور چاہ اور بارہ دری
مسافر خانہ بھی بنوایا ہے۔

خوشاب شریف کے تمام کنوؤں کا پانی تلخ ہے، لوگ دریا کا پانی پیتے ہیں، مگر درگاہ
شاہ صاحب رحمہ کے چاہ کا پانی شیریں و خوشگوار برآمد ہوتا ہے۔

عرس شریف آپ کی درگاہ شریف پر ہر سال عاشورہ محرم کے دن عرس مبارک ہوتا ہے
فقیر شرافت عافاہ اللہ بھی ایک دفعہ عرس پر شامل ہوا ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولٰنا شاہ غلام مصطفٰے صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

چو رفت از جہاں شاہ معروف پیر — خدائش عطا کرد جنت نعیم
ز نوشاہی پیر پرسی چو سال — وصالش بخوانی بہشتی کریم

منہ

رفت در عدن چوں ولی اللہ — گشت دراولیائے حق سرور

سالِ ترحیل گفت نوشاہی ‏ ‏ ‏ ‏ شاہِ معروف بود زاہد نور ۹۸۶

منہ

زدنیا رفت شاہ معروف زاہد ‏ ‏ ‏ ‏ وصالش گفت ہاتف شیخ عابد ۹۸۶

منہ

پیرِ من گشت درجناں مہتاب ‏ ‏ ‏ ‏ سال ومدفن بخواں اغر خوشاب ۹۸۶

منہ

رفت از اقربا چو آں مطلوب ‏ ‏ ‏ ‏ سالِ ترحیل پاک خوش محبوب ۹۸۶

منہ

قادری چوں گشت داخل در بہشت ‏ ‏ ‏ ‏ گفت ہاتف سالِ وصلش فردِ جنت ۹۸۶

دیگر

از اسمار الحسنٰے

ولی احسن الخالقین ۹۸۶ ۔ ذاکر اللہ ۹۸۶

ذاکر وکیل ۹۸۶ ۔ نور خلاق ۹۸۶ ۔ نور خالق ۹۸۶

مؤخر عالم ۹۸۶ ۔ مؤخر اعلم ۹۸۶

مؤخر منان ۹۸۶

از آیت شریف ۔ فیہ سکینۃ من ربکم ۹۸۶

فصلِ بست پنجم

حالاتِ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قدس سرّہٗ

اوصافِ جمیلہ | آپ سلطان الرّاسخین، دلیل العارفین، زبدۃ الاولیاء والمتقین، عمدۃ الاصفیاء والموحدین، خزینۃ العلوم والانوار، سفینۃ الارشاد والاسرار، قطب الواصلین، غوث العالمین، سید الاوتاد، امام الافراد، صاحب جود و کرم و جذب و عشق و محبت و سکر و وجد و سماع تھے، حضرت مخدوم شاہ معروف چشتی خوشابی رح کے مرید و خلیفہ اعظم و سجادہ نشین تھے۔

نام ونسب | آپ کا نام نامی سلیمان، لقب گرامی سخی بادشاہ، سخی پیر، نوری، حضوری، شیخ صاحب، شاہِ شاہاں تھا۔

آپ معزز خاندان قریشی کے چشم و چراغ تھے، اور آبا واجداد سے نعمتِ فقر موروثی رکھتے تھے، والد بزرگوار کا نام شیخ عبداللہ المعروف میاں منگو صاحب تھا، ابن جلال الدین بن شمس الدین بن محمد مراد بن محمد صالح بن شیخ حسین بن عبدالخالق بن خدایار بن سلطان علی بن عون بن قاسم بن اسمٰعیل بن مظہر بن آدم بن عبدالشکور بن عبدالعلی بن مطرف بن خزیمہ بن خادم بن مطرف بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن عیار صحابی بن اسد بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیّ بن کلاب بن مرّہ بن کعب القرشی رضؓ۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مائی بھاگ بھری صاحبہ رح تھا۔

ولادت | آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ہشتم ربیع الاول ۹۱۴ھ نو سو چودہ ہجری مطابق ۱۵۰۸ء ایکہزار پانسو آٹھ عیسوی میں بمقام بھلوال تشریف ہوئی۔

تربیتِ ظاہری و باطنی | آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے آغوشِ عاطفت میں پرورش پائی شروع سے طبیعت میں سکر یہ جذبات تھے، جب چار سالہ ہوئے تو ایک دن حضرت شاہ معروف خوشابی رح سیر فرماتے ہوئے بھلوال شریف پہنچے، اور آپ کے والد رح کے گھر شب باش ہوئے، صبح آپ کو صحنِ خانہ میں کھیلتے دیکھ کر کمال خوش ہوئے، اور بُشرہ سے پہچان لیا کہ یہی وہ انسان ہے، جس کے لئے ہمیں اس علاقہ میں بھیجا گیا ہے نہایت محبت سے آپ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا، اور پیشانی پر بوسہ دیا، اور آپ کے باپ کو فرمایا میاں منگو! یہ لڑکا ہماری امانت ہے، اِس کو بحفاظت رکھنا، یہ ایسا مرد ہوگا کہ تمام جہان اس سے مستفیض ہوگا، اگر اس کو کسی وقت بیہوشی ہو جایا کرے تو آسیب یا بیماری نہ خیال کرنا، یہ ہماری توجہ کی علامت ہوگی، اور ہم بھی اس کے حال سے غافل نہیں رہیں گے، چنانچہ حضرت شاہ صاحب رح نہایت مہربانی فرما کر رخصت ہوگئے، اور بعد ازاں گاہے گاہے بھلوال شریف آکر خبرگیری اور تربیتِ روحانی کرتے رہے۔

عالمِ بیخودی | جیسا کہ حضرت شاہ صاحب رح نے فرمایا تھا، آپ پر بیخودی طاری ہو جاتی، مدہوشی میں زمین پر گر پڑتے، منہ سے کف ظاہر ہوتی، اعضا ٹیڑھے ہو جاتے سرِ مبارک پھر جاتا، چہرہ مونڈھوں پر جا لگتا۔ سہ

واقعۂ بیعت | اسی طرح جب آپ جوان ہوئے تو جذبۂ الٰہی نے کشش کی، تلاشِ ہادی میں صحرا نوردی کرتے ہوئے خوشاب شریف میں حضرت شیخ المشائخ مجمع البحرین مخدوم شاہ معروف فاروقی چشتی قادری رح کی خدمت میں پہنچے، اور اُن کے دستِ حق پرست پر بیعتِ طریقت کی۔ للعہ

خلافت و اجازت | حضرت شاہ صاحب رح نے کچھ عرصہ آپ کو اپنے پاس رکھا، اور توجہات کیں، آپ کا شوق دن بدن بڑھتا گیا، اور ہر گھڑی و ہر لمحہ مراتب و درجات میں ترقی ہوتی

عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۶۹ عہ الاعجاز (رسالہ احمد بیگ قلمی ص۲۴) سہ ایضاً ص۲۵ للعہ ایضاً ص۲۷ شرافت۔

میں ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ مقصد حقیقی کو پا لیا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ نے آپ
کے علوِ مرتبت اور سمّوِ مناصب کو دیکھ کر آپ کو خلعتِ خلافت و اجازت سے مفتخر کیا
اور فرمایا اے فرزند! جو امانت ہم کو قبلۃ العارفین حضرت مخدوم سید مبارک حقانی
اوچی رحمۃ سے ملی تھی، اور اُن کو سلسلہ وار اپنے آبا و اجداد سے موصول ہوئی تھی، وہ
سب تم کو دے دی ہے، اب دو تلواریں ایک نیام میں گنجائش نہیں رکھتیں، تم
یہاں سے جا کر کچھ عرصہ ملکِ آلٰہی کا سیر کرو، اور پھر وطنِ مالوف میں مقیم ہو کر لوگوں
کو خدا کی طرف راہ نمائی کرو۔[1]

بشارتِ خلیفہ آخر جب آپ وداع ہونے لگے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ نے فرمایا
بیٹا! ذرا اپنی دائیں طرف نظر کرو، جب مڑ کر دیکھا، تو ایک بلند قامت، یوسف
صورت خضر سیرت نوجوان نظر آیا، جس کی پیشانی سے نور کے تجلیات ظاہر ہو رہے
تھے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ نے فرمایا کہ جو کچھ تم کو عنایت کیا گیا ہے، وہ سب
اسی جوان کا نصیبہ ہے، یہ تمہارا خلیفہ اور روحانی جانشین ہو گا، اس کا نام
حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ ہے، زمانہ میں لاثانی ہو گا، اس جوان کا شہرہ ہند و
خراسان وغیرہ تمام ممالک میں ہو گا، اور اس کے مرید مشرق سے مغرب تک پھیل
جائیں گے، جب یہ تمہاری ملازمت میں پہنچے تو امانت اس کے سپرد کرنا، اور ہماری
یہ ساری گفتگو اس کے آگے بیان کرنا۔[2]

روانگی بجانبِ شاہ پور آپ جب رخصت ہوئے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ نے فرمایا
کہ تم چند عرصہ سید شاہ محمد شیرازی رحمۃ کے پاس شاہ پور میں رہو، پھر سیاحت کرنا
آپ نے عرض کیا، عالیجاہا! وہ تو صاحبِ جذب اور غیور بزرگ ہیں، اُن کی نگاہِ
غیرت سے مجھے خوف آتا ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ نے فرمایا کہ اگرچہ فی الواقعہ

[1] [2] عہ عہ رسالہ احوال گنج بخش ۔۔۔ (حاشیہ)

ایسا ہے۔ لیکن تمہیں ایسی دولتِ سرمدی نصیب ہوئی ہے کہ کسی کی غیرت تم پر کارگر نہ ہوگی، تم بجمعیتِ قلب رہنا، اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجاوے تو ہم کو یاد کرنا، اور ایک چابک دیا کہ یہ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو تبرک دینا، اور ہمارا سلام پہنچانا، اور آپ کے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعائے خیر فرمائی، اور رخصت کیا، تو آپ شاہ پور کی طرف روانہ ہوئے۔[۵۲]

توبہ قزاقاں | راستہ میں آپ کو چند سوار ڈاکو مقابل ہوئے، انہوں نے آپ کو دولتمند سمجھ کر لوٹنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان پر ایسی نظر فرمائی کہ وہ سب گھوڑوں سے اتر کر آپ کے قدم بوس ہوئے، اور معافی لی۔ آپ نے کمال مہربانی سے اُن کو توبہ کروائی، اور حلقۂ طریقت میں داخل کیا۔[۵۳]

ف یہ کرامت آپ کو وراثتِ غوثیہ میں ملی، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اوائل میں ڈاکوؤں کو توبہ کرواکے ان کو سندِ ولائت عطا فرمایا تھا۔

مصاحبتِ شاہ محمد شیرازیؒ | جب آپ شاہ پور میں پہنچے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلام سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا، اور چابک بھی دیا، انہوں نے کہا اے شاہ سلیمان! جس کے ہاتھ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چابک ہو، ڈاکوؤں کی کیا مجال ہو سکتی ہے کہ اُس کے مقابل ہوں۔ پھر آپ کو اپنی خانقاہ کے جوار میں ایک علیحدہ حجرہ بنوا دیا، جس میں آپ تنہا رہنے لگے، ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔[۵۴]

شدّتِ جوع | اُن ایّام میں آپ پر ذوق و شوق کا اس قدر غلبہ تھا کہ اکثر ایک دو روز تک بیہوش رہتے، اور جب افاقہ ہوتا تو بھوک ایسی شدّت سے لگتی کہ جو کچھ حاضر ہوتا سب تناول فرما جاتے۔[۵۵]

نذرِ کلہ پاچہ | سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطبخ میں روزانہ ایک دو گائے یا تین چار بکریاں ذبح ہوتی

۵۲ زبدۃ ... صفحہ ۴۲ ۵۳ ایضاً صفحہ ۴۱ ۵۴ ایضاً صفحہ ۴۲ ۵۵ ایضاً صفحہ ۴۲ زادہ

ذبح ہوتی تھیں ، انہوں نے مذبوحہ جانوروں کے کلہ پائچہ (سری کھر اوڑے) آپ کے لئے مقرر کر دیئے ، چنانچہ روزانہ باورچی کلہ پائچہ آپ کے پاس رکھ جاتا ، آپ مٹی کی ہانڈی کلاں میں چڑھا کر نیچے آگ سلگا دیتے ، اور خود عبادت میں مشغول رہتے ، گوشت خود بخود پک جاتا ، جب بھوک لگتی سارا گوشت تغار میں ڈال کر تناول فرما جاتے ہیں[59]

ف زمانہ حاضرہ تک یہ رسم جاری ہے کہ اگر کسی کو کوئی مصیبت یا مشکل یا مقصد اہم درپیش ہو تو وہ کلہ پائچہ پر حضرت یحیٰی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ختم دلوائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مراد بر لاتا ہے ۔

نذرِ گوسفند انہیں ایام میں ایک روز چند آدمی باشندگانِ شہر سے سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آئے ، سب کا کچھ نہ کچھ مطلب تھا ، ایک نے منت مانی کہ اگر میری مراد پوری ہوئی تو میں ایک گائے سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نذر گذاروں گا ، دوسروں نے بھی ایسی منتیں مانیں ، اُن میں سے ایک شخص کی نظر حضور کے جمال پر پڑی ، دیکھتے ہی شیدا ہو گیا ، اور اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر میری مراد پوری ہوئی تو میں اِس درویش کو ایک گوسفند نذر کروں گا ، چنانچہ دو دن کے بعد اس کی مراد سب سے پہلے پوری ہو گئی ، اور وہ ایک بکری آپ کی نذر لایا ، آپ نے اُس بکری کو ذبح کر کے پکایا ، اور خوب سیر ہو کر کھایا[60]

ملنگوں کی طماعی سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض درویش جو فقر کے مذاق سے آشنا تھے ، وہ تو حضور کا ادب کرتے ، لیکن بعض نام نہاد ملنگ جو ذوقِ فقر سے بے بہرہ تھے ، وہ آپ کی مخالفت کرتے ، اور آپ کے حال میں بیجا دخل دے کر

[59] رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۵ [60] رسالہ مذکورہ صفحہ ۲۹ ، ۳۰

تنگ کرتے، جس وقت آپ کھانے لگتے تو وہ طماع آکر گرد بیٹھ جاتے، اور
آپ سے کھانا مانگتے، آپ فرماتے کہ تم لوگ دسترخوانوں پر لذیذ کھانے کھاتے
ہو، یہ غذائے فقرا ہے تم اس کو ہضم نہیں کر سکتے، وہ نفس پرست حسّاد
اس بات سے چڑتے، اور سید شاہ محمد رح کے پاس از خود باتیں اختراع کر کے
سناتے کہ شاہ سلیمان رح تمہارے حق میں بے ادبی کے کلمات کہتا ہے،
اور تمہارے لئے جو نذرانہ آتا ہے، وہ راستے میں روک لیتا ہے، اور بکری
آنے کا واقعہ بیان کیا۔

مقابلہ شاہ محمد رح جب سید شاہ محمد رح نے یہ باتیں سنیں تو ان کو سخت طیش
آیا، اور اپنا ایک فقیر حضور رح کے پاس بھیجا کہ جو بکری آپ کو نذرانہ میں آئی
ہے اُس میں سے ہم کو بھی حصہ دو، آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ پہلے تو صرف
اُن کے ملنگ مخالفت کرتے تھے۔ اب خود بھی مزاحم حال ہونے لگے۔ ایسا کرنا
اُن کے شایانِ شان نہیں، سید شاہ محمد رح چونکہ غیور اور صاحبِ جذب تھے،
اور جس کی طرف نگاہِ غضبیہ سے دیکھتے، اگر عامۃ الناس سے ہوتا تو جل جاتا،
اور اگر صاحبِ حال فقیر ہوتا تو اُس کا فیض سلب کر لیتے۔ اسی گھمنڈ سے وہ
حضرت سخی بادشاہ رح کی طرف روانہ ہوئے، سارے ملنگ بھی ساتھ تھے، جب
حجرہ کے پاس پہنچے تو آپ دست بستہ اٹھ کھڑے ہوئے، اور فرمایا سید صاحب!
میں ایک مسافر درویش ہوں، اور آپ کے جوار میں بھیجا گیا ہوں، مجھ پر غصہ
نہ کرو، لیکن سید صاحب رح کا غصہ فرو نہ ہوا، بلکہ نگاہِ سلبیہ سے دیکھا مگر
کچھ اثر نہ ہوا، آپ چند قدم پیچھے ہٹ کر پھر ملتمس ہوئے کہ یا حضرت مہربانی کرو،
پر اُنہوں نے نہ مانا، اور پیش قدمی کی، آپ پھر چند قدم پیچھے ہٹے، اور زمین پر

ایک خط

ایک خط کھینچ دیا، اور فرمایا اے سید! ہم نے بڑا حوصلہ کیا، مگر تو نے نہ جانا، اب اگر آگے بڑھوگے تو خطا کھاؤگے۔

سلبِ احوالِ شاہ محمد رح جب آپ نے لکیر کھینچی تو حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی رح کی طرف بھی رجوع کیا، اور مدد چاہی، اسی وقت وہ دائیں طرف آموجود ہوئے، سید شاہ محمد رح نے آپ کے ارشاد کی کچھ پروا نہ کی، اور اُس خط سے آگے بڑھے، بمجرد آگے قدم رکھنے کے بیہوش ہو کر گر پڑے اور مسلوب الحال ہو گئے۔

شاہ محمد رح کو معاف کرنا سید شاہ محمد رح نگاہِ سلیمانیہ کی زد سے تڑپنے لگے، تو فوراً بی بی جیونی صاحبہ رح جنہوں نے اُن کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا، حاضر ہوئیں، اور حضور کے آگے التجا کی کہ یا حضرت! یہ میرا فرزند ہے، بسبب نا واقفی کے بے ادبی کا مرتکب ہوا ہے، میرے لئے اس کی جان بخشی فرماؤ، آپ نے اپنا خرقہ جھاڑا تو اُس میں سے تین حربے زمین پر گر پڑے، فرمایا بی بی صاحبہ! ہم تین حربوں کے ہوتے ہوئے عذر خواہی کرتے رہے، پر انہوں نے نہ مانا، پس دیکھا جو دیکھا، اب آپ کے لئے اِن کو معافی دی جاتی ہے، پھر ایک کوزہ لے کر اُن کے منہ پر پانی چھڑکا تو ان کو ہوش آئی، پھر اُن کو نصیحتیں فرمائیں، اور رخصت ہوئے۔

سیر و سیاحت شاہ پور سے روانہ ہوتے ہی آپ موضع جادہ میں پہنچے، اور شیخ مہر علی رح کے پاس چند روز قیام کیا، پھر لمبے سفروں کا تہیہ کر لیا، بحکم سیر وا فی الارض بڑے بڑے ملکوں کا سیر کیا، ریاست جموں میں پہنچے، ایک شاہی تالاب پر ڈیرہ کیا، وہاں شہزادیاں غسل کیا کرتی تھیں، انہوں نے

آپ کو جبراً وہاں سے اُٹھوا دیا، آپ وہاں کی رونق بھی ساتھ ہی لے آئے،
پہلے وہاں دلکشا باغات اور خوشگوار نہریں اور فوارے تھے، بعد ازاں
وہ جگہ ویران ہو گئی، پھر آپ کوہِ ہمالیہ کی کئی غاروں میں خلوت نشین ہے
آج تک بھی علاقہ پہاڑ میں کئی مکان بنام سخی صاحب مشہور ہیں، اس کے بعد
افغانستان کو چلے گئے، وہاں کے لوگوں کو سیراب کرتے ہوئے براستہ خراسان
واپس خوشاب شریف پہنچے، اور اپنے پیر روشن ضمیر کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

ملاقات ملنگانِ سیاحین پھر آپ نے ملکِ الٰہی کا سیر شروع کیا، اثنائے راہ
میں چند ملنگ[1] ملے جو سیاحت کر رہے تھے، آپ نے اُن کے سردار سے ساتھ رہنے
کی اجازت لی، چند روز اُن کے ساتھ بحالتِ محکومی بسر کئے، آخر آپ کے اخلاق
و عادات دیکھ کر وہ از حد نگونسار ہوئے، اور آپ کو اپنے حلقہ کا سردار مقرر
کیا، اسی طرح سفر کرتے ہوئے کئی فقیروں کے مجمعوں میں شامل ہوئے،
جو شخص آپ کے جمال باکمال کو دیکھتا وہ ترک دنیا کر کے آپ کی معیت میں رہنا
پسند کرتا، حتیٰ کہ ملنگوں کی تعداد سات سو تک ہو گئی۔[2]

تعدّیِ ملنگان آپ چونکہ ستر احوال کے لئے جماعتِ ملنگاں میں ملے ہوئے
تھے اس لئے کسی کے مزاحم نہ ہوتے، اور ملنگ تحکم پرور تھے، وہ ہر کسی پر جور
و تعدّی کرتے، اگر کسی گائے یا بکری پر نظر پڑتی تو بلا اجازت مالکان پکڑ
لیتے اور ذبح کر کے کھا جاتے، حضور کے ادب کی وجہ سے کوئی شخص چون وچرا نہ کر سکتا تھا

مُلّا پر شفقت ایک دن ایسے ہی کسی گاؤں سے گذر رہے تھے، کہ ایک گائے
ملنگوں کی نظر چڑھی، وہ پکڑ کر استعمال میں لائے، وہ گائے ایک مُلّا کی تھی
جو وہاں کا امام مسجد تھا، اُس سے برداشت نہ ہو سکا، اُس نے آپ کے آگے
دست بستہ

[1] ہندی زبان والے قلندر درویش کو ملنگ کہتے ہیں، چونکہ رسالہ احوال ملنگ و تذکرہ نوشاہیہ میں لفظ ملنگ ہی لکھا ہے، اس لئے ہم نے بھی ان کے تتبع میں یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ تذکرہ نوشاہیہ

[2] ایضاً ص ۳۴ تذکرہ

دست بستہ ہو کر تمام ماجرا عرض کیا، اور ملنگوں کے گذشتہ مظالم کا بھی تذکرہ کیا، آپ کو اُس کے حال پر رحم آیا، اور اُس گاؤں کے مُقدم کو بُلا کر فرمایا کہ تم اِس مُلّا کو اپنے مویشیوں میں سے لے جاؤ، اور دو گائے جو یہ پسند کرے اسکو دے دو، خدا تیرے مال میں برکت کرے گا، مقدم نے اِس فرمان کو اپنی خوبیٔ قسمت سے منظور کیا، اور مُلّا کو دو گائے دے کر روانہ کیا۔ؔ

ملنگوں سے قطع تعلق آپ نے جب ملنگوں کے ظلم و تعدّی کو دیکھا تو خیال کیا کہ ایسے نفس پرستوں کی رفاقت اچھی نہیں، چنانچہ رات کو جب سارے سو گئے، تو آپ آدھی رات کو اُٹھ کر تنہا جنگل کو چلے گئے، اُنہوں نے جب صبح اُٹھ کر آپ کو نہ پایا تو نہایت متاسف ہوئے، ہر چند ڈھونڈا مگر آپ نہ ملے، اس لئے وہ مایوس ہو کر منتشر ہو گئے۔ؔ

سیرِ دریا چند عرصہ تو آپ نے حضرت الیاس علیہ السلام کی طرح جنگلوں اور صحراؤں اور پہاڑوں کو اپنے فیض سے مستفیض فرمایا، پھر خیال ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اب دریاؤں کا سیر کرنا بھی ضروری ہے، چنانچہ آپ دریائے چناب کے کنارہ پر مشرق کو روانہ ہوئے، دریا کے عجائبات اور قدرتِ الٰہی کا نظارہ دیکھ کر مسرور ہوتے۔ؔ

ورودِ جوکالی اسی طرح چلتے چلتے موضع جوکالی میں پہنچے، وہاں ایک مسجد میں خرد سال لڑکے پڑھ رہے تھے، اُستاد حاضر نہ تھا، آپ اُن کے پاس جا بیٹھے، لڑکوں نے جب آپ کی وضع قطع درویشانہ دیکھی کہ خرقہ زیب بدن ہے، اور ژولیدہ مو ہیں، تو آپس میں ہنسی مخول کرنے لگے، اور کہا کہ فقیر صاحب! اگر کہو تو تمہارے سر کے بال کاٹ دیویں، آپ خاموش رہے،

سه تذکرہ ص۹۵ سه ایضاً ص۹۵ سه ایضاً ص۹۶ سه تذکرہ

لڑکے آپ کے گرد جمع ہو گئے ، اور آپ کے سرِ مبارک کو پانی سے تر کر کے
چُھریوں اور چاقوؤں اور ٹھیکریوں سے خراش کرنے لگے ۔ اس اثنا میں
اُن کا استاد مُلّا کریم الدین رح مسجد میں آپہنچا ، اور لڑکوں کو جھڑک کر
ڈانٹا ، اور آپ کا چہرۂ انور دیکھتے ہی بے اختیار قدموں پر سر رکھ دیا ۔

سے
دیدنِ روئے ترا دیدۂ جاں بیں باید
ویں کجا مرتبہ چشمِ جہاں بینِ من است ،

آپ نے مُلّا پر نگاہِ رحمت ڈالی ، تو اُس کا حال دگرگوں ہو گیا ، اور نشہ
محبتِ حقانی اُس کے دل میں جاگزین ہوا ۔

آخر آپ سارا دن مُلّا کو ساتھ لے کر جو کالی میں پھرے ، اور لوگوں کو اپنے
فیضان سے نوازا ، رات بھی آپ نے وہیں مُلّا صاحب رح کے گھر گذاری ۔[ے]
گاؤں کے کئی لوگ ملازمت سے مشرف ہوئے ، اسی طرح کچھ ایام وہاں گذارے ۔

قیامِ منچر جب آپ کا شہرہ اطرافِ جو کالی میں ہونے لگا ، تو آپ دریائے
چناب سے گذر کر موضع منچر چٹھہ میں پہنچے ، وہاں ایک غریب موچی کے گھر
ڈیرا کیا ، دن کو جو کچھ فتوح آتی ، اُس سے آپ بھی تناول فرماتے ، اور اس کو
بھی دیتے ، چند عرصہ اسی طرح گذرا ، کئی خوارق ظہور میں آئے ۔[ے]

تقرر جلالپور جب منچر میں بھی رجوعِ خلائق ہونے لگا ، تو آپ نے عنانِ
توجہ جلالپور بھٹیاں کی طرف منعطف فرمائی ، وہاں پہنچتے ہی ایک بڑا کام پڑا ۔

سلبِ احوالِ میاں علیؒ وہ یہ کہ جلالپور میں ایک مشہور بزرگ میاں علی سہاری
اُویسی نقشبندی رح رہتے تھے ، جو صاحب جذبۂ قوی تھے ، جو فقیر اُس علاقہ
میں وارد ہوتا ، اُس کا فیض سلب کر لیتے تھے ، جب آپ کو دیکھا کہ یہ بابرکت

درویش ہیں

ے رسالہ احوال گ صفحہ ۲۳ ے ایضاً صفحہ ۲۴ ے ایضاً صفحہ ۲۵ خزینہ

درویش ہیں تو بغلگیری کے لئے ہاتھ کشادہ کئے، آپ نے مکاشفۂ قلبی سے اُن
کا مافی الضمیر معلوم کرکے اُن کی طرف دیکھا، تو اُن کے ہاتھ وہیں کھُلے رہے،
نیچے نہ آسکے، اور سینہ پھٹنے لگا، میاں علی رحمہ نے سمجھ لیا کہ آج مرد سے کام
پڑا، فریاد کرنے لگے کہ یا حضرت! مجھے بخش دو، اتنا تو رہوں کہ روٹی کا
ٹکڑا مانگ کر کھاتا رہوں، آپ نے اُن کا قصور معاف کردیا، اور چند سے
وہاں قیام کیا۔[۱]

تخت ہزارہ سے عبور آخر جلالپور میں بھی گرد و نواح کے لوگ جوق در جوق
آنے لگے، تو آپ وہاں سے دل برداشتہ ہوکر دریائے چناب سے عبور
کرکے موضع تخت ہزارہ میں پہنچے۔[۲]

ایک مجذوب سے استفاضہ وہاں خندق میں ایک مجذوب اہل مکاشفہ
پڑا تھا، آپ اُس کو دیکھ کر دست بستہ کھڑے ہوئے، مجذوب نے سر اٹھا کر
آپ کی طرف دیکھا، آپ نے سلام کیا، اُس نے جواب سلام دے کر فرمایا، شیخ
سلیمان! کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہاری والدہ ماجدہ تمہارے انتظار میں ٹیلہ
پر کھڑی ہیں، اور تمہارے فراق میں رو رہی ہیں؟ تم ابھی اُن کی خدمت میں
پہنچو، اور فرمایا شیخ سلیمان! اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ جمعیت دل
سے ایک جگہ بیٹھ جاویں، اور مخلوق کو خدا کی طرف راہنمائی کریں، چنانچہ آپ
اُسی وقت بذریعہ طیِ ارض فوراً بھلوال تشریف لے پہنچے، ابھی مائی صاحبہ ٹیلہ
سے اتر کر گھر نہیں پہنچی تھیں کہ جا قدمبوس ہوئے۔[۳]

مدت سیاحت منقول ہے کہ آپ نے بارہ سال تک مختلف ممالک کی سیر
وسیاحت کی، اور پھر واپس تشریف لائے۔[۴]

۱؎ رسالہ احمد بیگ ص۴۸۔ ثواقب المناقب ص۳۶ ۲؎ رسالہ احمد بیگ ص۴۹ ۳؎ ایضاً ص۵۰ ۴؎ تحائف قدسیہ ص۱۰۱ ثرافت۔

سکونتِ بھلوال شریف آپ نے سیر و سیاحت کے بعد اپنے جدی گاؤں موضع بھلوال شریف کو اپنی سکونت کے شرف سے مشرف فرمایا، ہنگامۂ مشیخت گرم ہوا، فیضِ باطنی کے دروازے کھول دئیے، جو آتا مقصود پا کر جاتا، دور دور سے لوگ آ کر مستفیض ہونے لگے، آپ کی صحبت سے ہر بیمار کو شفا، اور ہر عاشق کو لقا، اور ہر دردمند کو دوا حاصل ہوتی تھی، اسی شہرہ کو سُن کر توسّل مُلّا کریم الدین جو کالوی رہ حضرت نوشہ صاحب رہ بھی آپ کی ملازمت سے باریاب ہوئے تھے۔[لہ]

معمولات

آپ شریعت نبوی کے کمال پابند تھے۔ سنت محمدی کے شیدا، نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے، عشا کی نماز میں موافق حکم حدیث شریف کے تاخیر کیا کرتے، ثلث رات گذر جانے کے بعد ادا فرماتے[عہ]، کئی بار حضرت نوشہ صاحب رہ کو امام جماعت بنا کر اُن کے پیچھے نماز پڑھا کرتے[سہ]، شب بیدار تھے، یادِ حق سے ایک دَم غافل نہ رہتے، درود شریف ہزارہ اور کلمہ طیبہ کا وِرد عام تھا۔

سماع و وجد آپ سماع سنتے تھے، اور وجد کرتے تھے، حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی رہ کی نظر سے شروع میں ہی آپ اہل وجد ہو گئے تھے[للعہ]، سماع کے وقت آپ کو ایسا سخت وجد ہوتا تھا کہ اِنزہاق تک نوبت پہنچ جاتی۔

اخلاق وعادات

آپ نہایت متواضع تھے، ہر کسی کے ساتھ خلق و محبت سے پیش آتے، مریضوں کی عیادت کو جاتے، بیماروں کے حق میں دعائے خیر فرماتے، آپ کی دعا سے شفا ہو جاتی

لہ رسالہ احمد بیگ ص۵ عہ تذکرہ نوشاہیہ ص۳۰۰ سہ رسالہ احمد بیگ ص۱۲۴ للعہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص۱۷۰ شرافت۔

شفا ہو جاتی ، اپنے اخفا میں از حد کوشش فرماتے ، آپ کے اکثر خصائل صحابہ کرام رض سے ملتے جلتے تھے[ع] ، آپ علماء کا احترام فرمایا کرتے تھے[ع]

فقر و فاقہ آپ کے پوتے شیخ عبدالوہاب المعروف سخی نور وہاب بن شیخ تاج محمود رح سے روایت ہے کہ آپ کا فقر و فاقہ اس حد تک تھا کہ کبھی تیل نہ میسّر ہوتا کہ دو نوا اہلیہ آپ کی سر پر لگا دیں ، اور نہ کنگھی بھی نہ تھی کہ سر پر پھیریں ، انگلیوں سے بال سیدھے کیا کرتیں[ع]

حسنِ معاشرت آپ مہمان نواز بحدِ کمال تھے ، جو شخص آتا کشادہ پیشانی سے اُس سے ملتے ، خدمت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے ، باوجودیکہ عسرت بہت تھی ، لیکن سائلین کے لئے ہر وقت سخاوت کا دروازہ مفتوح رہتا ، جو کچھ حاضر ہوتا دینے میں دریغ نہ کرتے ، اگر گھر میں کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو گدائی کر کے جو چیز میسّر آتی ایثار کرتے[ع]

حلیۂ اقدس آپ دراز قد ، جسیم ، لیکن ریاضات و مجاہدات سے جسم مبارک میں آثارِ ضعف نمایاں تھے ، رنگ گندم گون ، ریش مبارک سفید[ع] ، سر کے بال لمبے تھے ، آپ اکثر ژولیدہ مو رہتے ، ظاہری نمائش کو اچھا نہ سمجھتے تھے[ع] ، چہرۂ اطہر سے انوارِ الٰہی درخشاں تھے ، جو شخص دیکھتا خود بخود مطیع و منقاد ہو جاتا ، آنکھوں میں مشاہدۂ جمالِ ذات کے آثار ظاہر و باہر تھے۔ آپ کا رُعب و جلال باہیبت تھا ، امرا و سلاطین سامنے ہونے سے جھجکتے تھے۔

لباس آپ کا لباس بالکل سادہ ہوتا تھا ، دستار پانچ گز شرعی ہوتی تھی کمر میں لنگی رکھتے ، سردیوں میں اوپر گرم اونی لوئی (کمبل - بھورا) رکھتے ، اور گرمیوں میں کھیس زیبِ تن ہوتا تھا[ع]

سه تذکرہ نوشاہیہ ص۲۰۱ عه رسالہ احمد بیگ ص۴۵ سه تحائف قدسیہ ص۱۰۱ للعه رسالہ احمد بیگ ص۵۵ صه ایضاً ص۵۴ سه تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ معه تحائف قدسیہ ص۱۰۱ له رسالہ احمد بیگ ص۴۳ ۔
له تذکرہ نوشاہیہ ص۳۵ شرافت۔

مقاماتِ فقر

منازلِ اربعہ | آپ صاحبِ سکر و صحو تھے، جذبہ قوی رکھتے تھے، آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جس پر ڈالتے وہ مست و مجذوب ہو جاتا، شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت یعنی ہر چہار منازل کے حقائق و آثار سے متحقق تھے۔ تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا باوصاف اللہ کے اوصاف سے موصوف تھے۔ طالبِ صادق کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ بقا پر پہنچا دیتے۔

مقامِ سخاوت | آپ کثرتِ سخاوتِ ظاہری و باطنی کی وجہ سے سخی بادشاہ مشہور ہوئے، آپ کی سخاوت کا شہرہ عالمگیر تھا۔

کرامات

آپ کے خوارق و کرامات بے شمار ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔ ازانجملہ۔

طئی ارض | منقول ہے کہ جب افغانستان کا سیر کرتے ہوئے آپ خراسان میں پہنچے، وہاں اکثر لوگوں کو بادیۂ ضلالت سے نکال کر ہدایت کی طرف راہ نمائی کی، پھر اپنے پیرِ روشن ضمیر کی زیارت کا شوق پیدا ہوا تو خراسان سے مسافتِ دراز تیرہ قدم میں طے کر کے حضرت شاہ معروف رح کی خدمت میں پہنچے۔

طئی زمان | آپ کے پوتے شیخ محمد آفتاب بن شیخ تاج محمود رح سے روایت ہے کہ آپ نمازِ عشا پڑھ کر جب گھر آتے تو آپ کا خادم مُلّا غازی گوندل رح بھی دروازہ تک ہمراہ آتا، ایک دن اُس کو فرمایا کہ ہمارا مرید دیوان ابوالفتح ساکن سدّا کنبو آشوبِ چشم سے بیمار ہے، اُس کی خبر لے آویں، چنانچہ نمازِ عشا کے بعد آپ دس کوس کا فاصلہ

کوس کا فاصلہ طے کر کے سنداکنبو میں پہنچے ، چند ساعت وہاں بیٹھ کر اُس کے حق میں دعائے خیر کی ، اور واپس بھلوال تشریف لائے ، آگے حضرت بی بی صاحبہ رہ اہلیہ محترمہ حضرت سخی بادشاہ رہ چرخہ کات رہی تھیں ، اُنہوں نے فرمایا مُلّا غازی ! آج تو حضور معمول سے پہلے گھر آگئے ہیں ، آگے میں ڈیڑھ مُڈھا (سوت کی چھلّی) کاتتی تھی ، آج ایک مُڈھا بھی پورا نہیں ہوا ، مُلّا غازی رہ نے کہا کہ حضور تو سنداکنبو سے بھی ہو آئے ہیں ، بی بی صاحبہ رہ متعجب ہوئیں عہ

مژدۂ نمبرداری | منقول ہے کہ آپ بمعیت مُلّا کریم الدین رہ موضع جوکالی میں سیر کرتے ہوئے علاؤالدین نام زمیندار کے گھر چلے گئے ، وہ کنجوس آدمی تھا ، آدھی روٹی آپ کے آگے لایا ، آپ از راہِ لطف اُس کے لقمے کر کے اُسی زمیندار کے منہ میں ڈالنے لگے ، اور فرمایا کہ تو نے آدھی روٹی ہماری نذر کی ہے ، ہم نے آدھے گاؤں کی نمبرداری تجھ کو دے دی ، اگر ساری روٹی لاتا تو سارا گاؤں تیرا ہو جاتا ، پیشں ازیں گاؤں کی سرداری اُس کے شرکاء کے متعلق تھی ، اور وہ گمنام تھا ، اُس دن سے بدعائے حضور وہ نمبردار ہو گیا عہ

بشارتِ سرداری | جن ایام میں آپ منچر چٹھہ میں رونق افروز تھے ، ایک روز حسام نام زمیندار قوم چٹھہ آپ کو دعائے برکت کے لئے اپنے گھر لے گیا ، اُس کی عورت روٹیاں پکا کر باہر کنوئیں پر بھتہ لے گئی تھی ، حسام نے چھنک میں دیکھا تو تین روٹیاں موجود تھیں ، اُس نے اوپر سے دو روٹیاں اٹھالیں اور تیسری روٹی حضور کے آگے رکھی ، آپ نے فرمایا تو بھی نہیں ، اور تیرا بیٹا بھی نہیں ، تیرا پوتا گاؤں کا سردار ہو گا ، کیونکہ تو نے اوپر سے دو روٹیاں اُتار کر رکھ لی ہیں ، چنانچہ اُس کی تیسری پشت میں سرداری ہوئی عہ ، اور چوہدری نور محمد چٹھہ * بانی رسولنگر

موضع منچر میں رئیس اعظم ہوا، جس کی ریاست ملتان تک پھیلی۔

تصرف فی الاشباح نیز منچر میں ایک بافندہ بدبخت تھا، جس وقت آپ پر ذوقی حالت وارد ہوتی، ہاتھ بلند فرماتے، اور گردن کج ہو جاتی، وہ بافندہ عوام الناس میں بیٹھ کر آپ کی نقل اُتارتا، نادان لوگ ہنستے، ایک دن راستہ میں وہ بافندہ حضور کو ملا، آپ نے پوچھا فلانے! سنا ہے کہ تو ہماری نقل اُتارتا ہے؟ اُس سیاہ باطن نے شوخ چشمی سے کہا ہاں! میں کیا کرتا ہوں، آپ نے فرمایا ہم کو بھی دکھا، اُس نے گستاخانہ ہاتھ بلند کئے، اور گردن ٹیڑھی کی، اور نعرہ مارا، آپ نے فرمایا ایسا ہی رہو، چنانچہ ویسے ہی اُس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی راست نہ ہو سکی۔

ف یہ کرامت فنا فی الرسول ہونے کی وجہ سے وراثت نبویہ میں آپ کو ملی، جیسا کہ شرح شفا لملا علی القاری رح میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر حکم بن عاص پر پڑی کہ آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا منہ چوڑا چپہڑا کر کے حضور کے سانگ لگا رہا تھا، آپ نے فرمایا کُنْ کَذٰلِكَ یعنی اسی طرح ہو جا، وہ اُسی وقت سے مرتے دم تک کانپتا اور کشیدہ دہن رہا۔

خزینۂ غیب آپ کے پوتے شیخ عبدالوہاب رح سے منقول ہے کہ ایک بار ملک پنجاب میں بڑا قحط نمودار ہوا، آپ گھر تشریف لے گئے، تو حضرت بی بی ج کو غمگین پایا، سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر میں کچھ موجود نہیں سائل دروازے سے خالی واپس جاتے ہیں، آپ نے فرمایا پانچ چھ آثار غلہ لے کر ایک بھڑولہ (کندو) میں ڈال کر اُس کا منہ بند کر دو، حسب مرضی سے نکال کر خرچ کرتی رہو، بی بی صاحبہ رح نے ایسا ہی کیا، مدت قحط بڑی کی

دلی سے اس کو خرچ کرتی رہیں ، اپنے گھر کا اور مساکین کا خرچ اُسی میں سے کرتی رہیں ، بعد گذرنے قحط کے بھڑولہ کو کھول کر دیکھا تو اُتنا غلہ موجود تھا جتنا کہ ڈالا تھا۔[۱]

ف یہ کرامت بھی آپ کو وراثت نبویہ میں ملی ، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف باب مایوجب الوضوء میں ہے کہ ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو جو ہانڈی پکا رہا تھا فرمایا کہ مجھے اس میں سے ایک پاچہ نکال دے ، اُس نے نکال دیا ، پھر فرمایا ایک اور نکال دے ، اُس نے نکال دیا ، پھر فرمایا ایک اور نکال دے ، اُس نے عرض کیا کہ یہی دو پاچے تھے جو میں نے نکال دئیے ہیں ، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اگر تو یہ نہ کہتا تو جتنی مرتبہ میں تجھ سے پاچے مانگتا پاچے ہی نکلتے ۔

تصرف فی الاجسام | منقول ہے کہ آپ کی بڑی اہلیہ محترمہ حضرت رول خاتون صاحبہ رہ نے ایک دن عرض کیا کہ یا حضرت ! ہم بھی عورتوں کی جنس سے ہیں تیل اور کنگھی ہم کو چاہیئے کہ سر پر لگا دیں ، اور بال سیدھے کریں ، آپ نے فرمایا کہ سر کے بال بھی تصدیعہ ہیں ، اگر نہ ہوں تو فراغت حاصل ہو ، بمجرّد یہ الفاظ کہنے کے بی بی صاحبان رہ کے سر سے بال گر گئے ۔[۲]

امدادِ باطنی | منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت نوشہ صاحب رہ آپ کی خدمت میں جا رہے تھے ۔ راستہ میں چند ڈاکوؤں نے جنگل کے درمیان آپ کو فریب دے کر لوٹنے کے واسطے راہ سے علٰحدہ کر دیا ، اُس وقت حضور رہ نے بمکاشفہ قلبی معلوم کر کے آواز دی ، میاں حاجی محمد ! یہ ڈاکو ہیں ، اور تم کو دھوکا دے کر راستہ سے برطرف کر رہے ہیں ، راہِ راست یہی ہے جس پر تم چلے آتے

[۱] بارانموتی ص۵۵ ۔ [۲] ایضاً ص۵۲ ۔ تذکرہ نوشاہیہ ص۵۴ ۔ خزائن

ہو، چنانچہ پندرہ کوس کے فاصلہ پر آپ کی آواز اُن کے کان میں پڑی، اور وہ بتوجہ امدادِ آنجناب ڈاکوؤں سے بچ کر حاضرِ خدمت ہوئے، اُس وقت آپ پشتۂ بلندی پر انتظار میں کھڑے تھے، جب وہ آکر قدمبوس ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں حاجی محمد! ڈاکو تم کو دغا دے رہے تھے، امید ہے کہ ہماری صدا پہنچ گئی ہو گی۔[1]

ف یہ کرامت آپ کو تبعیتِ فاروقی میں ملی، جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے جمعہ کے دن عین خطبہ میں تین بار فرمایا یاساریۃ الجبل اور یہ آواز عین اُسی وقت ساریہ امیرِ لشکر کو پہنچی، جو مدینہ طیبہ سے ایک مہینہ کے راستہ پر کفار سے لڑ رہے تھے، اور قریب تھا کہ اُن کو شکست ہو، یہ آواز سُن کر پہاڑ کو پشت میں لے کر لڑے تو فتح پائی۔

رُویتِ مطلعِ خورشید | آپ کے پوتے شیخ عبدالواحد بن شیخ رحیم داد رہ سے منقول ہے کہ ایک شخص ساری رات خدمتِ حضور میں رہا، صبح کو جب مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو اُس کے دل میں خیال آیا کہ مطلعِ خورشید کس طرح ہو گا آپ نے فرمایا اے فلاں! تم سورج طلوع ہونے کی جگہ دیکھنی چاہتے ہو تو آنکھیں بند کرو، جب آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اُس جگہ موجود تھا، سورج کی حقیقت نظر آئی، اُس کی ہیبت سے کھڑے ہونے کی تاب نہ رہی، اور آنکھیں خیرہ ہو گئیں، آپ نے فرمایا پھر آنکھیں بند کرو، جب بند کر کے کھولیں تو اپنی پہلی جگہ پر کھڑا تھا، اور وہی صبح کا وقت تھا، وضو کر کے نماز ادا کی۔[2]

ظہور بہ امکنہ متعددہ | شیخ عبدالوہاب رہ سے منقول ہے کہ آپ ایک وقت میں متعدد مقامات پر ظہور فرماتے تھے، زمیندار جو رات کو باہر بھگوں پر رہتے ہر ایک کہتا

[1] بزم الجوہر گ ص۱۲۳ [2] ایضاً ص۵۲ غرائب

ہر ایک کہتا کہ آپ رات کو میری بیٹھک پر تھے، دوسرا کہتا کہ میری بیٹھک پر تھے، حالانکہ ہر ایک جگہ میں پانچ چھ کوس کا فاصلہ ہوتا تھا، یہ کرامت جب عام مشہور ہوئی تو ایک فاضل علّامہ جو حافظ قرآن بھی تھے، معہ اپنے ایک معتبر شاگرد کے امتحان کے واسطے آئے، آپ نے اُن کا بہت احترام کیا، نمازِ عشا کے بعد مولوی صاحب رحہ نے اپنے شاگرد کو کہا کہ تم تمام بیٹھکوں پر جاکر پتہ کرو کہ حضور جاتے ہیں یا نہیں، اور میں اِس جگہ رہتا ہوں، چنانچہ شاگرد ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر پہنچا تو آپ پیچھے سے دوڑ کر اُس کو مل گئے، اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوئے، ساری رات تمام بیٹھکوں کا سَیر کیا، جب صبح کو واپس گاؤں کے قریب پہنچے تو پھر آپ اُس کو پیچھے چھوڑ کر مسجد میں پہلے پہنچ گئے، جب وہ آیا تو دیکھا کہ آپ اور مولوی صاحب رحہ دونو وضو کر رہے ہیں، نماز ادا کرنے کے بعد جب رخصت ہوئے تو شاگرد نے کہا کہ حضرت سخی بادشاہ رحہ تمام رات میرے ساتھ رہے ہیں، مولوی صاحب رحہ نے کہا کہ وہ تو عشا سے فجر تک میرے پاس بیٹھے رہے ہیں، آخر وہ دونو معترف و معتقد ہو گئے۔ عہ

ف فقیر شرافت عافاہ اللہ کہتا ہے کہ ایک وقت میں اولیاء اللہ کا متعدد جگہوں پر ظاہر ہونا ممکن ہے، جیسا کہ شیخ الاولیا شیخ بُدھ چشتی صابری رحہ نے فرمایا ہے کہ "اہلِ کمال کو بعد کسب کے صورتِ مثالی حاصل ہوتی ہے، اُس کو صوفیہ وجودِ مکتسب کہتے ہیں۔" عہ

شیخ عین القضاۃ ہمدانی رحہ ایک وقت میں بیس جگہ موجود ہوتے تھے، اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحہ نے اپنا جسم ایک وقت میں پانچ جگہ پر دکھلایا۔ عہ

ہلاکتِ اعدا | منقول ہے کہ چوہدری ساہنپال تارڑ نے آپ کی زیارت کو

جانے کا ارادہ کیا ، اپنے باپ چوہدری مُہماں سے چالیسؔ روپے نذرانہ کے واسطے طلب کئے ، اُس نے کہا کہ اگر میرے مرشد شیخ سلیمان چدھڑ سہروردیؒ کے پاس موضع مانگٹ میں جاؤ تو چالیسؔ روپے دیتا ہوں ، اور اگر شیخ سُلیمان قادریؒ کے پاس بھلوال میں جاؤ تو اُن کو چارؔ روپیہ بھی کافی ہیں ، ساہنپالؒ نے پوشیدہ طور پر گھر سے چالیسؔ روپے لے لئے ، جب حضورؒ کی خدمت میں پہنچ کر نذرانہ رکھا تو آپ نے اُن میں سے چارؔ روپے پکڑ لئے ، اور فرمایا کہ تیرے والد نے اِسی قدر رکھا تھا ، پھر جلالیت میں آکر فرمایا کہ مُہماں کا سَر موچیوں کی رنگ کوب (پھلوہڑ) سے کوٹا جائے گا ، ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مُہماں نے اپنی عورت کو قتل کی دھمکی دی ، اُس نے اپنے ہمسایہ موچی کو کہا کہ جس طرح ممکن ہو اِس کا کام تمام کرو ، رات کو جب مُہماں خوابِ استراحت میں تھا تو اُس موچی نے رنگ کوب سے اس کو مار ڈالا۔

استجابتِ دعا | منقول ہے کہ ایک جذامی آپ کے پاس آیا ، آپ بعالمِ سفر وزیر آباد میں تھے ، وہ اُس جگہ پہنچا ، آپ نے اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور دعائے خیر کی ، وہ اُسی وقت شفایاب ہوا۔

پیشینگوئی | منقول ہے کہ آپ کئی بار موضع گھگا نوالی میں حضرت حاجی الحرمین الشریفین شاہ علاؤالدین حسین علوی عباسیؒ کے ہاں تشریف لے جاتے ، اور فرماتے کہ اس گھر میں ایک قطبِ زمانہ حاجی محمد نوشہ نام پیدا ہوگا ، چنانچہ حضرت نوشہ صاحبؒ وہیں تولد ہوئے۔

افاضاتِ رُوحانی

آپ کی وفات کے بعد بھی مزارِ اطہر سے اُسی طرح فیض جاری ہے ، چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں ۔

جاتے ہیں۔

تجسّدِ ارواح | منقول ہے کہ مؤلفِ کتاب ہذا فقیر شرافت کے اجدادِ پاک میں سے حضرتِ اعلےٰ حافظ شاہ الٰہی بخش برخورداری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولادِ نرینہ نہیں ہوتی تھی، وہ اپنے والد بزرگوار حضرت حافظ شاہ نوراللہ بن حافظ شاہ محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت سخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھلوال تشریف میں حاضر ہوئے، قبرِ منوّر اُن ایام میں خام تھی، اور آس پاس سب جنگل تھا، کسی کو وہاں رات رہنے کی جرأت نہ ہوسکتی تھی، حضرتِ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ میں بیٹھے رہے، آدھی رات کے وقت ایک شیر ظاہر ہوا، وہ استقلال سے بیٹھے رہے، پھر شیر غائب ہوگیا تو ایک اژدہا نمودار ہوا، اُنہوں نے بزبانِ حال کہا۔

شعر

زتیغِ جورِ توکے مے ہراسم   بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

پھر وہ بھی غائب ہوگیا تو خود حضرتِ سخی پیرِ عالیجناب رحمۃ اللہ علیہ نے بجسدِ نورانی روحانی ظہور فرمایا، اور ایک خوبصورت بچہ جس کے دائیں رخسار پر ایک مسّہ تھا گردن سے پکڑا ہوا اُن کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا "لے یہ تیرا انڈھائے دُوم نوشہ ہووے دا" چنانچہ اُن کو خدا تعالےٰ نے وہی لڑکا دیا، جس کا حلیہ مندرجہ بالا تھا، اُس کا نام قل احمد رکھا گیا۔

ف حضرت شاہ قل احمد جیو صاحب پاکذات رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پر حضرت سخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پنجہ مبارک کا نشان بھی موجود تھا جو تمام عمر قایم رہا، گویا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاتمِ نبوت کی وراثت میں اُن کو خاتمِ ولایت کا تمغہ درگاہِ سلیمانیہ سے عطا ہوا، اور وہ نوشاہِ ثانی ہوئے۔

جانے کا ارادہ کیا ۔ اپنے باپ چوہدری مُہماں سے چالیسؔ روپے نذرانہ کے واسطے طلب کئے ۔ اُس نے کہا کہ اگر میرے مرشد شیخ سلیمان چدھڑ سہروردیؒ کے پاس موضع مانگٹ میں جاؤ تو چالیسؔ روپے دیتا ہوں ، اور اگر شیخ سُلیمان قادری رح کے پاس بھلوال میں جاؤ تو اُن کو چارؔ روپیہ بھی کافی ہیں ؛ ساہنپالؒ نے پوشیدہ طور پر گھر سے چالیسؔ روپے لے لئے ، جب حضورؒ کی خدمت میں پہنچ کر نذرانہ رکھا تو آپ نے اُن میں سے چارؔ روپے پکڑ لئے ، اور فرمایا کہ تیرے والد نے اِسی قدر رکھا تھا ۔ پھر جلالیت میں آکر فرمایا کہ مُہماں کا سَر موچیوں کی رنگ کوب (پھلوہڑ) سے کوٹا جائے گا ، ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مُہماں نے اپنی عورت کو قتل کی دھمکی دی ، اُس نے اپنے ہمسایہ موچی کو کہا کہ جس طرح ممکن ہو اِس کا کام تمام کرو ، رات کو جب مہماں خواب استراحت میں تھا تو اُس موچی نے رنگ کوب سے اس کو مار ڈالا۔ؔ

استجابتِ دعا | منقول ہے کہ ایک جذامی آپ کے پاس آیا ، آپ بعالمِ سفر وزیر آباد میں تھے ، وہ اُس جگہ پہنچا ، آپ نے اُس کو اپنے ساتھ کھانا کِھلایا اور دعائے خیر کی ، وہ اُسی وقت شفایاب ہُوا۔ؔ

پیشینگوئی | منقول ہے کہ آپ کئی بار موضع گھگّا نوالی میں حضرت حاجی الحرمین الشریفین شاہ علاؤالدین حسین علوی عباسیؒ کے ہاں تشریف لے جاتے ، اور فرماتے کہ اس گھر میں ایک قطبِ زمانہ حاجی محمد نوشہ نام پیدا ہوگا ، چنانچہ حضرت نوشہ صاحبؒ وہیں تولد ہوئے۔ؔ

اِفاضاتِ رُوحانی

آپ کی وفات کے بعد بھی مزارِ اطہر سے اُسی طرح فیض جاری ہے ، چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں ۔

جاتے ہیں۔

تجسّدِ ارواح منقول ہے کہ مؤلفِ کتاب ہذا فقیر شرافت کے اجدادِ پاک میں سے حضرتِ اعلےٰ حافظ شاہ الٰہی بخش برخورداری رح کے ہاں اولادِ نرینہ نہیں ہوتی تھی، وہ اپنے والد بزرگوار حضرت حافظِ شاہ نور اللہ بن حافظ شاہ محمد حیات صاحب رح کے حکم سے حضرت سخی بادشاہ رح کے مزار پر بھلوال شریف میں حاضر ہوئے، قبرِ منوّر اُن ایام میں خام تھی، اور آس پاس سب جنگل تھا، کسی کو وہاں رات رہنے کی جرأت نہ ہوسکتی تھی، حضرتِ اعلیٰ رح مراقبہ میں بیٹھ رہے، آدھی رات کے وقت ایک شیر ظاہر ہوا، وہ استقلال سے بیٹھے رہے، پھر شیر غائب ہوگیا تو ایک اژدہا نمودار ہوا، اُنھوں نے بزبانِ حال کہا۔

شعر

زتیغِ جورِ توکے مے ہراسم　　بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

پھر وہ بھی غائب ہوگیا تو خود حضرت سخی پیر عالیجناب رح نے بجسدِ نورانی روحانی ظہور فرمایا، اور ایک خوبصورت بچہ جس کے دائیں رخسار پر ایک مسّہ تھا گردن سے پکڑا ہوا اُن کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا "لے ایہ تیرا نڈھائے دوم نوشہ ہووے دا" چنانچہ اُن کو خداتعالےٰ نے وہی لڑکا دیا، جس کا حلیہ مندرجہ بالا تھا، اُس کا نام قُل احمد رکھا گیا۔

ف حضرت شاہ قُل احمد جیو صاحب پاکذات رح کی گردن پر حضرت سخی بادشاہ رح کے پنجہ مبارک کا نشان بھی موجود تھا جو تمام عمر قایم رہا، گویا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمِ نبوت کی وراثت میں اُن کو خاتمِ ولایت کا تمغہ درگاہِ سلیمانیہ سے عطا ہوا، اور وہ نوشاہِ ثانی ہوئے۔

تمثیل ارواح | منقول ہے کہ فقیر شرافت عفا اللہ عنہ کے جد امجد حضرت سید محمد شاہ صاحب رح کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، اُن کے والد اکرم حضرت شاہ محمد امین بن شاہ قبل احمد جیو پاکذات نوشاہ ثانی رح نے فرمایا کہ ہم کو آبا و اجداد سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ درگاہِ سنیمانیہ سے ہی ہوتا ہے، تم وہاں جاؤ، چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ سفر پیدل طے کر کے بھلوال شریف پہنچے، اور دربارِ دُربار پر حاضر ہو کر دعا کی کہ "یا حضرت جنابِ الٰہی سے ایسا فرزند دلواؤ جو اہل علم، حیاتی والا اور با اقبال ہو" جب دعا سے فارغ ہوئے تو ایک ضعیف العمر بزرگ دیکھا، اُس نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ساہنپال شریف سے، اُس پیر مرد نے کہا بھائی صاحب! جو کچھ ان کے (سخی بادشاہ رح کے) پاس تھا وہ تو حضرت نوشہ صاحب رح کو دے گئے، تم یہاں کیوں آئے؟ تین بار یہ کلام فرمایا اور غائب ہو گیا، جو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ خود حضرت سخی پیر عالیجناب رح مثالی صورت میں جلوہ گر ہوئے تھے الغرض وہ دعا مستجاب ہوئی، اور ان کے ہاں اعلیٰحضرت شاہ غلام مصطفےٰ صاحب متولد ہوئے، جو تا حال حیاتِ بابرکات ہیں، اور فقیر شرافت عافاہ اللہ کے پدر عالی قدر ہیں۔

عطائے فرزند | اسی طرح راقم الحروف مؤلف کے والدِ ماجد اعلیٰحضرت شاہ غلام مصطفےٰ صاحب ادام اللہ برکاتہٗ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پدر والا قدر حضرت سید محمد شاہ صاحب رح کے ہمراہ دربارِ حضرت سخی بادشاہ رح پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے، وہاں قبر شریف پر ایک مٹھی بھر تِل (کنجد) کے دانے پڑے تھے، حضرت والد صاحب رح نے مجھ کو فرمایا کہ غلام مصطفےٰ! تجھ کو بشارت ہو، اللہ تعالیٰ بحرمت حضرت سخی بادشاہ رح تجھ کو لڑکا عطا فرما دے گا، کیونکہ یہ تِل روشنی کے مترادف ہیں،

اِن کا تیل

ان کا تیل گھر میں روشنی کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح تیرے گھر کی روشنی فرزند صاحبِ علم ہو گا، چنانچہ اس کے بعد جلد ہی تو (شریف احمد شرافت) پیدا ہوا۔ امید ہے کہ بزرگانِ سلف کی طرح یہ دُعا راقم الحروف مؤلف کے حق میں بھی پوری ہوگی

فیضانِ سلیمانیہ فقیر شرافت عفیٰ عنہ کو متعدد مرتبہ آپ کی زیارت فیض بشارت کا شرف حاصل ہوا، ایک مرتبہ فقیر سُرگی کے وقت روضۂ اطہر میں مراقب بیٹھا تھا کہ حضور نے روحانی ایما سے فرمایا "نے روٹی تے بوٹی" یعنی نان وگوشت، اُس روز سے بطفیلِ حضور اس درویش پر ظاہری و باطنی فیوض کے دروازے مفتوح ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

عملیات

برائے برکت رزق آپ کا اسم شریف بالفاظِ ذیل لکھ کر اگر غلہ میں رکھا جاوے تو کافی برکت ہوتی ہے، مجرّب ہے انشاء اللہ تعالےٰ۔

؎

خدایا بحقِ سلیمان شاہ　　کہ در غلہ برکت شود بے شبہ

کلماتِ طیبات

رضا، تسلیم، ادب۔ آپ کی نگاہِ غیرت سے جب سید شاہ محمد شیرازی شاہپوریؒ بیہوش ہو گئے، اور پھر حضرت بی بی جیونی صاحبہؒ کی سفارش سے افاقہ میں لائے گئے، تو آپ نے اُن کو نصیحت کی کہ فقیر کو رضا و تسلیم درکار ہے نہ ظلم و جفا، ہمیشہ درویش کو ادب کے ساتھ رہنا چاہیے، شفقت اور لطف

کو اپنا شعار بنانا چاہیئے ، کسی کو تکلیف دینے سے احتراز کرنا چاہیئے ۔

سه

اگر از دست برآید دہنے شیریں کن — مردی آں نیست کہ مشتے بزنی بر دہنے عه

زینتِ درویش ۔ فرمایا ۔ فقر و فاقہ ہماری (درویشوں کی) زینت ہے ۔

سه

فقر این ست و فخرِ ما این ست — گرچہ دنیا بسے ست دیں این ست عه

نصایح ۔ آپ کی بی بی صاحبان رہ نے جب اپنے سر کے بالوں کیلئے تیل و کنگھی کی ضرورت ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ فقرا کی عورتوں کو لازم ہے کہ رات کو زمین پر ستھر (خس و خاشاک) بچھا کر سویا کریں ، اور فجر کو جو تنکے بالوں پر جمٹ جاویں وہ ایک دوسری کے بالوں سے خود دور کریں ، اور سردیوں کے موسم میں باہم مل کر سویا کریں ۔ؔ

ملفوظ ۔ حضرت نوشہ صاحب رہ جب آخری مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بزبانِ ہندی فرمایا ۔

عه

" یا میرا ڈھولن چارے بنتے رکھ "

ازواجِ محترمات

آپ کے دو حرم محترم تھے ۔

(۱) حضرت بی بی رودل خاتون رہ ۔

یہ قریشی خاندان سے تھیں ، اِن کے بطن سے بڑے صاحبزادہ پیدا ہوئے ۔

(۲) حضرت بی بی جعرانہ خاتون رہ

له رسالہ احوال گنج صہ ۲۷ عه ایضاً صہ ۵۵ سه تذکرہ نوشاہیہ صہ ۵۴ لعه ایضاً صہ ۱۱۲ خزائن

یہ قوم گوندل

یہ قومِ گوندل سے تھیں ، اِن کے بطن سے بھی اولاد ہوئی ۔

اولادِ کرام

آپ کے دُو فرزند ارجمند تھے ۔[۲]

۱ ۔ حضرت شیخ رحیم داد رح

یہ بڑے متقی متورع تھے ، والد بزرگوار کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھے ، ان کے حالات کتاب شریف التواریخ کے جلد دُوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ میں بضمن طبقہ سلیمانیہ آئیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

یہ حضرت نوشہ صاحب کی بیعت سے سرفراز او ر خلافت یافتہ تھے

ان کے دُو بیٹے تھے ۔

اوّل شیخ عبدالواحد سجادہ نشین جن کی اولاد موجود ہے ۔

دُوم شیخ روشن شاہ ان کی اولاد ختم ہو گئی ۔

۲ ۔ حضرت شیخ تاج محمود رح

یہ قلندر مشرب تھے ، ان کے حالات بھی آگے جلد دُوم میں آئیں گے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

منصبِ سجّادگی آپ کی اولاد تو بہت ہے لیکن منصب سجادگی بڑے صاحبزادہ کی اولاد میں چلا آتا ہے ، چنانچہ زمانہ حاضرہ میں قدوۃ المشائخ حضرت شیخ فیض احمد صاحب دام اللہ فیوضہ درگاہِ سلیمانیہ کے سجّادہ نشین ہیں ، صاحب جذب وجلالیت ہیں ، رعب واقبال میں خصوصیت رکھتے ہیں ، آدابِ طریقت واجازاتِ اشغال واورادِ خاندانِ نوشاہی سے خوب واقف

ہیں، عرس شریف کا انتظام انہیں کے وجود سے ہے، فقیر شرافت عفی عنہ پر بھی
مہربان ہیں، بعض اجازات سے مشرف فرمایا ہے، ان کے دو بیٹے ہیں صاحبزادہ
سید احمد مجذوب اطوار ہیں، اور صاحبزادہ احمد الدین صاحب خوبصورت نوجوان
ولیعہد خلافت ہیں، قابلیت و امارت کے اوصاف سے موصوف ہیں سلمہم اللہ
ان کا نسب نامہ اس طرح پر ہے۔

حضرت شیخ فیض احمد صاحب سجادہ نشین بن شیخ غلام حسن بن شیخ بڈھا
بن شیخ فیض بخش بن شیخ عبد الہادی بن شیخ عنایت اللہ بن شیخ
عبد الواحد بن شیخ رحیم داد بن حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رحمہم اللہ

خلفائے عظام

آپ کے خلفا و مریدین بکثرت تھے، چنانچہ ایک بار حضرت نوشہ صاحب رحمۃ اللہ نے عرض
کیا کہ یا حضرت! جو درویش ہمارے پیر بھائی قریب ہیں، ان کا تو ہم کو علم ہے،
کیا ایسا بھی کوئی یار ہے جس کا ہم کو علم نہ ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں، اکثر یار
ہیں جو کمال کو پہنچ کر رخصت ہوئے ہیں، اور دور دور کے ملکوں پر منصوب
ہیں، بعض ان میں سے ہندوستان میں سکونت رکھتے ہیں، اُن کو واپس
آنے کا حکم نہیں، اور نہ ہی اُن کو عبادت سے اتنی فرصت ہے کہ آ دیں،
صرف ایک یار اُن میں سے ہماری تجہیز و تکفین کے لئے آوے گا، اور تدفین
کے بعد پھر چلا جاوے گا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اکثر خلفا بلاد و امصارِ بعیدہ کی قطبیتوں
پر مامور تھے، اور ان کے احوال صفحۂ تاریخ سے مستور ہیں، کیونکہ وہ مکتوم تھے
اور جو مشہور

اور جو مشہور تھے وہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجددِ اکبر علوی عباسی رح

اِن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) حضرت مُلّا کریم الدین جو کالوی رح

عالِم باکمال فاضلِ بے مثال تھے، اعتقاد وادب میں شانِ بلند رکھتے تھے، فیاض اور غریب پرور تھے، مدت تک موضع جو کالی میں سلسلہ تدریس جاری رکھا[۱]، اکثر بھلوال شریف میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہتے، حضرت نوشہ صاحب بھی اِنہیں کی وساطت سے حضرت سخی بادشاہ رح کی بیعت و ملازمت سے سرفراز ہوئے تھے[۲]، جو کالی ضلع گجرات میں مدفون ہوئے۔

(۳) حضرت دیوان ابو الفتح مُہرت سَدّا کنبوئی رح

صاحبِ علم وفضل درگاہِ پیر کے مقبولوں میں سے تھے، حضور کی کمال محبت ان کے ساتھ تھی، ایک بار آشوبِ چشم سے بیمار ہوئے تو آپ دس کوس کا فاصلہ طے کر کے اِن کی عیادت کو موضع سدّا کنبو میں گئے، اور اِن کے حق میں دعائے خیر فرمائی، یہ صاحبِ کشف تھے، لوگوں کے مافی الضمیر آئینہ کی طرح اِن پر روشن ہوتے تھے[۳]۔ سدّا کنبو ضلع سرگودھا میں مدفون ہوئے۔

اِن کے پوتے حافظ ادریس رح حضرت شاہ عصمت اللہ بن حافظ محمد برخوردار نوشاہیؒ کے خلیفہ ومرید تھے[۴]

(۴) حضرت مُلّا غازی گوندل بھلوالی رح

یہ شیخ کے منظورِ نظر تھے، ہر وقت آپ کی معیت میں رہتے، سفر حضر خلوت جلوت میں ہمرکاب رہتے، گھر کے کاروبار کو بھی سرانجام کرتے، آپ نے نہایت شفقت

[۱] رسالہ احوال گنج ص ۱۰۴ [۲] ایضاً ص ۱۰۵ [۳] تذکرہ نوشاہیہ ص ۲۰۱ [۴] ایضاً ص ۲۸۱ شریف۔

سے اِن کو دستار پہنائی، اور عصائے تبرک دیا، اور فرمایا مُلّا غازی! ہم نے تجھ کو غازیوں کا مرتبہ دے دیا ہے، چنانچہ یہ ہر جگہ مظفر و منصور رہتے، جس جنگ میں جاتے فتحیاب ہوتے، اپنے آپ کو حضرت سخی بادشاہ رحمہ کا حقیقی فرزند سمجھتے، شیخ رحیم داد کے ساتھ نہایت خلوص تھا۔[۵۵]

(۵) حضرت شیخ ہموں فقیر رحمہ

یہ مجذوب اطوار تھے، ایک بار مُلّا غازی رحمہ کو خواب آئی کہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ نے مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیا ہے، شیخ ہموں رحمہ نے جلدی سے پکڑ کر نوش کر لیا ہے، صبح کو جب حضور کے سامنے ہوئے تو آپ نے فرمایا مُلّا غازی! ہم کیا کریں؟ دودھ تو ہموں نے پی لیا، اِس کے بعد مُلّا غازی ساری عمر اِس بات کا افسوس کرتے رہے، اور اِن کا حال روز بروز ترقی پر رہا۔[۵۶]

(۶) حضرت چوہدری پیچو تارڑ رحمہ

اِبنِ پیچو بن بھٹی بن سُلطان بن دُیحی بن کورو بن چوٹ بن واچھو بن کھڈہا بن اندرائے بن بھی بن بال سُدھ بن سوئیں بن رائے تارڑ (مورثِ قومِ تارڑ) بن سُدھ بن ھرڑ بن تُنہا بن تلوچر بن ھرہنب بن لوہ بن کرن بن سورج (مورث خاندانِ سورج بنسی)

یہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ کے راسخ الاعتقاد مرید تھے، پیشہ کاشتکاری کیا کرتے، اکثر ملازمتِ شیخ میں حاضر ہُوا کرتے، ایک بار حضرت نوشہ صاحب رحمہ بھی اِن کے ہمراہ بھلوال تشریف گئے تھے، اِنہوں نے اپنے نام پر ایک گاؤں بنامِ کوٹ پیچو آباد کیا اِن کی اولاد وہیں سکونت پذیر ہے اور خاندانِ سلیمانیہ کی خادِم ہے۔

ان کی اولاد میں سے ایک شخص صوبا المعروف موسے زمیندار میرا مخلص مرید ہے ابن عمر بن کتا بن

۵۵ تذکرہ نوشاہیہ صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲
۵۶ ایضاً صفحہ ۲۰۱
۵۷ ایضاً

بن کشا بن صاحبزادہ بن خان محمد بن سعد اللہ بن دلیل بن سماعل بن چوہدری بیجو تارڑ رحمہ اللہ۔

(۷) حضرت چوہدری علاوالدین تارڑ رح

ابن لکھو بن چھجو بن بھٹی بن سلطان تارڑ۔ ان کو حضرت سخی بادشاہ رح نے خود موضع جوکالی میں جاکر مرید کیا، اور نصف گاؤں کی سرداری کی بشارت دی، یہ اپنی قوم میں باعزت تھے عہ

ان کے چار بیٹے تھے (۱) چوہدری مٹھا۔ اس نے جوکالی کے پاس علیحدہ گاؤں بنام چک مٹھا آباد کیا، اس کی اولاد وہاں موجود ہے۔ (۲) چوہدری میرک۔ اس نے اپنے نام موضع چک میرک آباد کیا جو قصبہ پھالیہ کے پاس ہے، اس کی اولاد وہاں موجود ہے۔ (۳) چوہدری حسین۔ اس کی اولاد جوکالی میں آباد ہے۔ (۴) چوہدری جان محمد۔ اس کی اولاد میں سے آج کل جوکالی میں چوہدری دیدار بخش ذیلدار زندہ موجود ہے ابن چوہدری سکندر خاں (متوفی ۱۳۵۲ھ) بن پیر بخش بن عطر بن واحد بن کندو بن لدھا بن محبت بن جان محمد بن چوہدری علاوالدین تارڑ رحمہ اللہ۔

(۸) حضرت شیخ ہندی رح

یہ ہندوستان کے قطب تھے۔ بموجب وصیت کے انہوں نے آکر حضرت سخی پیر رح کی تجہیز و تکفین کی، اور واپسی دریائے چناب سے گذرتے ہوئے حضرت نوشہ صاحب رح کو غائبانہ سلام و پیام پہنچا گئے، کیونکہ ظاہر ملنے کی اجازت نہ تھی عہ

(۹) حضرت بابا لکن شاہ درویش رح

یہ قوم برہمن گوسائیں سے تھے۔ موضع اٹھن متصل قادر آباد میں متولد ہوئے

عہ بارانوار ص ۹۳ عہ ایضاً ص ۱۹۳ نیز

اور کوہِ ٹلّہ پر جاکر بابا دریا ناتھ جوگی کے مرید ہوئے، اور بعد ریاضات و مجاہدات کے جوگ حاصل کیا، وہ مرید باباگورکھ ناتھ کے، وہ مرید بابا مچھندر ناتھ کے، وہ مرید بابا جلندر ناتھ کے، وہ مرید مہادیو جی کے جن سے سلسلہ جوگیہ کا پنتھ شروع ہوا۔

پھر بابا للّن شاہ نے بعد حصول کمال کے بھلوال شریف کے قریب ڈیرہ لگایا اور حضرت سخی بادشاہ رح کی صحبت سے بھی مستفیض ہوتے رہے، اِن کا مکان وسمادھ بھلوال شریف سے مغربی جانب ہے۔

آج کل بابا کالشتی داس گدی نشین ہے، وہ مرید بابا نانک داس کا، وہ مرید باباکرشن کنور قادرآبادی کا، اسی طرح بچند واسطہ درمیانی یہ سلسلہ بابا للّن شاہ تک پہنچتا ہے۔

ف کتاب دبستانِ مذاہب جو عہدِ شاہجہانی کی ایک تاریخی کتاب ہے، اس میں طائفہ جوگیاں کے احوال میں لکھا ہے کہ "(جوگیاں) چنیں گویند کہ بابارتن حاجی یعنی گورکھ ناتھ داپیغمبر بودہ وحضرت رسالت پناہ صلعم را بر وردہ وراہِ جوگ را از نبی علیہ السلام فراگرفتہ"۔

اُسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ "ہندی زبان میں فنِ جوگ کے متعلق بہت کتابیں ہیں جیسا کہ سوآتمارام جوگی کا رسالہ بہت بردانک، اور گورکھ ناتھ کا رسالہ گورک سنگھ اور انبرت کند، میں نے (مؤلف دبستانِ مذاہب نے) دیکھا ہے کہ انبرت کند کو فارسی میں بنام حوض الحیات ترجمہ کیا گیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ گورکھ ناتھ سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہے، اور مچھندر سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہے"۔

مدحیات

آپ کی تعریف میں کئی شاعروں نے نظمیں لکھی ہیں، یہاں صرف حضرت مولوی حکیم غلام قادر شاہ صاحب اثر انصاری نوشاہی برقندازی جالندہری کی ایک غزل لکھی جاتی ہے۔

غزل

مطلعِ انوارِ سرمد شاہ سلیمانِ سخی — مخزنِ اسرارِ احمد شاہ سلیمانِ سخی
شاہِ معروفِ نوشاہی را فروغِ خانماں — نورِ عینِ سید احمد شاہ سلیمانِ سخی
زینتِ صدرِ حقیقت شمعِ بزمِ معرفت — حامئی شرعِ محمد شاہ سلیمانِ سخی
ہست منظورِ تہ جیلاں بحسنِ اعتقاد — مرشدِ طلاب بارشد شاہ سلیمانِ سخی
آستاں بوسانِ درگاہش قلندر مے بوند — فیضِ قطبیت بدارد شاہ سلیمانِ سخی
در صفا معروفِ کرخ و در تقا یعقوبِ چرخ — بایزیدِ وقت آمد شاہ سلیمانِ سخی
سرمۂ چشمِ حقیقت ہست خاکِ عتبہ اش — اے خوشا میلے بہ بخشد شاہ سلیمانِ سخی
بنگر داز روزنِ دل ملکِ یاھو را بغور — گر بکس زالقا بہ بیند شاہ سلیمانِ سخی

دولتِ کونین یابم اے اثر گر یک رہم
در حضورِ خود بخواند شاہ سلیمانِ سخی

واقعۂ وفات

سپردِ مریداں | آپ نے اپنے آخری ایام میں اپنے موجودہ یاروں اور فرزندوں کو اپنے خلیفہ اعظم حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی رح کے سپرد فرمایا، اور اعلان کیا کہ جس شخص کو خدا تعالےٰ کی طلب ہو وہ ہمارے خلیفہ میاں حاجی محمد نوشہ

کے پاس جاوے، جو اس سے سرتابی کرے گا، زیان اٹھائے گا۔

تاریخ وفات | حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رحمہ کی وفات شب جمعہ بتاریخ ستائیسویں[۲] رمضان المبارک ۱۰۱۲ھ ایکہزار بارہ ہجری مطابق ۱۶۰۴ء ایکہزار چھ سو چار عیسوی موسم[عہ] سرما میں بعہد سلطنت سلطان ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں بادشاہ ہوئی۔

مدفن پاک | آپ کا مزار پر انوار بھلوال شریف ضلع سرگودھا میں ہوا، شیخ ہنڈی رہنے آ کر خدمت تجہیز و تکفین کو ادا کیا۔

کرامت | صاحب تحایف قدسیہ نے لکھا ہے کہ دوسرے دن آپ کی تربت کو دیکھا گیا تو زمین سے برابر تھی، دوبارہ بنائی گئی، پھر برابر ہو گئی، سہ بارہ بنائی گئی، پھر ہموار ہو گئی، اولاد و خلفا نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ یا حضرت آپ تو ستر احوال پسند کرتے ہیں، لیکن ہم کو خواہش ہے کہ آپ کی قبر شریف کی زیارت سے آنکھوں کو منور کریں، اور آپ کے وسیلہ سے حاجات چاہیں چنانچہ چوتھی مرتبہ قبر تیار ہو گئی۔

روضۂ اقدس | زمانہ دراز گذر جانے کے بعد حضرت شیخ غلام حسن بن شیخ بڈھا سجادہ نشین رحمہ نے اپنے عہد خلافت میں بماہ بلاڑ سمت ۱۹۴۵ بکرمی مطابق ۱۳۰۶ھ میں مزار پر گنبد کی تعمیر شروع کی، اثنائے تعمیر میں اُن کا انتقال ہو گیا، تو بعد از اں شیخ فضل حسین صاحب بھلوالی نے روضہ شریف کی عمارت کو تکمیل تک پہنچایا، روضہ اطہر عالیشان وسیع ہے، اندر چبوترہ پر پانچ قبریں ہیں، درمیانی قبر جو قدرے بلند ہے وہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ کی ہے، اور آپ کے متصل مشرقی قبر شیخ عبدالواحد بن شیخ رحیم داد کی اور اس سے مشرقی قبر آپ کے فرزند اکبر شیخ رحیم داد رحمہ کی، اور

حضرت سخی

لہ رسالہ انوبگ صفحہ ۱۳۸ و صفحہ ۱۳۹

عہ عمدۃ العلوم۔ تاریخی کی رو سے ۲۷ رمضان ۱۰۱۲ھ کو جمعہ کا دن اور ۱۰ فروری ۱۶۰۴ء، پھاگن سمت ۱۲۹۱ بکرمی تاریخ ۱۲ پھاگن تھی۔

حضرت سخی بادشاہ رحمہ کے متصل مغربی قبر شیخ عبد الوہاب بن شیخ تاج محمود رحمہ کی، اور
اس سے مغربی قبر حضور کے فرزند اصغر شیخ تاج محمود رحمہ کی ہے۔

سے

تعالی اللہ مکانے فیض دمساز　　باطرافش ملائک سجدہ پرداز
زمین مقدم او دارد آں نور　　کہ خاکش را فلک مے بوسد از دور

روضہ مبارک موضع بھلوال قدیم سے بفاصلہ ایک فرلانگ شمالی طرف، اور شہر
بھلوال جدید منڈی سے دو میل مغرب کو برلب سڑک واقعہ ہے۔ فقیر شرافت
عافاہ اللہ کئی مرتبہ زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔

مسجد سلیمانیہ | روضہ شریف کے متصل مسجد پختہ موجود تھی جو امتدادِ زمانہ کے باعث
منہدم ہو گئی، اب پھر اس سال رواں یعنی ۱۳۵۵ھ میں شیخ فضل حسین صاحب نے
دوبارہ پختہ تعمیر کروائی ہے۔

ایک پورانا تالاب درگاہِ سلیمانیہ کے سامنے ہے، پہلے خام تھا، اسی سال میں
شیخ صاحب مذکور نے وہ بھی پختہ بنوا دیا ہے۔

تالاب سے شمالی طرف ایک حجرہ خام تھا، جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں
حضرت نوشہ صاحب رحمہ معتکف رہے تھے، اب اس سال میں بابا غلام رسول
درویش نے بایمائے روحانی میاں محمد فاضل صاحب نوشاہی سندر پوری رحمہ اپنے خرچ
سے وہ بھی پختہ بنوا دیا ہے۔

مسافروں اور مجاوروں کے لئے ایک دائرہ مسقف بنا ہوا ہے، چند مکانات بھی
ہیں، سایہ دار درخت بہت ہیں، چاہِ رواں بھی پاس ہے، لیکن پانی قدرے
شور ہے، سجادہ نشین کے رہائشی مکانات بھی وہیں موجود ہیں، روضہ شریف

کے آس پاس پورا نا قبرستان ہے۔

عرس شریف | آپ کا عرس مبارک ابتدا سے ہر سال بتاریخ ہفتم محرم الحرام ہوتا ہے۔ اب حضرت شیخ فیض احمد صاحب سجادہ نشین نے ۱۳۲۴ھ سے ہر سال درگاہِ عالیہ پر پانچویں ماہ ہاڑ کمیلہ کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ جس پر ہزاروں لوگوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

چو شاہِ سلیماں ز عالم برفت — بہ خلدِ بریں یافت مسندِ کمال

ز نوشاہیِ خستہ تاریخ داں — حبیبِ سخی شاہِ جوادہ سال

منہ

فوت شد چوں شاہ سلیمانِ سخی — یافت در فردوس جائے نیک بہ

انتقالِ پیرِ نوشاہی چو جست — شد ندا از غیب۔ شیخ الہند زہ

منہ

ز دنیا رفت چوں آں سروِ آزاد — بفردوسِ بریں شد خرم و شاد

بگفتم رحلتِ شاہِ سلیماں — حبیب و مرشدِ گیتی۔ سخی یاد

منہ

وصالِ مخزنِ اسرارِ رحماں — منعم قادری شاہِ سلیماں

منہ

رفت بجنات سلیمان شاہ

وصل بخواں۔ پاک و سخی بادشاہ

منہ درجناں

منہ

درجناں رفت پیر ما عاہل ہست ترحیل۔ ذاکر کاہل

منہ

باغ فردوس یافت چوں اکمل رحلتش ہست۔ صاحب افضل

دیگر

از اسماء الحسنٰی

ضارّ ھو۔ واجد حفیظ

جواد حفیظ

وھّاب حفیظ ذاکر مالک

حنّان قابض منعم خبیر

ربّ خبیر برّ خبیر۔

آخر صانع وارث قادر

رافع ستّار ارفع ستّار

از آیت شریف

واعلموا ان اللہ مع المتقین = والذین ھجروا

فصل بست ششم

حالات حضرت سید شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش علوی قدس سرہٗ

اوصافِ جمیلہ آپ سراج العارفین، شمس العاشقین، دلیل المتورعین، جلیل المتصوفین، قطب الثقلین، غوث الفریقین، سلطان الاولیا، برہان الاتقیا، امامِ صدرِ ولایت، ضیائے بدرِ ہدایت، علامۂ اصحابِ شریعت، سلالۂ اربابِ طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، کاشفِ اسرارِ معرفت، ہادیٔ راہِ ارشاد، ولیِ مادرزاد، صاحبِ جذب وصحو وسکر وعشق ومحبت وذوق وشوق وزہد وریاضت وتقوٰے وعبادت وخوارق وکرامات تھے، فقر میں مقاماتِ بلند اور شانِ ارجمند رکھتے تھے، حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری بھلوالی رحمہ کے مرید وخلیفہ اعظم تھے۔

نام ولقب آپ کا اسمِ گرامی حاجی محمد، لقبِ سامی نوشہ، خطاب گنج بخش، وارث الانبیا، غالب الاولیا، مجددِ اکبر، پہلوانِ سخی، بھورے والہ تھا۔

نسب نامہ پدری آپ خاندانِ عالیشان ساداتِ صحیح النسب علوی عباسی کے معزز رکن تھے، سیادت ونجابت موروثی رکھتے تھے۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید ابو اسمٰعیل علاء الدین حسین غازیؒ تھا جو اکابر اولیائے وقت سے تھے، سات حج پیادہ چل کر کئے، ان کا مزار گھگانوالی سے جانب نیرت ایک میل کے فاصلہ پر، موضع بھیکھے والہ سے مغرب کی طرف اور موضع دھنی سے مشرق کی طرف بنام "درگاہِ حاجی غازی صاحبؒ" مشہور وزیارت گاہِ خلائق ہے

ابن سید ابوالعلاء شمس الدین سنگی شہید بن سید ابو سلیمان جلال الدین بن سید ابو محمد

عبداللہ ذاکر کھو بن سید صاحب الدین المعروف بہ شاہ بنفشاہ بن سید گل محمد بن سید

معز الدین بن سید اوحد الدین عبدالصمد الملقب بہ شاہ سوہند ابن سید عطاء اللہ

بن سید عبیدالاول زاہد بن سید محمود شاہ الملقب بہ پیر جالب بن سید کمال الدین

احمد شاہ بن سید ابوالمنصور جلال الدین سلطان شاہ بن سید امین الدین

محمد شاہ بخت منذ الملقب بہ منور بن سید حمید الدین سکندر شاہ بن سید برہان

الدین شبیرہ بن سید جلال الدین گوہر شاہ بن سید عز الدین الملقب بہ شاہ عزت

بن سید جمال الدین اسحاق رد شمشیر بن سید عبدالحق سجن بن سید ابوالعباس

زمان علی محسن بن سید ابو عبداللہ عون قطب شاہ بغدادی بن سید یعلےٰ قاسم

بن سید حمزہ ثانی بن سید طیار بن سید قاسم بن سید علی بن سید جعفر بن

سید ابوالقاسم حمزۃ الاکبر بن سید ابوالعباس حسن بن سید ابو علی عُبیداللہ

المدنی بن سید ابوالفضل عباس علمدار شہید کربلا بن حضرت سید امام

ابوالحسن علی المرتضےٰ علیہم السلام والرضوان۔

ف آپ کے آبا و اجداد کے حالات میں میں نے (شرافت نے) ایک علیحدہ کتاب

بنام تاریخ عباسی لکھی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوشہ

صاحب رحمۃ تک بلکہ اپنے تک سب بزرگوں کے حالات مستند تذکروں سے لکھے ہیں۔

نسب نامہ مادری | حضرت نوشاہ عالیجاہ رح کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی

جیونی رحم تھا جو عارفات کاملات سے تھیں بنت شیخ عبداللہ مفتی قصبہ بہیلال

ضلع گجرات (نومسلم) بن خرن بن جیون بن جینگا بن چوکھا بن کالا بن ستھو بن

منہاس [مورث قوم منہاس راجپوت] بن بھاؤ بن ادیر چند بن بھدر بن لوہ

بن راجہ کرن بن سورج حاکم جموں۔

خاندانی حالات سادات علوی پہلے مدینہ طیبہ میں سکونت گزیں تھے۔ ان میں سے پہلے سید ابوالقاسم حمزۃ الاکبر بن حسن علوی بغداد شریف میں آ بسے اور کثیر الاولاد ہوئے ان کی اولاد میں سے سید عون بن یعلیٰ قاسم ؒ، حضرت غوث اعظم ؒ سے قطب الہند کا خطاب پاکر اُن کے حکم سے تبلیغ کے واسطے ہندوستان وارد ہوئے۔ اور ہندوؤں کی کئی قوموں کھوکھر، چوہان وغیرہ کو اسلام میں داخل کیا اور اُن کے رئیسوں کی بیٹیوں سے شادیاں کیں اور اولاد ہوئی۔ پھر خود واپس بغداد چلے گئے ۵۵۲ھ میں وفات پائی ان کے کئی بیٹے اس ملک میں آباد ہوئے۔ ان میں سے سید زمان علی محسن اپنے ننہال کی قوم پر بنام شاہ کھوکھر مشہور ہوئے کوہ کرانہ پر تخت نشین رہے۔ ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔ توی ملکانی کے کنارہ پر بمقام فری ان کا مزار موجود ہے۔

ان کی اولاد میں سے سید سکندر شاہ انور بن سید برہان الدین دوابہ رچنہ میں چلے گئے بعلاقہ ساندر بار میں حکمرانی کی۔ شہر ڈھکوٹ کو مقام ریاست بنایا ۶۹۴ھ میں انتقال کیا۔

ان کے پوتوں میں سے سید سلطان شاہ بن سید محمد شاہ نے مقام رام دیانہ علاقہ گوندل بار میں رہائش اختیار کی ۷۳۴ھ میں وفات پائی۔

ان کے پوتوں میں سید محمود شاہ الملقب بہ پیر جالب بن سید احمد شاہ نے زیادہ عزت واقتدار حاصل کیا اور بانی خاندان ہوئے ۸۳۰ھ میں وفات پاکر رام دیانہ میں دفن ہوئے۔

ان کی اولاد میں سے سید جلال الدین بن سید عبداللہ ذاکر ھُو بمقام گھوگا نوالی رونق افروز ہوئے جو ضلع گجرات، تحصیل پھالیہ قصبہ قادر آباد سے مغرب کی طرف ایک گاؤں ہے۔ ۹۳۱ھ میں وفات پائی۔ تین چار پشت اسی موضع میں گزریں۔ حاجی الحرمین سید علاء الدین بن سید شمس الدین کے ہاں حضرت نوشہ صاحب کی

پیدائش کا فخر اسی موضع کو حاصل ہوا۔

تاریخ ولادت | آپ کی ولادت باسعادت شب دوشنبہ بتاریخ یکم رمضان المبارک ۹۵۹ھ نو سو انسٹھ ہجری مطابق ۱۵۵۲ء ایکہزار پانسو باون عیسوی میں بمقام گھگانوالی ہوئی۔

عطائے خرقہ | حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رہ بالہام غیبی گھگانوالی تشریف لائے اور اپنے لباس میں سے ایک کپڑا دیا کہ اس لڑکے کو اس میں لپیٹنا، اور مائی صاحبہ رہ کو ارشاد فرمایا کہ اس بچے کو احتیاط سے رکھنا، اور ہر وقت اس کی خبرگیری کرنا، اور ہم بھی اس کی خبر لیتے رہیں گے۔

ف منقول ہے کہ یہ کپڑا وہ خرقہ تھا جو حضرت غوث الاعظم رہ نے اپنے فرزند اکبر شیخ عبدالوہاب رہ کو عطا فرمایا تھا، اور وہ سلسلہ وار حضرت سخی بادشاہ رہ کو پہنچا تھا۔

تربیت | آپ کے والد بزرگوار تو اکثر سفر حج میں رہتے تھے، انہوں نے سات حج پاپیادہ کئے ہیں، اس لئے زیادہ تر آپ کی تربیت اپنی والدہ ماجدہ اور چچا صاحب شاہ رحیم الدین علوی رہ کی آغوش میں ہوئی۔

آپ کی محافظت کے لئے ملائکہ نوری مقرر تھے، اور پاک نہاد مرد و عورتیں جو باطہارت ہوں آپ کو اٹھاتی اور بہلاتی تھیں، اگر کوئی ناپاک جسم والی عورت آپ کو ہاتھ لگانا چاہتی تو ہرگز نہ اٹھاتی۔

شباب | جب آپ حد بلوغ کو پہنچے تو اس قدر طاقت آپ کے وجود اقدس میں ظاہر ہوئی کہ بتیس تیس سالہ نوجوان کو مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکتی تھی، آپ کو تیر اندازی کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ اس فن میں ایسا کمال حاصل کیا کہ کبھی

آپ کا نشانہ خطا نہ جاتا تھا، چند جنگوں میں آپ نے شرکت کی، اور ہر جگہ فتحیاب رہے۔ؑ

یادِ الٰہی کا شوق اوائل میں ہی جاذبۂ الٰہی نے ایسی کشش کی کہ آپ گھر سے تنہا نکل کر جنگل میں چلے گئے۔ ایسے ویرانہ میں مقام کیا، جہاں پانچ پانچ کوس تک گرد نواح میں کہیں آبادی کا نشان نہ تھا، دن کو صائم رہتے، اور رات کو قیام کرتے، وجہ قوت عناب صحرائی جن کو جھڑ بیر (بہنجو) کہتے ہیں، یا درختوں کے پتے یا سبز گھاس تھی، جس سے روزہ افطار کرتے، اور دن رات کسی درخت کے سایہ میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے، کچھ عرصہ کے بعد کسی زمیندار کو حضور کا پتہ چلا تو وہ روزانہ ایک کاسہ شیر آپ کی خدمت میں لے جایا کرتا، اور آپ اس سے افطار فرمایا کرتے ؎

شادی خانہ آبادی جب آپ کا شہرہ اکثر زبان زد خلائق ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ جو جستجو میں رہا کرتی تھیں، اپنے قبیلہ کے بعض لوگوں کو ساتھ لے کر جنگل میں گئیں، اور آپ کو گھر واپس لائیں، اور خیال کیا کہ اگر ان کا نکاح کیا جائے تو شاید اپنے گھر میں دل جمعی سے بیٹھ جائیں، اس لئے موضع نوشہرہ تارڑاں میں جو دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر ایک مشہور گاؤں تھا، اپنی قوم کے ایک محترم بزرگ حضرت شیخ فتح محمد رح کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح کیا ؎

سکونتِ نوشہرہ آپ نے جب نوشہرہ تارڑاں کو دیکھا کہ دریا کے کنارہ پر ہے اور مکان بہت خوب ہے، اور اس جگہ کے باشندے بھی نیک نہاد ہیں، اور یہاں عبادت کا بھی اچھا موقعہ ملے گا، تو آپ نے گھگا نوالی سے ترک کر کے یہاں اپنے سسرال کے گھر قیام کیا، والدین کبھی کبھی یہاں آکر آپ کو مل جایا کرتے ؎

تحصیل علوم آپ کو علم کا شوق جوانی میں پیدا ہوا، چند سبق تو اپنے والد بزرگوار سے پڑھے،

؎ رسالہ احوال بزرگ صفحہ ۹۸ ؎ ایضاً صفحہ ۸۲ ؎ ایضاً صفحہ ۸۵ و صفحہ ۹۶ ؎ ایضاً صفحہ ۸۶ تا ۸۷،

سے پڑھے۔ اور پھر حضرت شاہ علاء والدین رح آپ کو موضع جاگو نارڑ میں حضرت مولوی حافظ قائم الدین رح اور بقول صاحب تحقیقاتِ چشتی حافظ بڈھا صاحب رح قاری کے پاس لے گئے، جو قرأت سبعہ کے ماہر تھے[۹۶] اور کمالیتِ باطنی بھی اس قدر رکھتی کہ جب وہ سوتے تو صدائے اسم ذات اُن کے قلب سے ظاہر ہوتی تھی[۹۷]، اُن کا درس عام تھا، آپ وہیں داخل ہوئے۔

اگرچہ آپ سبق میں بہت کوشش کرتے لیکن قرأت کے قواعد و مخارج اچھی طرح ادا نہ ہوتے تھے، اتفاقاً ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے اور فرمایا کہ میاں حاجی محمد! ہم فرشتے ہیں، اور خدا کے امر سے تجھے تعلیم قرآن دینے آئے ہیں، اپنا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا تو فرشتہ نے منہ میں انگلی رکھی، اور فرمایا کہ فلاں حرف کا یہ مخرج ہے، سارے حروف کے مخارج انگلیاں رکھ کر بتائے، صبح کو بیدار ہوئے تو قرأت ازبر تھی، استاد سے سبق لینے لگے تو اس طرح الفاظ ادا ہوتے تھے کہ حافظ صاحب رح سے بھی ایسے ادا نہ ہو سکتے تھے[۹۸]

کشفِ علوم | فرشتوں کے تعلیم دینے سے علومِ لدنی کے دروازے آپ پر کھل گئے، قرآن مجید حفظ ہو گیا، اصول و فروع میں پوری دسترس ہو گئی، علوم منقول و معقول کی تحصیل کر کے علمائے متبحرین سے ہوئے، حافظ صاحب رح نے سند علمیہ دے کر آپ کو رخصت کیا، اور آپ کے کمالاتِ روحانی کے اس قدر گرویدہ ہوئے کہ بطورِ تکریم فرمایا کہ الحمدللہ آپ جیسا کامل انسان ہماری شاگردی میں رہا، امید ہے کہ قیامت کے دن آپ کی طفیل ہماری بھی نجات ہو جائے گی، اور ہم کو فراموش نہ کر دینا، چنانچہ آپ فضائلِ علمیہ سے معمور ہو کر واپس نوشہرہ میں تشریف لائے[۹۹]

قال و حال | خود حضور رح نے فرمایا ہے کہ میں نے یہاں تک تعلیم حاصل کی، کہ تمام قال

۹۶ تذکرہ... ۹۷ ایضاً ص ۱۱ ۹۸ ایضاً ص ۱۲ ۹۹ ایضاً

میرا حال ہو گئے، صاحبِ رسالہ نے آپ کے الفاظ اس طرح لکھے ہیں:

"بعد از فراغ تجوید قرآن مجید از صحبت سراسر بہجت وحصول مسائل اصول فرائض و سنن و مستحبات و فروع آں کہ از مقال ہمہ حالِ من گشتند۔" عہ

سیرِ لاہور کچھ عرصہ کے بعد آپ کو سیرِ لاہور کا شوق پیدا ہوا تو چند مخلص ہمراہیوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے لاہور وارد ہوئے، اور زیاراتِ مزاراتِ بزرگاں سے مشرف ہوئے، خصوصاً حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رح کے مزار شریف سے بہت کچھ استفاضہ کیا، نیز مشائخ زندگان کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے، خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی رح جو قطبِ مکہ تھے، اور ان دنوں لاہور میں شیخ فرید بخاری٭ رح کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اُن سے بھی استفادہ کیا، اور اُن کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ عہ

واقعۂ بیعت اگرچہ عبادت و ریاضت میں آپ ہر دم مشغول رہتے تھے، لیکن علم معرفت جو اسرار و حقائقِ صدریہ سے ہے سوائے وسیلۂ شیخ کامل کے حاصل ہونا غیر ممکن ہے، اس لئے لاہور سے واپس آتے ہی آپ کا ارادہ ہوا کہ کسی بزرگ صاحبِ نسبت کی ملازمت اختیار کریں، تلاشِ فقرا میں ہوئے، اتفاقاً کسی آدمی سے حضرت مُلا کریم الدین جوکالوی رح کی تعریف سنی جو کہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح کے خلفائے بزرگ میں سے تھے، اُن کی ملاقات کی، اور حضرت سخی بادشاہ رح کے محامد و اوصاف وہاں سے سُن کر دل میں عشق موجزن ہوا، اور برفاقتِ مُلا صاحب رح بھلوال شریف پہنچ کر حضرت شیخ رح کے شرفِ دیدار سے مشرف ہوئے، مُلا صاحب رح نے آگے ہو کر آپ کی ساری حقیقت بیان کی، حضرت سخی بادشاہ رح نے فرمایا۔ مولوی صاحب! ہم اس جوان کے حال سے خوب واقف ہیں، اس نے

عہ رسالہ احمد بیگ ص۱۱۶ عـہ ایضاً ص۱۰۲ ٭ شیخ فرید بخاری جو امرائے جہانگیری سے تھے، محرم ۱۰۱۵ھ میں بادشاہ نے مرتضیٰ خاں کے خطاب سے نوازا، چنانچہ تو زکِ جہانگیری میں لکھا ہے: "بہر حال را کہ جنگ دراں مقام دست دادہ بود شیخ فرید مرحمت نمودم و اورا بخطاب والائے مرتضیٰ خاں سرفراز گردانیدم" اور عہدہ بخشی بیگی اور منصب پنجہزاری سے بھی مشرف ہوئے، اور بقول صاحب قاموس المشاہیر ۱۰۲۵ھ میں وفات پائی۔

ہیں، اس نے ہم کو بہت انتظار کروائی ہے، اور خوشی سے اُن کا چہرہ گُل گلاب کی طرح شگفتہ ہوا، پہلی ہی نظر سے آپ کی حالت دگرگون ہوگئی، لیکن چونکہ استعدادِ عالی رکھتے تھے، اس لئے حتی الوسع اپنے آپ کو سنبھالا اور بحال رہے ؎

بیعت و پیرِ دامانت | حضرت سخی پیر رح نے فرمایا میاں حاجی محمد! سامنے آؤ، آپ سامنے ہوئے اور قدمبوسی کی، حضرت شیخ رح نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر بطریقِ مسنون بیعت کیا، اور بکمالِ مہربانی سے گلے لگاکر معانقہ کیا، اور زبانِ مبارک سے فرمایا الحمد للہ کہ حقدار کو حق پہنچ گیا، اور امانت اپنے اہل کو موصول ہو لی، اور حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی رح کے امانت دینے کا سارا واقعہ آپ کے روبرو بیان کیا ؎

سُکر و صحو | قاضی رضی الدین کنجاہی رح سے منقول ہے کہ آپ حضرت سخی بادشاہ رح کی ایک ہی نظرِ فیض اثر سے مجذوب ہوگئے، حالتِ سُکر نے ایسا غلبہ کیا کہ دنیا اور مافیہا کی کچھ ہوش نہ رہی، ایسی بیخودی طاری ہوئی کہ تین ماہ تک ایک ہی پہلو میں پڑے رہے، کھانے پینے، بولنے کی کچھ خبر نہ تھی، اس کے بعد پیرِ روشنضمیر نے آپ پر نظرِ رحمت ڈالی، تو آپ ہوش میں آگئے، اور سُکر صحو سے مبدّل ہوگیا، اور آپ فیضانِ باطنی سے معمور ہوکر واپس نوشہرہ تشریف لائے۔

مرزا احمد بیگ لاہوری رح لکھتے ہیں کہ اسی عرصہ تین ماہ میں آپ کو تمام مراتبِ فنا و بقا اور مقاماتِ سلوک طے ہوگئے، اور یہ محض جذبۂ ربّانی اور توجہ شیخ کامل رح کا نتیجہ تھا ؎

زیارتِ شیخ کو جانا | پھر آپ کو عشق غالب ہوا تو بھلوال تشریف پاپیادہ گئے، حضرت سخی پیر رح نے فرمایا کہ پیادہ سفر کرنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے، اب گھوڑی

ے تحفۃ السالکین ص ۱۰۱ ے ایضاً ص ۱۰۱ ے ایضاً

پر سوار ہو کر آیا کرنا، چنانچہ اس کے بعد آپ نے ایک گھوڑی خرید لی، اور سوار ہو کر زیارت کو جایا کرتے؎

حضرت سخی بادشاہ رح کا معمول تھا کہ جب کبھی آپ زیارت کے لئے بھلوال شریف جاتے تو حضرت شیخ رح تین چار میل کا فاصلہ طے کر کے پشتہ بلندی تک استقبال کے لئے تشریف لاتے، اور وہیں طالب و مطلوب کی ملاقات ہوتی، گویا کہ وہ پشتہ (ٹیلہ) قران السعدین تھا، حضرت شیخ رح آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینہ پر رکھ لیتے اور کمال محبت و شفقت سے مکان شریف تک نصائح و وصایا کرتے ہوئے ساتھ لئے جاتے، وہاں جا کر چارپائی ڈال کر اس پر اپنی چادر مبارک بچھا دیتے، اور آپ کو اس پر بیٹھنے کا امر فرماتے، آپ بحکم الامر فوق الادب آنجناب رح کے کسی حکم سے سرِ مو پھرتے، خود حضرت شیخ رح مہمانداری میں مشغول رہتے، روٹی پکا کر اپنے ہاتھ سے لقمے آپ کے منہ میں ڈالتے، انواع طعام و اقسام میوہ سے جو کچھ میسر ہو سکتا آپ کے لئے لے آتے، اور کھلاتے اور محبت سے فرماتے میاں حاجی محمد! تم ایسی ہی خدمات کے لائق ہو؎

ف اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور بدرجۂ محبوبیت و مرادیت فائز ہو چکے تھے۔

درگاہِ شیخ میں منظوری | آپ پیرِ روشنضمیر رح کے اس قدر مطیع فرمان تھے کہ جو کچھ ارشاد ہوتا بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوتے، اور حضرت شیخ رح بھی آپ پر گرویدہ ہو چکے تھے، اور آپ کی نہایت قدر و منزلت کرتے، دوسرے یاروں کو دیکھ کر رشک آتا ہے؎

خلافتِ کبریٰ | جب حضرت شیخ رح کی توجہاتِ کریمانہ سے آپ کی حالت دن بدن ترقی کرنے لگی تو مُلا کریم الدین رح وغیرہ یارانِ قدیم کو اس بات پر غیرت ہوئی کہ ہم قدیم الخدمت ہیں اور یہ جوان ہماری ہی وساطت سے اس جگہ پہنچا، اور اب اس کا یہ مرتبہ ہے کہ حضرت شیخ رح اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

؎ رسالہ احوالِ شیخ ص ۱۲۳ ؎ ایضاً ص ۱۲۵ ؎ ایضاً ص ۱۲۶ خزائن۔

حضرت سخی بادشاہ

حضرت سخی بادشاہ رحہ نے یاروں کے اس خیال کو بکاشفہ قلبی دریافت فرمایا، تو چہرہ مبارک پر آثار جلالیت نمایاں ہوئے، نماز کا وقت تھا، بطور آزمائش مُلّا کریم الدین کو فرمایا کہ امامت کرواؤ تاکہ نماز باجماعت ادا کریں، مولوی صاحب رحہ کو حضرت شیخ رحہ کا چہرہ دگرگون دیکھ کر آگے کھڑے ہونے کی تاب نہ ہوئی، حضرت شیخ رحہ نے تین بار امر کیا، لیکن مولوی صاحب رحہ نے تینوں بار معذرت کی، اور آگے نہ ہوئے، پھر حضرت شیخ رحہ نے آپ کو امر فرمایا کہ میاں حاجی محمد! تم امام بنو، آپ بلاعذر آگے بڑھے، اور جماعت کروائی، بعد فراغ نماز حضرت سخی بادشاہ رحہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا، اور دوسرے ہاتھ میں مُلّا کریم الدین رحہ کا ہاتھ پکڑا، اور وزن کیا، اور فرمایا مولوی صاحب! میاں حاجی محمد رحہ کا ہاتھ تم سے بھارا ہو گیا ہے، اللہ تعالےٰ کی حجت تم پر پوری ہو گئی، تم کو تین دفعہ امامت کے لئے کہا گیا لیکن تم امام نہ بنے، اب منصب امامت میاں حاجی محمد رحہ کو مل گیا ہے، یہ تمہارا سب کا امام ہے، اور سب دوستوں کو طلب کر کے فرمایا کہ اپنے قدیم الخدمت ہونے کو ترجیح دیتے ہو، لیکن تمہاری نسبت اس جوان سے مقدم نہیں، اور اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو اس کی خدمت و اطاعت کرو، اور یہ جان لو کہ۔

حاجی سلیمان ھے تے سلیمان حاجی ھے

صاحب کنز الرحمت نے اس کو اس طرح تحریر کیا ہے۔

ہ

بدانید حاجی سلیمان شدہ سلیمان ز حاجی یکے جاں تنہ

جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا وہ ہم سے روگردانی کرے گا۔ ہماری حالت یہ ہے۔

عہ

من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی

تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری عہ

اور اپنے دو نو صاحبزادوں حضرت شیخ رحیم داد رح وحضرت شیخ تاج محمود رح کو بُلا کر آپ کی بیعت کروایا، اور اپنے سب دوستوں کو بھی آپ کے سپرد کیا، اور فرمایا میاں حاجی محمد! یہ ہمارے لڑکے اور یار جو ہیں آپ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں، اگر ان سے کوئی لغزش یا بے ادبی واقع ہو تو معاف کر دینا اور ان کی تربیت کرنا۔

اور اپنے سب یاروں کو فرمایا اے یاراں! اب ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو جس کسی کو حق کی طلب ہے اُس کو چاہیے کہ حضرت شاہ حاجی محمدؒ کی خدمت میں جائے، اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص آنجناب رح کی خدمت میں بغرض استفادہ آتا تو اُس کو آپ کے پاس ہی بھیج دیتے، چنانچہ سب یاروں نے آپ کی اطاعت کو سرمایۂ سعادت خیال کیا، اور حضور کی ذاتِ اقدس سے بہرہ یاب ہوئے، اور جس کسی نے آپ سے انحراف کیا، وہ راندۂ دارین ہوا۔ عہ

تقرر نوشہرہ وتفضیل براولیا | جب حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح نے آپ کو خرقۂ خلافتِ قادریہ عطا فرمایا، اور اجازتِ ارشادِ مسترشداں سے نوازا، تو حکم فرمایا کہ تم موضع نوشہرہ تارڑاں میں اپنی سکونت کو قائم رکھو، بیشمار خلقت دور دور سے آکر تم سے بہرہ یاب ہوگی، آپ نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یا قبلہ! اُس سرزمین میں بہت اولیاء اللہ ہیں، جو ہمارے نواح میں آس پاس مقیم ہیں، چنانچہ شاہ دَولا دریائی رح وشاہ حسین گاہندۂ گجرات میں، اور میاں حسّو تارڑ اور میراں سید شریف خوارزمی رح مکھووال میں، اور شاہ حسام الدین تخت ہزارہ میں، اور میاں

عہ رسالہ مجربہ گو صفحہ ۱۳۵ عہ ایضاً صفحہ ۱۴۱ خزانہ

میں ، اور میاں طاہر رہ اور میاں مانا جا گوتارڑ میں ، اور میاں سلیمان چدہڑ
کھارہ مانگٹاں میں ، اور شاہ عبد السلام کیلیانوالہ میں ، اور چشتی شاہ عبد الرحمن
بخاری چک گھوکھ میں ، اور شاہ مسکین قلندر وریال میں ، اور دیوان ابراہیم
وغیرہ ، اتنے بزرگوں کے درمیان فقیر کو حکم ہو رہا ہے ، وہاں میرا کیسے فروغ
ہو سکے گا ، حضرت شیخ رہ نے فرمایا کہ اس کا جواب کل دیا جائے گا ، چنانچہ
دوسرے دن صبح کو جب آپ آنجناب رہ کے سامنے ہوئے تو انہوں نے فرمایا
میاں حاجی محمد! آج رات مکاشفہ میں دیکھا گیا ہے کہ تمہارے مسکنت کے
قریب ہی درگاہ سید بالا رہ میں درخت پیپل کے نیچے سب مذکورہ بالا بزرگ
جمع ہوئے ہیں ، وہ سب ایک طرف ہیں ، اور تم اکیلے ایک طرف ہو ، اور
تمہارے درمیان گوئے وچوگان کی کھیل پڑی ہے ، ایک حد ہندوستان
اور دوسری حد قندھار مقرر ہوئی ہے ، تم نے جو پہلی ضرب چوگان کی لگائی ہے
تو گیند کو ہندوستان سے آگے لے گئے ہو ، اور دوسری ضرب سے قندھار
وخراسان سے آگے لے گئے ہو ، تو اس سے ظاہر ہوا ہے کہ کوئی بزرگ تم سے
سبقت نہ کر سکے گا ، اور اگر تمہارا مقابلہ کرے گا تو خطا کھائے گا ، اور ان
مذکورہ بالا بزرگوں میں سے کسی کا سلسلہ جاری نہیں ہوگا ، اور مقام ولایت
تمہارے لئے اور تمہارے فرزندوں اور مریدوں کے لئے ہے ، اور اس سرزمین
میں انہیں کا حکم ہوگا ، اور جا بجا وہی ہوں گے ۔

اس بشارت کے بعد حضور کی تسکین ہوئی ، اور بارشاد مرشد عالیجاہ رہ نوشہرہ
تارڑاں میں زیب افزائے وسادہ سجادہ سلیمانیہ ہوئے ، اور ہزاروں کی تعداد
میں لوگ آکر مستفیض ہونے لگے ، اور ہنگامہ مشیخت گرم ہوا ۔

آخری ملاقاتِ شیخ | یوں تو آپ کئی مرتبہ بھلوال تشریف گئے، اور زیارتِ فیض بشارت حضرت سلیمانِ روزگار رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوتے رہے، اور ہر ایک ملاقات میں بہت بہت مہربانیاں آپ کے حال پر ہوئیں، لیکن جب آخری مرتبہ آپ زیارت کو گئے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پشتہ بلندی پر کھڑے تھے، دیکھتے ہی زبانِ ہندی فرمایا۔ "ایا میرا ڈھولن جا ہے بنئے رکھ"

یعنی میرا محبوب فرزند چاروں مراتب کو طے کرکے آیا ہے، اور اس مرتبہ آپ کو ہر طرح کی وصیتیں فرمائیں، اعمالِ ظاہری و اشغالِ باطنی و حفظِ مراتب کی نصیحتیں فرمائیں، اور رخصت کیا۔[1]

زیارتِ مزارِ سخی پیر | ابھی آپ کو بھلوال شریف سے آئے ایک دو مہینہ ہی گذرے تھے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا، آپ کو خبر پہنچی تو بمعہ یاراں فاتحہ خوانی کے واسطے تشریف لے گئے۔ بھلوال شریف پہنچکر زیارتِ مزارِ اطہر سے آنکھوں کو منور کیا، اور نہایت درد وذوق سے اپنا چہرہ مبارک قبر شریف پر رکھکر اس قدر روئے، اور آنسو بہائے کہ زمین تر ہو گئی، اور قدرے خاکِ درگاہ شریف لے کر تبرکاً اپنے چہرۂ انور پر ملی، اور فاتحہ خیر پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا اور ایک ساعت وہاں مراقبہ کیا۔[2]

تغیرِ احوال و منظوری | پھر اس حجرہ میں تشریف لے گئے جس حجرہ میں حضرت سخی پیر رحمۃ اللہ علیہ خود رہا کرتے تھے، وہاں دیر تک بیٹھے، آپ کی حالت نہایت متغیر ہوتی رہی، کبھی چہرہ کا رنگ زرد کبھی سرخ ہو جاتا تھا، گھڑی گھڑی کے بعد رنگ دگرگون ہو جاتا تھا۔

پھر آپ نے چارپائی طلب کی، اور لیٹ گئے، اور یاروں کو فرمایا کہ تم علحدہ ہو جاؤ، جب

[1] تذکرہ غوثیہ ص ۱۱۲ [2] فواتح الفواد ص ۴۸ [3] فواتح

ہو جاؤ، جب تک ہم نہ بُلائیں پاس نہ آؤ، اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو پاس آنے دو،
چنانچہ سب یار متفرق ہو گئے، شیخ نور محمد سیالکوٹی رحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس بیٹھا رہا، آپ
نے سلارہ چہرہ پر لے لیا۔ اور چارپائی پر دراز ہو گئے، یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ سو گئے یا کہ بیدار
ہی رہے، لیکن اس قدر معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ موسم سرما تھا، اور شدت کی سردی
تھی، آپ کے وجودِ اطہر سے پسینہ کے قطرات اِس حد تک جاری تھے کہ چارپائی سے نیچے گر
رہے تھے۔ دو تین ساعت اسی نہج پر گذریں، تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے، اور زبانِ مبارک
سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہماری خدمات درگاہِ شیخؒ میں منظور ہوئیں،
اور ہمارا خلوصِ قلب اور جوہرِ قابلیت پیرِ دستگیر رحمہ کے آگے صاف روشن ہوا، اور
آنجناب رحمہ کی روح پُرفتوح کی رضامندی حاصل ہوئی[1]

تربیتِ صاحبزادگان پھر آپ نے ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ صاحبزادوں کو بُلا
لاؤ، اتفاقاً پہلے صاحبزادہ خرد شیخ تاج محمود رحمہ آ حاضر ہوئے، وہ قلندر مشرب
تھے، آپ نے اُن کے حال پر توجہ فرمائی، اور فرمایا صاحبزادہ جیو! تم جس حال میں
رہو گے اچھے رہو گے، اور تمہارے احوال دن بدن ترقی پر رہیں گے، پھر
صاحبزادہ اکبر شیخ رحیم داد رحمہ حاضر ہوئے، وہ ظاہر بشریعت آراستہ اور باطن بطریقت
پیراستہ تھے، اُن کو اپنے ہاتھ مبارک سے دستارِ خلافت عطا کی، اور حضرت سخی
شاہ سلیمان نوری رحمہ کے سجادہ ہدایت پر بٹھایا[2]

آپ چند روز تک درگاہ شریف سلیمانیہ میں معتکف رہے، آخر بمعہ یاران فائز المرام
ہو کر واپس نوشہرہ تارڑاں میں تشریف لائے، دن بدن آپ کا غلغلہ زیادہ ہوتا
گیا، اور اطراف زمین سے طالبانِ خدا و اہلِ مطالب جوق جوق خدمت شریف
میں آنے لگے، اور رشد و ہدایت کا بازار گرم ہوا[3]

[1] اسرار الکونین ص ۱۵۹، تذکرۂ نوشاہیہ ص ۱۲۸ [2] اسرار الکونین ص ۱۶۰ [3] ایضاً ص ۱۶۰

پیشینگوئیاں

آپ کے وجودِ مسعود کے متعلق کئی کبار اولیاء اللہ و بزرگانِ سلف نے بشارتیں دی ہیں، اور کئی بزرگوں نے آپ کے مشہور ہونے سے پہلے آپ کی جلالتِ قدر کی خبریں دی ہیں، ان میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) قرآن مجید کا اشارہ | اگرچہ کوئی نص صریح آپ کے ظہور کی نسبت قرآن مجید میں وارد نہیں ہے، لیکن بفحوائے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ (الانعام ع ۷) غور کرنے سے آپ کے وجودِ مسعود کی طرف اشارہ ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین (الواقعہ ع ۱) یعنی آخر زمانہ میں بھی تھوڑے بزرگ مثل اولین کے مقربینِ بارگاہِ الٰہی ہوں گے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخش رح اور آپ کے خلفا متاخرین اولیاء اللہ سے ہیں اور حضور کا طریقہ بسبب اتباعِ سنت کے طریقہ اولین یعنی اصحابِ کبار رض کے مماثل ہے۔

(۲) حدیثِ نبوی | بعض احادیث بھی آیتِ مذکورہ بالا کی مؤید ہیں، جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے، فرمایا حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھا خیر ام آخرھا۔ یعنی میری امت مثل بارش کے ہے، نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔

اگرچہ سب زمانوں سے بہتر زمانہ نبوت ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے خیر القرون قرنی لیکن چونکہ متاخرین کبرائے امت بھی کمالاتِ نبوت و ولایت کے حصول میں مثل صحابہ کرام رض کے اکمل ہونے تھے، اور کمال مشابہت کے باعث تردد کا مقام تھا کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دے سکیں، اس لئے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

علیہ وآلہ وسلم نے اوّلین وآخرین کو ایکدوسرے پر فضیلت نہ دی، اور اُن کے بارہ میں فرمادیا کہ لایدریٰ اوّلھا خیر ام اٰخرھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت نوشہ گنج بخش رح اور آپ کے خلفا اولیائے متاخرین سے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہی دہلوی رح نے اپنی کتاب ثواقب المناقب میں اس حدیث شریف کو حضور کی ذاتِ جامع کمالات پر مطابق فرمایا ہے، اور اس سے آپ کی پیشینگوئی مراد لی ہے۔

(۳) ارشادِ نبوی | حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری رح اپنے رسالہ الاعجاز میں، اور حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف فاروقی منچری رح کتاب کنز الرحمت میں لکھتے ہیں کہ حضرت نوشہ گنج بخش رح نے فرمایا ہے کہ ہم کو بوساطت حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی رح یہ روایت پہنچی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں ہند کے اندر میری امت سے ایک شخص حاجی محمد نوشہ نام پیدا ہوگا تمام کمالات اُس کی ذات کو عطا کئے جائیں گے، اُس دیار میں اُس کا اور اُس کی اولاد کا حکم قیامت تک جاری رہے گا۔

ہمیں طور ارشادِ پاک از رسول | شدہ با وساطت سلیمان قبول
کہ بعد گر دو عالم ز لطفِ خدا | رواں تا حشر باشد امرِ شما
بود در جہاں حکم اولادِ تو | شود تازہ تر امرِ ارشادِ تو

فقیر شرافت عافاہ ربہٗ کہتا ہے کہ یہ روایت چار شق سے خالی نہیں۔

اوّل۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہ رح کو یہ روایت حسبِ سلسلۂ طریقت بزرگانِ قادریہ سے پہنچی ہوگی، اور یہ اظہر ہے کہ سب مشائخ سلسلہ تا حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکابر اولیاء اللہ، مقتدایانِ اسلام، صاحبِ علومِ ظاہری و باطنی

ثقہ و معتبر تھے ، لہٰذا اس روایت کی سند متصل و صحیح ہوئی ، بلکہ اگر اس کو حدیث مرفوع بھی کہا جائے تو کچھ بیجا نہیں ۔

دُوم ۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ کو یہ بشارت مکاشفہ میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچی ہو گی ، اور حدیث کشفی بھی حجت ہو سکتی ہے ، حضرت مولنٰنا خواجہ مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑوی مدظلہ العالی مکتوبات طیبات المعروف مہر چشتیہ کے ایک مکتوب میں جو ماسٹر غلام حیدر کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں ۔

"اور محققین کے ہاں حدیث کشفی کو قوت و صحت میں ترجیح ہے اُس حدیث پر جو بذریعہ رُواۃ ہمارے تک پہنچے گی ، کما فی الفتوحات وغیرہ ۔"

سُوم ۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ کو یہ ارشاد مشاہدہ میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچا ہو گا ، اور کتب ائمہ تصوف و حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیداری میں بھی اپنا جمال با کمال دکھا سکتے ہیں ، حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمہ نے المنقذ من الضلال میں ، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ نے مدارج النبوۃ میں اس بات کی تصریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ جمال نبوی یقظہ و بیداری میں ممکن ہے ۔

چہارم ۔ یہ کہ حضرت سخی بادشاہ رحمہ کو یہ حکم خواب میں حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچا ہو گا ، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیکھنا بھی مثل بیداری کے ہے ، کیونکہ اس میں شیطانی فریب کو کچھ دخل نہیں کما جاء فی الحدیث انّ الشیطان لا یتمثل بی ۔

الحاصل چاروں شقوں سے یہ روایت حدیث کا حکم رکھتی ہے ، اگر سنداً ہے تو بھی صحیح و متصل ہے ، اور اگر مکاشفہ میں ہے تو بھی معتبر ہے ، اور اگر مشاہدہ یا رؤیا میں

یا رُویا میں بشارت ہوئی ہے تو بھی موثوق و قابل اعتبار ہے ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح نے اپنے رسالہ الدُرّ الثمین فی مُبشراتِ النبیّ الامین میں اُن احادیث کو جمع کیا ہے جو انہوں نے مشاہدہ یا خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں۔

اس روایت کی زیادہ تفصیل و تحقیق و تنقید فقیر شرافت عفی عنہ نے اپنے رسالہ النظائر والاشباہ فی مناقب اولاد النوشاہ میں کی ہے۔

(۴) فرمان مرتضوی | بعض کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک روز اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رض نے اپنے فرزندان حضرت امام حسن مجتبیٰ رض اور حضرت امام حسین رض کو بشارت فرمائی کہ تمہاری اولاد میں اقطاب و امام پیدا ہوں گے، اسی اثنا میں انکے صاحبزادہ حضرت عباس علمبردار رض بھی حاضر ہوئے ، اور عرض کیا اَبّا جان! مجھے بھی کچھ دعا دیجئے ، تو حضرت ولایت مآب رض نے فرمایا اے عباس! تیری اولاد سے جماعتِ کثیر دنیا میں پھیلے گی ، اور تیری نسل سے ایک مقبولِ خدا پیدا ہوگا جس کا نام حاجی محمد نوشہ ہوگا ، وہ تیری اولاد کا فخر ہوگا۔

(۵) غوث الاعظم رض کی پیشگوئی | حضرت خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجددی رح اپنی کتاب روضۃ القیومیہ رکن اوّل میں لکھتے ہیں کہ۔

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نورِ عظیم ظاہر ہوا ، جس سے تمام جہان منوّر ہوگیا اور دمبدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی ، اُس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء نے نور حاصل کیا ، آنجناب رح یہ دیکھ کر حیران رہ گئے ، کہ یہ کس شخص کا نور ہے ؟ الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے

چار سو سال بعد پیدا ہوگا، اور ہمارے پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دین کی تجدید کرے گا، وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا، اُس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ بعد ازاں شیخ الجن والانس رضی اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوصہ نسبت ودیعت کر کے بطورِ امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالہ کیا، اور وصیّت فرمائی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا، یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اُس کا پیر اُس سے فیض حاصل کرے گا، اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائے گا، اور مریدانہ سلوک کرے گا۔ اُسے ہمارا اسلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اُسے دینا۔"

اگرچہ صاحبِ روضۃ القیومیہ نے اِس پیشگوئی کو حضرت شیخ احمد سرہندی رح پر مطابق کیا ہے، لیکن بچند وجوہ اِس بشارت کا صحیح موعود و مصداق حضرت نوشہ گنج بخش رح کا وجود مسعود ہو سکتا ہے۔

اوّل۔ یہ کہ حضرت غوث الاعظم رح کے بڑے خلیفہ حضور کے فرزند اکبر حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب رح تھے، اور وہی صاحبِ سجادۂ غوثیہ تھے، جیسا کہ خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الاولیا سے ظاہر ہے، چونکہ عبارتِ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ خرقۂ مخصوصہ بڑے خلیفہ کو عطا کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ انہیں کو مرحمت ہوا، اور انہیں کے سلسلہ میں منتقل ہوتا رہا، اور ان کے سلسلہ میں حضرت نوشہ گنج بخش کے سوا کوئی دوسرا بزرگ اِس شان کا نہیں ہوا۔

اور حضرت شیخ احمد سرہندی رح کا شمار نقشبندیہ میں ہے، اور اگر قادریہ میں داخل کیا جائے تو اُن کا سلسلہ سید عبدالرزاق رح کو ملتا ہے جو حضرت غوثیہ رح کے خلیفہ اکبر نہ تھے۔

دوم یہ کہ

دوم۔ یہ کہ پیشگوئی میں واقع ہے کہ "وہ دین کی تجدید کرے گا"، اور یہ بھی اظہر ہے کہ آپ دین کی تجدید کرتے رہے، اور بخطاب مجددِ اکبر موسوم ہوئے۔

سوم۔ پیشگوئی میں واقع ہے کہ "وہ خوش نصیب ہوگا جو اُس کی زیارت کرے گا"، رسالۂ احدبیگ میں حضور کا ارشاد مذکور ہے کہ "من نقیر بودم ہر کہ مرا دیدہ موافقِ نصیب بر وچیزے دادہ ام"

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص آپ کی زیارت کرتا اُس کا قلب ذاکر ہو جاتا تھا۔

چہارم۔ پیشگوئی میں واقع ہے کہ "اُس کے فرزند اور خلیفے بارگاہِ احدیت کے صدر نشین ہوں گے"، آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات و مقامات کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ وہ کس پایہ کے بزرگ و مقبولِ خدا گذرے ہیں۔

پنجم۔ وہ خرقہ مخصوصہ وہی تھا، جو حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح نے بوقتِ ولادت حضور کے آپ کو پہنایا تھا۔

ششم۔ پیشگوئی میں واقع ہے کہ "اُس کا پیر اُس کو اپنے سے اونچا بٹھائے گا، اور مریدانہ سلوک کرے گا"۔

اسی طرح آپ کو حضرت سخی بادشاہ رح چارپائی پر اپنی چادر ڈال کر اوپر بٹھاتے، اور خود نیچے بیٹھتے تھے، اور طرح طرح کے اطعمہ و اغذیہ آپ کے سامنے رکھتے، اور خود اپنے ہاتھ مبارک سے لقمے آپ کے منہ میں ڈالتے۔

بہرصورت یہ پیشگوئی حضرت نوشہ صاحب رح کے حق میں ثابت ہے۔

(۲) غوث اعظم رح کی دوسری پیشگوئی | حضرت شاہ عمر بخش صاحب رسولنگری رح اپنی کتاب مناقباتِ نوشاہیہ میں لکھتے ہیں کہ۔ ایکبار حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب" بحالتِ انقباض بیٹھے تھے کہ حضرت غوث الاعظم رح تشریف لائے، اور ان کو

اندوہناک دیکھ کر سبب پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا قبلہ! میں اس خیال میں منہمک ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائیوں سید عبدالرزاق رح اور سید عبدالعزیز رح کا مجھ سے زیادہ شہرہ ہے؟ تو حضرت غوثیت مآب رح نے مراقبہ کیا، اور بایمائے غیبی فرمایا کہ بیٹا غمگین نہ ہو، تیرے سلسلہ مریدین میں ایک شخص نوشہ حاجی گنج بخش رح نام پیدا ہوگا، جس سے تیرے سلسلہ کو فروغ ہوگا، اور تیرے طریقہ کی اشاعت کرے گا، اور تیرا نام اقطارِ عالم میں اُس کے ذریعہ روشن ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا یا قبلہ! اُس فیضِ مجسم کو دیکھنے کا مجھے اشتیاق پیدا ہوگیا ہے، تو جناب غوثیہ رح نے فرمایا اِس طرف دیکھ، جب دیکھا تو بعالم مشاہدہ حضرت نوشہ صاحب رح بمعہ اپنے خلفا کے مجلس لگائے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ محفل سماع منعقد ہے، وجد و رقص ہو رہے ہیں، سوز و گداز کا غلبہ ہے۔ سید عبدالوہاب رح دیکھ کر کمال خوش ہوئے، اور کہا کہ اب میری تسلی ہوگئی ہے۔

(۷) غوثِ اعظم رح کی تیسری پیشگوئی | بزرگانِ صداقت بیان سے منقول ہے نیز بعض رسالوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک روز حضرت غوث الثقلین رح نے اپنے دولتخانۂ خاص سے ایک صندوق نکالا، اُس کا قفل کھول کر اُس میں سے ایک چھوٹا صندوقچہ نکالا، پھر اُس کا قفل کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی صندوقچی نکالی، اُس کا قفل کھول کر اُس میں سے ایک چیز نکالی، اُس کو بوسہ دیا، اور آنکھوں پر لگا کر پھر بحفاظتِ تمام اسی طرح دھر دی، اور صندوقچی کو قفل لگا کر بطریق سابق صندوقچہ میں، پھر اُس کو صندوق میں رکھ کر مقفل کر دیا، حاضرین خلفا نے عرض کیا یا قبلہ! یہ کیا چیز تھی جس کو آپ نے اتنی حفاظت سے رکھا ہے؟ اور اِس حد تک اس کی تعظیم کی ہے، حضرت غوثیت مآب رح نے فرمایا یہ ایک سیاہ کمل ہے جو میرے

جدامجد حضرت

جدامجد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا، یہ بطور امانت
سلسلہ وار مشائخ طریقت رہ سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اور اسی طرح آگے چلا جائیگا،
یہاں تک کہ اِس کمل کا صاحب ہندوستان میں پیدا ہو گا، اُس کا نام نامی حاجی محمد
نوشہ رح ہوگا، وہ اِس کمل کو اوڑھے گا، اور میرے سلسلہ کی اشاعت کرے گا،
وہ تمام کمالات اوّلین وآخرین کا جامع ہوگا۔

وہی کمل حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رہ نے بوقتِ خلافت واجازت حضرت نوشہ
صاحب رہ کو مرحمت فرمایا، اور آپ نے ملبوس کیا، اسی روز سے آپ کا نام
بھورے والہ مشہور ہوا کیونکہ اہل ہند کمل کو بھورا کہتے ہیں۔

(۸) شیخ داؤد قیصری رہ کی پیشگوئی | حضرت علامہ شیخ داؤد قیصری رہ شارح
فصوص الحکم مقدمہ قیصری کے فصل دوم میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم و کواکب کا دورہ
ہزار سال کے ساتھ ہے، پس اِس امت میں بھی بعد ہزار سال کے ایک شخص پیدا ہوگا
جو دین کی تجدید کرے گا، اور قائم مقام انبیائے اولوالعزم ہوگا۔

چونکہ حضور کا ظہور ہزار سال ہجری کے سر پر ہوا، اور آپ مجدد اکبر ہوئے، اِس
لئے یہ پیشگوئی آپ کے حق میں پوری ہوئی۔

(۹) سید مبارک حقانی رہ کی پیشگوئی | حضرت مفتی غلام سرور لاہوری رہ خزینۃ الاصفیا
میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم شاہ معروف چشتی خوشابی رہ جنگل میں حضرت مخدوم
سید مبارک حقانی رہ کی خدمت سے مستفید ہوئے، اور اُن کی ایک ہی توجہ سے
مراتب اعلے کو پہنچے تو بوقتِ عطائے خلافت حضرت سید مبارک حقانی رہ نے اُن
کو بشارت دی کہ تجھ سے ایک خانوادہ جدید پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضرت نوشہ گنج بخش رہ کا ظہور انہیں کے سلسلہ سے ہوا، اور آپ کی ذات سے

خاندانِ ذی شان نوشاہی کا آغاز ہوا۔

(۱۰) شاہ معروف رح کی پیشگوئی | منقول ہے کہ جن ایام میں حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابی رح کی بیعت ہوئے ، انہوں نے خلافت و اجازت دینے کے وقت فرمایا اپنے دائیں طرف دیکھ ! جب دیکھا تو ایک نوجوان بلند قامت ، خوبصورت ، چہرہ پر نورانی آثار ، روشن رخسار نظر آیا ۔ پوچھا یہ کون ہے ؟ حضرت مخدوم رح نے فرمایا کہ یہ ایک جوان عیسیٰ نفس نوشہ حاجی نام ہے ، جو مہدی آخر الزمان کی طرح ولایتِ مادر زاد سے مشرف ہوگا ، زمانہ میں اس کا کوئی ثانی نہ ہوگا ، مشرق سے مغرب تک تمام جہان کو روشن کرے گا ، اس کا غلغلہ ہند و حجاز و خراسان میں اکثر ہوگا ، اس کے مرید اقطارِ عالم میں مثل ستاروں کی چمکیں گے ، تیرے زمانہ میں پیدا ہوگا ، یہ جو کچھ تم کو عنایت کیا گیا ہے سب اسی کی امانت ہے ، جس وقت یہ جوان تیری ملازمت میں پہنچے ، تو یہ امانت اس کے سپرد کرنا ، اور ہماری یہ ساری گفتگو اس کے آگے بیان کرنا عہ

(۱۱) شاہ رحیم الدین رح کی پیشگوئی | حضرت نوشہ صاحب رح کے چچا بزرگوار حضرت شاہ رحیم الدین رح نے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ علاوالدین حسین رح کو ایک روز فرمایا کہ بھائی صاحب ! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے گھر میں آسمان سے نور نازل ہوا ہے ، جس سے تمام در و دیوار اور صحنِ خانہ روشن ہو گئے ہیں ، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا فرمائے گا ، جو قطبِ آخر الزمان مقبولِ خدا ، دین و دنیا کا بادشاہ ہوگا ، اس کا رتبہ بہت بلند ہوگا عہ

(۱۲) شاہ علاوالدین رح کی پیشگوئی | منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحب رح ابھی شکمِ والدہ میں ہی تھے ، کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت حاجی شاہ علاوالدین حسین رح نے حج شتم

[illegible]

نے حجِ ششم کا ارادہ کیا ، اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے ، اور بوقتِ رخصت اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی جیونی صاحبہ رح کو فرمایا کہ اے بی بی! ہم کو کشفِ صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ہاں لڑکا ہوگا ، جب وہ فرزند ہمارے بعد پیدا ہو تو اُس کا نام حاجی محمد رکھنا ، وہ پہلوانِ دین ہوگا ، قطبِ وقت ہوگا ، حق تعالےٰ اُس کو خلعتِ نوشاہت سے سرفراز کرے گا ، وہ خدا تعالیٰ کے اسرار میں سے ایک سِر ہوگا ، اس کو عزت سے پرورش کرنا ، اور پوری احتیاط سے رکھنا ، انشاء اللہ تعالےٰ ہم بھی جلدی ہی سفر سے واپس آجائیں گے ۔

(۱۳) **شاہ سلیمان نوری رح کی پیشگوئی** | منقول ہے کہ حضرت نوشہ صاحب ابھی بطنِ والدہ میں ہی تھے کہ ایک دن حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح بھلوال تشریف سے چل کر موضع گھگا نوالی میں آپ کے والدین کے گھر تشریف لائے ، اور آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت فرمائی کہ بی بی صاحبہ! تمہاری پیشانی میں ایک نورِ تاباں ہے ، تمہارے ہاں ایک فرزند نیک خصال تولد ہوگا جو صاحبِ کمال اور ولیِ زمانہ ہوگا ، تمام جہان اُس کے فیض سے بہرہ مند ہوگا ، اہلِ عالم اُس کے قدموں پر ہاتھ رکھیں گے ، جب وہ مولودِ مسعود تولد ہو ہم کو بھی خبر کرنا ۔

(۱۴) **شیخ عبدالوہاب متقی رح کی پیشگوئی** | حضرت نوشہ صاحب رح بعالمِ شباب ایک مرتبہ لاہور تشریف لے گئے ، وہاں بزرگانِ مشایخ کی زیارات سے مستفید ہوتے رہے ، ایک روز قطبِ مکہ حضرت مولٰنا شیخ عبدالوہاب متقی حنفی قادری شاذلی رح کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ، جو اُن ایام میں شیخ فرید بخاری رح کی مسجد میں رہا کرتے تھے ، ایک ساعت اُن کی مجلس میں بیٹھ کر رخصت ہوئے حضرت شیخ فتح محمد سیالکوٹی رح مریدِ شیخ موصوف رح فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت

شاہ حاجی محمد رح ہمارے شیخ کی ملاقات سے سرفراز ہو کر رخصت ہوئے،
تو ہمارے شیخ عبدالوہاب متقی رح نے فرمایا اے دوستو! یہ ایک جوان عالی مرتبہ
ہے، اس کا قدم زمین پر نہیں پڑتا، بلکہ اونچا جا رہا ہے، عنقریب ہی اس کا
کام بلند ہو جائے گا، اور دن بدن ترقی میں ہو گا۔ (رسالہ احمد بیگ)

(۱۵) شیخ احمد سرہندی رح کی پیشگوئی | حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رح
مکتوبات دفتر اول مکتوب دو صد و شصت و نہم میں لکھتے ہیں کہ۔

"حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت کر جانے سے ہزار سال بعد حضور کی
امت کے اولیا جو ظاہر ہوں گے، اگرچہ وہ قلیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے،
تاکہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں۔"

حضرت نوشہ گنج بخش رح کا وجود مسعود انہیں قلیل اولیاء اللہ سے تھا، جو نہایت
اکمل اور شریعت محمدیہ کے مقوم تھے۔

معمولات

عبادت و ریاضت | آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر، موسم گرما ہو یا سرما، بعد نصف
شب بیدار ہوتے، اور وضو کر کے دوگانہ تہجد بکمال خشوع و خضوع ادا فرماتے
اور اس کے بعد ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول ہوتے، سوا پہر دن چڑھے تک اذکار
و اشغال میں مشغول رہتے، نماز پنجگانہ با جماعت ادا فرماتے، نوافل اشراق،
ضحیٰ، اوابین، ضروری پڑھتے، چہار رکعت سنت قبل از عصر کبھی ترک نہ فرماتے،
رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل فرماتے تھے۔

اذکار | آپ ذکر جہر فرمایا کرتے تھے، لا کو با مد کھینچ کر الا اللہ کی ضرب دل پر
لگاتے، ذکر

لگاتے ، ذکر نفی اثبات بالترتیب ایک ہزار یا ئیں ہزار مرتبہ کرتے ، حبسِ نفس ، ذکر ارّہ ، ذکر سہ پایہ ، شغل محمود ، شغل نصیرا ، اکثر آپ کا معمول تھا ، اور سلطان الاذکار جاری تھا ، پاس انفاس دائمی تھا۔ ئ

افکار بعد از فراغتِ اذکار آپ کا اکثر وقت تفکر و تدبر میں گذرتا تھا ، مراقبۂ محبت ، محاسبۂ نفس ، تصورِ شیخ میں زیادہ تر انہماک ہوتا تھا ، استغراق و محویت آپ پر غالب تھا۔ ؎

اوراد آپ لسانی وظائف میں سے تلاوتِ قرآن مجید بملاحظہ معانی بلا ناغہ ، اور کلمہ طیبہ ، درود شریف ہزارہ ، درود شریف خضری ، اسم اعظم ، قصیدہ خمریہ محبوبیہ ، کا ورد رکھتے تھے ، یادِ الٰہی خلوت میں کیا کرتے تاکہ پریشانی خاطر کا موجب نہ ہو ، ایسے موقعہ پر سوائے خواص کے کسی کو حاضر ہونے کی رخصت نہ ہوتی تھی۔ ؎

متابعتِ نبوی آپ ہر قول و فعل و حال میں سنتِ نبوی کی پابندی کو ملحوظِ خاطر رکھتے ، متابعتِ محمدی کو اپنا فرض اوّلین سمجھتے ، ہر کام میں شریعت کا پاس رکھتے ، بحدیکہ اپنے مریدوں کو مرید نہ کہتے ، بلکہ یار کہتے ، جو لفظِ صحابی یا صاحب کا ترجمہ ہے ، اپنے یاروں کو پابندیِ شرع کی خاص تاکید کرتے۔ ؎

تدریس آپ نے جب تونسہ تارڑاں میں اقامت فرمائی تو وہاں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں سلسلہ تدریس جاری کیا ، کئی بزرگانِ ملت نے آپ سے تعلیم پائی ، اوائل میں آپ کی شہرت بوجہ علم و درس کے ہی ہوئی تھی ، گرد و نواح کے لوگ آ آکر آپ سے علم حاصل کرتے تھے۔ ؎

اخلاق و عادات

آپ کریم الاخلاق عظیم الاشفاق تھے ، خلقِ محمدی کا مجسم نمونہ تھے ، غریبوں مسکینوں کے

ساتھ محبت رکھتے، اور سلام میں سبقت کرتے، اغنیا و متمولین و امراء سے احتراز رکھتے
اور اُن کے ساتھ سلام میں سبقت نہ کرتے، سائلین کو کبھی خالی نہ پھیرتے، اگر کوئی چیز وقت
پر موجود نہ ہوتی تو آپ دکان سے دِلوا دیتے، اور بعد میں خود وہ قرضہ ادا کر دیتے،
مسافروں کی خدمت کا خاص خیال رکھتے، کسبِ حلال کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے،
کبھی زراعت کرتے، کبھی گھوڑوں کی تجارت کرتے، اپنے گھر کا کام کاج اپنے ہاتھوں
سے کرتے، گھوڑی کے لئے خود گھاس کھود کرلے آتے، اور اپنی بھینسوں کو خود
بیلہ میں لے جا کر چراتے، وہ چرنے میں لگ جاتیں، تو آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے،
جو کچھ از قسم فتوح و ہدیہ آتا اُس کو رد نہ فرماتے بلکہ قبول کر کے ایثار کر دیتے، سخاوت
میں دریا دل تھے، جو کچھ حاضر ہوتا راہِ خدا میں خرچ کر دیتے، اہلِ خانہ کی یہ حالت
تھی کہ کئی کئی روز فاقہ سے گذر جاتے تھے، صلاح و تقویٰ کو ہمیشہ مدنظر رکھتے،
مشتبہ طعام سے پرہیز فرماتے، انصاف پسند اور عدل دوست تھے، ہر کسی پر احسان
کرتے، لنگر جاری رکھا تھا، دونو وقت روٹی آیندگاں و زائراں کو ملتی تھی،
روٹی میں کسی شخص کی خوشامد یا کمی بیشی نہیں ہوتی تھی، جو کچھ ماحضر ہوتا تھا امیر و
غریب کو یکساں ملتا تھا، جب کوئی مہمان آتا تو آپ نہایت خوش ہوتے، اور فراخدلی
سے اُس کی خدمت کرتے، مہمانوں کے ہاتھ خود دُھلاتے، اُن کے آگے روٹی خود
رکھتے، ہر ایک شخص کو لطف و کرم سے پیش آتے، اگر کوئی شخص بوجہ حیا کے کھُل کر
اپنا مقصد نہ عرض کر سکتا تو خود اُس کے آنے کا سبب اور مطلب دریافت فرماتے،
کسی پر سختی نہ فرماتے، اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہ کرتے، اگر کوئی شخص کسی قسم
کی عرض کرتا تو اس کو قبول فرمالیتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں پر شامل ہوتے
قبروں کی زیارت کرتے، اپنے یاروں کے گھروں میں جا کر اُن کی خبر گیری کرتے، اپنی

حالت کو

حالت کو زیادہ تر مخفی رکھنے کی کوشش کرتے، کسی شخص کی دل شکنی نہ کرتے، کبھی کسی غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتے، اگر کوئی عورت کسی مراد کے لئے حاضر خدمت ہوتی تو اُس کو پردہ کے پیچھے بیٹھنے کا حکم کرتے، یا دور کھڑا رہنے کو کہتے، دُور سے ہی اُس کی عرض سُن کر اُس کا مطلب حل فرماتے، اپنے احباب و خدّام سے نیک سلوک کرتے، اگر کسی دوست سے کوئی لغزش ہو جاتی تو مؤاخذہ نہ کرتے بلکہ معاف کر دیتے، ہر ایک فن والے کی قدر شناسی کرتے، گاہے گاہے بوقتِ انقباض سیر کے لئے دریا یا صحرا میں بھی نکل جاتے، علماء و مشائخ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے، آپ کا رعبِ ولایت کچھ ایسا تھا کہ ہر کس و ناکس کو آپ کے سامنے بات کرنے کی جراءت نہ ہو سکتی تھی، اپنے دوستوں سے ہمدردی رکھتے، کبھی کبھی شگفتہ مزاجی اور خوش طبعی بھی کیا کرتے، آپ دینِ حق کی اشاعت پند و نصائح سے فرماتے، متلاشیانِ حق کو احسن طریقوں سے راہ نمائی کرتے، آپ کی پیشانی مبارک پر کسی نے چین نہ دیکھا، کلام آہستہ اور پُر مغز فرماتے، آپ کا ہر فعل صانع حقیقی کی خوشنودی کے لئے ہوتا تھا، خود پسندی سے آپ کو نفرت تھی، ہر کسی سے لِلّٰہی محبت کرتے، خود غرضی و مطلب پرستی کو بالکل دخل نہ دیتے، محتاجوں، بیکسوں بے یاروں، یتیموں، بیواؤں کی دستگیری فرماتے، اور ان کی دلجوئی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے، ہر دم ذاتِ الٰہی سے خائف رہتے، خوف و رجا میں بلند مقام رکھتے، آپ کی سادہ مزاجی، حلیم الطبعی، خوش خلقی، دیانتداری، راست گفتاری شیریں کلامی ضرب المثل ہو گئی تھی، آپ کی عالی حوصلگی، اولوالعزمی، فیاضی کا عام چرچا تھا، طریقۂ اسلام کے سچے اور پختہ طور پر پابند تھے، دیکھنے والے آپ کے نقشِ قدم پر چلنا سعادت سمجھتے، اور آپ کے عملی نمونہ سے اسلام کے مدّاح ہو جاتے ہیں۔

۵ رسالہ محمد بیگ صفحہ ۴۹ نمبر ۵

مواعظ حسنہ

آپ کی مجلس کبھی واعظانہ و تبلیغی گفتگو سے خالی نہ ہوتی تھی ، اگرچہ عام واعظوں کی طرح آپ منبر پر چڑھ کر وعظ و تقریر نہ فرماتے تھے ، لیکن محفلِ قدس میں یا بعد از نماز اپنے حقائق و معارف سے اکثر حاضرین کو مستفیض فرمایا کرتے تھے ، مسائلِ شرعیہ ، معارفِ تصوّف ، واقعاتِ سلف ، پند و نصائح سے مجلس کو معمور و پُرنور رکھتے تھے ، آپ کا کلام سادہ اور عام فہم ہوتا تھا ، تکلّف و بناوٹ کو ہرگز راہ نہ دیتے تھے ، اگرچہ آپ کے تذکرہ نویسوں نے آپ کے مواعظ کو تفصیلاً بیان نہیں کیا ، تاہم کئی جگہ آپ کی زبان کے ارشادات قلمبند کئے ہیں ۔

فضائلِ نبویؐ ایک دن دورانِ تقریر میں فضائلِ جنابِ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی طور پر بیان فرمائے ، جن میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ بہشت میں تمام لوگ امرد (بے ریش) ہوں گے ، کسی کی داڑھی نہیں ہوگی سوائے ہمارے حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ اُن کی ریشِ مبارک ہوگی بسبب عظمتِ شان اُن کے ۔

فضائلِ شہدا یہ کوئی ضروری نہ تھا کہ آپ مجمعِ کثیر میں ہی تقریر فرمادیں ، بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ دو تین آدمی مجلس میں ہوتے تو بھی دریائے حقائق موجزن ہوتا ، ایک بار حضرت سیّد شاہ محمد رہتاسی رح و حضرت شیخ نانو مجذوب رح اور ایک تیسرا یار بھی ، تینوں مجلس میں موجود تھے ، کہ مسائلِ شرعیہ میں گفتگو شروع ہوئی ، تینوں دوستوں نے عرض کیا یا قبلہ ! موت کونسی افضل ہے ؟ آپ نے فرمایا تمام اقسامِ مرگ میں سے موتِ شہادت افضل ہے ، اِس کے بعد شہداء کے فضائل بیان فرمائے

تینوں احباب

تینوں احباب نے عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا فرمائی جائے کہ ہم کو شہادت نصیب ہو، آپ نے اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تم کو شہادت نصیب کرے گا، اور تمہارے درجات شہیدوں میں بلند فرمائے گا،

چنانچہ واقعی وہ تینوں بزرگ درجۂ شہادت سے مشرف ہوئے[۲۹]

حلیۂ اقدس آپ بلند قامت، قوی ہیکل، بھاراجسم، گندم گوں رنگ، کشادہ پیشانی، ابرو پیوستہ، آنکھیں موٹی اور پُر جلال، بینی بلند، دہن متوسط، رخسار نورانی، دندان چمکدار تھے، ریش مبارک پُرانبوہ مربع سفید تھی، سینہ چوڑا، اعضا مضبوط، آپ کے ناصیہ سے ایسا نور ہویدا تھا کہ آنکھ کام نہ کرسکتی تھی، آپ کے بدن پر کبھی میل نہ جمتا تھا، پسینہ خوشبو دار ہوتا تھا، سر کے بال موافق سنت کبھی کانوں تک اور کبھی زلفیں دراز ہوتی تھیں، حسن و جمال میں لاثانی تھے۔

لباس آپ کا لباس سادہ درویشانہ ہوتا تھا، کھدر دیسی کے (جو نسے بُنیے) کپڑے زیب تن ہوتے تھے، اکثر بھورا یعنی سیاہ کمل بھی اوڑھتے جس میں سرخ دھاری ہوتی تھی، کبھی بجائے بھورا کے کھیس اور سلارہ اور چادر کا استعمال بھی کرتے، کمر میں تہبند، کبھی لنگی چارخانیہ باریک دھاری دار ہوتی تھی، سر پہ ٹوپی طاقیہ جسے کو عرف میں کانوں پر ٹوپی کہتے ہیں، اور کبھی دستار بھی رکھتے تھے۔ آپ اکثر سفید کپڑے استعمال کرتے، لیکن گاہے گاہے سبز جبّہ یا کیکر کے رنگ میں رنگا ہوا تہبند بھی زیب تن فرمایا کرتے، لباس میں صفائی کو خاص طور پر مدنظر رکھتے لطافت و طہارت پسند تھے، کثافت اور بدبو اور میل سے نفرت ہوتی تھی۔

رفتار و گفتار آپ جب چلتے تو آپ کی رفتار آہستہ ہوتی تھی، لیکن طئے ارض کا ہنر اس میں موجود تھا، راستہ میں آگے پیچھے دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے،

۲۹ بہار اکبر مطبوعہ ترجمہ از ...

[illegible] کلام [illegible] بجس میں بیتابی مفقود
ہوجاتا، آپ کا کلام سادہ پنجابی ہوتا تھا، بعض اوقات ایک ایک بات کو کئی کئی
مرتبہ دہراتے، خصوصاً ایسی باتوں کا تکرار کرتے جن میں کسی شخص کو ذوق حاصل
ہو یا خود اُس سے محظوظ ہوں، آپ کے کلام میں ایک خاص تاثیر تھی، جو کوئی
سُن لیتا متاثر ہوتا ہے۔

سماع و وجد آپ کی محفل فیض منزل میں اکثر سماع ہوتا تھا، میاں ہندال قوال
خاص تھا، جو اپنے موزون آواز سے اشعار توحید گا کر آپ کو محظوظ فرماتا تھا،
آپ کا سماع ضرورتِ وقت کے مطابق کبھی بغیر مزامیر کے اور کبھی سارنگی و طبلہ کے
ساتھ ہوتا تھا، آپ کی مجلس میں اکثر لوگوں کو وجد بھی ہوتا تھا، آپ کی توجہ اور
نظر سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جاتے تھے، رقتِ قلب اور گریہ و بکا بے شمار
لوگوں کو ہوتا تھا۔

آپ مجلس سماع میں حسب آداب صوفیہ حتی الوسع غیر آشنا کو دخل نہ دیتے تا کہ اربابِ
حال کی پریشانی کا باعث نہ ہو، بحالتِ وجد جس کسی پر نگاہ ڈالتے، صبغۃ اللہ کے
رنگ میں رنگ دیتے، صاحبِ تصرف استحضارِ وجد پر حاکم تھے، جس پر توجہ فرماتے
وجد میں آجاتا۔

آپ کو بسا اوقات وجد میں یہاں تک محویت ہو جاتی کہ انزہاق تک نوبت پہنچ جاتی،
پھر افاقہ ہوتا۔

فضائل

آپ کے فضائل تو شمار سے باہر ہیں، لیکن یہاں چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔
(۱) مناقبات نوشاہیہ میں ہے کہ بروز میثاق جب صفوف انبیاء و اولیاء
قائم ہوئیں

قایم ہوئیں ، اور حضرت سید السادات غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رح کو خلعتِ محبوبیت وقطبیت سے سرفرازی ہوئی ، اسی روز بحضور ارواح انبیاء واولیاء حضرت نوشہ گنج بخش رح کی روح پاک کو جناب غوثیہ رح کے سپرد کیا گیا ، اور فرمایا گیا کہ اس کا سلسلہ فقر تمام دنیا میں پھیلے گا ، اور اس کا غلغلہ ممالک دور و دراز میں ہوگا ۔

۲ - مناقبات نوشاہیہ میں ہے کہ جس وقت آپ کو حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح نے خلافت واجازت سے نوازا ، اس وقت وہاں تمام انبیائے کرام واولیائے امت کی ارواح حاضر ہوئیں ، حضرت سخی پیر رح نے فرمایا یہ میرا نوشہ ہے سب حضرات اس کو قبول ڈالو ، چنانچہ سب بزرگوں نے اپنے اپنے طریق کے فیوض سے آپ کو سرفراز کیا ، خصوصاً چودہ خاندانِ فقر کے ائمہ وپیشواؤں اور نو قادریوں نے آپ کو اپنے اپنے خرقے عطا کئے ، اسی واسطے نوشاہی درویش جو لباس پہنیں ان کو جائز ہے کیونکہ ان کو ہر قسم کا لباس عطا کیا گیا ہے ۔

۳ - مناقبات نوشاہیہ میں ہے کہ جس وقت اولیائے معاصرین وحضرت نوشہ صاحب رح کے درمیان گوئے چوگان کی کھیل ہوئی تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک نے فرمایا کہ اے حاجی محمد ! تم چاروں طرف گیند کو ضرب لگاؤ ، چنانچہ حسب الارشاد نبوی آپ نے چاروں طرف ضرب لگائی تو مشرق مغرب ، جنوب ، شمال تک گیند چلا گیا ، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو گلے لگایا ، اور فرمایا تیرا فیض اقطار عالم میں چاروں طرف منتشر ہوگا ، اور میں تیرے فقر کا قیامت تک محافظ رہوں گا ، نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خرقہ ، تاج ، جبہ مبارک بعالم مشاہدہ عطا فرمایا ۔

۴ - سر مکتوم میں ہے کہ جس وقت حضرت نوشہ صاحب رح بھلوال شریف

ہیں حضرت علی شاہ سلیمان نوری رح کی بیعت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے بعالم مشاہدہ آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر کر دیا ، اور آپ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں پکڑوا دیا ، اُس وقت حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پاس چہار یار ظاہری ، اور چہار یار باطنی بھی موجود تھے ، اُن سب بزرگوں نے آپ کے حال پر عنایات فرمائیں ، اور اپنی اپنی نسبتوں سے نوازا۔

۵ ۔ رسالہ احمد بیگ میں ہے کہ حضرت مولنا حافظ معموری ہیلانی رح فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے ، اور حق تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ، اور خلقت کا حساب ہو رہا ہے ، ہر ایک گروہ کے علَم کھڑے ہیں ، سب سے بلند حضرت غوث الاعظم رح کا علَم ہے ، اور اس سے پست اور دوسرے تمام علموں سے اونچا حضرت نوشہ صاحب رح کا علَم ہے ، جس کے نیچے آپ کے تمام یار بیٹھے ہیں اور حضور ایک تخت پر تشریف فرما ہیں۔

۶ ۔ تذکرہ نوشاہیہ میں حضرت شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان رح سے منقول ہے کہ ایک روز ہمارے جدِ امجد حضرت نوشہ صاحب رح بیٹھے بیٹھے فرمانے لگے کہ اے دوستو ! دیکھو کہ دریا کی اُس طرف قلندر کا ہاتھ کہاں تک پہنچ رہا ہے ؟ یاروں نے عرض کیا کہ یا حضرت ! وہ قلندر کون ہے ؟ اور اس کا ہاتھ کہاں تک پہنچ رہا ہے ؟ آپ فرمایا وہ قلندر مسکین فقیر ہے ، اور اس کا ہاتھ عرش کے نیچے تک پہنچ رہا ہے ، پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک بلند کیا ، یاروں نے عرض کیا یا حضرت ! آپ کا ہاتھ شریف کہاں تک پہنچتا ہے ؟ آپنے فرمایا ہمارا ہاتھ عرش معلّی کے اوپر جاتا ہے۔

۷ ۔ تذکرہ نوشاہیہ میں بروایت مذکور منقول ہے کہ ایک روز آپ استراحت فرما رہے تھے ، ارادتمندوں سے ایک شخص پاؤں داب رہا تھا ، اُس کے دل میں خیال آیا

خیال آیا کہ پتہ نہیں شاہ دولا ولی گجراتی رح کا کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے اُس کے خیال سے از روئے کشف آگاہ ہو کر اُن کا مرتبہ بیان فرمایا، پھر اُس کے دل میں خیال آیا کہ شاید میاں شاہ جیو ابنِ عبدالسلام کیلانی رح کا کیا مرتبہ ہے؟ آپ نے اُن کا مرتبہ بھی بتا دیا، پھر اُس کے دل میں آیا کہ شاید میاں مسکین قلندر رح کا مرتبہ کیا ہے؟ آپ نے وہ بھی جتلا دیا، حتّٰی کہ تمام بزرگانِ گرد و نواح کے درجات و مقامات آپ نے بیان فرمائے، پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ شاید حضرت صاحب رح کا اپنا مرتبہ کیا ہے؟ آپ ایک ساعت خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ جس کو اپنی نوازش سے صاحبِ اختیار کر دیویں اُس کے مرتبہ کا کیا پوچھنا؟

ف صاحبِ اختیار ہونے سے مراد مرتبہ تکوین کا حاصل ہونا ہے، جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رح فتوح الغیب مقالہ شانزدہم و چہل ششم میں فرماتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالٰی فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللّٰہ لا الٰہ الّا انا اقول للشیٔ کن فیکون اطعنی اجعلك تقول للشیٔ کن فیکون یعنی اے ابنِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ جب کسی چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، تو میری تابعداری کر تو میں تجھے ایسا کر دوں گا کہ اگر تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو جا تو وہ ہو جائیگی۔

حضرت غوث الثقلین رح فرماتے ہیں کہ یہ درجہ بہت نبیوں اور ولیوں کو دیا گیا ہے اور یہ وہی فنا ہے جو اولیا و ابدال کا غایتِ احوال ہے۔ اور جب کسی کو درجۂ تکوین دیا جاتا ہے تو جو کرنا چاہتا ہے حکم ربانی سے ہو جاتا ہے۔

تفسیر کبیر جلد پنجم میں ہے اما اذا استانست بمعرفۃ اللّٰہ و محبتہ وقل انغماسہا فی تدبیر ھٰذا البدن واشرقت علیہا انوار السماویۃ العرشیۃ المقدسۃ وفاضت علیہا من تلك الانوار قویت علی التصرف فی اجسام

هٰذهٖ العالم مثل قوة الاجرام الفلكية على هٰذه الاعمال. خلاصہ یہ کہ جب کوئی معرفتِ الٰہی اور محبت ذاتِ حق میں فنا پاچکے، تو اس پر روح القدس جو اجرام دنیا میں تصرف کرنے کی قوت رکھتا ہے نازل ہوتا ہے عہ

نیز فتوح الغیب مقالہ چہلم میں ہے ویرد علیک التکوین فتکون کلیتك قدرة یعنی تجھ کو پیدا کرنا اشیا کا عطا کیا جائے گا، پس تو سارا قدرت ہی بن جائے گا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مفتاح الفتوح میں اس کی شرح میں نقل کرتے ہیں کہ جب ولی اللہ مضیق بشریت سے خارج ہو کر میدانِ قدرتِ الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ و کرامت عطا ہوتی ہے کہ اشیا کو بدون اسباب عادی کے اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں، جیسا کہ سب مومنین بہشت میں اسی اقتدار پر ہوں گے بہشت مقام قدرت کا ہے کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی، اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے اور حکمت ظاہر، جب اولیائے کاملین عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول جنت مظہر تجلّے اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں، اور اصطلاحِ صوفیہ کرام میں اس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں عہ

کتاب تعلیم غوثیہ میں مقام جمع الجمع کی تشریح کے ضمن میں لکھا ہے کہ۔

" یہ مقام برزخ البرازخ ہے کہ وجوب و امکان اعتدال کے مرتبہ پر ہوں کہ ایک کو دوسرے پر غلبہ نہ ہو، مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان (الرحمٰن - ع ۱) اس مقام میں سالک کو کثرت آئینہ وحدت اور وحدت آئینہ کثرت بن جاتی ہے، یعنی وحدت میں کثرت اور کثرت میں وحدت دیکھتا ہے، اور عارف متصرف عالم وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (الجاثیہ - ع ۲) کا مصداق بن جاتا ہے، اور "صاحبِ اختیار" ہوتا ہے، جب چاہتا ہے تجلّے حق کو اپنے اوپر وارد کر لیتا

عہ القصیدۃ الغوثیہ ص۲۲ عہ نور ربانی ص۹ غوثیہ

وارد کرلیتا ہے، اور جس صفت میں چاہتا ہے متصف ہو کر ان صفات کے اثر کو
ظاہر کرتا ہے، کیونکہ متصف بصفاتِ حق و متخلق باخلاق اللہ ہو گیا ہے"۔

۸۔ تذکرہ نوشاہیہ میں بروایتِ مذکور منقول ہے کہ ایک روز حضور کی مجلس
میں تذکرہ ہوا کہ فلاں بزرگ نے چار شخصوں کو ولی کیا، اور فلاں نے دو شخصوں
کو، اور فلاں نے ایک شخص کو ولی کیا۔ آپ نے فرمایا دو تین چار اولیا کرنا کیا
معنے رکھتا ہے، اگر ہر ایک گھر میں اولیا نہ ہوں تو ہر ایک گاؤں میں تو ایک ایک
ولی ہونا چاہیئے، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا کہ ہر ایک گاؤں میں ایک ایک شخص
پر مقامِ ولایت کھول دیا، اور بےشمار لوگوں کو اولیا کر دیا، یہ آپکے اعلیٰ فضائل سے ہے۔

۹۔ تذکرہ نوشاہیہ میں ہے کہ آپ جس وقت نماز پڑھتے تھے تو سجدہ تنگ
دیتے، ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ سجدہ تنگ کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا اگر میں سجدہ فراخ
کروں تو میرا سر بیت اللہ شریف سے آگے گذر جاتا ہے، اور ایسا ہونا شریعت کے خلاف ہے۔

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رح کے اس ارشاد۔

نظرتُ الی بلاد اللہ جمعًا — کخردلۃٍ علیٰ حکم اتصالی

کے مطابق وراثتِ غوثیہ میں آپ کو بھی یہ منصب حاصل تھا کہ تمام زمین آپ کے سامنے
دانہ خردل کی طرح زیرِ نظر اور سمٹی ہوئی تھی۔

نیز اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تمام نمازیں کعبہ شریف میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ [illegible]
شیخ جلال الدین تبریزی رح نے فرمایا ہے کہ نماز فقر کی وہ ہے کہ جب تک کعبہ کو
ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ لیں تکبیر اولے نہ کہیں۔

۱۰۔ جب اللہ تعالےٰ کسی کو اپنا ولی مقرب بنانا چاہتا ہے تو پہلے اس کو بلا [illegible]

عطا فرماتا ہے جس سے وہ ولی عالم ہوجاتا ہے، پھر اس کو نو دنہ نام یعنی اسمائے حسنیٰ کا علم دیتا ہے جس سے اس پر وہ علوم کھلتے ہیں، جس سے علمائے ظاہر بے خبر رہتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اسمائے باطنی و ظاہری کی معرفت کی طرف ترقی دیتا ہے، پھر چودہ حروف مفرد قرآنی جو کئی سورتوں کے اوائل میں وارد ہوئے ہیں، اور جن کو حروف نورانی کہا جاتا ہے اُن کا علم دیتا ہے، پھر اس کو اسم اعظم سکھلایا جاتا ہے جس سے جو دعا کرے وہ قبول ہو، اور جو سوال کرے وہ پورا ہو، اور اسم اعظم حضرت خضر علیہ السلام کے وسیلہ سے اُس کو سکھلایا جاتا ہے، اور پھر اس کو الہام سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، اور کرامات عطا کی جاتی ہیں، جیسے کہ زمین اس کے لئے سمیٹی جاتی ہے، اور وہ پانی پر چلتا ہے، اور ہوا میں اڑتا ہے، اور زمین و اعیان اُس کے لئے منقلب کئے جاتے ہیں، اور دیگر کئی ایسے کرامات سے اللہ تعالےٰ اس کو مخصوص فرماتا ہے، جو کتابوں کے علم میں نہیں، بلکہ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے بندے کے درمیان مخصوص ہیں۔

شمس المعارف الکبرے جزو اول میں ہے، اوّل ما خص اللہ بہ العبد اذا اراد ان یتولاہ علمہ العلم اللدنی فیکون ولیا عالما وان یخصہ من علم التسعۃ والتسعین اسما فیفتح لہ منہا العلوم ما لا یفتح للعالم بطریق النظر ثم یرقیہ الی معرفۃ الاسماء الباطنۃ والظاھرۃ منہا کما رجعت الظاھرۃ الی اللہ تعالیٰ وبعد معرفتہ ھو یعلمہ الاشیاء الباطنۃ التی ھی حروف مفردۃ وھی الاربعۃ عشر حرفا الواردۃ فی القراٰن العظیم فی فواتح السور وھی الاحرف النورانیۃ المتقدمۃ وبعد فہمہا فہمہ اللہ تعالیٰ الاسم الاعظم الذی اذا

الذی اذا دعی بہٖ اجاب واذا سئل بہٖ اعطی وانما یاخذ الاسم

الاعظم من الخضر علیہ السلام فی اکثر الاقوال وقد یتلقاہ الولی

بالالھام عند ھبوب الرحمۃ علی العبد وطریق اخذہٖ فی الاولیاء مختلف

یطول فی تفصیلہٖ واٰخرۃ انہ تطوی لہ الارض ویمشی علی الماء

ویطیر فی الھواء وتقلب لہ الارض والاعیان الی غیر ذلک من الکرامات

التی اختص اللہ بہا الاولیاء وھذا لیس بعلم صحف وانما ھو مخصوص

بین العبد وربہٖ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما قام الوجود کلہ

باسماء اللہ تعالیٰ الباطنۃ ثم الظاھرۃ المقدسۃ واسماء اللہ تعالیٰ

المعجمۃ الباطنۃ اصل لکل شیٔ من امور الدنیا والاٰخرۃ وہی خزانۃ

سرہٖ ومکنون علمہٖ ومنہا تفرع اسماء اللہ تعالیٰ کلہا وھی التی

تقضی بہا الامور واو[illegible] عہا ام الکتاب۔ انتھیٰ۔[1]

یہ تمام آثار مذکورہ حضرت نوشہ صاحب رح کے حالات زندگی میں ملتے ہیں، آپ کو علم لدنی کا عطا ہونا[2]، چونکہ [illegible] کی تلقین کا گنج الاسرار کے بعض نسخوں میں درج ہونا، اسم اعظم پڑھنے کے واسطے حضور کا تاکید کرنا[3]، حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کی برات میں شامل ہونا، اور آپ کو نوشہ کہہ کر پکارنا[4]، آپ کا الہامات ربانی سے بہرہ ور ہونا[5]، آپ کو کراماتِ کثیرہ کا عطا ہونا[6]، آپ کے واسطے نماز کے وقت زمین کا سمٹ جانا[7]، آپ کے ارشاد مبارک سے بحر عمیق کا پایاب ہو جانا[8]، آپ کا ہوا میں پرواز کر کے شاہ حسام الدین ہزاروی رح کو بھگانا[9]، آپ کا جھنڈا مزارعہ کی زمین کا تقلب کر کے کم کر دینا[10]، آپ کا آفتاب کو ایک جگہ ٹھہرا دینا[11]۔ ان تمام حالات سے معلوم ہوا کہ حضور اولیائے مقربین سے تھے، اور تصرفاتِ قویہ رکھتے تھے۔

[1] شمس المعارف الکبریٰ جزو اول ص۵۹ [2] مناقب نوشاہی ۱۲ [3] [4] گنج الاسرار ۱۲ [5] مجمع الاسرار ۱۲ [6] رسالہ احمد بیگ ص۲۸۶-۲۸۲ [7] مقدمہ تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ [8] ایضاً ص۱۸۵ [9] رسالہ احمد بیگ ص۱۸۶ [10] ایضاً ص۱۶۵ [11] ایضاً ص۲۰۳ [12] ایضاً ص۱۸۴ ۱۲ شرافت۔

۱۱ - آپ کو معیت و صحبت حضرت خضر علیہ السلام بھی حاصل تھی، کتاب مجمع الاسرار میں ہے کہ جس وقت آپ کی شادی ہوئی تو آپ برات کے ہمراہ بحالت استغراق و محویت جا رہے تھے، راستہ میں ایک کمزور بڈھے نے کہا کہ میری لکڑیوں کا گٹھا اٹھا لو، چونکہ آپ رحم دل اور فیاض تھے۔ آپ نے گٹھا اٹھا لیا اور برات کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ روانہ ہوئے، تھوڑی دور جا کر بڈھے نے دیکھا تو گٹھا آپ کے سر سے دو گز اونچا جا رہا تھا، پھر اس نے گٹھا لے لیا، چونکہ آپ برات سے بہت پیچھے رہ گئے ہوئے تھے، اس لئے براتیوں نے آپ کی تلاش کی، اس وقت حضرت خضر علیہ السلام نے غیب سے ندا دی کہ "یہ ہے نوشہ، یہ ہے نوشہ"۔

۱۲ - تحائف قدسیہ میں ہے کہ آپ ہر روز صبح سے ایک پہر دن چڑھے تک بلند آواز سے ندا کیا کرتے، کہ جو شخص حاجتمند ہو آوے اس کی حاجت پوری ہو گی، ہمارا خم عشق جوش و خروش میں ہے جو شخص رنگین ہونا چاہے وہ آ کر عشق میں رنگا جاوے۔

چنانچہ آپ کی توجہ باطنی نہایت قوی تھی، جو شخص سامنے آتا، ایک ہی نگاہ سے اس کے لطائف جاری ہو جاتے، اور اس پر مقام ولایت منکشف ہو جاتا۔

ف فقیر شرافت عافاہ ربہٗ کہتا ہے کہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک توجہ کی چار قسم ہیں اور ان کی تاثیر مختلف ہے۔

اول - تاثیر انعکاسی، اس میں کامل کا عکس مرید میں چمک جاتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی عطر مل کر کسی مجلس میں آوے، اور ہم نشینوں کے دماغ میں اس کی خوشبو پہنچے، مگر یہ اثر پائدار نہیں، اس کے اٹھ جانے سے اٹھ جاتا ہے بعد میں باقی نہیں رہتا۔

دوم تاثیر القائی

دوم۔ تاثیر القائی۔ کہ اپنا اثر مریدوں پر ڈال دے، اور جب تک کوئی مانع نہ ہو وہ قایم بھی رہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ جلاکر لاوے، اور دوسرا اس سے بتی روشن کرے، سو یہ جب تک ہوا اور بارش وغیرہ کا صدمہ نہ پہنچے قایم رہے گی، اور جس قدر اپنا تیل ہے اسی کے مقدار پر روشن رہے گی، یہ اوّل سے قوی ہے۔

سوم۔ تاثیر اصلاحی۔ کہ مرشد اپنی روحانی طاقت سے مرید کے باطن کی اصلاح کر دے، اور لطائف جاری ہوجاویں، اس کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی کاریگر کسی حوض کی نالیوں اور پانی کے آنے کی جگہ کو اور فوارہ کو صاف کر دے، اور پانی ڈال کر فوارہ کو رواں کر دے، یہ اول و دوم سے قوی ہے، لیکن یہ بھی اسی وقت تک جاری ہے جب تک حوض میں پانی ہے، نیز جس قدر پانی آنے کی نالیوں میں وسعت ہے، اور جب تک ان نالیوں میں بہیمیت کا کوڑا کرکٹ نہیں آیا ہے۔

چہارم۔ تاثیر اتحادی۔ جو سب سے قوی تاثیر ہے، اور وہ یہ کہ مرشد اپنے روحانی زور سے مرید کو اپنے ضمن میں لے کر اپنی روح کو اس کی روح سے ایک کر دے اور جو کچھ کمالات اس کی روح میں ہیں وہ اس میں بھی آجاویں، اور یہ سب سے اعلےٰ تاثیر ہے، اس میں بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی، اور یہ کوئی محال بات نہیں، روحانی طاقتور کا تو کیا ذکر ہے بعض پرند جانوروں میں بھی ایسی تاثیر ہے کہ وہ دوسرے چھوٹے جانوروں کو ایک مدت میں اپنا سا ہی کر دیتے ہیں، اور ان کے توالد و تناسل کا یہی طریقہ ہے، یہ توجہ اتحادی حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کی تھی، اور اس توجہ میں یہ کوئی ضرور نہیں کہ ہمیشہ اتحاد ظاہری و باطنی ہے۔

۱۳- مقصد اولیا میں ہے کہ آپ نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی طرح پاپیادہ چل کر سات حج حرمین الشریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کئے جو آپ کے اعلیٰ فضائل سے ہے۔[۲]

خصائص

جو جو کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ان کا احصا نہیں ہو سکتا، لیکن یہاں بعض خصائص آپ کے بیان کئے جاتے ہیں۔

۱- آپ کی ولادت کی کئی بزرگوں نے بشارتیں دیں۔

۲- آپ کی ولادت کے وقت فرشتوں نے مبارکباد دیں دیں۔

۳- آپ کو عشق آلٰہی کی گڑھتی لگائی گئی۔

۴- آپ کی تربیت و بہلانا فرشتے کرتے تھے۔

۵- آپ کو ملائکہ نے تعلیم دی۔

۶- آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔

۷- آپ کو مقطعات فرقانی کا علم دیا گیا۔

۸- آپ کو اسم اعظم سکھلایا گیا۔

۹- آپ پر گذشتہ و آئندہ کے حالات منکشف ہوئے۔

۱۰- آپ کو ہر قسم کے تصرفات عطا کئے گئے۔

۱۱- آپ ہزار سال کے مجدد اکبر ہوئے۔

۱۲- آپ مقام سابقین و اولین پر فائز ہوئے۔

۱۳- آپ کو اتباع نبوی مثل صحابہ کبار کے نصیب ہوا۔

(۷) گنج الاسرار ۱۲ (۸) ایضاً ۱۲ (۹) تذکرہ نوشاہیہ ۱۲ (۱۰) ایضاً ۱۲ (۱۱) قادری صفحہ ۱۲ (۱۲) مناقب الملاقب ۱۲ (۱۳) ایضاً ۱۲ (۱۴) ثمرات۔

علمہ مقصد اولیا صفحہ ۲۲ (۱) تذکرہ بخارا... (۲) ... ۳۷ ، مناقب نوشاہی ۱۲ (۳) ایضاً ۱۲ (۴) رسالہ العجیب صفحہ ۵ (۵) ایضاً صفحہ ۸۸ (۶) ایضاً صفحہ ۸۸ مناقب نوشاہی ۱۲

۱۴- آپ کو تر

۱۴ - آپ کو مرتبہ تکوین عطا ہوا۔

۱۵ - آپ کا سکہ "نوشاہت" تمام عالم میں جاری ہوا، اور آپ کی نوشاہت کو تمام جنوں، انسانوں، فرشتوں، اشجار، احجار نے تسلیم کیا، اور ہر ایک نے بزبانِ قال وحال نوشاہت کی شہادت دی۔

۱۶ - حضرت غوث الاعظم رہ بازاشہب تھے، ان کی وراثت میں آپ بھی نسبت شہبازیت سے مشرف ہوئے۔

۱۷ - آپ کو عالمِ ملکوت کا سیر حاصل ہوا۔

۱۸ - آپ پر انوارِ ذات کا تجلے ہوا، بلکہ نورِ ذات آپ کا مشہود ہوا۔

۱۹ - آپ کو مشاہدہ ذاتِ لایزال حاصل تھا۔

۲۰ - جو دوسرے مشائخ کو چالیس سال کی محنت و ریاضت سے حاصل ہو سکتا ہے وہ آپ کی ایک نظر سے حاصل ہو جاتا تھا۔

۲۱ - آپ کا طریقہ جامع شریعت وطریقت ہے۔

۲۲ - آپ کا طریقہ سب طریقوں سے افضل واسہل ہے، دوسرے طریقوں کے سالک جو کچھ آٹھ روز میں حاصل کرتے ہیں، اس طریق کے مبتدی کو آٹھ پہر میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۳ - آپ کے خاندان میں چودہ خاندانوں کے فیض شامل ہوئے۔

۲۴ - آپ کے سلسلہ کے مریدوں کو قیامت کے روز دوزخ سے رہائی دینے کا وعدہ کیا گیا۔

۲۵ - آپ کو اپنی تمام اولاد جو قیامت تک ہونے والی ہے دکھلائی گئی، اور اس کے متعلق سپردِ ولایت کی بشارت دی گئی۔

مقاماتِ فقر

تعریفِ مقام | جب حال دائمی سالک کی مِلک ہو جاتا ہے تو اُس کو مقام کہتے ہیں، یعنی سالک نے اقامت کی، اور حال مشتق تحوّل سے ہے، بمعنی تغیّر از لَونے بلونے یا از حالے بحالے" ؎

آپ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تمام مقاماتِ ولایت سے حصہ موصول ہوا تھا۔

مقامِ نوشاہیت | آپ کو ابتدائے احوال میں محبوبِ حقیقی کا ایسا جذبہ اُٹھا کہ ہر دم اسی کی دُھن میں محو سوز و گداز رہنے لگے، دنیا و مافیہا کا خیال دل سے اُٹھ گیا، یہاں تک کہ آپ کی روح پاک قفسِ عنصری اور کالبدِ جسمی کو چھوڑنا چاہتی تھی، اسی شوق اور ولولہ میں دیوانہ وار آپ دَوڑ پڑے، اور طیِّ انوردی کرتے ہوئے ایک ایسے چاہِ کہنہ (ڈل) تنگ و تاریک پر پہنچے جو چاہِ یوسف سے کم نہ تھا، آپ اس میں کود پڑے، اور عزم بالجزم کیا کہ اِس کنوئیں سے ہرگز نہ نکلوں گا تا وقتیکہ شاہدِ حقیقی پردۂ غیب سے مجھ پر ظہور کر کے اپنے وصول سے مجھے سرفراز نہ کرے، اور اگر ایسا نہ ہوا تو اسی جگہ اپنے محبوب کو جان سپرد کروں گا، اسی خیال میں چالیس روز تک اسی کنوئیں میں بحالتِ محویت بیٹھے رہے، سوائے زاری و فغان و شورش کے کوئی وِرد نہ تھا، چالیس روز کے بعد ایک شبان بکریاں چراتا ہوا وہاں جانکلا، جب اُس نے کنوئیں میں جھانکا تو ایک آدمی نظر پڑا، اُس نے محنت سے آپ کو باہر نکالا، آپ پر بحالتِ مدہوشی طاری تھی، سانس کی آمد و رفت سے اُس نے معلوم کیا کہ ابھی اس میں رمق باقی ہے، جلدی

ہے ، جلدی [illegible] آپ کے حلق میں چند قطرے [illegible] جب

غذائے جسمانی اندر گئی تو قوائے بدنی حرکت میں آئے ، آپ کو حالتِ سکریہ سے کچھ افاقہ ہوا ، دیکھا کہ ایک مردِ خدمت میں بیٹھا ہے ، آپ نے اُس چرواہے کو بہت ملامت کی کہ جس مقصد کے لئے ہم نے یہ مصیبت کاٹی تھی وہ مطلوب ابھی تک ہم کو ملا نہیں کہ تو نے ہم کو باہر نکال لیا ہے ، اور نہایت مہجورانہ اور فراقیہ دلپاش کلمات کہے ، آپ کی صدائے والہانہ سے بحرِ رحمتِ الٰہی جوش میں آیا اور سروشِ غیبی نے آپ کو ندا دی کہ لے ہمارے عاشقِ صادق ! اے حاجی محمد !

مصرعہ　　کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

تو کیوں غمناک ہے ؟ تیری آرزو کا غنچہ شگفتہ ہو گیا ہے ، تیرے سینہ سے غم واندوہ کا غبار دور کیا گیا ہے ، تیرے عرفان کے باغ تر و تازہ کئے گئے ہیں ، تیری تعریف میں بلبلیں خوش آوازی سے چہچہا رہی ہیں ، معرفت کا سورج تجھ پر طلوع ہو گیا ہے ، گمراہی کی ظلمت تجھ سے دور کی گئی ہے ، تجھے الست کے شراب سے مخمور کیا گیا ہے تجھے عرفان کے پیالہ سے مست کیا گیا ہے ، روزِ میثاق سے نورِ ربوبیت کا ظہور تیرے لئے کیا گیا ہے ، تجھے ہزاروں دام رکھ کر شکار کیا گیا ہے ، اگر اب تجھے رہا کر دیویں تو کچھ عجب نہیں ، تیرے لئے اپنا جمال بے حجاب کر دیا ہے ، اور نورِ ذات کا جلوہ تیرے لئے بے نقاب کر دیا ہے ، اگر تجھے اپنی تسکین خاطر اور ہماری اس ندا کی صداقت معلوم کرنی ہے تو فلاں درخت کے نیچے چلے جاؤ ، جو بالکل خشک اور مدت سے بے برگ و ساز گدائے ناتواں کی طرح کھڑا ہے ، وہ تمہاری بیٹھنے دمی اور خضر مقدمی سے تر و تازہ ہو جائے گا ، اور اگر ایسا نہ ہوا تو جان لینا کہ ندائے غیبی صحیح نہیں تھی ۔

آپ اس الہام کے بموجب چل کر اس درختِ مامورہ کے نیچے جا بیٹھے ، آپ کی آمد کی خوشی میں بزبانِ حال وہ درخت یہ شعر پڑھ رہا تھا ۔

سہ

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے مے آید کہ زانفاس خوشش بوئے کسے مے آید

آپ کے وہاں پہنچتے ہی آپ کے قدم مبارک کی برکت سے وہ درخت فی الفور سبز ہو گیا ، اسی وقت اس کی ڈالیاں اور پتے اور شگوفے اور پھل ظاہر ہو گیا اور اس کے ہر پتے سے صدائے نوشہ نوشہ نکلنے لگی ، اور آپ اس کو محسوس کرتے تھے ۔

آپ وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے تو جو چیز آپ کے سامنے آتی سب نوشہ نوشہ کہتے ، وحوش ، طیور ، جنات ، ملائکہ نے آپ کو نوشہ نوشہ کی صدا سے محظوظ کیا ، عالمِ ناسوت و ملکوت میں کوئی چیز ایسی نہ رہی جس نے آپ کو لفظ نوشہ کے مژدہ سے نہ بشارت دی ہو ، جو انسان بھی آگے سے ملتا وہ بیساختہ آپ کو بجائے حاجی محمدؒ کے یا نوشہ یا نوشہ کے لفظ سے پکارتا تھا ، غرض کہ آپ کی نوشاہت کا نقارہ دو نوجہان میں بجایا گیا ۔

ف اسی روز سے بجائے حاجی محمدؒ کے آپ کا نام نوشہ مشہور ہوا ، اور جو شخص آپ سے نسبتِ فرزندی یا مریدی رکھے وہ نوشاہی کہلاتا ہے ، یہ خطاب و لقب آپ کو وراثتِ غوثیہ میں ملا ، جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کو محی الدین کا لقب ملا تو ہر کہ و مہ نے ان کو اسی نام سے پکارا

ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء (الجمعہ ۔ ع ۱)

ماخذ تذکرہ نوشاہیہ صفحہ ۱۱۱ ، [illegible] ، [illegible]

لفظِ نوشہ کی تشریح لغت میں نوشہ بفتح بازدهٔ واو مجہول ... یعنی نوشاہ

دولھا ، خوش ، خرّم ، خوشحال کو کہتے ہیں ؏

اور اصطلاحِ صوفیہ میں نوشاہت کے دو پہلو ہیں ، ایک ظاہر ، دوسرا باطن ، نوشہ من حیث الظاہر اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی نئی شادی ہو ، یعنی اُس کا اپنے محبوبِ مجازی سے واصل ہونے کا پہلا دن ہو ، اور وہ امتیازی لباس کے ساتھ اپنے تمام ہمراہیوں سے ممتاز نظر آئے ، اُس وقتِ خاص میں وہ بسبب نوشاہت کے اپنے سب ہمراہیوں کا سروار ہوتا ہے ، اُس کے ہمراہیوں کو عُرفِ عام میں بُراتی (جانجی) کہتے ہیں ، سب براتی اُس کے طفیلی اور بمنزلہ رعیت ہوتے ہیں ، اگرچہ اُس کے ہمراہی بعض حیثیتوں میں اُس سے اعلٰے بھی ہوں ، مثلاً کوئی حاکم یا رئیس یا بزرگ ہو مگر تاہم جب کوئی اُن سے پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو وہ بجائے اپنا منصب و مرتبہ بتانے کے اُس وقت یہی کہیں گے کہ ہم براتی ہیں ، کسی کی حکومت یا ریاست یا بزرگی اُس وقت وہ شان نہیں رکھتی جو نوشہ کی ہوتی ہے ، ہر ایک براتی کی شخصیت منصبِ نوشاہت کے مقابلہ میں محو و مضمحل ہو جاتی ہے ، اگر کوئی اجنبی آدمی بھی اس برات میں شامل ہو تو وہ سب سے پہلے نوشہ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرے گا ، گویا کہ اُس وقتِ خاص میں نوشہ بمنزلہ بادشاہ کے ہوتا ہے ، اور سب براتی اس کے طفیلی اور رعیت ہوتے ہیں ، اگرچہ گروہِ برات میں جزوی فضیلت والے کئی لوگ موجود ہوں لیکن اُس وقتِ خاص میں فضیلتِ کلّی نوشہ کو ہوتی ہے ، اور اگر برات میں نوشہ موجود نہ ہو تو وہ برات کہے جانے کی مستحق نہیں ہو سکتی ، اِس لئے برات میں

عہ غیاث اللغات صفحہ ۔ لغات کشوری صفحہ ۔ لغات فیروزی صفحہ ۔ نور اللغات

نوشہ کا ہونا نہایت لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔

اور نوشہ من حیث الباطن اس شخص کو کہتے ہیں جس کو اپنے محبوبِ حقیقی سے وصول حاصل ہو، یہاں تک کہ اپنی ہستیٔ موہوم کو فنا کرکے اُس کی ذاتِ پاک سے بقا حاصل کرے، حقیقی نوشہ ذاتِ اقدس رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، سب انبیائے کرام و اولیائے عظام بلکہ جمیع کائنات اُسی کی برات ہے حدیث شریف قدسی ہے لولاك لما خلقت الافلاك ۱؎ اور حدیث شریف یا محمد انا و انت وما سواك خلقتُ لاجلك اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ اگر اُس نوشہ کا ظہور نہ ہوتا تو کوئی چیز بھی عالم خلق و امر سے موجود نہ ہوسکتی، تمام عالم علوی وسفلی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اسی نوشہ کے طفیلی ہیں، جیسا وصول بدرجۂ اتم ذاتِ باری سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا اس کی نظیر اوّلین وآخرین میں کہیں موجود نہیں، اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مظہر اتم اور انسانِ کامل کہتے ہیں، واقعۂ معراج اسی کے وصول و تقرب کا تذکرہ ہے، جب مقام قابَ قوسین او ادنیٰ (النجم۔ع ۱) پر فائز ہوئے تو حجابِ کثرت اٹھائے گئے، حقیقتِ وحدت سے روشناس کرائے گئے، وفی انفسکم (الذاریات۔ع ۱) کا پردہ چاک کیا گیا، اسم احمد کے میم کا قصہ پاک کیا گیا، جب نقابِ غیریت دور ہوا، تو توحیدِ مطلق کا ظہور ہوا، ھو الاوّل والآخر والظاھر والباطن (الحدید۔ع ۱) کا نتیجہ کھلا، لقد رأی من اٰیٰت ربه الکبریٰ (النجم۔ع ۱) کا غنچہ کھلا، یہی مقام نوشاہت کا اصل الاصول ہے، اُسی رات ذاتِ محمدیہ کو ملاءِ اعلیٰ میں نوشہ مقرر کیا گیا، اسی واسطے نوشاہت کی رات یعنی لیلۃ المعراج کو وہ شرف حاصل ہے جو لیلۃ القدر کو ہے، بلکہ

۱؎ حدیث لولاک جو زبان زد عوام ہے بروایت بالمعنی ہے، صحیح الفاظ یہ ہیں لولاک ما خلقت سماء ولا ارض ۱۲ منہ ۔ مکتوبات امام ربانی (دفتر دوم) مکتوب ۱۲۲ نوشاہی

کو ہے ۔ بلکہ عاشقانِ جمالِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے نزدیک یہ رات تمام سال کی راتوں سے افضل واشرف ہے کہ اس میں حبیب ومحبوب کا وصال ہوا فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (النجم۔ع ۱)

منصبِ نوشاہت ایک ایسا خاص منصب ہے جس کی کیفیت وجدانی ہے بیانی نہیں، ہر ایک نبی اور ولی کو اس منصب سے اپنے اپنے زمانہ میں حسبِ استعداد حصہ ملا ہے، حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کی تبعیت میں ہر ایک عہد میں نسبتِ نوشاہت کسی نہ کسی بزرگ میں جلوہ گر ہوتی رہی، اسی وجہ سے سلسلۂ نظامِ عالم مربوط رہا۔

اگرچہ اس مقام سے تبعیت نبوی میں اکثر اولیا واقطاب کو وراثتاً حصہ پہنچتا رہا، لیکن اس حقیقت کا پورا انکشاف، اور اس مقامِ عالی کی پوری نسبت، اور اس منصبِ بزرگ کا اصلی ظہور، خاص طور پر مظہرِ اتمِ ذاتِ کردگار، مصدرِ اعظمِ صفاتِ پروردگار، وارثِ کمالاتِ نبوتِ احمدیہ، خاتمِ مقاماتِ ولایتِ محمدیہ، مرکزِ دائرۂ توحید، قطبِ فلکِ تجرید، سیدالاولیا، امام الاصفیا، حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رہ کی ذاتِ بابرکات پر ہوا، آپ کو خلعتِ نوشاہت عطا کر کے تمام اولیاءِ متقدمین ومتاخرین کا نوشہ مقرر کیا، اور سب کو آپ کا طفیلی یا براتی بنایا گیا، اگرچہ جزوی فضیلت ہر ایک بزرگ کی ظاہر و محقق ہے لیکن اس منصبِ خاص میں آپ کو سب اولیاء اللہ پر فضیلتِ کلی حاصل ہے۔

مقاماتِ ولایت میں بعض مقامات تو مشہور ومعروف ہیں، مثلاً قطبیت، غوثیت محبوبیت، امامت وغیرہ۔ کیونکہ زمانہ نبوت سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں کئی بزرگوں کو ان مناصب سے سرفرازی ہوتی رہی، اور یہ مناصب اکثر زبانزدِ صوفیہ رہے۔

اور بعض مقامات غیر مشہور رہیں، اس کی یہ وجہ ہے کہ جب کسی بزرگ پر بوقت ریاضت و مجاہدہ یا محض فضل ایزدی سے کسی نئے مقام کا انکشاف ہوا تو اس کی حقیقت ظاہر ہوئی، مثلاً قیومیت، نوشاہت وغیرہ۔

منصب قیومیت بھی انہیں مناصب میں سے ہے جس کا ہزار سال تک کچھ نشان ظاہر نہ ہوا، کسی کتاب تصوف میں اس کا تذکرہ نہیں پایا جاتا، لیکن جب امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رح پر اس مقام کی حقیقت کھلی، اور وہ اس منصب پر فائز ہوئے تو انہوں نے اس کو ظاہر کیا، اور وہ قیوم اول ہوئے جیسا کہ کتب نقشبندیہ سے صاف ظاہر ہے، اب اس کے بعد کوئی شخص اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

ایسا ہی یہ منصب نوشاہت بھی ہزار سال کے بعد قطب الاقطاب حضرت شاہ حاجی محمد گنج بخش رح پر منکشف ہوا، اور وہ اس کی حقیقت سے متحقق ہوئے تو ان کو نوشہ کہا گیا، اور تمام موجودات نے بزبان حال ان کی نوشاہت کو تسلیم کیا، اس کی حقیقت ظاہر ہونے کے بعد اب کسی شخص کو اس سے بھی انکار کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔

نوشاہت کی خصوصیت | جتنے مقامات ولائت مشہور و متعارف صوفیہ ہیں ان مقامات کے حصول میں کئی بزرگ باہم مشارک ہیں، مثلاً۔

غوثیت۔ سینکڑوں کی تعداد میں اولیاء اللہ اس مقام پر فائز ہوئے مثل حضرت غوث الاعظم جیلانی رح و شاہ قمیص قادری رح و شاہ کمال کیتھلی رح وغیرہ کے۔

قطبیت۔ اس سے بھی بیشمار اولیاء متحقق ہوئے مثل حضرت غوث الثقلین رح و شیخ اکبر

وشیخ اکبر محی الدین عربی رح وشیخ عبدالوہاب متقی قادری رح وغیرہ کے۔

محبوبیت ۔ اِس سے بھی بطورِ خاص دُو بزرگ مشرف ہوئے، حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح اور حضرت محبوبِ آلٰہی خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی رح ۔

امامت ۔ اِس سے بھی ائمہ اثنا عشر بالترتیب فائز المرام ہوئے، ان کے بعد بھی کسی بزرگوں کو یہ منصب ملا۔

قیومیت ۔ اِس سے بھی چار شخصوں کو حصہ ملا، حضرت شیخ احمد سرہندی رح خواجہ محمد معصوم سرہندی رح خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند رح خواجہ محمد زبیر مجددی رح

ان مقاماتِ ولایت میں صرف ایک منصب نوشاہت ایسا مقام خاص ہے جو آج تک سوائے حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش رح کے کسی کو نہیں ملا، اور تمام امتِ محمدیہ میں صرف آپ کی ایک ہستی اس منصب بزرگ سے مشرف ہوئی کوئی فرد بشر اولیائے متقدمین یا متاخرین میں سے اس مقام میں آپ کا شریک نہیں، خدائے واحد لایزال نے اپنی رحمتِ خاصہ سے اس عہدۂ جلیلہ کے لئے تمام جماعتِ اسلامیہ میں سے شخصِ واحد کو منتخب کیا، واقعی قدرت کا انتخاب ایک اعلیٰ انتخاب ہوتا ہے، واللہ یختص برحمتہ من یشاء (البقرۃ ع ۱۳)

نوشاہت کی حقیقت مقام نوشاہت تمام مقاماتِ ولایت کا جامع ہے، سارے مقامات ومناصب کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں، گویا کہ تمام مقاماتِ ولایت لوازم نوشاہت سے ہیں، اور مثل اجزا کے ہیں، اور مقام نوشاہت مثل کل کے ہے، جس کو نوشاہت کا منصب ملا، اُس کو ضمناً سب مقامات کا وصول حاصل ہوا، تو اس سے ظاہر ہے کہ نوشہ کا لقب پانے والا تمام کمالاتِ

نبوت اور کمالاتِ ولایت کا حقیقی وارث ہوتا ہے۔

سنّتِ الٰہی اس طرح پر جاری رہی ہے کہ عہدِ سابقہ میں جب جہالت کا شیوع اکثر ہوجاتا، اور دین میں سستی ہوجاتی تو ایک صاحبِ شریعت اولوالعزم نبی مبعوث ہوتا تھا، حضرت موسےٰ علیہ السلام و حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہزار ہزار سال کے بعد مبعوث ہوئے، چونکہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا، اس لئے حسب الارشاد علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل دین کی سستی کو مٹانے اور بدعات کو دور کرنے کے لئے ہزار سال کے بعد حضرت نوشہ صاحب رح کی ذات کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا، اور کمالات نبوت و ولایت آپ کو مرحمت کئے، اور منصب نوشاہت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص تھا، اور مدتِ ہزار سال تک کوئی شخص کلیۃً اس سے سرفراز نہیں ہوا تھا، وہ نیابتِ نبوی میں آپ کو موصول ہوا، اور آپ نے اس نسبت سے مشرف ہو کر از سرِ نو دینِ اسلام کے حقایق کی تجدید و ترویج کی۔

مقامِ غوثیت | آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگوں میں غوثیت کے مقام سے بھی مشرف ہوئے۔[۱]

مقامِ قطبیت | آپ کو قطب الاقطاب کا مرتبہ بھی حاصل ہوا، بلکہ آپ کے خلفا بھی قطبیت سے سرفراز ہوئے۔[۲]

مقامِ فردیت | آپ کو مقامِ فردیت بھی حاصل ہوا کما ھو ظاھر من کتاب ثواقب المناقب۔[۳]

نیز روضۃ القیومیہ رکن دوم میں لکھا ہے کہ "آپ نہایت عزیز الوجود تھے"،[۴]

اور حضرت

اور حضرت ملا شاہ قادری رح فرماتے ہیں کہ "وہ جماعت جو خاص الخاص ہے اور جس کا وجود نہایت عزیز ہے وہ مفرد ہے، اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کچھ مطلوب نہیں، اور کوئی چیز اس سے باز نہیں رہتی، اور وہی محبوبِ خدا ہے"۔ ؎

نیز فرمایا ہے "فقیروں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کا مرتبہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ فرمایا ہے بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی (حدیثِ قدسی) یعنی مجھی سے سنتا ہے اور مجھی سے دیکھتا ہے اور مجھی سے پکڑتا ہے اور مجھی سے چلتا ہے، اور جنہیں ایسا مرتبہ نصیب ہے وہ خال خال ہیں، وہ دوگانگت، غربت، خدمت سے بری ہیں، اس واسطے ان کو مفرد کہتے ہیں"۔ ؎

ان عبارات سے آپ کی فردیت اظہر ہے۔

مقامِ محبوبیت | روضۃ القیومیہ رکن دوم میں لکھا ہے کہ "آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا" اور تمام کتب سلسلہ نوشاہیہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ طریقِ جذب سے واصل باللہ ہوئے۔

اور حضرت شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ "طریقِ جذب مرادوں اور محبوبوں کا طریق ہے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کو مقامِ محبوبیت و مرادیت حاصل تھا، اور آپ محبوبِ الٰہی تھے۔

مقامِ صدیقیت | یہ مقام بھی آپ کے خصائص میں سے ہے، آپ نے اپنی نظرِ کیمیا نظر سے کئی خلفاء کو بھی اس مقام سے بہرہ ور فرمایا، مثل حضرت

؎ گنجینۂ اولیاء ص ۱۲۴ ؎ ایضاً ص ۱۲۵ [illegible]

شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ آپ کی توجہ سے مقامِ صدیقیت سے مشرف ہوئے

مقامِ امامت | حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو منصبِ امامت پر فائز فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اب اس کے پیر بھائیوں سے کوئی اس کے برابر نہیں ہے [ھ]

صاحبِ خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ آپ طریقہ نوشاہیہ کے امام و پیشوا ہوئے

مقامِ گنج بخش | آپ عشقِ اللہ میں مستغرق تھے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر، ہاتفِ غیبی نے آپ کو نوشہ اور گنج بخش کہکر پکارا، اسی وقت ہر کہ ومہ آپ کو نوشہ گنج بخش کہنے لگے [ھ]

صاحبِ بقائے اولیاء نے لکھا ہے کہ شاہ سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا، اور ساتھ ہی نوشہ گنج بخش کا خطاب بھی دیا، اس کے بعد آپ ہدایت خلق میں مصروف ہوگئے [ھ]

ف فقیر شرافت عافاہ ربہٗ کہتا ہے کہ لفظِ گنج بخش اسمِ الٰہی **الوھّاب** کا ترجمہ ہے، یعنی بغیر کسی عوض اور غرض کے بے انتہا بخشش کرنے والا، ھِبَہ حقیقت اُس عطیّہ کا نام ہے جس میں کوئی غرض نہ ہو، اور اگر بدلہ لینے کے واسطے بخشش کرے تو وہ **واھب** نہیں کہلائے گا بلکہ بایع (بیچنے والا) شمار کیا جائے گا، لہٰذا واھب اور وھّاب فی الحقیقت خدائے قدوس ہے

کتاب شمس المعارف الکبرٰی میں ہے اعلم ان الوھّاب ھو معطی العطیۃ الخالیۃ عن الاغراض فاذا کثرت العطیّات والصّلات سمّی صاحبہا موھّاب ولا یتصوّر الّا من اللہ تعالیٰ وھو الوھّاب من غیر عوض وقد وھبک النظر والسّمع والشمّ والذّوق والعافیۃ والمشیئۃ ولا یجا...

ھ گنج راز شرافت ۱۲ ھ رسالہ احوالِ گنج بخش صفحہ ۱۲۶ ھ تذکرۂ نوشاہیہ ۱۲ ھ بقائے اولیا صفحہ ۱۱۲ شرافت

والایجاد وکمالك بالخلقة لتجیب الدّاعی۔عہ انتہی۔

جو شخص اسم الوھّاب کا مظہر اتم ہو اُس کو اِس طائفہ علیہ کی اصطلاح میں گنج بخش کہتے ہیں، جس کو یہ لقب عطا ہو اس پر اسم الوھّاب کے تمام کمالات منکشف ہوجاتے ہیں، شمس المعارف الکبرٰے میں ہے اعلم انّ العبد اذا صدق مع اللہ وتخلّق بھذا الاسم رای جمیع الاکوان تخدمه بالمواھب ومن اکثر ذکرہ فتح اللہ علیه بالمواھب۔ انتہی۔ عہ

مقامِ فقر آپ نے فرمایا ہے میں کوئی شیخ یا رند یا قلندر نہیں ہوں، دنیا میں فقیر ہی رہا ہوں۔ اور اب دنیا سے فقیر ہی جا رہا ہوں سہ

اِس سے ثابت ہُوا کہ آپ کو مقامِ فقر پورا حاصل تھا، فقر کی تعریف میں کتبِ مشائخ میں بےشمار اقوال موجود ہیں، اِس جگہ سب کا احصا نہیں ہوسکتا، صرف ایک بزرگ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخطیب رہ خلیفہ حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر اجودھنی رہ کا ارشاد فقر کی تعریف میں نقل کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رسالہ ملہمات میں لکھتے ہیں۔

الفقر خلق شریف یتولّد منه الصّلاح والعفّة والزّھد والورع والتّقوٰی والطّاعة والعبادۃ والجوع والفاقة والمسکنة والقناعة والمروّۃ والفتوّۃ والدّیانة والصّیانة والامانة والسّھر والتّھجد والخضوع والخشوع والتّذلل والتّواضع والتّحمل والکظم والعفو والاغماض والاشفاق والانفاق والایثار والاطعام والاکرام والاحسان والاعراض والاخلاص والانقطاع والانفصال والصّدق والصّبر والسّکوت والحلم والرّضاء والحیاء والبذل والجود والسّخاوۃ والخشیة

والخوف والرجاء والرياضة والمجاهدة والمراقبة والموافقة والمرافقة

والمداومة والمعاملة والتوحيد والتهذيب والتجريد والتفريد و

السّكوت والوقار والمداراة والمواساة والعناية والرّعاية والشفقة

والحفاوة والشفاعة واللطف والكرم والتعقد والشكر والفكر والذكر

والحرمة والادب والاعتصام والاحترام والطلب والرّغبة والغيرة و

العبرة والبصيرة واليقظة والحكمة والحسبة والهمّة والمعرفة والحقيقة

والخدمة والتّسليم والتفويض والتوكّل والتبتّل واليقين والثقة والغناء

والاستقامة وحسن الخلق وكلّ فقير وجدت فيه هٰذه الصّفات سمّي

فقيرًا كاملًا واذا فقدت لم يسمّ فقيرًا۔ انتهٰى۔

مقامِ وراثۃ الانبیا | حضرت قاضی سلطان محمود صاحب قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مسند آرائے اوان شریف فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو مقامِ وراثۃ الانبیا حاصل تھا۔

ف ابوداؤد و ترمذی میں بروایت ابودردا رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العلماء ورثۃ الانبیاء یعنی گروہ علما، انبیاء کے وارث ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ علما دو قسم ہیں، ایک علمائے راسخین جن کو علمائے ربانی علمائے آخرت، اربابِ باطن، صوفیہ، اولیاء اللہ کہتے ہیں، دوسرے علمائے غیر راسخین جن کو علمائے نفسانی، علمائے دنیا، اصحابِ ظاہر، کہا جاتا ہے۔ مقدم الذکر علما صاحبِ حال ہیں، ان کا استناد کشف و عیان پر ہے، اور موخر الذکر علما صاحبِ قال ہیں، ان کا استدلال حجۃ و

برہان پر ہے

برہان پر ہے، نواقب المناقب میں حضرت غوث اعظم رہ کا ارشاد منقول ہے۔ اعلموا اخوانی ان مستند الصوفیۃ الکشف والعیان لا الحجۃ والبرھان حضرت مولنٰا روم صاحب رہ فرماتے ہیں۔

شعر

گر باستدلال کار دیں بُدے | فخر رازی راز دار دیں بُدے
لیک چوں مَن لَم یَذُق لَم یَدرِ بود | عقل و تخیلات او حیرت فزود

تو اب ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مصداق علمائے ظاہر تو ہو نہیں سکتے کیونکہ یہ علم کبھی منجر بفساد بھی ہو جاتا ہے۔

شعر

علم کز او دے دو جہاں روشن ست | طرفہ از و رہبر و ہم رہزن ست

بلکہ اکثر فرقہ بندی اور حسد و ریا، و تصنع و کبر و عجب کو اس میں بڑا دخل ہے، اسی واسطے عالم کی گواہی دوسرے عالم پر شرعًا مقبول نہیں، کتاب ہدیہ مجددیہ میں ہے ذکر فی المبسوط فی مذھب مالک انہ لا یجوز شھادۃ القاری یعنی العلماء لانھم اشد الناس تحاسدًا و تباغضًا اور حدیث شریف میں ہے اتقوا من علماء السوء۔ نیز حدیث شریف میں ہے ان اشد الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء۔ اور قوۃ القلوب میں حدیث شریف درج ہے یکون فی اٰخر الزمان علماء یغلق علیھم باب العمل ویفتح علیھم باب الجدال۔ کنز العمال جلد چہارم میں ہے کہ ابن عساکر نے جبیر بن مطعم رض سے روایت کیا ہے کہ شھادۃ المسلمین بعضھم علی بعض جائزۃ ولا تجوز شھادۃ العلماء بعضھم علی بعض لانھم حسد۔ حضرت امام ربانی شیخ احمد

سرہندی رح مکتوبات شریف کے دفتر اول مکتوب چہل ہفتم میں لکھتے ہیں " علمائے دنیا جن کا مقصود ہمہ تن دنیا کمینی ہے ان کی صحبت زہر قاتل ہے ، اوران کا فساد متعدی ہے ۔

۵

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند

گذشتہ زمانہ میں جو بلا اسلام پر آئی وہ اسی جماعت کی کمبختی کے باعث تھی ، بادشاہوں کو انہوں نے ہی بہکایا ، بہتّر مذہب جنہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے ان کے مقتدا اور پیش رَو یہی بُرے علما ہیں ، علما کے سوا ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گمراہ ہوئے ہوں اور ان کی گمراہی کا اثر اور لوگوں تک پہنچا ہو "

ان احادیث پر غور کرتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث وراثت کا صحیح مصداق علمائے باطن ہیں ، کیونکہ ان کا علم صلاح وتقوٰے وورع کا مبدا ہے ، اخلاص وخوف وتواضع وانکسار اس سے پیدا ہوتا ہے جو اوصاف انبیا سے ہیں ، حضرت شیخ الاسلام خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی رح فرماتے ہیں الفقراء بین العلماء کالبدر بین کواکب السماء ۔

کتاب مباہج الاعلام میں اس حدیث کے متعلق لکھا ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم العلماء ورثة الانبیاء فکلّ علیٰ قدر ارثه وارثهٗ علیٰ قدر نورہٖ ونورہٗ علیٰ قدر فتحہٖ وفتحهٗ علیٰ قدر صفاء قلبہٖ وصفاء قلبه علیٰ قدر معرفتہٖ بربّہٖ ومعرفته بربّه علیٰ حسب ما سبق لهٗ من وجود حبّہٖ وحقیقة الارث ان ینتقل المورث الی الوارث علی الصّفة التی کان بھا عند المورث عنه غیر انّ علماء الباطن احق بالارث

واولیٰ

واولیٰ واقرب نسبة واعلیٰ لان علمهم تلزمه الخشية تکشفه

العظمة فکل صاحب علم لاخشية له فليس باهل ان يکون وارثاً

قال صلی الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء ای العلماء بالله

فان العلم بالله يورث الخشية ۔ انتهیٰ ۔

اقوالِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیائے کرام ؑ کے حقیقی وارث یہی جماعتِ صوفیہ ہیں جن کو علمائے راسخین کہا گیا ہے، جنہوں نے کمالاتِ ولایت و نبوت کو حاصل کیا، اور اتباعِ شریعت محمدیہ میں بدایت سے نہایت تک متمسک رہے، وہی مقامِ وراثۃ الانبیا پر فائز ہوئے ۔

حضرت نوشہ صاحب رح کو یہ مقام بوجہِ اتم حاصل ہوا، اور اس کی پوری حقیقت آپ پر منکشف ہوئی، اور مقامِ وراثۃ الانبیاء کے حقائق سے متحقق ہونے اسی واسطے آپ کو وارث الانبیا بھی کہا جاتا ہے ۔

مُجددیتِ کبرٰے | آپ خلعتِ تجدید سے بھی سرفراز ہوئے، اور ہزار سال کے مجددِ اکبر ہوئے، صاحبِ رسالہ قادری نے لکھا ہے ۔

"امام الائمہ آخر الزمان، راہنمائے انس وجان، رونقِ باغ قدسیان، رہبرِ دین، مرشدِ راہِ متین، قطب الاقطاب حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش ابن حاجی علاؤ الدین رضی اللہ عنہم قادری چشتی امام الطریقہ ہیں، آپ ہی سے خاندان پاک قادری مجددی نوشاہی ہے، اب غور طلب بات صرف اتنی ہے کہ نوشہ کے معنے کیا ہیں، تو لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ نوشہ اور مجدد کے ایک ہی معنے ہیں، یا یہ دونو الفاظ مترادف ہیں، پس ثابت ہوا کہ حضرت محمد رح قادری خاندان میں دوسرے ہزار سال کے مجدد تھے" ۔

سنن ابی داؤد و مسند حسن بن سفیان و مسند بزار و معجم اوسط طبرانی و کامل ابن عدی و مستدرک حاکم و حلیہ ابونعیم و مدخل بیہقی میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃٍ من یجدد لھا امر دینھا (مشکوٰۃ باب العلم)

یعنی اللہ تعالےٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کرتا رہے گا، جو امور دین میں تجدید کیا کرے گا۔

مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے فاقول ھٰذا الحدیث اتفق الحفاظ علیٰ صحتہٖ منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل۔ انتھٰی۔

اور حافظ جلال الدین سیوطیؒ رسالہ منبئۃ بمن یبعثہ اللہ علیٰ رأس المائۃ میں اس حدیث کے بارہ میں لکھتے ہیں اتفق الحفاظ علیٰ صحتہٖ۔ انتھٰی۔

اور سید صدیق حسن خاں محدث حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں وقد اتفق الحفاظ علیٰ تصحیح ھٰذا الحدیث۔ انتھٰی

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ ہر سو سال کے بعد ایک شخص علمائے راسخین میں سے منتخب کیا جاتا ہے جس کو مجدد کہتے ہیں جو مسند نبوت پر متمکن ہو کر ہدایت خلق اللہ کیا کرتا ہے، اور کفر و شرک و ضلالت و بدعات کی تاریکیوں کو مٹا کر اسلام کی حقانیت کو ظاہر کرتا ہے تبلیغ ظاہری کے علاوہ قوت روحانی سے بھی دین حق کی ترویج و تجدید کرتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب چہارم میں ہے کہ مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچنا ہوتا ہے اسی کے ذریعے پہنچتا ہے، خواہ

اس وقت

اس وقت کے اقطاب و اوتاد ہوں اور خواہ ابدال و نجبار"۔

ف اگر کوئی شخص کہے کہ ہزار سال کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی رح تھے جیسا کہ عام مشہور ہے، تو اس کے متعلق یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک صدی کے بعد تمام دنیا کے واسطے صرف ایک ہی مجدد مبعوث ہو بلکہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں علیحدہ علیحدہ مجدد دین کا ہونا ممکن ہے، امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں انہ لایلزم ان یکون فی رأس مائۃ سنۃ واحد انتھی اور امام سیوطی رح رسالہ منبئۃ میں لکھتے ہیں لا یلزم منہ ان یکون المبعوث علی رأس المائۃ رجلاً واحداً بل وقد یکون اکثر۔ انتھی۔

اور شیخ الاسلام بدر الدین ابدال رح رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ میں لکھتے ہیں وقد یکون اثنین وجماعۃ ان لم یحصل الاجماع علی واحد بعینہ۔ انتھی

اسی واسطے ہر ایک صدی کے سر پر متعدد مجدد دین ہوئے ہیں، جن کی مجددیت کو جماعت علماء نے تسلیم کیا ہے اور اپنی اپنی کتابوں میں ان کے تذکرے کئے ہیں، چنانچہ کتاب نجم الثاقب وقرۃ العیون و مجالس الابرار میں ہر ایک صدی کے مجددوں کی مفصل فہرست مرتب ہوئی موجود ہے، اس جگہ تمام اسمار کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے۔

نیز مجدد دین کے متعدد ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ دین اسلام مختلف اجزا سے مرکب ہے، اور اس کے کئی شعبے اصول و فروع کے ہیں، اس لئے ہر ایک امر دین کا علیحدہ مجدد ہونا لازمی ہے، کیونکہ ہر ایک امر کی مجموعی خدمت کا حقہ سوائے نبی صاحب شریعت کے کوئی بجا نہیں لا سکتا، کیونکہ دائرہ اسلام نہایت

وسیع ہے۔ اور مجددین فرداً فرداً اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔

حافظ سیوطی رح مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں قال ابن الاثیر اختلف العلماء فی تاویل هٰذا الحدیث کل واحد فی زمانه واشاروا الیٰ قائم الذی یجدد للناس دینهم علیٰ رأس کل مائة سنة وکان کل قائم قد مال الیٰ مذهبه وذهب بعض العلماء الیٰ ان الاولیٰ ان یحمل الحدیث علیٰ وجه العموم فان قوله صلی الله علیه وسلم من یجدد لها دینها لا یلزم ان یکون المبعوث علیٰ رأس المائة واحد بل قد یکون واحدا وقد یکون اکثر فان انتفاع الامة بانفعها و ان کان انتفاعاً عاماً فی امور الدین فان انتفاعهم لغیرهم ایضاً اکثر مثل اولی الامر واهل الحدیث والقراء والوعاظ واصحاب الطبقات فی الزهد ینفعون بالمواعظ علیٰ لزوم التقوی والزهد فی الدنیا فالاحسن والاجود ان یکون ذلك اشارة الیٰ حدوث جماعة من الاکابر المشهورین علیٰ لعلیٰ رأس کل مائة سنة یجددون للناس دینهم ویحفظونه علیهم فی اقطار الارض ولکن الذی ینبغی ان یکون المبعوث علیٰ رأس المائة رجلاً مشهوراً معروفاً مشاراً الیه فی فن من هٰذه الفنون وقد کان قبل کل مائة ایضاً من یقوم بامر الدین وانما المراد بالذکر من انقضت المائة وهو حیّ عالم مشهور مشاراً الیه۔ انتهٰی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اپنے رسالہ اتحاف الاحبہ ببیان حدیث ... میں لکھتے ہیں "حقیقتِ محمدی را دَورات ست مثل دَوراتِ فلکی ونہایت ہر دَور ...

ہر دورہ ما نا کہ بر سر صد سال ست لہٰ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی

رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد امر دینھا ہر کرا کا رے از دست برآید

کہ بسبب تقویت و تجدید و ترویج ایں امر گردد از ہر وادی کہ باشد داخل ایں

بشارت ست و علما و مشائخ و امرا و حکام و غیرہم ہمہ مصدوق ایں عنوان اند

و اعظم امور دریں باب ارشاد و ہدایت ست و تجدید و ترویج احکام سنت

بالاتر ازیں کا رے کہ مثمر سعادت ابدی و دولت سرمدی گردد نیست"۔

حضرت شاہ غلام علی صاحب مجددی دہلوی رح اپنے مکاتیب شریفہ کے مکتوب

ہشتاد ہشتم میں لکھتے ہیں " در حدیث شریف آمدہ کہ بعد ہر مائۃ مجددے پیدا شود

کہ امر امت را تازہ مے نماید، مجدد در سلاطین چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رح ، و مجدد

در امور دین در علما چنانچہ امام شافعی رح ، و مجدد در صوفیہ معروف کرخی رح ،

و مجدد در اسرار علم امام غزالی رح ، و مجدد در افاضہ فیوض با کثرت خوارق حضرت

غوث الاعظم رح ایں مجدداں امر امت را تقویت فرمودہ اند ، و شیخ جلال الدین

سیوطی رح در حدیث مجدد ست و علم حدیث را رواج بخشیدہ ، و حضرت مجدد الف ثانی

در بیان مقامات طریقت و حقیقت ممتاز اند"۔

اسی طرح ہزار سال کے بعد بھی متعدد مجددین کا ظہور ہوا ، کیونکہ دنیا محل حوادث

ہے ، ہر وقت و ہر لمحہ اس کے حالات میں تغیر و تبدل واقع ہوتا رہتا ہے ،

لیکن ہزار سال کا زمانہ خاص طور پر انقلاب طبائع و تغیر احوال میں غیر معمولی

اثر رکھتا ہے ، اس لئے ہزار سال کے بعد جو لوگ خلعت تجدید سے سرفراز ہوئے

وہ نہایت اکمل اور عزیز الوجود تھے۔

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب دو صد و نہم

میں لکھتے ہیں "جاننا چاہیئے کہ حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت کر جانے سے ہزار سال بعد حضور کی امت کے اولیا جو ظاہر ہوں گے، اگرچہ وہ قلیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے تا کہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں۔"

نیز مکتوبات دفتر دوم مکتوب چہارم میں لکھتے ہیں کہ "ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گذرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور، جس قدر سو اور ہزار کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے۔"

مجددیت الف۔ ان حوالجات بالا سے معلوم ہوا کہ ہزار سال کے مجددین سو سال کے مجددوں سے اعلیٰ وافضل و شبیل صحابہ و نائب و قائم مقام انبیائے اولو العزم تھے، اور جیسا کہ گذشتہ نو صدیوں میں سلسلہ مجددین چلا آیا، اور ہر ایک صدی کے سر پر متعدد مجددین مبعوث ہوئے، اسی طرح ہزار سال کے گذرنے پر مندرجہ ذیل مجددوں کا ظہور ہوا۔

حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی فاضل لکھنوی کی کتاب مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم میں ہے "از معائنہ خلاصۃ الاثر فی اعیان قرن الحادی عشر وغیرہ واضح است کہ از مجددین الف شہاب الدین رملی رح و ملا علی قاری رح وغیرہ بودند و بس۔ واللہ اعلم۔"

یہاں فاضل لکھنوی رح نے حضرت شیخ احمد سرہندی رح کا نام نہیں لکھا، تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ مجدد نہیں تھے، بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں کو بھی یہ شرف حاصل ہوا، اسی طرح حضرت نوشہ گنج بخش رح کی ذات سراپا

ذاتِ سراپا کمالات بھی مجدد الف ہوئے، اور سب کے وجود سے دینِ اسلام کو تقویت پہنچی۔

ہر ایک مجدد نے دین حقہ کی بڑی خدمت کی، حضرت مُلّا علی القاری حنفی رح نے فقہ کی تجدید کی، اور حضرت مولانا شہاب الدین رملی رح نے حدیث کی اشاعت کی، اور حضرت شیخ احمد سرہندی رح نے اسرارِ توحید و طریقۂ سلوک کو زندہ کیا اور حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش حنفی رح نے طریقِ جذب و اجتبا، علومِ باطن، تصفیۂ قلوب عباد اللہ، تکمیلِ روحانیت، عشق حقیقی کی تجدید فرمائی۔

اور یہ بات اظہر واجہر ہے کہ بہ نسبت تکمیلِ ظاہر کے تکمیلِ امورِ باطن کہ مدارِ نجات اُس پر ہے زیادہ مفید و کارآمد ہوتی ہے، اور دین کا یہ جز و سب سے ضروری اور بڑا ہے، جس مجدد نے اس کام کی خدمت کی، وہ مجددِ اکبر ہوا اور بتواتر ثابت ہے کہ یہ کام حضرتِ نوشہ صاحب رح کی ذات نے ہی کیا، لہذا ہزار سال کے مجدد اکبر آپ ہوئے۔

مقامِ جمع الجمع | آپ نے فرمایا ہے کہ اے دوستو! مجھے کوئی چیز نظر میں نہیں آتی یعہ

مطلب یہ کہ سوائے خدا تعالےٰ کے مجھے کوئی چیز مشہود نہیں ہوتی، یہ کلام آپ کا مقامِ جمع الجمع سے خبر دیتا ہے، اور بمتابعتِ مرتضوی آپ کو عنایت ہوا ہے، اور بعینہٖ حضرت شاہِ ولایت علیہ السلام کے کلام کے مشابہ ہے، جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُ اللّٰهَ مَعَهٗ یعنی میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کو اُس کے ساتھ دیکھا ہے۔

عه رسالہ کسب معاش ص ۲۵۹

ف کتاب تعلیم غوثیہ المعروف بہ مراۃ الوحدت میں ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ
اپنے فضل وکرم سے سالک کو فنا سے ترقی دیتا ہے ، اور بقا عنایت فرماتا ہے
اور اپنے نورِ ذاتی نے اس کو باقی کرتا ہے تو اس مرتبہ کو جمع الجمع و حیرت کبریٰ
و بقا باللہ کہتے ہیں ، چونکہ حال و مقام اربابِ قلوب کے خواص سے ہے ، اور
مقامِ جمع الجمع مقامِ دلکشا ہے ، پس جمع اصطلاح صوفیہ کرام میں مقابل
فرق کو کہتے ہیں ، اور فرق مراد ہے احتجابِ حق بخلق ، یعنی خلقت کو دیکھتا ہے
اور حق کو من کل الوجوہ غیر جانتا ہے ، یہ مرتبہ علم الیقین مقام کاملین کا ہے ،
اور جمع عبارت ہے مشاہدہ حق بے خلق سے ، یہ مرتبہ فنا سالک ہے لیکن
جب تک سالک کی ہستی قائم ہے شہودِ حق بے خلق نہیں ہو سکتا ، کہ ہستی سالک
بھی جملہ خلق میں سے ہے ، یعنی جب تک شہود میں سے اپنی ہستی نہ جاتی رہے
شہودِ حق بے حجاب خلق میسر نہیں ہوتا ، کیونکہ اگر سالک ہر دو عالم کو نہ دیکھے اور
اپنی ہستی کو دیکھتا ہے تو ابھی فنائے اتم کو نہیں پہنچا خود باقی ہے ، یہ مرتبہ
عین الیقین مقام اکملین کا ہے ، اور جمع الجمع مقصود ہے شہودِ حق قائم بخلق
یعنی سالک ذاتِ حق کو جمیع موجودات میں مشاہدہ کرتا ہے جس نے جابجا
بصفاتِ مختلفہ ظہور کیا ہے ، اور بقا باللہ سے یہ مطلب ہے کہ بعد الفناء رجوع
الی البدایۃ یعنی فنا کے بعد سالک ہوشیار ہو کر بدایت و ابتدا کی طرف رجوع
کرتا ہے ، اور بدایت کو مرتبہ تفرقہ ہے یعنی ادراک من حیث التعینات ہوتا ہے
نظر مبتدی کی غیر ظاہر مظاہر پر پڑتی ہے ، اور یہ مقام موجب غفلت ہے ، اور جب
سالک اپنی بیخودی و فنائے اتم کے بعد قیود و تعینات و تشخصات سے باہر
پھر اعتبار تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے ، تو اس وقت سالک کی نظر اور
ظاہر پر

ظاہر پر کہ ذاتِ مطلق سے پڑتی ہے ۔ پھر اس کے نور ذاتی سے تعینات و تشخصات کو دیکھتا ہے ۔ اوّل کو یعنی صاحبِ جمع کو صاحبِ حال اور ثانی کو صاحبِ جمع الجمع کہتے ہیں ، اگرچہ حالتِ جمع الجمع سالک کو بسبب کشف کے صاحبِ حال کرتی ہے ، اور یہ ہر دو مرتبہ باعتبار تعینات ہمہ گر شریکِ حال ہیں لیکن تبائن فرقِ بیّن پایا جاتا ہے ، کیونکہ صاحبِ حال و صاحبِ جمع الجمع کو اگرچہ خلق و حق ہر دو کا شہود ہوتا ہے لیکن صاحبِ حال یعنی اکمل کو شہودِ خلق میں حق پوشیدہ ہو جاتا ہے اور شہودِ حق میں خلق ، اور صاحبِ جمعین یعنی مکمل کو ایک کے شہود میں دوسرا غائب نہیں ہوتا ، اور حجاب میں نہیں پڑتا ، بلکہ ہر دو کو جمع الجمع مشاہدہ کرتا ہے ، اس مقام کو بقا باللہ اور فرق بعد الجمع و سیرِ کبریٰ و صحو بعد المحو و حق الیقین کہتے ہیں ، یہ اقصائے مراتبِ عرفان میں سے ہے ۔

یاد رکھنا چاہیے کہ فرق سے یہ مراد ہے کہ سالک کے لیے خلق حجابِ حق ہو ، اور جمع سے یہ غرض ہے کہ سالک کے لئے حق حجابِ خلق ہو ، اور جمع الجمع سے یہ مطلب ہے کہ سالک کے لئے نہ تو خلق حجابِ حق ہو ، اور نہ حق حجابِ خلق ہو ، بلکہ خلق عینِ حق اور حق عینِ خلق منکشف ہو ۔ سہ

مقامِ دلکشائیش جمعِ جمع ست   جمالِ جاں فزائیش شمعِ جمع ست

پس عارفِ مکمل ہستی حق کو جمیع اوقات و احوال میں مشاہدہ کرتا ہے ، اور اثنینیت و غیریت سالک کی نظر سے اصلاً مفقود و ساقط ہو جاتی ہے ، اس مرتبہ میں نہ اشیا حجابِ رویتِ حق ہوتی ہیں نہ رویتِ حق حجابِ اشیا ، کیونکہ عارف حقیقتِ انسانی میں جو مرتبہ الوہیت ہے پہنچ گیا ہے ، اور جس طرح الوہیت کو وجوب و امکان مساوی ہے ، اسی طرح اس عارفِ مکمل کو بھی خلق و حق میں حجاب

نہیں رہتا ، مخلوق کو معدوم محض اور حق کو موجودِ مطلق دیکھتا ہے ، اور ربطِ

حق الیقین جانتا ہے کہ مطلق نے ان وہمی قیدوں میں مقید ہو کر عبودیت کا

اقرار کیا ہے ، یہ مرتبہ عبدیت و خلافتِ حق ہے کہ بندگانِ حق کو حق کی تعلیم

فرماتا ہے ، ظاہر میں عبد اور باطن میں حق ہوتا ہے ، گو دراصل ابتدا و انتہا

میں ذات کو کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوا جو تھی وہی ہے ، البتہ علم کا فرق ضرور

ہے ، اور یہ قابلِ سند ہے ، یہ مقام برزخ البرازخ ہے کہ وجوب و امکان

اعتدال کے مرتبہ پر ہوں کہ ایک کو دوسرے پر غلبہ نہ ہو . مرج البحرین

یلتقیٰن بینہما برزخ لا یبغیٰن (الرحمٰن ۔ ع ۱) اس مقام میں سالک کو

کثرت آئینہ وحدت اور وحدت آئینہ کثرت بن جاتی ہے ، یعنی وحدت میں کثرت

اور کثرت میں وحدت دیکھتا ہے ، اور عارف متصرف عالم و سخر لکم ما فی

السمٰوٰت وما فی الارض (الجاثیہ ۔ ع ۲) کا مصداق بن جاتا ہے ، اور صاحبِ

اختیار ہوتا ہے ، جب چاہتا ہے تجلّی حق کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے ،

اور جس صفت میں چاہتا ہے متصف ہو کر ان صفات کے اثر کو ظاہر کرتا ہے

کیونکہ متصف بصفاتِ حق و متخلق باخلاق اللہ ہو گیا ہے ، اس لئے حضرت

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ما رأیت شیئا الا رأیت

اللہ معہٗ یعنی نہیں دیکھا میں نے کسی شے کو مگر دیکھا میں نے اللہ کو اس

شے کے ساتھ وھو معکم این ما کنتم (الحدید ۔ ع ۱) اس معیت کو دیکھنا

چاہیے اور یہی قابلِ اعتبار ہے . ـــہ

ہست رب الناس را باجانِ ناس اتصالے بے تکیف بے قیاس

جیسے رویتِ کثرت میں سالک وحدتِ حقیقی سے محجوب نہیں ہوتا ، ایسے ہی رویتِ

وحدت میں

وحدت میں بھی کثرت سے محتجب نہیں ہوتا، چنانچہ مولانا روم رحمہ فرماتے ہیں۔

۵

فرق چہ بود عین غیر انگاشتن ۔۔۔ جمع غیرش را عدم پنداشتن

صاحب تقلید اہل فرق داں ۔۔۔ کو ندید از حق دریں عالم نشاں

ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر ۔۔۔ در یقین اوست مسجد عین دیر

جمع جمع ست انکہ مے بیند عیاں ۔۔۔ در مرایا بے ہمہ فاش و نہاں

صاحب جمع ست پیشش نیست فرق ۔۔۔ جان او در بحر وحدت گشت غرق

رتبہ اول بکار اہل ہست و بس ۔۔۔ بر دوم اکمل جز او حق نیست کس

مرتبہ ثالث مکمل لائق ست ۔۔۔ زانکہ او از ہر دو اول فائق ست

اگرچہ کسی مرتبہ و مقام کی حد و نہایت نہیں لیکن صوفیہ کرام نے اس مرتبہ کو انتہائے مقام عرفان میں لکھا ہے۔ اور یہ مرتبہ سالک مطلق کا ہے۔

کرامات

آپ کی کرامات لاتعد و لاتحصٰی ہیں، صاحب تذکرہ نوشاہیہ نے لکھا ہے

لو کان البحر مدادًا وبنان الخلق اقلامًا وصرفوا الاعمار فی الترقیم لما کتبوا حرفًا من الوف خوارقہ العظیم۔ یہاں چند کرامات آپ کے درج کئے جاتے ہیں۔

تصرف | تصرف کہتے ہیں اختیار کامل کو جو ایک زبردست طاقت کی طرف سے تمام اشیا مثلاً ارواح و اشباح پر عطا شدہ ہو، ان تصرفات کو تصرف فی الوجود کہتے ہیں، اور یہ حضور کی ذات کو بدرجہ کمال حاصل تھے۔

احیائے اموات | ایک روز حضور مسجد کی تعمیر کروا رہے تھے، مزدور لوگ کام میں معروف تھے، اور آپ بحالتِ استغراق پاس بیٹھے ہوئے تھے، اُستا جانی نجار لکڑی چیر رہا تھا، لکڑی بڑی تھی، اُس کو آرہ کرتے وقت دونو تختوں کو جدا کرنے کے لئے درمیان بھاناں لگایا ہوا تھا۔ اُستا جانی اُس کو اُوپر سے نیچے اتر کر مضبوط کرنے لگا کہ ناگہاں وہ بھاناں اُڑ گیا، اور اس کا سر درمیان آگیا، اور وہ لٹکنے لگا۔ لوگوں نے اُس کو لکڑی سے نکالا، اور شور و غوغا ہوا کہ فلاں ترکھان فوت ہوگیا۔ آپ نے سنا تو اٹھ کر اس کے سر کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ اُس کا سر پاش پاش ہوگیا ہے، حضور نے اپنے ہاتھ مبارک سے اُس کا سر درست فرمایا، اور ایک باریک لکڑی لے کر اس کے کانوں اور ناک میں ڈالی، اور جو مغز اُس کا باہر بہہ کر نکل آیا تھا اُس کو ٹھیک کیا اور فرمایا" بھائی مرنے کو وقت بہت ہے اب فقیروں کی بدنامی نہ کرو" اور حاضرین کو فرمایا کہ اس کے اوپر چادر ڈال دو، چنانچہ چادر ڈالنے پر فوراً وہ زندہ ہوگیا، اور اس کے بعد چھ سات سال تک زندہ رہا۔[له]

چوپان کو زندہ کرنا | منقول ہے کہ ایک شخص شہیر نام آپ کی گائیں چرایا کرتا تھا اور نہایت مخلصین سے تھا، ایک دن عرض کرنے لگا یا قبلہ! کوئی شخص عالم ہے۔ کوئی زاہد ہے۔ کوئی عاشق ہے۔ کوئی معشوق ہے۔ کوئی عابد ہے۔ مجھ میں کوئی وصف نہیں، جب قبر میں مجھ سے سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ صبح کو امرِ الٰہی سے اُس کا انتقال ہوگیا، اُس کے متعلقین نے اُس کی تجہیز تکفین کی۔ حضور کو جب خبر ہوئی تو اُس کی قبر پہ تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا اے چوپان! جلدی باہر آؤ ہماری گائیں تمہارے لئے منتظر کھڑی ہیں۔ اسی وقت حکمِ الٰہی سے قبر شق ہوگئی، اور وہ زندہ باہر نکل کر قدمبوس ہوا۔ آپ نے

له رسالہ انوار بیگ صفحہ ۱۸۹، تذکرہ روضۃ الابرار صفحہ ۱۵۸، فوائد الفواد صفحہ ۱۱۱، تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۴، ضیاء العارفین صفحہ ۱۲۲، گلزار شریف

ہوا، آپ نے پوچھا بتاؤ قبر میں کیا کچھ گذرا، اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! جس وقت مجھ کو دفن کر کے چلے گئے تو فوراً منکر نکیر آ گئے، اور مجھ سے خدا و رسول و دین کے متعلق سوال کیا، میں نے کہا کہ میں کوئی کام نہیں جانتا، صرف اپنے پیر حضرت نوشہ حاجی رح کا اسم گرامی جانتا ہوں، وہ میرے پاس نشانی موجود ہے، جب انہوں نے حضور کا نام سنا تو میرے پاس سے چلے گئے، اسی وقت میرے لئے جنت الفردوس کا دروازہ کھل گیا، میں داخل ہونے کو تیار تھا کہ حضور کی آواز پہنچی، اور میں دوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہے

ہلاکتِ مویشیاں منقول ہے کہ اوائل حال میں آپ کے دولت خانہ میں دو بھینسیں ہوا کرتی تھیں، آپ رات کا پہر رہتے ہوئے اُن کو بیلہ میں چرانے کے واسطے لے جاتے، اور خود کنارہ دریا پر مشغولِ عبادت ہو جاتے، ایک روز چوہدری مہاں تارڑ کا چوپان حضور کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا کہ یا قبلہ! اگر آپ بھینسیں میرے مویشیوں میں داخل کر دیویں تو میں اُن کو چرا لایا کروں اور آپ بفراغ خاطر عبادت کیا کریں، آپ نے فرمایا چوہدری مہاں کی چراگاہ ہے، اور وہ بہت جابر شخص ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے تکلیف پہنچائے، چوپان نے عرض کیا کہ یا حضرت! اس کی دو تین سو بھینسیں ہیں، اُن میں سے دو بھینسوں کو وہ کس طرح پہچان سکے گا، چنانچہ وہ لے گیا، ایک دن چوہدری مہاں کا اتفاقیہ وہاں سے گذر ہوا دیکھا کہ وہ دو نو بھینسیں دوسرے مویشیوں سے علیحدہ چر رہی ہیں، چوپان کو بُلا کر دریافت کیا، اُس نے خوف سے سچ سچ بتا دیا کہ یہ حضرت نوشہ صاحب رح کی بھینسیں ہیں، چوہدری نے چوپان کو سخت طمانچہ مارا، اور زجر و توبیخ کی، نیز کہا کہ میں اُن سے بھی سمجھ لوں گا، چنانچہ چوپان نے یہ سرگذشت

حضور کے آگے بیان کی، آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ وہ ظالم شخص ہے، چوبان نے عرض کیا کہ مجھے اپنا تو کچھ فکر نہیں، صرف اس بات کا خوف ہے کہ وہ حضور کو نہ تکلیف پہنچائے، آپ نے فرمایا کہ ہمارا خدا حافظ ہے، اور جو تیری بے ادبی اُس نے کی ہے اس کا ثمرہ بھی دیکھے گا، چنانچہ ایسا امر آلٰہی ہوا کہ دو تین روز میں اس کی ایک سو چالیس بھینسیں مر گئیں۔ پھر وہ بمعہ متعلقین حضور کی خدمت میں آکر معافی کا خواستگار ہوا، اُس روز سے تمام لوگوں کے دل میں حضور کا ادب جاگزین ہوا۔[۱۴۲]

تصرف فی الاشباح | منقول ہے کہ آپ ہمیشہ دریا کی طرف اکثر آمد رفت رکھا کرتے تھے، اور یہ حضور کا طریقہ تھا کہ چلنے میں نظر بر قدم رکھتے۔ دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ اور غریب لوگوں کو سلام میں سبقت فرماتے، اور اہل حکومت سے کنارہ کش رہتے، ایک روز دریا کی طرف جا رہے تھے، راستہ میں ایک نشستگاہ (بیٹھک) تھی، وہاں ایک جکلہ دار بیٹھا تھا، آپ نے اس کو کوئی سلام تسلیم نہ کیا، اور آگے گذر گئے، اُس نے لوگوں سے کہا کہ یہ شخص بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے، اس نے کوئی سلام و آداب نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ درویش بزرگ ہیں، کسی سے الفت نہیں رکھتے، دنیا و اہل دنیا سے مجتنب رہتے ہیں، جکلہ دار نابکار نے اپنی حکومت کے غرور سے گستاخانہ کہا کہ اگر وہ اب اس راہ سے واپس آیا۔ تو میں اُس کی گردن کا مُہرہ درست کروں گا، کسی شخص اخلاصمند نے جاکر حضور کے آگے یہ تمام سرگذشت بیان کی، اور کہا کہ اب حضور واپس جاتے ہوئے کسی دوسرے راستہ گذریں، ایسا نہ ہو کہ وہ تکلیف پہنچائے، آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ فقیروں کی گردن کا مہرہ تو خدا تعالےٰ نے درست کر دیا ہوا ہے، جس کا مُہرہ گردن نادرست ہو گا

وہی درست

وہی درست ہوگا، آپ کے یہ الفاظ فرمانے ہی تھے کہ چکلہ دار کی گردن کا مُہرہ ٹوٹ گیا، اور اس کا سر پیچھے چلا گیا، اور ہرگز بہتر نہ ہو سکا۔

زورِ ولایت | منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف لے گئے تھے، ان دنوں وہاں ایک شاہی پہلوان شیر علی نام مغلزادہ بیجا پوری آیا ہوا تھا جو پہلوان پائے تخت کا خطاب رکھتا تھا، اُس نے افغانستان کے ایک پہلوان جنگی زور کو کشتی میں شکست دی تھی، اس لئے اُس کا شہرہ عام ہو گیا تھا، آپ کو شوق تھا کہ اُس کو دیکھیں، آپ ہمراہیوں سمیت اُس کے اکھاڑہ میں تشریف لے گئے، دیکھا کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ورزش کر رہا تھا، آپ چونکہ بلند قامت جسیم اور طاقتور تھے، پائے تخت نے آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ کوئی پہلوان ہے، کہنے لگا اے جوان! اگر خواہش ہے تو میرے کسی شاگرد سے کشتی کرو، آپ نے فرمایا میں تو اُستاد سے کشتی لڑوں گا، چنانچہ آپ کپڑوں کے ساتھ ہی آگے بڑھے، پہلوان نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، آپ نے ایسا دبایا کہ اس کے ہاتھ سے خون کے قطرے گرنے لگے، اُس نے سمجھ لیا کہ یہ بندے کی طاقت نہیں، یہ زورِ ولایت ہے اور آپ کے قدمبوس ہوا۔

سلبِ امراض | منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے شیخ عالیجاہ حضرت یحیٰ بادشاہ کے ہمراہ بارِ گوندلاں کا سیر فرماتے ہوئے موضع دیووال میں پہنچے، وہاں کا نمبردار ان کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک ہی فرزند ہے، اور عرصہ سے بیمار ہے، چالیس روز گذر چکے ہیں کہ اس نے منہ میں بھی کوئی چیز نہیں ڈالی، صرف چمچہ سے پانی اس کے منہ میں ڈالتے ہیں، اکثر بیہوش رہتا ہے پانچ چھ گھڑی کے بعد آنکھ کھولتا ہے، صرف رمق باقی ہے، زندگی کی کچھ امید نہیں، اگر حضور کچھ

سے گلزار ابرار ص ۹۹ سہ ماہ ص ۱۰۲ تذکرہ اولیاء ص ۹۵ تذکرہ الانساب ص ۱۶ تذکرہ ص ۹۶ ...

دعا فرمائیں تو شاید قبول ہو جائے ، حضرت سخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ لڑکا تندرست ہو جائے گا ، ہمارے درویش کو لے جاؤ ، یہ علاج کرے گا ، اور آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا میاں حاجی محمد ! جاؤ ، بزرگ کام بزرگوں سے ہی ہوتے ہیں آپ تسلیمات بجا لاکر اُن کے گھر چلے گئے ، اور بیمار کی چارپائی کے قریب بیٹھ گئے ، اور پوچھا کہ کلام بھی کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اُس کی والدہ نے کہا یا حضرت اس پر بوجہ کمزوری آنکھ کھولنا بھی مشکل ہے کلام کیسی ؟ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ تو سہی ، والدہ نے بلایا کہ بیٹا ! شاہ حاجی محمد آئے ہیں ، آنکھیں کھول کر ان کے چہرہ مبارک کو دیکھو ، بیمار نے آنکھیں کھولیں ، اور بمجرد دیدار پُرانوار کے اُس کی رگوں میں کچھ طاقت پیدا ہو گئی ، آپ نے فرمایا کچھ کھاؤ گے ؟ اُس نے عرض کیا اگر کھچڑی ہو تو شاید کھا سکوں ۔ اس کے کہنے پر فی الفور کھچڑی تیار کرائی گئی ، پھر آپ نے فرمایا اس کو اٹھا کر بٹھاؤ ، چنانچہ اس نے بیٹھ کر چند لقمے کھائے ، پھر آپ نے فرمایا بھائی تمہارے گاؤں میں حضرت سخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ آئے ہوئے ہیں اُن کی زیارت کے واسطے چلو ، اُس نے کہا اگر کوئی پکڑ کرلے چلے تو شاید جا سکوں ، آپ نے اُس کے والد کو فرمایا کہ اس کو بغلوں سے پکڑ کر اٹھاؤ ، اور آہستہ آہستہ اپنے سہارے چلا کرلے چلو ، جب اسی طریق سے حویلی کے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا کہ اب اس کو چھوڑ دو خود بخود چلے گا ، والد نے چھوڑ دیا ، چنانچہ وہ بغیر کسی سہارے کے حضرت سخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کمال خوش ہوئے ، اور آپ کی طرف نظر کر کے فرمایا آؤ بابا ! آگئے ہو ، واقعی مرد اسی طرح کرتے ہیں ، تم میرے پہلوان ہو اسی روز سے حضور کو پہلوانِ سخی کا خطاب ملا ، اور وہ شخص بالکل تندرست ہو گیا۔[۵۵]

نابینا کا

۵۵ دربار اولیاء ملک ص ۱۲۶ ، تذکرہ ... ص ۱۰۶ ، ... ص ۹۵ ، شرافت نوشاہی

نابینا کا بینا ہو جانا حضرت شیخ نور محمد سیالکوٹی رح سے منقول ہے کہ ایک روز حضور جنگل کی طرف سیر کو نکلے، میں بھی ہمراہ تھا، راستہ میں بارش شروع ہو گئی، ہم ایک موضع میں ٹھہر گئے، میں آپ کے پاؤں دبانے لگا آپ استراحت فرما گئے، مجھے پیاس لگی، میں ایک کنوئیں پر پانی پینے چلا گیا وہاں ایک مرد و عورت شتر سوار بھی پانی پینے کے لئے اُترے، میں نے اُن سے پوچھا کہاں سے آئے ہو، اور کہاں جاؤ گے؟ کہنے لگے کہ ہم خوشاب سے آئے ہیں، اور چک ساہنپال میں حضرت نوشہ صاحب رح کی خدمت میں جا رہے ہیں، میں نے خیال کیا کہ یہ مکان شریف پر جا کر پریشان ہوں گے، اس واسطے ان کو بتا دیا کہ حضور اسی جگہ استراحت فرما رہے ہیں، وہ نہایت خوش ہوئے، اور وہیں ٹھہر گئے، جب حضور بیدار ہوئے تو وہ مرد دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا، آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قوم بلوچ سے معلوم ہوتا ہے، پھر آپ نے پوچھا کہ کیا مطلب رکھتا ہے؟ اُس نے عرض کیا یا حضرت! یہ میری عورت ہے، اور میری اس کے ساتھ کمال محبت ہے، اور میرے گھر کی آبادی اسی سے ہے، یہ دونو آنکھوں سے نابینی ہو گئی ہے، ہر چند فقیروں اور طبیبوں کے پاس لے گیا ہوں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا، اب حضور کا نام مبارک سُن کر یہاں حاضر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا عورت کہاں ہے؟ اُس نے کہا یہاں گوشہ میں بیٹھی ہوئی ہے، آپ نے فرمایا اس کو لا کر ہمارے روبرو بٹھا دو، وہ بلوچ عورت کا ہاتھ پکڑ کر سامنے لے آیا، آپ ہمارے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوئے، اور اس عورت کو فرمایا کہ ہماری طرف دیکھتی رہو، جب اُس نے دیکھا تو آپ نے پوچھا کہ کچھ دکھائی دیتا ہے؟ اُس نے

عرض کیا کہ قدرے نظر آتا ہے، پھر ایک ساعت کے بعد پوچھا کہ اب کیا حال ہے؟
اُس نے کہا کہ اب حضور کی صورت اچھی طرح نظر آتی ہے، پھر ذرا دیر کے بعد پوچھا
تو کہنے لگی کہ اب پہلے کی طرح بالکل تندرست ہوں، اور میری آنکھیں روشن ہو گئی
ہیں، چنانچہ وہ بالکل تندرست ہو گئی، اور وہ رخصت ہوئے۔[1]

تصرف فی الاعیان حضرت مولنا حافظ معموری صاحب رح سے روایت ہے کہ
ایک روز میاں جیون حجام رح نے عرض کیا کہ یا حضرت! مدت ہوئی ہے کہ آپ موضع
باہو کی ہمارے غریب خانہ میں رونق افروز نہیں ہوئے۔ آپ اُس کی التماس
قبول فرما کر وہاں تشریف لے گئے، میں بھی ہمراہ تھا۔ رات کو میاں جیون رح
کے کارندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہماری زراعت میں چوہے بہت ہیں،
کھیتی کا نقصان کرتے ہیں۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے، چند ساعت گذری تھیں،
کہ ایک قطعہ ابر ظاہر ہوا جو اُن کھیتوں پر خوب برسا، اور کچھ گاؤں پر بھی قطرات
پڑے، صبح کارندے گئے تو دیکھا تمام قطعہ زمین پانی سے لبریز ہے، اور چوہے
مرے پڑے ہیں، وہ خوش ہو کر آپ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا کہ حضور!
اللہ تعالیٰ کے حکم اور آپ کی توجہ سے مینہ خوب برسا ہے، اگر آپ ایک دفعہ وہاں
قدم رنجہ فرماویں تو برکت کا موجب ہو گا، آپ روانہ ہوئے، چونکہ وقت عصر
تنگ تھا، اور فاصلہ بھی نصف کوس سے زیادہ تھا، اس لئے میاں جیون رح نے
عرض کیا کہ یا حضرت! نماز عصر پڑھ کر چلیں، آپ نے فرمایا وہیں چل کر پڑھ لیں گے
میاں جیون رح بار بار آفتاب کی طرف دیکھتا تھا، حضور وہاں پہنچ کر قطعہ زمین کے
گرد پھرے، میاں جیون رح نے پھر عرض کیا، کہ یا حضرت نماز پڑھ لیں، آپ نے
فرمایا واپس جا کر پڑھ لیں گے، میاں جیون رح نے سمجھ لیا کہ آج کچھ اور حقیقت ہے
چنانچہ پھر

[1] رسالہ احمد بیگ صفحہ ۱۵۵۔ تذکرہ نوشاہیہ صفحہ ۱۲۶۔ تواریخ ابدالی صفحہ ۹۲۔ گلزار رحمت صفحہ ۵۳۔ ضیاء العارفین صفحہ ۱۳۱ ثمرات۔

چنانچہ پھر آہستہ آہستہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے گاؤں میں پہنچے ، آفتاب وہیں کھڑا تھا جس جگہ کہ پہلے تھا ، بال جتنا بھی اپنی جگہ سے تجاوز نہ کیا تھا ، آپ نے نماز عصر ادا فرمائی ، اور میاں جیون رح کی طرف دیکھ کر فرمایا میاں جیون ! خدا تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ اگر سورج یا چاند کو حکم کر دیویں کہ یہیں کھڑا رہو تو ان کی کیا مجال ہے کہ اپنی جگہ سے ہلیں لہ

تصرف فی الارض | آپ کے فرزند اکبر صاحبزادہ حضرت حافظ محمد برخوردار صاحب رح سے منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید جھنڈا نام مزارعہ تھا جو چوہدری ساہنیاں رح کی زمین ٹیکہ پر لے کر کاشت کیا کرتا تھا ، ایک مرتبہ اُس کا فصل بہت اچھا تھا ، اُس کا خیال تھا کہ ٹیکہ ادا کر کے جو کچھ منافع حاصل ہوگا اُس سے اپنی لڑکی کی شادی کروں گا ، کسی نے جا کر حاکم پرگنہ کے آگے چغلی کھائی کہ موضع ساہنیاں میں فصل بہت اچھے ہیں ، اُن کو معاملہ زیادہ لگانا چاہیئے ، حاکم پرگنہ چوہدری ساہنیاں رح کے مخالف تھا ، اُس نے مولراج قانونگو کو مامور کیا ، کہ تم جا کر وہاں سارے رقبہ کی پیمائش کر کے اُن پر معاملہ لگاؤ ، مولراج کی بھی چوہدری رح کے ساتھ عداوت تھی ، وہ بڑی خوشی سے اِس خدمت کو انجام دینے آیا ، اتفاقاً سب سے پہلے جھنڈا کا کھیت سامنے آیا ، اُس کی پیمائش ہونے لگی ، جھنڈا نہایت مغموم ہو کر حضور کی خدمت میں آیا ، اور حقیقتِ حال عرض کی ، آپ نے فرمایا کہ تیری زمین پیمائش میں کس قدر ثابت ہو تو تم راضی ہو ، اس نے عرض کیا کہ اگر بیس بیگھہ بن جاوے تو میرا کام مرضی کے مطابق ہو جائے گا ، اور زمین تیس بیگھہ سے بھی زیادہ تھی ، آپ نے فرمایا جس طرح تیری مرضی ہے اُسی طرح ہو جائے گا ، اور اگر پیمائش میں تکرار کریں گے تو اس سے

لہ مرآۃ العاشقین [illegible]

بھی کم ہو جائے گی، جھنڈا کی تسلی ہو گئی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلے اُس سے تفاوت نہیں ہو سکتی، آکر اپنے کھیت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ ملازموں پٹواریوں نے جریب سے پیمائش کی، امرِ الٰہی سے وہ زمین[18] بلیس بیگھہ بنی۔ قانونگو نے پٹواریوں کو ڈانٹا کہ تم نے کچھ رشوت لے لی ہے، اور زمین کی پیمائش میں بد دیانتی کر رہے ہو، پھر پیمائش کرو، چنانچہ دوبارہ پیمائش کرنے پر اکیس[19] بیگھہ ہوئی۔ قانونگو نے بہت پیچ و تاب کھایا، اور خود گھوڑے سے اتر کر ایک طرف سے خود جریب پکڑی، اور دوسری طرف سے کسی اعتبار والے آدمی کو پکڑائی، پیمائش کرنے پر زمین اٹھارہ[18] بیگھہ بنی، قانونگو نہایت متحیر ہوا کہ اس میں کیا اسرار ہے؟ جھنڈا کو پوچھنے لگا کہ تمہارا کھیت بہت وسیع ہے پیمائش میں کم آتا ہے، کیا باعث ہے؟ اُس نے کہا یہ سب کچھ میرے پیر حضرت نوشہ صاحب رح کی ذاتِ اقدس کا تصرف ہے، چنانچہ مولراج جھنڈا کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا، اور اپنی تقصیر کی معافی لی، اور عرض کیا کہ جس قدر آپ ارشاد فرماویں تمام گاؤں کا اُتنا معاملہ مقرر کیا جائے۔ آپ نے چوہدری ساہنپال رح کو بلا کر اُس کی مرضی کے مطابق معاملہ مشخص کر دیا اس کے بعد مولراج بھی آپ کے معتقدوں سے ہو گیا۔[20]

تصرف فی القدر | بہت لوگوں سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ موضع ساہنپال شریف میں فصل کم ہوئے، حکام معاملہ بدستورِ سابق طلب کرتے تھے، چوہدری ساہنپال نے غریب لوگوں اور مزارعوں کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ تم جا کر نالش کرو، وہ سب مل کر آپ کے پاس آئے، اور اپنا حال بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ تمام موضع کا معاملہ کس قدر ہو تو تم بخوبی ادا کر سکتے ہو، سب نے یکزبان ہو کر عرض کیا

۱۸ رسالہ احوالِ مجملہ ص ۲۰۰ ۔ ۱۹ تذکرہ نوشاہیہ ص ۱۲۶ ۔ ۲۰ تواریخ احمدیہ ص ۱۱۸ ۔ تذکرہ نوشاہیہ

عرض کیا کہ اگر نو سو روپیہ معاملہ مقرر ہو جائے تو وہ ادا کر کے ہمارے لئے فصل کی خوراک بچ جاتی ہے، آپ نے فرمایا جاؤ، میں نے خدا تعالےٰ سے اسی قدر معاملہ مقرر کروا دیا ہے، سب خوش ہو کر چلے گئے، چوہدری حاکم پرگنہ کے پاس گیا، اُس نے بغیر کسی گفتگو کے خود بخود نو سو روپیہ جمع ساہنپال مقرر کر دیا، جب چوہدری واپس آیا تو اُس نے ظاہر کیا کہ سرکاری حکم ہوا ہے کہ معاملہ ہزار روپیہ ادا کرو، اگرچہ اِس میں بھی سہولت تھی، لیکن کسی نے یہ بات حضور کے آگے بیان کی کہ چوہدری اِس طرح کہتا ہے، آپ نے اُس کو بلا کر فرمایا ساہنپال! میں نے جو کچھ لوحِ محفوظ میں مقرر کروایا ہے، اُس میں کبھی تفاوت نہیں ہو سکتی، تو نے کیوں جھوٹ بولا ہے، چوہدری نے نادم ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت! معاملہ تو وہی نو سو روپیہ مقرر ہوا، لیکن ایک سو روپیہ زائد میں نے اپنے واسطے طمع کیا ہے، آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ یہ تمہارا چوہدری ہے، اور طمع کر بیٹھا ہے، اگر رضامندی سے اس کو دے دو تو کچھ حرج نہیں، سب نے قبول کر لیا۔[1]

گرم ریت کا سرد ہو جانا حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہی رہ سے منقول ہے کہ ایک روز گرمیوں کے موسم میں حضور سفر میں چلے، آپ سوار تھے، اور میں آپ کے ہمراہ سر اور پاؤں سے برہنہ جا رہا تھا، راستہ میں ایک ریگستان سے گذر ہوا، دوپہر کا وقت تھا، ریت اِس قدر گرم تھی کہ اُس میں دانہ بریاں ہو سکتا تھا، میرے پاؤں اتنے جلتے تھے کہ آنکھوں میں بھی حرارت معلوم ہونے لگی، آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا میاں خوشی! تمہارے پاؤں جلتے ہوں گے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور پر خوب روشن ہے، آپ فرمانے لگے کہ ہم تو سوار ہیں ہماری جوتی تم پہن لو، میں نے کہا یا حضرت! میری کیا مجال ہے کہ آپ کا جوڑا پاؤں میں پہنوں، پھر فرمانے لگے کہ آ کر ہمارے پیچھے

[1] تذکرۂ نوشاہیہ صفحہ ۱۱۵ قلمی نسخہ

سوار ہوجاؤ، میں نے عرض کیا یا قبلہ! اگر حضور کی ہمرکابی میں میرا تمام بدن بھی جل جائے تو یہ میرے لئے سعادت دارین ہے، لیکن یہ بے ادبی میں نہیں کرسکتا کہ آپ کے برابر سوار ہوؤں، پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا ہماری زین کا فتراک (تنجقہ) پکڑلو، چنانچہ میں نے تنجقہ کو ہاتھ ڈال لیا، اسی وقت وہ ریت ایسی سرد معلوم ہونے لگی، جیسا کہ پانی میں تر کی ہوئی ہے، اُس کی سردی میری آنکھوں میں پہنچنے لگی گویا کہ میں برف خانہ میں جارہا ہوں۔ عہ

تمام کائنات سے ذکرِ ھُو جاری ہونا ایک مرتبہ ایک جوگی فقیر معتمر حضور کے پاس آیا، اور اثنائے کلام میں کہنے لگا کہ میں نے ریاضت سے بڑا فائدہ حاصل کیا ہے، اگر آپ مجھ سے کچھ دیکھنا چاہیں تو صحرا میں چلیں، آپ اُس کے ساتھ گاؤں سے باہر تشریف لے گئے، وہ نیستان کے پیچھے ہوکر ایک بیس سالہ نوجوان کی صورت بن گیا، اور آپ کو آکر سلام کیا، پھر پردہ کے پیچھے ہوکر اپنی اصلی صورت میں ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نے بارہ بارہ سال کی تین جوگ ختم کی ہیں، اور یہ قالب بدلنے کا کمال چھتیس سال میں حاصل ہوا، اس کے سوا کوئی کام میں نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا، اب ہمارے ساتھ آؤ، اور خدا تعالےٰ کے عشق کا نشان دیکھو، چنانچہ آپ اس کو دریا پر لے گئے، اور کنارہ پر کھڑے ہوکر بآواز بلند ھُو کا نعرہ لگایا، اسی وقت درختوں کے پتوں، اور گھاس، اور دریا کے پانی بلکہ زمین و آسمان سے ذکرِ ھُو کی آواز آنے لگی، آپ نے فرمایا اے نادان! تو نے عمر ضائع کردی ہے، اسی وقت وہ جوگی آپ کا قدمبوس ہوا، اور حلقۂ اسلام میں داخل ہوگیا۔ عہ

فتح قندھار کی دعا منقول ہے کہ حضرت شاہجہاں بادشاہ نے متعدد مرتبہ قندھار پر چڑھائی کی لیکن وہ فتح نہ ہوتا تھا، چنانچہ ایک بار شہزادہ داراشکوہ کو فوج دے کر

عہ رسالہ احمد بیگ ص ۲۳ . تذکرہ نوشاہیہ ص ۱۳۶ . ثواقب المناقب ص ۱۰۱ . کنز الرحمت ص ۵۵ . عہ تحائف قدسیہ ص ۱۱۳ شرافت۔

کو فوج دے کر بھیجا، وہ بھی ناکام واپس آیا، پھر شہزادہ اورنگ زیب کو سپہ سالار کر کے بھیجا، اُس نے چھ ماہ محاصرہ رکھا، لیکن اُسی ناکامی کا سامنا رہا، اِدھر بادشاہ نے درویشوں کی طرف رجوع کیا، مگر کوئی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی، تو اب سعداللہ خاں وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! دریائے چناب پر ایک بزرگ حضرت نوشہ گنج بخش رح نام رہتے ہیں، وہ نہایت برگزیدہ ہستی ہیں، بادشاہ رح کو حضور کا نام سن کر تعشق ہو گیا، اور حاضر ہونے کا ارادہ کیا، وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہ رح کا بغیر اجازت حضور اقدس میں جانا مناسب نہیں، وہ بزرگ صاحب ترک و تجرید ہیں، اہلِ دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو جائیں، اس لئے میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، چنانچہ بادشاہ رح کے حکم سے وہ حاضر ہوا، اُس وقت آپ دریا کی سیر کو تشریف لے گئے ہوئے تھے، اور کنارہ پر رونق افروز تھے نواب نے سلام و آداب عرض کیا، اور نذرانہ کثیر حاضر کیا، اور فتح قندھار کے لئے بادشاہ رح کا سلام و پیام بھی عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تم نشان و نقارہ نہ لیجانا، اور حملہ کر دینا، بحکمِ الٰہی قندھار فتح ہو جائے گا، نواب نے عرض کیا کہ بادشاہوں کا داخلہ نقارہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے، اگر نقارہ نہ بجائیں تو ایسا ہے جیسا کوئی بیوہ عورت شہر میں داخل ہوئی، آپ اُس کا گستاخانہ جواب سن کر کبیدہ خاطر ہو گئے، اور نذرانہ واپس کر دیا، اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو اپنے لشکر و فوج اور نشان و نقارہ پر بڑا بھروسہ ہے، جا کر اپنا کام کرو، پھر تو نواب کی آنکھیں کھلیں کہ یہ کیا ہوا، بجائے راضی کرنے کے فقیر صاحب رح کو ناراض کر دیا، آخر بہزار الحاح و زاری حضرت قاضی خوشی محمد کنجاہی رح کی سفارش سے آپ راضی ہو کر دوبارہ مہربان ہوئے، مگر نذرانہ نہ لیا، اور فرمایا کہ درویش اگر کسی چیز کو مسترد کر دے تو پھر اس کو

قبول نہیں کرتا، اور نواب کو فرمایا ایک کوزہ پانی لاؤ، اُس نے دریا سے ایک کوزہ پانی لاکر پیش کیا، آپ نے اُس سے وضو کیا، اور تین چھینٹے پانی کے قندھار کی طرف مارے، اور فرمایا جاؤ ہماری طرف سے بادشاہ کو سلام پہنچانا، اور فتح قندھار کی بشارت دینا، اور اپنا ایک دوپٹہ (خرقہ) عنایت فرمایا کہ یہ بھی ہماری طرف سے بادشاہ کو تبرک دے دینا، نواب نے وہ وقت اور تاریخ تحریر کرلی، اور رخصت ہوا، جب لاہور میں بادشاہ رح کے حضور حاضر ہوا، اور آپ کا سلام و پیام سنایا تو بادشاہ حضور کی مہربانی و نوازش کا بہت مشکور ہوا، ابھی چند روز گذرے تھے کہ قندھار سے قاصد آگیا، اُس نے بتلایا کہ ہم نے قلعۂ قندھار کا محاصرہ کیا ہوا تھا، فتح کی کوئی صورت نہ تھی، فلاں تاریخ کو فلاں وقت خود بخود قلعۂ قندھار کی تین جگہ سے دیواریں گر پڑیں، اور فوج اندر داخل ہوگئی، اور قندھار فتح ہوگیا نواب نے وہ تحریر دیکھی تو بعینہٖ وہی تاریخ و وقت تھا جس وقت حضور نے پانی کے چھینٹے مارے تھے عہ

ف یہ فتح قندھار ۱۰۵۸ھ / ۱۰۵۹ھ میں واقع ہوئی جیسا کہ شاہ غلام حسین طبا طبائی رح نے کتاب سیر المتاخرین میں لکھا ہے عہ۔

اس واقعہ کے بعد حضرت سلطان شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ رح آپ کا نہایت معتقد و ارادتمند ہوگیا، اور لنگر کے مصارف کے لئے دو گاؤں موضع ٹھٹھہ عثمان و بادشاہپور قتا جاگیر میں عطا کئے جن کا جمیع ایک لاکھ تیرہ ہزار ایک سو ساٹھ (۱۱۳۱۶۰) دام سالانہ تھا جو مبلغ دو ہزار اکہتر (۲۰۷۱) روپیہ رائج الوقت ہوتے تھے۔

بادشاہِ وقت کو غرق سے بچانا | منقول ہے کہ حضرت شاہجہاں بادشاہ رح ایک مرتبہ سیر کشمیر کو گیا، ایک روز بمعہ امراء و وزراء کشتی پر سوار تھے کہ کشتی گرداب میں جا پڑی

ملاحوں کا

ملاحوں کا کوئی چارہ نہ رہا ، اُس وقت بادشاہ رہ نے بحکم حدیث شریف اعینونی یاعباد اللہ کی پکار کی ، اُسی وقت حضرت نوشہ صاحب رہ کی ذاتِ اقدس فوراً وہاں موجود ہوئے ، اور اُس کشتی کو صحیح وسلامت کنارے لگایا ، اور پھر غائب ہوگئے ، اُس روز سے بادشاہ آپ کے مخلص ارادتمندوں سے ہوگیا۔

مشایخِ وقت کا آپ سے استفاضہ | چونکہ آپ کی ذاتِ قدسی صفات جامع کمالاتِ ولایت تھی ، اس لئے ہر ایک سلسلہ کے مشایخ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفاضہ کیا کرتے تھے ، مثلاً قادریہ میں سے حضرت میر سید شاہ شریف عُرُ یعنی خوارزمی گھگھووالی رہ اور حضرت حافظ طاہر کشمیری رہ اور چشتیہ میں سے حضرت شیخ معروف چشتی سوہدروی رہ اور سُہروردیہ میں سے حضرت مولنا شیخ جمال وریاہ ساکن کیلیانوالہ ، اور نقشبندیہ میں سے حضرت خواجہ محمد فضیل کابلی رہ اور مداریہ میں سے حضرت شاہ سکین قلندر دریائی رہ اور عام مشایخ میں سے شیخ عبدالجلیل گوجرؒ وغیرہ آپ سے فیضیاب ہوئے۔

اور علمائے وقت میں سے حضرت ملّا اخوند محمد عُرف کمال الدین کشمیری رہ جو امامِ ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رہ کے استاد تھے ، اور آفتابِ پنجاب حضرت مولنا عبدالحکیم سیالکوٹی رہ اور حضرت مولوی عبدالقادر بن حاجی شیخ حامد ملکوانی رہ آپ کی صحبت سے بہرہ یاب ہوئے۔

اور حضرت شاہ جیو بن شیخ عبدالسلام قادری رہ ساکن کیلیانوالہ ، اور حضرت شاہ دَولا دریائی گجراتی رہ سے آپ کی مراسلت بھی رہتی تھی۔

اس کے علاوہ اہلِ حکومت میں سے حضرت ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان غازی رہ اور ان کا وزیر نواب سعداللہ خان رہ ، اور نواب سعید خان بہادر ناظم صوبہ کابل حضور

کے عقیدت مند تھے اور آپ کے شرفِ زیارت سے مشرف ہوتے

اور فقرائے اہلِ ہنود میں سے بابا لال داس بیراگی آپ کی صحبت سے اکثر مستفیض ہوتے رہے، جن کا مکان دریائے چناب کے جنوبی کنارہ پر واقعہ ہے۔

عملیات

آپ کے حالاتِ طیبہ کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عامل نہیں بلکہ کامل تھے، بغیر کسی خاص عمل کے آپ کی زبان کا فرمودہ ہی عمل کی خاصیت رکھتا تھا، اس لئے آپ کو عملیات سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی، مگر تاہم بعض آیاتِ کلام اللہ یا اعدادِ اسمائے حسنےٰ سے کئی مواقع پر استفادہ کرتے تھے، ازانجملہ۔

برائے دفع وبائے حیوانات آپ نے فرمایا ہے کہ اگر مال میں وبا پڑ جائے تو ذیل کی آیت شریف پڑھ کر آلہ جات و بہیڑہ جات پر دم کرکے ایک کوری ہنڈیا میں پانی ڈال کر بھگو دے، چند ساعت کے بعد مویشیوں پر منہ کی طرف سے کھڑا ہو کر ان پر چھڑکائے، صبح و شام یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالےٰ وبا دفع ہو جائے گی، آیت شریف یہ ہے۔

انّ البقر تشابه علينا وانّا ان شاء الله لمهتدون (البقرة-ع ۸)

برائے جمیع مقاصد منقول ہے کہ یہ تعویذ مربع جو اسمائے الٰہی وَہَّابٌ اور وَدُوْدٌ کے اعداد کا نقش معظم ہے آپ کا دستور العمل تھا، اور ہر ایک کام کے واسطے آپ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے نقش معظم یہ ہے۔

۷۸۶

۴	۱۵	۱۰	۵
۹	۶	۳	۱۶
۷	۱۲	۱۳	۲
۱۴	۱	۸	۱۱

تصنیفات

آپ کو تصنیف یا تالیف سے کوئی خاص رغبت نہ تھی، آپ بہ نسبت لفظی تبلیغ کے معنوی تبلیغ کو زیادہ پسند فرماتے تھے، کیونکہ اسرار باطن کی سمائی لفظوں میں نہیں ہو سکتی، اگرچہ بعض آثار و علاماتِ حقائق کا بیان لفظوں میں کیا جا سکتا ہے، لیکن حقیقۃ الحقائق کی گنجائش لفظوں میں نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی وہ زبان یا قلم سے بیان ہو سکتی ہے، اس کا ذوق وجدان سے معلوم ہو سکتا ہے، اسی علم وجدانی کو اصطلاحِ صوفیہ میں علم الاسرار یا علم القلوب کہتے ہیں، اسی علم میں متشابہاتِ قرآنی اور مقطعاتِ فرقانی کے رموز و اشارات کا انکشاف ہوتا ہے، یہ علم سینہ سے سینہ کی طرف منتقل ہوتا ہے، کتاب و کاغذ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی افہام و عقول اس کو ادراک کر سکتے ہیں، صرف ظرفِ قلب میں اس کی سمائی ہو سکتی ہے،
اسی نظریہ کے ماتحت آپ نے تصنیف کا مشغلہ اختیار نہیں فرمایا، صرف چند نسخے آپ کی طرف منسوب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ **گنج الاسرار** یہ بزبان ہندی و بھاشا ایک مجموعہ اشعار ہے، جس میں طریقہ عالیہ قادریہ کے اشغال و اذکار درج ہیں، خاندان نوشاہی کا ابتدا سے دستور العمل رہا ہے اس کو بزرگوں نے بہت ناموں سے موسوم کیا ہے، اور یہ کثرت اسماء اس کی فضیلت و مقبولیت کی دلیل ہے، مثلاً گنج الاسرار، رمز العباد، رمز العشق، وحدت نامہ واحد نامہ، نسخۂ طریقت، بیانِ اشغال، بیان تصوف، کلام السلوک، گیان لہر۔ وغیرہ
اگرچہ اس کے اشعار کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن جو جامع اور مکمل نسخہ ہے اس میں

ایک سو نو اشعار میں۔ رسالہ کا آغاز اسطرح ہے

جس ذات کا اللہ ناؤں — اس کا تجھے بتاؤں تھاؤں

کم ایک سے تین ہزار — اتنے نام دھرے کرتار

اتنے ہوون جس کے ناؤں — کیونکر چھپتا اُس کا تھاؤں

ظاہر دِسّے عالم کچا — کیونکر چھپتا صاحب سچا

حق ہے باقی عالم فانی — فانی کی ناں رہی نشانی — الی آخرہ

اس رسالہ کا فارسی ترجمہ بنام شمس الانوار فقیر سید شرافت عافاہ اللہ نے نظم کیا ہے جو اس طرح پر شروع ہوتا ہے۔

بنام آنکہ نامش ہست اللہ — مقام او بگویم با تو واللہ

یکے کم اسم او از سہ ہزار است — کہ اسمائے صفات کردگار است

ہر آنکو ایں قدر مشہور باشد — چگونہ جائے او مستور باشد

چو ظاہر مے نماید عالم خام — چرا پوشیدہ باشد ذات فرجام

جہاں فانی و ذات حق بقا ہست — نشانِ جملہ عالم بس فنا ہست

اس رسالہ کی شرح بنام کلید گنج الاسرار بزبان فارسی حضرت مولانا خلیفہ محمد ابراہیم انصاری برقندازی جالندھری رح نے ۱۲۷۴ھ میں بہت عمدہ لکھی ہے۔ ابتدائے کتاب میں حضرت نوشہ صاحب رح کے حالات وکرامات بھی درج کیے ہیں، اس کے بعد شرح اشغال ہے۔ جسبب تالیف یہ لکھتے ہیں کہ میرے مرشد ارشد حافظ عبدالوہاب نوشاہی برقندازی رح مجھے فرمایا کرتے تھے کہ تم گنج الاسرار کی شرح لکھو، میں اپنی بے بضاعتی کو مدنظر رکھتا ہوا اس اہم کام میں ہاتھ نہ ڈالتا تھا۔ آخر ایک رات خواب میں مجھے حضرت نوشہ گنج بخش رح کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ مغفور روضہ مبارک شاہ عبدالغفور نوشاہی جالندھری رح میں کھڑے ہیں اور

، میں اور میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں ۔

جو فرماوے تجھ کوں پیر   اُس پر چلیں تو ہو فقیر

جب میں صبح کو بیدار ہوا تو عقدہ کھلا کہ میرے پیر دستگیر تو مجھ کو گنج الاسرار کی شرح لکھنے کو فرماتے ہیں ، اور میرے لئے یہی موجب سعادت ہے ، چنانچہ میں نے یہ شرح فارسی زبان میں تیار کی ۔

۲ - مثنوی رباعیہ | حضرت سید گل محمد بن سید شاہ عصمت اللہ برخورداری رح نے اپنے بیاض لطائف گلشاہی میں ، اور حضرت سید حافظ الٰہی بخش بن سید حافظ نور اللہ برخورداری نے اپنے بیاض روضۃ الزکیہ فی حقایق العلمیہ میں لکھا ہے کہ یہ رباعی جوش واستغراق کے وقت حضرت نوشہ صاحب رح کی زبان مبارک سے صادر ہوئی ، جو باعتبار معانی کے بلند کلام ہے ۔

منادی ست در کوچہ میفروش   کہ امروز در ہر کہ پابند ہوش

گریبانش گیرند و دامن کشند   کشاکش بدیوانِ مستاں برند

۳ - چہار بہار | یہ آپ کے ملفوظاتِ طیبہ اور ارشاداتِ عالیہ کا مجموعہ ہے ، حضرت پیچیار صاحب نوشہروی رح کے سوالات اور آپ کے جوابات ہیں ، اس کو حضرت شیخ ہاشم شاہ نوشاہی تھرپالوی رح نے ۱۲۰۹ھ میں متفرق کتابوں سے فارسی میں جمع فرمایا ہے ، یہ علوم معرفت و توحید کا بے بہا خزانہ ہے ۔

فقیر سید شرافت کفاہ اللہ نے اس کا ترجمہ اردو میں بنام خزائن الاسرار کردیا ہے ۔

اس میں سے ایک فارسی نظم جو آپ کی زبان پاک سے ہے یہاں درج کی جاتی ہے ، حضرت پیچیار صاحب رح پوچھتے ہیں کہ دل کیا ہے ؟ اس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے ۔

روان و نفس و روح و دل یکی ہست | لقب بسیار از افعال بے بست

ہمیں دل آں کہ ہمت ایں روح بندہ | نہ ہمت آں دل کہ در تن گوشت گندہ

ز دنیا رو چو گرداند بگردد | ولی و پارسا پاک از نکو بد

چو باشد سوئے فانی رو بد اندیش | ہمیں شد نفس کافر خوار و بد کیش

چو خیرہ شد بدعوی گشت بیدیں | تولد شد دریں دل صد شیاطیں

چو بینا گشت خود را خود خدا دید | ز قید آب و گل خود را جدا دید

شنو اے صورت دل ایں چنیں ست | سعادت ہم شقاوت اندریں ست

تو لی آں دل کہ از من دل بپرسی | گہے بر خاک ہستی گہ بکرسی

ترا گر دیدن دل بس عزیز ست | تو لی آں دل کہ پرسی دل چہ چیز ست

تو از خود بے خبر ہستی خبر گیر | ز توشہ ایں سخن را در جگر گیر

۴۔ **کلماتِ طیبات** | اس میں آپ کے ایک ہزار کلماتِ عالیات کو فقیر سید شرافت عافاہ ربہ نے فارسی میں جمع کیا ہے۔

۵۔ **جواہر المکنون** | یہ آپ کے ملفوظات و ارشادات کا مجموعہ ہے، فقیر سید شرافت عفی عنہ نے جمع کیا ہے۔

۶۔ **لطائف الاشارات** | اس میں آپ کے چالیس ارشادات فقیر سید شرافت عفا اللہ عنہ نے جمع کئے ہیں۔

۷۔ **ذخائر الجواہر فی بصائر الزواہر** | یہ خاندانی تذکروں اور تاریخی کتابوں سے اجتہادی طور پر انتخاب و استنباط کر کے آپ کے ملفوظات و نصائح و اقوال کو فقیر سید شرافت عافاہ اللہ نے جمع کیا ہے۔*

* کے حاشیہ: نفشی ملا حمید ملتانی نے کتاب نگار نامہ میں حضرت نوشہ صاحب رح کی زبان سے تین اشعار پنجابی کے لکھے ہیں، ان کے پورے الفاظ پڑھے نہیں جا سکے، اس لئے درج نہیں کئے ۱۲ شرافت۔

۸ - مکتوبات

آپ کے مکاتیب نہایت مختصر اور پُر مضمون ہوا کرتے تھے ۔ بموجب ارشادِ نبوی اوتیت جوامع الکلم آپ کا کلام بھی جوامع الکلم ہوتا تھا ۔ آپ کے صرف دو مکتوب یہاں درج کئے جاتے ہیں :۔

مکتوبِ اوّل | منقول ہے کہ آپ کے فرزندِ اکبر حضرت سید حافظ محمد برخوردار بحر العشق ایکمرتبہ لاہور تشریف لے گئے ۔ وہاں اُن کی خوشنویسی کا چرچا ہوا تو نواب سعد اللہ خاں وزیرِ اعظم نے چاہا کہ ان کو شاہی دفتر میں دیوان مقرر کیا جائے ۔ اُس نے یہ درخواست ان کے حضور میں پیش کی ، نیز کہا کہ آپ کو منصب ہزاری بادشاہ سے دلواتا ہوں ' چونکہ وہ بغیر حکم والد بزرگوار کے کچھ بات نہ کیا کرتے تھے ۔ اس لئے انہوں نے یہ تمام ماجرا حضرت نوشہ صاحب کی خدمت میں لکھا ۔ اِدھر سے آپ نے یہ مکتوب ارسال کیا :

" اللّٰہ و رسولہ

رفیع القدر محمد برخوردار ۔ منصب داران معبود را لائق نیست کہ منصب عبد اختیار کنند ۔ برخاستہ بخانہ بیایند ۔

بدست آہک تفتہ کردن خمیر
بہ از دست بستن بہ پیش امیر "

چنانچہ اس مکتوبِ گرامی کو دیکھتے ہی حافظ صاحب رح واپس چلے آئے ۔ عہ

مکتوبِ دوم | آپ کے فرزندِ اصغر حضرت سید محمد ہاشم دریادل رح سیالکوٹ میں حضرت مولوی عبد الحکیم صاحب رح کے پاس تعلیم پاتے تھے ۔ ایکبار مولوی صاحب نے حضرت نوشہ صاحب رح کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو صاحبزادہ صاحب نے ان کے ارادہ سے حضور کو بذریعہ خط آگاہ کیا ۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ

عہ رسالہ احمد بیگ صفحہ ۲۳۲

فائدہ: اس کتاب کے مکمل ہوجانے کے بعد آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں بھی دستیاب ہوگئی ہیں ۔ معارف تصوف فارسی ۔ تفسیر سورۂ نازعات فارسی ۔ گنج شریف اردو پنجابی منظوم ۔ مواعظ نوشہ میر ۔ پنجابی منثور وغیرہ شرافت ۔

مکتوبے صادر فرمایا:

"اللّٰہ و رسولہٗ"

عزیز القدر محمد ہاشم۔ اخوند جیو را بگوئید کہ ایشاں تصدیع نکشند، چراکہ آمد ایشاں باعث شہرت ما میشود و ازیں امر مارا تصدیع ست، وحق ایشاں نیز بر ثابت شدہ کہ شما بخدمت ایشاں از تحصیل فارغ شدہ اید لہذا ماخود مے آئیم۔"

چنانچہ اس مکتوب گرامی کے ارشاد کے مطابق مولوی صاحب رح آنے سے رک گئے اور خود حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

۹ - مقالات

آپ کے علمی مقالے اور مکالمے جستہ جستہ کتابوں میں ملتے ہیں، جن میں سے ایک مقالہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مقالہ ایکبار آفتاب پنجاب حضرت مولنا عبد الحکیم سیالکوٹی رح کمال اشتیاق سے سامنیال تشریف میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے، جب محفل اقدس منعقد ہوئی تو انہوں نے آپ سے پوچھا یا حضرت! میں تمام عمر شاگردوں کو پڑھاتے پڑھاتے اپنا مغز بھی خالی کر چکا ہوں، نہ دن کو دن دیکھتا ہوں نہ رات کو رات۔ مہینہ دو مہینہ نہیں بلکہ سالہا سال تک پڑھاتا ہوں، ان کی تعلیم میں ہر طرح کی کوشش کرتا ہوں، آخر سند فضیلت دے کر رخصت کرتا ہوں۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ شاگرد مکتب سے نکلتے ہی ناآشنا ہو جاتے ہیں، اور مقابلہ و ہمسری کو تیار۔ بلکہ مخالفتیں کرتے ہیں یہی حال تمام علمائے کرام کے تلامذہ کا ہے۔

ادھر آپ ہیں کہ نہ کچھ پڑھاتے ہیں، نہ کوئی درس گاہ جاری کیا ہوا ہے۔ صرف اپنے مریدوں کو ایک با

لہ رسالہ الصحبتہ صفحہ ۲۹ نوادر۔

کو ایک بات کان میں کہہ دیتے ہیں، چنانچہ وہ گھر بار، مال اولاد، خویش و اقربا کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کرتے ہیں، تمام عمر غلامی میں بسر کر دیتے ہیں، اور جہاں دیکھتے ہیں قدم چومتے ہیں، فرشِ راہ کے لئے آنکھیں بچھاتے ہیں اور وفات کے بعد مزار کی جاروب کشی تک کو فخر کا باعث اور سعادت دارین سمجھتے ہیں، یہی حال تمام صوفیہ کے ارادتمندوں کا ہے، پس ہماری تعلیم اور آپ کی تعلیم میں کیا فرق ہے؟

حضور انور نے مولوی صاحب رح کا سوال سُن کر انہیں کے مذاق کے مطابق جواب ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! آپ کی تعلیم اور ہماری تعلیم میں بڑا فرق ہے، آپ جسوقت اپنے شاگردوں کو سبق دیتے ہیں تو اَنَا۔ نَحْنُ وغیرہ صرف کی گردانوں میں مشغول کرتے ہیں، جس وقت وہ اَنَا کو پکا کر تکمیل کو پہنچتے ہیں تو وہ اپنی اَنانیت کو ثابت کر لیتے ہیں، اُسی اَنَا سے اپنی ہستی کو حقیقی سمجھ بیٹھتے ہیں، اور اپنے سوا ہر کسی کو ہیچ تصور کرتے ہیں، اس لئے وہ آپ کو چھوڑ جاتے ہیں، اور اپنی انانیت میں مصروف رہتے ہیں، یہی حال تمام علمائے ظاہر اور اُن کے شاگردوں کا ہے۔

اور جسوقت ہم اپنے ارادتمندوں کو سبق دیتے ہیں تو ابتدا میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی تلقین کرتے ہیں، یعنی لَآ سے شروع کرواتے ہیں کہ سوائے ذاتِ حق کے ہر ایک چیز کی نفی کرو، کہ ذاتِ حق موجود ہے، اور ہم تم سب ہیچ در ہیچ او نیست و نابود ہیں، جب وہ اس سبق میں لگتے ہیں تو وہ اپنی ذات کو فنا کر کے ذاتِ حقیقی سے بقا حاصل کرتے ہیں، اور دنیا کے علائق کو چھوڑ کر یہیں پڑ رہتے ہیں، کیونکہ ان کا مقصود اسی جگہ سے حاصل ہوا ہوتا ہے، لہذا وہ وسیلہ حقانی کو ترک

نہیں کر سکتے ۔ اور یہی حال تمام صوفیائے کرام کے مریدوں کا ہے ۔
مطلب یہ کہ تمہارا سبق ہست و بود سے شروع ہوتا ہے ، اور ہمارا سبق نیست و نابود سے ۔ آخر ان دونو کے نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں عہ

الہامات

آپ پر اتباعِ نبوی اور وراثتِ غوثیہ میں الہام کا دروازہ بھی مفتوح تھا ، سوائے امرِ الٰہی کے کچھ کام نہ کرتے تھے ، کھانا ، پینا ، چلنا ، پھرنا ، بولنا سب کچھ حکمِ خداوندی کے تابع تھا ، جیسا امر ہوتا ویسا ہی عمل فرماتے ، حتٰی کہ اپنے یاروں سے کام کاج کروانے کے متعلق بھی جیسا ارشاد ہوتا ویسا ہی حکم فرماتے ۔

الہام | حضرت حافظ نور محمد سیالکوٹی رح کو پہلے گھاس لانے ، اور ہیزم کشی اور پانی ڈھونے کی خدمت سپرد تھی ، پھر آپ نے ان کو فرمایا کہ اب لکڑیاں نہ لایا کرو ۔ ان کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ شائد آپ کسی ناراضگی کے باعث مجھے منع فرماتے ہیں ۔ آپ نے تخلیہ کے وقت ان کو فرمایا ۔

" میاں نور محمد ! ہم خود منع نہیں کرتے ۔ ہم کو جو کچھ امرِ الٰہی ہوتا ہے اُس طرح کیا کرتے ہیں ، اب تمہارے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ تم نے باربرداری بہت کی ہے ۔ اب وضو کرانے کی خدمت کیا کرو ۔ " عہ

الہام | ایک مرتبہ حافظ طاہر کشمیری رح بیقید فقیروں کے گروہ میں مل کر رُوسیاہ ہو کر اور پیراہن کے نیچے زنّار ڈال کر پھرتے پھراتے آپ کی خدمت میں آئے ۔ آپ نے ان کی حقیقت بطورِ باطن معلوم کرکے فرمایا ۔

" حافظ : تیرا زنّار توڑنے کے لئے ہم کو حکمِ الٰہی ہے " چنانچہ پھر ان کا زنّار تڑوا کر

عہ عوارف قمریہ صفحہ ۱۱۵
عہ رسالہ الراجنگ صفحہ ۲۸۶ تراث

تڑوا کر اہلِ معرفت کے زمرہ میں داخل کیا۔ عہ

الہام ایکمرتبہ دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا موضع سانپیاں شریف کے قریب آ گیا، لوگوں نے خدمت میں عرض کیا، آپ دریا پر تشریف لے گئے، وہاں کنارہ پر تین جگہوں پر زمین کو چاک آئے ہوئے تھے، جب وہ تینوں چاک گر پڑے تو آپ نے فرمایا۔ "اسی جگہ تک حکم تھا" چنانچہ پھر دریا پیچھے ہٹ گیا۔ عہ

کلماتِ طیّبات

آپ کا کلام نصیحت و ہدایت اور معرفت و توحید کا مخزن ہوتا تھا۔ چند کلمات یہاں لکھے جاتے ہیں۔

انسان ۔ فرمایا۔ انسان کے جسم میں بہت صفتیں اور بیشمار جوہر قدرت نے ودیعت رکھے ہیں، خصوصاً خدا تعالیٰ کی معرفت جسقدر انسان میں ہے کسی مخلوق میں نہیں، اسی لئے انسان کا مرتبہ تمام مخلوق سے بلند تر ہے۔

دنیا ۔ فرمایا۔ دنیا ایسی زہریلی ہے کہ اس کا زہر تمام مشہور زہروں سے زیادہ خطرناک ہے، اور اس کی صورت تمام زہریلے سانپوں سے علیحدہ ہے، اس کا بیمار بھی اسی کے حاصل ہونے سے خوش ہوتا ہے، اور اس کا زخمی بھی اسی کے حصول سے اپنی مرہم تلاش کرتا ہے۔

فرمایا۔ اے درویش۔ ابلیس کے مکر و فریب سے بچنے کی کوشش کرو، دنیا کی حرص کو دل سے دور کر کے خدا کی محبت سے جو نفیس ترین ہے اس کو معمور کرو۔

معرفت ۔ فرمایا۔ اذکار پاس انفاس و نفی اثبات و سلطان الاذکار جو از قسم اشغال درویشوں نے اختیار کیئے ہیں یہ اس لئے کہ بیہودہ کاموں سے بچے رہیں، اور ان کے دم

عہ رسالہ مجہول صفحہ ۲۳۲ عہ تذکرہ ذوقیہ صفحہ ۱۵۵ تا

ضائع اور خدا کی یاد سے خالی نہ جائیں، ورنہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا تعلق عقل سے ہے۔
جب تک ہوش کو دنیا کی طرف سے فراموش نہ کریں، اور وحدت کے دریا میں غوطہ نہ
لگائیں، اور خدا کی الوہیت اور اپنی عبودیت کو نہ پہچانیں اذکار واشغال سے کوئی
فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اصل مدعا اس امر میں اپنے خیال کی حفاظت کرنا ہے، خیال ہی
ہر کام میں پیش رو ہے۔ دل کی زنجیر خیال ہی ہے، اس کے سوا اس کو پابند نہیں کیا
جا سکتا۔ یاد رکھو خدا کا وصول سوائے پاکیزگی خیال کے نہیں ہو سکتا، فصد لیلےٰ نے کروایا
اور خون مجنوں کا جاری ہو گیا۔ ایسا وصل کونسے ذکر سے ان کو حاصل ہوا، انسان کا خیال
ہوا و ہوس میں پراگندہ ہے، اس کے جمع کرنے کے لئے بزرگوں نے اذکار مذکورہ اختیار
کئے ہیں، تاکہ کسی وجہ سے خیال ایک جگہ استقامت پکڑے، حاصل کلام یہ ہے کہ اگر
تم منزل مراد پر پہنچنے کا ذوق رکھتے ہو تو اپنے آپ کو اس دنیا کے کمند سے خلاص کرو،
اور غفلت کا پردہ دور کرو، اسیوقت راہ راست دیکھ لوگے، اور منزل حقیقی پر پہنچ جاؤگے۔
ہمہ از وست۔ فرمایا اے درویش! میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں، اور ایک
لازوال خزانے کا دروازہ کھولتا ہوں، دل کے کانوں سے سنو، اور خاص ہوش کے ساتھ
سمجھو، جب تم ہمہ از وست کے بعید سے واقف ہو جاؤگے تو اس کی درگاہ میں بیشک مقبول
ہو جاؤگے۔ جو خیال میں آوے اسی سے جانو، جو وہم میں آوے اسی سے سمجھو جس سے
تم کو جدا کرتا ہے اس سے علٰحدہ ہو جاتے ہو، جس سے تم کو وابستہ کرتا ہے اس سے تم
مل جاتے ہو، تمہاری حرکات گیند کی طرح ہیں، اور چوگان اسی کے ہاتھ میں ہے، تمہاری
ہستی کا قیام اسی کی ذات وصفات کے پرتو سے ہے۔ اس کے حکم کے بغیر تمہاری زبان
گویا نہیں ہو سکتی، اور بغیر حکم کے تمہاری ناک کچھ سونگھ نہیں سکتی، اس کے بغیر تم ایک
سانس نہیں لے سکتے خواہ باہر نکالو خواہ اندر کھینچنے کی کوشش کرو، بہار کی تاثیر اور
رنگ اور نام

رنگ اور نام کیسا بنایا ہے؟ اور بادل میں بارش کا قطرہ قطرہ کسطرح بنا تا ہے؟ خواب میں
وہ کسطرح چیزیں تم کو دکھاتا ہے، کہاں سے لاتا ہے، اور پھر کہاں لے جاتا ہے؟ دیکھنا اور
سننا تمہارے وجود میں کس سے ہے؟ اخلاط اربعہ کا توازن کسطرح ہے، یہ اسرار حکمت
وہی حکیم جانتا ہے، وہ ہر زمانہ میں اور ہر حال میں موجود ہے، آسمان اُسی کے حکم سے پھر رہا ہے
ذرہ ناچیز اُسی کے حکم سے رقص کر رہا ہے، آسمان و ذرہ و بارش اس کے نزدیک
یکساں ہیں، اس کے دیکھنے میں سب لوگ برابر ہیں، مسجد اور مندر میں بٹھانے والا وہی ہے،
نیکی و بدی اسی کے حکم سے ہے، تمام خواہشیں اُسی سے ہیں اور وہ خواہش سے بری ہے،
ہر راہ کی رہبری اسی کے ہاتھ میں ہے، ہر کسی کے ہر حال سے خبردار ہے، اس کے حکم سے
باہر ہو جانا کسی کی مجال نہیں، آسمان کی بلندی پر ستاروں کا نقشہ کھولا ہے، کنوئیں کے
گہراؤ میں ریت کے دانے رکھے ہیں، اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے اور خود جدا ہے، کوئی جگہ
اس سے خالی نہیں اور وہ جگہ سے پاک ہے، جو کچھ ہم سے کرواتا ہے بیشک ہم وہی کرتے ہیں،
اگر اس کی مرضی نہ ہو تو ہم کیسے کر سکتے ہیں، ہوش والے اور بدمست، شرابی اور میفروش،
فقیہ اور رب پرست سب اُسی سے ہیں، خالق و مخلوق میں یہی فرق ہے کہ خالق جو کچھ چاہے
وہ کرتا ہے، اور مخلوق بے حس و بے حرکت ہے، اس سے کچھ نہیں ہو سکتا، بزرگوں نے
بندہ کو فاعل مختار آداب پروردگار کے لئے کہا ہے، ہماری کیا مجال ہے کہ گناہ کی نسبت
اس کی طرف کریں ورنہ حدیث شریف میں آیا ہے والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ
یعنی نیکی اور بدی کا مقدر کرنا سب اللہ تعالیٰ سے ہے۔

اے درویش! اگر گناہ کرنیوالے ہم ہوں تو مخلوق ہونا ہم سے جدا ہو جاوے، اگرچہ وہ گناہ ہے
لیکن کسی چیز کے بنانے کی قوت جب ہم کو ہو گئی تو ہم بھی خالق ہو گئے۔ مخلوق کا مرتبہ اسی سے
مختص ہے جس سے خود بخود کوئی حس و حرکت ظاہر نہ ہو، تم دولاب کی طرح پھر رہے ہو پانی کا

نکلنا تمہاری طرف منسوب ہے مگر در اصل پھر نا تمہارے قبضہ میں نہیں ہے۔ تم تو ایک سبب ہو،
اسباب بنانیوالا وہی ہے۔ تمہاری حرکت تمہارے بنانیوالے کے ہاتھ میں ہے۔ پس ہم ہرگز اپنے آپ
متحرک نہیں۔ گیند کیطرح ہماری حرکت چوگانِ قدرت کے ہاتھ میں ہے۔ ہم فعل ہیں، ہماری عزت
وذات ہمارے فاعل کے اختیار میں ہے۔ فعل کو کیا قدرت وطاقت ہے کہ فاعلی کرے۔ ہم پتوں
کیطرح بیحرکت ہیں، ہماری حرکات اس کی رضا کی ہوا کے ساتھ وابستہ ہیں، اپنے آپ کو بگولا
کیطرح جانو، ہوا اس میں پوشیدہ ہے۔ اس کو پھرا رہی ہے کبھی بلندی پر لے جاتی ہے،
کبھی پستی پر لے آتی ہے۔ کبھی مٹی پر مٹی پھینکواتی ہے۔ پس اے مرد! جان لو کہ ہم بیشک گرد
وغبار کی مانند ہیں۔ جسطرح وہ چاہے ہم کو رکھے۔ اگر ہماری حرکت ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو
ہم اپنی حاجتوں کے نہ پورا ہونے سے کیوں غمگین ہوتے۔

اے درویش: مذہب فقر یہ ہے کہ کسی سے کوئی غرض نہ رکھے، سب کچھ اسی ذات سے سمجھے، جب
تک درویش کا اعتقاد ہمہ از وست پر راسخ نہ ہوگا اپنے آپ کو درویشوں کے سلسلہ میں مت شمار
کرے۔ اور جو کچھ درویشانِ متقدمین کے احوال کتابوں میں لکھے ہیں، ان سے اشتغال رکھنا چاہئے
کیونکہ تجربہ کاروں کے فرمان پر چلنے سے کشود کار ہوتا ہے۔

ہمہ اوست۔ فرمایا اے درویش: ہمہ اوست کمال معرفت کا درجہ ہے۔ وہاں ہم اور تو
ہست اور نیست کچھ نہیں شمع کیطرح ہر طرف ایک ہی رُخ ہے، ہر چہرہ میں وہی ذات اپنا
جلوہ دکھتی ہے، ہر طرف وہی وہ ہے، مشعل و پروانہ ایک ہیں، فاعل مفعول یعنی کرنیوالا
اور کیا گیا سب ایک ہیں۔

اے درویش: غصہ وحیا علامت دوئی (غیریت واثنینیت) ہیں، جہاں سوا ایک کے
کچھ مشہود نہ ہو وہاں غصہ کس پر اور حیا کس سے؟ درویش جو صورت سے گذر جاوے اور معنی
کو پالے اس کی نظر میں سوائے ذاتِ واحد کے کچھ محسوس نہیں ہوتا، ہر صورت میں اور ہر جگہ وہ
ایک کو دیکھتا

ایک کو ہی دیکھتا ہے، ضارب و مضروب (مارنے والا اور مار کھانیوالا) اس کی نگاہ میں باہم غیر نہیں دکھائی دیتے، وہ ہر حال میں خوش بخوش رہتا ہے، جیسا کہ عناصر یکساں ہیں اور ان سے بیشمار شکلیں اور رنگ جملہ موجودات میں نمایاں ہیں، لیکن عناصر کی یکرنگی میں کوئی فرق نہیں آیا، کمزور و طاقتور، اونٹ و گھوڑے، شیر و ہاتھی، مچھر و کیڑے، ازرق و نیز بین، اَحْوَل اور اندھے سب انہیں عناصر سے موجود ہوئے، (شکلوں میں اختلاف ہوا لیکن عناصر میں نہیں) اسیطرح دیکھنے والا اور بولنے والا، پہچاننے والا اور حرکت کرنیوالا سب موجودات میں ایک ہی ہے، عناصر کی ظاہری و باطنی حس بغیر اُس ذات کے کچھ نہیں، عناصر جیسی پوستہ ہیں اور جس نے سب پوستوں کو متحرک کیا ہے وہ صورت اور رنگ سے پاک ہے، سب جگہ موجود ہے، جیسا کہ سب جہان کے چمن و گلزار اور برگ و بار کو باد صبا کھلاتی اور ہلاتی ہے، اور وہ ایک ہی ہے، اور ہر ایک چشمہ میں پانی ہے اور وہ ایک ہی ہے، اور ہر ایک پتھر میں آگ ہے وہ ایک ہی ہے (مقامات کے تعدد سے ان کی یگانگت میں فرق نہیں آیا) چاہیئے کہ تم صورت سے گذر جاؤ اور معنی تک پہنچو، حتی کہ اشکال مختلفہ تم کو آئینہ ہو جاویں گے، اور سب شیشوں میں تم اپنی صورت دیکھو گے، یہ بصارت جو آب و گل کی آنکھوں میں ہے یہ آب و گل کو دیکھتی ہے، اور وہ بصارت جو ہوش کی آنکھوں میں ہے حقائق اشیاء کو دیکھتی ہے جب کثرت میں وحدت ظاہر ہو جاوے تو ظاہری بصارت پر اعتبار نہیں رہتا، اہل بصیرت اور محقق نظر ہو جاتا ہے، سو بسوا اور مو بمو اس کو ذاتِ واحد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، بلکہ سب موجودات میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے، مخلوق کا خیال اس سے برطرف ہو جاتا ہے، سوائے خالق کے کچھ نہیں رہتا، مخلوق نابود ہو جاتا ہے جو کچھ تم کو سامنے نظر آتا ہے صراف کیطرح اس میں دیکھو، جب غور کی نگاہ سے دیکھو گے تو صرف ایک ذات ہی نظر آئے گی۔

اے درویش! سب مدعا خیال کی مشق میں ہے، اہل دنیا کہ دن رات دنیا کے خیال میں محو ہیں۔

خالق سے کنارہ کرکے مخلوق میں سرگرداں ہوجاتے ہیں، اور بیشمار آفات و غم واندوہ انکو لاحق ہوتے ہیں، اسیطرح اگر دن رات تم وحدت کا خیال رکھوگے تو بتدریج ایسا وقت آئے گا کہ سوائے ایک ذات کے کچھ نہ رہے گا، جیسا کہ عشق مجازی کے خیال میں مجنوں نے کمال کیا اس کو چاروں طرف سوائے لیلیٰ کے کچھ نظر نہ آتا، بلکہ مجنوں نہ رہا لیلیٰ ہی لیلیٰ ہوگئی۔

اے درویش! اس دنیا کے بتکدہ کو دیکھو، ہر بت میں بت ساز اور بت شکن کو دیکھو جب آنکھیں کھولوگے تو سب شیشہ ہیں، ہر جال میں اپنا چہرہ دیکھوگے۔ اے فقیر! جب تو اپنے مقام کو پہچانے تو تیرے کوئی جگہ نہ رہے، نہ یہ رہے نہ وہ رہے، نہ تیرا گھر رہے، زندگی کی خواہش اور موت کا خوف کچھ نہ رہے، ہر آواز میں اور ہر ساز میں تیرے ہی گیت گائے جاویں۔[۵ه]

معرفین کمال

۱۔ آپ کے مرشد طریقت حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رہ نے آپ کے متعلق فرمایا

"آیا میرا ڈھولن چارے بنّے رکھ" [عه]

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رہ نے فرمایا ہے۔

"جوادِ طریق المحبت مولانائے حاجی محمد بدعائے سلامت احوال و صعود مدارج کمال مشغول اند۔" [سه]

۳۔ حضرت خواجہ محمد احسان مجددی رہ نے فرمایا ہے۔

"حاجی نوشہ صاحب عروۃ الوثقیٰ کے ہمعصر صاحب ذوق و شوق نہایت عزیز الوجود تھے، آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔" [للعه]

۴۔ حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی رہ اپنے مکتوبات کے ایک مکتوب میں خواجہ حسن مودودی رہ کی طرف لکھا ہے فرماتے ہیں۔

توکر

۵ه چہار رسالہ ۱۲ عه تذکرہ نوشاہیہ ص ۱۱۲ سه ابرار العارفات ۱۲ للعه روضۃ القیومیہ رکن دوم ۱۲ مترجم۔

"وتولکم اولیاء کہ بمرتبہ غوثیت رسیدہ اند درچشتیہ بسیار اند و در قادریہ ہمین ذاتِ حضرت غوث الاعظم رح ست، نے درخاندانِ قادریہ حاجی نوشہ و شاہ قمیص ومیراں عبداللہ و شاہ ابوالمعالی و شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہم ومثلِ اینہا عزیزاں بسیار گذشتہ اند دریں دیار، واحوال خلفائے کہ در دیار دیگر اند بسیار اند۔" عہ

۵۔ حضرت مولانا مفتی غلام سرور لاہوری رح فرماتے ہیں۔

"شیخ حاجی محمد قادری المشہور بہ نوشاہ گنج بخش قدس سرہ از عظمائے خلفائے شاہ سلیمان قادری رح ولی مادرزاد صاحب جذب وصحو وسکر ومحبت وعشق وشوق وذوق وزہد وریاضت وتقوٰے صاحب عبادت والی ولایت اہلِ خوارق وکرامت امام ومقتدائے طریقہ نوشاہیہ قادریہ است درفقر مقامات بلند وشانِ ارجمند داشت۔" عہ

۶۔ حضرت شاہ بھولا ولی قادری رح ساکن چک منجو نے فرمایا ہے۔

"حاجی نوشہ صاحب رح کا دربار بڑا عالی دربار ہے، وہاں سے ہر کسی کا کاسہ گدائی لبریز ہوتا ہے۔" سہ

۷۔ حضرت سید عبدالوہاب ثانی گیلانی رح ساکن چک سادہ نے فرمایا ہے۔

"حضرت نوشہ حاجی رح اِس وقت خاندانِ قادری کے آفتاب ہیں۔" للعہ

۸۔ حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رح نے فرمایا ہے۔

"میرے شیخ حضرت حاجی نوشہ صاحب رح دربارِ نبوی میں خاص حضوری ہیں اور جو فیضِ امت پر وارد ہونا ہوتا ہے وہ پہلے انہیں پر وارد ہوتا ہے، اور وہ آگے تقسیم کرتے ہیں، اور بوقتِ تقسیم مجھے بڑوں کی طرح حصہ عطا فرماتے ہیں۔" صہ

عہ مکاتیب شریفہ مکتوب صد و یکم ۱۰۱ ۱۲ عہ خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۱۸۰ ۱۲ سہ حیاتِ سچیار ۱۲ للعہ انوار الصالحین ۱۲ صہ تحائف قدسیہ ۱۲ شرافت

۹ - حضرت مولٰنا محمد اشرف فاروقی منچری رہ نے فرمایا ہے ۔

"حضرت نوشہ صاحب رہ اپنے زمانہ کے تمام اولیا سے روحانی طاقت میں بڑے، اور صاحب مقامات رفیعہ تھے" عہ

۱۰ - ملائکہ مقربین نے حضرت سچیار صاحب رہ کو فرمایا ۔

"حضرت نوشہ صاحب رہ کا دربار عشق سے پُر ہے ، اور وہ خدائی رنگ میں رنگنے والے ہیں" عہ

۱۱ - حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب مجددی سیتھلی رہ فرماتے ہیں ۔

"ہمارے یہاں حضرت شاہ حاجی محمد رہ فقیر ، ولی اپنے وقت میں ہوئے ہیں ، اُن کا نام غیب سے نوشاہ رکھا گیا تھا جیسا کہ اُن کے مناقبوں میں آیا ہے سوا سی روز سے نام اُن کا سوائے بتلانے اُن کے نوشاہِ حاجی بولا گیا ہے ، کوئی اُن کا نام سوائے نوشاہ صاحب کے نہیں بولتا ہے" سہ ۱

۱۲ - حضرت قاضی سلطان محمود قادری سہروردی رہ سجادہ نشین اوان شریف فرمایا کرتے تھے ۔

"حضرت نوشہ گنج بخش رہ اپنے زمانہ کے مجدد اکبر تھے ، اور ان کو مرتبہ وراثۃ الانبیا حاصل تھا ، اور وہ بتوجہ باطنی اپنے مریدوں کے دلوں پر اسم اعظم کندہ کرتے تھے" عہ

ازواج محترمات

آپ کی تین بیبیاں باکمال تھیں ، جو نہایت عارفات قانتات عابدات زاہدات تھیں

(۱) آپ کی پہلی شادی نوشہرہ تارڑاں میں حضرت سید فتح محمد علوی عباسی رہ کی صاحبزادی سے ہوئی عہ اسی شادی میں آپ کی برات کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام بھی ہمراہ تھے

عہ مناقب نوشاہی ۱۲ عہ گلزار رحمت ص۱۰۱ سہ رسالہ ردِ مرزا قادیانی ۱۲ عہ روایت مشہور ۱۲ عہ رسالہ اعجاز ص۸۵ شرافت۔

بھی ہمراہ تھے[۹۵]۔ صاحبِ تحقیقاتِ چشتی نے آپ کے خسر کا نام شیخ ابو نصر لکھا ہے۔
اِن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۲) دوسری بی بی صاحبہ کا نام حضرت رویل خاتون صاحبہ رح تھا، جو نہایت پاکباز نیک نہاد تھیں، اور آبا و اجداد سے فضیلتِ علم سے مشرف تھیں، والد بزرگوار کا نام حضرت حافظ بہاؤ الدین ہیلانی رح تھا، ابن حاجی عزیز اللہ بن شیخ فرید الدین نو مسلم (سابقہ نام روپ چند) بن فرن بن جیون بن چنگا بن چوکھا بن کالا بن سنگھو بن منہاس (مورث قوم منہاس راجپوت)
اِن کے بطن سے اولاد ہوئی۔

(۳) تیسری بی بی صاحبہ رح کا حال رسالہ القادر نوشاہی میں اس طرح پر درج ہے کہ ایک درویش بزرگ علاقہ ڈگر مضافاتِ دریائے راوی کا آپ کی خدمت میں وارد ہوا، اور عرض کیا کہ میری ایک ہمشیرہ سراپا عفت و عصمت ہے وہ میں کسی اہلِ دنیا کے حوالے کرنا نہیں چاہتا، میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس کو قبول فرمالیں تو میں آپ کو نکاح کر دوں، آپ چونکہ سوائے امرِ الٰہی کے کوئی کام نہ کرتے تھے، تھوڑی دیر مراقبہ کیا، اور بارگاہِ الٰہی سے اجازت ہونے پر اُس درویش کو آگاہ فرمایا، وہ درویش گیا، اور وطن سے اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لے آیا، اور آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔
اِن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اولادِ کرام

آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں، تینوں حضرت رویل خاتون

صاحبہ رح کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۱۔ حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار بحر العشق رح

بڑے فاضل اجل صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے، اپنے والد ماجد رح کی وراثت میں مرتبہ قطبیت و غوثیت پر فائز ہوئے، حضرت نوشہ صاحب رح نے بایمائے غیبی اِن کو دستارِ خلافت کبریٰ عطا فرما کر اپنا ولیعہد و سجادہ نشین مقرر کیا، ہزاروں مخلوق اِن سے مستفیض ہو کر درجۂ ارشاد کو پہنچی۔ اِن کی کرامات و خوارق اکثر کتابوں میں منقول ہیں، پندرھویں ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ کو انتقال فرمایا، اِن کا مزار شریف روضۂ حضرت نوشہ صاحب رح سے مشرقی جانب بفاصلہ سات قبروں درمیانی کے، چبوترہ بلند پر سنگِ مرمر کا بنا ہوا ہے۔

اِن کے چھ صاحبزادے تھے (۱) شاہ عنایت اللہ زاہد رح (۲) شاہ سعد اللہ حکیم رح (۳) شاہ رحمت اللہ عارف رح (۴) شاہ نصرت اللہ محدث رح (۵) شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان رح (۶) شاہ حافظ جمال اللہ فقیہ رح۔

راقم الحروف مؤلف کتاب ہٰذا فقیر ابو الرّیاض شریف احمد شرافت عفا اللہ عنہ بھی انہیں کی اولاد سے ہے، میرا نسبنامہ اس طرح ملتا ہے، میرے والد بزرگوار کا نام حضرت شاہ غلام مصطفٰے صاحب مدظلہ العالی ہے ابن حضرت سید السادات سید محمد شاہ صاحبؒ (متوفی شب سہ شنبہ ۲۲ محرم ۱۳۳۷ھ) بن حضرت شاہ محمد امین صاحبؒ (متوفی شب یکشنبہ ۱۸ جمادی الاُخرٰے ۱۳۱۰ھ) بن قبلۂ عالم حضرت شاہ قل احمد جیو صاحب پاکذات نوشاہِ ثانی رح (متوفی شب سہ شنبہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۲۸۶ھ) بن حضرت اعلےٰ شاہ الٰہی بخش صاحبؒ (متوفی شنبہ ۷ رمضان ۱۲۵۳ھ) بن حضرت حافظ شاہ نور اللہ صاحب رح (متوفی ۴ صفر ۱۲۲۹ھ) بن حضرت حافظ

شاہ محمد حیات

شاہ محمد حیات صاحبؒ مصنف تذکرہ نوشاہیہ (متوفی ۱۱۷۳ھ) بن حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب فقیہہؒ (متوفی شب سہ شنبہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۴۲ھ) بن حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ۔

۲ - حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دلؒ

علوم عقلیہ ونقلیہ کی پوری تحصیل کی، مولٰنا عبد الحکیم صاحب سیالکوٹیؒ سے تلمذ کیا، فقہ وحدیث وطب میں کافی مہارت تھی، مقامات ولایت میں بلند مرتبہ تھے، روحانیت کو علم ظاہری میں چھپایا ہوا تھا، ان کے حالات بہت کتابوں میں موجود ہیں، بائیسویں ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۹۲ھ کو وفات پائی، بھائی صاحب کلاں کے مشرقی جانب مزار پختہ بنا ہوا ہے۔

ان کے تین صاحبزادے تھے (۱) شاہ فضل اللہؒ (۲) شاہ عظمت اللہؒ (۳) شاہ محمد سعید صاحب دُولاؒ پہلے دونو صاحبان لاولد فوت ہوئے، تیسرے صاحبزادہ کی اولاد موجود ہے۔

حضرت نوشہ صاحبؒ کی بیٹی کا نام

حضرت سیّدہ سائرہ خاتون صاحبہؒ تھا، یہ بڑے بھائی سے چھوٹی، اور چھوٹے بھائی سے بڑی تھیں، ان کا نکاح حضرت حافظ معموری ہیلانیؒ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے چار صاحبزادے ہوئے (۱) میاں تاج الدینؒ (۲) میاں ہدایت اللہؒ (۳) میاں نظام الدینؒ (۴) میاں عبد الرحمٰنؒ جو حضرت نوشہ صاحبؒ کے نواسے تھے۔

آپ کے صاحبزادوں واولاد کے مفصل حالات انشاء اللہ تعالے کتاب ہذا کے دوسرے جلد موسوم بہ طبقات النوشاہیہ میں آئیں گے۔

فضائل اولاد آپ نے اپنی اولاد کے متعلق کئی فضائل بیان کئے ہیں، اُن میں سے جو وفات کے وقت حضور نے ارشاد فرمائے تھے وہ تو واقعۂ وفات میں درج کئے جائیں گے، بعض فضائل جو اس کے علاوہ فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

فرمایا۔ جس جگہ میری اولاد جائے گی میں اس کے ہمراہ ہوں گا، جو شخص میری اولاد کے ساتھ نیکی کرے گا میں خدا تعالےٰ سے اس کے ساتھ نیکی کرواؤں گا، اور جو شخص میری اولاد سے بدی کرے گا میں خدا تعالےٰ سے اس کو بری سزا دلواؤں گا، اور جو شخص میری اولاد کی خدمت کرے گا جو مانگے گا سو پائے گا، اور جو شخص میری اولاد کا ایک دام نقصان کرے گا، اُس کے تیرہ[۱۳] دام نقصان ہوں گے۔[ہ]

حضرت غوث الاعظم رہ نے بعالم روحانیت حضرت نوشہ صاحب رہ کو بطور بشارت فرمایا کہ تیری اولاد بہت ہوگی، اور نعمت فقر سے مشرف ہوں گے، اور میں اُن کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں، اور میں قیامت تک ان کی محافظت کا ضامن ہوں، اگر کوئی شخص تیری اولاد کا ایک پیسہ نقصان کرے گا تو میں اُس کے سَو پیسے زیان کروں گا، جو کوئی تیری اولاد سے عداوت رکھے گا میں اس کی بیخ و بنیاد ویران کر دوں گا۔[سہ]

تلامذۂ عظام

آپ نے کچھ عرصہ تک ظاہری علم کی تدریس بھی جاری رکھی، بہت لوگ آپ سے فضیلت علمی کو پہنچے ازانجملہ۔

(۱) حضرت حافظ محمد برخوردار صاحب رہ (۲) حضرت شاہ محمد ہاشم دریادلؒ (۳) حضرت شیخ حافظ نور محمد صاحب سیالکوٹی رہ ان کے علاوہ بھی کئی حضور کی شاگردی سے سرفراز ہوئے۔[سہ]

ہ رسالہ احمد بیگ ص ۱۰ سہ مناقب نوشاہیہ ص ۹۰ سہ رسالہ احمد بیگ ۱۲ مخزن۔

مریدین

حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری رح اپنے رسالہ الاعجاز میں لکھتے ہیں کہ آپ کے یار اس قدر کثیر التعداد ہیں کہ ان کا ضبطِ قلم میں آنا محال ہے ، حق تعالیٰ نے آپ کو ایسی تاثیر بخشی تھی کہ جس شخص پر آپ توجہ فرماتے اُس کا قلب فوراً ذاکر ہو جاتا ، اور آپ مریدوں کو یار فرمایا کرتے تھے ؎

آپ نے فرمایا ہے کہ جس مجلس میں میرے دو درویش ہوں گے وہ مجھے تیسرا حاضر سمجھیں ، اور فرمایا . جتنے لوگ قیامت تک میرے سلسلہ میں داخل ہوں گے میں دو نو جہان میں ان کی پشت پناہ ہوں گا ، اور ہر ایک مشکل میں ان کا مددگار و معاون ہوں گا ، جس جگہ وہ جائیں گے میں اُن کے ساتھ ہوں گا قیامت کے دن وہ میرے ہمراہ خدا کی درگاہ میں حاضر ہوں گے ، اور میرے سلسلہ کے تمام لوگ میرے ساتھ خدا تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے ؎

اور فرمایا قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو اذن ہو گا تو ، ہم اپنے تمام مریدوں کو اپنے کمل (بھورا) میں گٹھڑی باندھ کر بہشت میں پہنچائیں گے ، ہمارا کوئی مرید دوزخ میں نہیں رہے گا ، اور فرمایا جو شخص میری خانقاہ کے حلقہ سے ہو کر گذرے گا وہ بہشتی ہو گا ، اور فرمایا جو شخص میری خانقاہ کے چاروں طرف بارہ بارہ کوس کے فاصلہ تک گذرے گا دراں حالیکہ وہ میرے حق میں نیک اعتقاد رکھنے والا ہو گا اُس کی نجات کی کافی امید ہے .

حضرت غوث الاعظم رح نے بعالمِ روحانیت آپ کو بشارت دی تھی کہ میں تیرے فقیروں کا قیامت تک محافظ ہوں گا ، اور تیرے ارادتمندوں سے کئی لوگ

سہ رسالہ الاعجاز صفحہ ۱۹

فقیر، اور کئی لوگ دنیادار ہوں گے، میں سب کی نگہبانی کروں گا، اور مصیبت ومشکل کے وقت ان کی دستگیری کروں گا، اور سب کو بہشت میں اپنے ساتھ بلاحساب لے جاؤں گا۔[۵]

خلفائے ذوالاحترام

آپ کے خلفا تو بیشمار تھے، اُن میں سے خواص یاروں کو متاخرین بزرگوں نے تین قسم پر منقسم کیا ہے، بائیس[۲۲] صوبے (خلفائے اکبر) باون[۵۲] باتوا (خلفائے اصغر) بہتر[۷۲] امرا (صاحب مجاز) لیکن فقیر شرافت عافاہ اللہ نے پہلے مصنفوں کی طرز کے مطابق کسی قسم کو ملحوظ نہیں رکھا، جو مشاہیر خلفا ہوئے ہیں اُن کے اسمائے گرامی بالترتیب درج کردئیے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ رحیم داد فرزند اکبر وسجادہ نشین حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قریشی رح مدفون بھلوال شریف ضلع سرگودھا (۲) حضرت شیخ تاج محمود فرزند اصغر حضرت سخی بادشاہ رح مدفون بھلوال شریف (۳) حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار بحر العشق فرزند اکبر وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین حضرت نوشہ گنج بخش علوی عباسی رح مدفون بھقرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف ضلع گجرات (۴) حضرت شاہ محمد ہاشم دریادل فرزند اصغر حضرت نوشہ صاحب رح مدفون بھقرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف (۵) حضرت حافظ معموری بن حافظ محمد اسحٰق قوم منہاس راجپوت ساکن ہیلاں ضلع گجرات (۶) حضرت شیخ حافظ نور محمد نوری مدفون محلہ رنگ پورہ سیالکوٹ (۷) حضرت شیخ صدرالدین المعروف شاہ صدر دیوان رح قوم قریشی ہاشمی عقیلی مدفون رکھ چیٹھہ متصل رسول نگر ضلع گوجرانوالہ (۸) حضرت شیخ پیر محمد سچیار بن علی بن وارث خاں قوم گکھر کیانی مدفون نوشہرہ

۵؎ شرافت نوشاہی: شریف التواریخ، ج ۱، ص...

مدفون نوشہرہ شریف ضلع گجرات (۹) حضرت مرزا الف بیگ الملقب بہ شاہ الف
المعروف شیخ محمد تقی مجذوب رح قوم مغل مدفون نوشہرہ شریف (۱۰) حضرت شیخ
صالح محمد بن شیخ عبدالوہاب درویش رح مدفون چک سادہ ضلع گجرات (۱۱)
حضرت شیخ عاشق محمد بن شیخ عبدالوہاب درویش رح مدفون بن باجوہ ضلع سیالکوٹ
(۱۲) حضرت شیخ جلال الدین محمد رح ساکن کوٹلی جلال ضلع سیالکوٹ (۱۳)
حضرت شیخ اسمٰعیل آہنگر رح ساکن کوٹلی جلال (۱۴) حضرت سید خواجہ محمد فضیل وحیؒ
مدفون بینی حصار کابل (۱۵) حضرت شیخ شاہ محمد قطب قندھارؒ (۱۶)
حضرت شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحب بن میاں صالح محمد رح قوم قریشی اسدی ہبائی مدفون
بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ (۱۷) حضرت شیخ آلہداد بن میاں صالح محمد رح قوم
قریشی اسدی ہبائی مدفون بھڑی شاہ رحمان (۱۸) حضرت شیخ فتح محمد قلندر المعروف
شاہ فتا دیوان رح مدفون ساگری ضلع جہلم (۱۹) حضرت حاجی الحرمین الشریفین
قاضی خوشی محمد رح مدفون کنجاہ ضلع گجرات (۲۰) حضرت قاضی رضی الدین مدفون
کنجاہ (۲۱) حضرت شیخ مٹھا مجذوب المعروف پیر مٹھا رح مدفون کنجاہ (۲۲)
حضرت شیخ ابوالبقا رح مدفون کنجاہ (۲۳) حضرت شیخ نظر محمد رح مدفون کنجاہ
(۲۴) حضرت سید عبداللہ مجذوب بن شیخ فرید بخاری المخاطب بہ نواب
میرمرتضٰے خان منصبدارؒ مدفون لاہور (۲۵) حضرت سید شاہ محمد شہید
بن میراں سید حسین بہاکری رح مدفون برکنارہ گھان قلعۂ رہتاس ضلع جہلم (۲۶)
حضرت میاں شادی رح مدفون رہتاس (۲۷) حضرت شیخ محمد محسن رح مدفون
رہتاس (۲۸) حضرت شیخ نانک شہید المعروف میاں نانو مجذوب رح قوم
بھیں مدفون کیسلا سکے جیبہ ضلع گوجرانوالہ (۲۹) حضرت حافظ طاہر مجذوبؒ

ساکن کشمیر (۳۰) حضرت شیخ عبداللہ المعروف ڈگر شہاب رح مدفون چونکھ ضلع
میرپور ریاست جموں (۳۱) حضرت شیخ عبدالحمید رح قوم گوجر ساکن علاقہ گوجر
ضلع گجرات (۳۲) حضرت میاں جیون مطرب رح ساکن ساہنپال شریف (۳۳)
حضرت شیخ نور محمد مہندی رح عاشق صادق (۳۴) حضرت میاں نانو بھک رح
قوم جٹ رانجھہ (۳۵) حضرت میاں محمد صادق رح قوم جیٹھہ (۳۶) حضرت
میاں تاجہ نرکھی رح (۳۷) حضرت شاہ عالم سرخ پوش رح (۳۸) حضرت
میاں درویش مجذوب رح (۳۹) حضرت میاں جیون حجام رح ساکن باہو ضلع
گجرات (۴۰) حضرت میاں شاہ ہار شوری رح (۴۱) حضرت میاں اسمٰعیل رح
(۴۲) حضرت میاں منگا رح (۴۳) حضرت میاں کمال الدین بافندہ رح (۴۴)
حضرت میاں ماہ رُو رح (۴۵) حضرت شیخ عبدالحکیم رح مدفون چک سردانی ضلع
گجرات (۴۶) حضرت شیخ فرخ محمد سنبھلی رح (۴۷) حضرت میاں جان محمد رح
(۴۸) حضرت میاں کمال الدین اُن کا بھائی (۴۹) حضرت میاں صادق محمد رح
ساکن رند ہیر بک (۵۰) حضرت میاں صادق مجذوب رح (۵۱) حضرت میاں
محمود رح قوم گوجر ساکن چک ستمہ (۵۲) حضرت میاں جمال نعلدوز رح (۵۳)
حضرت مرزا امان اللہ رح قوم مغل (۵۴) حضرت میاں نکھارا رح (۵۵) حضرت
میاں جلیل رح (۵۶) حضرت میاں بدرالدین رح (۵۷) حضرت میاں بھیرد
فقیر رح (۵۸) حضرت میاں الٰہ بخش قوم جٹ رح (۵۹) حضرت شیخ معروف چشتی رح
مدفون سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ (۶۰) حضرت میاں رحمت اللہ رح ساکن نون
علاقہ گوجر ضلع گجرات (۶۱) حضرت مُلا اخوند محمد عرف کمال الدین کشمیری رح ساکن
سیالکوٹ (۶۲) حضرت مولنا عبدالحکیم آفتاب پنجاب رح مدفون سیالکوٹ (۶۳)

حضرت شیخ

حضرت شیخ حاجی مکتب دار سیالکوٹی رح (۶۴) حضرت سید میران مصطفےٰ بخاری رح
مدفون مقبرہ نوشاہیہ ساہنپال شریف (۶۵) حضرت شاہ جیجا ولی بخاری رح مدفون
مقبرہ نوشاہیہ (۶۶) حضرت شیخ جیتا ولی رح مدفون چنبہل ضلع شیخوپورہ (۶۷)
حضرت شاہ بل بل دیوان رح ساکن بیلی بھیت (۶۸) حضرت مولوی عبدالقادر بن
حاجی شیخ حامد رح ساکن ملک وال ضلع گجرات (۶۹) میاں محمد صادق پٹواری رح
ساکن چک بمہ (۷۰) چوہدری شیخا رانجھہ ساہنپالی رح (۷۱) چوہدری شاہین بال
المعروف ساہنپال بن نہان قوم تارڑ کھڈا بانی موضع ساہنپال شریف (۷۲)
چوہدری رحمان قلی بن ساہنپال تارڑ رح (۷۳) چوہدری محمد قلی بن ساہنپال تارڑ رح
(۷۴) چوہدری مرشد قلی بن ساہنپال تارڑ رح (۷۵) چوہدری مست قلی بن ساہنپال
تارڑ رح (۷۶) میاں ہندال قوال خاص رح ساہنپالی (۷۷) چوہدری نہالا مانگٹ
ساہنپالی رح (۷۸) میاں کھیون بافندہ ساہنپالی رح (۷۹) میاں استاجانی نجار رح
قوم بھٹی جبل ساہنپالی رح (۸۰) میاں احمد معمار ساہنپالی رح (۸۱) چوہدری
شمشیر خاں رح ساکن پانڈو وال ضلع گجرات (۸۲) مرزا شیر علی خاں مغل بیجاپوری رح
الملقب بہ پہلوان پائے تخت ساکن لاہور (۸۳) میاں محمد امین لاہوری رح۔
(۸۴) چوہدری جھنڈا مزارعہ ساہنپالی رح (۸۵) چوہدری مست رانجھہ ساہنپالی رح
(۸۶) چوہدری جنن گوندل ساہنپالی رح (۸۷) میاں خیرالدین باغبان ساہنپالی رح
(۸۸) چوہدری شریف قوم تارڑ گندرا ساکن دھریک ضلع گجرات (۸۹) حضرت
خواجہ علی رح المعروف مجلی فقیر ساکن منیس ضلع گوجرانوالہ (۹۰) چوہدری لقمان
بن شاہ محمد قوم وڑائچ رح ساکن خالق پور ضلع گوجرانوالہ (۹۱) میاں نور محمد بن
حسید نجار رح ساکن اکرویہ ضلع گجرات (۹۲) چوہدری محب علی بن زر بخش رح

ساکن اگردیہ (۹۳) میاں مرزا بن رائے وجہ اللہ خاں المعروف و کہل خاں
قوم ساہی کھرل دانا آبادی رح مدفون واں ہڈ بھناں ضلع شیخوپورہ (۹۴) میاں
ہست محمد رح ساکن نورپور چاہلاں ضلع گوجرانوالہ (۹۵) میاں میراں بخش عرف
میر جیو بن الٰہی بخش قوال ساہنیالی رح (۹۶) حضرت سلطان ابوالمظفر شہاب الدین
محمد شاہ جہاں غازی صاحبقران ثانی رح (۹۷) نواب سعد اللہ خاں وزیر چنیوٹی رح
(۹۸) میاں عظمت اللہ رح (۹۹) میاں جمال اللہ رح (۱۰۰) میاں نصرت اللہ
(۱۰۱) میاں حاجی رح (۱۰۲) میاں خان محمد رح (۱۰۳) میاں عبدالسلام رح
(۱۰۴) میاں فضل رح (۱۰۵) میاں عبدالہادی رح (۱۰۶) شیخ عبدالحق رح
(۱۰۷) میاں رحمت اللہ رح (۱۰۸) میاں نظام الدین رح (۱۰۹) حافظ عبدالرحمٰن
(۱۱۰) میاں شریف رح (۱۱۱) میاں ظریف رح (۱۱۲) میاں لالہ جوگی رح (۱۱۳)
میاں امام الدین رح (۱۱۴) میاں عبدالرشید رح (۱۱۵) میاں اخلاص رح (۱۱۶)
میاں عبدالرسول رح (۱۱۷) میاں عبدالنبی رح (۱۱۸) شیخ جان نور رح (۱۱۹)
شیخ عبدالقادر رح (۱۲۰) میاں عبدالرحیم رح (۱۲۱) میاں عبدالواحد رح (۱۲۲)
میاں مرزا عابد رح (۱۲۳) میاں کریم رح (۱۲۴) میاں تانو رح (۱۲۵) میاں رشید رح
(۱۲۶) میاں کریم الدین رح (۱۲۷) میاں عبدالکریم رح (۱۲۸) میاں محمد محسن رح
(۱۲۹) میاں اسمٰعیل رح (۱۳۰) میاں مرید رح (۱۳۱) میاں دارسع رح (۱۳۲)
میاں فتح الدین رح (۱۳۳) میاں محمد یار رح (۱۳۴) میاں نہنگل رح (۱۳۵) میاں
مراد رح (۱۳۶) میاں صادق رح (۱۳۷) میاں اطہر رح (۱۳۸) میاں مستقیم رح
(۱۳۹) میاں اللہ یار رح (۱۴۰) سید عمر رح (۱۴۱) شیخ قائم رح (۱۴۲) میاں
فتح محمد رح (۱۴۳) میاں ملا کلاں رح (۱۴۴) میاں شاہ میر رح (۱۴۵) شیخ سلیم رح
(۱۴۶) میاں بدرالدین

(۱۴۶) میاں بدرالدین رح (۱۴۷) میاں حافظ رح (۱۴۸) میاں عبداللہ شیخ رح
(۱۴۹) میاں قاسم رح (۱۵۰) میاں احمد رح (۱۵۱) میاں عبدالدائم رح (۱۵۲)
چوہدری حیدر رانگٹ رح (۱۵۳) حافظ قاسم رح (۱۵۴) میاں ہاشم رح (۱۵۵)
میاں کندو رانجھہ رح (۱۵۶) میاں خیر محمد رح (۱۵۷) شیخ عبدالسلام رح (۱۵۸)
میاں اسحاق رح (۱۵۹) حافظ نعمت اللہ رح (۱۶۰) میاں فتح اللہ رح (۱۶۱)
شیخ علی رح (۱۶۲) میاں جیدا رح (۱۶۳) میاں شاہو نعلدوز رح (۱۶۴) میاں
بیگا خارکش رح (۱۶۵) میاں علی رح (۱۶۶) میاں مومن رح (۱۶۷) میاں خلاص رح
(۱۶۸) میاں علی محمد رح (۱۶۹) شیخ محمد زینی رح (۱۷۰) میاں حسن رح (۱۷۱)
میاں سعد اللہ رح (۱۷۲) میاں محمد حافظ رح (۱۷۳) چوہدری سوہند آجٹ (۱۷۴)
میاں حسین رح (۱۷۵) میاں نور رح (۱۷۶) میاں باہو رح (۱۷۷) میاں فتا رح
(۱۷۸) میاں تاج رح (۱۷۹) میاں علاج رح (۱۸۰) میاں تاجہ رح (۱۸۱)
میاں جاتری رح (۱۸۲) میاں چنن رح (۱۸۳) میاں شادی رح (۱۸۴)
میاں میر احمد رح (۱۸۵) میاں داود رح (۱۸۶) میاں شاہباز رح (۱۸۷) میاں امین رح
(۱۸۸) میاں طاہر رح (۱۸۹) میاں قائم رح (۱۹۰) میاں الہداد رح (۱۹۱) میاں
بہلول رح (۱۹۲) شیخ حیات رح (۱۹۳) میاں سپاہا رح (۱۹۴) شیخ مستقیم رح
(۱۹۵) میاں تہمیر رح (۱۹۶) میاں لہدم رح (۱۹۷) میاں گلا رح (۱۹۸)
میاں خیرا رح (۱۹۹) میاں راج رح (۲۰۰) میاں عادل رح (۲۰۱) میاں شاہزادہ رح
(۲۰۲) میاں ادہم رح (۲۰۳) میاں احمدالدین رح (۲۰۴) میاں امیر قریشی رح
(۲۰۵) شیخ مراد محمد رح (۲۰۶) میاں فضلا رح (۲۰۷) میاں صاجو رح (۲۰۸)
میاں جمعہ رح (۲۰۹) میاں الاہیا رح (۲۱۰) میاں قطبا رح (۲۱۱) میاں نظام رح

(۲۱۲) میاں رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۳) میاں مُغل رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۴) میاں تاج الدین
(۲۱۵) قاضی رفیع رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۶) میاں ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۷) قاضی سعداللہ
(۲۱۸) میاں محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۹) مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۰) شیخ عبدالمجید
(۲۲۱) میاں تلّامیراثی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۲) میاں نبدامیراثی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۳) میاں سرندامیراثی
(۲۲۴) میاں شاہ جہانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۵) میاں معمور رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۶) میاں مرزابھٹی
(۲۲۷) میاں ساؤ نعلدوز رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۸) میاں بگیاں ماہی گیر رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۹) میاں سلا
(۲۳۰) میاں وَیگار رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۱) میاں تہرو رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۲) میاں جاہر رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۳) می
چوہڑ رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۴) میاں ستا رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۵) میاں عادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۶) میاں را
(۲۳۷) میاں بلو رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۸) میاں لادر رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۹) میاں تہیرا رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۰)
میاں شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۱) شاہ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۲) سید اسمٰعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۳)
میاں جیوا رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۴) میاں کھلا رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۵) میاں ماکھن رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۶) سی
کیھرو رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۷) میاں حبیب رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۸) میاں پھُلا رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۹) میاں شفی
(۲۵۰) میاں لعل رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۱) میاں فتو رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۲) میاں صالح الدین
(۲۵۳) میاں محمد گولا رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۴) میاں رحماں رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۵) میاں جلو
(۲۵۶) میاں ستی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۷) میاں کاسب رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۸) میاں پوہو رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۹)
شاہ مراد رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۰) میاں تلا رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۱) میاں بوٹا رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۲) میاں رحم
(۲۶۳) میاں سادھو رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۴) میاں وارث رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۵) میاں جال
(۲۶۶) میاں ابن خواجہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۷) میاں بیگ کمال رحمۃ اللہ علیہ (۲۶۸) میاں جا
(۲۶۹) میاں بھاگو رحمۃ اللہ علیہ (۲۷۰) میاں کھنیاں رحمۃ اللہ علیہ (۲۷۱) میاں ذہر
(۲۷۲) میاں حیاتا رحمۃ اللہ علیہ (۲۷۳) میاں خان بے رحمۃ اللہ علیہ (۲۷۴) سید محمد شا
(۲۷۵)

(۲۷۵) میاں محمد حالی رح (۲۷۶) میاں گلو رح (۲۷۷) میاں رستم رح

(۲۷۸) میاں خانو رح (۲۷۹) میاں روشن رح (۲۸۰) میاں مصری رح

(۲۸۱) میاں کلاسی رح (۲۸۲) میاں تیرو رح (۲۸۳) میاں فضل اللہ رح

(۲۸۴) حافظ تاج الدین رح (۲۸۵) میاں چھدرو رح (۲۸۶) میاں مہرا رح

(۲۸۷) میاں محمد نور بافندہ رح (۲۸۸) خواجہ روشن رح (۲۸۹) میاں گوجر رح

(۲۹۰) میاں گل تیر رح (۲۹۱) میاں واحد رح (۲۹۲) میاں عنایت اللہ رح

(۲۹۳) میاں قادر رح (۲۹۴) میاں خالق رح (۲۹۵) شاہ خان محمد رح

(۲۹۶) میاں صادر رح (۲۹۷) میاں عصمت اللہ رح (۲۹۸) میاں کلا رح

رضوان اللہ علیہم۔

اور طائفہ مستورات میں سے (۲۹۹) حضرت سیدہ سائرہ خاتون رح دختر انجناب

(۳۰۰) حضرت بی بی سیداں رح اہلیہ چوہدری ساہنیاں تارڑ رح۔

اور اہل ہنود سے بھی کئی لوگ مستفیضان درگاہ سے تھے، از انجملہ (۳۰۱)

بابا لال داس بیراگی (۳۰۲) مول راج قانونگو (۳۰۳) رام رائے

قانونگو (۳۰۴) جادو رائے قانونگو (۳۰۵) بلو رائے (۳۰۶)

تخت مل (۳۰۷) بجو مل۔

ف یہ تمام خلفائے کرام وارادتمندان حضرت نوشہ صاحب رح کے اسمار گرامی

کتاب رسالہ احمد بیگ و تذکرہ نوشاہیہ و ثواقب المناقب و تحائف قدسیہ و

تصانیف شاہ عمر بخش صاحب رسولنگری رح و تحریرات مولوی حکیم کرم الٰہی صاحب

فاروقی بیگووالی رح سے لیئے گئے ہیں۔ ان میں سے صاحبان ارشاد و یاران

کبار کے حالات کتاب ہذا شریف التواریخ کے جلد دوم موسوم بہ طبقات النوشاہیہ

و جلد سوم موسوم بہ تذکرۃ النوشاہیہ میں تحریر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالے

سلسلہ نوشاہیہ | حضرت نوشہ گنج بخش رحہ سے جو خانوادہ فقر بنا، اس

نام صنف فقرا میں نوشاہیہ کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ گنج بخشی بھی کہتے

سلسلہ نوشاہیہ کے درویش صوفی مشرب، باشریعت، متورع، صائم النہار

قائم اللیل ہوتے ہیں، سیاہ کمل (بھورا) زیب بدن رکھتے ہیں۔

تبرکات

آپ کے متعدد تبرکات زمانہ حاضرہ میں اولاد و درویشوں کے پاس مو

ہیں، جن کے صحیح ہونے کی سند بزرگوں سے متواتراً ثابت ہے۔

قرآن مجید | یہ وہ قرآن مجید ہے جس پر حضور تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ج

شکستہ ہے، بعض اوراق گم ہیں، نامکمل ہے۔

یہ قرآن مجید فقیر تنزآفت عافاہ اللہ کو اپنے نانا صاحب حضرت شاہ غلام

صاحب خلف الصدق شاہ قدم الدین صاحب برخورداری رہ کے گھر سے

اور اب فقیر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

لنگی | یہ لنگی باریک دھاریدار چارخانیہ ہے، بوجہ زمانہ دراز گذ

کے بوسیدہ اور حنائی رنگ ہو چکی ہے۔ یہ حضور تہبند کی جگہ استع

فرماتے تھے۔

یہ لنگی آج کل حضرت پیر واصل حق صاحب خلف الصدق پیر مکھن شاہ صا

برخورداری رہ کے گھر میں بمقام لاہور، موچی دروازہ، لال کھوہ،

کوچہ لٹھ ماراں موجود ہے۔

عصا

عصا | یہ عصا چوب زیتون (کہو) کا ہے، پہلے تو پورا قد آدم کے مطابق تھا وبا کے وقت لوگ مویشیوں کی پشت پر پھیرتے تو شفا ہو جاتی، کچھ عرصہ ہوا کہ کوئی شخص اسی غرض سے لے گیا، مگر اُس نا بکار نے اس کو کاٹ لیا، اور کچھ حصہ اس کا واپس کر گیا، اب وہ بقدر تین بالشت موجود ہے، دونو سروں پر لوہے کی شامیں چڑھی ہوئی ہیں۔

یہ عصا آج کل حضرت شاہ حبیب اللہ بن شاہ اقبال علی صاحب رح کے دولت خانہ میں بمقام ساہنپال شریف موجود ہے۔

بھورا | سیاہ کمل سرخ دھاریدار ہے، یہ کمل آج کل میاں غلام قادر صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت سخی روشندین صاحب فقیر نوشاہی رح کے گھر میں بمقام ابھریے ضلع منٹگمری میں موجود ہے۔

کلاہ | یہ ٹوپی طاقیہ ہے جس کو عرف میں کانوں والی ٹوپی یا نوشاہی ٹوپی کہتے ہیں۔ یہ ٹوپی آج کل چوہدری سلطان بن امین بخش نمبردار موضع ہرلا نوالی ضلع گوجرانوالہ کے گھر میں موجود ہے، جو حضرت میراں شیخ برخوردار رح خلیفہ حضرت پاک صاحب رح کی اولاد سے ہے۔

چادر | چادر سفید رنگ ہے جس پر ریشمی دھاگے سے سورہ یٰسٓ بخطِ نسخ کاڑھی ہوئی ہے۔ یہ چادر آج کل خلیفہ حاجی الحرمین الشریفین آغا میر احمد صاحب صدیقی فقیر نوشاہی کے گھر میں بمقام شہر پٹنا در محلہ مچھی ہٹہ میں موجود ہے۔

نعلین مبارک کا تلا | یہ آپ کی نعلین مبارک کا ایک تلا یعنی حصۂ زیریں ہے زائرین نے دانتوں سے تھوڑا تھوڑا تبرکاً کاٹ کاٹ کر چھوٹا کر دیا ہے۔ یہ تلا آج کل میاں گہنا والف قوم موچی کے گھر میں بمقام مرید متصل رسولنگر

ضلع گوجرانوالہ موجود ہے۔

شہتیر | یہ شہتیر چوب دیار کا ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور کے خلاف فرمان ترکھان نے کاٹ کر چھوٹا کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ ترکھان مر گیا۔ اور آپ کی کرامت سے زندہ ہوا۔ اور پھر مسجد پر چھت ڈالنے کے وقت حضور نے اس شہتیر کو فرمایا بڑھ جا۔ چنانچہ وہ بڑھ کر لمبا ہو گیا۔ اور تا عرصہ دراز مسجد مسقف رہی۔ آج کل یہ شہتیر موجودہ مسجد درگاہِ نوشاہیہ کے اندر موجود پڑا ہے۔

فقیر شرافت عفی عنہ نے سوائے بھورا کے دوسرے سب تبرکات کی زیارت متعدد مرتبہ کی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مدحیات

آپ کی تعریف پاک میں بے شمار نعتیں اور قصیدے اور کافیاں فارسی اردو پنجابی میں موجود ہیں۔ سب کا بیان کرنا طاقتِ تحریر سے بعید ہے۔ یہاں صرف ایک قصیدہ درج کیا جاتا ہے۔ جو حضرت مولٰنا حکیم غلام قادر شاہ صاحب اثر انصاری جالندھری نے فارسی میں لکھا ہے۔ وہو ہذا۔

قصیدہ

اے حسنِ حق عیاں ز شبیہ حسینِ تو ‏‏‏‏‏‏‏— آئینۂ جمالِ الٰہی جبینِ تو

اے زیبِ گوشوارۂ اربابِ معرفت — کلماتِ رشک و غیرت درِ ثمین

از گلشنت دماغِ جہانے معطر ست — یک عالم ست مستِ مئے ساتگین

ہستند طالبانِ خدا را دلیلِ راہ — خدامِ صاحبانِ صفا و یقین

باشند فردِ حاشیہ بوسانِ عتبہ ات — خاصانِ حق بوند ہمہ ہمقرین

محروم نر

محروم نرود از درِ فیضِ تو ہیچ کس | برکت یسارِ تست و کرامت یمینِ تو

از دست بُرد دیوِ لعیں یافت مخلصی | آنکہ پناہ جست بہ حصنِ حصینِ تو

دور او فتد ز فسق و فجور ہزار سال | تر دامنے نشست دمے گر قرینِ تو

جاں پرورست آب و ہوائے دیارِ تو | چوں سبزہ رُشد سر زند از سرزمینِ تو

حکمِ خدا و حکمِ نبی راست ترجمان | کلماتِ قدسیاتِ حقیقت ضمینِ تو

نرود بروں ز دائرۂ شرع یک قدم | تلقین بیافت ہر کہ ز رشدِ متینِ تو

آگاہ شد ز رازِ حقیقت ، اگر دمے | بنشست کس بزاویۂ تابعینِ تو

در رتبہ ہر فقیرِ تو سلطانِ وقت ہست | جمجاہ ہست خادمِ غلبہ نشینِ تو

برسد ہمیں فیضِ تو بر منزلِ مراد | بگرفت ہر کہ گوشۂ فتراکِ زینِ تو

از فضل بہرہ یاب مریدانِ درگہت | محرومِ رحمت اند ہمہ منکرینِ تو

بکند حسامِ روضۂ تو صیدِ شاہباز | بکند شکارِ شیر سگِ کمترینِ تو

خیزد بذوق نعرۂ ھو حق ز قدسیاں- | جنباں اگر بوجد بود آستینِ تو

اے مستحقِ خلدِ بریں تابعانِ تو | مستوجبِ سعیر عدوِ لعینِ تو

بدہند آستانِ ترا از غلوِ شوق | ترجیح بر بہشتِ بریں عاشقینِ تو

ما دام نیست از شرف و عزت قبول | محروم گہ ، دعائے اجابت قرینِ تو

بدہی ز بخت و حالتِ نازادگاں خبر | تیز ست آنچناں نگہِ دور بینِ تو

سرمست ماند تا دمِ محشر ہر آنکہ دید | مخمورِ چشمِ نرگسی و سرمگینِ تو

بشکست مہرہ مہرۂ گردن ز دستِ غیب | سیلے چناں فتد بسرِ منکرینِ تو

نازند سر بجا صلِ ہر دو جہاں فرد | خدامِ معتقد بہ دودانِ شبینِ تو

برکاتِ دو جہاں بدلت ہست مجتمع | فقر و غناست ہر دو مہیا قرینِ تو

از خرمنِ میامن و فیض کمال تو — ہستند کا ملانِ جہاں خوشہ چینِ تو

در ذکر و شغل محو بدست و مشتغل — ہر یک مریدِ صادق و عزلت گزینِ تو

اسرارِ واردات نہ افشا کجے کنند — مسترشدانِ صاحبِ صدق و یقینِ تو

ہر خادمت محافظِ اقلیمِ خویش ہست — ملکِ ولایت ست بزیرِ نگینِ تو

افتادہ در مغاکِ ضلالت تباہ شد — بگسست ہر کہ گوشۂ حبل المتین تو

پیمانۂ شرابِ طریقت ہمے کشند، — قایم بشرع کاملہ مسترشدینِ تو

اے مستمند بردرِ فیضش اگر رسی — آیند بر حوائجِ دنیاؤ دینِ تو

تو گنج بخش ہستی و گنجورِ محی دین — عالم بمنت ست و باحسان رہینِ تو

اے نورِ عینِ شاہِ سلیمانِ قادری — دنیاست بہرہ یاب زفیضِ مبینِ تو

ہستند در حوادث آفاق مبتلا — خدامِ مستمند و نزار و حزینِ تو

از مخمصاتِ دہر مشوّش مشو اثر

نوشاہِ گنج بخش چو باشد معینِ تو

سندِ رؤیتِ نوشاہیہ | مولف کتاب ہذا فقیر شریف احمد شرافت عافاہ اللہ کو چار واسطہ درمیانی سے حضرت نوشاہِ عالیجاہ رح کی زیارت کا شرف حاصل ہے دو سندوں

اوّل۔ فقیر شرافت عفی عنہ نے حضرت سید نوازش علی شاہ صاحب چشتی صابری نوشاہی لاہوری کو دیکھا، انہوں نے اپنے جدامجد حضرت سید حیدر شاہ لاہوری کو دیکھا، انہوں نے اپنے دادامرشد حضرت سید جیون شاہ لاہوری رح کو دیکھا انہوں نے اپنے پردادامرشد حضرت قاضی عبدالرحمٰن لاہوری رح کو دیکھا، انہوں نے اپنے دادامرشد حضرت نوشہ صاحب رح کو دیکھا۔

دوم۔ فقیر شرافت عافاہ ربہ نے حضرت میاں محمدالدین صاحب متولی جامع مسجد شرقپور کو

شہر قیور کو دیکھا ، انہوں نے حضرت حافظ عبداللہ المعروف حافظ بلہا شرقپوری
کو دیکھا ، انہوں نے حضرت شاہ مراد شرقپوری رح کو دیکھا ، انہوں نے اپنے پیر
حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رح کو دیکھا ، انہوں نے اپنے پیر حضرت نوشہ صاحبؒ
کو دیکھا ۔

واقعۂ وفات

اگرچہ آپ کی تقویم جسمانی نہایت قوی و پرطاقت تھی ، مگر جب عمر شریف صدی
سے متجاوز ہوئی تو بتقاضائے بشریت ضعف کے آثار آپ کے وجود مسعود پر طاری
ہوئے ، اور دن بدن آپ کے قوائے بدنی کمزور ہونے لگے ۔

تقرر خلیفہ آپ کے خلفا نے ایک روز بیٹھ کر باہم مشورہ کیا کہ اب حضور کے آخری
ایام قریب معلوم ہوتے ہیں ، آپ سے دریافت کر لینا چاہیے کہ آپ کے بعد ہمارا
سلام و نیاز کس کو ہو گا ؟ اور حضور کی نیابت و جانشینی کا فخر کس کو ہو گا ؟
چونکہ حضرت شاہ صدر دیوان رکھیہ رح آپ کے نہایت منظور نظر تھے ، اور آپ کی
کمال مہربانی اُن کے حال پر تھی ، اس لئے بعض یاروں کو اشتباہ ہوا کہ شاید
حضور انہیں کو ہی خلیفہ نہ بنا جائیں ، اور کسی کو حضور کے سامنے عرض کرنے کی
جرأت نہیں ہو سکتی تھی ، اس لئے سب نے متفق ہو کر حضرت شیخ پیر محمد سچیار
نوشہروی رح کو کہا کہ تم اس امر خلافت کے متعلق سوال کرو ، انہوں نے نہایت
ادب سے خدمت میں آکر گذارش کی کہ یا قبلہ عالمین ! سب یار کچھ عرض کرنا
چاہتے ہیں لیکن بوجہ ترس جذب و بخیال ترک ادب کچھ کہہ نہیں سکتے ، آپ نے
فرمایا یاران ! جو کچھ تمہارا ما فی الضمیر ہے اظہار کرو ، تو حضرت سچیار صاحب رح
نے عرض کیا یا حضرت ! سب دوستوں کا خیال ہے کہ اگر آپ میاں صدر الدینؒ

گویا دوسرے یاروں میں سے کسی کو دستارِ نیابت عطا کریں تو سب دوستوں کو
اُس کے قبول کرنے میں تامّل ہوگا ۔ کیونکہ ایکدوسرے کی اطاعت کرنی ان کو ناگوار
گذرے گی ۔ اور کسی کی سرداری کو منظور نہ کریں گے ۔ اور نہ ہی اس کو سلام و آداب
کریں گے ۔ اگر آپ اپنے بیٹوں یا پوتوں میں سے کسی کو دستارِ نیابت عطا فرمادیں تو
ہم سب کو اس کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا ، اور ہم سب ان کی اطاعت اور
بجا آوری فرمان کریں گے ، اور کسی یار کو سوائے تسلیم کے چارہ نہ ہوگا ۔ آپ نے جب
یہ التماس سنی تو ذرا متبسم ہوئے ، اور فرمایا میاں پیر محمد ! تم نے یہ کیوں اندیشہ کیا؟
میں کوئی مجذوب یا رند یا قلندر نہیں ہوں کہ اپنی نیابت دوسروں کے سپرد
کروں ، بلکہ اولاد کے حقوق سے واقف ہوں ۔ میں اپنی یہ دولت اور بادشاہی اولاد
کو ہی بخشوں گا ، جو شخص اپنی اولاد کی حق تلفی کرتا ہے وہ دراصل اپنا ہی نقصان
کرتا ہے ، چنانچہ آپ نے اپنے فرزند اکبر حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار صاحبؒ کو جو
مجلس میں حاضر تھے ، اور دست بستہ مؤدب کھڑے تھے ، اپنے سامنے بیٹھنے کا امر فرمایا
جب وہ بالمقابل دوزانو بیٹھے تو حضور نے اپنے ہاتھ مبارک سے سب دوستوں کے
روبرو دستارِ خلافت و نیابت اُن کے سر پر رکھدی ، اور فرمایا اے یاران ! میں نے
اپنی دولتِ ظاہری و باطنی اِس فرزندِ عزیز میاں محمد برخوردار کے سپرد کردی ،
اور میں نے اپنی مسندِ خلافت پر اس کو سجادہ نشین کیا ، اب میرے بعد میری خانقاہ
میرے لنگر ، میرے حقوق ، میرے فرائض کا متولی اور وارث یہی ہے ۔ میں اپنے
سب دوستوں کو اِس کے سپرد کرتا ہوں ۔ جو شخص اِس سے سرتابی کرے گا وہ مجھ سے
سرتابی کرے گا ، اور نقصان اُٹھائے گا ، اور جو شخص اِس سے اچھا برتاؤ کرے گا
وہ مجھ سے اچھا برتاؤ کرے گا ، اور فیض پائے گا ۔ اب سلام و نیاز کا حقدار یہی

فرزند ہے

فرزند ہے۔ طال اللہ عمرہٗ وضاعف حسناتہٗ۔

تمام یاروں نے حضرت حافظ محمد برخوردار صاحب رح کی خلافت کو تسلیم کرلیا، اور ان کے آگے جھک کر سلام و آداب بجالائے، اور ہر طرف سے مبارکباد و تحسین کی آوازیں آنے لگیں عه

اس کے بعد چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک دن شاہ صدر دیوان رح زیارت کے لئے آئے، خود حضور پرنور دیوان خانہ کے اندر بیٹھے تھے، اور حضرت حافظ محمد برخوردار صاحبؒ دروازہ پر کھڑے تھے، انہوں نے صاحبزادہ صاحبؒ کو سلام نہ کیا، اور اندر جاکر آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا، آپ کی طبیعت میں جلال آگیا، اپنے قدم مبارک پیچھے ہٹالئے، اور فرمایا صدر! سلام کے لائق وہی مصلّانشین کے قدم تھے جن کو تو دروازہ پر چھوڑ آیا ہے، اور اپنے قدموں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اب ان قدموں سے تجھ کو کچھ حاصل نہ ہوگا، فیض والے قدم وہی ہیں، جو ان کو سلام کریگا فیضیاب ہوگا، چنانچہ اسی وجہ سے شاہ صدر دیوان رح مسلوب الحال ہوگئے عه

اور بصد الحاح خطا معاف ہوئی۔

اس روز سے سب یاروں کو تنبیہ ہوگئی، پھر تمام عمر کسی نے صاحب سجادہ کے امر سے سر نہ پھیرا۔

علالت طبع | اس واقعہ سے تھوڑا عرصہ بعد آپ کے پاؤں میں درد شروع ہوگیا جس کی تکلیف زیادہ زیادہ ہونے لگی، طبّی معالجات سے بھی کچھ افاقہ نہ ہوا، سوائے صبر وشکر کے کچھ علاج کارگر نہ ہوا سه

آخری ایام | اگرچہ آپ کو تکلیف درد کی شدت تھی تاہم آپ کے چہرہ انور سے آثار صحت ہی ظاہر ہوتے تھے، اس حالت میں بھی فیض عام کا دروازہ سائلین

عه رسالہ احمد بیگ ص۲۱۰ - تذکرہ نوشاہیہ ص۱۸۶ - کنز الرحمت ص۷ - کلید گنج الاسرار ۲ عه رسالہ احمد بیگ ص۲۱۲ سه ایضاً ص۲۴۳ شرافت۔

کے لئے مفتوح تھا، جو شخص آتا بامراد واپس جاتا، حتےٰ کہ دوشنبہ کی رات کو ماہِ ربیع الاوّل کا ہلال نظر آیا۔

آپ نے فرمایا یہی ربیع الاوّل ہمارے آقائے نامدار فخر المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا مہینہ ہے، اور ہم بھی اسی مبارک مہینہ کے منتظر تھے، الحمد للہ کہ یہ آگیا۔

اجتماعِ یاراں آپ کا یہ ارشاد سُن کر سب اہل وعیال اولاد وخلفا کے دل میں آپ کی مفارقت کا غم پیدا ہوا کہ جو کچھ محبوب حقانی کے منہ سے نکلا ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا، بعض احباب شاہ صدر دیوان رہ وحضرت یحیےٰ صاحبؒ وغیرہ تو پہلے ہی حاضر خدمت تھے، اور دوسرے بعض خواص جو موقعہ پر موجود نہ تھے، ان کو بلایا گیا، چنانچہ حضور کے پاس ارادتمندانِ کبار کی ایک کافی جماعت جمع ہوگئی۔ آپ کے صاحبزادہ اصغر حضرت شاہ محمد ہاشم دریادل رہ ان ایام میں کسی کام کو موضع کھنگا نوالی گئے ہوئے تھے، ان کو بھی طلب کیا گیا، اور وہ موقع پر پہنچ گئے۔

جمعہ۔ کے روز پانچویں ربیع الاوّل کو یعنی انتقال سے تین روز پہلے آپ نے فرمایا، اے یاران! میری وفات کے بعد ایک شخص آئے گا، اور کفن ہٹا کر ہمارے چہرہ کی زیارت کرے گا، جب تک وہ زیارت نہ کرے ہم کو دفن نہ کرنا، اور ہماری اس وصیت کو یاد رکھنا۔

شنبہ۔ کے روز چھٹی ربیع الاوّل کو فرمایا اے یاران! دو شخصوں کا میں نے بڑا انتظار کیا ہے لیکن وہ نہیں پہنچ سکے، اب وہ میری وفات کے بعد آئیں گے اور اپنا حصہ باطنی مجھ سے لے جائیں گے، اور ان کے واسطے یہی مقدر ہے۔

یکشنبہ۔ کے روز ساتویں ربیع الاوّل کو اپنے تمام اولاد ویاروں کو اتباع شریعت واستقامت

واستقامت احوال کی وصیّت فرمائی، اور اذکار و عبادت کی تلقین فرمائی، خود بھی ذکرِ الٰہی میں محو و مستغرق ہوئے، دُنیوی امور کے متعلق یہ وصیتیں فرمائیں۔

فرمایا۔ تمہارے پاس لوگ آیا کریں گے، اُن کی خدمت و مدارات کیا کرنا، مہمانوں کے ہاتھ خود دُھلانا، اور اُن کے آگے طعام خود رکھنا، اور ہر آئندہ و روندہ کے واسطے لنگر جاری رکھنا۔

اور فرمایا۔ موضع مَلک وال میں کبھی رشتہ ناطہ نہ کرنا، اگر عمدًا ایسا کروگے تو خطا کھاؤگے۔

اور فرمایا۔ کسی شخص کی ضمانت نہ اٹھانا شاید کہ بھرنی پڑ جائے، اور کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا شاید کہ اس میں خیانت ہو جائے، اور اگر دیانتداری بھی ہو تو بھی ممکن ہے کہ چیز ضایع ہو جانے پر تم مَوردِ الزام بنو، اور خفت اٹھانی پڑے۔

اور فرمایا۔ میری قبر پر بلند گنبد نہ تعمیر کرنا، اور میری قبر پر کوئی بھیر یا نقارہ نہ رکھنا، اور میری قبر پر میلہ نہ کرنا۔

حضرت سیحیا رضاحب رہنے اُس وقت عرض کیا یا مولا! طالب کو حصولِ مطلوب کے واسطے کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا شوق و محبت۔

دوشنبہ کے روز آٹھویں ربیع الاول کو سب دوستوں کو بُلا کر فرمایا کہ اے یارانِ من! آج میرا انتقال کا دن ہے، میں کوئی مجذوب نہیں ہوں کہ مرنے کے وقت کسی کو اطلاع نہ دوں، اور یہ بھی خیال نہ کرنا کہ میں نے آخری وقت میں کسی کو کچھ نہ دیا، میں کوئی شیخ نہیں ہوں کہ مرنے کے وقت کسی کو عصا یا مصلّٰے یا طاقیہ یا دستار عطا کروں، نہ ہی میں رند یا صوفی یا طامّاتی ہوں کہ مجھ سے اس وقت میں کوئی امید رکھو، میں دنیا میں فقیر رہا ہوں، اور آج بھی حالتِ فقر میں دنیا سے جا رہا ہوں، جس کسی نے مجھ کو دیکھا ہے نصیب

کے موافق میں نے اُس کو نعمتِ باطنی دے دی ہے، اور میرے دیکھنے والا کوئی خالی نہیں رہا۔

یاروں کو دعائیں | اُس وقت سب دوست دعائے خیر کے خواستگار ہوئے آپ نے تمام دوستوں کے حق میں دعا فرمائی، اور کئی یاروں کو بشارات سے مبشّر فرمایا۔

حضرت شیخ رحیم داد سلیمانی رح کو فرمایا صاحبزادہ صاحب! تمہاری حالت دِن بدن ترقی پر رہے گی۔

حضرت شیخ تاج محمود سلیمانی رح کو فرمایا تم جس حال میں رہو گے مقبولِ خدا رہو گے۔

حضرت شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی رح کو فرمایا دین و دنیا کے کمالات سے تم بہرہ ور رہو گے۔

حضرت شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحب بھڑوی رح کو فرمایا عشقِ حقیقی تجھ میں جلوہ گر ہوگا۔

حضرت شاہ صدر دیوان رُکھی رح کو فرمایا نوشاہی فقر کا جھنڈا قیامت کے دن تیرے ہاتھ میں ہوگا۔

چوہدری ساہنیاں تارڑ رح کو فرمایا تو عزت کی زندگی گذارے گا۔

چوہدری محب علی تارڑ اگروئی رح کو فرمایا کہ تیری اولاد کثرت سے ہوگی۔

میاں اُستا جانی نجار رح کو فرمایا تیری اولاد اہلِ فن ہوگی، اور ان کو دال روٹی کافی ملے گی۔

اسی طرح سب یاروں کو بشارتیں فرمائیں۔

فضائلِ فرزنداں | اسی اثنا میں چوہدری لقمان وڑایچ خانقپوری رح کے دل میں خیال گذرا کہ میاں پیر محمد وغیرہ یارانِ حضور اکثر غلبہ جوش میں نعرے اور آوازیں

ه رسالہ احوال نوشاہیہ صفحہ ۲۱۲ ۔ گنج شریف صفحہ ۸۶

آوازیں نکالتے ہیں، اور صبح و شام اذکار و اشغال میں مشغول رہتے ہیں، اور آپ کے دونو صاحبزادے حضرت حافظ محمد برخوردار بحر العشق رح اور حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دل رح کبھی درد و شوق سے آہ باہر نہیں نکالتے۔ شاید کیا وجہ ہے حضور نے ازراہِ کشف اس کا یہ خیال معلوم کرکے فرمایا کہ میرے فرزندوں کی بابت خیال کرتے ہو، اور یاروں سے اُن کی مناسبت پرکھتے ہو، دیکھو! میں نے اسرارِ الٰہیہ میں سے ایک ایک سر کا کچھ جزو یاروں کو عطا فرمایا ہے، اور اس کی حقیقت ان پر منکشف ہوئی ہے تو اس کے ضبط و حفظ کی طاقت نہ رکھتے ہوئے ھَا وھُو کرنے لگ جاتے ہیں، اور نعرے و آوازیں نکالتے ہیں، اور ہزاراں ہزار اسرارِ الٰہیہ نامتناہیہ ان دونو فرزندوں کے سینوں میں رکھے ہیں، چونکہ ان دونو بلند قدروں کے سینے خدا کی زمین کی طرح فراخ ہیں، کسی شخص کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ ان کے سینوں میں کیا ہے، یہ انہیں میرے دونو فرزندوں کا کمال حوصلہ ہے کہ ایسے عظیم القدر اور لاتعداد اسرارِ الٰہیہ کو برداشت و ضبط کر لیا ہے۔ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار بگوید" جو کچھ ان دونو کے سینوں میں ہے خود ہی ظہور کیا کریگا۔عہ

ہر قطرہ بکنہ دریا نرسد ہر ذرہ بآفتاب والا نرسد

اہلِ دیہ کو بشارت | چونکہ حضور زندگی میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام گھروں میں ایک ایک ولی نہ ہو تو ہر ایک گاؤں میں تو ایک ایک ولی ہونا چاہیئے،عسہ آپ کے اس ارشاد کو خیال فرما کر آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ سائرہ خاتونؒ نے عرض کیا یا باباجی! آپ اپنے گاؤں چک ساہنیاں کو ملتان* بنا جاؤ، آپ نے فرمایا سائرہ! غم نہ کر میں نے گاؤں کو ملتان کر دیا ہے۔سہ

عہ رسالہ احمد بیگ ص۲۱۴ عسہ تذکرہ نوشاہیہ ص۱۵۳ سہ رسالہ احمد بیگ ص۲۱۵ شرافت۔ * ملتان بنانے سے مراد یہ ہے کہ اولیا کثرت سے بنا جاویں، کیونکہ ملتان میں بکثرت اولیا ہیں ۱۲ شرافت۔

اولاد کے حق میں بشارت | پھر زبانِ نوح ترجمان سے فرمایا کہ میری جتنی اولاد قیامت تک ہونے والی ہے وہ حق تعالیٰ نے سب مجھ کو دکھا دی ہے، اکثر اُن میں سے اہلِ شوق وذوق وصاحبِ درد و تاثیر و بہتر و مہتر و باکمال ہوں گے اور تمام دیار میں ان کا حکم جاری ہوگا، اور جاہ و جلال سے تمام عالم پر سکہ زن ہوں گے، زمین و زمان بھی ان کے تابع ہوں گے۔

اور فرمایا۔ اگر میں اپنی اولاد کے واسطے دنیا کی دولت مال و زر، درم و دینار خدا سے مانگتا تو اتنا ہوجاتا کہ ان کے گھروں کی دیواریں بھی سونے کی ہوجاتیں، مگر پھر ان میں فقر کی حلاوت ہرگز نہ رہتی، اب چونسے پہنیسے (کھدر کے) کپڑے پہننے کے لئے، اور دال روٹی کھانے کے لئے ان کو ملا کرے گی، بلکہ اغنیا کی طرح بود و باش رکھیں گے، اور فقر قیامت تک رہے گا۔

اور فرمایا۔ اس دیار کے بزرگوں کا حکم اُن کی زندگی تک ہے، اور میری اولاد کا حکم قیامت تک رہے گا، اور ہر زمانہ میں ترقی پر رہے گا، کیونکہ اسی طرح حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک بوساطتِ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رح ہم کو پہنچا ہے، کہ اس ملک میں تمہارا اور تمہاری اولاد کا حکم رہے گا، اور تیرا امر ارشاد تازہ بتازہ رہے گا۔ عہ

سید عبداللہ کو مستفیض کرنا | اس کے بعد حضرت سید عبداللہ بخاری رح منصب دار نقیب جو آپ کے ارادتمندوں سے تھے، اور شاہی ملازمت کرتے تھے معہ ڈیرہ اعیانِ حکومت موضع سا ہنیاں تشریف آئے، اور گاؤں کے باہر خیمے لگوائے، اور وہیں رہے اُن کا ارادہ تھا کہ میں دُنیوی علائق سے آزاد ہوجاؤں، وہ خدمت حضور میں آئے اور سلام و قدمبوسی کی، اپنا خیال عرض کرنے کو دل چاہا لیکن جرأت نہ ہوسکی، پھر جاکر حضرت

عہ رسالہ احمد بیگ کے اصل الفاظ یہ ہیں: "جامہائے چہار صدی و پانصدی و نان و دال بسیار خواہد بود" میں نے اس کا ترجمہ چونسے پہنیسے کپڑے کیا ہے جو شانِ درویشی کے مطابق ہے، اور اگر اس کا ترجمہ چار سو یا نسو روپیہ قیمت کا لباس بھی کیا جائے تو بجا ہے، کیونکہ یہاں تک بھی بعض صاحبزادگانِ موجودہ کو ثروت و دولت و استعداد حاصل ہے۔ عہ رسالہ احمد بیگ ص۲۱۵۔ کنز الرحمت ص۸۹ شرافت۔

پر جاکر حضور کے پاس رقعہ لکھ کر بھیجا کہ "میں دنیا کے دھندوں میں سخت گرفتار ہوں،
اگر مجذوب ہوجاؤں تو ان سے خلاصی پاؤں"، آپ نے کہلا بھیجا کہ سید عبداللہ
کو کہو، اس شاہی ملازمت میں بھی کئی لوگوں کے فائدے ہیں، یہ نہ ترک کرے
اس کو باطنی حصہ بھی مل جائے گا، سید صاحب رح نے دوبارہ بھی وہی درخواست
لکھ بھیجی کہ میری خلاصی سوائے مجذوبیت کے نہیں ہو سکتی، آپ نے سُن کر فرمایا۔

"چنگا جیوا وہ اِنجے راضی اے"

پھر آپ نے اپنا کھیس جو زیب بدن تھا اُتار کر شاہ صدر دیوان رح کو دیا اور فرمایا
کہ جاکر سید عبداللہ رح کو پہنا دو، اور دریائے چناب سے اُسے پار کرآؤ، چنانچہ
شاہ صدر دیوان رح نے ڈیرہ پر جاکر اُن کو کھیس پہنایا، اور دریا سے پار رخصت
کر آئے، بمجرد گذرنے دریا کے سید عبداللہ رح کی حالت دگرگون ہوگئی اور
مجذوب اطوار ہو گئے ۔

آخری وقت کھیس عطا کرنے کے بعد آپ ذکر الٰہی میں مشغول ہوگئے، اور
حاضرین کو بھی ذکر کا امر فرمایا، اثنائے ذکر میں ملک الموت بمعہ ملائکہ نوری تشریف
لائے، حاضرین کو انوارِ ملکوتی کا مشاہدہ ہوا، چند لمحہ آپ نے ذکر میں اشتغال رکھا
پھر بآوازِ بلند کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر رُو بقبلہ ہوئے
اور سکوت فرما گئے، جب حاضرین نے دیکھا تو روحِ مبارک قفسِ عنصری سے پرواز
کر کے علیین میں پہنچ چکی تھی، اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون (البقرۃ۔ ع ۱۹)

شاہ صدر دیوان رح سید عبداللہ رح کو دریا سے پار کر کے واپس آئے تو آگے دنیا
کا نقشہ ہی بدل چکا تھا، محکمۂ روحانیت کا تاجدار سفرِ آخرت اختیار کر چکا تھا،
سلطنتِ ولایت کا امیر جنت الفردوس میں چل بسا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

وجعل الجنۃ مثواہ۔

تاریخ وفات حضرت نوشہ صاحبؒ کا انتقال بروز دوشنبہ بتاریخ ہشتم ربیع الاول ۱۰۶۴؁ھ ایکہزار چونسٹھ ہجری مطابق ۲۶ جنوری ۱۶۵۴؁ء ایکہزار چھ سو چون عیسوی موافق ماہ پوہ سمت ۱۷۱۱؁ ایکہزار سات سو گیارہ بکرمی میں بعہد سلطنت حضرت ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں غازی صاحبقران ثانی ابن جہانگیر بادشاہؒ بمقام ساہنپال شریف ہوا۔

مدفن پاک آپ کا جسد اطہر تابوت میں رکھا گیا، آپ کا جنازہ نہایت تزک و احتشام سے ہوا، علماء و مشائخ کثیر کی جماعت جنازہ میں شامل تھی، بعد جنازہ کے جب دیدار آخری کے لئے ندا کی گئی تو سب لوگ زیارت سے مشرف ہوئے، اسی وقت حضرت شاہ فتا دیوان رح ساگری والے پہنچے، اور زیارت سے مستفیض ہوئے آخر آپ کا مدفن موضع ساہنپال شریف سے مغربی جانب ہوا ہے۔

بوقت تدفین جب قبر میں تابوت رکھ کر بعض خواص نے آخری دیدار کے لئے چہرۂ مبارک سے پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ انور قبلہ سے پھر گیا ہے، ہرچند چاہا کہ قبلہ رُو کریں مگر نہ ہو سکا، سب مخلصین نہایت مغموم ہوئے کہ اس میں کیا راز ہو؟ ابھی اسی تشویش میں تھے کہ ایک شخص نورانی چہرہ آپہنچا، اور آتے ہی آپ کا دیدار کیا، جب وہ زیارت سے مشرف ہوا تو اُسی وقت آپ کا چہرہ خود بخود قبلہ رُو ہو گیا اُس وقت سب کو وہ ارشاد یاد آگیا جو آپ نے تین روز قبل از وفات فرمایا تھا کہ ایک شخص آئے گا، جب تک وہ زیارت نہ کرلے ہمیں دفن نہ کرنا، اور ہم کو یہ بات یاد نہ رہی تھی، آپ نے اپنے تصرف سے اتنی دیر لگا دی کہ وہ شخص پہنچ گیا

تعمیر روضہ آپ کا مزار اطہر بہت عرصہ خام رہا، پھر آپ کے نبیرگان حضرت شاہ عنایت اللہ

عنایت اللہ وغیرہ فرزندان حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار رح و شاہ محمد سعید بن شاہ محمد ہاشم دریادل رح کے اہتمام سے روضہ شریف تعمیر ہوا۔

جسد اطہر کا دوبارہ ظہور | آپ کو انتقال کئے ایک سو چھ سال قمری کا زمانہ گذرا تو دریائے چناب زمین کو گراتا ہوا روضہ شریف کے قریب آگیا، صاحبزادگان نے کھدائی شروع کروائی، تین روز تک آپ کے جسم اطہر کا کچھ پتہ نہ چلا، بہت گریہ و زاری کے بعد حضور کا تابوت مبارک ظاہر ہوا ہے

آپ کا تابوت شریف بروز پنجشنبہ بتاریخ ہفدہم ماہ ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ مطابق ماہ ساون سمت ۱۸۱۴ بکرمی موافق چہارم ماہ اگست ۱۷۵۷ء کو اپنی اصلی قدیمی جگہ سے برآمد ہوا، تین دن تک لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے، آپ کا چہرہ مبارک بالکل ایسا تر و تازہ تھا جیسا کہ اب سوئے ہیں، آپ کا کفن بھی بالکل صحیح وسالم تھا، تین روز کے بعد چک ساہنیال کے قریب نوشہرہ تارڑاں کی زمین میں چاہ حیاتے والہ پر مدفون ہوئے، سولہ تابوت اولاد کے بھی برآمد ہوئے۔

یہ واقعہ انتقال مزارات بعہد حکومت حضرت سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بادشاہ دہلی پیش آیا۔ ۴ سنہ جلوس تھا۔

اس وقت فقیر شرافت عافاہ اللہ کے اجداد پاک میں سے حضرت مولانا شاہ حافظ محمد حیات صاحب بن شاہ حافظ جمال اللہ صاحب برخورداری رح حیات بابرکات تھے، اور ان کا عہد ولایت تھا۔

تعمیر روضہ ثانی | چند سال تک مزار شریف چار دیواری میں محفوظ رہا۔ بعد از ان اولاد کے اہتمام سے روضہ شریف دوبارہ تعمیر ہوا۔

اس وقت فقیر شرافت عفی عنہ کے اجداد امجاد میں سے حضرت حافظ شاہ نور اللہ صاحب

بن شاہ حافظ محمد حیات صاحب برخوردار ی رح کا عہدِ ولایت تھا۔

جسدِ اطہر کا سہ بارہ ظہور | آپ کے مزارِ پر انوار کو ابھی دوسری جگہ ستائیس
سال قمری ہی گذرے تھے کہ پھر دریائے چناب بالکل قریب آگیا، اور بسبب
طغیانی کے گاؤں کو اور گورستان کو گرانے لگا، تو تمام صاحبزادگان نے
مل کر کھدائی شروع کی، اور پاس قوال کافیاں پڑھ رہے تھے۔

آپ کا تابوت شریف بروز دوشنبہ بوقتِ فجر بتاریخ ہژدہم ماہِ شوال ۱۲۳۷ھ
مطابق ہشتم جولائی ۱۸۲۲ء موافق بستِ ہفتم ماہِ ہاڑ سمت ۱۸۷۹ ب کو اپنی جگہ
سابقہ سے بر آمد ہوا، نصف روز تک لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے
پھر اسی دن بوقت نصف النہار موضع ساہنیانوالہ سے شرق کی سرحد پر موضع جگ
ساہنیال شریف سے شمال کی طرف تابوت مبارک دفن ہوا۔

یہ واقعہ انتقالِ مزارات بعہدِ حکومت مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور پیش آیا
۲۸ سنہ جلوس تھا۔

اُس وقت فقیر شرافت عافاہ اللہ کے اجداد پاک میں سے حضرت شاہ آلہی بخش
صاحب بن حافظ شاہ نور اللہ صاحب برخورداری رح کا عہد ولایت تھا۔

تعمیر روضۂ ثالث | بیس سال تک پختہ چار دیواری بنی رہی، پھر ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء
میں بعہدِ حکومتِ سکھاں سعی نواب راسخ الاعتقاد شیخ امام الدین خلفِ شیخ
غلام محی الدین ناظم الملک ہوشیار پوری صوبہ دار کشمیر پالکی شریف خوشنما تعمیر
ہوئی حضرت پیر شاہ جلال معمار رح سجادہ نشین دربار حضرت شیخ صالح
نوشاہی رح ساکن چک سادہ (ضلع گجرات) نے فنِ تعمیر بدرجہ کمال سیکھا ہوا تھا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس متبرک کام کو انجام دیا، نیز پیر صاحب کے ا...
میاں محمد

میاں محمد بخش معمار گجراتی رح بھی شریک کار تھے، دونو بزرگوں نے با وضو پالکی شریف کی عمارت کی۔

اُس وقت فقیر شرافت عافاہ اللہ کے اجداد پاک میں سے حضرت حافظ شاہ قُل احمد جیو پاکذات نوشاہِ ثانی بن شاہ آلہی بخش صاحب برخورداری رح کا عہد ولایت تھا۔ اور اُن کے صاحبزادہ حضرت شاہ محمد امین صاحب رح بحالتِ شباب موجود اور سرگرم کار تھے۔

مرمتِ پالکی شریف | پالکی شریف بہت خوبصورت خوش وضع تیار ہوئی تھی، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد بعض جگہوں سے ریخت ہونے لگی، چنانچہ ترپن سال قمری کے بعد ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں بسعی سائیں عبداللہ درویش لاہوری اس کی مرمت و سفیدی ہوئی، اولاد کے پاس سے بھی بہت کچھ خرچ ہوا۔ سائیں نے بطور یادداشت یہ پنجابی شعر دروازہ شریف کے اندر لکھ دیا تھا۔

شعر
عبداللہ درویش جیہا غریب نہ کوئی تیرے جیہا کوئی شاہ نہیں۔
دَر اپنے دی منگتی کرکے مینوں دَر دَر بھیکھ منگانہیں

اس تعمیر کا کام کرنے والا محمد الدین معمار رح تھا۔ اس نے یادگار کے طور پر پالکی شریف میں یہ عربی شعر لکھ دیا تھا۔ شعر

أَنَا الْمُذْنِبُ مُحَمَّدْ دِيْن اِسْمِيْ فَارْحَمْنِيْ عَلٰى ذَوِا الْكَمَالِيْ

اس وقت فقیر شرافت عافاہ اللہ کے جدامجد سید السادات حضرت سید محمد شاہ صاحب بن حضرت شاہ محمد امین صاحب برخورداری رح حیاتِ بابرکات تھے۔ اُن کا عہد ولایت تھا۔

مرمتِ ثانی پالکی شریف | پہلی مرمت کو چوتالیس سال قمری گذرنے پر بیرونی

چاردیواری رُو بانہدام ہوگئی، چنانچہ بروز چہار شنبہ بتاریخ نوزدہم ماہِ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ہفتم اکتوبر ۱۹۳۶ء موافق بست و دوم اسوج سمت ۱۹۹۳ ب کو مرمت دیوار کا کام شروع کیا گیا، بیرونی ساری دیوار بنیاد تک اکھاڑ کر نئی دیوار پختہ تیار کرائی گئی۔ اس کام میں تقریباً ایک مہینہ خرچ ہوا۔ دیوار کی عمارت اور فرش مطاف کا سارا کام مستری شاہ محمد نجار نقشبندی ساکن موضع ملو علاقہ گوجر، اور اُس کے شاگرد مستری ماہلا معمار نے کیا۔ صاحبزادگان کا فی خرچ ہوا۔ مندرجہ ذیل صاحبزادگان مختار کار تھے۔

حضرات برخوردار یہ میں سے۔

(۱) صاحبزادہ محمد شریف بن پیر محمد عالم صاحب ڈھلوی (۲) شاہ کرم الٰہی بن پیر فاضل شاہ صاحب رح (۳) حضرت شاہ غلام مصطفےٰ بن سید محمد شاہ صاحب (والد فقیر شرافت) (۴) شاہ اللہ دتہ بن شاہ قطب الدین صاحب رح (۵) پیر بوٹا شاہ بن شاہ عمر بخش صاحب رح (۶) شاہ حبیب اللہ بن شاہ اقبال علی صاحب رح۔

اور حضرات ہاشمیہ میں سے۔

(۱) شاہ محمد حسین بن پیر بُنّہ شاہ صاحب رح (۲) شاہ علی احمد بن پیر گامنہ شاہ صاحب (۳) شاہ برکت علی بن شاہ نور علی صاحب رح (۴) شاہ رحمت علی بن شاہ بلغ[illegible] صاحب رح۔

اس کے علاوہ فقیر شریف احمد شرافت عافاہ ربہٗ، اور میرے بھائی عزیز القدر صاحبزادہ مولوی بشیر احمد صاحب بشارت مدعمرہٗ اور دوسرے تمام صاحبزادگان نے اس متبرک کام کو اپنے ہاتھوں سے کیا۔

اس وقت فقیر شرافت عافاہ اللہ کے لڑکے ارجمند ریاض الحسن اور عزیز سعید الظفر بھی متولد شدہ تھے

مسجد نوشاہ

مسجد نوشاہیہ | درگاہ شریف سے جنوب کی طرف مائل بغرب مسجد پختہ موجود ہے پہلے مسجد کی عمارت کچی تھی، ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں بسعی صاحبزادگان پختہ تعمیر ہوئی ہے، زمانہ حاضرہ میں مسجد نوشاہیہ کی امامت کا فخر مولوی فضل حسین بن میاں عبدالرسول صاحب رنملوی کو حاصل ہے، اذان وجماعت ہوتی ہے۔

مسافر خانہ | درگاہ شریف سے سیدھا بطرف جنوب چالیس کرم کے فاصلہ پر ایک مسافر خانہ بعمارت خام موجود ہے، جس کو دیوان خانہ و دالان بھی کہتے ہیں، نیچے دو کوٹھڑیاں، آگے ایک پسار ہے، دروازے سیدھے شمال کو بجانب درگاہ شریف ہیں، ایک مکان اس کے متصل مغربی جانب ہے، اس کا دروازہ بھی شمال کو ہے مسافروں اور فقیروں کا گذارہ انہیں مکانات میں بخوبی ہو جاتا ہے۔

لنگر نوشاہیہ | ہر آئندہ روندہ وزائرین ومعتکفین کو دو وقت روٹی درگاہ شریف سے ملتی ہے، اخراجات لنگر اولادِ حضور کے ذمہ ہیں، سوائے روٹی و پانی و تمباکو کے کسی ملامتی فقیر کو بھنگ یا چرس وغیرہ کوئی نشہ کر چیز نہیں دی جاتی، شریعت کا پاس ضروری ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

زمانہ حاضرہ میں درگاہ شریف کی مجاورت وجاروب کشی سائیں یقین علی نام فقیر قوم پیرا کے متعلق ہے، جو عرصہ چھ سال سے اس خدمت پر مقرر ہے، اور حضرت سچیار صاحب رح کے سلسلہ کا درویش ہے، اچھا مہمان نواز ہے۔

حلقہ درگاہ | درگاہ شریف کا قدیمی حلقہ سترہ کنال پانچ مرلہ زمین ہے، اسی حلقہ میں گورستان، ایک چاہ، ایک طہارت خانہ، مسجد شریف، دیوان خانہ، درخت ہر قسم عدد کلاں، ماسوا اس کے بڑنے، ون، جنڈ، کریر، کیکر، بیری، وغیرہ کثیر التعداد موجود ہیں، مسافروں کے واسطے آرام کی بہت بہتر جگہ ہے۔

عرس شریف | حضرت نوشہ صاحب رح کے اعراس مبارک متعدد جگہ ہوتے ہیں۔

(۱) بتاریخ پنجم ربیع الاول نوشہرہ شریف میں ہر سال آپ کا عرس شریف نہایت تزک واحتشام سے ہوتا چلا آتا ہے، چنانچہ زمانہ حاضرہ میں حضرت میاں محمد فاضل صاحب فقیر نوشاہی نوشہروی خاص اہتمام سے کیا کرتے ہیں۔

(۲) بتاریخ نہم جیٹھ ہر سال بھڑی شریف آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے، اس پر بھی ہزاروں فقرا کا اجتماع ہوتا ہے، آج کل حضرت حاجی الحرمین میاں امام الدین صاحب ومیاں چنن شاہ صاحب ومیاں اللہ دتہ صاحب سجادہ نشین عرس شریف بڑے اعلیٰ پیمانہ پر کرتے ہیں۔

(۳) بتاریخ نہم جیٹھ کو رہتاس ضلع جہلم میں بھی آپ کا عرس بدرگاہ حضرت سید شاہ محمد شہید رح ہوا کرتا ہے۔

(۴) درگاہ عالیہ نوشاہیہ پر آپ کی اولاد کے اہتمام سے ماہ ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہر سال عرس ہوتا ہے، پہلے تو ماہ ہاڑ کی چاروں جمعراتیں لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تھا، لیکن ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء موافق سمت ۱۹۸۴ ب سے اولاد حضرت شاہ حافظ محمد برخوردار صاحب رح کی سعی سے یہ عرس پختہ طور پر دوسری جمعرات کو سالانہ مقرر ہو چکا ہے، کافی مخلوق جمع ہو جاتی ہے، درویشوں کو دودو دال روٹی کا بھنڈارہ ملتا ہے، جمعرات وجمعہ وہفتہ تین روز کا اجتماع ہوتا ہے۔

قطعاتِ تاریخ

آپ کی وفات کے قطعات تاریخ تو بہت سے بزرگوں نے بنائے، لیکن طوالت کے خوف سے یہاں بعض قطعے درج کئے جاتے ہیں۔

قطعہ تاریخ

قطعہ تاریخ

از کتاب تذکرہ نوشاہیہ

رفت از عالم شہ دنیا و دیں | کرد روحش جانب بالا صعود
شیخ حاجی بن علاؤالدین حسین | خسرو ملک ولایت کانِ جود
بہر ارشاد مریداں مثل او | در زمانِ او کسے دیگر نبود
سالِ تاریخِ وصالش یافتم | شیخ حاجی از ولی اللہ بود

دیگر

از کتاب انوار القادریہ

نوشہ گنج بخش قلزم فیض | چوں کہ بنمود نوش جام وصال
مظہر فیض قدس بود ازاں | فیض قدسی۔ فتاد مادہ سال

دیگر

از حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی دام برکاتہٗ

محمد حاجی نوشہ مجدد | امیر دین و دنیا جانِ ایماں
چو در جنت برفت آں سال گفتم | شہنشاہ وامامِ قادری خواں

منہ

وفاتِ شاہ نوشہ نیک خوانی | مکمل با طریقت پیر۔ دانی

منہ

وفاتِ پیر نوشہ اہلِ تقوائے | بگفتم آفتابِ دین تقویٰ

منہ

وصالِ پیر نوشہ پاک بشنو | قریشی ھاشمی عابد ہو۔

منه

چو پرسیدم وفات پیر عابد　　سروشم گفت. قبلۂ شیخ زاہد

منه

رفت نوشہ چو در جناں کامل　　رحلتش۔ آہ عالم و فاضل

منه

از وفات جناب نوشہ جو　　اہل عرفان و با حقیقت۔ گو

منه

در جناں رفت پیر حق طالب　　سال وصل جناب۔ الغالب

منه

ز رحیل نوشہ ولی وحید　　وصالش. بطاعت مبارک شہید

منه

سال فوت پیر مقبول صمد　　عاشق و معشوق محبوب احد

منه

چوں بپرسی رحلت نوشہ کمال　　گوئیت. مخدوم نوشہ جی۔ وصال

منه

سال وصل پیر نوشہ دستگیر　　آفتاب قادری اجود امیر

منه

از وصال پیر نوشہ خوش بیاں　　نامدار جامع البرکات۔ خواں

منه

از دل چو نیک جستم تاریخ فیض بہرہ　　از وصل پیر نوشہ گفتا۔ ریاض احمد

منہ جناب　　۱۰۵۰

منه

جنابِ پیر نوشہ جب ہوئے داخل بہشت اعلیٰ
قریشی قادری حاجی محمد ہے ۔ وصال اُن کا

مادۂ تاریخ مہراوتاد وقطب وفرد ۔ مادۂ تاریخ مجددِ شریعت طیب بود

دیگر

ازاسماء الحسنٰے

جوادٌ معظم ۔ واجدٌ معظم ۔ وہابٌ معظم

اعلیٰ بریٌ من المشرکین ۔ عالی بریٌ من المشرکین

کافی بریٌ من المشرکین ۔ خیرٌ مطہر

اَللہ حفیظ ۔ وکیلٌ حفیظ

مانعٌ قابض ۔ رشیدٌ مقیت

ختم شریف نوشاہی

بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ جو شخص خلوصِ قلب اور اعتقادِ راسخ سے ختم شریف قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش رح روزانہ پڑھا کرے، اس کے تمام مقاصد و مطالب پورے ہوں گے، اس کے فوائد ہزاروں ہیں، تجربہ سے تعلق رکھتے ہیں، اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے۔

وضو کر کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک مرتبہ پڑھے، پھر درود شریف ہزارہ ایک سو گیارہ مرتبہ، کلمہ طیبہ ایک سو گیارہ مرتبہ، یَا ھُوَ ایک سو گیارہ مرتبہ، یَا بَاسِطُ ایک سو گیارہ مرتبہ، سورۃ الفاتحۃ ایک سو گیارہ مرتبہ، ہر سہ قُل ایک سو گیارہ مرتبہ، سورۃ المزمل ایک مرتبہ، یَا فَتَّاحُ ایک سو گیارہ مرتبہ، یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ ایک سو گیارہ مرتبہ۔ پھر یہ شعر۔

شعر

بس غریبم مستمندم بے سر و ساماں حقیر … یا محمد حاجی نوشاہ مارا دستگیر

ایک بار، صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ایک سو گیارہ مرتبہ، صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ ایک سو گیارہ مرتبہ، کلمہ تمجید ایک سو گیارہ مرتبہ، یَا کَرِیْمُ ایک سو گیارہ مرتبہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ایک سو گیارہ مرتبہ، پھر یہ شعر

شعر

از جنابِ نوشہ خواہم مدد … با دل و جاں چوں گدائے بینوا

ایک بار پڑھے اور اس کا ثواب بر روحِ پُر فتوح حضرت نوشہ صاحبؒ اور جمیع مشائخ قادریہ نوشاہیہ پہنچا وے ہر ایک امر میں فائز المرام رہے گا، انشاء اللہ تعالےٰ۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کتاب

المنۃ للہ۔ کہ کتاب تعریف التواریخ کا پہلا جلد موسوم بہ تاریخ الاقطاب دس سال کی محنت کے بعد آج بروز پنجشنبہ بتاریخ بست ہفتم ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ایکہزار تین سو پچپن ہجری مطابق یازدہم مارچ ۱۹۳۷ء ایکہزار نو سو سینتیس عیسوی موافق لبتہ ہم پھاگن سمت ۱۹۹۳ ایکہزار نو سو ترانوے بکرمی کو فقیر شرافت ناچیز کے ہاتھ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ع

شکر للہ کہ نمردیم رسیدیم بدوست آفریں باد بریں ہمت مردانۂ ما

اپنی استعداد کے مطابق اس کے واقعات و تواریخ کی صحت میں بہت کوشش کی گئی ہے، لیکن چونکہ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے، اس لئے غلطی کا ہو جانا کچھ عجب نہیں، اگر کہیں لغزش ہو گئی ہو تو مستفیدین سے التماس ہے کہ اس کو کسی احسن طریقہ سے اصلاح فرما دیں، اور فقیر کے حق میں دعائے مغفرت کرنے میں دریغ نہ کریں۔

اس جلد کے چند نام تاریخی ہجری رکھے گئے ہیں (۱) تاریخ الاقطاب (۲) صحاح التواریخ (۳) کتاب خوشگو (۴) تاج مشائخ (۵) نطق منظور (۶) برکات پیر شاہ سلیمان پاک۔ (۷) طبقات الاخیار۔

ایک تاریخی بکرمی نام ہے۔ مشائخ الاعظم۔

جناب الٰہی میں استدعا ہے کہ وہ اس میرے وسیلہ کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے، اور اپنی قبولیت کے آثار ظاہر کرتے ہوئے اس کو مقبول خاص و عام فرمائے واخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ اس جگہ ایک مناجات

لکھ کر کتاب کو ختم کرتا ہوں۔

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی بحرمت ذاتِ احدیت، الٰہی بحرمت شانِ ہویت، الٰہی بحرمت صفات کمالات، الٰہی بحرمت شیون واعتبارات، الٰہی بحرمت اسماء جلال وجمال، الٰہی بحرمت افعالِ لایزال، الٰہی بحرمت حقیقت محمدی، الٰہی بحرمت خلق احمدی، الٰہی بحرمت انبیاء وصدیقین، الٰہی بحرمت شہداء وصالحین، الٰہی بحرمت شہیدانِ تیغ محبت، الٰہی بحرمت قتیلانِ خنجرِ الفت، الٰہی بحرمت راز ونیازِ منظوراں، الٰہی بحرمت سوز وگدازِ مہجوراں، الٰہی بحرمت دردِ دلِ عاشقاں، الٰہی بحرمت آتش قلبِ محباں، الٰہی بحرمت نالہ ہائے فراقیہ شب بیداراں، الٰہی بحرمت نعرہ ہائے مستانہ جاں نثاراں، الٰہی بحرمت زردی چہرۂ خائفاں، الٰہی بحرمت سردی آہِ واقفاں، اس حقیر پرتقصیر شرافت فقیر پر اپنی نظرِ رحمت مبذول فرما، الٰہی میرا مزاج گناہوں سے علیل ہے، اور تیری رحمت کا سلسلہ بہت طویل ہے، الٰہی میرا وجود سرچشمۂ عصیان وفساد ہے، اور تیری بخشش کا کارخانہ ازل سے آباد ہے، الٰہی میں غریب ہوں اور تو غریب نواز ہے، اور میں بے چارہ ہوں اور تو چارہ ساز ہے، الٰہی میرے گناہوں کے طومار اس قدر ہیں کہ اگر کبھی مضطرب ہو کر ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین (الاعراف۔ع ۲) پکارتا ہوں تو ندامت سامنے آجاتی ہے کہ میں تو معصیتوں کی اس حد سے کہیں دور گیا گذرا ہوں پھر یہ کہنا کیا معنے؟ اور اگر کبھی بیقرار ہو کر لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین (الانبیاء۔ع ۶) کا نعرہ لگاتا ہوں تو شرمندگی سر نہیں اٹھانے دیتی کہ میری

دیتی، کہ میری منزلِ خطا کاری تو اس سے بدرجہا بعید ہے۔ یہ کیسے کہوں؟ الٰہی میں اپنی سیاہ کاری کے اظہار کے لئے کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر لفظ نہیں ملتے، جس سے میں اپنا عجز بیان کرسکوں، کیونکہ جس قدر انکسار و فروتنی کے الفاظ ملتے ہیں یا ملنے ممکن ہیں اُن سب سے میری حالت گری ہوئی ہے۔ لہٰذا قلم وزبان میری خطاؤں کا صحیح نقشہ کھینچنے سے عاجز ہے۔ الٰہی تو علام الغیوب ہے، تو علیم بذات الصدور ہے، تو سمیع، بصیر، علیم، خبیر ہے، میری حالت کو مجھ سے بہتر جانتا ہے، الٰہی میری یہ تمام عرض ونیاز اگر خلوص قلب سے ہے تو میرا یہ اخلاص منظور ہو، اور اگر میرا یہ گریہ و بکا ریا ونمود ہے تو پہلے اخلاص پیدا کر اور پھر قبول فرما، اور اگر تو چاہے تو بغیر اخلاص کے بھی منظور کرسکتا ہے، کیونکہ تیری درگاہ بہت عالی ہے، الٰہی میرے پاس کچھ سامان نہیں، اور اگر کچھ ہو بھی تو وہ سراسر نقصان ہے۔ الٰہی تیرے ایک مخلص بندے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی بضاعت مُزجات اور ان کے عذرِ گناہ کو قبول فرماتے ہوئے فوراً ان کو بخش دیا اور فرمادیا تھا، لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم (یوسف ع ۱۰)

الٰہی تو تو مالک الملک اور احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے۔ اگر اپنے عاجز زیانکار بندے پر نظرِ عفو فرمادے تو تیری شفقت سے کچھ بعید نہیں، بلکہ تیری رحمت کا تقاضا یہی ہے انک انت الغفور الرحیم الٰہی میں کیا کروں؟ اضطراب وکرب کی کوئی حد نہیں، اگر یہ خیال کروں کہ گناہ و ثواب کا کرنے والا میں کون؟ جو کچھ ہے امرِ الٰہی ہے تو پھر ادب روک دیتا ہے کہ دیکھ! جبر یہ ہوا جاتا ہے، اور اگر اعمال و افعال کو اپنے سے منسوب کروں کہ میں مختار افعال ہوں تو اپنی فروماندگی پیش آجاتی ہے کہ جھوٹی لاف کیوں مارتا ہے؟ تیری کیا قدر ہے؟ قدریہ ہوکر

صفت میں تباہی کا منہ دیکھ رہا ہے، پھر طریق حق کی طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ میرے ادراک سے ارفع ہے، الٰہی تو ہی ہادی المضلین ہے، مجھے سچے راستہ کی طرف رہنمائی کر اللھم اھدنا الصراط المستقیم (البقرہ ع ۲۰) اے میرے مالک واعف عنا واغفرلنا وارحمنا میرا وردِ زبان ہے، اور ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار (آل عمران ع ۲۰) میرا حرزِ جان ہے، الٰہی میں تیرا ہی ہوں میرا کام غیر کے سپرد نہ کر، الٰہی اگرچہ میں سیاہ کار ہوں لیکن تیری وحدت کی قسم تیری توحید پر جان سے نثار ہوں، الٰہی مجھ میں کوئی نیکی نہیں، کوئی بہتری نہیں، کوئی صلاحیت نہیں، اگر ہے تو صرف یہی کہ تیری ذات پاک کو ایک اور بالاتر از فہم وعقول جانتا ہوں، اور تیرے محبوب حضرت محمد صاحب لولاک کو تیرا سچا رسول مانتا ہوں، تیری یگانگت کو دوگانگت سے تعبیر نہیں کیا، تیری احدیت میں غیریت کو دخل نہیں دیا، تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں گردانا، ہمیشہ تیری حبل المتین توحید سے متمسک رہا ہوں۔

سہ

گر گوہر طاعتے نسفتم ہرگز	ور گرد گنہ ز رخ نرفتم ہرگز
نومید نیم زبارگاہِ کرمت	زیرا کہ یکے را دو نگفتم ہرگز

الٰہی جب سے میں نے ان اللہ یفعل ما یشاء (الحج ع ۲) اور ان ربك فعال لما یرید (ہود ع ۹) کا مطالعہ کیا ہے تیری درگاہِ بے نیاز میں کچھ عرض کرنے سے ڈرتا ہوں، کیونکہ تو خود جو کچھ چاہے وہی کرتا ہے، اور ہماری حاجات و ضروریات کو ہم سے زیادہ جانتا اور پوری فرماتا ہے، تو پھر میرا رونا دھونا چیخنا چلانا سب عبث ہے۔

سہ رموز

؎

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند   گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

شائد میں اسی پر عمل پیرا ہو کر کچھ التماس زبان پر نہ لاتا، مگر پھر خوف کرتا ہوں کہ کہیں امرِ اُدْعُوْنِیْ (المؤمن۔ ع ٦) کے خلاف نہ ہو جاؤں، اور میرا عرض و نیاز نہ کرنا، اور دعا نہ مانگنا تکبر پر محمول نہ کیا جائے، اور بے فرمانوں اور بے ادبوں میں نہ شمار کیا جاؤں، اس لئے اپنی بے بضاعتی اور تیری رحمت واسعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دعا کو اپنا شیوہ اختیار کیا ہے، اور التجا کو اپنا طریقہ بنالیا ہے

الٰہی وہ علم دے جو عمل سے آراستہ ہو، الٰہی وہ عمل دے جو اخلاص سے پیراستہ ہو، الٰہی وہ اخلاص دے جو زیورِ قبول سے مرصع ہو، الٰہی وہ عقل دے جو کامل ہو، الٰہی وہ رحمت کر جو ہر وقت شامل ہو، الٰہی وہ دنیا دے جس کا ابتدا دین ہو، الٰہی وہ دین دے جس کا انتہا یقین ہو، الٰہی وہ حقیقت دکھا جس کا مبدا ایمان ہو، الٰہی وہ ایمان دے جو سراپا اطمینان ہو، الٰہی عشق حقیقی کا ایک ذرہ، شراب محبت کا ایک جرعہ، درد و ذوق کا ایک نوالہ، بادہ شوق کا ایک پیالہ عطا فرما۔

؎

الٰہی ذرّہ درد بجاں ریز   شررِ در پنبہ زارِ استخواں ریز

الٰہی ایسا دل دے جو تجھ سے آباد ہو، الٰہی ایسا قلب عنایت کر جو تجھی سے شاد ہو، الٰہی وہ سینہ دے جو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو، الٰہی وہ صدر رحمت فرما جو تجھ سے معمور ہو، الٰہی نزع کے وقت میں لا تقنطوا من رحمة الله (الزمر۔ ع ٦) کا مزہ چکھا، الٰہی آخری وقت میں تجلّے جمال احدیت سے آنکھوں کو منور فرما۔

؎ روزم بغم نفسے وعدۂ دیدار بدہ   وانگہم تا بلحد فارغ و آزاد بنہ

الٰہی میں نے ادعونی (المؤمن ع ۶) پر عمل کیا تو استجب لکم (المؤمن ع ۶)
کا نظارہ دکھا، الٰہی میں نے مضطر ہو کر التجا کی تو ویکشف السوء (النمل ع ۵)
کا نتیجہ دکھلا، انک سمیع الدعاء (آل عمران ع ۴) الٰہی میں نہایت یتیم ہوں
فاما الیتیم فلا تقھر (الضحٰی) الٰہی میں تیری بارگاہ میں مسکین سائل ہوں واما
السائل فلا تنھر (الضحٰی) الٰہی اب وافوض امری الی اللہ (المؤمن ع ۵)
کہہ کر سب کام تجھی کو سپرد کرتا ہوں۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون (البقرۃ ع ۱۹)
کے موجب تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں، الٰہی اسلام پر پیدا ہوا ہوں، اور ایمان
پر زندہ رہا ہوں، اور قلب سلیم کے ساتھ تیرے نام پر خاتمہ چاہتا ہوں، اللھم
اجعل اخیر کلامی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

شجرہ شریف

اے خداوندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے	عاجزوں پر کر کرم تیرا نور سے کے واسطے
حضرتِ ختم الرسل سالارِ جملہ کائنات	قبلۂ عالم محمد مصطفٰے کے واسطے
حضرتِ حیدر امیر المومنین شیر خدا	شاہ علی المرتضٰے مشکل کشا کے واسطے
حضرتِ خواجہ حسن بصری امام بوسعید	افتخارِ خاندانِ صوفیا کے واسطے
شاہ حبیب بو محمد عجمی اہلِ ہدے	مظہرِ حسنِ ازل بحرِ سخا کے واسطے
حضرت داؤد طائی بو سلیمان بن نصیر	خازنِ گنجینۂ راہِ ہدے کے واسطے
حضرت معروف بو المحفوظ کرخی دستگیر	قبلہ گاہِ عارفان شاہ رضا کے واسطے
حضرتِ سقطی ضیاء الدین سری بو الحسین	شاہبازِ اوجِ عرفان ذو العلا کے واسطے
شاہ ابو القاسم جنید بو محمد رہنما	جنید و سلطانِ جملہ اولیا کے واسطے
خواجہ کہف الدین دلف بوبکر شبلی مہرباں	سالکِ راہِ طریقِ اصطفا کے واسطے

شاہ عبد الواحد

ںاہِ عبد الواحد بو الفضل احمد متقی — آں شہنشاہِ تمیمی پارسا کے واسطے

بو فرح یوسف علاؤ الدین طرطوسی ولی — ساقی میخانۂ فقر و غنا کے واسطے

شاہِ شرف الدین ہکاری علیِ بو الحسن — معدنِ علم و عمل حلم و حیا کے واسطے

حضرتِ قاضی مبارک مصلح الدین بو سعید — مخزنِ برکات شاہِ مقتدا کے واسطے

حضرتِ شاہ بو محمد میر محی الدین لقب — شیخ عبد القادرِ غوث الوریٰ کے واسطے

شاہِ سیف الدین بو عبد اللہ عبد الوہاب — فخرِ عالم صاحبِ صدق و صفا کے واسطے

شاہ صفی الدین بو المنصور آں عبد السلام — ہادیِ دوراں امام الاصفیا کے واسطے

شاہ حمید الدین بو العباس احمد گنج بخش — بادشاہِ دو جہاں صاحب رضا کے واسطے

شاہ بو البرکات نور الدین مسعودِ زکی — سائرِ میدانِ تجرید و وفا کے واسطے

حضرتِ شاہِ ضیاء الدین علیِ بو الحسن — آں شہیدِ راہِ حق ماہِ لقا کے واسطے

شاہ جمال الدین حسن اطہر ملقب شاہ میر — منبعِ لطف و کرم صاحب عطا کے واسطے

شاہ شمس الدین محمد اعظم سردارِ حلب — زاہد و مرتاض شمس الاتقیا کے واسطے

حضرت مخدوم سید شاہ محمد غوث پیر — صفدرِ ملکِ ولایت بو الحیا کے واسطے

حضرت شاہِ مبارک پیر حقانی ولی — رازدانِ راہِ جذب و اجتبا کے واسطے

مجمع البحرین شاہ معروف فاروقی تقی — معدنِ فیضِ الٰہی حق نما کے واسطے

حضرت شاہِ سلیمان سخی نوری لقب — سرورِ اہلِ طریقت رہنما کے واسطے

حضرت حاجی محمد میر نوشہ گنج بخش — سیدِ والا گہر نور الہدیٰ کے واسطے

حضرت شاہ پیر برخوردار بحرِ عشقِ حق — فخرِ عالم کعبۂ ہر مدعا کے واسطے

حضرت شاہ جمال اللہ محدث ہم فقیہ — حافظ القرآں قطب الاولیا کے واسطے

نوشاہاں حضرت حافظ محمد باحیات — رستمِ میدانِ فیضِ کبریا کے واسطے

حضرتِ شاہ پیر نور اللہ شمع معرفت | شہسوارِ ملک وحدت پلنواکے واسطے
حضرتِ شاہ آلٰہی بخش مظہر ذاتِ حق | عمدۃ الابرار اہلِ تقا کے واسطے
حضرتِ شاہ پیر قُل احمد ملقب پاک ذات | نوشۂ ثانی امیرِ اذکیا کے واسطے
حضرتِ شاہِ امین الاولیا عالی نسب | معدنِ حسنات شاہِ بے ریا کے واسطے
حضرتِ والا قدر سید محمد شاہ پیر | جامعِ شرع وحقیقت باخدا کے واسطے
حضرتِ شاہِ غلام مصطفٰے عالیجناب | عزّ وفخرِ خاندانِ صوفیا کے واسطے
خادم الفقرا شریف احمد شرافت بوالریاض | خاکپائے آلِ فخر الانبیا کے واسطے
دین و دنیا کے مقاصد سے ہمیں معمور کر | انبیا و اولیا و اصفیا کے واسطے
دے ہمیں ایمان کامل اور عشقِ سرمدی | برکتِ پیرانِ شجرہ اولیا کے واسطے

یا الٰہی التجائیں کر شرافت کی قبول
سلسلہ نوشاہِ حاجی باخدا کے واسطے

تمام شد

کتاب شریف التواریخ جلد اوّل موسوم بہ تاریخ الاقطاب بدستخط مؤلف اعنی خادم اہل اللہ فقیر حقیر ابو الریاض امین الدین شریف احمد شرافت نقیبی رقم ابن مقبول درگاہِ خدا حضرت شاہ غلام مصطفٰے صاحب علوی عباسی حُسنی حنفی قادری نوشاہی برخورداری ساہنپالی بروز سہ شنبہ بوقت ظُہر بتاریخ شانزدہم جمادی الآخر ۱۳۶۷ھ یکہزار و سیصد و شصت و ہفت ہجری مطابق بست ہفتم اپریل ۱۹۴۸ء یکہزار و نہصد و چہل و ہشت عیسوی موافق پانزدہم بیساکھ سمت ۲۰۰۵ دو ہزار پنج بکرمی در عہد سلطنت مجاہد ملت مختار الملک حضرت قائد اعظم سلطان محمد علی جناح گورنر جنرل و شہنشاہ دولت خداداد پاکستان در عالم سفر بقریہ بھوپال والہ چک عوبہ ضلع لائل پور بخانہ ارادت آئین مولوی غلام نبی صاحب صوفی ابن میاں راج محمد مرحوم زیب ترقیم یافت۔ وللّٰہ الحمد۔

تقریظ

از عالی جناب، فیض مآب، مخزن العلوم والانوار،
معدن الفنون والاسرار، سلطان الاولیا، برہان
الاصفیا، اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ غلام مصطفیٰ
نوشاہی صاحب سفیپالوی ادام اللہ برکاتہٗ و فیوضہٗ
والد ماجد فقیر سید شرافت
عافاہ اللہ

بحمد اللہ شریف احمد پیارا
بعلم دین ہے روشن ستارا

ہویا شکر خدا حنفی مقلد
گھرانے نوشہی دے وچ مجدد

محقق تے مورخ خوب شاعر
شرافت اس تخلص نیک ناشر

بنائی نثر دہ تاریخ اقطاب
لکھے حالات ولیاں دے بہ آداب

بنی تاریخ الاقطاب ایہ عجیبہ
ہویا نام اس دا تاریخی غریبہ

پڑھی ساری کتاب اچھی مبارک
ہے مقبول خداوند تبارک

تمامی حال پیراں دے مفصل
تمنے تاریخ لکھے پاک افضل

کتاباں بعض تھیں احوال چن کے
لکھے اذکار اشرافاں نجیبیں سن کے

گوشے حالات پھر زندہ جا کیتے
پراگندہ سخن کر جمع سیتے،

بنائی اس عبارت خوب اردو
عجب یاقوت و مرجاں عقدِ لولو

رسول اللہ نے فرمایا ہے سُن لو
ہوئی سنت مری زندہ کرے جو

ملے اُس نوں ثواب صد شہیداں
بخاری پاک اندر جو حدیثاں

پڑھن والا بہشتاں دی کرے سیر — کرے اَللّٰہُ و اَللّٰہُ دو رسب

کتاب خوش بفضل حق تعالیٰ — ہوئی مقبول خاص و عام

کتاب معرفت ہے خوب منظور — نظیر اپنی ہے آپے عشق بھر

کلام اللہ احادیث معلّے — کرامت ذکر وجدو رقص اعل

کتاب ایہ مجمع البحرین وہ وہ — شریعت تے طریقت مہر تے

کتاب ایہ حرز مشتاقاں دی جانی — وظائف عاشقاں دے خوب آ

ملے قاری نوں سب مقصد دلے دا — بھی سُننے والیاں حصہ ملے

منازل فقر دے سب اس تھیں پاوے — اوہ فردوس بریں وچ جلد جا د

حقائق تے دقائق دی بھری ایہ — معارف تے لطائف وچ جلی ا

عجب اشعار عربی فارسی دے — تے پنجابی تے اردو وچ لکھے

مقدس ایہ صحیفہ نیک توشہ — ہویا منظور وچ دربار نوش

جو چاہے قلب ستھا صاف ہووے — پڑھے جلدی کتاب ایہ حسد دھود

ہے رمزاں تھیں بھری اعلےٰ اشارے — ہے اک اک لفظ بحر عشق بیا

ہے دنیا آخرت دی جامعیت — ہے وحدت پھیر وحدت پھیر وحدت

ہے پڑھنے والیاں دی رہنما خوب — کرے ناقص تے کامل نوں اوہ مجذ

ہے فخر خاندان نوشہی پاک — ہے منکر دے سر سے تے خاک بے

ہے اس وچ ذکر احمد پاک مختار — علی المرتضےٰ احسین حسن با

ہے ذکر غوث اعظم شہ سلیماں — تمامی پیشوا دے ذکر اے جا

جناب پیر نوشہ دے جو احوال — ولادت تھیں وصال پاک تک کا

پیارے شاعراں تے عاشقاں نوں فقیراں عالماں تے عاقلاں نوں

کلام ہجر و وصل و صحو و مستی کلام وجد لذت دی ہے بستی

ہے نوشاہی گلستاں صدق والے جو چاہے سیر کر کے فیض پاوے

سمندر عشق حضرت قادریہ ہے معدن ذوق لذت نوشہیہ

رہے نے قدرداں تھوڑے جہاں تے گئے چل جام وحدت دا اوہ پی کے

ہووے بس قدرداں تے فضل ہووے زمانے وچ ہووے ممتاز اوہ وے

مصنف تے ہووے اللہ دی رحمت ملے قاری نوں عشق و شوق و برکت

جناب پیر نوشاہی تمھیں ہدیہ

دعائے عمر و عشق قادریہ

تقریظ

از افکارِ بلند عمدة العلماء، زبدة الفضلاء، حضرت
جناب مولانا قاضی محمد سلام اللہ صاحب شائق
حنفی مد ظلہٗ ساکن چک عمر۔ علاقہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات

هزاراں حمدِ رب العالمین است — درودِ حق بہ ختم المرسلین است
وزاں پس مژدہ بادا صوفیاں را — کہ زیشاں نورِ افلاک و زمین است
کہ در وقتِ مبارک گشت تالیف — کتابے کو پُر از دُرِّ ثمین است
کتاب شمعِ راہِ گمرہاں است — نہ بل آئینہ بہرِ صالحین است
کتاب حرف حرفش غنچۂ گل — کتاب سطر سطرش یاسمین است
مبانی و معانیہاش زیبا — وزو تسکینِ قلبِ عاشقین است
ز تالیفِ جنابِ فاضلِ دہر — کہ نامِ او شرافت اہلِ دین است
ہمیشہ در دلش شوقِ تصانیف — بصبح و شام کارِ او ہمین است
دریں اسعد زماں از ہمتِ خویش — دلش مشغولِ حُبِّ صالحین است
بذکرِ اولیا شد خامہ فرسا — کہ ذکرِ اتقیا بس دل نشین است
خدا برکت دہد تصنیفِ وے را — کہ از وے زندہ نامِ عارفین است

شود مطبوعِ دلہا ہر کتابش
کہ مقبولِ جہاں نقشِ نگین است

تقریظ

از نتیجۂ فکر عمدۃ المتکلمین، شمس المورخین، حضرت
جناب مولانا پیر غلام دستگیر صاحب نامی قریشی مدظلہٗ
متولی اوقاف اشرف، مصنف و مترجم و ناشر
کتب خاندانی۔ متوطن رتہ پیراں، ضلع شیخوپورہ
حال ساکن محلہ چلہ بیبیاں۔ اکبری دروازہ۔ لاہور

مورخہ ۱۲ ر شوال ۱۳۷۸ھ ۲۲ ر اپریل ۱۹۵۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب شریف التواریخ

میں نے کتاب معنونہ کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا۔
یہ کتاب مولانا ابو الظفر شریف احمد صاحب شرافت علوی قادری
نوشاہی برخورداری از اولاد حضرت نوشہ گنج بخش رح کی مصنفہ
تین جلد پر مشتمل ہے۔

جلد اول۔ جیسا کہ اس کے تاریخی نام تاریخ الاقطاب سے
ثابت ہے ۱۳۵۵ھ کی تصنیف ہے۔ اس میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ
علیہ وسلم کے حالات مبارکہ سے شروع کر کے حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش
تک تمام سلسلۂ قادریہ کا بیان ہے۔

مقدمہ میں ولایت، اور اولیاء اللہ کے مناصب قطب،

[illegible] ہے۔ علاوہ ازیں
بزرگوں کی بیعت، خلافت اور کرامات کو دلائل و براہین سے
ثابت کیا ہے، اور تقریباً ڈیڑھ سو سلاسل فقرا کا تذکرہ ہے۔
اور ہر ایک بزرگ کا شجرہ بیعت اور تاریخ وغیرہ درج ہے، اس جلد
میں تقریباً ایک ہزار صوفیائے کرام کے تاریخی حالات ملتے ہیں۔
یہ جلد پانسو سے زائد کتب کا انتخاب ہے جیسا کہ دیباچہ میں
دی ہوئی فہرست سے ظاہر ہے۔ گویا یہ جلد تاریخ و تصوف
کا ایک مبسوط تذکرہ ہے۔

دوسری جلد کا نام طبقاتِ نوشاہیہ ہے، یہ حضرت
نوشہ رح کی اولاد کے حالات پر حاوی ہے۔

تیسری جلد تذکرۃ النوشاہیہ کے اسم سے موسوم ہے
اس میں خاندان نوشاہی کے تمام خلفا اور سجادہ نشینوں کا تذکرہ ہے،
یہ کتاب مکمل طبع ہو گئی تو صوفی بزرگوں کے تذکروں
پر ایک خوشگوار اضافہ کا حکم رکھے گی۔

غلام دستگیر نامی

قطعہ تاریخ

تصنیف کتاب شریف التواریخ جلد اول۔ مصنفہ

سید شرافت نوشاہی

از جرنامی

(۱)

شرافت نے تاریخ لکھی ہے خوب
جو ہے اپنے موضوع پر بہترین
کرو اس کی تاریخ نامی رقم
شریف التواریخ ہے زیب دین

۳۶ ۶۱۹

(۲)

ز نامی دگر ہست تاریخ زیبا
شریف التواریخ محبوب دلہا

۳۶ ۶ ۱۹

قطعہ تاریخ

تصنیف کتاب شریف التواریخ جلد اول موسوم بہ تاریخ الاقطاب

از اعلیٰ حضرت نوشاہی

(۱)

بحمد اللہ کہ یہ تاریخ اقطاب ۔۔۔ بنی اعلیٰ بفضل اللہ فائق

مسائل شرع و عرفاں حل ہو ویں ۔۔۔ پڑھے گر طالب ہوئے جو شائق

یہ قرآن و حدیث و فقہ کی شرح ۔۔۔ عجب عرفان میں ہے حبل وائق

یہ عمدہ مخزنِ قدوسیاں ہے ۔۔۔ عجب کھلتے ہیں اسرار و دقائق

رموزات و اشاراتِ تصوف ۔۔۔ بتاتی ہے کتابِ نور بے شک

خدا کا وصل ہو وے قاریوں کو ۔۔۔ رسول اللہ کو یاوے جلد عاشق

علی المرتضیٰ اور غوث اعظم ۔۔۔ ملیں گے اُس کو نوشہ پیر صادق

لقائے اولیاء اللہ ہو وے ۔۔۔ بفضل قادرِ بے مثل خالق

یہ قاری کی ہے مرشد نیز استاد ۔۔۔ رہے نہ مبتدی اور منتہی دق

بنی تیرہ سو پچپن میں عجائب (۱۳۵۵) ۔۔۔ کتابِ عشق ہے بحرِ حقائق

شریف احمد نے کی مصنف فزوں تر ۔۔۔ کہا ہاتف نے برخوردار لائق (۱۳۵۵)

رہے گا تازہ نوشاہی گلستاں

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نخل باسق

(۲)

سالِ تصنیف آں کتاب بشنو — روضہ قادریہ پاک۔ بگو

۵۵ ۱۳ ھ

(۳)

عیسوی تاریخ خوشاہی ہے وہ

پاک خوشا ہیہ اردو تذکرہ

۳۶ ۱۹ ء

رجال و شخصیات

الف

ب

ث

ج

ذ

س

۹۱۳۶

ص

صاحبقران ثانی (= شاہجہان بادشاہ)	صالح الدین (= علی بن مسعود گیلانی)	صدر قنت کنجابی ۹۳۱
۱۰۲۴، ۱۰۴۳	۶۹۸	صدر الدین ۶۸۳
صاحبو (مرید نوشہ) ۱۰۳۵	صالح شاہ رضوی نوشاہی ۵۰۴	صدر الدین (میر) ۱۵۱
صادر (مرید نوشہ) ۱۰۳۷	صالح محمد بن عبد الوہاب ۱۴، ۱۰۲۱، ۱۰۴۴	صدر الدین انصاری ۱۶۰
صادق (مرید نوشہ) ۱۰۲۴	صالح محمد بن مسعود گیلانی ۶۹۵، ۸۰۸	صدر الدین رفاعی ۸۳۱
صادق مجذوب (مرید نوشہ) ۱۰۲۲	صالح محمد بن منصور (دالو باکھتہ)	صدر الدین (= صدر دیوان) ؟
صادق محمد (مرید نوشہ) ۱۰۲۲	۱۵۵، ۱۰۲۱	۱۰۲۰، ۱۰۳۳، ۱۰۳۵
صادق بن الاشعث ۵۰۴	صاحب (دالو فراز) ۵۰۴	۱۰۳۶، ۱۰۳۸، ۱۰۴۱
صادق (= امام جعفر صادق) ۳۸۲	صاحب (دالو صاحبزادہ) ۸۶	صدر الدین احمد قرونی ۱۵۱
صادقہ بنت محمد شفیع ۶۱۱	۸۶، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۸، ۵۰۵، ۵۰۴	صدر الدین راجن قتال بخاری ۱۵۶
صالح عبد السلام ۶۲۸، ۵۰۴	صانع (قطب) ۷۴	صدر الدین تبرخوا ۶۵۰
صالح المقنع مصری ۵۱۴	صُبَیرہ بن قرّہ ۲۳۱	صدر الدین عارف قریشی ملتانی
صالح بربری ۶۳۴	صحت خاتون زوجہ عبد القادر ثالث	۱۵۳، ۱۶۲
صالح پاک قادری ۶۸۲	۸۴۴ اوچی	صدر الدین متوکل ۴۰۰
صالح بن سیار ۲۷۳	صخر بن حرب (= ابوسفیان)	صدر الدین بن اسحاق قونوی ۴۳۸
صالح بن عبد الرزاق ۶۱۴	۳۳۲، ۳۶۰	صدر الدین بن حاجی دیوان ۵۶۳
صالح بن عبد العزیز ۶۹۵	صخر بن صخر ۷۲۱، ۶۲۲	صدر الدین بن ظہیر الدین ۶۹۰
صالح بن عبد الغنی ۶۲۹	صخر بن عمرو ۲۳۸	صدر الدین بن عبد الرزاق پاک
صالح (دالو احمد) ۳۵۰	صخر بن مسافر ۶۲۵	۶۲۹ تجردی
صالح قریشی (دالو طاہر ثانی) ۶۱۲	صخر ازدی (دالو ابوالحسن)	صدر الدین (= محمد غوث ثالث) ی
صلاح الدین (مرید نوشہ) ۱۰۳۶	صخر (دالو صخر) ۷۲۱، ۶۲۲	۸۴۳ عبد القادر رابع ملتانی)

ع

غلام قادر بن عبداللہ نوشاہی ۱۹ — غلام مصطفےٰ بن غلام حسن ۸۲۹ — ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۲۲، ۱۲۳

غلام قادر بن سچے شاہ کھوباوی ۹۵، — غلام مصطفےٰ بن محمد شاہ (ء نوشاہی) ۱۴۴، ۲۵۳، ۵۵۳، ۲۶۶، ۲۶۵

غلام قادر (ء بنے شاہ بن غلام مصطفےٰ) ۵، ۶، ۳۰، ۳۲ — ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۶۴، ۲۶۲

۸۲۹ — ۲۱۷، ۲۵۶، ۲۷۸، ۲۸۴، — ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۹ ،

غلام قادر شاہ (ء اثر بن محمدی شاہ جانی) ۲۹۸، ۵۲۱، ۵۸۱، ۶۲۱ — ۶۶۰، ۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۸

۱۸، ۹۱۱، ۱۰۳۰ — ۶۲۵، ۶۲۹، ۶۳۶، ۶۴۳ — ۶۸۳، ۶۸۵، ۶۹۳، ۶۹۴

غلام محمد درویش نوشاہی سیاح ۶۲۱ — ۶۵۴، ۶۶۱، ۶۸۴، ۶۹۱ — ۶۹۵، ۷۱۳، ۷۱۵، ۷۲۲

غلام محمد قادری ۸۵۳ — ۶۹۲، ۸۰۶، ۸۱۳، ۸۱۶ — ۷۲۳، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۳۶

غلام محمد بن پیر محمد جھنگ ۲۵۵، ۸۱۶ — ۸۵۴، ۸۶۶، ۸۶۹، ۹۰۲ — ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۳۵

غلام محمد بن نبی بخش ۶۳۵ — ۹۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۴۶، ۱۰۴۹ — ۷۳۶، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۹

غلام محمد قریشی (والد عالم شاہ) ۲۸۴ — ۱۰۶۰ — ۷۵۰، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵

غلام محمد قریشی لاہوری (والد غلام رسول جنتی) — غلام نبی فاروقی سیکھوالیہ ۳۸ — ۷۵۸، ۷۶۱، ۷۷۴، ۸۴۰

۲۵ — غلام نبی بن حسن الدین للّٰہی ۴۴، ۵۰۱ — ۷۸۶، ۸۲۰، ۸۳۲، ۸۵۰

غلام محی الدین اوچی ۵۸، ۸ — غلام نبی بن راجح محمد ۱۰۶۰ — ۸۶۷، ۸۸۴، ۹۱۸، ۹۱۹

غلام محی الدین قصوری ۲۶۷، ۵۰۰ — غلام نبی بن غلام قادر ۵۹۰، ۶۹۶ — ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۴۸

غلام محی الدین مورخ ۸۶۸ — غلام نبی بن محمد معصوم ۸۸۰ — ۹۴۹، ۹۵۱، ۹۵۶، ۹۶۴

غلام محی الدین بن ہوشیار پوری ۱۰۴۴ — غنم بن ذودان ۲۳۱ — ۹۶۱، ۹۶۶، ۱۰۱۳، ۱۰۱۹

غلام محی الدین بن فاضل شاہ ۸۳۱ — غنم بن کتانہ ۲۲۹ — غوث الثقلین (ء شیخ عبدالقادر جیلانی)

غلام محی الدین بن محمد محسن ۸۳۱ — غوث الاعظم (ء شیخ عبدالقادر جیلانی) — ۱۴۳، ۶۳۹، ۶۴۱، ۶۴۴، ۱۱۴۰

غلام محی الدین (ء نوشہ شاہ) ۳۰ — ۳۴، ۳۵، ۴۴، ۷۶ — ۷۷۴، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۵

غلام محی الدین (ء گوہر بن الہداد) ۵۰۰، — ۵۸، ۶۵، ۷۱، ۸۰ — ۸۴۸، ۹۳۶، ۹۴۹، ۹۶۴

۲۲۱۸۸

نبھی بن بال سندھو تارڑ ۹۰۸	نجم الدین برہانپوری ۱۵۸	نزیل الحرمین (= عفیف الدین یافعی)
نبی (= محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)	نجم الدین رازی ۳۹۷	۱۷
۴، ۷۰، ۱۱۳، ۱۲۵	نجم الدین سیتلانی مرتدی ۴۵	نسائی محدث امام ۲۶
۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۷۴	نجم الدین قلندر ۴۰۲	۳۱، ۱۳۶، ۳۸۱
۲۳۹، ۲۴۵، ۲۴۹، ۲۷۰	نجم الدین کبریٰ فردوسی ۱۴۳، ۱۴۸	۴۲۱، ۴۳۵، ۴۷۰
۲۸۲، ۲۸۳، ۳۲۴، ۳۲۶	۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۵	نسطورا راہب ۱۸۱
۳۳۴، ۳۷۷، ۷۰۴، ۷۱۷	۱۶۱، ۱۲۸، ۳۹۷	نصر بن حبیب عجمی ۴۲۲
۹۱۰، ۱۰۳۱	نجم الدین (= ابوالفرج بن علی حرانی)	نصر بن حسن بصری ۴۴۹
نبی الرحمۃ (= محمد رسول اللہ ﷺ)	۷۴۳	نصر بن حمزہ بکری ۴۵۹
۳۵۱	نجیب الدین (= عبدالقادر ثالث بن	نصر بن حمزہ تمیمی ۷۴۰
نبی کریم (= محمد رسول اللہ ﷺ) ۱۳۱	۸۳۳ موسیٰ پاک بن عثمانی)	نصر بن عبدالرزاق گیلانی ۸۲۸
۳۳۹، ۶۹۳، ۷۲۸	نجیب الدین علی بن بزغش شیرازی	نصر بن فتیان ۴۴۱
نبی بخش بن نیاز بخش ۲۳۵	۵۶۴، ۷۳۹	نصر بن محمد بغدادی ۴۴۳
نتھا حسین علی بن عثمان گنج بخش	نجیبہ بن احمد السلمی ۵۰۰	نصر (والد جعفر) ۵۲۵
۸۴۱ رابع اوچی (= محمد غوث ثانی)	نحرث بن یحییٰ ۱۷۷	نصر الکشی (جد شیخ بن عجمی) ۴۲
نتھو شاہ قادری ۸۶۵ ح	نجاشی شاعر ۴۰۲	نصر تمیمی بکری (والد ابوبکر) ۶۶۷
نتھے شاہ بن پیر شاہ چھوہاوی ۹۵۷	ندھال سدھو جی چند ۷۹۸، ۸۷۷	نصر محمودی (والد ربیل) ۴۴۲
نجاشی (= شاہ حبش) ۱۱۴	نذیر الحق گیلانی ۳۴، ۳۸۲ ح	نصر مصری (والد ابوبکر زقاق کبیر)
۱۸۳، ۱۸۸، ۲۱۱، ۲۴۴	نرگس (والدہ امام مہدی) ۲۹۳	۵۷۳
نجم خزرجی (والدہ عبدالرحمٰن) ۷۱۸	نرد لحب بن تاج محمود سلیمانی ۸۹۳	نصرت اسد (زوجہ توشہ) ۱۰۴۴
نجم الدین اخضر ۷۳۱	نزار بن معد ۱۷۷، ۲۲۳، ۲۷۰	نصرت الدین برخوردار بحر العشق ۱۰۶۲

نور اللہ بن نعمت اللہ ۷۹۰ نور محمد بن حسین نگار ۱۰۲۳ ۸۰۲، ۸۱۲، ۸۱۷، ۹۰۹

نور اللہ شاہ خوامانی ۷۴۰ نور محمد بن علی محمد سلیمانی ۳۹ ۸۶۰، ۸۷۴، ۸۷۹، ۸۸۰

نورانی (= شمس الدین رابع اوچی) ۸۲۷ نور محمد بن میاں نگار جیچہ حنجری ۹۱۴

نور بخش نوری توکلی ۳۷ ۲۰۵، ۸۹۵ نوشہ پیر (= نوشہ گنج بخش) ۱۳

نور بصیر نور بن علی میر جردی ۷۵-۷۷، ۷۹ نورنا نگا ۴۰۵ نوشہ حاجی (= نوشہ گنج بخش)

نور بی بی بنت شاہ حیدر لاہوری ۸۰۴ نوروز مداری شاہ ۱۲۷ ۸۰۴، ۹۳۸، ۱۰۱۴

نور بی بی بنت کبیر حسن لاہوری ۷۷۹ نوری (= ابوالحسن) ۵۲۰، ۵۵۷ نوشہ حاجی گنج بخش (= نوشہ گنج بخش)

نور جلال بن جلال الدین شاہ دولہ دگر ۵۲۴ ۵۲۲، ۵۲۵، ۵۶۹، ۵۷۶ ۹۳۶

نور جنت بنت شاہ فتح اللہ بدیوانی ۷۶۵ نوری حضوری (دادا سلطان محمود خوشابی) نوشہ صاحب (= نوشہ گنج بخش)

نوشاہ (= حاجی گنج بخش رابع ملتانی) ۸۳۳ ۸۷۸ ۱۳، ۸۵۷، ۸۹۳، ۸۹۷

نور علی ہاشمی ۱۰۴۶ نوشاہ ثانی (= قل احمد پاکدامن) ۹۰۰، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵

نور قطب عالم ۱۵۴ ۹۰۱، ۹۰۳، ۱۰۱۶ ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹

نور محمد چوراہی ۳۴۱ ۴۵، ۱۰۶۰ ۹۱۳، ۹۱۷، ۹۳۵، ۹۳۶

نور محمد سیالکوٹی ۹۲۹ نوشاہ حاجی (= نوشہ گنج بخش) ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۷

۹۸۹، ۱۰۰۶، ۱۰۱۸، ۱۰۳۰ ۱۲، ۹۱۷، ۱۰۱۴ ۹۴۸، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۶۰

نور محمد قادری ۷۹۱، ۷۹۴ نوشاہ گنج بخش ۱۰۳۳، ۱۰۴۹ ۹۶۱، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶

نور محمد حصاروی ۵۲۴ نوشاہی (= غلام مصطفیٰ) ۹۶۸، ۹۷۳، ۹۷۹، ۹۸۹

نور محمد سرہندی ۱۰۳۳ ۴۱۷، ۴۵۷، ۴۶۸، ۴۸۴ ۹۹۷، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۳

نور محمد (= نور بصیر نور بن جردی) ۴۹۸، ۵۳۱، ۵۸۱، ۶۳۱ ۱۰۰۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷

۷۵۰، ۷۶۹ ۶۳۳، ۶۳۵، ۶۳۹، ۶۳۶ ۱۰۳۰، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴

نور محمد بن امین الدین ۷۶۶ ۶۴۳، ۷۵۴، ۷۶۱، ۷۸۴ ۱۰۲۳، ۱۰۴۹، ۳۵۰، ۱۰۵۱

و

قبائل واقوام

و

ہ

ی

مذاہب و ادیان

بلاد و اماکن

الف

بہاولپور ۳۰ بھلاکرپالہ ۸۲۴ ۸۱۶، ۸۲۲، ۸۲۹ تلواڑا (=اچ) ۸۵۳

۲۸۶، ۳۵۲، ۷۹۹ بھلوال شریف ۸۶۵ ۸۵۳، ۸۶۲، ۸۹۲ توچ ۲۳۸

۸۲۸، ۸۳۵، ۸۳۸ ۸۸۱، ۸۸۳، ۸۹۱ پنڈی بہاؤ الدین تونی ملتانی ۹۱۸

۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۳ ۸۹۳، ۸۹۵، ۹۰۱ ۲۸، ۳۳ تیماء ۳۸۰

۸۴۴، ۸۵۳، ۸۵۴ ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۸ بیبیاں (=اچ) ۸۵۳ تیسنات ۵۶۸

برج ۲۹۱ ۹۱۰، ۹۱۲، ۹۱۳ پیرکوٹ سدھانہ ٹھ

بہرہ شیر ۲۴۳ ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴ ۷۴۶، ۷۸۰، ۹۰۶ ٹھٹہ عثمان ۹۹۶

بھڑوال ۲۹۲۲ ۹۲۸، ۹۳۶، ۹۴۰ ۷۹۶، ۸۰۰، ۸۰۴ ٹھٹھہ ۸۵۱

بھن ۲۴۷ ۱۰۳۰ ۲۸۱۱، ۸۱۶، ۸۲۴ ث

بیت فار ۷۳۴ بھوپال والہ ۱۰۶۰ بیرحل ۱۷ ثنیۃ المرۃ (منزل) ۱۸۵

بیرمعونہ ۱۸۷ بھیرہ ۸۵۰ پیلی بھیت ۱۰۲۳ ج

بیروت ۳۵۳ بھیکھےوالہ ۹۱۶ پھ جاگوٹارڑ ۹۲۱، ۹۲۷

بیضاء ۱۷۸، ۵۶۰ پ پھالیہ ۹۰۹ جالندھر ۶۶۱

بیگووال ۲۸۶۵ پاکپتن شریف ت جان ۳۸۵

بیگووالہ ۷۶۴ ۴۰۰، ۸۶۹ تالچہ نومرہ گھاٹی ۴۰۳ جشنجاشہ (منزل) ۱۸۸

بینی حمایہ ۱۰۲۱ پاکستان ۱۰۶۰ تبوک ۱۸۸ جدواۃ (منزل) ۱۸۵

بھ پانڈو دال ۱۰۳۳ ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۸۶ جبرہ ۵۵۸

بھاشیر (=اچ) ۸۵۳ پٹیالہ ۴۴، ۴۲۸، ۴۴ تخت ہزارہ ۸۹۱، ۹۲۶ جربا ۲۱۵

بھڑی شاہ رحمان ۱۰۲۱ پشاور ۱۰۲۹ ترکستان ۸۲۰ جرجان ۲۴۵، ۲۴۷

۱۰۴۸ پنجاب ۲۴۰، ۳۹۹ ترمذ ۲۸۰، ۳۸۶ جرجرآباد ۵۷۰

بھکر ۸۵۱ ۷۳۵، ۷۴۱، ۸۱۱ تریپولی ۲۴۷ الجزائر ۲۴۷

۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳ ۸۵۳، ۸۶۲، ۸۷۴، ۸۷۵ ۲۴۴، ۲۸۰ مرج (غزل) ۱۸۵

۱۰۲۴، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰ ۸۷۲، ۹۲۲، ۹۸۴ مدینہ طیبہ ۱۳، ۱۸۵، ۱۸۶ مرو ۲۴۳۲

کولڑہ شریف ۴۵۱ ۱۰۰۳، ۱۰۲۱، ۱۰۲۳ ۲۲۴، ۲۲۹، ۲۳۰ ۲۴۷، ۳۸۵

گیل (= گیلان) ۱۰۲۸، ۱۰۴۴ ۲۳۴، ۲۵۰، ۲۷۷ مریسیع ۱۸۷، ۲۳۳

۲۴۵، ۲۴۲ لائل پور ۱۰۶۰ ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰ مشہد (= مشہد مقدس)

لقف (غزل) ۱۸۵

گیلان ۲۷۶، ۳۸۰ لکھنؤ ۱۵، ۳۵۵ ۲۸۱، ۲۸۷، ۳۱۵ ۳۷۹، ۳۸۷

۵۳۰، ۲۴۵، ۲۴۲ لیبیا ۲۴۴ ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۸ مشہد مقدس ۳۸۸، ۳۸۹

گھ م ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۴ مصر ۵، ۷

گھونکی ۸۴۱ ماوراء النہر ۲۳۴۲ ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۸۹ ۷۶، ۷۷، ۸۴

گھوگا نوالی ۹۰۰ ۲۴۷، ۲۷۹، ۵۸۳ ۳۹۵، ۴۱۸، ۴۲۳ ۱۸۸، ۱۹۶، ۱۹۷

۹۱۲، ۹۱۸، ۹۱۹ مالوہ ۴۰۳ ۴۲۲، ۴۳۳، ۴۵۴ ۲۰۶، ۲۱۲، ۲۱۳

۹۳۰، ۹۳۹، ۱۰۳۲ محمود دالہ ۴۰۴ ۵۵۳، ۸۹۸، ۹۱۸ ۲۴۴، ۲۴۵، ۳۴۸

ل محرم (محلہ بغداد) ۹۳۸ مدینہ منورہ (= مدینہ طیبہ) ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۶

لاڈوانہ ۵۶۳ مخل ۲۳۸ ۱۸۰، ۲۴۸، ۲۷۲ ۲۷۸، ۲۸۰، ۳۰۹

لاہور ۲۵۳ مدائن ۲۴۰، ۲۸۰ ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۶ ۳۵۳، ۳۵۵، ۳۵۷

۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵ مدیحہ (غزل) ۱۸۵ ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹ ۳۵۸، ۳۶۵، ۳۷۲

۲۵۶، ۲۶۷، ۳۱۴ مدینہ (= مدینہ طیبہ) ۲۸۰، ۲۹۷، ۳۹۰ ۳۷۶، ۳۷۹، ۳۸۰

۴۰۶، ۵۷۳، ۷۱۱ ۲۴۹، ۲۷۵، ۲۸۷ ۳۹۳، ۴۲۵، ۷۳۱ ۳۸۴، ۳۹۰، ۳۹۵

۷۳۵، ۶۲۹، ۷۴۴ ۳۳۰، ۳۸۱ مراد آباد ۳۵۷ ۵۱۳، ۵۶۳، ۵۷۳

۶۹۵، ۷۰۴، ۸۱۳ مدینہ شریف (= مدینہ طیبہ) مراغہ ۴۳۵ ۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۳

۸۱۷، ۸۳۰، ۸۳۷ ۱۸۷، ۲۱۳، ۲۷۷ مراکش ۲۴۷ ۵۷۳، ۶۴۳، ۶۶۹

۴۱۶، ۴۲۴، ۴۲۵	۵۰۵، ۶۱۲، ۶۱۳	میاں علی ۳۹۹	نوگاواں سادات ۳۵۶
معرۃ النعمان ۶۲۴	۶۱۵، ۶۳۳	میرپور ۱۰۲۲	نون ۱۰۲۲
مغرب ۲۹، ۳۸۰۰	مکریاں ۳۰	مین پوری ۳۹	نہاوند ۲۴۴، ۲۴۵
۳۸۵، ۲۶۹، ۳۳۰	۲۵۵، ۲۵۶	ن	۵۲۲، ۵۸۴، ۵۸۷
مکردن ۲۳۸	مگھد شریف ۴۰۱	ناگور ۸۲۰	نہروان ۳۹۰، ۴۱۳
۲۲۵، ۲۴۶ح	مگھووال ۴۲۱، ۹۲۶	۸۲۹، ۸۳۰	نہکار (= ہکار) ۹۳۱
مکہ (= مکہ معظمہ)	ملتان ۶۱۷، ۶۴۳	نجد ۲۰۷، ۲۸۱	نیشاپور ۱۴۲ح
۱۳۲، ۱۸۳، ۱۸۴	۷۲۹، ۷۷۶، ۷۷۷	نجف اشرف ۴۱۵، ۴۱۶	۲۴۴، ۳۴۶، ۵۵۳
۱۸۸، ۱۹۱، ۲۵۰	۷۷۸، ۸۳۱، ۸۳۳	نجف البحرہ (= نجف اشرف)	۵۲۲، ۵۶۰، ۷۰۹
۲۸۰، ۳۱۸، ۳۳۳	۸۲۵، ۸۲۸، ۸۳۴	۴۱۵	۷۱۱، ۷۱۵، ۷۱۷
۹۳۳، ۹۳۹	۸۳۳، ۸۵۰، ۸۵۱	ندوۃ العلماء ۳۱	نیق ۷۴۲
مکہ معظمہ ۹۱	۸۵۴، ۸۹۲، ۱۰۳۹	نصیبین ۲۴۴	و
۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۲	ملکھوال ۱۰۲۳، ۱۰۴۷	۳۶۷، ۳۸۴	وادی القریٰ ۴۲۶
۱۸۸، ۲۲۹، ۲۳۳	منگو ۱۰۴۲	نگاہیہ ۷۲۹	واسط ۳۸۰
۴۳۵، ۴۹۰، ۶۰۰	منٹگمری ۶۶۹، ۱۰۲۹	نلی ناڑی ۸۷۱	۳۸۱، ۵۲۰
مکہ مکرمہ (= مکہ معظمہ)	منچر چھپڑہ ۲۵۵، ۸۱۷	نشکاتہ ۵۷۳	واں بھچراں ۱۰۳۴
۲۵۳، ۳۶۵، ۳۶۷	۸۹۰، ۸۹۵، ۸۹۷	نورپور چاہلاں ۱۰۳۴	ویال چھپڑ ۴۰۳، ۹۱۷
۳۹۵، ۳۹۲، ۴۰۳	منسیس ۱۰۲۳	نوشہرہ تارڑاں ۹۳۰	وزیرآباد ۷۲۹، ۹۰۰
۴۳۳، ۵۱۳، ۵۱۴	موتہ ۱۸۸	۹۲۱، ۹۲۶، ۹۲۷	وزیرآباد (دہلی) ۳۹۷
۵۱۷، ۵۵۸، ۵۶۱	موصل ۲۴۴، ۹۳۱	۹۴۱، ۱۰۱۴، ۱۰۴۳	وسن پورہ (لاہور)
۵۷۸، ۵۷۷، ۵۷۴	۶۳۳، ۶۷۲	نوشہرہ شریف ۱۰۲۱، ۱۰۲۸	۷۹۵

		حصون وقلعے	جبال وپہاڑ
حضر ۹۱۸، ۹۲۷			
ہرات ۲۲۴۲	ہنکار (= ہکار) ۹۳۱	—	—
۲۴۴، ۴۹۴، ۷۷۲	ہوڈا (= اوچ) ۸۵۳	برج عجمی ۶۳۹، ۷۵۰	اُحد ۱۸۶، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۸۴
۷۷۷، ۷۷۸	ہوشیارپور ۳۰	حصار طرک ۷۵۷	یابیہ ۳۹۱
			طیلہ ۹۱۰
ہرلاتوانی ۱۰۲۹	ہیسلان ۹۱۷، ۱۰۲۰	قلعہ اوچ گیلانی ۸۳۸	ثبیر ۳۰۸
ہزارہ ۱۸	ی	۸۴۰	ثور ۱۸۵
ہنکاریہ ۷۳۴	یثرب ۵۲۴	قلعہ پلولی ۸۴۰	ثور (غار) ۱۸۵
ہمدان ۲۴۵	یرموک ۲۴۴	قلعہ شعشعہ ۸۴۰	جبال ۷۱۵
۲۵۸، ۲۵۹، ۶۴۷	یعقوبا ۷۳۸	قلعہ چونڈہ ۲۵۶	حرا (غار) ۱۸۳
ہمیساط ۲۴۴	یلم ۶۴۵	قلعہ خیبر ۲۸۷	حمرین ۷۲۴
ہفند (= ہندوستان) ۳۰۶	یمامہ ۳۷۲	قلعہ دھنکوٹ ۸۵۱	سنت پیرا ۸۰۹، ۸۱۱
۲۵۴، ۲۹۰، ۲۹۶	یمن ۹۹	قلعہ رام کلی ۸۴۰	صفا ۱۳۳
۷۷۶، ۸۰۹، ۸۳۰	۱۹۳، ۲۰۶، ۲۱۶	قلعہ رتباس ۱۰۳۱	طور ۱۹۸
۸۳۲، ۸۸۳، ۹۳۱	۲۱۶، ۲۴۸، ۲۵۰	قلعہ سوز ۸۵۰، ۸۵۱	قاسیون ۷۱۵
۹۳۷، ۹۳۸، ۱۰۲۳	۲۹۰، ۳۷۲، ۳۷۶	قلعہ سیالکوٹ ۲۵۴	قاف ۶۶۹
ہندوستان ۲۹۱	۳۹۷، ۴۱۱، ۶۰۹	قلعہ کوٹ کروڑ ۸۵۱	کراتہ ۹۱۸
۲۵۴، ۲۵۸، ۳۷۳	۶۲۳، ۶۲۹	قلعہ کوٹ نور محمد ۲۲۵	لبنان ۵۰۱
۳۶۷، ۳۸۰، ۳۸۴	یورپ ۳۵۳	قلعہ گوجرانوالہ ۲۵۵	ہنکار ۶۳۱، ۶۳۴
۳۸۹، ۳۹۰، ۶۷۱	۳۵۷	قلعہ لاہور ۲۵۶	ہمالیہ ۸۸۸
۷۲۳، ۸۰۳، ۸۱۵		قلعہ میکرمایان ۲۵۵	
۸۳۰، ۹۰۶، ۹۰۹			

مساجد و معابد

مقابر و گورستان

روضہ شریف (حجرہ نبویہ) ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۹، ۲۸۰ — مقبرہ حلبہ۔ بغداد ۷۱۴، ۷۲۰، ۷۶۳، ۷۷۱، ۷۸۴ — مقصورہ شریفہ (حجرہ نبویہ) ۲۷۴

روضۂ منبر کرز (حجرہ نبویہ) ۲۷۴ — مقبرہ خیزران۔ بغداد ۷۲۱ — مقصورہ نبویہ (حجرہ نبویہ) ۲۷۴

قبر خضرا (حجرہ نبویہ) ۲۷۳ — مقبرہ داؤد طائی۔ بغداد ۴۸۳

قبر شریفہ (حجرہ نبویہ) ۲۷۴ — مقبرہ شونیزیہ بغداد ۵۱۸، ۵۵۹

قبر مصطفےٰ (حجرہ نبویہ) ۲۷۴ — مقبرہ قادریہ اوچ ۸۲۶، ۸۲۸، ۸۳۰

قبر منورہ (حجرہ نبویہ) ۲۷۴ — ۸۳۲، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۹

قبر مولد النبی ۱۷۹ — ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۳

گنبد خضرا (حجرہ نبویہ) ۲۸۱ — ۸۴۳، ۸۴۵، ۸۴۶، ۹۶۶

گورستان شونیزیہ (مقبرہ شونیزیہ) ۵۳ — مقبرہ قریش۔ بغداد ۷۳۲

مقبرہ معروف کرخی ۵۷۹، ۵۸۰

مقبرہ حجون و مکیہ ۳۲۹ — بغداد محلہ کرخ ۴۹۸

فہرست کتاب ہا

الف

امثال علی ۳۵۷ انیس القادریہ ۱۸، ۲۲۲ بحر السرائر فی مناقب السید عبد القادر

انبرت کند ۹۱۰ ج۷۷۳، ۷۸۳ ۱۸، ج۷۵۶، ۷۵۷، ۷۶۲

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اوراد القادریہ ۱۸، ۷۵۳ ج۷۶۳، ج۷۶۵، ۷۶۷، ۷۷۱

۱۷، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴ اوسط (معجم) ۸۲ ج۷۷۳، ج۷۷۴، ج۷۷۷، ۷۷۹

ج۲۴۳، ج۲۴۳، ۴۲۵ ایراد العبارت لبیان اہل الاشارات ۷۸۱، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶

۴۹۹، ج۵۸۳، ۶۲۴ ۱۸، ۱۰۱۲ ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰

انتخاب صحاح ستہ ۱۷، ۱۲۸ ب ۷۹۱، ۷۹۳، ج۷۹۵، ۷۹۶

انجیل ۲۹۲، ۳۸۳، ۳۸۷، ۴۴۱ باب فی التوحید ج۵۳۷ ج۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۱، ۸۰۴

انساب سمعانی ۶۳۳ باغ سادات در تحفۂ ظہور ایمان ۸۱۱، ۸۱۷، ج۸۱۹، ج۸۲۳

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ۱۸، ۷۹۰ ج۸۵۳

۱۷، ۳۳۵ باغ سادات قلمی ۱۸، ج۷۶۵ بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم

انوار الصالحین ۱۸، ج۱۰۱۳ ج۷۶۶، ج۷۷۹، ج۷۸۱، ۷۸۵ ۱۴، ۱۳۹

انوار العارفین ۱۸ ج۷۸۹، ج۷۹۳، ج۸۰۴، ۸۰۸ بحر المعانی ۱۹، ۵۶، ۷۶

۱۰۲، ۶۲۸، ۶۳۳ ج۸۱۰، ج۸۱۲، ج۸۱۷ ج۲۹، ۷۶، ۷۷۷، ۸۸

انوار الفصاحت شرح نہج البلاغت ۲۵۳ بحر الانساب ۷۹۰ بخاری ۱۴۳، ۲۹۳

انوار القادریہ ۱۸، ۱۳۸ بحر الجان فی مناقب و حالات آل برکات پیر شاہ سلیمان پاک

۸۰۵، ج۸۰۹، ۱۰۴۹ سید الانس و الجان ۱۸، ج۲۱۳ ا = تاریخ الانقلاب ا ۱۰۵۳

انوار قادریہ ۱۸، ۸۱۲، ج۸۱۷ ۷۷۷، ج۸۲۰، ج۸۲۱ بساتین الحکم ۳۵۷

انوار الناظر فی معرفۃ اخبار الشیخ عبد القادر ج۸۲۳، ۸۲۶ بستان العارفین ۱۹، ج۷۵۶

۳۰۷ بحر الحقیقت (انگزار ابراہیم) بستان المحدثین ۱۹

انیس الارواح ۱۸، ۵۵۳ ۱۸، ج۵۳ بشری اللبیب ۱۹، ۳۵

بعض الاشغال ۱۹، ۲۵۶   پندنامہ فارسی ۸۴۴   ح۲۱۹، ۸۴۶، ح۲۸۴

بہشت بردانک ۹۱۰   ت   تاریخ اوچ (حفیظ) ۳۰

بہجۃ الاسرار ۱۹، ۵۹۵   تاج مشائخ (= تاریخ الاقطاب)   ح۳۵۰، ح۴۰۴، ح۴۰۶

۲۴۲، ح۲۴۴، ح۲۴۸، ۶۵۰   ۱۰۵۳   ح۴۴۵، ح۴۵۰، ح۴۵۱

ح۷۵۱، ح۷۵۳، ح۷۵۵، ح۷۵۶   تاج المکلل ۱۹، ۷۵۶   ح۴۵۳

ح۷۵۸، ح۷۵۹، ۷۷۶   ۷۵۸، ۷۵۸، ح۷۵۹، ح۷۷۶   تاریخ الاولیا ۳۰، ح۳۳۹

ح۷۷۹، ح۷۸۱، ح۷۸۳   ۷۷۱، ح۷۷۳، ح۷۷۴، ۷۸۳   ح۳۳۵، ح۳۴۵، ۴۷۶

ح۷۸۵، ح۷۸۹، ۸۱۲، ۸۳۹   تاریخ ابن خلکان ح۴۸۰   ۴۷۸، ۴۹۲، ۴۹۶، ۵۱۹

ح۸۵۶، ح۸۵۸، ۸۵۹، ح۸۶۳   تاریخ ابن رافع ۱۹   ۵۳۰، ۵۵۱، ۵۶۶، ۵۸۳

بیاض قادری ۱۹، ح۳۰۳   تاریخ ابن عساکر ۱۲۶   ۷۵۱، ۶۶۵

ح۳۳۲، ح۳۴۴   تاریخ ابن نجار ۴۱۳، ۵۳۴   تاریخ اولیائے گجرات ۳۰، ۴۵۴

بیان اشغال (= گنج الاسرار) ۹۹۹   تاریخ اسلام (شوق) ۱۹   تاریخ بخاری (= تاریخ کبیر) ح۴۰۶

بیان تصوف (= گنج الاسرار) ۹۹۹   ح۳۴۴، ح۳۴۵، ح۳۴۷   تاریخ بغداد (ابن نجار) ۳۰، ۴۸۸

بیت المعرفت ۱۹، ح۶۰۴   ح۳۴۴، ح۳۷۶، ح۳۸۱   تاریخ بغداد (خطیب) ۳۰، ۴۶۲

بیعت الرضوان ۴۰۱   تاریخ الاسلام ۳۰، ۴۰۹، ۴۳۶   ح۳۳۹، ح۴۱۰، ح۴۱۱، ۵۹۸

بے مثل بشر ۱۹، ۲۵۹   تاریخ اعثم کوفی ۱۹   تاریخ پنجاب (پوشاہ) ۳۰، ۸۸۸

بیہقی (کتاب) ۱۳۱، ح۴۳۹   ح۳۵۹، ح۳۶۰، ح۳۶۲   تاریخ خلیلی ۳۰، ۳۱۲، ح۳۲۴

پ   تاریخ الاقطاب (= شریف التواریخ)   ۳۳۵، ۳۳۶، ح۳۵۱

پنجابی ادب و تاریخ ۴۴۲   ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵   تاریخ حافظ محمد بن رافع ح۶۷۳

پنجابی صوفی پوئیٹس ۴۹۶   ۱۰۵۳، ۱۰۶۰   تاریخ الخلفا ۳۰، ح۲۸۶، ۲۹۲

پنج گنج عشق ۸۴۵   تاریخ اوچ (اختر) ۳۰، ۴۹۹   ۳۰۲، ۳۰۳، ح۳۵۹، ح۳۶۰، ۴۸۸

سوز نامہ چارلس ۳۰
سفینۃ الاولیا ۳۰، ۲۲۴۲
۴۵۵، ۴۹۰، ۵۲۰
۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۶۲
۲۵۶۱، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶
۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹
۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۵۷۳
۲۵۷۷، ۲۵۸۰، ۲۶۱۷
۲۶۲۳، ۲۶۲۵، ۲۶۳۶
۲۶۳۹، ۲۶۴۳، ۲۷۲۳
۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶
۲۷۳۳، ۲۷۳۸، ۲۷۴۱
۲۹۳۴
سکینۃ الاولیا ۳۰، ۲۹۶۷
سلاسل الانوار ۳۰، ۲۶۳۵
سلسلہ عالیہ قادریہ ۱، ۲۷۷
۲۷۹۳، ۲۹۸
سنن ابن ماجہ ۳۰، ۲۲۰۶
سنن ابی داؤد ۳۱، ۸۸
۱۱۴، ۲۲۰، ۲۰۸
۲۲۲۳، ۲۲۷۱، ۲۹۳

۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۹۷۴
سنن دارقطنی ۳۱، ۲۴۴۹، ۲۴۱۰
سنن سعید بن منصور ۳۱، ۱۳۲
سنن نسائی ۳۱، ۲۲۰۷، ۲۰۷
۲۰۹، ۲۴۱۰، ۴۷۱
سیر الاولیا ۳۱، ۱۹۱، ۲۴۲۱
سیر الاقطاب ۳۱، ۴۱۸
۲۴۲۱، ۴۳۰، ۴۵۵
سیر الائمہ ۳۱، ۲۳۷۳
سیر المتأخرین ۳۱، ۹۹۷
سیر المدار (ظہیر الابرار) ۳۱
۵۴، ۵۵، ۲۵۶
۲۵۸، ۷۱، ۷۴
سیر المعانی ۳۱، ۷۵
سیرۃ الرسول ۳۱
سیرۃ الحلبی ۳۱، ۲۳۷۳
سیرۃ النبلاء ۳۱، ۷۰۹
سیرۃ النبی ۳۱، ۱۸۱، ۲۱۰۲۰
۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶
۱۸۷، ۲۰۰، ۲۲۳
۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۸

۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۲
۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵
۲۲۳۶، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹
۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۳
سیرۃ النعمان ۳۱، ۲۴۸۰
سیرۃ غوث اعظم ۳۱، ۲۴۹۴
۲۶۵۰، ۲۶۵۲، ۲۶۷۵
۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸
۲۷۰۹، ۲۷۱۳، ۲۷۱۵
۲۷۱۸، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴
۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۳۳
۲۷۳۷، ۲۷۴۰، ۲۷۴۴
۲۷۵۱، ۲۷۵۳، ۲۷۷۰
سیر کبیر (امام محمد) ۱۸۱
سیف چشتیائی ۳۱، ۲۸۱، ۲۸۱
سیف مسلول ۳۲، ۳۴۷

ش

شاہجہاں نامہ ۳۲، ۲۹۹۲
شجرۃ الانوار ۳۲، ۲۷۵۷
۲۷۵۹، ۷۶۴، ۷۷۳
۲۷۷۷، ۷۸۰، ۷۸۳

ص

مجالس الابرار ۴۰، ۹۷۵	مدارج النبوۃ فی معارج الفتوۃ	مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ ۱م
مجالس الحسنہ ۴۰، ۵۲۴	۱م، ۷۸، ۱۵۹، ۲۳۴، ۲۴۲	مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد
مجمع الاحباب فی مناقب الاصحاب	۲۲۳۵، ۲۳۶، ۲۲۳۷	۱م، ۹۴۴، ۹۷۶
۴۰، ۳۶۸، ۲۴۱۰	۲۲۴۳، ۲۲۴۶، ۲۲۵۰	مرقع کلیمی ۱م، ۷۸، ۲۲۴۰، ۲۲۸
مجمع الاسرار ۴۰، ۲۹۵۳	۲۲۵۱، ۲۵۹، ۲۲۶۷	مزیل اللبس عن حدیث ردّ الشمس
۹۵۴، ۲۱۰۱۵	۲۲۷۰، ۲۲۷۳، ۲۸۲	۱م، ۳۵۰
مجمع البحار ۴۰، ۹۷	۸۳۳، ۹۳۲	مسالک السالکین فی تذکرۃ الاولیاء
مجمع الزوائد ۴۰، ۷۷۸، ۹۷	مدخل (بیہقی) ۱م، ۹۷۴	۱م، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۸۳
مجموعۃ الفتاوی ۴۰، ۹۷۸	مذاق العارفین ۱م	۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۲، ۱۸۲
مجموعہ کلمات ۳۵۶	۳۶۲، ۳۶۴، ۲۴۴۰	۱۸۳، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰
مجموعہ نصائح حکم و امثال ۳۵۷	۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۹۵	۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴
مجموعہ وظائف قادری نوشاہی	۲۵۰۴، ۲۵۲۵، ۲۵۳۵	۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹
۴۰، ۱، ۲۴۱	مرآۃ احمدی ۳۰	۲۲۴۳، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷
محبوب المعانی ۴۰	مرآۃ الجمال ۸۴۵	۲۲۴۸، ۲۸۵، ۲۲۸۶
مختارہ (تیمی) ۴۰، ۳۵۶	مرآۃ الجنان ۱م	۲۲۸۶، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹
مختارہ (مقدسی) ۴۰، ۲۲۲	۲۵۵۲، ۲۵۶۰	۲۲۹۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲
مخزن الاسرار الاکیدہ شرح قصیدہ	مرآۃ السالکین فی حالات الکاملین	۲۳۳۵، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹
الغوثیہ ۴۰، ۱۰۸	۱م، ۴۵۴	۲۳۳۰، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹
مخزن القادریہ ۴۰، ۲۶۵۲	مرآۃ العاشقین ۱م، ۱۳۸	۲۳۴۰، ۲۳۴۴، ۲۳۴۶
مخزن پنجاب ۴۰	مرآۃ الصوریہ ۱م، ۲۷۹۸	۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۸۲
۵۶۴، ۸۵۴	مرآۃ الوحدت [ترجمہ تعلیم غوثیہ] ۹۸۰	۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۸

قصیدہ

از شاعر بے مثال، ناظم خجستہ مقال، جناب
علامہ صوفی ابو کلیم محمد افضل صاحب طوسی
فاروقی نوشاہی بھیاری زاد فیوضہٗ

بحضور برادرم ماب

شمس الفقرا، بدر العلما، آفتاب نجابت و صحافت، ماہتاب
ذکاوت و لطافت حضرت سید ابو الظفر شریف احمد شرافت
نوشاہی برخورداری مدظلہٗ

اے ذاتِ حق ز نورِ جبینِ تو آشکار
نورِ جبیں ز حسنِ لقائے تو شعلہ بار

افشاں ز دستِ جودِ تو گنجینۂ طریق
مبلغ از عطائے شانِ سخائے تو شرمسار

بارِ دگر بشانِ دگر میکنم مدیح
گر چہ ثنائے حسنِ تو گفتم ہزار بار

ساقیِ میکدۂ تصوف تو ئی مگر
تشنہ لبم ز جامِ نگاہِ تو اے نگار

من آن نیم کہ دادِ داد است نمیدہم
تو آن نۂ کہ لطف و کرم میبری بکار

روحِ لطافتِ بوئے گلزار از تراست
جانِ صباحت خوئے باد از تو خوشگوار

من ابرِ ہیم دار پیران زلفِ سنبلت
اشکم مثالِ طفل گہر میکنم نثار

ہجرِ تو سخت مشکل و آسان نہ وصلِ ہم
سیماب وار میشدہ ام سخت بے قرار

حسنِ تو در نگاہ و خیالِ تو در دلم
عشقِ تو در سرشتم و بوئے تو در بہار

پیدا ست بر تو ہر چہ ز فکرم نہان شدہ
پنہانِ جملہ عالمے شد بر تو آشکار

تو نونہالِ گلشنِ عباس ذو العلم
تو نخلِ بوستانِ علی شیر کردگار

تو وارثِ علومِ خفی و جلیِ حق
تو واقفِ رموزِ ولائے چہار یار

دل دادہ ام بتو چہ گناہے کہ کردہ ام
ہست اعتبارِ حُسن ترا حُسنِ اعتبار

اے بو ظفر شرافتِ سیّد بیا بیا
داماں صبر گشتہ ز ہجرِ تو تار تار

بر سر ہمے نہی و بدستے گرفتہ
تقدیرِ عاشقانِ خود و تاجِ اختیار

آں کس کہ جرعۂ ز مئے چشمِ تو کشید
فارغ شدہ ز کون و مکاں ماند در خمار

در فقر سکّۂ تو رواں شد بعالمے
انداختی غلغلہ سرِ صحرا و کوہسار

مشاطگیِ زُلفِ پریشاں ز تو فراز
تو شانہ کارِ گیسوئے تقدیرِ روزگار

آئینِ حق پسندی و بیباکی از تو است
ہر اختیار جبر ترا جبر اختیار

ہر چیز یافتم کہ ولائے تو یافتم
نازم بریں کہ ہست گر ایں کفر دیندار

دل باختم ببازیِ عشقِ تو بوظفر
دیوانہ ام بکارِ خودم سخت ہوشیار

ایذائے تو بجدِ تغافل مرا پسند
بر من نگاہِ لطف و محبت گہے بیار

تو شہسوارِ عرصۂ توحیدِ گنج بخش
تو شاہکارِ دستِ ازل بالیقیں شمار

من ہر چہ یافتم بطفیلِ تو یافتم
من اینکہ گفتہ ام تو مرا منفعل مدار

زیبائشِ حریمِ تصوف رہینِ تست
آرائشِ طریق ہمہ از تو بہار

کردی تو چوں خزانۂ ساقی گری ادا
ہر ہوشیار مست شد و مست ہوشیار

خورشید جبہ سائیِ دربارِ تو کند
ہم بر درت جمالِ قمر ہمچو خاکسار

خاکِ درِ تو بوسہ گہِ جاہلانِ ہوش
خاکِ درِ تو سرمۂ دہ چشمِ بادہ خوار

گفتارِ تو چہ سیلِ روانِ بلاغت است
کردارِ تست خُلقِ شہنشاہِ ذوالفقار

صدیق وار دادِ خلافت ہمے دہی
فاروق وار شہرۂ عدلت بہر دیار

کرّار وار مصدرِ فقر و غنا توئی
عثمان وار جامعِ اوراقِ انتشار

الحق کہ عاملِ سُننِ مصطفےٰ توئی
والحق کہ فقرِ مصطفوی از تو بہرہ دار

بلبل بسوزِ دردِ تو نغمه سرا شده — قمری ثنائے حسنِ لقائے تو بار بار

ما را چه احتیاج بمداوائے رنج و غم — دیدارِ تست باعثِ تسکینِ اضطرار

سر میزنم بسنگِ درت بهرِ جلوهٔ — آورده‌ام شفیعِ کرم چشمِ اشکبار

دیباچهٔ کتابچهٔ عشقِ جعدِ تو — عنوانِ نسخه‌هائے غم و رنج و انتظار

آن را که حدِ فاصلِ زلفین گفته‌ام — زیرا که هست جادهٔ هموارِ ذوالفقار

چشمانِ تو فریب دهِ آهوانِ چین — دندانِ تو شکیب دهِ دُرِّ شاهوار

خاکِ درِ تو سرمه دهِ توتیائے چشم — آبِ درِ تو بوسه گهِ میر و شهریار

خاکِ درِ تو زیست دهِ کشتگانِ شوق — آبِ درِ تو داد گهِ شاهِ هر دیار

خاکِ درِ تو خاکِ شفائے مریضِ جسم — آبِ درِ تو آبِ شفائے تبِ قرار

خاکِ درِ تو سوز دهِ عشقِ ساده دل — آبِ درِ تو عشوه دهِ حسنِ طرحدار

خاکِ درت به ناصیه‌ام سندِ بندگی — آبِ درت برائے جبینم کلیدِ کار

پیشانیِ تو نورِ سعادت دهِ صباح — زلفِ تو آب و تاب دهِ حسنِ نوبهار

پیشانیِ تو آئینهٔ کبریا نما — دیدارِ تست دیدِ رخِ مهرِ نوربار

جانِ صباحت است بوئے زلفِ عنبرین — روحِ لطافت است خوئے زلفِ مشکبار

شد مظهرِ جمالِ الٰهی جمالِ تو — آئینه‌دارِ سطوت و جبروتِ کردگار

ذهنت چه تنگ همچو دلِ تنگنائے شوق — دستت گشاده همچو خیالِ حریمِ یار

دیدارِ تو فروغ دهِ چشمِ سرمه سا — دیدارِ تو دماغ دهِ شعرِ سحرکار

حلقه بگوشِ حسنِ ترا حسنِ ساده رو — دربانِ بارگاه ترا عقلِ پخته کار

قدرے بنه بوادیِ عشق دل و جگر — هست عشق مستقل مبین و زیست مستعار

ابرو نشانه تیغِ دو دم زلفِ تو کمند — لبِ کانِ شکرین و قدت سروِ جویبار

شانِ جمال و شانِ جلالت فزونتر است — هست افتخارِ شان ترا شانِ افتخار

چوں اسمِ ذات اسمِ تو حلّالِ مشکلات ‏— شد بہرِ زیں وظیفۂ ما لیل والنہار

از خوبیِ تحفظِ دینِ نبی ز تو ‏— شجرِ طریقِ ختم ہمل یافت برگ و بار

آں خاکِ فخر خاک بجائے کہ میرسی ‏— فسق و فجور و شرک بگوئید الفرار

ہر منتہی دریں غمت نیست مبتدی ‏— جبریل وار گردِ درِ تست کاردار

دنیا ندیدہ ہم چو تو استادِ اہلِ شرع ‏— گیتی نزادہ ہم چو تو علّامِ روزگار

عمرت دراز باد و مثالِ شعاعِ مہر ‏— دولت غلام و شرف و شکوہ شان تجتبا

با زلفِ تابدارِ تو چوں ہست نسبتم ‏— دارم تراوشِ ہمہ اشعارِ آبدار

یک شمۂ ز دفترِ وصفِ تو شعرِ من ‏— گو تم بشانِ حُسنِ تو گر یک ز صد ہزار

حرفے ز حسنِ سیرتِ مہتی علی سیر ‏— لفظے ز بابِ خُلقِ توئی مصطفےٰ شعار

پیراستہ بزیورِ سجادگیِ عشق ‏— اشغالِ ذکر ہم چو روانیِ آبشار

من طورِ غرقہ ام بمعاصی ندد ندد

چشمِ کرم نما کہ منستم گناہگار

تمام شد

چیف کیمرہ اپریٹر ۔ محمد شریف عامر ولد ابراہیم سیالکوٹی

لیبارٹری انچارج ‏— عبدالسلام

ہیڈ ریٹچر ‏— محمد اعجاز انور

زیرِ نگرانی ‏— جناب محمد انور صاحب

برائٹ پروسس [illegible] لاہور

حضرت مصنف کی دیگر

نادر تصانیف

۱۔ **شریف التواریخ جلد دوم** : اس میں سات طبقے ہیں جن میں حضرت گنج بخش کی اولاد امجاد، حضرت سخی شاہ سلیمان کی اولاد، حضرت پاک رحمان اور ان کے اخلاف، حضرت پیر سچیار اور ان کی اولاد، حضرت صالح محمد اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ (زیر طبع)

۲۔ **شریف التواریخ جلد سوم** : اس کے بارہ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں پشت دار فقرائے سلسلہ نوشاہیہ کے حالات تحریر ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ (زیر طبع)

۳۔ **تذکرہ نوشہ گنج بخش** : اس میں حضرت نوشاہ عالیجاہ کے مکمل و مستند حالات تحریر ہیں جو نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۱۵ روپے

۴۔ **انتخاب گنج شریف اردو** : یہ مقتدائے سلسلہ نوشاہیہ، حضرت نوشہ گنج بخش کا اردو کلام معرفت التیام ہے۔ مرتبہ سید شرافت نوشاہی قیمت ۲۷ روپے

۵۔ **مواعظ نوشہ پیر** : اس میں حضرت نوشہ صاحب کے پنجابی نثر میں پانچ وعظ ہیں۔ یہ آج سے چار سو سال قدیم پنجابی نثر ہے۔ مرتبہ سید شرافت نوشاہی
قیمت ۲ روپے

○

ملنے کے پتے

- ادارہ معارف نوشاہیہ۔ ساہن پال شریف۔ ضلع گجرات
- ادارہ معارف نوشاہیہ۔ نوشاہی منزل محمدی پارک راجگڑھ۔ لاہور